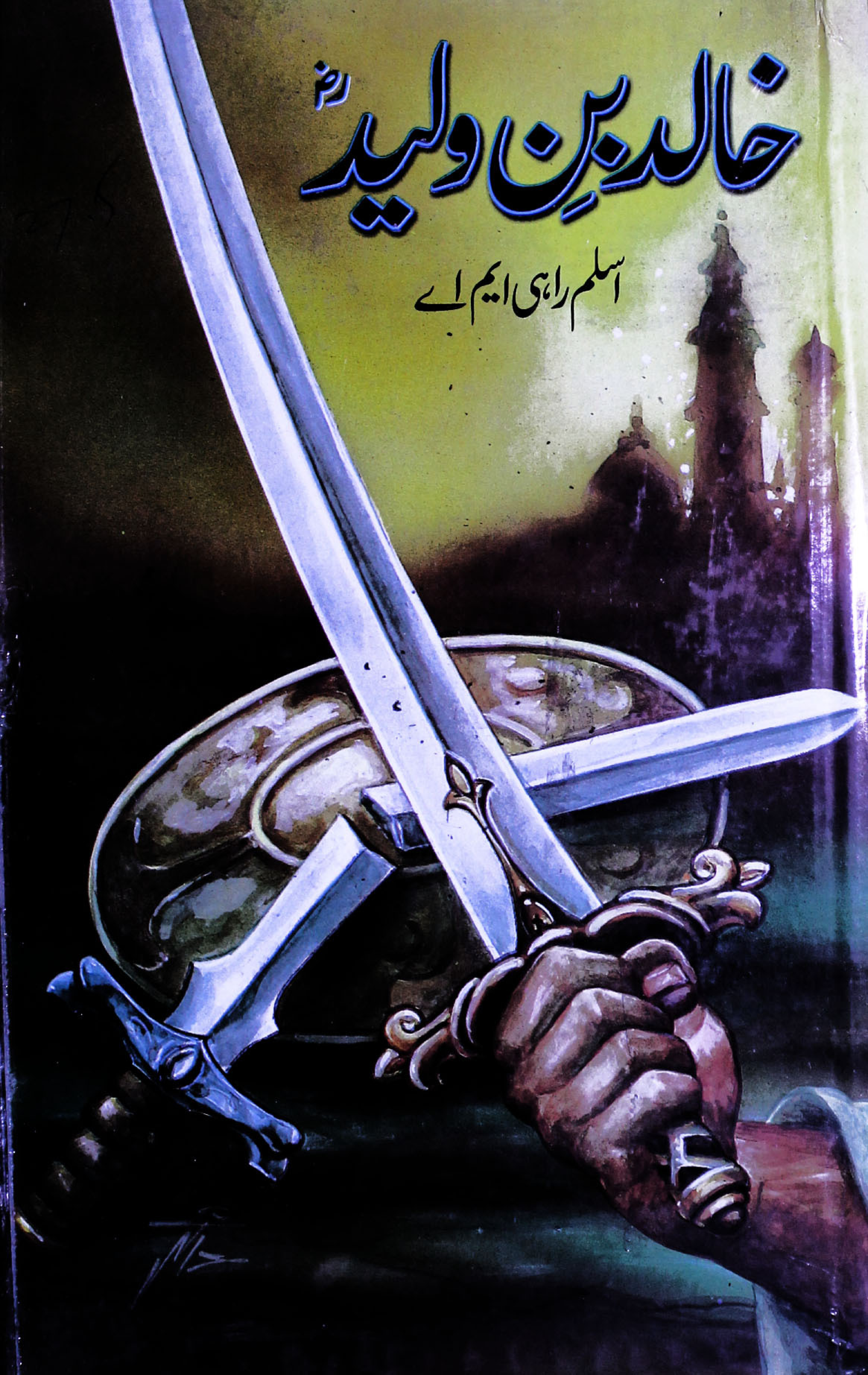
خالد بن ولیدؓ
اسلم راہی ایم اے

Marfat.com

...... ولولہ انگیز تاریخی ناول ......

خالدؓ بن ولید

اسلم راہی ایم۔ اے

مکتبہ القریش
قذافی مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔
فون: 7352835-7231595

Marfat.com

98273

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	:	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	:	نیر اسد پرنٹرز لاہور
سن اشاعت	:	2010ء
تعداد	:	600
کمپوزنگ	:	کلاسکس کمپیوٹرز
قیمت	:	-/700 روپے

فون: 37231595-37352835

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

Marfat.com

پیش لفظ

تاریخ عالم کا اگر مطالعہ کیا جائے تو ایسے بہت سے سالار حکمران ملیں گے جنہوں نے اپنی تلوار اور تدبیر کی بدولت زمانے بھر سے اپنی شجاعت، اپنی جرأت مندی، کامیابی اور فتح و نصرت کا لوہا منوایا جنہوں نے بڑے بڑے معرکے سر کر کے قوموں کی قسمتیں اور دنیا کا نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا۔ لیکن ان معرکوں کے دوران انہوں نے نا انصافی، ظلم، خون ریزی اور تشدد کی انتہا بھی کی۔ دنیا کے بے شمار فاتحین ہیں جن کے حالات پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں طاقت نے کمزوری کو، کثرت نے قلت کو، ظلم نے مظلومی کو شکست دے کر انہیں اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔

لیکن دنیا کے ان فاتحین میں جب ہم خالدؓ بن ولید کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے زندگی کے حالات پڑھتے ہیں تو یہ حیرت انگیز راز منکشف ہوتا ہے کہ خالدؓ بن ولید کے ہاں مظلومی نے ظالموں کے گریبان چاک کئے۔ قلت نے کثرت کو اپنے سامنے سرنگوں کیا۔ زیردستوں نے زبردستوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کیا۔ بے سروسامانی نے حرب وضرب کے سارے سامان سے لیس لشکروں کو اپنے سامنے بے بس اور مجبور کیا۔ انصاف نے ناانصافیوں کو اور معمولی ہتھیاروں سے لیس مجاہدوں نے آہن پوش سواروں کو اپنا اسیر بنا کر رکھ دیا۔

خالدؓ بن ولید نے جنگِ یرموک میں دشمن کی ساٹھ ہزار سپہ کے مقابلے میں صرف ساٹھ مجاہدوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور شاندار فتح حاصل کی۔ جنگِ موتہ میں ان کی کمانداری میں صرف تین ہزار مجاہد تھے لیکن ان کے مقابلے میں رومن لشکر کی تعداد ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ لیکن دنیا کے اس عظیم سپہ سالار اور دنیا کے اس ناقابل شکست سپاہی نے ایک لاکھ رومنوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔

جب ہم دنیا کے بڑے بڑے عظیم فاتحین، بڑے بڑے ناقابل شکست حکمرانوں سے

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کی زندگی کا موازنہ کرتے ہیں تو خالدؓ بن ولید کے واقعات ان سب پر حاوی اور بھاری دکھائی دیتے ہیں۔ خالدؓ بن ولید صحرائے عرب کے غیر تربیت یافتہ مٹھی بھر افراد کے ساتھ دنیا کی دو بڑی عظیم مملکتوں کے سامنے آتے ہیں۔ ایران کے کسریٰ کے پاس لاکھوں کی تعداد میں تربیت یافتہ لشکری تھے۔ رومنوں کے شہنشاہ قیصر کے پاس ان گنت آہن پوش اور منظم لشکری تھے لیکن یہ سارے لشکری خالدؓ بن ولید کے غیر تربیت یافتہ مجاہدین کے سامنے خس و خاشاک کی طرح اُڑتے دکھائی دیتے ہیں اور یہ سب کچھ خالدؓ بن ولید کی جنگی اور حربی تدابیر کے باعث ہی تھا۔

خالدؓ بن ولید چھوٹے چھوٹے لشکروں کے ساتھ ایرانیوں اور رومنوں کی وسیع سلطنتوں سے ٹکرائے۔ ان دونوں سلطنتوں کے وسائل اور سامانِ حرب و ضرب کا کوئی اندازہ نہیں تھا جبکہ ان کے مقابلے میں تعداد میں کم ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔ پھر ایران اور رومنوں کی سلطنتوں کو ان کی پشت کی طرف سے برابر رسد اور کمک بھی مل رہی تھی۔ اس کے باوجود خالدؓ بن ولید نے اپنی جرأت مندی اور اپنی دلیری اور بے باکی کے باعث ان دونوں سلطنتوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

اپنی سرزمینوں سے سینکڑوں میل دُور، پرائے ملک میں خالدؓ بن ولید نے جو ایرانیوں اور رومنوں کو چھوٹے چھوٹے لشکروں کے ساتھ شکستیں دیں وہ کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ آپؓ نے ان بڑی بڑی اقوام کو زیر کرنے میں جو تدابیر اختیار کیں ان سے آپ کے حُسنِ تدبر، آپؓ کی شجاعت اور آپؓ کی بے باکی کا پتہ چلتا ہے۔ کسی بھی جنگ میں آپؓ نے دوسرے سالاروں یا حکمرانوں کے قاعدوں یا طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنی فتح مندی کو یقینی نہیں بنایا۔ آپؓ نے ہمیشہ اپنے طریقوں کے ساتھ جنگ کی بساط بچھائی۔ نئے اسلوب وضع کیے۔ کسی موقع پر آپؓ نے صرف اپنے لشکر کی صفوں میں ردو بدل کر کے اور ترتیب بدل کر دشمن کو حیران کر دیا، اپنی فتح مندی کو یقینی بنایا۔ کئی مواقع پر آپؓ نے اپنے لشکر کو ذرا پیچھے ہٹا کر دشمن کو حیرت میں ڈالا اور ان کی شکست کو یقینی بنا دیا۔ بہت سے مواقع پر مٹھی بھر مجاہدین کے ساتھ اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر پر آپؓ آندھی اور طوفان کی طرح چھا گئے اور زبردستوں کو اپنے سامنے زیردست بنا کر رکھ دیا۔ کسی موقع پر آپؓ برق کی تیزی

Marfat.com

سے ہفتوں اور مہینوں کی منزلوں کو اپنے سامنے دنوں میں سمیٹتے ہوئے دشمن کی توقعات کے بالکل برخلاف ان کے سر پر جا پہنچے اور انہیں ایسا خوفزدہ کیا کہ دشمنوں کو آپؓ کے سامنے اپنے پاؤں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ کئی مواقع پر آپؓ نے ایسی تیزی، ایسی سرعت کے ساتھ دشمنوں کا تعاقب کیا اور انہیں جالیا کہ دشمن یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ مسلمانوں کے گھوڑوں کے سامنے زمین سمٹتی ہے۔

بہر حال، اگر دنیا کے بڑے بڑے عظیم سالاروں اور فاتحین کے ساتھ خالدؓ بن ولید کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات بلا شبہ کہی جا سکتی ہے کہ خالدؓ بن ولید نہ صرف دنیا کے واحد ناقابل تسخیر سالار تھے بلکہ آپؓ دنیا کے سب سے بڑے اور عظیم جرنیل بھی تھے۔

اسلم راہی ایم۔اے

Marfat.com

Marfat.com

انطاکیہ شہر کے نواح میں دریائے اورنٹس کے کنارے دور دور تک شامیانے نصب تھے سامنے والے بڑے سنہری رنگ کے شامیانے تلے ایک اونچی شہ نشین بنا دی گئی تھی۔ جس کے دائیں بائیں عمدہ قسم کی نشستوں کا اہتمام کیا گیا تھا اور شہ نشین کے بالکل سامنے رنگارنگ اور انتہائی خوبصورت ریشمی قناتوں کے درمیان ایک میدان کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔

سنہری قناتوں سے گھرے ہوئے اس میدان کے چاروں طرف ان گنت لوگ جمع ہو چکے تھے شہ نشین کے اوپر صرف تین انتہائی پرتکلف نشستیں خالی تھیں اور ان نشستوں کے لئے رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس اس کے بیٹے قسطنطین اور بیٹی زوزان کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

آخر پشتی حصے سے رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس اپنے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ نمودار ہوا تینوں شہ نشین پر چڑھے ایک نشست پر رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس بیٹھا اس کے پہلو میں قسطنطین اور قسطنطین کے ساتھ ہرکولیس کی بیٹی اور قسطنطین کی بہن زوزان بیٹھ گئی تھیں۔

قسطنطین اور زوزان دونوں بہن بھائی اپنے باپ کے دائیں جانب بیٹھے تھے زوزان کے آگے ہرکولیس کا بہترین سپہ سالار وردان بیٹھا ہوا تھا اور یہ حمص شہر کا حاکم بھی تھا۔ وردان کے ساتھ اس کا بیٹا حمران تھا۔ حمران کے آگے اس کی ماں اور وردان کی بیوی میخالہ اور میخالہ کے ساتھ وردان کی بیٹی اور اس کی دور کی سب سے حسین ترین لڑکی مریشا بیٹھی ہوئی تھی۔

مریشا کے ساتھ ہرکولیس کی دوسری بیٹی کیتھرائن تھی۔ کیتھرائن کے ساتھ آگے توما تھا۔ توما ہرکولیس کے بہترین سالاروں میں سے تھا اور یہ ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن کا شوہر بھی تھا۔

Marfat.com

توما کے ساتھ ہربلیس بیٹھا ہوا تھا یہ حاکم حمص وردان کی بیٹی مریشا سے بے پناہ محبت کرنے کا دعویٰ دار بھی تھا۔ ہربلیس کے ساتھ حمص کا مذہبی پیشوا مرلیس اس سے آگے ہرکولیس کا سالار رکلوس بیٹھا ہوا تھا۔

ہرکولیس کے بائیں جانب اس کے سالاروں میں سے ایک بہترین سالار بایان بیٹھا ہوا تھا۔ بایان کے ساتھ یوقنا تھا یہ حلب کا حاکم تھا۔ یوقنا کے ساتھ قنسرین کا حاکم لوقا اس کے ساتھ دمشق کا حاکم عزرائیل اس کے ساتھ اومان کا حاکم اصطفان اس کے آگے رستن شہر کا حاکم نقیطا تھا سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے باقی نشستوں پر بھی قسطنطنیہ سے آنے والے اور انطاکیہ کے روساء اور معززین بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عام لوگ میدان کے اردگرد ایک جم غفیر کی صورت میں جمع ہو چکے تھے۔

ہرکولیس کا صدر مقام قسطنطنیہ تھا انطاکیہ کو وہ ایشیا کا صدر مقام خیال کرتا تھا۔ اور یہاں اکثر و بیشتر اس کا بیٹا قسطنطین ہی بیٹھتا تھا لیکن ہرکولیس بھی سال میں کئی ماہ انطاکیہ میں قیام کر کے ایشیائی علاقوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔

اس روز دریائے اورنٹس کے کنارے جو جشن کا سماں برپا کیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس، اس کے سالاروں اور امراء کو یہ خبر ہو چکی تھی کہ مسلمانوں محترم رسول ﷺ وصال پا چکے ہیں اس بناء پر یہ لوگ خوشی کا اظہار کرنے کے لئے وہاں جمع ہوئے تھے۔

اس دور میں رومن مسلمانوں کو اپنا سب سے خطرناک دشمن خیال کر رہے تھے۔ اس بناء پر ان کا اندازہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے محترم رسولؐ کے وصال پانے سے شائد مسلمانوں کے اندر کمزوری کے آثار پیدا ہو جائیں گے جس طرح انہوں نے ارض شام کی طرف پیش قدمی شروع کر دی تھی، وہ رک جائے گی اور مسلمان آنے والے دور میں رومنوں کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں بنیں گے۔

ہرکولیس جب اپنی نشست پر بیٹھ گیا تب اس کا بیٹا قسطنطین جو عموماً انطاکیہ ہی میں قیام کرتا تھا اپنے باپ ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے میرے باپ! اس جشن کے شروع میں کچھ تیغ زن میدان میں اتر کر اپنے فن کا مظاہرہ کریں گے اس کے بعد میری بہن زوزان اور محترم وردان کی بٹی مریشا کی طلب ہے کہ ان کے لئے ایسے غلام مہیا کئے جائیں جو ان کے محافظ کے طور پر بھی کام کریں۔ پدر محترم! چند دن پہلے مشرقی سرزمینوں سے کچھ غلام آئے تھے جنہیں کچھ تاجر

Marfat.com

یہاں لے کر آئے تھے۔ میں نے ان سارے غلاموں کو خرید لیا ہے تیغ زنوں کے مقابلے کے بعد آپ ان غلاموں کا بھی جائزہ لیجئے گا۔ میں چاہتا ہوں ان غلاموں کا بھی تیغ زنی کا مقابلہ کرایا جائے۔ جو تیغ زنی، طاقت اور قوت میں اچھے ثابت ہوں گے انہیں ہی میں چاہتا ہوں اپنی بہن زوزان اور محترم وردان کی بیٹی مریشا کے لئے محافظ اور غلام مقرر کیا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قسطنطین جب خاموش ہوا تب ہرکولیس اپنے بیٹے کو مخاطب کرنے کے کہنے لگا۔

''قسطنطین، میرے بیٹے! سب سے پہلے اپنے سالاروں اور مختلف شہر کے حاکموں کو میرے سامنے لاؤ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر ان سے گفتگو کروں گا۔''

اس کے بعد مقابلوں کا اہتمام کیا جائے گا۔ قسطنطین نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے باپ اور رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے ذاتی غلام بالیس کو بلایا۔

یاد رہے کہ بالیس گو ہرکولیس کا غلام تھا لیکن شکل وصورت میں بالکل ہرکولیس لگتا تھا اور اس کی شکل ہرکولیس سے اس درجہ ملتی تھی کہ اجنبی ان دونوں میں امتیاز کرنے میں دقت کا سامنا کر سکتے تھے۔

بہر حال قسطنطین نے جب بالیس کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا وہ اس کے قریب آیا اس پر اسے مخاطب کر کے قسطنطین کہنے لگا۔

''سارے سالاروں، سارے شہر کے حاکموں اور امراء کو یہاں سامنے آنے کا حکم جاری کرو۔''

بالیس وہاں سے ہٹ گیا بڑی تیزی سے وہ حرکت میں آیا اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ سارے شہروں کے حاکم و سالار اور سرکردہ امراء اور روساء شہ نشین کے سامنے آن کھڑے ہوئے تھے ہرکولیس کچھ دیر تک انہیں بڑے غور سے دیکھتا رہا آخر ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے جانثار ساتھیو! یہاں آ کر مجھے جو سب سے اچھی خبر ملی ہے وہ یہ کہ عربوں کے رسول ﷺ وصال پا چکے ہیں۔ ان کی وجہ سے میں اپنی سلطنت کے لئے خطرہ محسوس کر رہا تھا اس لئے کہ اس سے پہلے جو عربوں کے ساتھ ہماری دو جھڑپیں ہوئی تھیں ان جھڑپوں میں عربوں کے چھوٹے چھوٹے معمولی لشکروں نے بھی ہمارے جرار لشکروں کو بدترین شکست دی تھی۔ اس بناء پر میں یہ خیال کرنے لگا تھا کہ

Marfat.com

والے دور میں شائد مسلمان ارض شام میں دور تک پیش قدمی کرتے چلے جائیں گے۔
لیکن اب میں خیال کرتا ہوں کہ شائد وہ شمال کی طرف اب پیش قدمی کرنے کی ہمت نہ کریں گے لیکن یہ میرا اندازہ ہے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ اس کے باوجود میں نے تمہیں دو باتوں کے لئے بلایا ہے میں چاہوں گا کہ ان پر سختی سے عمل کیا جائے۔
پہلی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ تم سب جانتے ہو گزشتہ کئی برسوں سے ایران کے ساتھ ہماری چپلقش چلی آ رہی تھی۔ مختلف جنگوں میں ان گنت رومن اور ایرانی مارے گئے۔ اب جبکہ عرب کے صحراؤں سے ایک نئی طاقت اور قوت کروٹ لے رہی ہے تو ہمیں ایرانیوں سے اپنی ساری مخالفت اور دشمنی کو ترک کر دینا چاہئے آج کے بعد ہمارا ہر سالار ہر امیر اور ہر شہر کا حکمران ایرانیوں سے تعاون کے رویے پر عمل پیرا ہوگا۔ یہ میرا پہلا حکم ہے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا
"اگر ہم اس موقع پر ایرانیوں سے تعاون کرتے ہیں تو یاد رکھنا آنے والے دنوں میں اگر ہمارے اندازے درست نہیں ہوتے اور عرب کے صحراؤں میں کروٹ لیتی وہ قوت صحرا سے نکل کر ہمارا یا ایرانیوں کے علاقوں کا رخ کرتی ہے تو نہ اکیلے رومن اسے روک سکیں گے اور نہ ایرانی اکیلے آتش فشاں کی طرح ابھرتی اس قوت کا سامنا کر سکیں گے۔ لہٰذا اس قوت کا مقابلہ صرف ایرانی اور رومن مل کر ہی کر سکتے ہیں۔
دوسری بات جو میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جیسا کہ تم سب جانتے ہو ایران کے شہنشاہ نے حیرہ شہر کے عرب حاکم کا خاتمہ کر کے حیرا پر اپنی حکمرانی کر لی ہے۔ اب وہ حیرہ اور اس کے گرد و نواح میں جس قدر عرب قبائل آباد ہیں وہ انہیں اکسا رہا ہے کہ وہ عرب ان عربوں سے برسرپیکار ہو جائیں جنہوں نے عربوں کے رسول ﷺ پر ایمان لا کر ایک نئی اور بڑی طاقت بننا شروع کر دیا ہے۔
جس طرح ایران نے حیرہ شہر پر قبضہ کر کے عربوں کو عربوں سے لڑانے کا تہیہ کر لیا ہے اسی طرح ہمیں بھی یہ رویہ اختیار کرنا چاہئے۔
تم سب جانتے ہو کہ شمال میں عربوں کے غسانی قبائل کی حکومت ہے میں چاہوں گا کہ ہمارے ہر شہر کا حاکم ہمارا ہر سالار و رئیس اور امیر غسانی قبائل کے ساتھ

Marfat.com

پورا پورا تعاون کرے اگر ہم غسانیوں کو پوری طرح اپنے ساتھ ملا لیں تو انہی غسانی عربوں کی مدد سے ہم مسلمانوں کو شمال کی طرف بڑھنے سے روک سکتے ہیں اور پھر غسانیوں کی حفاظت کرنا بھی ہمارا فرض ہے اس لئے کہ وہ نصرانی عرب ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس خاموش ہو گیا تھا۔

اس کے خاموش ہونے پر اس کے سارے سالاروں، مختلف شہروں کے حاکموں و روساء اور امراء نے اس کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا تھا اور سب نے ہرکولیس کو یقین دلایا تھا کہ اس کے ان دو احکامات پر سختی سے عمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد ہرکولیس کے کہنے پر ہر کوئی جا کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔ ساتھ ہی ہرکولیس کے بیٹے قسطنطین کے اشارے پر میدان جنگ میں تیغ زنی کے مقابلے شروع ہو گئے تھے۔

کافی دیر تک اس کھلے میدان میں تیغ زنی کے علاوہ گھڑ دوڑ، نیزہ بازی اور دوسرے کھیلوں کے مقابلے ہوتے رہے۔ ان مقابلوں کے اختتام کے بعد قسطنطین ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''پدر محترم! ہمارے ہاں سب سے طاقتور اور بہترین تیغ زن ہمارا رومن پہلوان بطورس خیال کیا جاتا ہے۔ بطورس کے بعد لوگس ہے جو اپنی تیغ زنی طاقت وقوت میں جواب نہیں رکھتا میں نہیں جانتا بطورس اور لوگس میں طاقت اور تیغ زنی میں کون بالا ہے لیکن بطورس کو لشکریوں میں کامیابی اور فتح مندی کی علامت خیال کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے کسی کا غلام یا محافظ نہیں مقرر کیا جا سکتا۔

باقی لوگس رہتا ہے اب میری بہن زوزان بھی چاہتی ہے کہ لوگس ہی اس کا غلام اور محافظ بنے جبکہ محترم وردان کی بیٹی مریشا کا بھی یہی خیال ہے کہ لوگس کو اس کا محافظ اور خادم مقرر کیا جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد قسطنین رکا پھر کہنے لگا۔

''پدر محترم! جن غلاموں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں زیادہ تر غلام کمزور جثے کے ہیں تیغ زنی میں بھی اتنی مہارت نہیں رکھتے ان میں دو ایسے ہیں جو تیغ زنی کی مہارت رکھتے ہیں ان کا مقابلہ لوگس سے کرایا جا سکتا ہے میں نے ان دونوں سے بات کی تھی ان دونوں میں سے ایک کا نام وامس ابوالہول ہے دوسرے کا نام حویلم بن خارج ہے جہاں تک حویلم بن خارج کا تعلق ہے تو اس نے اپنی زبان سے تسلیم کر لیا تھا کہ اس کا ساتھی وامس ابوالہول طاقت وقوت اور تیغ زنی میں اس سے بالا و اعلیٰ ہے

Marfat.com

اب ان سب غلاموں میں وامس ابوالہول ہی ایک ایسا ہے جس کا مقابلہ لوگس سے کرایا جاسکتا ہے ان دونوں کی تیغ زنی کے مقابلے سے جہاں یہاں بیٹھے لوگ محظوظ ہوں گے وہاں ان دونوں میں سے ایک کو زوزان کا دوسرے کو مریشا کا خادم اور محافظ مقرر کردیا جائے گا اب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ کون کس کا محافظ اور خادم ہوگا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد قسطنطین رکا پھر دوبارہ اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”اگر آپ کہیں تو میں سارے غلاموں کو آپ کے سامنے لاؤں آپ سب کو ایک نظر دیکھیں۔“

جواب میں ہرکولیس مسکرایا اور کہنے لگا۔

”تم نے سارا معاملہ خود ہی حل کردیا ہے اب مجھے سارے غلاموں کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تم اب اس غلام کو میرے پاس لاؤ جس کا نام تم نے وامس ابوالہول بتایا ہے۔ اس کا اور لوگس کا مقابلہ کرواؤ۔ دیکھتے ہیں تیغ زنی میں کون زیر اور کون کامیاب رہتا ہے۔“

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بیٹی زوزان اور بیٹے قسطنطین کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”میرے بچو! وردان حمص کا حاکم ہے اور میرے سب سے ہردلعزیز اور کامیاب سالاروں میں سے ایک ہے...... اس کا بیٹا حمران اور اس کی بیٹی مریشا بھی مجھے تمہاری طرح عزیز اور پسندیدہ ہیں...... زوزان، میری بچی! میں جانتا ہوں تو ذرا سخت مزاج کی ہے لیکن یہاں میری بیٹی ضد نہیں کرنا...... جن دو تیغ زنوں کا مقابلہ ہوگا اب تم دونوں میں سے ہر کوئی یہی چاہے گا کہ جیتنے والا اس کا محافظ ہو...... میں معاملہ نہ تم دونوں پر چھوڑوں گا نہ اپنے آپ پر بلکہ تیغ زنوں پر چھوڑوں گا...... جو تیغ زن یہ مقابلہ جیتے گا پہلے اسے موقع دیا جائے گا کہ وہ تم دونوں کو دیکھے اور پھر وہ اپنی پسند کا اظہار کرے کہ تم دونوں میں سے وہ کس کا محافظ اور خادم بننا چاہتا ہے اس کے بعد ہارنے والا تم دونوں میں سے ایک کا محافظ اور خادم ہوگا۔“

ہرکولیس کے ان الفاظ کے جواب میں قریب بیٹھی اس کی بیٹی زوزان کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ہرکولیس مسکرایا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

”بیٹی! جو فیصلہ میں نے کیا ہے اس میں اب کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں اور نہ یہ تم

Marfat.com

اس معاملے میں ضد کرنا اور نہ ہی اس فیصلے کے خلاف کوئی آواز اٹھانا۔"
ہرکولیس کے ان الفاظ پر زوزان چپ ہو کر رہ گئی تھی۔

❖

قسطنطین نے جن دو غلاموں کا ذکر کیا تھا اور جن کے نام اس نے وامس ابوالہول اور حویلم بن خارج بتائے تھے دراصل یہ دونوں مسلمان تھے۔ صحرائے عرب کے وہ سوداگر جو مال کے لین دین کے سلسلے میں ارض شام کی طرف آتے تھے ان کے ہاتھ ہی ان دونوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور اب حالات اور وقت کی ستم ظریفی کہ دونوں غلام کی حیثیت سے انطاکیہ پہنچا دیئے گئے تھے۔ بعد کے دور میں ان دونوں بہترین مسلمانوں نے رومنوں کے خلاف جنگوں میں جو اپنی بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کیا اس کی تفصیل مورخین بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں اور ساتھ ہی ان دونوں کا نام لے کر ان کی کارکردگی کی تعریف بھی کرتے ہیں۔

آخر ہرکولیس کے حکم پر قسطنطین نے قریب کھڑے ایک مسلح جوان کو ہاتھ کے اشارے سے بلایا اور اسے وامس ابوالہول کو بلانے کے لئے کہا۔

وہ مسلح جوان وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ تھوی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ساتھ ایک خوب دراز قد، کسے ہوئے جسم کا ایک کڑیل نوجوان تھا وہ وامس ابوالہول تھا اسے جب ہرکولیس کے سامنے لاکر کھڑا کیا گیا تو ہرکولیس بڑے غور سے اسے سراپا کا جائزہ لینے لگا۔

ہرکولیس نے محسوس کیا اس کی آنکھوں میں اجنبیت کی ایسی کڑی فضا اور بے نام وحشت کی سی کیفیت کھول رہی تھی جیسے وہ وقت کے خاموش احساس کو کسی بھی وقت کڑوی پریشانی میں تبدیل کردے گا اس کے چہرے پر ایسے تاثرات محسوس کر رہا تھا گویا وہ نوجوان زیست کی پرخار وادیوں میں بھی خواہشوں کے نگر اور تمناؤں کے شہر آباد کرنے کی ہمت رکھتا ہے اور بے روگ آندھیوں میں بھی کھیتوں کی مٹی اور کھلیانوں کے تنکوں کی حفاظت کا ہنر جانتا ہے۔

کچھ دیر تک اسے غور سے دیکھنے کے بعد ہرکولیس اس سے بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا آخر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تمہارے جسم کا کڑاپن ...... تمہارا بلند اور دراز قد ...... تمہارے چہرے ...... تمہاری آنکھوں کے تاثرات بتاتے ہیں کہ تم ایک عمدہ تیغ زن ہو گے ...... کیا رومنوں

Marfat.com

کے کسی اچھے تیغ زن سے مقابلہ کرو گے ...... تیغ زنی میں کیسے ہو......؟''
لمحے بھر کے لئے و امس ابوالہول کے چہرے پر کڑوا سا تبسم نمودار ہوا تھا۔ پھر رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''اے رومنوں کے عظیم شہنشاہ! جب ہم پیدا ہوتے ہیں تو ماں کی طرف سے ہمیں رزمیہ گیتوں کے سوا کچھ نہیں ملتا اور جب ہمارا باپ مرتا ہے تو ورثہ میں ہمارے لئے تلوار کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑ کر جاتا......تلوار کا ہنر ہمیں ورثہ میں ملتا ہے تیغ زنی کا مقابلہ جس سے بھی کرائیں گے اس سے کرنے کے لئے تیار ہوں۔''
وامس ابوالہول کا یہ جواب سن کر ہرکولیس خوش ہو گیا تھا پھر کہنے لگا۔
''اگر یہ معاملہ ہے تو پھر میدان کے وسط میں جا کر کھڑے ہو جاؤ ابھی تمہارے مقابلے میں ایک تیغ زن نکلے گا تم دونوں کی تیغ زنی سے جہاں یہاں بیٹھے سارے لوگ محظوظ ہوں گے وہاں دونوں سے متعلق ایک اہم فیصلہ بھی کیا جائے گا۔ میں دیکھتا ہوں تم غلام ہو اور تمہارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ میدان میں پہنچو تمہیں مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار وہیں مہیا کیے جائیں گے۔''
اس پر وامس ابوالہول پلٹا اور میدان کے وسطی حصے کی طرف ہولیا تھا اس موقع پر ہرکولیس نے اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کیا۔
''قسطنطین میرے بیٹے! اب تم اٹھو لوگس کو تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اتارو ...... اپنے بہترین رومن پہلوان بطورس کو اس مقابلہ کا منصف مقرر کرو اور تیغ زنی کا مقابلہ کرنے والے ان دونوں کو ایک جیسے ہتھیار مہیا کرنے کا اہتمام کرو۔''
اس کے ساتھ ہی قسطنطین وہاں سے اٹھ کر شہ نشین کے پشتی حصے کی طرف چلا گیا تھا۔
تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا دوبارہ اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا اور سارے انتظامات کی تفصیل اس نے اپنے باپ کو دے دی تھی۔

❖

میدان کے وسط میں جا کر وامس ابوالہول چند لمحے آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر دل میں ہی دل میں کچھ کہتا رہا پھر ایک دم وہ زمین کی ننگی پیٹھ پر سجدہ ریز ہوا اور گڑ گڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''میرے اللہ! تو ہی ویران روحوں کو تسکین، شکن شکن جبینوں کو طمانیت عطا کرتا ہے ......تو ہی ذہن کو بے جا دلیلوں، دل کو بے ربط دھڑکنوں سے نجات دیتا ہے......تو ہی بجھی آگ کو آتش فشاں ......تو ہی بڑھکتی آگ کو گلستان بناتا ہے۔

میرے مالک !ارتقاء کی رفتار نے ہمیں غلامی کی دہلیز پر لا کھڑا کیا ہے ...... میرے اللہ! تیرے ہی دل کے سورج تلے سیپ کی آغوش میں گوہر پلتے ہیں خوابوں کے مقدر میں تعبیریں رقم ہوتی ہیں ...... میرے اللہ! زندگی کی طویل رہگزر پر تو ہی تہذیب کے سرطان کا رخ موڑتا ہے۔

میرے مہربان و بیدار مالک! تو ہی ناکامیوں کی دھوپ و مایوسیوں کے سیم و تھور، کالے قحط کی صورت میں پھیلتے صدیوں کے حصار کو کامیابیوں کے حسین سایوں و خوشیوں کی نسیم سحر اور ساعتوں کی بہتی خوشبو کا سا امن عطا کرتا ہے۔

میرے اللہ! تیرے اس طلسم خانۂ ارض و سما میں زندگی بھر نامساعد حالات کی آگ پھانکی ہے ...... میرے اللہ! اس میدان میں اپنے نام کے تقدس کے صدقہ میں میرے محترم رسول ﷺ عربی کے نام کے تقدس کے صدقہ میں مجھ خام کار کو پختہ کار بنا دے ...... میرے فکر کے بنجر پن کو خوشی کے خیابان بنا دے ......

میرے اللہ! مجھے طاقت و ہمت اور قوت عطا فرما کہ میں دشمنوں کے اژدھام کے اندر اپنے مد مقابل پر صحرا کی پیاس لمحوں کے ابال کا مزاج بن کر چھا جاؤں ...... میرے اللہ! ان شاخ زیتون پر بدامنی کی برق گرانے والوں کے سامنے مجھے محبت کے اجالوں کی کامیابی اور خوشبو کے جھونکوں کی فوزمندی عطا کرنا۔''

اس کے ساتھ ہی اپنی دعا ختم کر کے وامس ابوالہول اٹھ کھڑا ہوا تھا...... اس کی آنکھوں میں آنسو تھے ......اپنی آستین سے اس نے اپنے آنسو خشک کیے ...... پھر سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اس کے سامنے کی طرف سے دو جوان میدان میں اترے تھے ان دو میں سے

Marfat.com

ایک رومن پہلوان بطورس دوسرا لوگس تھا جس سے وامس ابوالہول کا تیغ زنی کا مقابلہ تھا۔

دونوں قریب آئے پھر ان میں سے جو بطورس تھا وہ وامس ابوالہول کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مجھے تمہارا نام وامس ابوالہول بتایا گیا ہے...... دیکھو وامس! میرا نام بطورس ہے میں رومنوں کا پہلوان ہوں یہ جو نوجوان میرے ساتھ آیا ہے، اس کا نام لوگس ہے...... اسی سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ ہوگا اور میں تم دونوں کے مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ میں جو دو ڈھالیں، دو خود اور دو تلواریں پکڑی ہوئیں تھیں وہ زمین پر گرا دیں پھر دوبارہ اس نے وامس ابوالہول کو مخاطب کیا۔

''میں پہلے تمہیں موقع دیتا ہوں کہ تم جو چاہے تلوار و ڈھال اور خود اٹھا لو اس لئے کہ تم غلام ہو تیغ زنی کی اتنی مہارت نہیں رکھتے ہو گے تا کہ بعد میں تمہیں اعتراض نہ ہو کہ تمہیں اچھے ہتھیار مہیا نہ کئے گئے تھے۔''

وامس ابوالہول نے باری باری ایک بھرپور نگاہ بطورس اور لوگس پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''میں اپنی طرف سے لوگس کو پیش کش کرتا ہوں کہ یہ جو چاہے ہتھیار اٹھا لے اس لئے کہ جب یہ میرے ہاتھوں ہار جائے تو اسے کم از کم اپنی ناکامی کو اپنے ہتھیاروں سے وابستہ کرنے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔''

وامس ابوالہول کی اس گفتگو کو جہاں لوگس نے ناپسند کیا تھا اس کے چہرے پر نفرت اور کراہت کے آثار نمودار ہوئے تھے وہاں بطورس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی اس پر بطورس کہنے لگا۔

''تم مجھے اچھے اور صاف دل نوجوان لگتے ہو۔''

پھر بطورس کے کہنے پر سب سے پہلے لوگس نے اپنے ہتھیار اٹھائے اس کے بعد وامس ابوالہول نے تلوار و ڈھال اور خود اٹھایا۔

وامس نے پہلے اپنے سر پر بندھا ہوا امامہ اتارا سر پر خود رکھ کر اس کے اوپر عمامہ باندھ لیا بائیں ہاتھ میں ڈھال دائیں ہاتھ میں تلوار مضبوطی سے تھام لی تھی۔ دوسری

Marfat.com

طرف لوگس بھی سر پر خود رکھنے کے بعد اپنی تلوار و ڈھال سنبھال چکا تھا۔

اس موقع پر بطورس نے دونوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"جو کچھ میں کہنے لگا ہوں دونوں غور سے سننا مقابلے کے دوران جان بوجھ کر کسی کو زخمی نہیں کرنا تلوار کی نوک مدمقابل کے جسم کے کسی حصے میں چھونے کی اجازت نہیں ہوگی۔ جو ایسا کرے گا اسے شکست خوردہ قرار دے دوں گا دونوں طرف سے یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اپنے مدمقابل کو تلوار اور ڈھال کے فن کے سامنے زیر کیا جائے جو ایسا کرے گا اسے یہ میں فاتح قرار دوں گا۔ اب میں پیچھے ہٹنے لگا ہوں۔ جونہی میں اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بلند کروں تم مقابلے کی ابتدا کر دینا۔"

بطورس چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوا۔ وامس اور لوگس بڑے غور سے دونوں اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ جب بطورس نے اپنا دایاں ہاتھ فضا میں بند کیا تب دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کے بعد چند قدم ایک دوسرے کی طرف بڑھے اس موقع پر لوگس رک گیا اور وامس ابوالہول کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"دیکھ! تو ایک غلام ہے اور میں رومنوں کا ایک آزاد معزز شہری ...... مقابلہ تو تو نے ویسے بھی مجھ سے ہار جانا ہے ...... جب تو مجھ سے تیغ زنی کا مقابلہ ہارے گا تو اس میدان میں تیری کیا عزت رہے گی ...... یہاں بیٹھے سارے لوگوں کی نگاہوں میں اس وقت جو تمہاری عزت ہے کہ تم تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے میرے سامنے آئے ہو ...... لیکن شکست اٹھانے کے بعد تمہارے دامن میں عزت کے کتنے موتی بچیں گے ...... لہذا میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ مقابلے سے دستبردار ہو جاؤ ...... میرے ہاتھوں شکست تسلیم کرلو ...... اس طرح میری بھی عزت رہ جائے گی تمہارا کچھ نہیں جائے گا ...... اس لئے کہ تم غلام تو ہو ...... اور ایک غلام کی کیا عزت ہوتی ہے ......؟"

لوگس کی اس گفتگو سے وامس تاؤ کھا گیا تھا نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تیرے آزاد اور رومن شہری کی ایسی کی تیسی یہ جو تو بڑا ناقابل تسخیر رُ زن بن رہا ہے یہ تو دونوں تلواریں فیصلہ کریں گی۔ کامیابی کس کی جھولی میں آتی ہے او شکست کس کا مقدر بنتی ہے ...... رہی بات عزت کی تو انسانیت کے تقاضے سے ہر انسان کی عزت ہے اور پھر یہ بات بھی یاد رکھنا کہ عزت اور ذلت کا عطا کرنے والا میرا اللہ ہے ......

Marfat.com

وہی اس میدان میں جس کا حق بنتا ہے اسے عزت بھی دے گا اور جسے ذلت ملنی چاہئے اس کے دامن میں ذلت بھی ڈالے گا۔
لوگس! باتوں میں وقت ضائع نہ کر دیکھ تمہارا رومن پہلوان بطورس ہاتھ کھڑا کر کے مقابلے کی ابتداء کر چکا ہے ...... میں تمہیں پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں ...... اگر تم نے باتوں میں وقت ضائع کرنے کی کوشش کی تو میں تم پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دوں گا۔''
واسں کے ان الفاظ کے جواب میں لوگس کا چہرہ غصے اور ناپسندگی میں سرخ ہو گیا تھا۔ ہونٹ کاٹتے ہوئے کہنے لگا۔
''تیرے جیسے غلام کی ایسی تیسی کہ تو میرے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے ...... میں تجھے غلام سمجھ کر ڈھیل دے رہا تھا ...... تیرے ساتھ نرم رویہ روا رکھے ہوئے تھا ...... لیکن تو میری نرمی میری ہمدردی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے ...... میں لوگس ہوں ...... رومنوں میں تیغ زنی میں کوئی بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا ...... یہ جو رومنوں کا پہلوان بطورس اس وقت منصفی کے فرائض انجام دے رہا ہے، اس سے بھی آج تک میرا تیغ زنی کا مقابلہ نہیں ہوا ...... اگر کبھی ہوا تو اسے بھی نیچا دکھا دوں گا ...... دیکھ! میں جب آندھی اور کڑکتی برق اور زندگی سے الجھتے ہنر و اجل کی تختیاں لکھتی محرومیوں کی طرح تجھ پر حملہ آور ہوں گا تو تیری حالت آشیانوں کے پریشان تنکوں سے بھی ہولناک بنا کر رکھ دوں گا ...... تیرے کاسہ عمر میں حسرت و یاس تیری نظر نظر کی بستی میں نداموں کے سوا کچھ نہ رہنے دوں گا ...... تیری روح میں ایسا تلاطم برپا کروں گا کہ تو راحتوں کی چھاؤں کو بھول جائے گا ...... تیرے دل میں موت کی ایسی حدت بھروں گا کہ تو سایوں کی مہک کو ترستا رہے گا۔''
اس کے ساتھ ہی لوگس حرکت میں آیا اپنی تلوار کو لہرایا پھر وہ واسں پر لو کے ہولناک تھپیڑوں، دکھ کے موسموں اور دہکتے عدم کی پھنکار کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔
دوسری طرف واسں کمال صناعی والا جواب ہنرمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑی آسانی سے اس کے حملوں کو روک رہا تھا۔ ابھی تک اس نے جوابی کارروائی نہیں کی تھی دفاع تک ہی اس نے اپنے آپ کو محدود رکھا تھا۔ لگتا تھا اپنے دفاع کو طول دیتے ہوئے وہ لوگس کو تھکا مارنے کا عزم کیے ہوئے تھا۔
تھوڑی دیر تک لوگس بڑھ چڑھ کر حملے کرتا رہا جارحیت اختیار کرتا رہا اس کے

Marfat.com

جواب میں بڑے سکون اور کسی نہ ہلنے والی چٹان کی طرح وامس اس کے حملوں کو روکتا رہا۔ اس کے بعد وامس نے آہستہ آہستہ اپنے دفاع کو جارحیت میں تبدیل کرنا پڑا جس کے جواب میں لوگس کو پیچھے ہٹنا پڑا تھا۔

پھر ایک انقلاب ایک خونی تبدیلی اٹھی وامس نے دفاع کا لبادہ یکسر اتار پھینکا۔ بڑی غضبناکی و بڑی ہولناکی میں وہ جارحیت اختیار کرتے ہوئے لوگس پر صدیوں پرانے راستوں پر دھول اڑاتے ہواؤں کے جھکڑوں، غم کی چراگاہیں کھڑی کرتے ہوئے سرگرداں بے سمت بھٹکتے پت جھڑ کے اداس موسموں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔

دونوں کچھ دیر تک نیستی کے احوال لکھتی قضاء، کانٹوں کے ہار کھڑے کرتی مسافتوں اور بے مہار سرابوں اور عذابوں کی طرح حملہ آور ہوتے رہے۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ لوگس میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہونے لگے۔ اس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ وامس کے حملہ آور ہونے میں برق کی سی تیزی جھکڑوں کی سی خوفناکی پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔

ایک موقع پر لوگس نے جب وامس ابوالہول پر ایک خطرناک وار کیا تب اس کے اس وار کو اپنی ڈھال پر روکنے کے بعد وامس نے اس کے تلوار والے ہاتھ پر بڑی تیزی سے اپنی ڈھال دے ماری تھی ڈھال لگنے سے لوگس کے ہاتھ سے اس کی تلوار چھوٹ کر گر گئی تھی اس موقع پر لوگس نے اپنی پوری طاقت وقوت سے اپنی ڈھال وامس کے منہ پر مارنا چاہی لیکن اس کی ڈھال کو وامس نے اپنی ڈھال پر روکا ساتھ ہی اپنی تلوار کا دستہ اس قوت سے وامس نے لوگس کی گردن کے قریب مارا کہ لوگس پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گھرا تھا۔

اس موقع پر لوگس کے چہرے پر موت طاری کر دینے والی خوفناکی پھیل گئی تھی۔ رومن پہلوان اور منصف بطورس اس موقع پر توصیفی انداز میں وامس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وامس آگے بڑھ کر لوگس کی تلوار کے اوپر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس موقع پر اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی کچھ دیر تک وہ زمین پر گرے ہوئے لوگس کی طرف دیکھتا رہا پھر پیچھے ہٹا۔ لوگس کی تلوار کو پاؤں کی ٹھوکر مار کر اس کے نزدیک کیا پھر اس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''لوگس! میری جگہ تم سے مقابلہ کرنے والا کوئی اور ہوتا تو جس طرح تمہاری تلوار چھن گئی ہے ...... تم بے بسی کے عالم میں زمین پر گر گئے ہو فوراً آگے بڑھ کر اپنی تلوار

Marfat.com

کی نوک تمہاری گردن پر رکھ دیتا اور فوراً اس مقابلہ کو انجام دے دیتا ...... لیکن میں ایسا نہیں کروں گا ...... میں لوگوں کو تمہیں یہ کہنے کا موقع نہیں دوں گا کہ تمہار پاؤں پھسل گیا یا تمہارے ایسی ضرب لگ گئی جس کی بناء پر تم اپنا توازن کھو بیٹھے، گر گئے اور مقابلہ جاری نہ رکھ سکے ...... میں مقابلے کے بعد تمہیں یہ کہنے کا موقع بھی نہیں دوں گا کہ تمہارے خلاف میری کامیابی حادثاتی تھی لہٰذا اپنی تلوار تھام ...... اٹھ ایک بار پھر مجھ سے مقابلہ کر اور اپنی قسمت کو آزما۔

دوبارہ مقابلہ شروع کرنے سے پہلے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر یہ ضرور اندازہ لگانا کہ کیا میں نے تیرے سرکش جذبوں کو سرشاری میں زرد ماحول کی بے بسی نہیں بھر دی کیا تیرے رنگ و مٹھاس میں ڈوبے عزائم میں آنکھوں کے کواڑ بند کرتی کڑواہٹیں طاری نہیں کر دیں۔

اٹھ! میرے ساتھ پھر مقابلہ کی ابتداء کر اور اپنے مقدر کے اوزاروں کو آزما۔"

لوگس اٹھ کھڑا ہوا اپنی تلوار سنبھالی ایک بار پھر وہ وامس کے سامنے آیا جونہی وہ سامنے آیا۔ وامس اس پر بڑی تیزی اور برق رفتاری سے بے ثمر کرتی داستانوں، تپتی ریت کے گرداوز اور دیولاخوں میں گونجتی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑا تھا۔ اس بار اس کے حملوں میں انتہا درجہ کی ہولناکی اور تیزی تھی۔ اس تیزی کا مقابلہ لوگس نہ کر سکا اب وہ جارحیت کو بالکل ہی فراموش کر چکا تھا اب بڑی مشکل سے الٹے پاؤں بھاگتا ہوا اپنا دفاع بھی مشکل سے کر رہا تھا بڑی تیزی سے اس کی حالت جدائی کی ساعتوں و خوابوں کی قحط اور دشت تنہائی میں بے نام مسافتوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہوگئی تھی یہاں تک کہ اچانک وامس نے اپنے حملوں میں مزید تیزی پیدا کر دی اور ان تیز حملوں کے دوران ہی دفعتاً وامس نے اپنا دایاں پاؤں اٹھا کر اس زور سے لوگس کے پیٹ پر مارا کہ لوگس پلٹیاں کھاتا ہوا دور جا گرا۔ جست لگانے کے انداز میں وامس آگے بڑھا اس وقت لوگس اٹھ بیٹھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر وامس نے اس سے اس کی ڈھال اور تلوار چھین لی تھی۔ زمین پر گرنے کی وجہ سے لوگس کے سر سے اس کا آہنی خود اتر کر لڑھکتا ہوا دور چلا گیا تھا۔

جبکہ وامس ابوالہول چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

لوگس سے چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونے کے بعد وامس تھوڑی دیر تک گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا کہ شائد وہ اٹھے اور دوبارہ اٹھ کر مقابلہ کرنا چاہے۔

جب وہ اپنی جگہ پر پڑا رہا تب وامس نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''تمہاری تلوار تمہارے قریب پڑی ہے میں پیچھے ہٹ چکا ہوں ...... اگر تم میرے ساتھ مقابلے کو پھر جاری رکھنا چاہو تو تلوار اٹھا کر میرے سامنے آؤ ...... ایک بار پھر میں تمہیں مقابلہ جاری رکھنے کا موقع دیتا ہوں۔''

لوگس اٹھا نہیں ...... انتہائی بے بسی کی حالت میں زمین پر پڑا رہا ...... پھر لوگس کی پشت کی طرف سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا رومن پہلوان اوران دونوں کے مقابلے کا منصف بطورس بھی قریب آ گیا تھا ...... آخر وامس نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے عزیز! تو میرے اور لوگس کے اس مقابلے کا منصف ہے جو کچھ تو نے دیکھا اس کے مطابق تو ہی فیصلہ کر کیا میں مقابلہ جیت چکا ہوں ......؟''

بطورس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی آگے بڑھا وامس کا اس نے شانہ تھپتھپایا پھر بڑی ہمدردی میں کہنے لگا۔

''اجنبی نوجوان! تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو میدان کے ارد گرد اس وقت ہزاروں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں سب نے تم دونوں کا مقابلہ دیکھا۔ ہر شخص کی نگاہ خود میری نگاہیں اور وقت تک کی آنکھ یہ فیصلہ کر چکی ہے کہ تو مقابلہ جیت چکا ہے مقابلہ تو اس وقت بھی جیت چکا تھا جب پہلی بار تو نے لوگس کو زمین پر گرایا تھا اگر ایسی حرکت لوگس تمہارے ساتھ کرتا تو تمہیں کبھی بھی دوبارہ ہتھیار اٹھا کر مقابلہ کرنے کا موقع نہ دیتا میں تمہاری فراخدلی کو سلام کرتا ہوں بہرحال تم مقابلہ جیت چکے ہو۔''

جس وقت بطورس اور وامس کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی اس موقع پر شہ نشین

Marfat.com

پر بیٹھا ہوا رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''قسطنطین میرے بیٹے! یہ غلام تو بڑا نایاب و بے نظیر نکلا اور بڑا فراخدل بھی ہے۔ بڑی آسانی سے اس نے لوگس کو اپنے سامنے زیر کرلیا ہے اور ایک بار اسے زمین پر گرانے کے بعد اسے دوبارہ مقابلہ جاری رکھنے کی مہلت بھی دی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بات کو وہ آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرے بیٹے! میں جانتا ہوں اب لوگس کے بعد ہمارے پاس اگر کوئی ایسا تیغ زن ہے جو اس غلام کا مقابلہ کرسکتا ہے تو وہ صرف رومن پہلوان بطورس ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس موقع پر لوگوں کو محظوظ کرنے کے لئے اور اس غلام کی تیغ زنی کی انتہا دیکھنے کے لئے اس غلام کے ساتھ بطورس کا مقابلہ کرایا جائے۔

کسی کو بھیجو کہ بطورس کو میری طرف سے پیغام دے کہ لوگس کو میدان سے باہر نکال دیا جائے۔ لوگس کے ہتھیار بطورس سنبھال لے اور غلام کے ساتھ مقابلے کی ابتداء کرے۔ میدان میں ان دونوں کے مقابلے کا انصاف کرنے کے لئے میں وردان کا انتخاب کرتا ہوں۔''

اس موقع پر قریب کھڑے ایک مسلح جوان کو قسطنطین نے اپنے پاس بلایا اس کے کان میں سرگوشی کی جسے سن کر وہ میدان کے وسطی حصے کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے جانے کے بعد ہرکولیس نے آواز دے کر وردان کو بلایا۔ وردان رومنوں کے سب سے اعلیٰ سب سے زیادہ تجربہ کار جرأت مند اور طاقتور سالاروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ یہ نہ صرف بہترین سالار تھا بلکہ ان دنوں حمص شہر کا حاکم بھی تھا۔

اسے آواز دینے پر وردان فوراً اپنی جگہ سے اٹھا جب وہ ہرکولیس کے سامنے آیا تو ہرکولیس اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! یہ غلام لوگس سے مقابلہ جیت چکا ہے ایک مسلح جوان ہم نے میدان میں بھجوایا ہے لوگس کو واپس بلوالیا جائے گا۔ لوگس کے ہتھیار بطورس سنبھال لے گا۔ اب اس غلام اور بطورس کا مقابلہ ہوگا اور اس مقابلے کا منصف میں تمہیں مقرر کرتا ہوں اب تم میدان میں جاؤ اور ان دونوں کا مقابلہ شروع کرنے کا اہتمام کرو۔''

وردان نے اپنے سر کو خم کرتے ہوئے تعظیمی انداز میں گردن ہلائی پھر وہاں سے

98273

Marfat.com

ہٹ کر اس جگہ آیا جہاں سے وہ اٹھا تھا۔ اس موقع پر اس کی بیوی میخالہ اور حسین اور پر جمال بیٹی مریشا تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھیں جب وہ قریب آیا تو میخالہ نے اسے مخاطب کیا۔

''ہرکولیس نے کیوں بلایا تھا......؟''

میخالہ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو شہنشاہ کی بجائے ہرکولیس کہہ کر اس لئے مخاطب کر رہی تھی کہ ہرکولیس کی قریبی رشتہ دار تھی۔ ہرکولیس اسے بہن کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ میخالہ کے استفسار پر بڑی رازداری میں وردان کہنے لگا۔

''یہ جو غلام اندر گیا تھا جس کا نام وامس ابوالہول بتایا گیا ہے وہ دھوکے سے مقابلہ جیت گیا ہے اب شہنشاہ چاہتا ہے کہ اس غلام کا مقابلہ رومن پہلوان بطورس سے کرایا جائے اور مجھے ان دونوں کے مقابلے کا منصف مقرر کیا گیا ہے اس لئے میں میدان میں اترنے لگا ہوں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ شروع کراؤں۔''

اس موقع پر حسین اور پر جمال مریشا کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے پھر دھیمے لہجے اور سرگوشی کے انداز میں اپنے باپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! یہ تو اس غلام کے ساتھ زیادتی ہے ایک مقابلہ وہ جیت چکا ہے اس مقابلے کے بعد اسے آرام کی ضرورت ہے مقابلہ کے ساتھ ہی دوسرا مقابلہ شروع کرا دینا کیا اس سے زیادتی نہیں ہے؟ بطورس تازہ دم ہوگا وہ بے چارہ پہلا مقابلہ جیت کر تھکا ہارا ہوگا یہ مقابلہ بعد میں کسی وقت بھی کرایا جا سکتا تھا۔''

جواب میں وردان نے بڑے پیارے انداز میں اپنی بیٹی مریشا کا گال تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

''بیٹی! یہ فیصلہ کرنا تیرا میرا کام نہیں یہ تو شہنشاہ کا فیصلہ ہے اور شہنشاہ کے فیصلے کے خلاف ہم احتجاج نہیں کر سکتے۔''

اس کے ساتھ ہی وہ میدان میں اترا اور وسطی حصے کی طرف بڑھا۔ قسطنطین نے جس لشکری کو میدان کی طرف بھگایا تھا وہ بطورس کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''محترم بطورس! شہنشاہ کا حکم ہے کہ لوگس چونکہ مقابلہ ہار چکا ہے لہٰذا اسے میدان سے باہر بھیج دیا جائے آپ کے لئے حکم ملا ہے کہ لوگس کے ہتھیار سنبھال لیں

Marfat.com

اور اس نوجوان کے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ آپ کریں۔"
آنے والے اس لشکری کی یہ بات لوگس نے بھی سن لی تھی لہٰذا وہ آپ سے آپ اٹھا اور میدان سے باہر نکل گیا تھا۔ اس موقع پر عجیب سے انداز میں بطورس نے وامس ابوالہول کی طرف دیکھا پھر بادل نخواستہ ایک طرف بڑھا زمین پر پڑا ہوا وہ خود جو لوگس کے سر سے گرا تھا وہ اس نے اپنے سر پر رکھا اس کی تلوار اور ڈھال سنبھال لی۔ اتنی دیر تک رومنوں کا بہترین سپہ سالار وردان بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔
قریب آ کر وردان نے بطورس کو مخاطب کیا اور کہنے لگا۔
"بطورس ان شہنشاہوں کے فیصلے بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔
دیکھو! یہ نوجوان لوگس سے تو مقابلہ جیت چکا ہے لیکن اب تمہارے ساتھ اس کے مقابلے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور میں اس مقابلے کا منصف ہوں دونوں سنبھل جاؤ۔ بطورس اس سے پہلے تم ان دونوں کے مقابلے کے منصف تھے میں اس سلسلے میں تم دونوں سے کچھ نہیں کہوں گا یہی ایک بات کہوں گا کہ مقابلہ بڑے پیار اور محبت سے کرنا کسی دوسرے کو زخمی نہ کرنا۔ اب تم مقابلے کی ابتداء کر دو۔"
بطورس آہستہ آہستہ چلتا وامس ابوالہول کے قریب آیا پھر انتہائی ہمدردی اور محبت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"مہربان اجنبی! میں جانتا ہوں تو تھکا ہوا ہے ایک مقابلہ جیت چکا ہے اس مقابلے کے بعد تجھے آرام کی ضرورت تھی جو تجھے نہیں دیا جا رہا میں یہ بھی مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ تو ایک اچھا تیغ زن ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تیغ زنی کے اس مقابلے میں تو مجھے بھی مات کر دے لہٰذا میں اور تم دونوں ہی مجبور و محض ہیں۔ آ......! اس طرح ایک دوسرے سے مقابلہ کی ابتداء کریں جس طرح دو بھائی آپس میں ٹکراتے ہیں۔"
بطورس کی اس گفتگو سے وامس بڑا متاثر ہوا تھا لہٰذا دونوں صلاح و مشورہ کرنے کے بعد ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے ایک دوسرے پر وار کرتے ہوئے بطورس نے اچانک دھیمے لہجہ میں وامس ابوالہول کو مخاطب کیا۔
"تیرے حملہ آور ہونے کے انداز کو میں دیکھتا ہوں اور یہ میرا اندازہ ہے کہ تو تیغ زنی میں مجھے مات کر دے گا ...... میں تلوار کا ایک وار کرنے میں تم پر کامیاب ہوتا ہوں تو اس وقت تک تم دو وار کر کے تیسرے کی تیاری کر چکے ہوتے ہو اور یہ تمہاری اعلیٰ پائے کی تیغ زنی کی ایک نشان دہی ہے ...... پر یہ تو بتا تو طاقت و قوت میں کیسا ہے

Marfat.com

...... میں تم سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ میں تو بنیادی طور پر صرف تیغ زن ہی نہیں پہلوان بھی ہوں۔"

بطورس کے اس سوال پر وامس ابوالہول کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگا۔

"اپنی تلوار کو پیچھے کر لے......"

بطورس وامس ابوالہول پر پورا اعتماد اور بھروسہ کر رہا تھا۔ جونہی بطورس نے تلوار پیچھے کی وامس نے اپنی تلوار بائیں ہاتھ میں لے لی دایاں ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی پٹی میں ڈال کر دل ہی دل میں اپنے خداوند قدوس کی تکبیر بلند کرتے ہوئے اس نے زور لگایا اور ایک ہی ہاتھ میں بطورس کو اس نے اپنے سر کے اوپر فضا میں معلق کر دیا تھا۔

"وامس ابوالہول! میں اس محترم وردان کے سامنے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ تو تیغ زنی میں اور طاقت اور قوت میں بھی مجھ سے جیت چکا ہے پر دیکھ رومنوں کے اندر میری ایک عزت ایک وقار ہے۔ اس موقع پر مجھے زمین پر پٹخ نہ دینا میری عزت میرا سارا وقار شہنشاہ ہی نہیں سارے لوگوں کی نگاہوں میں خاک میں مل جائے گا۔ تمہارے سر کے اوپر ہی اوپر میں اپنے جسم کو گول چکر میں گھماتا ہوں اس طرح دیکھنے والے کہیں گے کہ میں اپنا دفاع کر رہا ہوں۔ جب میں تین چار چکر تیزی سے لگاؤں گا تو میرے بھائی تو اپنے آپ کو زمین پر گرا دینا۔ اس طرح ہم دونوں اٹھ کھڑے ہوں گے اور یہ اعلان کر دیں گے کہ ہم دونوں کا مقابلہ برابر رہا ہے۔

سن! یہ تیرا مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا اگر تو ایسا کرے گا تو لوگس ہی نہیں حکمرانوں کی نگاہوں میں بھی میری عزت میرا وقار بحال رہے گا اور کسی مناسب موقع پر زندگی میں تیرے احسان کا بدلہ ضرور چکا دوں گا۔"

وامس الوالہول کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"بطورس میرے بھائی! جو تو کرنا چاہتا ہے کر گزر میں تیرے ساتھ پورا تعاون کروں گا۔"

اس پر بطورس اپنے جسم کو پہلوانوں کی طرح حرکت دینے لگا تین چار بار اس نے بڑی تیزی سے اپنے جسم کو گول چکر دے کر گھمایا اس کے چکروں کو وامس برداشت کرتا رہا یہاں تک کہ بطورس بول اٹھا۔

Marfat.com

''میرے بھائی! اب گر بھی جاؤ ساتھ ہی اپنی تلوار بھی پھینک دینا نیچے گرتے ہوئے میں بھی تلوار پھینک دوں گا۔ اس طرح ہم دونوں مقابلہ برابر رہنے کا اعلان کر دیں گے۔''

بطورس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی وامس زمین پر گر گیا اور زمین پر گرتے گرتے اس نے تلوار پھینک دی۔ اس پر بطورس بھی زمین پر آ رہا وعدے کے مطابق اس نے اپنی تلوار پہلے ہی پھینک دی تھی۔

دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اب دونوں نہتے تھے اس موقع پر دھیمے سے لہجے میں بطورس رومنوں کے سالار وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''محترم وردان! میں آپ کے سامنے تسلیم کرتا ہوں کہ یہ نوجوان مجھ سے تیغ زنی اور طاقت دونوں کا مقابلہ جیت چکا ہے پر ہم دونوں کے درمیان ایک معاہدہ ہے کہ ہم مقابلے کو برابر قرار دیں گے۔ یہ نوجوان مجھ پر احسان کر رہا ہے اس نے میری اس پیشکش کو قبول کر لیا ہے اس طرح حکمران ہی نہیں لوگوں کی نگاہوں میں بھی میری عزت میرا وقار برقرار رہ جائے گا۔''

وردان قریب آیا اور پہلے باری باری دونوں کی پیٹھ اس نے تھپتھپائی پھر بڑی ہمدردی سے وردان اس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''بطورس! تو فکر مند نہ ہو جیسا تو چاہ رہا ہے ایسا ہی ہوگا۔''

جس وقت بطورس و وردان اور وامس ابوالہول کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس وقت شہ نشین پر بیٹھا ہرکولیس اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی رازداری میں کہنے لگا۔

''قسطنطین میرے بیٹے! خداوند جھوٹ نہ بلوائے یہ مقابلہ بھی غلام جیت چکا ہے جو کچھ میں نے دیکھا اس کے مطابق یہ اس غلام کا کمال ہے کہ اس نے صرف ایک ہاتھ سے بطورس کو اٹھا کر فضا میں معلق کر دیا تھوڑی دیر تک فضا میں معلق رکھنے کے بعد بطورس نے اپنے جسم کو حرکت دے کر گھمانا شروع کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر بطورس اور اس غلام کے درمیان کوئی معاہدہ ہو چکا ہے ہوسکتا ہے بطورس کے کہنے پر اس غلام نے سارے لوگوں اور ہماری نگاہوں میں بطورس کی عزت اور اس کے وقار کو بحال رکھنے کا فیصلہ کیا ہو اب دو فیصلوں میں سے ایک سامنے آئے گا۔

یا تو دونوں آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد مقابلے کو برابر قرار دے لیں

Marfat.com

گے یا بطورس کا کہا مانتے ہوئے وہ غلام شکست تسلیم کر لے گا۔ دیکھو! وردان ان دونوں کو لے کر ہماری طرف آ رہا ہے دیکھتے ہیں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟''

ہرکولیس کے سامنے آ کر وردان رکا اپنے سر کو خم کرتے ہوئے اس نے ہرکولیس کو تعظیم دی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بطورس اور وامس ابوالہول بھی اس کے سامنے رک کھڑے ہوئے تھے پھر وردان ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مالک! آپ نے مجھے ان دونوں کے مقابلے کا منصف مقرر کیا ان کا مقابلہ اپنے انجام کو ہوا یا یوں کہہ لیں کہ ان دونوں نے ہی اس مقابلے کو انجام دیا۔ مقابلہ دونوں کا برابر رہا اور برابری کے اس مقابلہ کو ان دونوں نے تسلیم بھی کر لیا ہے۔''

فیصلہ سناتے وقت وردان نے چونکہ گول مول سا جملہ استعمال کیا تھا لہٰذا ہرکولیس مسکرا رہا تھا اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے بیٹے قسطنطین کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔

اچانک ہرکولیس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کی طرف دیکھتے ہوئے قسطنطین بھی کھڑا ہو گیا پھر ہرکولیس آگے بڑھا پہلے اس نے وامس ابوالہول کی پیٹھ تھپتھپائی پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کیا پھر بڑی خوشدلی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اجنبی! تو نے مقابلے میں اپنی ہنر مندی و طاقت اور جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تو اس قابل نہیں ہے کہ غلام رہے اس وقت میرا دل تو یہ چاہ رہا ہے کہ تمہیں اپنے لشکر میں شامل کروں اور تمہارے لئے اپنے لشکر میں اچھا عہدہ تجویز کروں لیکن تمہارا مقابلہ شروع کرنے سے پہلے تمہارے متعلق ایک فیصلہ ہوا تھا اور میں اس فیصلے سے انحراف نہیں کرتا۔ وہ فیصلہ کیا تھا اس کی تفصیل تمہیں میرا بیٹا قسطنطین بتا دے گا اور اس کے مطابق ہی تمہیں عمل کرنا ہو گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اس نے اپنے ہمشکل اپنے ذاتی غلام بالیس کو بلایا۔ بالیس بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا اس کے کان میں ہرکولیس نے کچھ کہا جسے سن کر بالیس بھاگتا ہوا پیچھے چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ لوٹا اس کے ہاتھ میں نقدی کی دو تھیلیاں تھیں ایک چھوٹی ایک بڑی دونوں تھیلیاں لا کر اس نے ہرکولیس کو تھما دیں تھیں۔

ہاتھ میں دونوں تھیلیاں تھام کر ہرکولیس تھوڑی دیر مسکراتا رہا پھر بڑی تھیلی اس

Marfat.com

نے وامس ابوالہول کی طرف بڑھائی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم نے یہ مقابلہ جیت کر نہ صرف میدان کے چاروں طرف کھڑے لوگوں کی نگاہوں میں ایک عزت اور احترام حاصل کرلیا ہے بلکہ ہماری نگاہوں میں بھی تمہاری حیثیت اب ایک غلام کی سی نہیں بلکہ ایک اچھے اور بے نظیر تیغ زن کی سی ہے۔اس تھیلی کو قبول کرو۔ یہ تمہارا مقابلہ جیتنے کی خوشی میں ہے۔''

وامس ابوالہول نے کچھ سوچا پھر ہاتھ آگے بڑھا کر تھیلی اس نے لے لی۔ دوسری تھیلی ہرکولیس نے بطورس کو تھما دی پھر اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لوگس شائد ہارنے کے بعد شرمندگی کے باعث کہیں چلا گیا ہے بالیس سے میں نے کہہ دیا ہے جیسی تھیلی بطورس کو دی گئی ہے ایسی ہی نقدی کی تھیلی اسے بھی پہنچا دی جائے ۔نہیں رک جاؤ اس طرح اس کام کی تکمیل نہیں ہوگی جس کے لئے ہم نے لوگس کا مقابلہ اجنبی سے کرانے کا اہتمام کیا تھا۔کسی کو بھیجو کہ لوگس کو بلا کر یہاں لایا جائے۔''

ساتھ ہی ہرکولیس نے اپنے غلام بالیس کو نقدی کی ایک اور تھیلی لانے کا حکم دیا۔ اس پر بالیس وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

قسطنطین نے کسی کو بھیج کر لوگس کو بلا بھیجا کچھ دیر بعد لوگس بھی وامس ابوالہول و بطورس اور وردان کے قریب آن کھڑا ہوا اتنی دیر تک بالیس نقدی کی ایک اور تھیلی لے آیا تھا وہ نقدی کی تھیلی ہرکولیس نے لوگس کو تھما دی تھی گردن جھکائے ہی جھکائے لوگس نے وہ تھیلی لے لی۔

لوگس کی تھیلی دینے کے بعد ہرکولیس کچھ دیر کھڑے ہی کھڑے سوچتا رہا پھر اپنے بڑے سالار وردان کو اس نے ایک مخصوص اشارہ کیا جس پر وردان شہ نشین پر چڑھ گیا ہرکولیس اپنے بیٹے قسطنطین کو لے کر پھر شہ نشین پر اپنی نشست پر جا بیٹھا تھا۔اپنے قریب ہی ایک نشست اس نے خالی کرائی وہاں اس نے وردان کو بٹھایا پھر بڑی راز داری اور سرگوشی میں وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''وردان! اس غلام اور بطورس کے مقابلے کے تم منصف تھے میں جانتا ہوں تم ذرا فاصلے پر کھڑے تھے میرا دل کہتا ہے کہ اس بطورس اور غلام نے آپس میں کوئی معاہدہ کیا ہے جس کی بناء پر انہوں نے باہمی رضا مندی سے مقابلے کو برابر قرار دے دیا ہے ورنہ میرا دل کہتا ہے کہ مقابلہ غلام جیت چکا تھا۔''

ہرکولیس کے ان الفاظ پر وردان چونکا تھا چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی نمودار ہوئی

Marfat.com

تھی پھر ہرکولیس کی سی سرگوشی میں کہنے لگا۔

'' آپ کا اندازہ درست ہے میں نے بھی اس وقت یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ غلام مقابلہ جیت چکا ہے اور پھر اس نے ایک ہاتھ بطورس کی تلوار کی پیٹی میں ڈال کر اسے جھٹکا دے کر فضا میں بلند کر دیا تھا تو اس وقت میں یہی سوچنے پر مجبور تھا کہ بطورس گو خاندانی اور ایک پیشہ ور پہلوان ہے لیکن طاقت اور قوت میں یہ غلام اس سے کہیں زیادہ ہے میرا دل کہتا ہے کہ فضا میں معلق ہی معلق بطورس نے اس غلام کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا اس کے بعد بطورس نے اپنے جسم کو فضا کے اندر حرکت دینی شروع کی تھوڑی دیر کی حرکت کے بعد جو میں نے دیکھا یہ میرا اندازہ تھا کہ یہ غلام اپنی تلوار پھینک کر خود ہی اس طرح گرا جیسے بطورس کے جسم کے چکر دینے کی بناء پر وہ گر گیا ہو، ساتھ ہی بطورس نے بھی تلوار پھینک دی اور گر گیا۔ اس نے بھی یہی ظاہر کیا تھا جیسے اپنے جسم کو گھمانے کی وجہ سے تلوار سے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے جو آپ کا اندازہ ہے وہی میرا بھی ہے لیکن ان دونوں نے اپنے مقابلے کو برابر قرار دے دیا تھا لہٰذا میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی فیصلہ دینے پر مجبور تھا۔''

وردان کے ان الفاظ پر ہرکولیس تھوڑی دیر تک مسکراتا رہا پھر وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو کچھ میں نے سوچا تھا تمہارا اندازہ بھی اس کے مطابق ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت اور سچائی بھی یہی ہے اب تم ایسا کرو یہاں سے اٹھ کر اس غلام کو اپنے ساتھ لے جاؤ مقابلے کے اس میدان کے پیچھے جو شاہی مہمان خانہ ہے وہاں اس غلام کو لے جاؤ اپنے ساتھ اپنی بیوی میخالہ اور اپنی بیٹی مریشا کو بھی لے جاؤ تاکہ یہ مریشا بھی گفتگو کر کے جائزہ لے لے کہ یہ مریشا کا محافظ بننا چاہتا ہے یا میری بیٹی زوزان کا۔ مریشا سے گفتگو کرنے کے بعد اسے یہاں لایا جائے پھر زوزان سے بھی بات کر لے اس کے بعد جو یہ فیصلہ دے گا اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا اگر یہ زوزان کا محافظ بننا چاہے گا تو لوگس مریشا کا محافظ بن جائے گا اور اگر اس نے مریشا کو ترجیح دی اس کا محافظ بننا چاہا تو زوزان کے لئے لوگس کو محافظ مقرر کر دیا جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کر کے کہنے

''بیٹے! جو ابھی ابھی بات میں نے وردان سے کہی ہے یہی جا کر تم اس غلام اور

Marfat.com

لوگس سے کہہ دو۔'' اس پر قسطنطین اٹھ کر وامس اور لوگس کی طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہرکولیس پھر وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب اس غلام کو اپنے ساتھ لے جا کر تم نے دو باتوں کا فیصلہ کرنا ہے پہلے اس کی گفتگو مریشا سے کراؤ دیکھو یہ کیسے تاثرات کا اظہار کرتا ہے اور وہیں تنہائی میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس سے یہ بھی پوچھنا کہ آخر اس نے بطورس کے ساتھ اپنا مقابلہ برابر کیوں دے دیا جب اس نے اسے فضاء میں معلق کر دیا تھا تو یکدم اسے زمین پر پٹخ کر اپنی فتح مندی کا اعلان کیوں نہ کر دیا؟ ذرا رکو جب تک قسطنطین انہیں پوری تفصیل بتاتا ہے اس کے بعد تم وامس کو لے کر چلے جانا تمہاری نشست چونکہ میری بیٹی زوزان کے ساتھ ہے لہٰذا تمہارے جانے کے بعد میں لوگس کو زوزان کے پاس بٹھاتا ہوں زوزان اس سے گفتگو کرتی ہے اس کے بعد جب تم لوٹو گے تو لوگس کی گفتگو مریشا سے اور اس غلام کی گفتگو زوزان سے کرا دی جائے گی پھر دیکھیں گے کیا فیصلہ سامنے آتا ہے؟ ہرکولیس اور وردان کی اس گفتگو کے دوران قسطنطین وامس ابوالہول اور لوگس کو سارا معاملہ سمجھانے کے بعد واپس اپنی نشست پر آ کر بیٹھ گیا تھا پھر ہرکولیس وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔''

اس کے ساتھ ہی وردان اپنی نشست سے اٹھا شہ نشین سے اترا اور وامس ابوالہول کے قریب آیا اور دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم میرے ساتھ آؤ۔''

وامس چپ چاپ اس کے ساتھ ہولیا تھا وردان اس جگہ گیا جہاں اس کی بیوی میخالہ اور بیٹی مریشا بیٹھی ہوئی تھی ان دونوں کو بھی اس نے ساتھ لیا اور پشتی حصے سے میدان کے پیچھے جو انطاکیہ کا مہمان خانہ تھا وہ اس طرف ہولیا تھا اس کے جانے کے بعد ہرکولیس نے اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کر کے کہا۔

''قسطنطین! اس لوگس کو زوزان کے پاس بٹھا دو۔ زوزان اس کا جائزہ لے یہ بھی اس سے گفتگو کرے پھر دیکھتے ہیں کس نتیجہ پر پہنچتے ہیں؟''

اس کے ساتھ ہی قسطنطین اپنی جگہ سے اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا پھر ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے میرے باپ! آپ اگر برا نہ مانیں تو اس لوگس کو اپنی بہن زوزان کے

Marfat.com

پاس بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اصل معاملہ تو اس غلام کا ہے۔ زوزان اور مریشا دونوں میں سے وہ غلام جس کا بھی محافظ بننا قبول کرے گا وہ غلام تو اس کا محافظ بنا دیا جائے گا اس طرح دوسری کا غلام اور محافظ خود بخود لوگس ہو جائے گا۔''

ہرکولیس کو شاید اپنے بیٹے کی یہ بات پسند آئی تھی کہنے لگا۔

''تمہارا اندازہ بھی درست ہے لوگس کو زوزان کے پاس بٹھانے کی ضرورت نہیں ہے زوزان اور مریشا دونوں میں سے وہ غلام جس کی غلامی میں جانا چاہے گا دوسری کے لئے لوگس واقعی خود بخود منتخب ہو جائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی ہرکولیس نے اپنے سامنے کھڑے بطورس اور لوگس کو خالی نشستوں پر بیٹھنے کے لئے کہا پھر اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کر کے ہرکولیس کہنے لگا۔

''جتنی دیر تک وردان نہیں لوٹتا اتنی دیر تک دوسرے تیغ زنوں کے مقابلے کا اہتمام کراؤ تا کہ لوگ انہیں دیکھ کر محظوظ ہوتے رہیں اور وقت بھی گزرتا رہے۔''

اپنے باپ کے کہنے پر قسطنطین شہ نشین سے اتر کر ایک طرف گیا اور تھوڑی دیر بعد دو اور تیغ زن میدان میں اتر کر مقابلہ کرنے لگے تھے۔ بطورس کو ہی ان کا منصف مقرر کیا گیا تھا۔

❖

وردان اپنی بیوی، بیٹی اور وامس ابوالہول کو لے کر انطاکیہ کے شاہی مہمان خانہ کے کمرے میں بیٹھ گیا وہاں بہترین نشستوں کا اہتمام تھا جب نشستوں پر چاروں بیٹھ گئے تب وامس کی طرف دیکھتے ہوئے وردان کہنے لگا۔

''میرے عزیز! تم جانتے ہو......''

یہاں تک کہتے کہتے وردان کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بیٹی اس موقع پر حرکت میں آئی تھی اس کے گلے میں جو خالص سونے اور ہیروں کا ہار تھا وہ اس نے اتارا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ ہار اس نے وامس ابوالہول کے گلے میں ڈال دیا ساتھ ہی کہنے لگی۔

''میں تمہیں لوگس اور بطورس دونوں کے خلاف کامیابی حاصل کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی مریشا پیچھے ہٹ کر اپنی نشست پر بیٹھ گئی تھی مہمان خانہ کی طرف آتے ہوئے وامس ابوالہول نے نگاہ اٹھا کر بھی مریشا کی طرف نہیں دیکھا تھا جب وہ

Marfat.com

اس کے گلے میں ہار ڈال کر اپنی نشست پر بیٹھی تب اس نے غور سے اس کی طرف دیکھا تب اس نے اندازہ لگایا وہ نوعمر ہونے کے ساتھ ساتھ خوشبو کی موج رنگوں کی رو جیسی خوبصورت، گلابوں پر پڑی لرزتی شبنم دلوں کو جوڑنے والے اسم اعظم جیسی حسین زیست کو درخشاں کرتی ستاروں کی قندیل جیسی پر جمال اور کیف و مستی بھری لذت کی آغوش میں جلوہ مہتاب کے احساس جمیل جیسی پر کشش تھی۔

اپنے بچپنے سے نکل کر اپنے شباب میں داخل ہوتی وہ نوعمر لڑکی اپنی ذات میں محبت کا گیت، فطرت کا حسن شرم و حیا کی حکایت۔ زندگی کی جاگتی کروٹ اور چاندنی کی ٹھنڈی لہر کی مانند تھی اس کے گلاب عارض اس کے سرخ لبوں کا فشار اس کی ترچھی نظریں خم دار ابرو اس کے ہونٹوں کی سرخ کپکپاہٹوں میں شرماہٹوں کے نقاب نے اس کی تجسیم کو قیامت بنا کر رکھ دیا تھا۔ جس وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے واس ابوالہول کے گلے میں اپنا انتہائی قیمتی ہیروں کا ہار ڈالا تھا اس وقت اس کے اطلس و دیبا کے لباس کی سرسراہٹ نے اس پورے کمرے کو ایک طرح کی انوکھی خوشبو سے بھر دیا تھا۔

واس ابوالہول کچھ دیر تک بڑے غور سے مریشا کی طرف دیکھتا رہا جبکہ مریشا کی گردن جھکی ہوئی تھی لبوں پر دھیما دھیما تبسم تھا اس موقع پر اپنے گلے سے وہ ہار اتارتے ہوئے واس مریشا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ وردان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اسے انتہائی ہمدردی اور شفقت میں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! اس ہار کو فی الحال یہیں رہنے دو پہلے جو کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس کا جواب دینا۔''

واس سنبھل کر وردان کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر کوئی سوال کرنا ہی چاہتا تھا کہ وردان بول اٹھا۔

''میں جانتا ہوں تم بہادر ہو جفاکش و طاقت ور اور دلیر ہو لہٰذا میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ میں تم سے پوچھوں گا اس کا جواب سچائی پر رہتے ہوئے دو گے، جھوٹ نہیں بولو گے اور مجھے امید ہے کہ تم جیسا شخص جھوٹ بول بھی نہیں سکتا۔

یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا مقابلہ بطورس کے ساتھ واقعی برابر رہا تھا یا اس سلسلے میں بطورس نے تم سے کوئی ساز باز کی تھی۔ دیکھو! جھوٹ نہ بولنا مجھے ٹالنے کی بھی کوشش نہ کرنا اگر اس مقابلے کا انجام کسی راز پر منحصر ہے تو یاد رکھنا وہ راز راز ہی رہے گا لیکن

Marfat.com

مجھے حقیقت سے ضرور آگاہ کرنا۔“

وردان کے اس خیال پر جہاں واسں گہری سوچوں میں کھو گیا تھا وہاں مریشا اور میخالہ دونوں ماں بیٹی بھی بڑے غور اور تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ یہاں تک کہ دھیمے سے لہجے میں واسں ابوالہول نے وردان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

”محترم وردان جو بات ہو چکی اسے کریدنے سے کیا فائدہ؟ لوگس کا مقابلہ میں جیت چکا ہوں بطورس کے ساتھ میرا مقابلہ برابر قرار دیا جاچکا ہے اب اگر ہم راکھ کے نیچے سے چنگاری کریدنے کی کوشش کریں گے تو اس سے کیا حاصل ہوگا۔“

ایسا کہنے کے بعد واسں رکا پھر بڑے سنجیدہ انداز میں کچھ دیر خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

”آپ جانتے ہیں کہ میں غلام ہوں لوگوں کی نگاہوں میں غلام کی کیا عزت کیا وقار ہوتا ہے؟ جہاں تک بطورس کا تعلق ہے وہ رومنوں کا پہلوان ہے ایک نایاب اور بے نظیر تیغ زن خیال کیا جاتا ہے وہ میدان جنگ میں اگر مجھ سے ہار جاتا تو لوگوں کی نگاہوں میں گر جاتا آپ لوگوں کے شہنشاہ ہرکولیس کی نگاہوں میں بھی اس کی وہ پہلی جیسی عزت نہ رہتی لہٰذا یہ ایک تحسین آمیز فیصلہ نہیں ہے کہ میدان جنگ میں اس کی عزت رہ گئی؟

جہاں تک میری عزت کا تعلق ہے تو میں کہہ چکا ہوں کہ میں غلام ہوں لوگوں کی نگاہوں میں غلام کی کیا عزت ...... کیا وقار ہوتا ہے...... میں اگر بطورس سے ہار جاتا تو میرا کیا چھنتا...... محترم! جہاں دامن پہلے ہی خالی ہو تو اس دامن کے لئے میدان کی یہ شکست کوئی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر میں لوگس سے بھی ہار جاتا تو میری ذات پر کوئی حرف گیری نہ تھی میں تو گمنام سا ایک شخص ہوں ......“

یہاں تک کہتے کہتے واسں کو رک جانا پڑا تھا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے وردان بول اٹھا۔

”دیکھ بچے! مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش نہ کرو۔ میں نے تو تم سے دو لفظوں پر مشتمل ایک حقیقت مانگی ہے ساتھ ہی تمہیں یہ بھی وعدہ دیا ہے کہ یہ اگر راز ہے تو راز ہی رہے گا۔ دیکھو! میں تم پر مزید انکشاف کروں کہ ہرکولیس کو شک ہو چکا ہے کہ تم جان بوجھ کر ہارے ہو۔ اس بناء پر اس نے مجھے تاکید کی ہے کہ تم سے حقیقت

Marfat.com

جاننے کی کوشش کی جائے۔ حقیقت کتنی بھی تلخ کیوں نہ ہوئی میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ بطورس کی پہلی سی عزت اور اس کا وقار رہے گا۔ بولو کیا معاملہ ہے؟''

اس بار وامس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

''اگر آپ پوچھنا ہی چاہتے ہیں بضد ہیں تو پھر بطورس مجھ سے مقابلہ ہار چکا تھا اس نے اپنی ہار بھی تسلیم کر لی تھی۔ اس نے یہ کہا تھا کہ میں تم سے تیغ زنی میں شکست تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن تم طاقت میں کیسے ہو؟ اس پر میں نے ہاتھ اس کی تلوار کی پیٹی میں ڈالا اور اسے فضا میں معلق کر دیا۔ اس پر اس نے فضاء میں معلق ہی رہتے ہوئے یہ بھی تسلیم کیا کہ میں طاقت میں بھی اس سے بالا ہوں لیکن اس نے مجھ سے منت کی کہ اگر اس مقابلے میں وہ ہار جائے گا تو لوگوں کے علاوہ حکمران طبقہ میں بھی اس کی کوئی عزت نہیں رہے گی۔ لہٰذا اس نے مجھے مشورہ دیا کہ وہ فضاء میں معلق ہی اپنے جسم کو حرکت دے گا اس حرکت کی وجہ سے میں بھی زمین پر گر جاؤں وہ بھی گر جائے گا اور دونوں تلواریں چھوڑ دیں گے اس کے بعد ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے دیکھا۔ آپ بھی وہیں کھڑے ہوئے تھے۔ کیا آپ نے دیکھا نہ تھا کہ کیا ہوا تھا۔''

وردان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی دوسری طرف میخالہ اور مریشا بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھیں۔ وردان کہنے لگا۔

''بیٹے! میں اتنے فاصلے پر کھڑا تھا کہ رازداری کے ساتھ تم دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو نہ سن سکا لیکن تم دونوں کی حرکات سے میں شبہ میں ضرور مبتلا ہوا تھا کہ یہ مقابلہ حقیقت پر مبنی نہیں بہر حال میں اب اٹھ کر ہرکولیس کی طرف جاتا ہوں اب تم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ تم مریشا کے محافظ بن کر رہنا چاہتے ہو یا زوزان کے؟ میرے بعد میری بیوی میخالہ اور بیٹی مریشا یہیں بیٹھی ہیں۔ دونوں سے گفتگو کرو اور جس کے بھی تم محافظ بننا چاہو گے اسی کے ساتھ تمہیں منسلک کر دیا جائے۔ جانے سے پہلے میں تم پر ایک بات واضح کر دوں کہ اگر تم ہم سے منسلک ہونا پسند کرو گے تو پھر تمہاری حیثیت ہمارے ہاں غلام کی نہیں میری بیٹی کے محافظ اور اتالیق کی ہوگی۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔''

اس کے ساتھ ہی وردان اٹھ کر ہرکولیس کی طرف چلا گیا تھا۔

وردان کے جانے کے بعد وامس نے وہ ہار جو مریشا نے اس کے گلے میں ڈالا تھا وہ اس نے گلے سے اتارا ہاتھ بڑھا کر وہ ہار اس نے مریشا کی گود میں رکھ دیا کہنے

Marfat.com

لگا۔

''مرد اس قسم کے عورتوں جیسے زیور پہنتے اچھے نہیں لگتے اور پھر جس سے تعلق ہے وہاں یہ خیال جاتا ہے اب آپ دونوں ماں بیٹی مجھے یہ بتائیں کہ ایک غلام کی حیثیت سے مجھے آپ لوگوں کے ساتھ رہنا پڑے تو یہ بتائیں کہ آپ لوگ گھر کے کتنے افراد ہیں جن کی مجھے غلام کی حیثیت سے خدمت کرنا ہوگی؟''

وامس کے ان الفاظ کو مریشا نے ناپسند کیا تھا چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہوئے تھے اس موقع پر اس کی ماں میخالہ وامس کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی مریشا بول اٹھی۔

''وامس ابوالہول! مجھے تمہاری یہ گفتگو اچھی نہیں لگی حالانکہ یہاں سے اٹھتے وقت میرے باپ نے چند الفاظ آپ سے کہے تھے شائد آپ نے ان الفاظ کو فراموش کر دیا بہر حال میں تم سے کہوں کہ ہم گھر کے چار افراد ہیں میرے ماں باپ جن سے آپ مل چکے ہیں میں خود جو تمہارے سامنے بیٹھی ہوں اور چوتھا میرا بھائی ہے اس کا نام حمران ہے۔ وہ عمر میں تم سے کچھ بڑا ہوگا۔ جہاں تک تمہارے ساتھ رہنے کا تعلق ہے تو ایک بار پھر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے ہاں تمہاری حیثیت غلام کی سی نہیں ہوگی تمہارا منصب نہ صرف میرے محافظ کا ہوگا بلکہ تمہاری حیثیت میرے اتالیق کی ہوگی مجھے تیغ زنی گھڑ سواری اور ایسے ہی حرب و ضرب کے ہنر سکھاؤ گے۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟''

وامس نے تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کیے رکھی مریشا کی ساری گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا اس پر مریشا نے پھر اسے مخاطب کیا۔

''تم کن گہری سوچوں میں کھو گئے ہو؟ دیکھو! ایک محافظ اور اتالیق کی حیثیت سے تم نے میرا یا ہرکولیس کی بیٹی زوزان کا انتخاب کرنا ہے میں یہ نہیں کہتی کہ تم میرے ساتھ رہو اگر تم شاہی محل میں رہنا پسند کرو تو زوزان کا انتخاب کرلو اس کے محافظ اور اتالیق بن جاؤ اگر تم زوزان کا انتخاب کرتے ہو تو پھر میری تم سے ایک گزارش بھی ہے جب تم اس کے محافظ بن جاؤ تو یقیناً تمہیں میرے خلاف اکسائے گی۔ تمہیں اس بات پر بھی آمادہ کرے گی کہ تم کسی نہ کسی طریقے سے مجھے نقصان پہنچاؤ، معاشرے میں کوئی حربہ استعمال کر کے ذلیل و خوار کرو۔ اس لئے میری تم سے التجاء ہے جب تم اس کے محافظ بن جاؤ تو اس کے اکسانے پر میرے خلاف حرکت میں نہ آنا اس لئے کہ میں

Marfat.com

ایک امن پسند لڑکی ہوں نہ دوسروں کو ضرر پہنچاتی ہوں اور نہ یہ پسند کرتی ہوں کہ کوئی مجھے ضرر پہنچا کر میری زندگی کے امن میں خلل پیدا کرے۔''

مریشا کے ان الفاظ میں چونکنے کے انداز میں وامس ابوالہول نے اس کی طرف دیکھا اور ایک دم پوچھ لیا۔

''ہرکولیس کی بیٹی زوزان تمہارے خلاف کیوں ہے؟''

''وہ مجھے قصور وار خیال کرتی ہے اور میرا قصور یہ ہے کہ میں اس سے خوبصورت ہوں اس لیے کہ ہر کوئی جب میرا اور اس کا تقابلی جائزہ کرتا ہے تو مجھے ہی خوبصورت و دراز قد اور پرکشش قرار دیتا ہے۔ اس بناء پر وہ مجھ سے جلتی ہے وحسد کرتی ہے اور میری اول درجے کی دشمن ہو چکی ہے۔ اگر تم اس کے محافظ بن گے تو تمہیں بھی اکسائے گی تمہارے علاوہ اگر کوئی اور اس کا محافظ بنے گا تو اسے بھی میرے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرے گی۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تو ہلکا سا تبسم وامس ابوالہول کے چہرے پر نمودار ہوا کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر میں تم لوگوں کے ساتھ رہوں گا۔ تمہارے محافظ اور تمہارے اتالیق کی حیثیت سے تمہارے ساتھ کام کروں گا۔ اس موقع پر تم دونوں ماں بیٹی یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ جب میں تم لوگوں کے ساتھ رہوں گا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگس کو زوزان کا محافظ مقرر کر دیا جائے گا اگر کسی بھی موقع پر زوزان نے لوگس کو تمہارے خلاف اکسایا تمہیں بدنام کرنے کی کوشش کی یا تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا تو میں اس لوگس کی گردن ناپ کر رکھ دوں گا۔

اس کے بعد تم پر حملے کرنے کے لئے اس زوزان نے اگر کوئی اور محافظ و اتالیق مقرر کرلیا تو آج میں تم دونوں ماں بیٹی کو عہد دیتا ہوں کہ پھر زوزان بھی زندہ نہیں رہے گی۔''

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر چونک پڑنے کے انداز میں دونوں ماں بیٹی خوش ہوگئی تھیں۔ پھر ایک دم حسین اور پرجمال مریشا اپنی جگہ سے اٹھی وامس ابوالہول کے دونوں ہاتھ اپنے نرم گداز خوبصورت ہاتھوں میں لئے کئی بار اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اور کہنے لگی۔

''وامس تم نے میرا دل خوش کر دیا میں سمجھتی ہوں حسد اور رشک کے مقابلے میں

Marfat.com

میری عاجزی اور انکساری جیت گئی ہے۔"
اپنی نشست پر پھر بیٹھنے کے بعد مریشا وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
"اس وقت تمہارا سامان کہاں رکھا ہے؟"
اس سوال پر وامس کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔
"میرا سارا سامان تمہارے سامنے ہی رکھا ہوا ہے۔"
"کیا مطلب......؟" چونکنے کے انداز میں مریشا نے پوچھا۔
تلخ انداز میں وامس مسکرایا کہنے لگا۔
"میرا سامان ہے ہی نہیں۔ بس میں ہی میں ہوں جو تم لوگوں کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔"

مریشا نے اس بار انتہائی ہمدردی اور دردمندی میں وامس کو مخاطب کیا۔
"جو لباس تم نے پہن رکھا ہے خاصہ میلا ہو چکا ہے اور مقابلے کی وجہ سے اس میں دھول اٹ کر رہ گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہارے پاس کوئی دوسرا لباس بھی نہیں ہے۔ بہر حال فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے تھوڑی دیر تک سارے انتظامات ہو جائیں گے۔"

یہاں تک کہتے کہتے مریشا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ عین اسی لمحہ وردان اس کمرے میں داخل ہوا تھا۔ آتے ہی وہ وامس کے قریب بیٹھ گیا اس کے شانے پر ہاتھ رکھا پھر کہنے لگا۔
"راز کی جو بات تم نے مجھے بتائی تھی وہ میں نے ہرکولیس سے کہہ دی ہے وہ یہ جان کر بے حد خوش ہوا ہے کہ تم نے بھرے میدان میں بطورس کی عزت رکھی ہے اور مقابلہ تم ہی جیتے ہو بہر حال اس نے یہ عہد لیا ہے کہ یہ راز راز ہی رہے گا اور اس کی عزت اور وقار میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی۔ اب یہ بتاؤ میری غیر موجودگی میں تم لوگوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"
جواب میں وامس کچھ کہنا چاہتا تھا کہ پہلے ہی چہکنے کے انداز میں مریشا بول اٹھی۔

"بابا! وامس نے ہمارے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔"
مریشا کے ان الفاظ پر وردان کی بھی خوشی اور اطمینان کی کوئی حد نہ تھی۔ اس موقع پر وہ وامس ابوالہول کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وامس نے اسے مخاطب کر نے

Marfat.com

میں پہل کر دی۔

"اب جبکہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں سے منسلک کر رہا ہوں اس موقع پر میری یہ گزارش بھی ہے......"

وردان نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"گزارش مت کہو تم نے میری بیٹی کا محافظ اور اتالیق بننا قبول کر کے ہماری عزت اور ہمارے وقار کو آسمان تک پہنچا دیا ہے۔ تم نے ایک طرح سے شہزادی کو نظر انداز کرتے ہوئے میری بیٹی کو اہمیت دی اور میں سمجھتا ہوں اس سے بڑھ کر میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے کوئی سعادت اور اعزاز کی بات ہو رہی نہیں سکتی۔ کھل کر کہو کیا کہنے چاہتے ہو......؟"

کچھ دیر خاموش رہ کر وامس سوچتا رہا اس کی اس خاموشی پر وردان پھر بول اٹھا۔

"دیکھو! میں تمہیں کہہ چکا ہوں کہ تمہاری حیثیت ہمارے گھر کے ایک فرد کی سی ہے ہچکچاؤ نہیں کہہ ڈالو جو کہنا چاہتے ہو۔"

وامس نے وردان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو غلام میرے ساتھ لائے گئے ہیں انہیں بھی آپ اپنے ساتھ رکھ لیں مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ حمص کے والی ہیں اور یہاں سے حمص واپس جائیں گے جب آپ حمص واپس جانے لگیں تو میرے ان ساتھی غلاموں کو بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔"

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر وردان نے ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔

"بس! اتنی سی بات یہ بھی کوئی کام ہے بیٹے جس وقت میں حمص شہر کی طرف اپنے اہل خانہ کے ساتھ جاؤں گا اہل خانہ میں تم بھی شامل ہو گے اس وقت جتنے تمہارے غلام ساتھی ہیں وہ بھی میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اور ان سب کو اپنے لشکر میں شامل کروں گا۔ اب بولو کیا کہتے ہو؟ لیکن اس موقع پر میں ایک بات کہوں فی الحال میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ حمص واپس نہیں جا رہا ابھی جو میں ہرکولیس سے گفتگو کر کے آیا ہوں اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ خود چند ماہ تک انطاکیہ میں ہی قیام رکھے گا۔ وہ چاہتا ہے کہ جب تک انطاکیہ میں قیام رکھے میں بھی اپنے اہل خانہ کے ساتھ انطاکیہ ہی میں قیام کروں۔ میرے ساتھ حمص کا بڑا پادری مریس بھی آیا ہوا ہے اور مریس کے لئے ہرکولیس نے احکامات جاری کر دیئے ہیں کہ مریس فوراً حمص چلا جائے

Marfat.com

گا اور میری غیر موجودگی تک حمص کا وہی ناظم رہے گا۔“

اس کے ساتھ ہی وردان اپنی جگہ پر اٹھا اور وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اب اٹھو! ہرکلویس کے پاس چلتے ہیں جس طرح یہاں بیٹھ کر تم نے مریشا کے ساتھ گفتگو کی ہے ایسی ہی گفتگو کرنے کا موقع تمہیں زوزان کے لئے بھی دیا جائے گا اور پھر تم..........“

وردان کو خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ وامس بول اٹھا۔

”اب میں ہرکولیس کی بیٹی زوزان کے ساتھ بیٹھ کر کیا کروں گا جب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ منسلک رہوں گا تو پھر اس سے نہ بات کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس کے پاس بیٹھنا ضروری ہے۔“

وردان مسکرایا اور کہنے لگا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو بیٹے! پر یہ جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں یہ جا کر تمہیں ہرکولیس سے کہنے ہیں پھر اس کے بعد فیصلہ تو اسی نے کرنا ہے۔ پھر اس نے تمہیں بلایا بھی ہے میرے خیال میں وہ تمہارے لئے کچھ انعامات بھی تجویز کرے گا ساتھ ہی اس نے مجھے یہ بھی کہا ہے کہ انطاکیہ کے شاہی اصطبل میں جس قدر گھوڑے ہیں وامس کو اجازت ہے کہ پورے اصطبل کا جائزہ لے اور اس میں سے جو گھوڑا وہ سب سے اعلیٰ اور بہترین سمجھتا ہے اسے وہ اپنے لئے منتخب کر سکتا ہے۔“

وردان کے ان الفاظ کے جواب میں وامس نے کچھ سوچا پھر وردان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”آپ کی غیر موجودگی میں مریشا نے مجھے کہا تھا جہاں میں اس کے ساتھ اس کے محافظ کی حیثیت سے کام کروں گا وہاں میں اسے گھڑ سواری اور تیغ زنی بھی سکھاؤں گا اس لحاظ سے..........“

وردان اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھا۔

”بالکل تم اس کے محافظ بھی ہو گے اور خاص اتالیق بھی ہو گے۔“

وامس مسکرایا پھر کہنے لگا۔

”اگر یہ بات ہے تو میں انطاکیہ کے شاہی اصطبل سے ایک کی بجائے دو گھوڑے منتخب کروں گا کیا میرا یہ فعل ہرکولیس کی نگاہوں میں معیوب تو نہیں ہو گا اب جبکہ آپ مجھے ہرکولیس کے پاس لے کر جا رہے ہیں اور وہ اگر مجھے اصطبل سے اپنی پسند کا گھوڑا

Marfat.com

لینے کی اجازت دیتا ہے اور اگر میں اس سے کہوں کہ میں ایک کی بجائے دو گھوڑے لینا چاہتا ہوں تو میری اس مانگ سے اس پر برے اثرات تو مرتب نہیں ہوں گے؟''

وردان نے تیز نگاہوں سے وامس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''دوسرا گھوڑا تم کس کے لئے لینا چاہتے ہو؟''

ایک سرسری اچٹتی ہوئی نگاہ گردن گھما کر وامس نے مریشا پر ڈالی پھر کہنے لگا۔

''جب مجھے آپ کی بیٹی کو تیغ زنی اور گھڑ سواری بھی سکھانی ہوگی تو میں چاہتا ہوں کہ جیسا گھوڑا میرے پاس ہو ویسا ہی گھوڑا اس کے پاس بھی ہونا چاہئے۔''

وامس کے ان الفاظ پر مریشا فخریہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ خوشیوں کے آثار تھے۔ وردان بھی مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر تم ایسا کرتے ہو تو میرے خیال میں یہ معیوب نہیں ہے بہرحال آؤ ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ہرکولیس کے پاس چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں وہ کیا کہتا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی وہ اس عمارت کے کمرے سے نکل کر مقابلے کے اس میدان کی طرف ہو لئے تھے۔ میخالہ اور مریشا بھی ان دونوں کے ساتھ تھیں۔

○❖○

Marfat.com

میدان میں ابھی تک تیغ زنی کے مقابلے جاری تھے وامس کو ایک بار پھر ہرکولیس کے سامنے لے جا کر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ ہرکولیس کچھ دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس موقع پر اس کے قریب بیٹھے اس کے بیٹے قسطنطین کے چہرے پر خوشگوار اثرات تھے۔ اس موقع پر ہرکولیس نے وامس کو مخاطب کیا۔

''مریشا سے تم مل چکے ہو اب زوزان سے تمہاری ملاقات کا اہتمام کرایا جائے گا لیکن اس سے پہلے میں تمہیں یہ بتانا پسند کروں گا کہ وردان سے میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ انطاکیہ کے شاہی اصطبل میں لے کر جائے گا وہاں تم جس گھوڑے کو سب سے عمدہ سمجھو اسے اپنے لئے منتخب کرلو۔ وہ گھوڑا تمہاری ملکیت ہوگا اسی پر تم سواری کرو گے۔ کہیں آنا جانا ہوگا وہی گھوڑا تمہارے استعمال میں رہے گا۔ اس کے علاوہ یہاں قیام کے دوران اگر تم کوئی چیز چاہتے ہو تو بولو اس لئے کہ ہم لوگ تم جیسے تیغ زنوں کی خوب قدر دانی کرتے ہیں۔''

ہرکولیس جب خاموش ہوا تو اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! اگر میں شاہی اصطبل سے ایک گھوڑے کی بجائے دو گھوڑے لینا پسند کروں تو اس میں آپ ناپسندیدگی کا اظہار تو نہیں کریں گے۔''

ہرکولیس مسکرایا اور کہنا لگا۔

''وہ کیوں؟ اس میں ناپسندیدگی کی کوئی بات ہی نہیں دو چھوڑ تم تین گھوڑے لے لو لیکن دوسرا گھوڑا بھی اپنے لئے لینا چاہتے ہو یا کسی اور کے لئے؟''

جواب میں وامس مسکرایا کہنے لگا۔

''بادشاہ! میں محترم وردان کی بیٹی مریشا سے مل چکا ہوں اس موقع پر میں آپ سے یہ کہنے کی بھی جرأت یا جسارت کروں گا کہ میں اب زوزان سے نہیں ملنا چاہتا۔ اس لئے کہ میں اس امر کا فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں مریشا کے ساتھ اس کے محافظ کے طور

Marfat.com

پر کام کروں گا۔"
وامس کے ان الفاظ پر جہاں ہرکلولیس اور اس کا بیٹا قسطنطین چونک سے اٹھے تھے وہاں قریب ہی بیٹھی زوزان کے چہرے پر انتہائی درجہ کی ناپسندیدگی اور کسی قدر غصے اور غضبناکی کے آثار تھے اس موقع پر وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اسے خاموش ہو جانا پڑا اس لئے کہ ہرکولیس پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
"جو کچھ تم نے کہا ہے تم اس کا اختیار رکھتے ہو اس لئے کہ فیصلہ تم نے ہی کرنا ہے اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مریشا کے ساتھ تم بہتر انداز میں کام کر سکتے ہو تو تمہارے فیصلے کو آخری سمجھا جائے گا اب تم مریشا ہی کے ساتھ رہو گے جہاں تک میری بیٹی زوزان کا تعلق ہے تو لوگس اس کے محافظ کی حیثیت سے اس کے ساتھ کام کرے گا۔"
اس کے ساتھ ہی ہرکولیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اس کا بیٹا قسطنطین بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر دونوں باپ بیٹا کھڑے ہو کر اپنے دائیں جانب زوزان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ زوزان اپنی جگہ پر اٹھی اس کے چہرے کے تاثرات ہرکولیس نے بھی دیکھ لئے تھے۔ پھر زوزان ہرکولیس اور اپنے بھائی قسطنطین کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"آپ چلیں میں تھوڑی دیر تک آتی ہوں ساتھ ہی میں لوگس کو بھی اپنے ساتھ ہی لے آؤں گی اس لئے کہ اب وہی میرا محافظ ہے اسے ہی میرے ساتھ رہنا ہوگا۔"
اس موقع پر ہاتھ کے اشارے سے قسطنطین نے زوزان کو اپنے قریب بلایا زوزان جب اس کے قریب گئی تب قسطنطین اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"دیکھ میری بہن تیرے چہرے کے تاثرات مجھے بتاتے ہیں کہ تو نے وامس کے اس فیصلے کا برا مانا ہے دل سے قبول نہیں کیا۔ جو معاملہ پہلے طے ہوا تھا فیصلہ اسی کے مطابق ہوا ہے۔ وامس مقابلہ جیتا ہے لہٰذا اسے حق تھا اختیار دیا گیا تھا تا کہ مریشا اور تم میں سے وہ جس کا چاہے محافظ بننا قبول کر لے اس نے چونکہ مریشا کا انتخاب کیا ہے لہٰذا تم اسے اپنی انا کا مسئلہ نہ بنانا۔ انتقام پر نہ اتر آنا میں تمہاری طبیعت تمہارے مزاج سے واقف ہوں۔ ایسے موقع پر تم عموماً انتقامی کارروائی کرتی ہو۔ ایسا نہ کرنا اس لئے کہ اس طرح معاملات بگڑ جاتے ہیں۔"
قسطنطین جب خاموش ہوا تب ہرکولیس نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی زوزان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اس کی پیشانی چومی اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''بیٹی! زندگی میں ایسے مقام کئی بار آتے ہیں ایسے مواقع پر نہ جی چھوڑنا چاہئے نہ ہی انتقامی کارروائی کرنی چاہئے۔ بلکہ فراخدلی سے کام لیتے ہوئے فیصلوں کو قبول کر لینا چاہئے۔ پھر مجھے امید ہے کہ میری بیٹی بھی ایسا ہی کرے گی۔''

اس موقع پر ہرکولیس کی بڑی بیٹی کیتھرائن اور اس کا شوہر توما بھی ان کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے۔ جس وقت کیتھرائن اور توما دونوں میاں بیوی ہرکولیس، قسطنطین اور زوزان کی طرف بڑھے اس وقت مریشا کی ماں میخالہ نے ہاتھ کے اشارے سے وامس کو اپنی طرف بلایا اس وقت وردان و میخالہ اور مریشا نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے جب وامس ان کے قریب گیا تب میخالہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''بیٹے! اب تم ہمارے ساتھ آؤ یہاں سے نکلیں یہ زوزان تھوڑی سی بدمزاج لڑکی ہے اس موقع پر کہیں ہنگامہ نہ کھڑا کر دے۔ اس لئے کہ ایسے مواقع پر وہ اس قسم کے مسئلوں کو اپنی انا کا مسئلہ ضروری بنا لیتی ہے۔ بہرحال فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہرکولیس اور قسطنطین اسے سنبھال لیں گے میرے خیال میں کیتھرائن اور توما بھی اسی بناء پر اس کی طرف گئے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی وامس وردان میخالہ بھی اور مریشا کے ساتھ اس میدان سے نکلا۔ وہ چاروں ہرکولیس کے حکم کے مطابق انطاکیہ کے شاہی اصطبل کا رخ کر رہے تھے۔

ہرکولیس اور قسطنطین کے قریب پہنچ کر کیتھرائن اور توما دونوں میاں بیوی کھڑے ہو گئے۔

کیتھرائن مسکراتے ہوئے اپنے باپ ہرکولیس سے کہنے لگی۔

''اے میرے باپ! لگتا ہے میری بہن زوزان کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا ہے اسی بناء پر آپ دونوں باپ بیٹا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں میں اسے سنبھال لوں گی۔''

جواب میں ہرکولیس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''میری بیٹی! ایسا کر کے تم یقیناً ہم دونوں باپ بیٹے کا بوجھ ہلکا کر لو گی۔''

اس کے ساتھ ہی ہرکولیس اور قسطنطین دونوں وہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کے جانے کے بعد دوسرے لوگ بھی میدان سے نکل کر اپنے گھروں کا رخ کرنے لگے

Marfat.com

تھے۔ اس موقع پر شہ نشین پر کھڑے ہی کھڑے کیتھرائن اپنی چھوٹی بہن زوزان کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''زوزان میری بہن! اس فیصلہ کا تمہیں برا نہیں ماننا چاہئے دیکھو! ہر ایک کا اپنا خواب نگر و اپنا تمناؤں کا شہر ہوتا ہے کوئی صبح کی خاموشیوں میں اپنی زیست کے لمحوں کی خوشیاں سمیٹ لیتا ہے کوئی ان کہے خوابوں سے زندگی کے صحرا اندر اپنی خوشیوں کی پرچھائیاں دیکھ لیتا ہے۔''

یہاں تک کہتے کہتے کیتھرائن کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے اور زور سے پاؤں پٹختے ہوئے زوزان کہنے لگی۔

''مجھے اس بات کا دکھ اور افسوس نہیں ہے کہ اس نے مجھے چھوڑ کر مریشا کا انتخاب کیوں کیا...... میں یہ کہتی ہوں کہ آخر جب فیصلہ ہوا تھا کہ وہ دونوں سے ملاقات کرے گا اس کے بعد اپنا فیصلہ دے گا ...... آخری فیصلہ تو اس کا ہی ہونا تھا لیکن اس نے کیوں مریشا سے ملاقات کرنے کے بعد مجھے مضطرب تشنگی کا نوحہ و اکتسابی ہیجان و مقدر کی بدنامی اور قسمت کی رسوائی جان کر میرے پاس بیٹھنا اور مجھ سے گفتگو تک کرنا پسند نہ کیا اور مریشا کو اپنا انتخاب بنا لیا۔''

کیتھرائن نے آگے بڑھ کر زوزان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا۔ پھر اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہنے لگی۔

''جذباتی نہ بنو! جس طرح مورخ کی زبان پر، نقاد کے قلم پر آتے جاتے موسموں کے قافلوں پر قدغن نہیں لگائی جاسکتی اسی طرح کسی کی خواہشوں کسی کے چناؤ کا رخ بھی نہیں موڑا جاسکتا۔ دیکھ! میری بہن کچھ لوگ ایسے چہروں کو پسند کرتے ہیں جن پر شام سے پہلے ہی شام آجاتی ہے کچھ لوگ ایسے چہروں کو ترجیح دیتے ہیں جن پر اداسیاں بکل مارے بیٹھی ہوتی ہیں کچھ ایسے چہروں کا انتخاب کر لیتے ہیں جن پر خون بھرا خوف رقص کر رہا ہوتا ہے کچھ لوگ ایسے چہروں کو پسند کر لیتے ہیں جن پر بربریت کی آنکھ مچولی ہو رہی ہوتی ہے کچھ لوگ ایسے چہروں کی طرف ہی راغب ہو جاتے ہیں جن پر بے بسی اور لاچارگی کی تحریر تک لکھی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ بھیگے کاغذ کی طرح لاغر و کمزور چہروں کو بھی پسند کر لیتے ہیں۔ اور پھر کچھ لوگ سرسبز اور شاداب اور حسین و پرکشش چہروں کو بھی پسند کرتے ہیں۔''

کیتھرائن کے آخری جملے پر زوزان نے تیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا پھر

Marfat.com

کہنے لگی۔

''اس کا مطلب ہے میں نہ سرسبز ہوں نہ شاداب اور نہ ہی حسین و پرکشش مریشا مجھ سے زیادہ حسین و پرکشش ہے۔ لہٰذا اس نے اس کا انتخاب کرلیا ہے۔''

کیتھرائن نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا کہنے لگی۔

''کیسی باتیں کرتی ہو ہماری بہن تو محبت کے جگمگاتے موتیوں جیسی خوبصورت چمکتے ریشم جیسی پرکشش وشفق کے بے کنار سحر جیسی حسین ہے۔''

اس پر جواب طلب انداز میں زوزان کہنے لگی۔

''پھر اس نے مجھے تاریکی کی سنگین دیوار شام کی بے نورانی، زنگ آلود لمحہ اور بے کفن آرزو سمجھ کر کیوں ٹھکرا دیا؟ اگر وہ مجھ سے ملاقات کرلیتا۔ میرے پاس بیٹھتا میرے ساتھ گفت وشنید کرتا اور میرے خیالات جاننے کی کوشش کرتا اس کے بعد وہ مجھ پر اگر مریشا کو فوقیت دیتا تو مجھے کوئی شکوہ وگلہ نہ ہوتا لیکن اس کے ان رویوں کو میں نے ناپسند کیا ہے پہلے تو میں اس کی اس سے باز پرس کروں گی۔ اگر وہ مجھے مطمئن نہ کرسکا تو میں اس سے انتقام ضرور لوں گی چھوڑ ں گی نہیں اسے۔''

کیتھرائن نے اس کے گال پر ہلکا سا طمانچہ لگایا کہنے لگی۔

''کیسی بچگانہ گفتگو کرتی ہو؟ وہ ایک غلام ہے تم رومنوں کی شہزادی ہو۔ تمہارا اس کے ساتھ کیا جوڑ؟ تمہارا اس کے ساتھ کیا مقابلہ؟ تم پھونک ماروگی تو ہوا میں اڑتا دکھائی نہیں دے گا۔ تم کیوں اپنے آپ کو ایسے لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو پست کر کے لے جانا چاہتی ہو؟ دیکھو اگر اس نے تمہارا انتخاب نہیں کیا تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ یوں جانو یا اس حادثہ کو یہ سمجھ کر بھلا دینا کچھ لوگ بے برگ وثمر شاخوں سے بدذوق تلخی بھری رگ و پے جیسے بے احساس اور ٹوٹے عکس کی بکھری کرچیوں جیسے کورچشم ہوتے ہیں صحیح چیز کا انتخاب نہیں کرسکتے۔ بس یہی سمجھ کر تم بھی خاموش ہو جانا کسی سے انتقام لینے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت ہے اس موقع پر اگر تم نے کوئی مسئلہ کھڑا کرنے کی کوشش کی تو لوگ یہی خیال کریں گے کہ ایک غلام نے شہزادی کو ٹھکرا دیا اور شہزادی انتقام پر اتر آئی ہے۔ کچھ لوگ یہ بھی خیال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یہ شہزادی اس غلام پر مرنے لگی ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہونے دینا۔ اس میں تمہاری ہی بدنامی و رسوائی ہوگی۔ اب چلو ہمارے ساتھ۔''

اس کے ساتھ ایک بار پھر زوزان کو اپنے ساتھ لپٹا کر کیتھرائن نے پیار کیا۔

Marfat.com

ساتھ ہی کیتھرائن نے ہاتھ کے اشارے سے لوگس کو بھی آنے کے لئے کہا۔ اس طرح کیتھرائن زوزان اور لوگس کے ساتھ وہاں سے چلی گئی تھی۔

❖

دوسری طرف وردان میخالہ وسریشا اور وامس ابوالہول چاروں انطا کیہ کے شاہی اصطبل میں داخل ہوئے۔ اصطبل کا داروغہ وہاں موجود تھا۔ اس نے بہترین انداز میں چاروں کا استقبال کیا پھر چاروں اصطبل میں کئی قطاروں میں کھڑے گھوڑوں کا جائزہ لینے لگے تھے۔ وامس ان تینوں کے ساتھ کچھ دیر تک ان گھوڑوں کا جائزہ لیتا رہا پھر ایک انتہا درجہ کے قد آور خوب لمبے اور خوب پلے ہوئے سفید رنگ کے گھوڑے کے پاس وہ رک گیا بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ مسکراتا رہا۔ پھر گھوڑے کے منہ کی طرف گیا۔ پہلے اس کی پیٹھ اور گردن تھپتھپائی اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا گھوڑا نیم مانوسیت کا اظہار کرنے لگا تھا۔ اس پر وردان کی طرف دیکھتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''پہلا گھوڑا میں یہ پسند کرتا ہوں۔''

اس پر وردان نے اصطبل کے داروغہ کو اشارہ کیا اسے وہ گھوڑا باہر لے جانے کے لئے کہا اس پر داروغہ نے ایک شخص کو بلا کر حکم دیا جس پر وہ نوجوان اس گھوڑے کو لے کر اصطبل سے باہر نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر تک وامس پھر ان تینوں کے ساتھ گھوڑوں کی قطاروں کا جائزہ لینے لگا اس کے بعد پھر وہ ایک سفید گھوڑے کے پاس رک گیا تھا جو قد کاٹھ و لمبائی اور خوبصورتی میں بالکل پہلے سفید گھوڑے جیسا تھا۔ جب اس گھوڑے کو دیکھتے ہوئے بھی وامس نے اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تو اصطبل کے داروغہ کا آدمی اس گھوڑے کو بھی کھول کر اصطبل سے باہر لے گیا تھا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے وردان نے اصطبل کے داروغہ کو اپنی طرف بلایا تو داروغہ بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا وردان اسے مخاطب کر کے کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ اصطبل کا داروغہ پہلے یہ بول اٹھا۔

''میرے خیال میں آپ کو کچھ کہنے کی زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب آپ مجھے یہ کہیں گے کہ گھوڑوں کی زینیں اور دوسرا ساز مہیا کروں۔ اس کے لئے میں نے پہلے ہی ہر چیز تیار کر رکھی ہے۔ اس لئے کہ آپ کی آمد سے پہلے مجھے شہنشاہ کا پیغام مل چکا تھا کہ آپ مقابلے جیتنے والے کے ساتھ گھوڑے پسند کرنے کے لئے آئیں

Marfat.com

گے۔“

اس کے ساتھ ہی داروغہ مڑا دونوں گھوڑوں کی زینیں اور دوسرا ساز و سامان اپنے دوسرے آدمی کی مدد سے اٹھالایا تھا۔ دونوں گھوڑوں پر زینیں ڈال دی گئی تھیں۔ دونوں گھوڑوں کو نئے دہانے بھی چڑھا دیئے گئے تھے۔ جب ایسا ہو چکا تب وامس نے دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑلیں اور وردان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”اب ہمیں کس سمت جانا ہے؟“

وردان مسکرا دیا۔ کہنے لگا۔

”اب تم ہمارے ساتھ آؤ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلتے ہیں۔“

وردان آگے آگے چل دیا اس کے ساتھ مریشا اور میخالہ تھی اور ان تینوں کے پیچھے دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑے وامس ابوالہول جا رہا تھا۔

دریائے اورنٹس کے قریب ہی وردان ایک حویلی میں داخل ہوا اور وامس ابوالہول کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”وامس! میں جب کبھی بھی انطاکیہ میں آتا ہوں اسی حویلی میں میرا قیام ہوتا ہے یوں جانو یہ حویلی انطاکیہ میں عارضی طور پر آنے جانے والے لوگوں کے لئے قیام گاہ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ مجھے اپنے اہل خانہ اور تمہارے ساتھ یہاں تین چار ماہ رہنا پڑ جائے گا اس لئے کہ اس دوران ہرکولیس یہاں رہ کر مسلمانوں کے رسولؐ کی وفات پا جانے کے بعد مسلمانوں کی حالت اور ان کے ردعمل کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد وہ واپس قسطنطیہ جائے گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وردان رکا پھر کہنے لگا۔

”اب آؤ تمہیں حویلی کے اصطبل میں لے جاتا ہوں ان دونوں گھوڑوں کو وہاں باندھتے ہیں۔ پہلے بھی وہاں چند گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ جو ہمارے استعمال میں رہتے ہیں۔ اس کے بعد میں تمہیں حویلی دکھاتا ہوں۔“

دونوں گھوڑوں کو اصطبل میں باندھ دیا گیا پھر وردان و میخالہ اور مریشا نے حویلی کا پورا اندرونی اور بیرونی حصہ دکھایا پھر حویلی کے صدر دروازے کے قریب ہی وامس ابوالہول کی رہائش کے لئے ایک کمرہ مختص کر دیا گیا تھا۔ اپنی رہائش کے اگلے روز وامس ابوالہول نے مریشا کی گھڑسواری اور تیغ زنی کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا۔

❖

Marfat.com

دوسری طرف زوزان وتوما اور کیتھرائن لوگس کے ساتھ انطاکیہ کے قصر کا رخ کر رہے تھے کہ راستے میں اچانک زوزان کو کچھ یاد آیا لوگس کے قریب گئی۔ پھر اسے انتہائی ہمدردی سے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''مجھے تمہارے ہارنے کا بے حد دکھ اور صدمہ ہے کاش تم اس غلام وامس ابوالہول کو نیچا دکھاتے اس نے تیغ زنی طاقت وقوت کا مقابلہ تم سے جیت کر پھر اس کے بعد اپنے آپ کو مریشا کی خدمت میں دے کر ایک طرح سے میرے جذبات اور میرے احساسات میں جوالا مکھی کھڑے کر دیئے ہیں میں ہر صورت میں اس وامس ابوالہول کو تیغ زنی اور طاقت میں دبتا ہوا اور شکست خوردہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا تمہاری نگاہ میں کوئی ایسا رومن جوان ہے جو تیغ زنی اور طاقت وقوت میں اس ابوالہول کو نیچا دکھائے اس کی اکڑی ہوئی گردن دہری کر کے اس کے سر کو جھکنے پر مجبور کر دے مجھے حیرت ہے کہ بطورس بہترین پہلوان اور پرقوت جوان خیال کیا جاتا تھا تیغ زنی میں بھی اس کا کوئی ثانی نہیں تھا لیکن اس وامس نے اسے تیغ زنی اور جسمانی طاقت دونوں میں زیر کر کے رکھ دیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد زوزان رکی پھر سرگوشی میں لوگس کے زیادہ قریب ہوتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیا تمہاری نگاہ میں کوئی ایسا تیغ زن وایسا نوجوان نہیں جو جسمانی طاقت اور تیغ زنی میں اس وامس ابوالہول کو اپنے سامنے زیر کر کے نیچا دکھائے۔''

جواب میں لوگس نے کچھ سوچا پھر تیز نگاہوں سے زوزان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''خانم! میری نگاہ میں ایک نوجوان ہے جو تیغ زنی اور جسمانی طاقت میں بھی اس وامس ابوالہول کو ادھیڑ کر رکھ دے گا اور وہ مارسول ہے جو قسطنطنیہ کا سب سے عمدہ تیغ زن اور ایک ناقابل شکست اور بے مثال نائٹ ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد لوگس رکا تھا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''خانم! اس مارسول کا نام یقیناً آپ نے سن رکھا ہوگا اس لئے کہ قسطنطنیہ کے موت کے میدان میں بڑے بڑے تیغ زنوں، بڑے بڑے سورماؤں اور شاہسواروں اور پہلوانوں نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا لیکن ہر مقابلے میں اس نے اپنے ہر مدمقابل کو

Marfat.com

نیچا دکھا کر رکھا۔ میں حتیٰ کہ بطورس بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں اگر اسے اس وامس کے مقابلے پر لایا جائے تو وہ یقیناً اس کو اپنے سامنے بے بس اور شکست خوردہ کر سکتا ہے۔''

لوگس کا جواب سن کر زوزان خوش ہوگئی تھی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم نے بہت اچھا انکشاف کیا ہے میں مارسمول کو جانتی ہوں لیکن اس کا تو خیال میرے ذہن میں آیا ہی نہیں اپنے قصر کے خدام میں سے میں آج ہی کسی کو بھیجتی ہوں اور مارسمول کو قسطنطنیہ سے یہاں انطاکیہ میں بلاتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اب کسی قدر مطمئن انداز میں زوزان اپنی بہن کیتھرائن توما اور لوگس کے ساتھ انطاکیہ کے قصر کی طرف بڑھنے لگی تھی۔ جس طرح وامس ابوالہول نے مریشا کی تربیت کا کام شروع کر دیا تھا اس طرح لوگس نے بھی زوزان کو گھڑ دوڑ اور تیغ زنی میں طاق کرنا شروع کر دیا تھا۔

○✣○

Marfat.com

ظہور اسلام کے وقت سے رومن اور ایرانیوں کی دو زبردست سلطنتیں تھیں جن کا سیاسی غلبہ قریب قریب ساری دنیا پر تھا۔ عربوں سے متعلق ان دونوں حکومتوں کا رویہ یہ تھا کہ جس طرح ہو سکے اس آزاد قوم کو اپنی غلامی کی زنجیریں پہنا دیں لیکن عربوں کی فطری شجاعت آزادی سے محبت اور صحرائے عرب کی جغرافیائی حالت کے سامنے اس کا بس نہیں چلتا تھا۔

24 ق م میں ایک رومن جرنیل الیوس گیلس نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ عربوں کی آزادی پر ایک بھرپور وار کیا تھا لیکن اسے عبرت ناک ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ اور اس کے رومن لشکریوں کو اندرون عرب تک قدم بڑھانے کا حوصلہ تک نہ ہوا تھا۔

یہی حال ایرانیوں کا تھا ان کی طرف سے کئی بار کوشش ہو چکی تھی کہ دنیا کی دیگر اقوام کی طرح عرب بھی ان کے حلقہ بگوش بن جائیں لیکن رومنوں کی طرح وہ بھی اپنے مقصد میں ناکام رہے تھے۔ عربوں کے مقابلے میں اپنی عسکری طاقت کو بے کار سمجھتے ہوئے دونوں سلطنتوں نے حکمت عملی اور سیاسی داؤ لگا کر عربوں کو بے بس بنانے کی کوشش کی تھی۔

چنانچہ بنو خزاعہ، بنو جھیاں و بنو کلب و بنو لخم اور بنو غسان جو عرب قبائل تھے اور شمال کے علاقوں کے بسنے والے تھے ان پر گرفت کرتے ہوئے ایرانیوں او رردمنوں نے عربوں کے سرحدی علاقوں میں حیرہ اور غسان نام کی دو نیم آزاد ریاستیں قائم کر دیں تھیں اور اپنی ریاستوں کے ذریعہ وہ عربوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانا چاہتے تھے۔

رومنوں نے اس بارے میں کئی بار کوشش بھی کی لیکن حضور ﷺ کی زندگی میں ایسا نہ کر سکے اب حضور ﷺ کے وصال کے بعد ایرانی اور رومن دونوں ہی سلطنتیں جائزہ لینے لگیں تھیں کہ دیکھیں مسلمانوں کے رسول ﷺ کے وصال کے بعد اب مسلمان اپنے اتفاق اور یکجہتی کو قائم رکھ سکتے ہیں یا نہیں اور وہ اس تاک میں بھی تھے کہ جب

Marfat.com

بھی موقع ملے مسلمانوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرنے کی کوشش کریں۔

مسلمانوں میں جہاں ایسے لوگوں کی اکثریت تھی جو اسلام کو دنیا اور آخرت میں فلاح کا ذریعہ سمجھ کر مسلمان ہوئے تھے وہاں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے لالچ اور خوف کی وجہ سے اسلام قبول کرلیا تھا۔ شریعت اسلامیہ کی اصطلاح میں ان لوگوں کو منافق کہاجاتا ہے حضور ﷺ کی زندگی میں تو منافقین کو لب تک ہلانے کی جرأت نہ ہوئی لیکن حضور ﷺ کے وصال کے بعد ان لوگوں نے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور طرح طرح کی تحریکیں چلاکر اسلام ومسلمانوں کو ضعف پہنچانے کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لئے دو تحریکیں اٹھیں ایک نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی اور دوسری ایسے لوگوں کی جو مرتد ہونا شروع ہوگئے تھے۔

ان سارے حالات میں خبریں رومنوں اور ایرانیوں کو بھی پہنچ رہی تھیں اور وہ بڑی گہری نگاہوں سے جائزہ لے رہے تھے کہ مسلمانوں کے جو اندرونی حالات خراب ہو رہے ہیں اب دیکھیں کب ان حالات کی وجہ سے ان کا شیرازہ بکھرتا ہے۔

لیکن اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بڑی دانشمندی و بڑی جانثاری سے کام لیا۔ انہوں نے ان دونوں تحریکوں کو کچلنے کے لئے حضرت خالدؓ بن ولید کا انتخاب کیا۔

خالدؓ بن ولید کا پورا نام ابوسلیمان خالدؓ بن ولید المخزومی تھا۔ حضرت خالدؓ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں حضور ﷺ سے جاملتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی سلسلہ نسب ساتویں ہی پشت میں حضور ﷺ سے جاملتا ہے۔

خالدؓ بن ولید کا تعلق قریش کے مشہور قبیلے بنومخزوم سے تھا۔ مخزوم حضرت خالدؓ کے پانچویں دادا تھے۔

جنگجوانہ اوصاف علم وفضل اور اچھے افراد کی کثرت کے باعث بنومخزوم قریش میں خاص درجہ رکھتے تھے اور بنو ہاشم کے بعد اسی قبیلے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ زمانۂ جاہلیت کی رسم کے مطابق قریش کی تمام شاخوں کے ذمہ کوئی نہ کوئی عسکری خدمت تھی۔ ایام جنگ میں جن کا پورا کرنا ان کا فرض ہوتا تھا اس لحاظ سے بنومخزوم کے ذمہ یہ کام تھا کہ جنگ کے دنوں میں وہ لشکریوں کے لئے گھوڑے مہیا کیا کریں اور لشکریوں کے آرام اور سامان جنگ اکٹھا کرنے کے علاوہ خیمے نصب کیا کریں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کے آباؤ اجداد متمول اور ذی حیثیت تھے مکہ سے طائف تک ان کے باغات پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی امارات ان کی ثروت کا اندازہ صرف اس

Marfat.com

بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سال حضرت خالدؓ کے آباؤ واجداد تنہا خانہ کعبہ کا غلاف بنواتے تھے اور دوسرے سال تمام قریشی مل کر بنواتے تھے حج کے ایام میں منیٰ کے مقام پر یہ حاجیوں کو ایک وقت کا کھانا بھی کھلایا کرتے تھے۔ حضرت خالدؓ کے چھ بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ بھائیوں میں ہشام اور ولید اسلام لے آئے تھے اور باقی چار کا خاتمہ حالت کفر میں ہوا تھا۔ بہنوں میں سے ایک کی شادی حضرت صفوانؓ بن امیہ کے ساتھ ہوئی تھی اور دوسری کی شادی حارث بن ہشام کے ساتھ طے پائی تھی۔

ظہور اسلام کے وقت خالدؓ بن ولید کی عمر 17 سال تھی اور آپ فاروقؓ اعظم کے ہم عمر تھے۔

اسلام لانے سے پہلے خالدؓ بن ولید اپنے والد ولید کی طرح اسلام کے شدید ترین مخالف تھے اور مسلمانوں کے خلاف زبانی صلاح ومشورے سے لے کر عملی کارروائیوں تک ہر موقع پر ان کی شمولیت ضروری خیال کی جاتی تھی بلکہ عملی کارروائیوں میں ان کا حصہ زیادہ ہوتا تھا۔

جنگ احد میں جو مسلمانوں نے نقصان اٹھایا اس کی بڑی وجہ خالدؓ بن ولید کی جنگی فراست اور بہادری تھی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں نے جبل احد کو پشت کی طرف رکھ کر صف آرائی کی تھی اس پہاڑ میں ایک درہ تھا جسے عبور کر کے دشمن نہایت آسانی سے مسلمانوں کے عقب پر حملہ کر سکتا تھا۔ حضور ﷺ اس خطرے سے واقف تھے چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن زبیر کو 50 تیر اندازوں کے ساتھ وہاں متعین کیا تھا اور تاکید فرمائی تھی کہ لڑائی کا خواہ کچھ بھی انجام ہو تم لوگ اپنی جگہ نہ چھوڑنا لیکن جونہی ان اصحاب نے درے کی وہ جگہ چھوڑی خالدؓ بن ولید اس درے سے داخل ہوئے اور مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث بنے۔

جنگ احد سے صلح حدیبیہ تک خالدؓ بن ولید ہر وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے تھے ایسا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ صلح حدیبیہ جو مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان ہوئی تھی اس نے مسلمانوں کی کامیابی کا دروازہ کھول دیا تھا اور کفار کے لئے ہزیمت اور ذلت کا آغاز ہوا تھا۔ خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھیوں کو یہ صلح بہت ناگوار گزری اور انہیں یہ محسوس ہونے لگا کہ کوئی دن سارے عرب پر توحید کا جھنڈا لہرانے لگے گا۔ چنانچہ ان حالات کو دیکھتے ہوئے انہوں نے مکہ میں بیٹھ کر حالات کا جائزہ لینا شروع کیا اس طرح حضور اکرم ﷺ کو قریب سے دیکھ کر اور

Marfat.com

مسلمانوں کے عزم و اخلاق اور بے نفسی کا مطالعہ کرتے کرتے خالدؓ کی نفرت مسلمانوں کے خلاف کم ہوتی چلی گئی اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ کی ریشہ دوانیاں سراسر ظلم اور زیادتیوں پر مبنی ہیں ان کے دل میں غیر محسوس طور پر اسلام کی محبت پرورش پانے لگی تھی۔

اس محبت کی ابتداء صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی تھی وہ دور تھا جب خالدؓ مسلمانوں کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے گشت لگایا کرتے تھے۔ خالدؓ خود فرماتے ہیں کہ جب میں گشت لگایا جاتا تھا تو ایک موقع پر میں نے آنحضرت ﷺ کو نماز ادا کرتے دیکھا۔

میں نے ہر چند کوشش کی کہ حضور ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کو نقصان پہنچاؤں لیکن میری کوئی پیش نہ گئی اس وقت میرے دل میں القاء ہوا کہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے اور ہم چاہے کتنی بھی کوشش کریں ان پر غالب نہیں آسکتے۔

جب حضور ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف چلے گئے تو خالدؓ بن ولید کے دل میں جو حضور ﷺ کی محبت کا بیج بویا جا چکا تھا اب آہستہ آہستہ پھوٹنا شروع ہو گیا پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا خالدؓ بن ولید پر اسلام کی صداقت زیادہ واضح ہوتی گئی اور اس کے ساتھ ہی حضورؐ کی محبت بھی بڑھتی چلی گئی۔

اسی دوران خالدؓ بن ولید کے بھائی ولید ان سے پہلے اسلام قبول کر گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے آہستہ آہستہ اسلام کی صداقت نے اس قدر جوش مارا کہ خالدؓ بن ولد بھی حضرت عمروؓ بن العاص کے ساتھ مدینہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔

مسلمان ہونے کے بعد غزوہ موتہ میں خالدؓ بن ولید نے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ حضور ﷺ نے آپؓ کو سیف اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے فتح مکہ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سریاء جذامہ میں شرکت فرمائی غزوہ حنین اور طائف کے محاصرہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے پھر حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں اپنی شجاعت اور مردانگی کا مظاہرہ کیا اور اب حضور ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے جو تحریکیں اٹھی تھیں ان کا خاتمہ کرنے کے لئے خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا تھا۔

پہلی تحریک نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی تھی جھوٹے نبیوں میں سرفہرست مسیلمہ کذاب، طلیحہ و اسود عنسی اور سجاح بنت الحرث وغیرہ آتے ہیں۔

Marfat.com

ان میں اسود عنسی تو حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ایک شخص فیروز کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچ چکا تھا باقیوں سے نمٹنے کے لئے خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا چکا تھا۔

وہ لوگ جنہوں نے دنیاوی فائدوں کے خیال سے اسلام قبول کیا تھا اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کو خلافت کے مسئلہ پر الجھا ہوا دیکھ کر ان لوگوں کا خیال تھا کیا اب مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا اور ہم پہلے کی طرح من مانی کر سکیں گے۔ اس لئے انہوں نے کھلم کھلا اسلام کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا مرتد ہونے والے قبیلوں میں نبو عبس و نبو زیبان اور بنو کنانہ وغیرہ پیش پیش تھے انہوں نے اپنے مرتد ہونے کا اظہار اس طرح کیا کہ زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور عوام کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف منظم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

مسلمانوں کے لئے یہ صورت حال بے حد تشویش ناک تھی۔ ایک طرف حضور ﷺ کی جدائی کا صدمہ دوسری طرف خلیفہ کے انتخاب کے مسئلہ پر آپس میں اختلافات اور سب سے بڑھ کر مرتدین اور مدعیان نبوت کی ریشہ دوانیاں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کا وہ سرسبز شاداب چمن جسے حضور ﷺ نے اپنے خون سے سینچا تھا مرجھا کر رہ جائے گا دوسری طرف رومن اور ایرانی بھی گہری نگاہوں سے مسلمانوں کی اس حالت کا جائزہ لے رہے تھے۔

ایسے مایوس کن حالات میں حضرت ابوبکرؓ صدیق سچے مومن کی بے باکی اور جرأت کے ساتھ مخالفوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوگئے آپ نے صاف لفظوں میں اعلان فرمایا کہ مشرکین اور مرتدین کو کسی قیمت پر معاف نہیں کیا جائے گا۔ کچھ مرتد قبائل کو زیر کرنے کے لئے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لشکر دے کر اسامہؓ بن زید کو روانہ کیا اور وہ ارض شام پر حملہ آور ہوئے اور خاصہ مال غنیمت لے کر لوٹے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق خود ایک لشکر لے کر شمال کی طرف روانہ ہوئے بنو عبس و بنو زیبان اور بنو کنانہ پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شکست دے کر واپس آ گئے۔

اس کے بعد خالدؓ بن ولید کو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے طلیحہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا گیا۔

طلیحہ نہ صرف مرتد ہوگیا تھا بلکہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی اس نے کر دیا تھا۔ حضور ﷺ کی زندگی ہی میں اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا لیکن حضور کو اتنی مہلت نہ ملی کہ اس کی سرکوبی کی جاتی لہٰذا طلیحہ کو خوب کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ اس نے بنو

Marfat.com

غسان و بنو ہوازن کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔

خالدؓ بن ولید طلیحہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اس وقت طلیحہ اپنے حامیوں کے ساتھ بذاخہ کے مقام پر مقیم تھا۔ خالدؓ بن ولید طلیحہ کے مقابل آئے طلیحہ کے ساتھ اس کا بھائی جبال بھی تھا اور ان دونوں نے جس قدر جنگجو جوانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ ان کا سالار ایک شخص عینیہ کو مقرر کیا گیا جب خالدؓ بن ولید ان کے مقابل آئے تب طلیحہ نے اپنے سالار عینیہ سے کہا کہ تم خالد بن ولیدؓ سے جنگ کرو میں پیچھے بیٹھتا ہوں وحی کا انتظار کرتا ہوں۔

طلیحہ کا کہا مانتے ہوئے عینیہ نے خالدؓ بن ولید کے ساتھ جنگ چھیڑ دی۔ خالدؓ بن ولید اس قدر جوش اسقدر جذبہ کے ساتھ اسلام کے ان دشمنوں پر حملہ آور ہوئے کہ عینیہ اور اس کے لشکریوں کے پاؤں اکھڑتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

Marfat.com

اس موقع پر عینیہ میدان جنگ سے بھاگتا ہوا لشکر کے پیچھے طلیحہ کے پاس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی وحی کے ذریعہ پیغام آیا ہے جب طلیحہ نے نفی میں جواب دیا تب عینیہ یہ سن کر پھر میدان جنگ میں چلا گیا اور بادل نخواستہ مسلمانوں سے لڑائی جاری رکھی جب اس نے دیکھا کہ لحہ بہ لحہ خالدؓ بن ولید کا دباؤ اس پر بڑھ رہا ہے تب ایک بار وہ پھر بھاگا بھاگا لشکر کے پیچھے آیا جہاں طلیحہ وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا وہاں پہنچ کر اس نے پھر طلیحہ کو مخاطب کر کے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی وحی آئی ہے۔ جب طلیحہ نے نفی میں جواب دیا تب پھر وہ بھاگا بھاگا میدان جنگ میں جا کر اپنے ساتھیوں کا حوصلہ بڑھانے لگا۔

آخر جب عینیہ نے دیکھا کہ خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں اس کی شکست بالکل قریب ہے تب وہ بڑی بے زاری کی حالت میں ایک بار پھر لشکر کے پیچھے طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کیا تمہارے پاس وحی آئی ہے۔ طلیحہ نے کہا۔

''ہاں! جبرئیلؑ آئے تھے''

اس پر عینیہ نے پوچھا۔

''انہوں نے کہا کہا؟''

طلیحہ نے کہا۔

''وہ مجھ سے کہہ گیا ہے تیرے لئے وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے۔''

طلیحہ کا یہ جواب سن کر عینیہ بڑا غضبناک ہوا اس موقع پر اس نے نفرت بھرے انداز میں جنگ میں مشغول اپنے ساتھیوں کو بلند آواز میں مخاطب کر کے کہا۔

''میرے ساتھیو! یہ طلیحہ جھوٹا اور کاذب ہے تم لڑائی سے کنارہ کش ہو جاؤ''

عینیہ کی زبان سے ان کلمات کا نکلنا تھا کہ مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے بہت سے مرتد جنگ میں کام آئے۔ کچھ ایمان لے آئے جس وقت عینیہ میدان جنگ

Marfat.com

سے فرار ہو رہا تھا اس وقت طلیحہ نے اس سے پوچھا۔

''تو کہاں جا رہا ہے......؟''

عینیہ نے جواب دیا۔

''ہماری جنگ تو ختم ہو چکی اب تو جبریلؑ سے کہہ کہ وہ میدان جنگ میں آ کر لڑیں۔''

جب خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں طلیحہ اور اس کے سارے ساتھیوں کو بدترین شکست ہوئی تو طلیحہ اپنی بیوی کے گھوڑے پر سوار ہو کر ارض شام میں بنو غسان کی طرف چلا گیا عینیہ کی بدقسمتی کہ جب خالد بن ولیدؓ نے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا تو وہ گرفتار ہو گیا اب خالد بن ولیدؓ نے اسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا۔

طلیحہ بنو غسان کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں یہ شخص ایمان لایا اور لشکر اسلام کے ساتھ ہو کر دشمنان اسلام سے خوب لڑا اس کے ساتھ ہی بنو اسد اور بنو غسان بھی سچے دل سے اسلام قبول کر گئے تھے۔

طلیحہ کے وہ ساتھی جو بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اسلام کی طرف رغبت نہ کی وہ بھاگ کر ایک عورت سلمٰی بنت مالک بن حذیفہ کے پاس چلے گئے جو اس وقت سواء کے مقام پر قیام کئے ہوئے تھی اور ان لوگوں نے اس عورت کو اپنا پیشوا بنا لیا۔

سلمٰی حضور ﷺ کے زمانہ حیات میں قید ہو کر آئی تھی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت عائشہؓ کے مکان پر تشریف لائے تو سلمٰی کچھ دیگر عورتوں کے ساتھ وہاں موجود تھی آپ ﷺ نے سلمٰی سے مخاطب ہو کر اس کے ارتداد اور اسلام دشمنی سے آگاہ کیا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق اسلام لانے کے بعد وہ مرتد ہو گئی اور بنو غسان و ہوازن اور بنو سلیم اور بنو اسد کے لوگوں کو اس نے اپنے گرد جمع کر لیا۔

جب خالدؓ بن ولید کو اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر اس کی طرف بڑھے سلمٰی اپنے ساتھیوں کے ساتھ خالدؓ بن ولید سے ٹکرائی۔ اس وقت وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھار رہی تھی۔ اپنی حفاظت کے لئے سلمٰی نے لگ بھگ سو تیغ زنوں کو ارد گرد جمع کر رکھا تھا۔ جنگ کے دوران جب اس کی ناقہ زخمی ہو کر گر پڑی سلمٰی ماری گئی تو اس کے ساتھیوں کے اندر کھلبلی مچ گئی اور انہیں شکست ہوئی

Marfat.com

اور وہ اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ اس طرح طلیحہ کے بعد خالدؓ بن ولید نے سلمیٰ کے فتنہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔

ان دو قوتوں کو زیر کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے سجاح بنت الحرث کا رخ کیا۔ سجاح بنت الحرث ایک نصرانی عورت تھی اور اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے بہت مشہور تھی حضور ﷺ کے زمانہ حیات میں تو وہ خاموش رہی لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مرصع اور مسجع کلام سنا کر لوگوں کو دھوکہ دینے لگی بہت سے قبائل نے اس کا اتباع کرلیا اور یہ انہیں لے کر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوئی۔

دوسری طرف خالدؓ بن ولید بھی اس کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ راستے ہی میں دونوں لشکروں کی مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ خالدؓ بن ولید اور ان کے لشکریوں کا سن کر سجاح بنت الحرث اور ان کے ساتھیوں پر ایسا خوف ایسی دہشت طاری ہوئی کہ سجاح کے ساتھی ادھر ادھر منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے جبکہ خود سجاح بنت الحرث جزیرہ میں جا کر بنی تغلب میں مقیم ہوگئی امیر معاویہؓ کے دور میں جب آپ قبیلہ بنو غسان کو کوفہ میں لے کر آئے تو اسی زمانے میں سجاح بنت الحرث ایمان لائی اور باقی زندگی عمدگی سے گزار دی۔ اس طرح تیسری گمراہ کن قوت کا بھی خاتمہ ہوا۔

سجاح بنت الحرث کے بعد خالدؓ بن ولید نے ایک شخص مالک بن نویرہ کو زیر کیا۔ جو سجاح بنت الحرث کے قریبی ساتھیوں میں سے تھا۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کہنے پر مسیلمہ بن کذاب کا رخ کیا۔

مسیلمہ کا تعلق بنو حنیفہ سے تھا حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں بنو حنیفہ کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا مسیلمہ بھی اپنے قبیلے کے لوگوں کے ساتھ تھا جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آئے تھے اہل قبیلہ نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ قیام کیا اور مسیلمہ کو سامان وغیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر خود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضور ﷺ نے اپنے پاکیزہ دستور زندگی اور بلند اخلاق کے مطابق اہل وفد کو تحفے و تحائف سے نوازا اور ان میں سے بعض لوگوں نے اپنا اپنا حصہ لے کر حضور ﷺ سے مسیلمہ کذاب کا بھی ذکر کر دیا۔

حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا چونکہ مسیلمہ تمہارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے

Marfat.com

اس لئے اس کی جگہ تمہاری جگہ سے بری نہیں اور اس کا حصہ بھی عنایت فرما دیا۔ یہ سن کر مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور ﷺ کے اس ارشاد کی یوں تاویل کی کہ۔

''حضور ﷺ نے میری جگہ اور اپنی جگہ کو برابر قرار دیا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ میں نبوت میں حصہ دار ہوں۔''

اس کے بعد اس نے قرآن مقدس کی آیات کے مقابلے میں مقفہ اور مسجع باتیں پڑھ پڑھ کر سنانی شروع کیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا شروع کر دیا اور شراب اور زنا کو حلال قرار دے دیا۔

بنو حنیفہ ایک شخص نہاد الرجال پر بڑا اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے مسیلمہ کذاب نے مل ملا کر نہاد الرجال سے بھی یہ گواہی دلا دی کہ حضور ﷺ نے اس کے سامنے مسیلمہ کذاب کو نبوت میں شریک کر لیا تھا۔ یہ سن کر اردگرد کے قبائل پر اس کا بہت اثر ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں مسیلمہ کے ماننے والوں کی تعداد اچھی خاصی ہوگئی۔

خالدؓ بن ولید مسیلمہ کذاب کے مقابلے پر آئے تو آپؓ کے ساتھ صرف تیرہ ہزار لشکری تھے۔ جبکہ مسیلمہ کذاب کے پاس لگ بھگ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔

مسیلمہ خود تو ایک باغ کے اندر بیٹھ گیا اس باغ کا نام حدیقۃ الموت تھا جبکہ اپنے لشکریوں کو خالدؓ بن ولید کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

جب اس کے لشکری خالد بن ولیدؓ سے ٹکرائے تو انہیں بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر مسیلمہ کے پاس باغ میں چلے گئے۔

اس موقع پر کسی نے مسیلمہ کو مخاطب کر کے کہا۔

''وہ تیرا وعدہ کہاں گیا جو تیرا خدا تجھ سے کیا کرتا تھا؟''

جواب میں مسیلمہ شرمندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہر شخص اپنے اہل وعیال کے لئے لڑے یہ موقع ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔''

اب مسلمان خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں حدیقۃ الموت کی طرف بڑھے باغ کے اندر داخل ہو گئے مسیلمہ کذاب نے جب اپنی نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی تو مجبوراً زرہ پہن کر اور اپنے منتخب ساتھیوں کو لے کر خود مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلا لڑائی کے دوران ایک تیر مسیلمہ کے ایسا لگا کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کر سکا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

Marfat.com

کچھ مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ ایک صحابی ابن عمارہؓ نے نہایت جرأت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے سر پر ایک تلوار ماری جس سے وہ واصل جہنم ہوگیا اس طرح بڑی جرأت مندی و جانثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید نے مرتدین اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

یوں مسلمانوں کے اندرونی حالات درست ہوگئے تھے اب بیرونی حالات کی طرف توجہ دی گئی تھی یہ بیرونی حالات ایرانیوں اور رومنوں کے پیدا کردہ تھے۔ سب سے پہلے ایرانیوں کی طرف توجہ کی گئی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ کو حکم دیا وہ ایک لشکر لے کر ایرانیوں کے شہر ابلہ کا رخ کریں یہ شہر کم اور ایرانیوں کا مستقر زیادہ تھا لہٰذا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حکم ملتے ہی آپ ایک لشکر کے ساتھ ایرانیوں کے اس مستقر کی طرف بڑھے تھے۔

Marfat.com

ایلہ نام کی ایرانیوں کی لشکر گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کی کمانداری مثنیٰ کے حوالے کی گئی اور انہیں مقدمۃ الجیش کے طور پر اپنے آگے روانہ کیا۔

دوسرا حصہ عطی بن سالم کی کماندری میں دیا گیا اور ان کے حصے کے لشکر کو مثنیٰ کے پیچھے پیچھے روانہ کیا۔

لشکر کے تیسرے حصے کو خالدؓ بن ولید نے اپنے پاس رکھا اور اس کے بعد آپ بھی روانہ ہوئے۔

تینوں لشکر الگ الگ راستوں سے ایرانیوں کی لشکر گاہ ایلہ کی طرف بڑھے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی طے پایا کہ حصیر کے مقام پر تینوں لشکر اکٹھے ہو جائیں گے۔ غالباً یہ حکمت عملی اس لئے تیار کی گئی تھی کہ دشمن کو حملے کا صحیح مقام معلوم نہ ہو سکے وہ اپنی طاقت کو تین مقامات کی طرف منتقل کرنے پر مجبور ہو جائے۔

ایلہ کی ایرانی لشکر گاہ کا سالار ان دنوں ایک ایرانی ہُرمز تھا اس نے اسلامی لشکر کی آمد کی اطلاع پا کر ایران کے شہنشاہ اُردشیر کو صورت حال سے آگاہ کر دیا اور خود اپنے لشکر کو منظم کر کے قواظم کے مقام پر پہنچا۔ جو بصرہ سے دو منزل کے فاصلے پر ایک ساحلی مقام ہے۔

اس کے بعد جب اسے اطلاع ملی کہ مسلمان حصیرہ کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ اس طرف کا رخ کیا لیکن خالدؓ نے قواظم کی طرف کوچ کر دیا۔ جس کی بناء پر ہُرمز اپنے لشکر کے ساتھ پلٹا اور قواظم کے مقام کا رخ کیا۔

ایرانی سالار ہُرمز کو اس بات کا پورا پورا احساس تھا کہ ایرانی لشکری مسلمانوں کی شجاعت سے بہت مرعوب ہیں اس لئے اس نے یہ تدبیر کی کہ لڑنے والے اپنے لشکریوں کو لمبی لمبی زنجیروں سے ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا جائے تا کہ کوئی بھاگنا

Marfat.com

چاہے تو بھاگ نہ سکے اس لئے اس جنگ کو ذات السلاسل بھی کہا جاتا ہے۔

دونوں لشکر ایک کھلے میدان میں ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کا پڑاؤ ایک ایسے مقام پر کیا جہاں پانی نہ تھا اس طرح حضرت خالدؓ کے ہمراہیوں نے خالدؓ بن ولید سے شکایت کی کہ جس جگہ ہم نے پڑاؤ کیا ہے وہاں پانی نہیں اور پانی کے بغیر تو ہمارے لشکری موت کا شکار ہو جائیں گے۔

اپنے لشکریوں کے ان خدشات کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''صبر کرو! اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔''

خالدؓ بن ولید کا یہ جواب سن کر آپ کے لشکری انتہائی خاموشی کے ساتھ اپنے خیمے نصب کرنے لگے اور اپنا سامان اتارنے میں مصروف ہو گئے۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر بعد بادل کا ایک ٹکڑا آیا جس کے برسنے سے اردگرد کے سب چشمے لبریز ہو کر رہ گئے تھے۔

جب دونوں لشکریوں نے اپنی صفیں درست کر لیں تب خالدؓ بن ولید اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے دونوں لشکریوں کے وسطی حصے میں آئے اور ایرانیوں کو انفرادی مقابلے کے لئے پکارا۔

جواب میں ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمز اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور خالدؓ بن ولید کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

خالد بن ولیدؓ کے قریب آ کر ہرمز نے اپنے گھوڑے کو روکا پھر انتہائی فخر اور گھمنڈ میں حضرت خالدؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم لوگوں کو ہمارے مقابل آنے کی جرأت اور جسارت کیسے ہوئی؟ ہم ایرانی وہ قوم ہیں جنہوں نے اس سے پہلے دنیا کی بڑی بڑی اقوام بڑے بڑے سرکشوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ ہمارے سامنے تمہاری حیثیت صحراؤں کے اندر سرگرداں سرابوں اور بے سمت چلنے والے جھکڑوں سے بھی زیادہ اہمیت نہ تھی۔ ہم لوگ تمہیں بھولے بسرے لوگ خیال کرتے تھے تم نے دوسری قوموں پر حملہ آور ہونے اور یلغار کرنے کی کیسے ٹھان لی ہے؟''

ہرمز جب خاموش ہوا تب خالدؓ بن ولید نے بڑے پرسکون انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

''ایرانیوں کے سالار تمہارا کہنا درست ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہم وہم و

Marfat.com

گمان کی منزلوں میں سرگرداں رہتے تھے جنوں کی راہوں پر اذیتوں میں رچے اجل زدہ خواب ہمارے، مقدر کا ایک حصہ تھے لیکن عرب کے ان صحراؤں کے اندر کائنات کے مالک نے ہماری رہبری و ہماری رہنمائی کے لئے ایک پیغمبرؐ مبعوث کیا جس نے ہماری خرد کے پیچوں میں وحدانیت کے رنگ بھر دیئے۔ پیار کی خوشبو جذبوں کی حرارت و محبت کی تمازت و یکجہتی کی چکاچوند اور اخوت کی مٹھاس سے ہمیں ہمکنار کر دیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں ہم اس سے پہلے بھٹکتے تصورات میں ٹھوکریں کھاتے پھرتے تھے نارسائی کے قدموں کی دھول خاک و جذبوں کا میلا دھواں ہمارا مقدر تھا دوسری قوموں کے سامنے ہم وقت کی غیر مصروف چکی میں پستے رہتے تھے لیکن اس محترم رسولؐ نے آ کر ہمارے لئے بھولے بسرے، الفاظ کو صوت و معانی کے پیرہن پہنا دیئے ہم لوگ آنسوؤں کے فسوں میں بے سنگ و میل راستوں پر دھکے کھاتے پھرتے تھے کہ کوئی ہمارے لئے حوصلوں کا امین کوئی ہمارا ہمسفر نہ تھا۔ ہم بے چارگی کے مارے انسان اپنے ہی ہونے سے خوف زدہ تھے لیکن آنے والا وہ رسول ﷺ کائنات کی روشن ترین سچائی بن کر ہمارے سامنے آیا ہمیں منزلوں کی روشنی سے ہمکنار کیا۔ ہمارے لئے جمالیاتی شعور کے خیابان اور رضوان کھڑے کر دیئے ہم نہیں جانتے تھے کہ سزا کیا ہے؟ جزا کیا ہے؟ خدا کیا ہے؟ ناخدا کہاں ہے؟ لیکن اللہ کے اس نیک اور مقدس انسان نے لا سے الٰی تک کے سفر سے ہمیں ہمکنار کیا۔ صداقت کو ہمارا نجات دہندہ خدائے واحد کی بندگی کو ہمارا ہم سفر بنا دیا اب ہم اس قابل ہیں کہ اس کے بھیجے ہوئے پیغام کی رہنمائی میں بڑی بڑی سرکش قوموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکیں۔ بڑے بڑے جابر بڑے بڑے تمدن کے خوگر انسانوں کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں۔

اے ایرانیوں کے سالار تم لوگ انسان کے سامنے جھکتے ہو ہمارے آنے والے اس محترم رسولؐ نے ہمیں صرف خدائے واحد کے سامنے سر جھکانے کا درس دیا۔ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے یہ تو کہو تمہارا نام کیا ہے؟''

ہُرمز کی گردن اکڑ گئی کہنے لگا۔

''میرا نام ہرمز ہے میں ایرانی لشکر کا سالار اعلیٰ ہوں اس سے پہلے میں بڑے بڑے سرکش بڑے بڑے نایاب تیغ زنوں کو اپنے سامنے بے بس کر چکا ہوں۔ میں ایران کا ایک بے مثل تیغ زن ہوں آندھیوں سے دشمن کا نصیب لکھنے کا ہنر جانتا ہوں تن انفرادی مقابلے کے للکارنے والے ہم وہ لوگ ہیں جو تیز ہواؤں کی طرح بادبانوں

Marfat.com

میں گرہیں ڈال دیتے ہیں۔ ساعتوں میں اترتی صداؤں کی طرح اپنے مخالفوں کے لئے ظلم کی طیلسان ستم کی برسات اور دکھ کی میعاد بڑھاتے طوفان کھڑے کر دیتے ہیں۔''

ہرمز کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر اسے مخاطب کر کے آپ کہنے لگے۔

''میرا نام خالدؓ بن ولید ہے تیغ زنی اور آزادی ہمیں وراثت میں ملتی ہے میں تمہیں پہلے حملہ آور ہونے کا موقع دیتا ہوں جب میں تجھ پر حملہ آور ہوگیا تو پھر شائد تجھے میرے خلاف جارحیت اختیار کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔''

ہرمز کے چہرے پر کبر و تجر دھرا تبسم نمودار ہوا پھر فخر اور گھمنڈ میں کہنے لگا۔

''جو الفاظ مجھے کہنا چاہئے تھے وہ تم نے ادا کر دیئے ہیں ہم ایرانی ہیں جب اپنے کسی دشمن کے خلاف حرکت میں آتے ہیں تو اجل کی سخت دہلیز پر اس کی حالت بیتے دنوں کی داستانوں سے بھی زیادہ ہولناک بنا دیتے ہیں۔ اپنے دشمن کی زندگی کو دکھ دیکر مضطرب کر دیتے ہیں اور زمین پر اس کے لئے درد کے اشک بیج کر رکھ دیتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرمز رکا پھر اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''اس سے پہلے بڑے سروسامان والے حکمران ہماری قوم سے ٹکرائے لیکن ہم نے ان کی حیات کی مشعل کو بجھا دیا۔

ماضی میں میری قوم جب بھی مرگ کا نیا جشن بن کر کسی کے خلاف حرکت میں آئی تو اس قوم کے تمام ہنستے شہر مقبرے ہوگئے جو ان بستیاں کھنڈروں میں تبدیل ہوگئیں آباد راستے سنسانیوں، دلوں کی درخشندگی کراہوں، جان کی تابندگی بجھی شمعوں میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ ہم نے اپنے ہر دشمن کی راہ داریوں کو خون آلود اس کے محلوں کو بخار زدہ کیا۔ ہمارے حملوں کی وجہ سے ہر ذی جان پر رعشہ طاری ہوا۔''

ہرمز جب خاموش ہوا تب خالدؓ بن ولید مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔

''دیکھو! اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ ایسے الفاظ اور جملے استعمال کر کے تم مجھے خوف زدہ کرنے کی کوشش کرو گے تو یہ تمہاری بھول ہے مقابلہ شروع کرنے سے پہلے ایک بات یاد رکھنا میرا نام خالدؓ بن ولید ہے۔ میرے محترم ذی وقار رسولؐ نے مجھے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا اور میں مسلمانوں کا وہ مجاہد ہوں جس نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر رکھی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا کہ میں تمہاری اس ساری گفتگو کو بنتے مٹتے

Marfat.com

حبابوں کی تحریک سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ مقابلے کی ابتداء کرنے کے لئے میں تجھے پہلے ہی اجازت دے چکا ہوں کہ حملے کی ابتداء تو ہی کر۔ پہلا وار تو ہی کر پھر دیکھ موت کا سکوت دوام کس پر طاری ہوتا ہے اور جگنو کی سی فوق مندی کس کا نصیب بنتی ہے۔ وقت ضائع نہ کرے میرے لشکری بھی بے چین ہو رہے ہیں۔ تیرے لشکری بھی منتظر ہیں کہ اس انفرادی لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ کمر کس حوصلہ رکھ آگے بڑھ کر مجھ پر حملہ آور ہو اس کے بعد دیکھ کس کے سانسوں کا تسلسل ختم ہوتا ہے؟ ذہن کے اندھیرے جنگل جیسی شکست کس کا مقدر بنتی ہے اور کون دھرتی کا امین بن کر کامیاب اور کامران رہتا ہے؟''

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے ہرمز تاؤ کھا گیا تھا چند ثانیوں تک گھورنے کے انداز میں خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھا بائیں ہاتھ میں اپنی ڈھال کو تولا دائیں ہاتھ میں تلوار کو لہرایا پھر اپنے انداز میں ایک ہولناک وار اس نے خالدؓ بن ولید پر کیا جسے آپ نے بڑی آسانی اور کمال ہنرمندی سے اپنی ڈھال پر روک کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا تھا۔

خالدؓ بن ولید نے جب ہرمز کے خلاف اپنی جوابی کارروائی کرتے ہوئے حملے شروع کئے تب آپ کے تیز اور جان لیوا حملوں کے سامنے ہرمز محسوس کر رہا تھا جیسے اس پر قضاء کی گرد اور موت کا چڑھتا ساگر غالب آنا شروع ہو گیا ہو۔

خالدؓ بن ولید کے حملہ آور ہونے کے انداز میں سحر کے استعاروں جیسی ہولنا کی ان کہی داستانوں جیسی انوکھی ہنرمندی کوندتی برق تپاں جیسی تیزی تھی اور وہ بڑی تیزی سے بصارتوں اور سماعتوں سے محروم کر دینے والے دائرے بناتے بھنور کی طرح ہرمز پر غالب آنا شروع ہو گئے تھے۔

خالدؓ بن ولید نے اس تیزی سے ہرمز پر اپنے حملے کئے کہ ہرمز جارحیت بھول گیا اسے اپنا دفاع کرنا مشکل ہو گیا تھا ایک موقع پر آپ نے ہرمز پر ایسا ہولناک اور عجیب وغریب وار کیا کہ ہرمز نے اس وار کو اپنی ڈھال پر بڑی مشکل سے روکا عین اسی لمحہ خالدؓ بن ولید کا ہاتھ آگے بڑھا ہرمز سے انہوں نے اس کی تلوار چھین لی۔

ایرانی لشکر نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی طرف سے مقابلے کے لئے اترنے والے مجاہد نے ان کے سپہ سالار سے مقابلے کے دوران اس کی تلوار چھین لی ہے تب وہ بڑے فکرمند اور پریشان ہوئے انہیں یقین ہو گیا اگر یہ کیفیت زیادہ دیر تک رہی تو

Marfat.com

مسلمانوں کا وہ مجاہد ان کے سالار ہرمز کی گردن کاٹ کر رکھ دے گا۔ اس لئے ہرمز کو بچانے کے لئے کچھ ایرانی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے میدان کی طرف بڑھے لیکن ان کی آمد سے پہلے ہی خالدؓ بن ولید نے اپنی تلوار بلند کر کے لہرائی اور ہرمز کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

یہ ہولناک صورت حال دیکھتے ہوئے ایرانیوں کے پاؤں تلے سے زمین کھسک کر رہ گئی تھی۔ ان کی ہمت جواب دے گئی وہ ایرانی جو اپنے سالار ہرمز کی مدد کے لئے میدان میں اترے تھے واپس بھاگ گئے اس کے بعد پورا ایرانی لشکر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگتے ایرانیوں کا تعاقب کیا۔ جب آپ نے یہ اندازہ لگایا کہ اب ایرانی پلٹ کر حملہ آور نہیں ہوں گے تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ اسی جگہ لوٹ آئے جہاں ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء ہوئی تھی۔

ایرانیوں کے ساتھ اس جنگ میں ایرانیوں کے پڑاؤ سے مسلمانوں کو کافی مال غنیمت حاصل ہوا۔ جس میں سے پانچواں حصہ نکال کر دربار خلافت میں روانہ کر دیا گیا تھا۔

مورخین کہتے ہیں کہ اس موقع پر خالدؓ بن ولید کے ہاتھ ایرانیوں کے سپہ سالار ہرمز کی ایک بیش قیمت ٹوپی بھی لگی تھی۔ جس کی قیمت اس دور میں ایک لاکھ درہم تھی دستور کے مطابق حضرت خالدؓ بن ولید ہرمز کا تمام سامان اپنے پاس رکھ سکتے تھے اس لئے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دشمن کو کسی جہاد میں قتل کرے وہی اس کے سامان کا حقدار ہوتا ہے۔

لیکن خالدؓ بن ولید نے وہ ٹوپی دربار خلافت میں بھیج دی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق حضرت خالدؓ کے اس ایثار سے ایسے خوش ہوئے کہ ہرمز کی وہ ٹوپی آپ نے واپس خالدؓ بن ولید کی طرف روانہ کر دی تھی۔

○❖○

Marfat.com

وامس ابوالہول ایک روز وردان کی حویلی کے اصطبل میں اپنے اور مریشا کے گھوڑوں کو کھریرا کر رہا تھا کہ حویلی میں وردان داخل ہوا وہ کہیں باہر گیا تھا اور پیدل ہی واپس آ رہا تھا سیدھا حویلی کے سکونتی حصے کی طرف گیا۔ اصطبل میں کام کرتے وامس ابوالہول نے دیکھا اپنی حالت سے وہ تھکا تھکا بجھا بجھا و افسردہ اور ملول سا لگتا تھا۔ بوجھل بوجھل قدموں سے وہ حویلی کے اندر چلا گیا تھا۔

اس کے اندر جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد حویلی کے اندر سے وامس کو ہلکی ہلکی آوازوں میں سسکیاں لینے اور رونے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ اس پر گھوڑے کو کھریرا کرتے وامس کے ہاتھ رک گئے تھے پریشان ہوگیا تھا۔ ہاتھ مں ی پکڑا ہوا وہ آہنی کنگھا اس نے ایک طرف رکھ دیا اصطبل سے باہر نکلا اور حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھا تھا حویلی میں داخل ہونے کے بعد وہ چند قدم ہی آگے گیا ہوگا کہ سامنے کی طرف سے مریشا آتی دکھائی دی۔ وہ بھی اداس اور افسردہ تھی۔ مریشا کو باہر آتے دیکھ کر وامس کے قدم رک گئے تھے۔ مریشا سیدھی وامس کی طرف آئی۔ وامس اسے مخاطب کرکے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مریشا نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

''میں تمہاری ہی طرف آ رہی تھی میرے ساتھ آؤ میں ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔ چلو تمہارے کمرے کی طرف چلتے ہیں۔''

وامس چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف ہولیااس کے پیچھے پیچھے مریشا بھی اس کے کمرے میں داخل ہوئی دونوں جب نشستوں پر بیٹھ گئے تب مریشا کو مخاطب کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''خانم! میں اصطبل میں گھوڑوں کو پھریرا کر رہا تھا کہ محترم وردان حویلی میں داخل ہوئے اور ان کے حویلی میں داخل ہونے کے بعد حویلی کے اندر سے مجھے رونے اور سسکیوں کی آواز سنائی دی جنہیں سن کر میں نے کھریرا بند کر دیا اندر آ کر صورت احوال کا جائزہ لینا چاہتا تھا کہ سامنے کی طرف سے آپ آ گئیں۔ کیا کوئی حادثہ ہوا ہے؟ کیا

Marfat.com

کوئی ....''

واسں کو رک جانا پڑا اس لئے کہ بیچ میں ناپسندیدگی اور بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے مریشا بول اٹھی تھی۔

''واسں! میں اس سے پہلے بھی کئی بار تم سے کہہ چکی ہوں کہ لیکن لگتا ہے تم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ میری بات نہیں مانو گے ...... اس سے کیا میں یہ اندازہ لگا لوں کہ تم اپنے آپ کو گھر کا ایک فرد خیال نہیں کرتے ...... کیا ہمارا سلوک تمہارے ساتھ ایسا ہے ...... کیا ہمارا رویہ تمہارے ساتھ نامناسب ہے ...... جس کی بناء پر تم مجھے مخاطب کرنے میں اجنبیت اور بے جا تکلفات کا اظہار کرتے ہو۔

دیکھو! میں نہ شہزادی ہوں نہ کوئی بہت بڑے مرتبہ کی لڑکی تمہاری طرح ایک عام انسان ہوں۔ لہٰذا میرے لئے آئندہ کبھی بھی آپ کا لفظ استعمال نہ کرنا دوسری بات یہ کہ مجھے کبھی خانم کہتے ہو کبھی بانو کہتے ہو ...... میں شاہی خاندان کی فرد نہیں ہوں ...... ہاں! اگر تم زوزان کے محافظ مقرر ہوتے اور یہ الفاظ تم اس کے لئے استعمال کرتے تو ان الفاظ پر وہ یقیناً خوش ہوتی ...... سکون قلب مضبوط کرتی لیکن میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتی ہوں ...... میرا نام تم جانتے ہو مریشا ہے مجھے مریشا کہہ کر مخاطب کرو ...... آپ کا لفظ بھی میرے لئے مناسب نہیں اور نہ میں اسے پسند کرتی ہوں۔''

مریشا کے ان الفاظ پر واسں کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگا۔

''میں یہ الفاظ تمہاری عزت افزائی کے لئے استعمال کرتا تھا لیکن تم نے جو آج الفاظ استعمال کئے ہیں ان الفاظ کی وجہ سے میرے دل میں تمہاری قدر و منزلت اور زیادہ بڑھ گی ہے اس بناء پر کہ تم انسان کو انسان خیال کرتی ہو۔ میں آج سے تمہیں تمہارے نام ہی سے مخاطب کروں گا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اندر حویلی میں کیا صورت حال پیش آئی ہے۔ جو رونے کی آوازیں سنائی دیں اور رونے کی آوازیں یقیناً تمہاری والدہ کی ہیں۔''

واسں کے اس استفسار پر تھوڑی دیر تک مریشا خاموش رہ کر سوچتی رہی پھر کہنے لگی۔

''بابا باہر گئے ہوئے تھے ابھی تھوڑی دیر پہلے لوٹے ہیں وہ ہمارے لئے دو انتہائی بری خبریں لے کر آئے ہیں ایک بری خبر کا تعلق تم سے ہے اور دوسری بری خبر کا تعلق عموماً گھر کے سارے افراد اور خصوصیت کے ساتھ میری ماں سے ہے۔

Marfat.com

پہلی بری خبر جو خصوصیت کے ساتھ میری ماں کے لئے ہے وہ یہ کہ آج میری ماں کے ایک خالہ زاد کو اطاکیہ شہر میں مصلوب کر دیا گیا ہے۔ یہ [illegible] لے کر میرے باپ آئے ہیں جب یہ خبر میری ماں کو سنائی گئی میری ماں رونے لگی اور [illegible] کے رونے کی آوازیں تم تک اصطبل میں پہنچیں۔''

اس خبر سن کر وامس چونکا پھر مریشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تمہاری ماں کے خالہ زاد کو کیوں مصلوب کیا گیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ کیا اس نے کسی کو قتل کر دیا تھا......''

وامس کی بات کاٹتے ہوئے مریشا بول اٹھی۔

''ہاں اس نے قتل ہی کیا تھا۔ اس نے اپنے دین مسیح کا قتل کر دیا تھا۔''

وامس پہلے کی نسبت زیادہ چونکا پھر کہنے لگا۔

''میں تمہاری بات سمجھا نہیں۔ دین مسیح کو کیسے قتل کیا جا سکتا ہے؟''

جواب میں مریشا انتہائی دکھ اور افسوس بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

''وامس بات یہ ہے کہ میری ماں کا ایک خالہ زاد دومتہ الجندل شہر میں کلیسا کے بڑے پادری کی حیثیت سے رہائش رکھتا تھا، وہاں اس کی بڑی قدر بڑی منزلت تھی، وہ دین مسیحی کا بڑا پابند اور بڑا جانثار اور فداکار تھا وہ مسلمانوں کے رسولؐ کے ایک معجزے سے ایسا متاثر ہوا کہ اس نے دین مسیحی ترک کر کے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اسی بناء پر میں نے کہا ہے وہ دین مسیحی کا قاتل ہے یہ لفظ میں اس لئے استعمال کر رہی ہوں کہ اطاکیہ کے پادریوں کی عدالت نے اس پر دین مسیحی کے قتل کا الزام لگا کر اسے مصلوب ہونے کی سزا دی تھی آج اسے مصلوب کر دیا گیا ہے اس بناء پر میری ماں رو رہی تھی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی پھر وہ دوبارہ وامس کی طرف دیکھتے ہوئے ہونے لگی۔

''اب میں تم سے دوسری بری خبر کہتی ہوں۔''

مریشا کچھ کہنے ہی بھی نہ پائی تھی کہ وامس ابوالہول جھٹ بول پڑا۔

''دوسری خبر سننے سے پہلے اگر تم برا نہ مانو زحمت محسوس نہ کرو تو میں یہ جاننے کی خواہش کروں گا کہ تمہاری ماں کے خالہ زاد نے کیسے اسلام قبول کر لیا؟ کس طرح وہ مسلمان ہو گیا؟ مسلمانوں کے رسول ﷺ کا اس نے کیا معجزہ دیکھا جس سے متاثر ہو کر

Marfat.com

اپنے دین سے منحرف ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔"

جواب میں مریشا نے ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگی۔

"میری ماں کے اس خالہ زاد نے مسلمانوں کے محترم رسول (ﷺ) کا ایک نہیں دو معجزے دیکھے۔ پہلا معجزہ دیکھ کر اس کے دل میں اسلام کے لئے رغبت اور مسلمانوں کے لئے محبت پیدا ہوئی تھی اور دوسرے معجزے نے اس کی کایا پلٹ کر رکھ دی تھی۔ اس نے وہ معجزہ دیکھنے کے ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا اس کے اسلام قبول کرنے کی خبر جب آس پاس کے پادریوں اور انطاکیہ کے بڑے پادریوں کو ہوئی تب دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر سے رابطہ قائم کیا گیا اس کے بعد میری ماں کے اس خالہ زاد کو گرفتار کرلیا گیا۔ اسے پکڑ کر یہاں انطاکیہ میں لایا گیا۔ انطاکیہ میں اس کا مقدمہ پادریوں کی ایک عدالت میں پیش کیا گیا۔ میری ماں کا وہ خالہ زاد اگر چاہتا تو جھوٹ بول کر اپنی جان بچا سکتا تھا اس کے بہت سے ساتھیوں نے اسے مشورہ بھی دیا کہ جب تجھے پادریوں کی عدالت میں پیش کیا جائے تو جھوٹ سے کام لیتے ہوئے یہ کہہ دینا کہ تم نے اسلام قبول کیا ہی نہیں بلکہ یہ افواہ اڑا دی گئی ہے اس طرح تم بچ جاؤ گے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

جب اسے پادریوں کی عدالت میں پیش کیا گیا تو پادریوں نے پوچھا کہ کیا اس نے اسلام قبول کیا ہے اس نے صرف چھاتی تان کر کہہ دیا اس نے اسلام قبول کیا ہے بلکہ جو مسلمانوں کے رسول (ﷺ) کے اس نے دو معجزے دیکھے تھے ان کی تفصیل بھی پادریوں سے کہی اور انہیں بھی دعوت دی کہ تم بھی اسلام قبول کرلو اسی میں تمہاری نجات وفلاح ہے۔

پادریوں کی عدالت کئی بار اسے اپنے ہاں بلاتی رہی دراصل پادری چاہتے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ مسیحیت میں آجائے اور اس کی جان چھوٹ جائے اس لئے کہ وہ مسیحیت کا ایک بے نظیر اور بے مثال عالم خیال کیا جاتا تھا۔ اسی بناء پر پادریوں کی عدالت اسے مہلت دے رہی تھی تاکہ سوچ سمجھ کر وہ دین مسیحیت میں واپس آجائے لیکن جب اس نے ایسا نہیں کیا اسلام پر قائم رہا بلکہ پادریوں کی عدالت کے افراد کو بھی وہ بڑی جرأت مندی سے کام لیتے ہوئے دین اسلام کی ترغیب و تبلیغ دیتا رہا تب پادریوں کی عدالت نے اس کے لئے مصلوب کردینے کی سزا تجویز کی اور آج اس سزا پر عمل کردیا گیا ہے۔"

Marfat.com

مریشا سے یہ ساری گفتگو سن کر اندر ہی اندر وامس بے حد خوش ہو رہا تھا۔ تاہم اس نے اپنے ظاہر تاثرات میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا نہ ہونے دی مریشا جب خاموش ہوئی تب انتہائی سنجیدگی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”تم نے اپنی ماں کے خالہ زاد کے مصلوب ہونے اور پادریوں کی عدالت میں اس کی پیشی کی تفصیل تو بتا دی لیکن مسلمانوں کے رسولؐ کے جو دو معجزے اس نے دیکھے ان کی تفصیل تم نے نہیں بتائی۔“

جواب میں مریشا نے کچھ سوچا اپنے نازک سرخ ہونٹوں پر زبان پھیری پھر کہنے لگی۔

”جو کچھ میری ماں کے خالہ زاد نے عدالت میں بیان دیا اس کے مطابق اس نے مسلمانوں کے رسول ﷺ کا پہلا معجزہ کچھ اس طرح دیکھا تھا کہ مسلمانوں کے رسول ﷺ جب حیات تھے تو ارض شام سے ایک قافلہ روغن زیتون اور ارد سفید لے کر مسلمانوں کے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں لوگوں سے انہوں نے یہ کہا کہ رومنوں کے بادشاہ ہرکولیس نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور بہت سے عرب قبائل کو بھی اس نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور عنقریب وہ مسلمانوں کے شہر مدینہ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔ ان لوگوں نے یہاں تک بھی کہہ دیا تھا کہ ہرکولیس کے لشکر کا مقدمتہ الجیش پیش قدمی کرتا ہوا بلقاء کے مقام تک پہنچ گیا ہے۔

اس خبر کے اڑانے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ کچھ لوگوں نے ہرکولیس کو یونہی اطلاع کر دی تھی کہ عرب کے صحراؤں میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا وہ فوت ہو گیا ہے اور اب ان کے ساتھیوں میں تفریق و انتشار ہے اور مسلمانوں کے شہر مدینہ میں قحط اور تنگی کی سی حالت ہے۔

کہتے ہیں کہ قافلے والوں کا یہ بیان سن کر جب یہ خبر مسلمانوں کے اندر مشہور ہوگئی تب مسلمانوں کے رسول ﷺ نے مسلمانوں سے کہا۔

”سامان حرب درست کرو دشمن کو راستے ہی میں روک لو۔“

اس طرح اپنے رسول ﷺ کے کہنے پر مسلمانوں نے سامان حرب درست کیا اور جب سارے انتظامات درست ہو گئے تب مسلمانوں کے رسول ﷺ اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ہرکولیس کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی اور ان میں سے صرف دس ہزار سوار تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے محترم رسول ﷺ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا لشکر کے مقدمتہ الجیش پر ایک سالار خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا گیا۔ میمنہ پر طلحہؓ بن عبداللہ اور میسرہ پر عبدالرحمنؓ بن عوف کو سالار مقرر کیا گیا۔"

یہاں تک کہتے کہتے مریشا کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے واس بول اٹھا۔

"میں تمہارے حافظے تمہاری یادداشت کی داد دیتا ہوں۔ تم نے پورے واقعہ کی تفصیل یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لشکر کے سالاروں تک کے نام اپنے حافظے میں محفوظ کر لئے ہیں اس کے لئے میں تمہیں جتنی داد دوں کم ہے۔"

جواب میں مریشا مسکرائی کہنے لگی۔

"داد بعد میں دینا پہلے جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں اس کی تفصیل سن لو۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ مسلمانوں کے رسول ﷺ، ہرکولیس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے رسول ﷺ تبوک کے مقام پر پڑاؤ کر گئے ہرکولیس کے پاس کہتے ہیں اس وقت ایک لاکھ سے بھی بڑا لشکر تھا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے سے پہلے ہرکولیس چاہتا تھا کہ ان سے متعلق معلومات حاصل کرے اس لئے کہ ہرکولیس خوف زدہ تھا کہ اس کا ٹکراؤ مسلمانوں کے رسول ﷺ سے ہوگا اور نہ جانے اس ٹکراؤ کے نتیجہ میں اس کا کیا حشر ہو۔ لہٰذا اس نے اپنے کچھ مخبر مسلمانوں کے لشکر اور ان کے رسول ﷺ کے حالات جاننے کے لئے روانہ کئے۔

واپس آ کر ہرکولیس کے ان مخبروں نے جہاں مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر کی تفصیل بتائی وہاں ہرکولیس پر یہ بھی انکشاف کیا کہ مسلمانوں کے رسول ﷺ صدقہ نہیں لیتے، ہدیہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اہل لشکر بڑے رعب داب کے ہیں اسلام کے لئے ہر وقت جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

یہ تفصیل سنتے ہی کہتے ہیں ہرکولیس کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور مسلمانوں کے رسولؐ سے جنگ کرنے کی بجائے وہ اپنا لشکر لے کر واپس انطاکیہ آ گیا۔ اس طرح اس نے لڑے بغیر ہی مسلمانوں کے رسول ﷺ سے اپنی شکست تسلیم کر لی تھی۔ یہ پہلا معجزہ تھا جس نے میری ماں کے خالہ زاد کے دل میں مسلمانوں کے لئے ہمدردی اور

Marfat.com

مسلمانوں کے رسول ﷺ سے ملنے کے لئے ایک بے کنار اشتیاق پیدا کر کے رکھ دیا۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کے رسول ﷺ نے اپنے لشکر کے ساتھ بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام کیا گویا مسلمان اور ان کے رسول ﷺ بیس روز تک ہرکولیس کو جنگ کی دعوت دیتے رہے اسے للکارتے رہے لیکن ہرکولیس کو جرأت نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرے اور واپس بھاگ آیا۔ وہاں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے رسول ﷺ نے اپنی ایک عبادت گاہ بنائی آس پاس کے علاقے میں تبلیغ اسلام کے لئے بعض ساتھیوں کو روانہ کیا اور ان کی تبلیغ کے اثر سے بہت سے عرب سرداروں نے جو رومنوں کے تحت تھے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔

اطاعت قبول کرنے والوں میں سب سے نمایاں ایلہ شہر کا حاکم یوحنا تھا یہ بذات خود مسلمانوں کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دے کر معاہدہ کرلیا اس طرح جرجہ اور عذرا کے عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کی امان میں رہنے کو ترجیح دے دی تھی۔"

مریشا سے یہ حالات سن کر اندر ہی اندر واسں بڑا خوش ہو رہا تھا۔ اس لئے کہ جو حالات مریشا نے سنائے تھے ان حالات سے وہ پوری طرح واقف اور آگاہ تھا اس لئے کہ انہی حالات کے تحت اس نے اور اس کے کچھ ساتھیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اس موقع پر وہ بڑی بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مریشا تم نے ایک معجزے کی تفصیل تو بتا دی اب دوسرا معجزہ بھی تو کہو جس کی وجہ سے تمہاری ماں کے خالہ زاد نے اسلام قبول کیا۔"

مریشا مسکرائی اور کہنے لگی۔

"اتنی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کیوں کر رہے ہو؟ وہی تو بتانے لگی ہوں۔ سنو! کہتے ہیں مسلمانوں کے رسول ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ بیس دن تبوک میں قیام کرنے کے بعد جب مدینہ کی طرف کوچ کر گئے تو راستے میں انہوں نے اپنے ایک سالار خالدؓ بن ولید کو صرف 400 سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔

یہ دومتہ الجندل مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک پہاڑی قلعہ تھا اور اس کا حاکم اکیدر بن عبدالملک رومنوں کا حلیف تھا۔

یہ قلعہ چونکہ مسلمانوں کے لئے خطرے کا باعث بن سکتا تھا لہٰذا مسلمان اسے فتح کرنا چاہتے تھے اپنے سالار خالدؓ بن ولید کو 400 سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل قلعہ

Marfat.com

کی طرف روانہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

''دومتہ الجندل کا حاکم اکیدر نیل گائے کا شکار کرتا ہوا تمہیں ملے گا اسے گرفتار کر کے میرے پاس لے آؤ۔''

اپنے رسول ﷺ کا یہ حکم سن کر ان کے سالار خالدؓ بن ولید 400 سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کے جنگل کی طرف روانہ ہوئے جب وہ قلعے کے قریب پہنچے تو اس وقت رات ہو چکی تھی۔ چاروں طرف چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ اکیدر کے قلعے کے قریب پہنچ کر مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھیوں نے دیکھا قلعہ کا دروازہ بند تھا وہاں نہ کوئی نیل گائے تھی اور نہ کوئی نیل گائے کا شکار کر رہا تھا۔ لہٰذا کسی قدر پریشان ہوئے لیکن جلد ہی ان کی پریشانی جاتی رہی اس لئے کہ وہ اپنے رسول ﷺ پر اعتماد اور بھروسہ رکھتے تھے اور ان کا ایمان تھا کہ جو بات ان کے رسول ﷺ نے کہی ہے ہو بہو ایسی ہی ہو کر رہے گی۔

ابھی وہ قلعہ سے فاصلے پر ہی تھے کہ ان کے مخبر نے یہ اطلاع دی تھی کہ قلعہ کا حاکم اکیدر قلعے کے اندر اپنی بیوی رباب کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا ہے اس موقع پر دومتہ الجندل کا بڑا پادری بھی ان کے پاس ہے اور یہی پادری میری ماں کا خالہ زاد تھا۔

مسلمان قلعے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے جو بند تھا وہ قلعے سے ابھی ذرا فاصلے پر ہی تھے کہ دنگ رہ گئے اس لئے کہ ناگاہ اور اچانک ایک پہاڑی گائے قلعے کے دروازے کے پاس نمودار ہوئی اور پھر وہ نیل گائے قلعے کے دروازے پر ٹکریں مارنے لگی۔ ٹکروں کی آواز سن کر اکیدر کی بیوی رباب نے قلعے کی کھڑکی میں سے جھانک کر باہر دیکھا جب نیل گائے کو قلعے کے دروازے پر ٹکریں مارتے ہوئے دیکھا تو بڑی خوش ہوئی اور اپنے شوہر کو بھی یہ نظارہ دکھایا اس کا شوہر یہ منظر دیکھ کر بڑا خوش ہوا اس لئے کہ وہ نیل گائے کا شکار کرنے کا بڑا شوقین تھا۔ اکیدر نے شراب پینا ترک کر دی اپنے کچھ ساتھیوں کو لیا اور قلعے سے نکلا تا کہ نیل گائے کا شکار کرے۔ اس علاقے میں نیل گائے کافی ہوتی تھی۔ اس وقت کہتے ہیں رات کا وقت تھا چاندنی چھٹی ہوئی تھی۔ اپنے جن ساتھیوں کے ساتھ وہ نیل گائے کا شکار کرنے کے لئے نکلا اس میں اس کا بھائی حسان بھی شامل تھا۔

جونہی اکیدر نیل گائے کا شکار کرنے کے لئے نکلا مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید اس پر جھپٹے اسے پکڑ کر گرفتار کر لیا اور اس کی مشکیں کس لیں اکیدر کے بھائی حسان

Marfat.com

اور دیگر ساتھیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا دونوں گروہ رات کے وقت ایک دوسرے سے ٹکرائے جس کے نتیجہ میں مسلمان غالب رہے اکیدر کا بھائی حسان مارا گیا اور ان کے باقی ساتھی اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگ گئے۔

بہرحال مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید اکیدر کو پکڑ کر مدینہ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ وہاں اکیدر کو مسلمانوں کے رسولؐ کے سامنے پیش کیا گیا اور مسلمانوں کے رسول ﷺ نے ازراہ کرم اسے امان دے دی اور عہد نامہ لکھ کر جزیہ مقرر فرمایا اس کی حکومت کو دومتہ الجندل میں برقرار رکھا۔

نیل گائے کا یہ ایک بہت بڑا معجزہ تھا جو مسلمانوں کے رسول ﷺ کی صداقت اور سچائی کا امین تھا اس معجزہ کو دیکھ کر خود اکیدر بھی بڑا متاثر ہوا تاہم اس نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن پادری جو میری ماں کا خالہ زاد تھا اس معجزے نے اس کی زندگی میں ایک انقلاب اور تبدیلی برپا کر کے رکھ دی لہٰذا اسی وقت وہ آس پاس کے علاقوں میں کچھ مسلمانوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور سچے دل سے اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جو اس کا انجام ہوا اس کی تفصیل میں تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تب وامس ابوالہول کچھ دیر گہری سوچوں میں کھویا رہا۔ مریشا بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر مریشا نے بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

''اب تم کن خیالوں میں کھو گئے ہو اور کن سوچوں میں پڑ گئے ہو؟''

وامس چونکا اور کہنے لگا۔

''میں یہ سوچنے لگ گیا تھا کہ اگر کبھی میں بھی ایسے حالات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلوں تو میرا کیا انجام ہوگا؟''

مریشا ایک دم سنجیدہ ہوگئی بڑی ہمدردی میں وامس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''دیکھو وامس! ایسا سوچنا بھی مت ورنہ تمہارا انجام تو میری ماں کے خالہ زاد سے بھی برا ہوگا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام عبداللہ رکھ لیا تھا۔ اور اعلانیہ کہتا تھا کہ وہ پکا اور سچا مسلمان ہے وہ تو میری ماں کے علاوہ ایک طرح سے ہرکولیس کا بھی قریبی عزیز تھا جب ہرکولیس اپنے عزیز کو مصلوب کرسکتا ہے تو تم جیسے عام آدمی کا انجام تو اس سے بھی برا ہوگا۔ لہٰذا ان خیالات کو کبھی اپنے ذہن میں جگہ نہ دینا۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی کچھ سوچا پھر دوبارہ واسں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

دیکھو واسں! اگر تمہارے ساتھ کبھی کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے تو تم میرے علاوہ کسی اور سے ذکر نہ کرنا بات یہ ہے کہ سچائی کو قبول کرنا ہر شخص کا دل چاہتا ہے میں سمجھتی ہوں کہ میری ماں کے خالہ زاد نے جو قدم اٹھایا وہ راستی کا قدم تھا اس نے کچھ دیکھ کر ہی اسلام قبول کیا تھا۔ اسے مصلوب نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔ اسے اپنے مذہب پر رہنے دینا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ دین کی آزادی ہونی چاہئے اگر تم بھی کبھی مسلمانوں سے متاثر ہو کر ان کے دین میں داخل ہو جاؤ تو میرے علاوہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ میں تمہاری راز دار ہوں گی تمہارے راز کو راز ہی رکھوں گی۔"

مریشا کے خاموش ہونے پر دھیمے سے لہجے میں واسں نے اسے مخاطب کیا۔

"دیکھو مریشا! اگر کسی موقع پر میں اسلام قبول کرلوں تو کیا ایک محافظ ایک اتالیق کی حیثیت سے تم مجھے برداشت کرلو گی اپنے ہاں رہنے دو گی یا مصلوب کروا دو گی۔"

مریشا کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا کہنے لگی۔

واسں! ایسے برے خیالات نہیں سوچتے میں تمہیں کیوں مصلوب کرانے لگی۔" اگر تم اسلام قبول کر بھی لو تب بھی میں تمہیں اپنا محافظ رکھنا تمہیں اپنے ساتھ اتالیق کی حیثیت سے برقرار رکھنا فخر محسوس کروں گی اب بولو کیا کہتے ہو؟"

واسں نے اس موقع پر تیز نگاہوں سے مریشا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ میں پہلے ہی اسلام قبول کر چکا ہوں۔ مریشا میں نے سچائی تمہارے سامنے کہہ دی ہے اب تم اسے برداشت کرو یا نہ کرو جو چاہے میرے ساتھ سلوک کرو لیکن میں نے تمہارے سامنے سچ کہہ دیا ہے یہ کہ میں نے تمہارے خیالات کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ محسوس کیا ہے کہ تم سچائی کو پسند کرتی ہو خواہ وہ کہیں بھی ہو۔"

مریشا نے برا نہیں مانا اس کے خوبصورت چہرے پر تبسم نمودار ہوا پھر کہنے لگی۔

"واسں! مجھے پہلے ہی شک گزرتا تھا کہ تم مسلمان ہو لیکن میں تمہیں کریدنا نہیں چاہتی تھی کسی مناسب موقع پر اس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی تھی لیکن آج تم نے خود ہی بتا دیا ہے تو میں بے حد خوش ہوں کہ تم نے اپنے دل کی بات مجھ سے کہہ دی ہے اور مجھے اپنا راز دار سمجھا ہے دیکھو! تمہارے اس راز کو میں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز

Marfat.com

سمجھوں گی لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہے۔

تم نے آخر مسلمانوں کے اندر رہ کر ان سے متاثر ہو کر ہی اسلام قبول کیا ہوگا لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ مجھے بھی اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو اگر میں اس سے متاثر ہوگئی اس میں سچائی ہوئی تو میں بھی اسے گلے لگا لوں گی۔ جو تعلیم تم مجھے دو گے وہی میں اپنی ماں تک خفیہ خفیہ رازدارانہ انداز میں پہنچاتی رہوں گی۔ اس طرح میں تم اور میری ماں تینوں ہم خیال ہو جائیں گے۔ لیکن ایک بات کا خیال رہے میرے باپ کو یہ بھنک بھی نہیں پہنچی چاہئے کہ تم مسلمان ہو اسلام قبول کر چکے ہو۔ اس لئے کہ وہ کٹر مسیحی ہے اور اگر اس کو اشارہ بھی مل جائے کہ تم مسلمان ہو تو یاد رکھنا وہ تمہیں پادریوں کی عدالت کے حوالے کر دے گا اور پادری جو تمہارا انجام کریں گے وہ بڑا بھیانک اور خوف ناک ہوگا۔ بہرحال فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے اب اپنی زبان بالکل بند رکھنی ہے کسی کے سامنے تم نے اسلام اور مسلمانوں کی تعریف تک نہیں کرنی ورنہ تمہیں شک کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ کیا تمہارے ساتھ جو دوسرے غلام تھے ان میں بھی مسلمان ہیں؟''

جواب میں کچھ دیر تک بڑی عقیدت مندی سے وامس مریشا کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''پہلے تو میں تمہارا ممنون اور شکر گزار ہوں کیونکہ تم نے میرے بھید کو بھید رکھنے کا عہد کیا ہے اور میری رازدار بنی ہو۔ وہ جو غلام میرے ساتھ آئے تھے وہ بھی مسلمان ہیں میں انہیں سمجھا چکا ہوں کہ وہ کسی پر یہ نہ ظاہر کریں کہ ہم مسلمان ہیں ویسے ان کو پہلے ہی پتہ ہے وہ کسی سے اپنے دین کا ذکر نہیں کریں گے پھر بھی میں انہیں تاکیداً سمجھا دوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس ابوالہول رکا کچھ سوچا اس کے بعد مریشا کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہہ رہا تھا۔

''مریشا! تم نے مجھے دوہری خبریں سنانے کے لئے کہا تھا۔ پہلی خبر کا تم نے بتایا کہ وہ کس حیثیت سے تمہاری ماں سے تعلق رکھتی ہے اور وہ خبر تم کہہ چکی ہوں۔ جہاں تک دوسری خبر کا تعلق ہے تو اس سے متعلق تم نے کہا تھا وہ میری ذات سے تعلق رکھتی ہے اب وہ خبر کہو تاکہ میں جانوں میرے لئے بری خبر کیسے اور کہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔''

وامس کے اس سوال پر دکھ بھرے انداز میں مریشا کہنے لگی۔

Marfat.com

''واسں ! تیغ زنی کے علاوہ طاقت وقوت کا مقابلہ جیت کر تم نے زوزان کو نظر انداز کرتے ہوئے میرا انتخاب کیا ہے اس کی وجہ سے زوزان انتقام پر اتری ہوئی ہے وہ تمہیں تیغ زنی اور طاقت وقوت میں نیچا دکھانا چاہتی ہے اور اس مقصد کے لئے اس نے مارسول کو بلایا تھا اور وہ قسطنطنیہ سے انطاکیہ پہنچ گیا ہے۔''

جستجو بھرے انداز میں واسں ابوالہول نے مریشا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''یہ مارسول کون ہے اور زوزان نے اسے قسطنطنیہ سے انطاکیہ کیوں بلایا اور اس کی قسطنطنیہ میں کیا حیثیت ہے؟''

واسں کے اس سوال پر ایک بار پھر مریشا کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگی۔

''واسں ! یہ زوزان بظاہر حقوق انسانیت کی علمبردار و مروت کے معروف کی غم گسار، خوش گمانیوں حسین خواب اور دل و جان کی سپردگی سے نرم لگتی ہے جبکہ ایسا نہیں ہے اس کا ضمیر تک سویا ہوا ہے حقیقت میں باطنی طور پر وہ بربادی کی علامت اور آسیبوں کا سایہ ہے جب غصہ میں ہوتی ہے تو گرم ہوا سلگتی دھوپ دہکتا آتش کدہ بن جاتی ہے جب انتقام پر اترتی ہے تو موت کا امڈتا عذاب اور ان دیکھا شاطرانہ ڈھنگ بن جاتی ہے جب کسی کے خلاف اٹھتی ہے تو ان کی عصمتوں پر گندگی اچھالنے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ برہنہ شیطانی قہقہوں کی صورت اختیار کرلیتی ہے جس کے بھی خلاف اٹھتی ہے اسے وہموں کے سانپ کی طرح ڈس لیتی ہے لوگوں کو غمزدہ کرکے وہ لو کے ہولناک تھپیڑوں کی طرح ان پر وارد ہو جاتی ہے۔

اگر اس کا باپ ہماری طرف داری کرنے والا نہ ہوتا تو آج تک یہ زوزان مجھ پر بے آبروئی کی آندھیاں چلا چکی ہوتی میرے بدن کی دھجیاں اڑا چکی ہوتی اور بھیانک صحرا کی پیاس بن کر میری ذات کی ہر آسودگی چھین چکی ہوتی۔''

واسں نے پھر مریشا سے سوال کیا۔

''وہ تمہارے اس قدر خلاف کیوں ہے؟''

''میرے خلاف اس لئے ہے کہ اس سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہوں بس یہی میری اس کی دشمنی ہے میں تو اسے بہن کی طرح سمجھتی ہوں لیکن جب کسی اجتماع میں لوگ اس کے مقابلے میں مجھے خوبصورت کہتے ہیں میرے حسن کی تعریف کرتے ہیں تب وہ میرے لئے سانپ کی صورت اختیار کرجاتی ہے بس اس کی یہ آرزو ہے کہ کسی

Marfat.com

لڑکی کو اس سے حسین اور خوبصورت کہا ہی نہ جائے۔ رہا سوال مارسمول کا جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے اسے کسی بھی وقت زوزان تمہارے سامنے لائے گی۔ اس سے تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ کرائے گی اور کوشش کرے گی کہ ایک بار تمہیں تیغ زنی کے مقابلے میں نیچا دکھا کر اپنی دلی آسودگی کا سامان کرے۔''

وامس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

''لعنت بھیجو ان باتوں پر آؤ چلیں گھڑ دوڑ کا وقت ہو گیا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی جست لگانے کے انداز میں مریشا بھی اٹھ کھڑی ہوئی دونوں اصطبل میں گئے گھوڑوں پر زینیں ڈالیں اس کے بعد حویلی کے باہر آئے گھوڑوں پر سوار ہوئے انہیں ایڑھ لگاتے ہوئے دریائے اورنٹس کے کنارے آئے پھر دریا کے کنارے کنارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑانے لگے تھے۔

اچانک ایک جگہ جھٹکے کے ساتھ مریشا نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک لیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے وامس بھی رک گیا اس نے دیکھا حسین مریشا کے چہرے پر پریشانی اور فکری مندی کے آثار تھے۔ وامس اس کے قریب آیا اور بڑی ہمدردی سے پوچھا۔

''تم نے گھوڑے کو کیوں روک لیا ...... تمہارے چہرے پر پریشانی کے آثار کیوں ہیں ...... کیا ہوا ......؟''

اس پر دکھ بھرے انداز میں اپنی پشت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مریشا کہنے لگی۔

''پیچھے دیکھو! سیاہ گھوڑے پر جو گھڑ سوار ہمارے پیچھے آ رہا ہے وہ مارسمول ہے یہ پیچھے بائیں جانب جو کلیساء دکھائی دے رہا ہے اس کلیساء کے قریب میں نے اس مارسمول و زوزان اور لوگس کو کھڑے دیکھا تھا۔ تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار تھے میں وہاں نہیں رکی آگے نکل آئی لیکن یہاں آ کر جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مارسمول آ رہا تھا لہٰذا میری تم سے گزارش ہے کہ بائیں جانب کوئی دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے گھر چلے جائیں۔ ورنہ یہ مارسمول ہم دونوں کے لئے کہیں نقصان کا باعث نہ بن جائے۔ زوزان اور لوگس دور کھڑے رہ کر ہماری بے بسی کا تماشہ دیکھیں گے۔''

اس موقع پر وامس کی چھاتی تن گئی کہنے لگا۔

''اس مارسمول کی ایسی تیسی اس کو یہاں آنے دو اگر میں بطورس اور لوگس سے

Marfat.com

نمٹ سکتا ہوں تو اس مارسمول کو بھی آج دیکھ لیں گے۔"

اس پر مریشا پہلے کی نسبت زیادہ خدشات اور اندیشوں کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"یہ مارسمول قسطنطنیہ سے اکیلا نہیں آیا اس کے ساتھ اس کا ایک ساتھی تیغ زن بھی ہے نام اس کا مریقس ہے وہ بھی بہترین تیغ زن خیال کیا جاتا ہے اور ان دونوں کے ساتھ ایک حسین ترین لڑکی بھی ہے نام اس کا شوطار ہے اور وہ قسطنطنیہ میں تیغ زنی اور حرب وضرب کے فنون میں شیطان کی طرح مشہور ہے انتہائی خطرناک لڑکی ہے تیغ زنی میں اس سے پہلے وہ بڑے بڑے جوانمردوں کو اپنے سامنے زیر کر چکی ہے میرے خیال میں مارسمول کو تو زوزان نے بلایا تھا پر مارسمول آتی دفعہ اپنے ساتھی مریقس اور رومنوں کی بہترین تیغ زن شوطار کو بھی لے آیا۔ اب دیکھتے ہیں ان کے کیا ارادے ہیں؟ ویسے پیچھے دریا سے ہٹ کر جو عمارت تھی وہاں میں نے صرف زوزان اور لوگس کے ساتھ مارسمول کو کھڑے دیکھا تھا اس وقت وہاں سے گزرتے ہوئے میں نے تم سے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا تھا کہ میں سمجھتی ہوں وہ وہاں کھڑے ہیں تو کھڑے رہیں لیکن جب ہم آگے نکلے تو مارسمول ہمارے پیچھے لگ گیا۔"

یہاں تک کہتے کہتے مریشا خاموش ہوگئی اس کے لئے کہ مارسمول اپنے گھوڑے کو مہمیز پر مہمیز لگاتا دریائے اورنٹس کے کنارے سرپٹ دوڑاتا ہوا لمحہ بہ لمحہ ان کے قریب آتا جا رہا تھا جبکہ وہ دنوں دریا کنارے رک کر اس کا انتظار کرنے لگے تھے کہ دیکھیں وہ کیسے اور کس طرح کے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔

○❖○

Marfat.com

گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا مارسمول دریائے اورنٹس کے کنارے جب اس جگہ آیا جہاں وامس اور مریشا دونوں اپنے گھوڑوں کو روکے کھڑے تھے۔ تب مارسمول نے ایک تیز جھٹکے کے ساتھ اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا تھا۔ وہ پوری طرح مسلح تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے وامس ابوالہول کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے کی طرف جا چکا تھا۔

گھوڑے کو روکنے کے بعد چند لمحوں تک ایک گہری نگاہ مارسمول نے وامس پر ڈالی پھر طنزیہ سے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اگر میں غلطی پر نہیں تو تم وامس ابوالہول ہو اور تمہارے ساتھ رومنوں کے سالار اور حمص کے حاکم وردان کی بیٹی مریشا ہے۔''

مارسمول جب خاموش ہوا تب وامس ابوالہول نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر اسی انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''نو وارد! میں نہیں جانتا کہ تو کون ہے؟ لیکن تمہارا اندازہ درست ہے کہ میں وامس ابوالہول ہوں یہ وردان کی بیٹی مریشا ہے میں اس کا محافظ ہوں۔''

وامس کے ان الفاظ کے جواب میں مارسمول نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر کہنے لگا۔

''تم مجھے نہیں جانتے ہو تمہارے نہ جاننے سے میری ذات پر کوئی حرف گیری بھی نہیں آتی ہے لیکن ہمارے سالار وردان کی بیٹی مریشا کم از کم مجھے جانتی ہے پہچانتی بھی ہے۔ دیکھو! میرا نام مارسمول ہے میں قسطنطیہ سے یہاں انطاکیہ صرف تمہاری خاطر آیا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے پتہ چلا کہ تیغ زنی کے مقابلے میں تم نے رومنوں کے دو بہترین تیغ زنوں بطورس اور لوگس کو اپنے سامنے زیر کیا۔ چند دن انتظار کر اس کے بعد تیرا اور میرا تیغ زنی کا مقابلہ ہوگا لیکن اس سے پہلے تیرا مقابلہ میرے دو ساتھیوں سے ہوگا ان

Marfat.com

ساتھیوں میں سے ایک میرا دست راست اور دوست ہے نام اس کا مریقس ہے دوسری ایک رومن لڑکی ہے نام اس کا شوطار ہے بڑی عمر کی نہیں نوعمر ہے لیکن تیغ زنی کا ایک معیار رکھتی ہے۔

اگر تیغ زنی کے مقابلے میں تو شوطار اور مریقس دونوں کو زیر کر گیا تو اس کے بعد تیرا میرا تیغ زنی کا مقابلہ ہوگا اور پھر میں تجھ پر واضح کروں گا کہ تیغ زنی کا فن کیا ہوتا ہے......؟''

مارسمول جب خاموش ہوا تو کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے وامس ابوالہول کہنے لگا۔

''سن مارسمول! نہ تو اتنا بڑا تیغ زن ہوگا کہ جسے کوئی زیر نہ کر سکے اس لئے کہ بڑے دعوے کرنے والے ہمیشہ زمین پر ذلت و پستی بن کر مٹ جاتے ہیں اور پھر تو اپنے ساتھیوں میں سے مریقس اور ایک شوطار لڑکی کو بیچ میں کیوں لاتا ہے؟ اگر تجھے اس بات کا دکھ اور غم ہے کہ اس سے پہلے میں رومنوں کے پہلوان بطورس اور ان کے ایک اچھے تیغ زن لوگیس کو اپنے سامنے زیر کر چکا ہوں تو پھر آ، یہیں اسی دریا کے کنارے میں اور تم دونوں تیغ زنی کا مقابلہ کر لیتے ہیں۔

اس وقت ہم یہاں تین افراد ایک میں ایک تم اور تیسری یہ تمہاری قوم کی بیٹی مریشا ہے جو تمہارے سالار وردان کی بیٹی ہے۔ تمہارا اس سے رومن قومیت کے لحاظ سے ایک رشتہ بھی ہے میرا تو اس سے کوئی رشتہ اور تعلق بھی نہیں ہے میں تو یوں جانو فقط ایک غلام اور محافظ ہوں۔ محافظ اور غلام کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا لہٰذا مجھے امید ہے کہ اگر میں اور تم دونوں یہاں تیغ زنی کا مقابلہ کریں اور اس لڑکی مریشا کو تیغ زنی کے اس مقابلے کا منصف مقرر کریں تو یہ کم از کم تیرے ساتھ ناانصافی نہیں کرے گی اس لئے کہ اس کا تعلق تیری قوم سے ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس ابوالہول رکا پھر دوبارہ وہ مارسمول کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

''مارسمول! اگر تو واقعی ایک اچھا اور عمدہ تیغ زن ہے تو میرے مقابلے کی اس دعوت کو ٹھکرانا نہیں اس وقت میں بھی جنگی لباس میں ہوں میری زرہ میرے بدن پر ہے سر پر خود ہے تلوار و ڈھال میرے پاس ہے یہی کچھ تمہارے پاس بھی ہے۔ آ گھوڑے سے اتر! دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر دیکھتے ہیں کون کس کو زیر کرتا

Marfat.com

ہے۔“

واسں جب خاموش ہوا تو تحقیر آمیز انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مارسمول کہنے لگا۔

”سن !غلام واسں میں یہاں تیرے ساتھ مقابلہ کرنے نہیں آیا میں تو صرف اس غلام کو دیکھنا چاہتا تھا جس نے اپنے سامنے بطورس اور لوگس کو تیغ زنی میں زیر کیا اگر میں یہاں تیرے ساتھ مقابلہ کروں گا تو تیرا میرا مقابلہ کون دیکھے گا؟ وردان کی بیٹی مریشا کے علاوہ کون جانے گا کہ کس نے کس کو زیر کیا؟ یہ میری قوم کی بیٹی ہی سہی انصاف کرنے میں اگر یہ میری طرفداری بھی لے لے تو پھر انطاکیہ شہر کے لوگوں اور سارے رومنوں کو کیسے خبر ہوگی کہ میں نے کس طرح ایک ایسے شخص کو اپنے سامنے تیغ زنی میں زیر کیا جو پہلے بطورس اور لوگس دونوں کو نیچا دکھا چکا تھا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد مارسمول رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”سن غلام واسں! تمہارا اور ہمارا مقابلہ اسی طرح کھلے میدان میں ہوگا جیسا تمہارا مقابلہ بطورس اور لوگس کے ساتھ ہوا تھا۔ میں براہ راست تم سے نہیں ٹکراؤں گا پہلے شوطار تم سے تیغ زنی کا مقابلہ کرے گی اگر شوطار نے تم کو زیر کرلیا تو پھر کیا رومنوں کے لئے انتہا درجہ کی عزت افزائی نہ ہوگی کہ رومنوں کی ایک لڑکی نے کھلے میدان میں لوگوں کے سامنے ایک ایسے تیغ زن کو اپنے زیر کر کے دکھا دیا جو اس سے پہلے بطورس اور لوگس کو مقابلے میں ہرا کر اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرنے لگا تھا۔“

مارسمول جب خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں واسں کہنے لگا۔

”سن مارسمول! جس طرح تو فضول گفتگو کر رہا ہے میں ایسی گفتگو نہ کرنے کا عادی ہوں اور نہ ہی میں ایسی گفتگو سننے کا عادی ہوں اگر تو یہاں دریا کے کنارے میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو پھر یہاں میرے پاس لینے کے لئے کیا آیا ہے؟ چل جا لوٹ جا جہاں تک تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کا تعلق ہے تو جب تیرا جی چاہے اور جس کے ساتھ تیرا من چاہے مجھے تیغ زنی کے لئے آزما لینا۔ میں ہر وقت تم لوگوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں گا اب تم ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ جدھر سے آئے ہو ادھر ہی کو لوٹ جاؤ تاکہ ہمیں گھڑ دوڑ کرنے دو۔“

Marfat.com

واس کی اس گفتگو کے جواب میں بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے مارسول نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچیں اسے ایڑھ لگائی اور پھر اسے موڑتا ہوا دریا کے کنارے کنارے وہ واپس جا رہا تھا۔ واس اس وقت غصے کی حالت میں تھا اس نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور آئے بھگانا شروع کر دیا مریشا نے اس کی طرف دیکھا اور منہ سے کچھ نہ بولی۔ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگی تھی۔

O❖O

Marfat.com

جس وقت خالدؓ بن ولید ایرانیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے تھے اس وقت ان کی پیش قدمی کی اطلاع ایرانی سالار ہرمز نے اپنے بادشاہ اردشیر کو کر دی تھی لہٰذا اردشیر نے ہرمز کی مدد کے لئے اپنے ایک اور سالار قارن بن فریانس کو ایک خاصہ بڑا لشکر دے کر ہرمز کی مدد کے لئے روانہ کیا لیکن ایرانیوں کی بدقسمتی کہ قارن ابھی راستے ہی میں تھا کہ خالدؓ بن ولید نے نہ صرف ہرمز کی گردن کاٹ دی بلکہ اسے کے لشکر کو بھی بدترین شکست دی۔ لہٰذا قارن کے پہنچنے سے پہلے ہی ہرمز مارا جا چکا تھا۔ ایرانیوں کو شکست ہو چکی تھی اور شکست خوردہ ایرانی بھاگتے ہوئے قارن ہی کی طرف جا رہے تھے۔

قارن نے انہیں راستے ہی میں روک لیا وہ بے حد بدحواس اور خوف زدہ تھے اس لئے کہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ٹکراؤ کے نتیجہ میں میدان جنگ ایرانیوں کی لاشوں سے بھر گیا تھا اس بناء پر اب ایرانی عربوں بے خوف زدہ رہنے لگے تھے۔

مدار کے مقام پر یہ شکست خوردہ ایرانی اپنے دوسرے سالار قارن سے جا ملے۔ قارن کے پاس اس وقت بہت بڑا لشکر تھا شکست خوردہ ایرانیوں کو قارن نے حوصلہ دیا انہیں دم دلاسہ دیا اور انہیں یہ یقین دلایا کہ مسلمانوں کو یہ فتح عارضی اور اتفاقیہ تھی اور اب مسلمانوں کو ہر صورت میں زیر کیا جائے گا۔ لہٰذا قارن کے اس دم دلاسے کی وجہ سے شکست خوردہ لشکری بھی قارن کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

اس طرح قارن کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی۔ اب قارن بڑی تیزی سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

دوسری طرف خالدؓ بن ولید کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ ایرانیوں کا ایک دوسرا سالار پہلے کی نسبت بڑا لشکر لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے لہٰذا

Marfat.com

آپ بھی اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے قارن کی طرف بڑھے۔

جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے آئے تب ایرانیوں کا سالار قارن اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا دونوں لشکریوں کے درمیان آیا اور انفرادی مقابلہ کے لئے اس نے مسلمانوں کو للکارا۔

ایرانیوں کے سالار قارن کے مقابلے کے لئے ایک مسلمان مجاہد مؤکلؓ اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے میدان میں اترے قارن کے ساتھ تھوڑی دیر تک ان کی جنگ ہوئی جس کے نتیجہ میں مؤکلؓ نام کے اس مجاہد نے قارن کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

اس کے بعد ایرانی لشکر سے ان کا ایک اور سورما اور پہلوان انوش جان میدان میں اترا اور مسلمانوں کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا انفرش جان کے لئے ایک دوسرے مجاہد عاصمؓ میدان میں اترے ان کے درمیان بھی تھوڑی دیر ہی جنگ ہوئی تھی کہ انوش جان کو عاصمؓ نے زیر کرلیا اور اس کا کام تمام کر دیا۔

اس کے بعد ایرانیوں کا ایک تیسرا سورما اور سالار میدان میں اترا اس کا نام قباص تھا اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی طرف سے ایک مجاہد عدیؓ اترے یہ مقابلہ بالکل مختصر تھا اس لئے کہ عدیؓ نے اپنے پہلے ہی حملے میں قباص کو چیر کر رکھ دیا تھا اس کے بعد دونوں لشکریوں کے درمیان ہولناک جنگ شروع ہوگئی تھی۔

ایرانی خیالات کو شکن شکن تمناؤں کو لہو لہو خوابوں کو کرچی کرچی کر دینے والے موت کے بگولوں کی بے کلی و اندھے ظلم کی آگ اور فضا کے بے کراں بحر کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے دوسری طرف مسلمانوں نے بھی عجیب سے انداز میں اپنے کام کی ابتداء کی تھی۔ جس طرح کھیتوں کھلیانوں۔ پیار دھنک رنگوں صحراؤں و دریاؤں و بہاروں وسبزہ زاروں و فضاؤں اور ہواؤں میں اخلاص کی زیبائی کی طرح رقص کرتی ہوئی بارش بنجر بے جان زمین کو فصلوں کا نور عطا کر دیتی ہے اسی طرح مسلمانوں نے بھی اپنے قومی عزم صمیم میں ایسے انداز میں تکبیریں بلند کیں کہ ان تکبیروں کی بازگشت دور دور تک پھیل گئی اور ان تکبیروں سے مسلمانوں کے حوصلوں اور ان کی امنگوں کو ایک نئی جہت ملی اس کے بعد مسلمان مجاہد ایرانیوں کی طرف اس طرح بڑھے جیسے آزادی کی خوشی میں مگن ہو کر اپنی جان ہتھیلی پر لئے سینہ سپر ہو کر شجاعت کے نئے باب کھولنے والے مجاہد اپنے کام کی ابتداء کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی مسلمان مجاہدین سمندر میں

Marfat.com

اٹھتی آندھیوں کے قافلوں وقت کے گہرے ساگر سے اٹھتے مصائب اور ابتلاء کے ہجوم کائنات کی اندھیری تہوں میں جاگتے لمحوں کی انگڑائی اور تلپٹ کر دینے والی آندھیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

اس موقع پر مسلمانوں اور ایرانیوں میں ہولناک جنگ ہوئی یہ جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی اس لئے کہ مسلمانوں نے لمحوں کے اندر ایرانیوں کی حالت آگ کی نادیدہ لپٹوں کا شکار خس و خاشاک برہنہ مٹی کی بنجر پیاس اور دردلمحوں کی کراہوں سے بھی زیادہ بدتر بنا کر رکھ دی تھی۔

یہاں تک کہ ایرانی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایران کے بادشاہ اردشیر کو جب اپنے دو نامور سالاروں ہرمز اور قارن کے مارے جانے کی اطلاع ملی تب وہ مسلمانوں کے خلاف بڑا غضبناک ہوا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ عرب کے صحراؤں سے اٹھنے والے چھوٹے چھوٹے لشکر ایرانیوں کے بڑے بڑے لشکر کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیں گے اور ہر جنگ میں اپنی فتح کو یقینی بناتے چلے جائیں گے صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے اردشیر نے دو لشکر تیار کئے ایک لشکر اس نے پہلے اپنے سالار اندازغر کی سرکردگی میں روانہ کیا یہ اندازغر ایک نامور شہسوار پہلوان اور عمدہ تیغ زن تھا۔

اس کے علاوہ اس نے ایک دوسرا لشکر تیار کیا یہ بھی کافی بڑا لشکر تھا اس لشکر کا سالار اس نے اپنے ایک سپہ سالار جادویہ کو بنایا اور اندازغر کے پیچھے پیچھے اس نے جادویہ کو بھی روانہ کر دیا۔

مسلمانوں کی طرف بڑھتے ہوئے اندازغر نے ایک اور کام کیا حیرہ اور کسکر شہروں کے درمیان اس نے ان دہقانوں اور عام لوگوں کو بھی اپنے لشکر میں شامل کرلیا جو تیغ زنی کا فن جانتے تھے اس طرح اندازغر کے لشکر کی تعداد پہلے کی نسبت کافی زیادہ ہوگئی تھی۔

خالدؓ بن ولید کو جب اندازغر کی پیش قدمی کی خبر ہوئی تو آپ نے بھی بڑی تیزی سے اس کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے دشمن کے قریب جا کر خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اور اسے گھات میں بٹھا دیا ان میں زیادہ تر تیر انداز تھے اس کے بعد باقی لشکر کو خالدؓ بن ولید نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے پاس رکھا دوسرے کا کماندار اپنے ایک نائب کو مقرر کیا اور ایرانیوں کے

Marfat.com

سامنے آ کر صفیں درست کرنا شروع کر دیں۔
مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتے ہوئے ایرانی ان پر ٹوٹ پڑے خوف ناک حملہ کیا ایرانیوں کو امید تھی کہ اس بار فتح ان کے قدم چومے گی اس لئے کہ ان کے سامنے خالدؓ بن ولید کے پاس چھوٹا سا لشکر تھا جو ایرانیوں کے لشکر کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر تھا اسی بناء پر ہی ایرانیوں کو پکا یقین تھا کہ اس جنگ میں وہ مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچائیں گے۔
لہٰذا انہوں نے جنگ کی ابتداء کرنے میں تیزی دکھائی تھی اور وہ فوراً مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔
خالدؓ بن ولید نے اپنے مختصر سے لشکر کے ساتھ کچھ دیر تک ایرانیوں کا جم کر مقابلہ کیا ان کی اس شجاعت و دلیری اور حرب وضرب کے فنون میں صناعی کو دیکھتے ہوئے ایرانی دنگ رہ گئے تھے کچھ دیر تک دشمن سے نبرد آزما ہونے کے بعد خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔
ایرانی سمجھے کہ ان کے تیز حملوں کو مسلمان برداشت نہیں کر سکے لہٰذا پسپا ہونا شروع ہوئے ہیں اگر وہ اس موقع پر اپنے حملوں میں اور تیزی پیدا کر دیں تو اپنی فتح کو یقینی بنا سکتے ہیں۔
دوسری طرف خالدؓ بن ولید انہیں موت کے گہرے سمندر کی طرف لے جا رہے تھے آپ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا تیزی سے پسپائی اختیار کی ساتھ ہی ساتھ سامنے کی طرف سے دشمن کے حملوں کو بھی روکتے رہے یہاں تک کہ ایرانیوں کو آپ اس جگہ لے گئے جہاں آپ نے اپنا ایک لشکر پہلے سے گھات میں بٹھا دیا تھا۔
خالدؓ بن ولید کا تعاقب کرتے ہوئے ایرانی جب اس جگہ پہنچے تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لشکر نے ایرانیوں پر ایسی تیر اندازی کی کہ ان کی صفیں کی صفیں انہوں نے ادھیڑ کر رکھ دیں اس کے بعد وہ مسلمان مجاہد اپنی گھات سے نکلے اور ان ایرانیوں پر ٹوٹ پڑے تھے سامنے کی طرف سے خالدؓ بن ولید بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پلٹے اور وہ بھی ایرانیوں پر آندھیوں اور طوفانوں کی طرح ضربیں لگانے لگے تھے۔
اب ایرانیوں کی بدبختی کی ابتداء شروع ہو گئی تھی سامنے کی طرف سے خم ٹھونک کر خالد دبن ولیدؓ ان پر حملہ آور ہوئے تھے اور بڑی تیزی سے ان کے لشکر کی تعداد کم کرنا شروع کر دی تھی جبکہ گھات میں بیٹھے ہوئے مسلمان لشکری دشمن کے پہلو پر حملہ آور ہو

Marfat.com

کر ان کی پہلو کی صفوں کو نہ صرف درہم برہم کرتے جا رہے تھے بلکہ بڑی تیزی سے میدان جنگ میں ایرانیوں کی لاشوں میں اضافہ بھی کرتے جا رہے تھے۔

اس کے بعد ایرانیوں کی ایک مزید بدقسمتی شروع ہوئی سامنے کی طرف سے حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے دونوں حصوں کے ساتھ ضرب لگا رہے تھے کہ ایک پہلو سے گھات میں بیٹھنے والا لشکر نکل کر ایرانیوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ خالدؓ بن ولید نے اس موقع پر بڑی دانشمندی سے کام لیا۔ اپنے حصے کا لشکر انہوں نے علیحدہ کیا ایک چکر کاٹا اور اس کے بعد وہ ایرانی لشکر کے دوسرے بازو پر نمودار ہوئے اور اس بازو پر انہوں نے ہولناک حملہ آور ہو کر ایرانی لشکر کی صفیں کی صفیں ادھیڑ کر رکھ دیں تھیں۔

اب سامنے دائیں بائیں تینوں اطراف سے بڑی تیزی کے ساتھ ایرانی لاشوں کی صورت میں گرنے لگے تھے اور حیرت انگیز رفتار کے ساتھ ایرانی لشکر کی تعداد کم ہوتی چلی گئی تھی۔

اس جنگ میں ہزاروں ایرانی مارے گئے چونکہ ایرانی تعداد میں زیادہ تھے لہٰذا وہ اسی کوشش میں تھے کہ کس نہ کسی طرح مسلمانوں کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر دیں تاکہ آنے والے دور میں ان مسلمانوں سے ایرانیوں کی قدیم سلطنت محفوظ رہے اسی دوران ایرانیوں کی بدقسمتی کہ جنگ کے دوران ایرانیوں کا سپہ سالار انداز غر لڑتے لڑتے مارا گیا جب اس کے لشکر میں خبر پھیلی کہ ان کا سالار انداز غر مر گیا ہے تب ایرانیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اپنے پیچھے ہزاروں لاشیں چھوڑتے ہوئے اور شکست قبول کرتے ہوئے وہ میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ خالدؓ بن ولید نے ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔

انداز غر جنگ میں مارا گیا اس کے کافی لشکری میدان جنگ میں کام آ گئے اور جو میدان جنگ سے بھاگے انہوں نے اپنے دوسرے سالار بہمن جادویہ کا رخ کیا جو ایک کافی بڑے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پیش قدمی کر رہا تھا۔

انداز غر نے چونکہ مسلمانوں کی طرف آتے ہوئے راستے میں کافی لوگوں کو لشکر میں شامل کر لیا تھا اس طرح عرب کے ایک عیسائی قبیلے بکر بن وائل نے بھی ایرانیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ ان عیسائی قبائل کے کافی جنگجو بھی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اور ان کے دو سردار جابر بن کسر اور ابن عبدالاسود

Marfat.com

مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اس بناء پر بکر بن وائل نام کے عیسائی قبیلے نے بھی مسلمانوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کرلیا تا کہ وہ مسلمانوں سے اپنے سرداروں کو رہا کروا سکیں۔

اسی دوران ایرانیوں کا دوسرا سپہ سالار بہمن جادویہ اپنے لشکر کے ساتھ انہی علاقوں میں پہنچا تو بکر بن وائل کے وہ نصرانی عرب مسلمانوں سے انتقام لینے اور اپنے سالاروں کی رہائی کی خاطر جادویہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

اب بہمن جادویہ اپنے جرار لشکر کے ساتھ خالدؓ بن ولید کے لشکر کے سامنے آیا ایرانیوں کو مسلمانوں کے خلاف بڑا غصہ اور غضب تھا اس لئے کہ ان کا مقابلہ کرتے ہوئے اس سے پہلے تین نامور ایرانی سالار مارے جا چکے تھے اور ان کے لشکروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا تھا۔

بہمن جادویہ ایران کے بہترین اور چوٹی کے سالاروں میں خیال کیا جاتا تھا ایرانیوں کو امید تھی کہ بہمن جادویہ ضرور مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے گا خود جادویہ کے بھی یہی خیالات تھے لہٰذا مسلمانوں کے سامنے آتے ہی اس نے اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر نفرت اور عداوتوں کو دوام بخشتی کدورتوں حلقہ در حلقہ رقص کرتی ابلیس کی خوفناک تلبیس کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

جواب میں مسلمانوں نے بھی اپنے کام کی ابتداء کرنے کے لئے تاخیر سے کام نہیں لیا پہلے انہوں نے بحر سے اٹھی گہری گونجوں کی طرح تکبیریں بلند کیں پھر جوابی کارروائی کے طور پر وہ بھی ایرانیوں پر ماؤں کی عظمت اور بہنوں کی حرمت کی حفاظت کرتے ہوئے سرفروشوں کا وجدان بیٹیوں کی عصمت بچوں کی آبرو کی طیلسان کا تحفظ کرتے حیات و ممات کا راز جاننے والے غازیوں کے ثبات کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

بہمن جادویہ نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے ایرانی جان توڑ کر لڑے ایرانیوں کے لشکر میں جو نصرانی عرب شامل ہو گئے تھے انہوں نے بھی اپنی پوری طاقت اور قوت صرف کی تا کہ مسلمانوں کو پسپا کر کے اپنے سرداروں کی رہائی کا سامان کر سکیں لیکن دوسری طرف مسلمانوں کی حالت بھی عجیب و غریب تھی مسلمان مجاہد آگ کا سیل شرر بن کر دشمن کے عزائم کے حروف اور ان کے حوصلوں کے ثبات کو مٹی میں ملاتے چلے جا رہے تھے۔

Marfat.com

بہمن جادویہ گو ایران کے بہترین سالاروں میں شمار کیا جاتا تھا لیکن ان کی بدقسمتی کہ اس جنگ میں اسے بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اس شکست کے نتیجے میں مورخین لکھتے ہیں کہ لگ بھگ نوے ہزار ایرانی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

اس جنگ میں ایرانیوں کو شکست دینے کے بعد خالدؓ بن ولید نے پیش قدمی کی وہ عیسائی قبائل جو جادویہ کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں سے لڑے تھے آگے بڑھ کر ان کے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔

اب خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حیرہ شہر کا رخ کیا حیرہ لخمی بادشاہوں کا دارالسلطنت ہوا کرتا تھا یہ کوفہ کے مغرب میں اور مشہد سے جنوب مغرب کی جانب نجف کی جھیل کے کنارے واقع تھا یہ شہر تمدن کے ایک خاص معیار پر پہنچ چکا تھا اور بادشاہوں کے دربار میں شعراء جمع رہتے تھے جنہیں انعام واکرام سے مالا مال کیا جاتا تھا۔

حیرہ کے لوگ فن کتابت میں بھی آس پاس کے علاقوں میں بڑے مشہور تھے اور فن کتابت میں بڑے ماہر خیال کئے جاتے تھے فن کتابت کا یہ فن حیرہ ہی سے نکل کر عرب میں پھیلا تھا۔

602ء چھ ہزار دو میں حیرہ کا حکمران ایک عرب نعمان سوم تھا اس کے مرنے کے بعد ایرانیوں نے دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے لخمی خاندان کی حکمرانی ختم کر کے شہر اپنے قبضے میں لے کر وہاں اپنے والی مقرر کرنا شروع کر دیئے تھے اور عرب سرداروں کو اپنا فرمابردار بنا لیا تھا۔

633ء سن چھ ہزار تینتیس تک یہی نظام قائم رہا یہاں تک کہ خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حیرہ پر قبضہ کیا حیرہ کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے شہر آپ کے ہاتھوں فتح ہو گیا

اس کے بعد اس شہر کی اہمیت ختم ہو گئی اور دوسری طرف کوفہ کی اہمیت روز بروز بڑھتی چلی گی اور وہ شہر ترقی پر ترقی کرتا چلا گیا تھا۔

کوفہ نزدیک ہی تھا اس کی ترقی کی وجہ سے حیرہ شہر کو رفتہ رفتہ اور بھی زوال کا زنگ کھاتا چلا گیا اور وہ پس پشت ڈال دیا گیا۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید کچھ دنوں تک حیرہ میں مقیم رہا اور یہاں اس نے کچھ عمارتیں بھی تعمیر کروائیں لیکن اس سے کوفہ کے لوگ ناراض ہو گئے کہ ہارون الرشید نے کوفہ جیسے بڑے شہر کو چھوڑ کر حیرہ میں قیام کرنا کیوں پسند کیا اس لئے ہارون الرشید نے

Marfat.com

حیرہ کی اقامت چھوڑ دی۔

دسویں صدی عیسوی کے آخر میں یہ شہر بہت وسیع مگر بہت کم آباد تھا اس کے بعد یہ بدقسمت شہر کچھ اس طرح زوال کا شکار ہوا اور اس پر ایسا سخت وقت پڑا کہ آخر یہ شہر روئے زمین ہی سے معدوم ہو کر رہ گیا جہاں یہ شہر کبھی ہوا کرتا تھا وہاں اب ایک چراگاہ ہے جہاں پست سے ٹیلوں اور ٹھیکروں کے ڈھیر کے علاوہ ماضی کی کوئی یاد نہیں ہے۔

خالدؓ بن ولید جس وقت اپنے لشکر کے ساتھ حیرہ شہر کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے اس وقت ایرانیوں کی طرف سے ایک شخص مرزبان یہاں کا والی تھا اسے جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا سالار خالدؓ بن ولید ایک لشکر کے ساتھ حیرہ پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں تب اس نے اپنے بیٹے کو ایک بہت بڑا لشکر دیا اور اسے ہدایت کی کہ مسلمانوں کے سالار کی راہ روکو اور مسلمانوں کو کسی بھی صورت دریائے فرات پار نہ کرنے دینا۔

ایرانی ہر صورت میں حیرہ کی حفاظت کرنا چاہتے تھے اس لئے کہ حیرہ کو وہ بڑی اہمیت دیتے تھے ان کو اہمیت دینے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک قدیم شہر تھا اس شہر سے ان کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں دوسری وجہ یہ تھی کہ قدیم دور میں جبکہ بابل پر بخت نصر کی حکومت ہوا کرتی تھی یہ حیرہ شہر عرب حکمرانوں کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا اور اس دور میں اس شہر کی بڑی عزت اور اس کا بڑا وقار تھا۔

مرزبان کا بیٹا ایک بہت بڑا لشکر لے کر خالدؓ بن ولید کی راہ روکنے کے لئے روانہ ہوا اس کے پہنچنے سے پہلے ہی خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ دریائے فرات کو پار کر چکے تھے اس کے بعد خالدؓ بن ولید مرزبان کے بیٹے اور اس کے لشکریوں سے ٹکرائے مرزبان کے بیٹے اور اس کے لشکریوں کی بدقسمتی کہ دریائے فرات کے قریب ہولناک جنگ ہوئی اس جنگ کے دوران نہ صرف یہ کہ مرزبان کا بیٹا مارا گیا بلکہ اس کے ساتھ جس قدر لشکر تھا مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر اس کا بھی خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا۔

حیرہ کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ ان کے والی مرزبان کے پاس جس قدر لشکر تھا اس کا ایک بڑا حصہ تو اس نے اپنے بیٹے کو دے کر مسلمانوں کو روکنے کے لئے روانہ کیا تھا وہ مسلمانوں کو روک نہ سکا بلکہ وہ لشکر بھی ضائع ہو گیا لہٰذا وہ بڑے خوف زدہ ہوئے اس موقع پر مرزبان نے انہیں تسلی دینے کی کوشش کی لیکن حیرہ کے لوگ بڑے عقل

Marfat.com

بڑے دانا تھے وہ جانتے تھے کہ مرزبان کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک نہیں سکے گا اور اگر حیرہ کے لوگوں نے مسلمانوں سے جنگ کی طرح ڈالی تو پھر نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا اس بناء پر شہر کے لوگوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید کی خدمت میں چند معززین شہر کو روانہ کیا جائے مسلمانوں کو جزیہ دے کر ان کی فرمانبرداری اور ان کی اطاعت اختیار کرتے ہوئے شہر ان کے حوالے کر دینا چاہئے۔

شہر کے سرکردہ لوگوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا لہذا حیرہ شہر کے لوگوں نے اپنے دو معزز لوگوں کا انتخاب کیا ایک کا نام ایاز بن قبیعہ اور دوسرے کا نام عمرو بن عبدالمسیح تھا۔

یہ دونوں خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں عمرو بن عبدالمسیح اپنے ساتھ زہر کی ایک شیشی بھی لے کر گیا تھا ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ شہر کے لوگ محاصرے سے تنگ آ چکے تھے ان کے پاس خوراک کی کمی ہو رہی تھی زہر کی شیشی ساتھ لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ اگر مسلمانوں کے سالار نے صلح پر آمادہ ہو کر جزیہ لے کر حیرہ کے لوگوں کو معاف نہ کیا تو وہ زہر پی کر اپنا خاتمہ کر لے گا۔

چنانچہ حیرہ کے یہ دونوں معزز اشخاص جب خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے بڑا اچھا برتاؤ کیا مسلمانوں کے اس سلوک سے حیرہ کے دونوں معزز شخص انتہا درجہ کے خوش اور متاثر ہوئے آخر انہوں نے مسلمانوں کو ایک لاکھ نوے ہزار دینار جزیہ دینا قبول کر کے صلح کر لی حیرہ شہر کے گرد و نواح کے دیہات اور قصبات اور چھوٹے چھوٹے شہروں کے لوگ جو حیرہ کا انجام دیکھ رہے تھے شہر فتح ہونے کے بعد وہ جوق در جوق خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوئے اور اسلام کی پناہ میں آتے ہوئے فخر محسوس کرنے لگے تھے۔

اس کے بعد آپ نے حیرہ شہر میں قیام کیا اپنے کچھ سالاروں کو جن میں ضرار بن ازور ضرار بن خطاب قعقاع بن عمرو اور مثنیٰ بن حارثہ کے علاوہ عینیہ بن الماس تھے انہیں چھوٹے چھوٹے لشکر دے کر حیرہ کے نواح میں بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ حیرہ کے اطراف میں پھیل جائیں جو لوگ اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دینا قبول کر لیں ان سے کوئی تعرض نہ کرنا اور جو لوگ سرکشی اختیار کریں لڑنے پر آمادہ ہو جائیں اور ان کے لئے لڑائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ان کے خلاف بے شک جنگ کرنا ان سالاروں

Marfat.com

نے بڑی برق رفتاری سے اپنے کام کی ابتداء کی اور حیرہ سے دریائے دجلہ تک کا سارا علاقہ انہوں نے اپنا مطیع اور فرمابردار بنا کر رکھ دیا۔

اس دوران یہ بھی خبریں آنا شروع ہوئیں کہ ایران کا بادشاہ اردشیر مر گیا ہے تاہم حیرہ کو فتح کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے ملوک فارس کے نام ایک خط لکھا اس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''ساری حمد اس خدا کے لئے جس نے تمہارے حوصلے پست کر دیئے اور تمہارے ولولوں کو ست کر دیا اور تمہارے گروہ کو متفرق کیا اگر ہم ایسا نہ کرتے یعنی ہم حملہ نہ کرتے تو تمہارے لئے برائی ہوتی پس تم لوگ ہمارے مطیع ہو جاؤ ہم تمہیں اور تمہارے ملک کو چھوڑ دیں گے اور دوسرون کی طرف چلے جائیں گے یعنی تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے ورنہ یہ ہوگا کہ تم ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہو گے جو موت سے اتنی محبت رکھتے ہیں جتنی تم زندگی سے محبت کرتے ہو۔''

ایران کے شہنشاہ کو یہ خط لکھنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے ایک اور خط تیار کیا اور یہ خط مختلف قاصدوں کے ہاتھ مملکت ایران کے مختلف والیوں کی طرف روانہ کیا اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''ساری صفات اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہاری شخصیت اور چڑچڑاہٹ کو توڑ دیا اور تمہارے گروہ کو متفرق کر دیا اور تمہاری بے حرمتی کی اور تمہاری شان و شوکت خاک میں ملا کر رکھ دی۔ پس تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اسلام لاؤ تو سلامت رہو گے یا ہماری پناہ میں آ جاؤ جزیہ ادا کرو ورنہ میں ایسی قوم کو تم پر لاؤں گا جو موت کو ایسی ہی دوست رکھتی ہے جیسے تم شراب نوشی کو دوست رکھتے ہو۔''

جس وقت یہ خط فارس کے شہنشاہ کی طرف روانہ کیا گیا اس وقت گو ایرانیوں کا شہنشاہ اردشیر مر چکا تھا اور اس کے مرنے پر سلطنت میں کچھ اختلافات بھی تھے لیکن باوجود ان اختلافات کے خالد بن ولیدؓ کے مقابلے میں وہ متفق ہو گئے کیونکہ خالدؓ بن ولید کا خطرہ سب کو یکساں لاحق تھا چنانچہ انہوں نے ایک بہت بڑا لشکر ترتیب دیا اور

Marfat.com

مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔

حیرہ شہر فتح کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے پھر دشمن کے علاقوں میں پیش قدمی کرنی شروع کی اب انہوں نے انبار شہر کا رخ کیا تھا۔ انبار بغداد کے مغرب میں دریائے فرات کے کنارے ایک خوبصورت شہر ہے اس وقت انبار شہر کا والی ایرانیوں کی طرف سے شیر زاد تھا اس سے جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا سالار اعلیٰ خالدؓ بن ولید حیرہ شہر کو فتح کرنے کے بعد اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی اور برق رفتاری سے انبار شہر کا رخ کئے ہوئے ہے تب اس نے شہر کی فصیل کی مرمت کرانے کے علاوہ چاروں طرف گہری خندق کھدوائی تھی تا کہ مسلمان اس خندق کو پار کر کے شہر کی فصیل کے قریب نہ آسکیں۔

اپنے لشکر کے ساتھ جب خالدؓ بن ولید انبار شہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ شہر کے اطراف میں گہری خندق کھدی ہوئی تھی جسے پار کرنا آسان نہ تھا بہر حال انبار پہنچ کر آپ نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور شہر کی فصیل کے مقابلے میں مٹی کے دمدمے تعمیر کروا کر شہر پر تیر اندازی کروا دی تھی۔

دوسری طرف فصیل پر جو ایرانی محافظ تھے وہ پوری طرح لوہے میں غرق تھے لہٰذا مسلمانوں کے تیر ان پر کچھ زیادہ اثر انداز نہ ہوتے تھے یہ صورت دیکھ کر خالدؓ بن ولید نے کچھ سوچا پھر اپنے تیر اندازوں کو انہوں نے حکم دیا۔ تم دیکھتے ہو انبار شہر کے محافظ سر سے لے کر ٹانگوں تک لوہے میں غرق ہیں اور جو تیر اندازی ہم ان پر کرتے ہیں وہ ان پر کسی طرح موثر نہیں ہوتی اب ان لوگوں کو مار گرانے اور اپنے سامنے زیر کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جب تم تیر اندازی کرو تو ان کی آنکھوں کو ہدفت بنا کر تیر چلاؤ اگر تم انہیں آنکھوں سے محروم کرتے رہو تو میں یقین دلاتا ہوں ایرانی جی چھوڑ کر حوصلہ ہار بیٹھیں گے اور ہماری فتح کا کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔

مسلمان تیر اندازوں نے خالدؓ بن ولید کی اس تجویز پر اتفاق کیا اگلے روز جب پھر جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں نے ایسی تیز اور صحیح تیر اندازی کی کہ ان گنت لشکری آنکھوں سے محروم ہو گئے اس وجہ سے اس جنگ کو ذاب العیون بھی کہتے ہیں یعنی ''آنکھوں والی جنگ''۔

دوسری طرف جب ایرانیوں نے دیکھا کہ مسلمان ایسی صحیح اور بے خطا تیر اندازی کرتے ہیں کہ انہیں آنکھوں سے محروم کر دیتے ہیں تب وہ بھی محتاط ہو گئے انہوں نے برجوں کے اندر کھڑے ہو کر اور مختلف جگہوں اور چیزوں کی آڑ لیتے ہوئے مسلمانوں کا

Marfat.com

مقابلہ کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے وہ ایک طرح سے پھر محفوظ دکھائی دینے لگے اب خالدؓ بن ولید نے سوچا کہ جب تک وہ شہر کے گرد کھودی جانے والی خندق کو پار کر کے شہر کی فصیل کے قریب نہ جائیں اس وقت تک انبار شہر فتح نہ ہوگا۔

اس کے بعد خالدؓ بن ولید نے دشمن سے دو دو ہاتھ کرنے اور فصیل کے قریب جانے کے لئے ایک عجیب وغریب طریقہ اختیار کیا ان کے لشکر میں جس قدر کمزور اور بوڑھے اونٹ تھے انہیں ذبح کر کے ان سے خندق کو بھر دیا گیا اور ان کے اوپر سے گزر کر خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ خندق کو پار کرلیا اور شہر کی فصیل کے قریب پہنچ گئے۔

دوسری طرف ایرانیوں کے سپہ سالار اور انبار کے والی شیرزاد کو جب خبر ہوئی کہ مسلمان خندق عبور کر گئے ہیں تب وہ بھی اپنے لشکر کو لے کر نکلا اور فصیل کے قریب ہی اس نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کیں۔ شیرزاد نے یہ بھی ٹھان لی تھی کہ وہ شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے گا اگر وہ فتح مند رہا تو مسلمانوں کو دھکیل کر خندق کے اس پار لے جائے اور جن اونٹوں سے گزرتے ہوئے مسلمان فصیل کی طرف آئے ہیں انہی اونٹوں سے گزرتے ہوئے وہ اپنے لشکر کے ساتھ دور تک مسلمانوں کا تعاقب کرے گا۔

دوسری صورت میں اس نے یہ بھی سوچ رکھا تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا تو وہ فی الفور شہر میں داخل ہو کر محصور ہو جائے گا جنگ کو طول دیتا رہے گا اور اپنے شہنشاہ سے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کمک بھی طلب کرے گا یہی سوچتے ہوئے وہ خم ٹھونک کر مسلمانوں کے مقابلے پر آگیا تھا اس طرح دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنی صفیں درست کرنے لگے تھے۔

انبار کا حکمران شیرزاد اپنی جگہ بالکل مطمئن اور خوش تھا اس لئے کہ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کا جو لشکر آیا وہ تعداد میں اس کے لشکر سے کہیں کم تھا لہٰذا اسے قوی امید تھی کہ وہ مسلمانوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

O❖O

Marfat.com

اس کے لئے خوشی اور اطمینان کی دوسری وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے پیچھے خندق تھی جبکہ شیرزاد اور اس کے لشکریوں کے پیچھے انبار شہر تھا اب شیرزاد یہ سوچ رہا تھا کہ اگر مسلمانوں کے ہاتھوں انہیں پسپائی اختیار کرنی پڑی تو وہ انبار شہر میں داخل ہو کر اپنے آپ اور اپنے لشکریوں کو محفوظ کرے گا اور اگر اس نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو پوری طاقت اور قوت سے ان پر یلغار کرے گا مسلمان صرف اس راستے خندق کو پار کر سکتے ہیں جہاں انہوں نے اونٹ ذبح کر کے ڈالے ہیں پسپائی کی صورت میں چونکہ ہر کوئی خندق پار کرنے میں جلدی کرے گا لہٰذا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے لشکریوں کو بھگدڑ میں بے پناہ نقصان اٹھانا پڑے گا۔

یہ ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے شیرزاد نے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی تھی لہٰذا اس نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر دیکھتے ہی دیکھتے شیرزاد مسلمانوں پر روشنی کی انا کو روندھتی نور آشام ظلمتوں، بدبختیوں کی آہوں میں الاؤ کی اندھی کدال اور موت کا رقص کرتے ابلیسوں اور لرزہ براندام کر دینے والی سفاکیوں کی طرح حملہ آور ہو گیا تھا۔

شیرزاد یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ جب وہ زور دار حملے شروع کرے گا تو اس کے پہلے ہی حملے میں مسلمان پسپا ہو کر خندق کے اس پار جانے پر مجبور ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

اس کے حملے کے جواب میں اسلامی لشکر میں پہلے ہستی کے اسرار و رموز میں بھڑکتے شعلے اور وجدان کی شہ نشین پر آندھیوں کے زمزمے کھڑے کر دینے والے انداز میں تکبیریں بلند ہوئی تھیں پھر خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں سر پر کفن باندھ کر آگے بڑھنے والے مجاہد ایرانیوں کے لشکر پر قضا کے ہر حصار موت کی ہر گھات کو منہدم کر دینے والے عجیب سے غیر فانی جلال و احتشام۔ خون کے اوراق پر ٹوٹتی برق آفاق

Marfat.com

کوسنسان کرتی آندھیاں دلوں میں انحطاط طاری کرتی لہروں اور روح میں غم کے الم کھڑے کرتی عقوبتوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

انبار شہر اور اس کے گرد بنائی جانے والی خندق کے درمیان ہولناک جنگ کی ابتداء ہو گئی تھی شیر زاد اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو پسپا کر کے خندق کے اس پار جانے پر مجبور کر دے وہ یہ بھی خیال کر رہا تھا کہ ایک بار اس نے مسلمانوں کو پسپا کر کے خندق کے پار جانے پر مجبور کر دیا تو مسلمان دوبارہ خندق کو پار کر کے انبار شہر پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہیں کریں گے۔

لیکن جنگ جب مزید تھوڑی دیر جاری رہی تب شیرزاد کے سارے ولولے اس کے سارے عزائم اس کے سارے گمان اس کے سارے ارادے ریت پر لکھی تحریروں کی طرح منہدم ہونا شروع ہو گئے تھے۔

اس لئے کہ مسلمان لشکری خورشید کی گردن پر کمند ڈالنے والے شعلہ نماز اور برق تراش مجاہدوں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے۔ زیست کے کمال حیات کی معراج کی بساط بچھانے والے لوح وقلم کے امینوں کی طرح اپنے سامنے آنے والے دشمن کے ہر لشکری کو اپنا مطیع بناتے چلے گئے تھے مسلمان مجاہدین عجیب سے انوکھے انداز میں بے حسی کے شبستانوں میں عزم کی سرشاریوں کی طرح دشمن کی ایک صف کو روند کر دوسری صف کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

انبار شہر اور خندق کے درمیان رزم گاہ میں اعصاب شکلیاں، شوریدہ مزاجیاں اور خون آشام اذیت ناکیاں اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ ناچ اٹھی تھیں۔

شیرزاد نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو پسپا کرنے اور انہیں شکست دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن اس کی ہر کوشش اس کا ہر حربہ اس کا ہر جتن ناکام رہا اس کے پاس مسلمانوں کی نسبت بڑا لشکر تھا۔ اس کے باوجود مسلمان اس پر اور اس کے لشکر پر حاوی ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔

شیرزاد اپنے لشکر کے وسط میں چیختے چلاتے اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھا رہا تھا لیکن اب اس کی کوئی چیخ پکار کوئی انگیخت کام نہیں کر رہی تھی اس لئے کہ مسلمانوں نے اس کے لشکر کی اگلی صفوں کا خاتمہ کرنے کے بعد اس کے لشکر کے وسطی حصے کے علاوہ دائیں بائیں کے پہلوؤں کو بھی کاٹتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کرنا شروع کر دی تھی۔

Marfat.com

شیرزاد نے جب دیکھا کہ جنگ اگر تھوڑی دیر مزید جاری رہی تو اس کے پورے لشکر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا جائے گا تب اس نے شکست قبول کی اور بھاگ کر انبار شہر میں محصور ہو گیا تھا۔

شیرزاد حیران اور پریشان تھا کہ مسلمانوں کی نسبت اس کے پاس لشکر بھی بڑا تھا پھر کیوں اسے شکست ہوئی شہر میں محصور ہونے کے بعد اس نے یہ بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمانوں کا ہر لشکری موت سے بغلگیر ہونے کے لئے رزم گاہ میں والہانہ انداز میں آگے بڑھتا تھا اور ان کی جرأت مندی اور اُن کی اس دلیری کے حیرت انگیز کارناموں کے سامنے اس کے لشکری ٹھہر نہ سکے تھے۔

اب انبار شہر میں محصور ہونے کے بعد شیرازد پر شکست کا خوف طاری ہو گیا تھا اسے یہ بھی خبر ہو گئی تھی کہ اب وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے ساتھ ہی وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ کیوں کہ اب تک مسلمانوں کے سالار اعلیٰ خالد بن ولیدؓ نے ایرانیوں کے بہت سے شہروں کو اپنے سامنے زیر اور مغلوب کر لیا ہے لہٰذا اسے اور اس کے لشکریوں کو ایران کے کسی دوسرے شہر سے نہ کمک ملے گی نہ مدد اس بناء پر اس نے مسلمانوں سے صلح کرنے کے لئے ایک وفد خالدؓ بن ولید کی خدمت میں روانہ کیا۔

انبار کا یہ وفد جب خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی ساتھ ہی انبار شہر کے لوگوں نے مسلمانوں کا فرمانبردار اور مطیع بن کر رہنا قبول کر لیا تب خالد بن ولیدؓ نے اس شرط پر صلح کو منظور کیا کہ شیرزاد اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ صرف تین یوم کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے۔

شیرزاد نے اسے غنیمت جانا اس لئے کہ وہ جان گیا تھا کہ اگر اس نے مسلمانوں کی اس شرط کو تسلیم نہ کیا اور صلح کا معاہدہ نہ ہوسکا تو مسلمان بزور قوت انبار شہر کو فتح کر لیں گے اور جب وہ اس طرح شہر کو فتح کر کے شہر میں داخل ہوں گے تو پھر شیرزاد کے ساتھ ساتھ جن لوگوں نے جنگ میں حصہ لیا تھا ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

ان سارے عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے شیرزاد نے خالدؓ بن ولید کی اس شرط کو قبول کر لیا شیرزاد اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر سے نکلا اور ایرانیوں کے سالار جادویہ کی طرف چلا گیا تھا جبکہ خالد بن ولیدؓ ایک فاتح کی حیثیت سے انبار شہر میں داخل ہوئے تھے۔

Marfat.com

انبار شہر کو فتح کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے چند روز تک شہر میں قیام کیا شہر کا نظم نسق اپنے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا اس کے بعد اپنی طرف سے اپنے ایک ساتھی زبرقان بن بدر کو انبار کا حاکم مقرر کیا جب کہ اپنے لشکر کے ساتھ خالد بن ولیدؓ انبار نکلے اب انہوں نے عین التمر کا رخ کیا تھا۔

عین التمر میں اس وقت مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دو بڑے بڑے لشکر تھے ایک لشکر ایرانیوں کا تھا جس کی کمانداری عمران بن بہرام کر رہا تھا دوسرا لشکر غیر مسلم عربوں کا تھا جس کی کمان ایک عرب عقہ بن ابی عقہ کے ہاتھ میں تھی اس کے علاوہ عین التمر کے گرد و نواح میں جس قدر عرب قبائل تھے اور جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی مسلح ہو کر عین التمر میں آ گئے تھے تا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کر کے انہیں عین التمر فتح نہ کرنے دیں۔

جن غیر مسلم عرب قبائل نے عین التمر کی طرف اپنے مسلح جوان بھجوائے تھے ان میں عربوں کے قبائل بنونمر، بنوتعلب، بنوزیاد وغیرہ شامل تھے۔

عین التمر کے ایرانی حاکم ابن بہرام اور اس کے ساتھیوں کو خبر ہو چکی تھی کہ مسلمانوں نے انبار شہر فتح کر لیا ہے اور انبار کا حاکم شیرزاد وہاں سے نکل کر ایرانی سپہ سالار بہمن جادویہ کی طرف چلا گیا ہے اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی جنگی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔

ابن بہرام ابن ابی عقہ کے ساتھ مل کر شہر کی فصیل کے برجوں کو مزید مستحکم کر رہا تھا ایک روز جب وہ دونوں شہر کی فصیل پر چڑھ کر اپنے دفاعی استحکامات کا جائزہ لے رہے تھے ایک جگہ جب عمران بن بہرام رکا تو عقہ بن ابی عقہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ابن بہرام! میرے عزیز، میرا اندازہ ہے کہ ایک دو روز تک مسلمانوں کا لشکر عین التمر کے باہر کھلے میدان میں پہنچ جائے گا ...... اس موقع پر میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں ...... مجھے امید ہے کہ تم اسے پسند کرو گے اور اس تجویز کے مطابق مجھے کام کرنے کی اجازت دے دو گے۔''

عقہ بن ابی عقہ جب خاموش ہوا تو بڑی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے عمران بن بہرام کہنے لگا۔

''ابن ابی عقہ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو کھل کر کہو میں

Marfat.com

تمہاری کوئی بات ٹال نہیں سکتا۔''

عمران بن بہرام کے اس الفاظ پر عقہ بن ابی عقہ کو حوصلہ ہوا پھر کہنے لگا۔

''دیکھ ابن بہرام مسلمان عرب ہیں اور ہم بھی عرب ہیں لہٰذا تم اپنے ایرانی لشکر کے ساتھ عین التمر شہر ہی میں قیام کرو جو لشکر براہ راست میں لے کر آیا ہوں اسے اور عرب قبائل میں سے نمر، تغلب اور زیاد وغیرہ قبائل کے لشکریوں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر میں عین التمر شہر سے باہر نکل کر کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ صف آراء ہوں گا اور مسلمانوں کا مقابلہ کروں گا۔

میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اس مقابلے سے پہلے میں مسلمانوں کے سالار کو انفرادی مقابلے کی دعوت دوں گا اگر میں اسے زیر کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں جنگ کی نوبت ہی نہیں آئے گی اپنے سالار کے ہلاک ہونے پر مسلمان بددل ہو کر جن سرزمینوں کی طرف سے آئے ہیں ادھر ہی بھاگ جائیں گے۔

عمران بن بہرام تم اس بات کو بھی تسلیم کرو گے کہ حملہ آور ہونے والے اور ہم دونوں عرب ہیں اور عرب کی لڑائی کو عرب ہی خوب سمجھتا ہے۔''

ابن ابی عقہ کے ان الفاظ پر عمران بن بہرام بڑا خوش ہوا کہنے لگا۔

''تم بالکل ٹھیک کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے لہٰذا میں تمہاری تجویز سے اتفاق کرتا ہوں جب مسلمان عین التمر کے قریب آئیں تو تم عربوں کے لشکر کو لے کر عین التمر سے نکلنا اور اپنی تجویز کے مطابق مسلمانوں سے ٹکرانا مجھے امید ہے فتح مند تم ہی رہو گے۔''

ایرانی سالار عمران بن بہرام کی اس گفتگو سے عربوں کا سالار عقہ بن ابی عقہ خوش اور مطمئن ہو گیا تھا پھر دونوں فصیل سے اترے اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑی تیزی سے اپنی تیاریوں میں لگ گئے تھے۔

❖

خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ جب عین التمر کے نواح میں پہنچے تو اس سے پہلے ہی عربوں کا سالار اعلیٰ عقہ بن ابی عقہ عربوں کے ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر شہر سے باہر پڑاؤ کر چکا تھا جونہی خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ اس کے سامنے آئے اس نے اپنے لشکر کی صفوں کو درست کرنا شروع کر دیا شاید وہ اسی وقت جنگ کی ابتداء

Marfat.com

کرنا چاہتا تھا دوسری طرف خالد بن ولیدؓ نے بھی فوراً اپنے لشکر کی صفیں درست کر لیں تھیں پھر عقبہ بن ابی عقبہ اپنے گھوڑے کو سر پٹ دوڑاتا ہوا دونوں لشکروں کے بیچ میں آیا اور خالدؓ بن ولید کا نام لے کر اس نے آپ کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تھا۔

عقبہ بن ابی عقبہ کا ایسا کرنا تھا کہ خالد بن ولیدؓ نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ پر ایڑھ لگاتے ہوئے میدان کے وسطی حصے میں بالکل اس کے سامنے آئے آپ کو دیکھتے ہی عقبہ بن ابی عقبہ، تمرد، سرکشی، گھمنڈ اور تکبر کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا تم ہی خالد بن ولیدؓ ہو؟''

جواب میں آپ نے اثبات میں جواب دیا تو وہ پہلے جیسے لہجے میں کہنے لگا۔

''میں عقبہ ابن ابی عقبہ ہوں بڑے بڑے سرکشوں بڑے بڑے سورماؤں کو اپنے سامنے زیر کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہوں۔

اس سے پہلے تم لوگوں کا ایسے لوگوں سے سامنا ہوا جو اخلاقی وحدت سے عاری تھے بے انقلاب اور اور بے عزت تھے جن لوگوں کو تم نے زیر کیا وہ حیات و موت کی کشمکش سے ناآشنا اور بنجر زمین جیسے بے کار تھے اسی بناء پر تم لوگ ان پر غالب رہے وہ اپنی کمزوری اپنی شکست اور ہزیمت کی وجہ سے تمہاری سرفرازی کا باعث بن گئے۔

اس سے قبل تمہارا واسطہ ایسے لوگوں سے نہیں پڑا ہوگا جو سمندر سے ساحل کی طرف بھاگتی لہروں اور سرکش دریاؤں کی طرح حملہ آور ہوتے ہیں جو تنگ نوکیلی گھاٹیوں اور سخت چٹانوں کے اندر کاسۂ دل پر آتشی لحہ بن کر وارد ہو جاتے ہیں مسلمانوں کے سالار ہم لوگ موروثی اور تمدنی اوہام اور تعصب کے مرض کا علاج کرنا بھی جانتے ہیں دشمن کے قطع و برید کے ہنر سے بھی واقف ہیں ہم وہ لوگ ہیں جو وقت کے آغاز سے لے کر اب تک زمین کے چیتھڑے اڑا دینے والے طوفانوں کی طرح اپنے مخالفوں پر حاوی اور اپنی فتح کو یقینی بناتے رہے ہیں۔''

عقبہ بن ابی عقبہ جب خاموش ہوا تو اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے خالد بن ولیدؓ کہنے لگے۔

''تم کچھ بھی نہیں کر سکتے سب کچھ کرنے والا میرا خدا ہے دیکھ میرے خدا جیسا کوئی خدا نہیں جو بے انت کو انت بے نشان کو بانشان بے نام کو نامور اور بے ضمیر کو باضمیر بنا کر رکھ دیتا ہے حمد کی ساری ہی سرشاریاں اس کے لئے ہیں کائنات کی ساری سرفرازی میرے اس رب کے لئے ہے جو ستودۂ صفات ہے۔

Marfat.com

میرے مقابلے پر آنے والے جس طرح میرے اللہ جیسا کوئی اللہ نہیں نہ اس کا تثنیہ ہے نہ جمع اسی طرح اس کائنات میں میرے رسول (ﷺ) جیسا کوئی رسول بھی نہیں کوئی چہرہ میرے اس نبی (ﷺ) جیسا نہیں جس نے صحرا میں بھٹکنے والے شرک کے پیچھے بھاگتے ہوئے لوگوں کو سکون دی گئی زندگی سے پیار کیا گیا نظریہ عطا کیا اس نے ہمیں زمین کا سینہ چیر دینے والے عزائم عطا کیے امن کے منصوبوں کا ہمیں امین بنایا اس نے ہمیں جھوٹ کے خلاف آواز بلند کر کے ضمیر کو لالچ سے ملوث کرنے سے محفوظ کیا میرے رسول (ﷺ) جیسا رسول نہیں جسے خداوند قدس نے اوروں کے دکھ پر روتی آنکھ عطا کی تھی ہم اسی رسول (ﷺ) کے پیروکار ہیں جس نے تخلیق کا راز ہم پر افشا کیا۔ وہی ہمارا معبود ہے اور اسی کے ہم بندے اور غلام ہیں۔

میرے مقابلے پر آنے والے جہاں میرے اللہ جیسا کوئی اللہ میرے رسول (ﷺ) جیسا کوئی رسول نہیں وہاں کوئی لمحہ غار حرا میں نزول وحی جیسا نہیں اس لمحے نے ہمیں قدیم گمشدہ اساطیری روایتوں سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی عطا کر کے ہمیں صاعقہ بدوش بنا دیا اس لمحہ نے ہمیں حق اور سچائی کے فروغ کے لئے موت کے طلسم کو گلے لگانے کا ہنر سکھا دیا۔

میرے مقابل آنے والے بدر کے میدانوں جیسا کوئی میدان نہیں جہاں اس کائنات کے مالک نے تین سو تیرہ نہتے بے بس انسانوں کو گھمنڈ، تمرد اور سرکشی رکھنے والوں پر غالب رکھا۔

سن تو جو عزائم لے کر آیا ہے اس عین التمر شہر کے باہر کھلے میدانوں میں وہ تو میرے سامنے جھاگ کی طرح اڑتے دیکھے گئے وقت ضائع نہ کر مجھ پر حملہ آور ہو میں تجھے پہلے حملہ آور ہونے کا موقع دیتا ہوں اگر میں نے پہلے تجھ پر وار کر دیا تو پھر شاید تو مجھ پر وار کرنے کے قابل نہ رہے وقت ضائع نہ کر مجھ پر حملہ آور ہو میں وہ خوش قسمت انسان ہوں جسے میرے رسولؐ نے سیف اللہ کا خطاب دیا یہ میرے محترم رسولؐ کا فرمان ہے کہ میں کسی جنگ میں مارا نہیں جاؤں گا لہٰذا پہلے سے سن رکھ کہ تیری موت میرے ہی ہاتھوں ہوگی۔"

عقہ ابن ابی عقہ نے خالد بن ولیدؓ کے ان الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی پھر وہ کمین گاہوں سے نکلتے خونی درندوں کی طرح آگے بڑھا اور ہمہ عقوبت ہمہ اذیت کی طرح خالد بن ولیدؓ پر وہ حملہ آور ہوا تھا۔

Marfat.com

خالد بن ولیدؓ نے کمال صناعی اور ہنر مندی سے اس کے حملے اس کے وار کو روک دیا تھا اس کے بعد جوابی کارروائی کرتے ہوئے آپ جب اپنے مدمقابل پر حملہ آور ہوئے تو ابن عقہ کو یوں لگا جیسے گرجتی دھاڑتی آندھیوں، شعلہ فشاں برق سے طوفان اس کی طرف لپکے ہوں یا جنگل کی دھاڑتی ہواؤں اور صحرا سے اٹھتی فضاؤں کی طرح کوئی مصیبت اسے اپنا ہدف بنانے کے لئے اس پر چھانے لگی ہو۔

خالدؓ بن ولید کے پہلے ہی حملے کے باعث ابن ابی عقہ خوفزدہ ہوگیا تھا کانپنے لگا تھا جب وہ جوابی کارروائی کرنے لگا تب خالدؓ بن ولید نے کمال جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا تلوار والا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے گرفتار کرلیا۔

ابن ابی عقہ کا گرفتار ہونا تھا کہ اس کے لشکر پر مسلمانوں کی دہشت اور خوف طاری ہوگیا اور وہ جنگ کے بغیر ہی بھاگ کھڑے ہوئے خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ عین التمر کے دروازوں تک ان کا خوفناک تعاقب کیا کچھ کو موت کے گھاٹ اتارا کچھ کو گرفتار کرلیا۔

دوسری طرف ایران کے سالار عمران ابن بہرام کو جب پتا چلا کہ مسلمانوں کے سالار نے ابن ابی عقہ کو گرفتار کرلیا ہے اور یہ کہ اس کے لشکری میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں تو اس پر مسلمانوں کی ہیبت اور خوف طاری ہوگیا بجائے اس کے وہ اس لشکر کے ساتھ جو اس وقت اس کی کمانداری میں عین التمر میں تھا شہر سے باہر نکل کر ابن ابی عقہ کے لشکر کی مدد کرتا وہ عین التمر کا قلعہ چھوڑ کر ہی بھاگ گیا۔

دوسری طرف عقہ کے ہزیمت خوردہ ساتھیوں نے عین لتمر میں داخل ہوکر اپنے آپ کو قلعہ میں محفوظ کرلیا اور قلعے کا دروازہ بند کرلیا۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ سختی کے ساتھ عین التمر کے قلعے کا محاصرہ کرلیا جائے اس سختی کی وجہ سے نتیجہ یہ نکلا کہ صرف چار ہی روز میں محصورین نے عاجز آکر خالد بن ولیدؓ سے امان کی درخواست کی لیکن اس وقت تک چونکہ مسلمان قلعے کو فتح کرنے کے قریب تھے لہٰذا صلح پر کوئی بات چیت نہ ہوئی اور مسلمانوں نے بزور شمشیر قلعے کو فتح کرلیا۔

اس کامیابی کے بعد مال غنیمت کا پانچواں حصہ اور فتح کی خوشخبری دے کر خالد بن ولیدؓ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

خالد بن ولیدؓ عین التمر کی فتح سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ انہیں دومتہ الجندل کی

Marfat.com

طرف سے اپنے ایک سالار عیاض بن غنم کی طرف سے خط ملا اس خط کے ذریعے عیاض بن غنم نے خالد بن ولیدؓ سے مدد مانگی تھی اس لئے کہ دومتہ الجندل اور اس کے گرد و نواح میں عیاض بن غنم نصرانیوں کے علاوہ مشرکین عرب کے بہت سے قبائل سے بھی نبرد آزما تھے ان عرب قبائل میں بنو قلب بنو غسان بنو تنوح اور بنو ضجاعم وغیرہ شامل تھے ساتھ ہی دومتہ الجندل کے نصرانیوں سے بھی عیاض بن غنم کا ٹکراؤ ہو رہا تھا۔
دمشق سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کریں تو ساتویں منزل پر دومتہ الجندل آتا تھا۔
دومتہ الجندل میں اس وقت دو عیسائی رئیس تھے ایک اکیدر بن عبدالملک دوسرا جودی بن عدی۔

اکیدر بن عبدالملک کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا وہ سالار جو ان سے نبرد آزما ہے اس نے خالد بن ولیدؓ سے مدد طلب کرلی ہے تب وہ بڑا پریشان ہوا اس لئے کہ وہ خالد بن ولیدؓ سے بڑی اچھی طرح واقف تھا لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ کرنا شروع کیا اور انہیں رائے دی کہ مسلمانوں سے صلح کر لینی چاہئے لیکن اس کے ساتھیوں نے انکار کر دیا ان کے انکار پر اکیدر ان کا ساتھ چھوڑ کر شمال کی طرف بھاگ گیا۔

یہ اکیدر بن عبدالملک وہی تھا جس پر خالدؓ بن ولید، حضور ﷺ کے فرمان پر پہلے بھی حملہ آور ہوئے تھے خالدؓ بن ولید نے اسے اس وقت گرفتار کیا تھا جس وقت یہ نیل گائے کا شکار کر رہا تھا اسے گرفتار کر کے خالد بن ولیدؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اسے رہا کر دیا تھا لیکن بعد میں یہ پھر مسلمانوں کے خلاف سرکشی کرنے لگا۔

اکیدر بن عبدالملک خالدؓ بن ولید کی شجاعت اور عسکری قابلیت سے اچھی طرح واقف تھا اور جانتا تھا کہ خالدؓ سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا وہ اپنا شہر بھی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

عیاض بن غنم کے مدد مانگنے پر خالد بن ولیدؓ برق رفتاری سے حرکت میں آئے دومتہ الجندل کا رخ کیا جس طرف سے عیاض بن غنم دومتہ الجندل پر حملہ آور ہو رہے تھے وہ سمت چھوڑ کر خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دومتہ الجندل کے دوسری طرف سے حملہ آور ہوئے اور ایک طرح سے شہر کا انہوں نے محاصرہ کرلیا۔
اس موقع پر دومتہ الجندل میں جو ایرانی سپہ سالار جودی بن ربیعہ تھا اس نے شہر

Marfat.com

سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

جب وہ شہر سے باہر کھلے میدانوں میں اپنے لشکر کو لے کر آیا تو سب سے پہلے خالد بن ولیدؓ نے جودی کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا۔

جودی بن ربیعہ جونہی انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا خالد بن ولیدؓ بے مہابا اس کی طرف اس طرح بڑھے جیسے اس کی تلوار ان پر کوئی اثر ہی نہیں کرے گی اور بلا تامل اور بغیر کسی خوف کے آگے بڑھ کر انہوں نے جودی بن ربیعہ سے اس کے ہتھیار چھین لئے اور اسے گرفتار کر لیا۔

خالدؓ بن ولید کی یہ جرات یہ شجاعت اور مردانگی دیکھ کر جودی بن ربیعہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اب دوسری طرف سے عیاض بن غنم دشمن کے لشکر پر حملہ آور ہو چکے تھے ایرانیوں اور عیسائیوں کا وہ ایک طرح سے مشترکہ لشکر تھا جسے شکست ہوئی اور وہ شکست اٹھا کر دومتہ الجندل کی طرف بھاگے شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ انہوں نے بند کر لیا۔

لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ زیادہ دیر قلعہ بند نہ رہ سکے خالد بن ولیدؓ اور عیاض بن غنم آگے بڑھے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ شہر پر حملہ آور ہوئے اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔

ایرانیوں کو جب پتا چلا کہ خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف چلے گئے ہیں تو ان کی غیر موجودگی سے انہوں نے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں حیرہ شہر فتح ہو جانے کا انہیں بے حد دکھ اور صدمہ تھا چنانچہ خالدؓ بن ولید کی غیر موجودگی میں ایرانیوں نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا وہ لشکر انہوں نے اپنے دو بہترین سالاروں کی سرکردگی میں دیا ان سالاروں میں سے ایک کا نام زرمہر اور دوسرے کا نام روزبہ تھا اس لشکر کو لے کر وہ دونوں ایرانی سالار خنافس کے مقام پر پہنچے۔

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ نے حیرہ شہر میں شہر اور اس کے گرد نواح کی دیکھ بھال کے لئے اپنے ایک سالار قیقاع بن عمرو کو مقرر کیا تھا اور یہ خالد بن ولیدؓ کے نائب کی حیثیت سے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ حیرہ میں مقیم تھے۔

قیقاع بن عمرو کو جب خبر ہوئی کہ خالدؓ بن ولید کی غیر موجودگی سے ایرانی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ان کا ایک لشکر حیرہ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے خنافس کے مقام

Marfat.com

پر قیام کئے ہوئے ہے تو وہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ حیرہ سے نکلے اور خنافص کے میدانوں کا رخ کیا۔

ایرانیوں کی بدقسمتی کہ اس دوران تک خالد بن ولیدؓ دومتہ الجندل کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور اب وہ وہاں سے نکل کر اپنے لشکر کے ساتھ ایرانیوں کے شہر مدائن پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے تھے اور مدائن کی طرف وہ اس شاہراہ پر سفر کر رہے تھے جو حیرہ سے ہو کر مدائن کی طرف جاتی تھی۔

راستے میں خالدؓ بن ولید کو خبر ہوگئی کہ ایرانیوں کے دو سالار زرمہر اور روزبہ حیرہ شہر واپس لینے کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں اور خنافص کے مقام پر انہوں نے پڑاؤ کیا ہے لہٰذا آپ بڑی تیزی سے ان میدانوں کی طرف بڑھے۔

لیکن ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی پہلے آپ کے نائب قیقاع بن عمرو اور ایک دوسرے صحابی ابولیلہؓ اپنے لشکر کو لے کر ایرانیوں کے مقابل آئے دونوں لشکروں کے درمیان خنافص کے مقام پر ہولناک جنگ ہوئی مسلمانوں کے لشکر کے مقابلے میں ایرانیوں کا لشکر بہت بڑا تھا لیکن مسلمان مجاہدوں نے ایسی جانثاری ایسی سرفروشی کا مظاہرہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں انہوں نے دشمن کے لشکر کے دو تہائی حصے کو کاٹ کر رکھ دیا تھا اور باقی ماندہ ایک تہائی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

بھاگنے والے اس ایرانی لشکر نے اس سمت رخ کیا جہاں ان کا ایک اور سالار ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور اس ایرانی سالار کا نام مہوزان تھا بھاگتے ہوئے لشکر کا ابولیلہؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاقب کیا اور انہیں خوب نقصان پہنچایا۔

اب شکست خوردہ ایرانی اپنے سالار مہوزان کے پاس جمع ہونے شروع ہو گئے تھے جس نے اس وقت ایک خاصے بڑے لشکر کے ساتھ مصیخ کے مقام پر قیام کیا ہوا تھا خالد بن ولیدؓ جو بڑی تیزی سے قیقاع اور ابولیلہؓ کی مدد کے لئے آگے بڑھ رہے تھے انہیں راستے ہی میں خبر ہوگئی کہ قیقاعؓ اور ابولیلہؓ نے دونوں ایران سالاروں زرمہر اور روزبہ کو شکست دی ہے اور اب وہ اپنے تیسرے سالار مہوزان سے جا ملنے کے لئے مصیخ کی طرف چلے گئے ہیں۔

خالد بن ولیدؓ کے مخبر انہیں سارے حالات کی خبر دے رہے تھے لہٰذا آپ نے تیز رفتار قاصد قیقاعؓ اور ابولیلہؓ کی طرف بھجوائے اور انہیں پیغام بھیجا کہ فلاں دن وہ اپنے

Marfat.com

لشکر کے ساتھ مصیخ کے میدانوں کے قریب پہنچ جائیں آپ نے یہ بھی پیغام بھیجا کہ میں بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔

اس دوران تک ایرانی سالاروں نے کچھ مشرکین اور عیسائی عربوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا اس طرح انہوں نے اپنی طاقت اورقوت میں خوب اضافہ کرلیا تھا طے شدہ دن اور وقت کو خالد بن مصیخ کے میدانوں میں پہنچے دوسری طرف قیقاعؓ اور ابولیلہؓ بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اس طرح مصیخ کے میدانوں میں پہنچنے کے بعد ابولیلہؓ اور قیقاعؓ سے خالد بن ولیدؓ نے مشورہ کیا پھر تینوں سالار پورے لشکر کو تین حصوں میں بانٹ کر تین مختلف اطراف سے دشمن پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

مصیخ کے میدانوں میں ایک بار پھر مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی ایرانیوں کو اپنی کامیابی کا یقین تھا اس لئے کہ ان کی مدد کے لئے غیر مسلم عرب بھی تھے لیکن ان کی بدقسمتی کہ خالد بن ولیدؓ اور ان کے دونوں سالاروں کے ہاتھوں انہیں بدترین شکست ہوئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس جنگ میں دشمن کا بے حد نقصان ہوا عورتوں اور بچوں کے سوا ان کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے ان علاقوں کے اطراف میں پھیلے ہوئے ایرانیوں اور مشرکین پر حملہ آور ہو کر ان کا قلع قمع کرنا شروع کر دیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

انطاکیہ شہر سے باہر دریائے اورنٹس کے کنارے مقابلے کے میدان میں ان گنت لوگ جمع ہو چکے تھے مقابلے کے میدان میں جو شہہ نشین تھی اس پر بڑی خوبصورت نشستوں کا اہتمام کر دیا تھا اس شہ نشین کے دائیں جانب رومنوں کا بہترین سالار وردان بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ اس کی بیوی میخالہ تھی میخالہ سے آگے مریشا بیٹھ چکی تھی مریشا سے آگے کچھ اور عورتیں نشستوں پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان سے آگے رومنوں کا ایک اور اچھا سالار بایان اس کے بعد دوسرا سالار کلوس بیٹھا ہوا تھا۔

شہہ نشین کے دوسری جانب پہلی نشست پر ہرکولیس کی بیٹی زوزان دوسری نشست پر اس کی دوسری اور بڑی بیٹی کیتھرائن تیسری نشست پر ہرکولیس کا بہترین سالار اور کیتھرائن کا شوہر توما چوتھی نشست پر توما کا دست راست اور ہرکولیس کے بہترین سالاروں میں سے ایک ہربیس اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے ہربیس سے اگلی نشستوں پر ایک پر بطورس دوسری پر لوگس تیسری پر مارسمول چوتھی پر مارسمول کا ساتھی مریقس اور پانچویں پر مارسمول اور مریقس کے ساتھ قسطنطنیہ سے آنے والی خوبصورت اور حسین لڑکی شوطار بیٹھی ہوتی تھی۔

شہہ نشین کے دائیں جانب جس نشست پر حسین اور خوبصورت مریشا بیٹھی ہوئی تھی اس سے چند نشستیں آگے وامس ابوالہول اپنے ساتھی عویلم بن خارج کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ان دونوں کے ساتھ ان کے دوسرے بہت سے ساتھی بھی تھے جنہیں غلام بنا کر انطاکیہ لایا گیا تھا۔

سب لوگ شاید ہرکولیس اور اس کے بیٹے قسطنطین کے آنے کا انتظار کر رہے تھے اس موقع پر عویلم بن خارج نے بڑی محبت اور بڑی اپنائیت میں وامس ابوالہول کو مخاطب کرتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"وامس میرے بھائی! مقابلے کے اس میدان میں جب ایک بار تم تیغ زنی کا

Marfat.com

مقابلہ جیت چکے تھے تو تمہیں وردان کی بیٹی مریشا کا محافظ مقرر کر دیا تھا پھر آج اس میدان میں تمہارا مقابلہ کرانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی اور مقابلہ بھی ایک رومن لڑکی سے کرایا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے توہین اور ہتک کا مقام ہے۔‘‘

عویلم بن خارج جب خاموش ہوا تب وامس اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

’’ابن خارج میرے بھائی یہاں تیری میری شنوائی نہیں ہوتی اور پھر یہ بھی سوچو کہ ہم غلام ہیں ....‘‘

یہاں تک کہتے کہتے وامس رک گیا اس لئے کہ عویلم بن خارج اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گیا اور کہنے لگا۔

’’میرے بھائی! غلام ہم ان لوگوں کی نگاہوں میں ہیں ورنہ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں اور ایک نہ ایک روز ان بدترین لوگوں کی غلامی سے آزاد ہو کر رہیں گے۔‘‘

عویلم بن خارج کے ان الفاظ پر وامس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر دوبارہ اس کے کان میں سرگوشی کی۔

’’یہاں کسی پر یہ ظاہر مت کرنا کہ ہم مسلمان ہیں ...... یاد رکھنا اگر یہاں کسی کو ہمارے مسلمان ہونے کی بھنک بھی پڑ گئی تو ہماری گردنیں کاٹنے میں یہ لوگ ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کریں گے ...... دیکھو میں غلام ہوں اور یہ غلاموں کے ساتھ اپنی مرضی کا سلوک کرتے ہیں ...... ان لوگوں کو یہ بھی دکھ اور صدمہ ہے کہ میں نے غلام ہو کر تیغ زنی میں ان کے بہترین پہلوان بطورس کو نیچا دکھایا اور ان کے عمدہ ترین تیغ زن لوگس کو شکست دی ان دنوں میری سب سے زیادہ مخالفت ہرکولیس کی بیٹی زوزان کر رہی ہے ...... اس کے بس میں ہو تو وہ ابھی اور اسی وقت اس میدان میں میری گردن اڑا دینے کا حکم جاری کر دے۔

اسے میرے ساتھ دشمنی اس بناء پر ہے کہ تیغ زنی کا مقابلہ جیت کر میں نے اس کے بجائے مریشا کا محافظ بننا قبول کیا ...... میرے اس اقدام اس فیصلے کو اس نے اپنی ذات کے لئے توہین سمجھا ...... لہٰذا اب وہ پوری طرح میری مخالفت پر اتری ہوئی ہے لیکن فی الحال وہ میرے خلاف کچھ کر نہیں پائی اس لئے کہ ہرکولیس اور اس کا بیٹا قسطنطین اچھے تیغ زنوں کی قدر کرتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں اس بناء پر زوزان میرے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے سے قاصر ہے ....‘‘

Marfat.com

یہاں تک کہتے کہتے وامس ابوالہول خاموش ہوگیا اس لئے کہ عین اسی لمحہ رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس اپنے بیٹے قسطنطین کے ساتھ میدان میں داخل ہوا تھا اس کے داخل ہوتے ہی سب لوگوں نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوکر اس کا احترام کیا جب وہ دونوں باپ بیٹا آگے بڑھ کر شہہ نشین پر لگی نشستوں پر بیٹھ گئے تب باقی لوگ بھی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تھے ہرکولیس اور قسطنطین کے پیچھے پیچھے ہرکولیس کا ذاتی غلام بالیس بھی آیا تھا جو ہرکولیس کا ہم شکل تھا اور شہہ نشین کے پیچھے مؤدب ہوکر کھڑا ہوگیا تھا۔

شہہ نشین پر بیٹھنے کے بعد کچھ دیر ہرکولیس دھیمے سے لہجے میں اپنے بیٹے قسطنطین کے ساتھ گفتگو کرتا رہا اس کے بعد قسطنطین اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا شہہ نشین کے پیچھے کھڑے ہرکولیس کے ذاتی غلام بالیس کے پاس آیا بڑی راز داری کے ساتھ اسے کچھ سمجھایا پھر دوبارہ شہہ نشین پر چڑھ کر اپنی نشست پر بیٹھا تھا جبکہ بالیس وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد بالیس کے ساتھ کچھ مسلح جوان حرکت میں آئے انہوں نے شہہ نشین پر بہت سی نشستوں کا اہتمام کر دیا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان نشستوں پر ہرکولیس کے بہترین سالاروں میں سے وردان، توما، ہربیس، کلوس، بایان، بطورس، لوگس، مارسول، مرقیس اور قسطنطنیہ کی حسین وجمیل اور نوعمر لڑکی شوطار آکر بیٹھ گئے تھے۔

جب یہ سب ہرکولیس اور قسطنطین کے سامنے نشستوں پر بیٹھے گئے تب کچھ دیر ہرکولیس اداس سے انداز میں ان کی طرف دیکھتا رہا پھر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اگر تیغ زنی کے اس مقابلے کا اہتمام پہلے سے متعین نہ کر دیا ہوتا تو میں یہ اہتمام نہ کرنے دیتا اس لئے کہ مسلمانوں کی طرف سے ہمیں انتہائی بری خبریں مل رہی ہیں کل جو قاصد آئے ہیں ان کے مطابق مسلمانوں کے بہت سے سالار صحرائے عرب سے نکل کر ہمارے اور ایرانیوں کے علاقوں پر حملہ آور ہو چکے ہیں ان سارے سالاروں میں مسلمان کا ایک سالار خالد بن ولیدؓ اپنی جنگی کارروائیوں میں نمایاں اعلیٰ اور ارفع ہے۔

جو مخبر مسلمانوں کے متعلق خبریں لے کر آئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے اس سالار نے ایرانیوں پر حملہ آور ہوکر ان کی طاقت اور قوت کی کمر توڑ کر رکھی دی ہے حیرہ کے علاوہ ایرانیوں کے بہت سے شہر اس نے فتح کر لئے ہیں جو ایرانی لشکر اس سے ٹکرایا اسے اس نے پاش پاش کر کے رکھ دیا بڑے بڑے ایرانی سالار جو جنگ کا

Marfat.com

بہترین تجربہ رکھتے تھے مسلمانوں کے اس سالار خالد بن ولیدؓ نے اس کی پیشانیاں شکست اور ذلت سے داغ کر رکھ دی ہیں۔

اب میرے مخبروں کا یہ کہنا ہے کہ ایران کے علاقوں سے فارغ ہو کر اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کا سالار خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ فراض شہر کا رخ کرے گا۔

یاد رکھنا فراض وہ شہر ہے جہاں ہماری اور ایرانیوں کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں اگر اس شہر پر بھی مسلمانوں کے اس سالار نے قبضہ کر لیا تو یاد رکھنا ہمارے لئے چاروں طرف سے خطرات امڈ پڑیں گے ایرانیوں کی کمر تو وہ سالار پہلے ہی توڑ چکا ہے فراض کو فتح کرنے کے بعد یقیناً وہ ہماری سرزمینوں کا رخ کرے گا جو کھیل اس نے ایرانیوں کی سرزمین پر کھیلا ہے میں سمجھتا ہوں اس سے بھی بدترین کھیل وہ ہماری زمینوں میں بھی کھیلے گا۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ سالاروں کی سرکردگی میں ایک لشکر فراض شہر کی طرف روانہ کیا جائے جو مسلمانوں کے اس سپہ سالار کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور اسے فراض سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔

دوسری طرف ایرانیوں نے بھی مجھے پیغام بھیجا ہے کہ اگر ہم اکیلے اکیلے مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے تو مسلمان ایرانیوں اور رومنوں دونوں کی سلطنتوں کو روند کر رکھ دیں گے لہٰذا ایرانی چاہتے ہیں کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے اور ان سے نبٹنے کے لئے ایرانی اور رومن آپس میں اتحاد کر لیں۔

میں ایرانیوں کی اس تجویز کو پسند کرتا ہوں گو ماضی میں رومنوں اور ایرانیوں کے درمیان لامتناہی جنگوں کا سلسلہ جاری رہا لیکن میں انہیں بھول جانا چاہتا ہوں اس لئے کہ اب مسلمان ہمارے مشترکہ دشمن ہیں اگر ہم نے ایرانیوں کے ساتھ مل کر ان کی راہ نہ روکی تو پھر یاد رکھئے گا ایرانیوں کو روندنے کے بعد مسلمانوں کے اس سالار کو کوئی بھی انطاکیہ تک پہنچنے سے روک نہ سکے گا۔

لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ کل ہی ایک لشکر فراض کی طرف روانہ کیا جائے ایرانیوں کا ایک بہت بڑا لشکر بھی وہاں پہنچ جائے گا اس طرح ہمیں اور ایرانیوں کو مل کر مسلمانوں کی قوت کا مقابلہ کرنا ہوگا ساتھ ہی اس مقابلے کے بعد میں تیز رفتار قاصد غسانی عیسائی عربوں کی طرف روانہ کر رہا ہوں اور انہیں بھی یہ پیغام دے رہا ہوں کہ وہ بھی اپنا ایک لشکر فراض کے میدانوں کی طرف بڑھائیں تاکہ اپنے علاقوں کی طرف سے ہم

Marfat.com

مسلمانوں کی پیشقدمی کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں۔"

یہ کہنے کے بعد ہرکولیس رکا تھوڑی دیر تک اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے قسطنطین سے مشورہ کیا پھر دوبارہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ کلوس اور ہربیس دونوں کل ایک لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے فراض کی طرف کوچ کر جائیں اس سلسلے میں تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے ہربیس یا کلوس کچھ کہنا چاہتے ہوں تب بھی وہ کہہ سکتے ہیں۔"

ہرکولیس کی اس تجویز سے ہربیس اور کلوس کے علاوہ سارے سالاروں نے اتفاق کیا اس پر ہرکولیس اور اس کے بیٹے قسطنطین نے خوشی کا اظہار کیا پھر ہرکولیس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم لوگوں نے جو میری اس تجویز سے اتفاق کیا ہے یہ میرے اطمینان اور میری خوشی کا باعث ہے اب مقابلے کی ابتدا کرتے ہیں اپنے پہلوان بطورس کی طرف دیکھتے ہوئے ہرکولیس کہنے لگا۔

بطورس! اس مقابلے کے منصف آج بھی تم ہی ہو گے میں تو یہ چاہتا تھا کہ مریشا کے محافظ واسں سے مارسمول خود مقابلہ کرے لیکن مارسمول کہتا ہے کہ تیغ زنی کا مقابلہ اس سے شوطار کرے گی اس طرح مارسمول شوطار کے ذریعے شکست دے کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رومن عورتیں بھی بڑے بڑے تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کی صنائی رکھتی ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں اگر واسں نے شوطار کو زیر کر دیا تو پھر اس کے مقابلے میں مارسمول اترے گا میں سمجھتا ہوں کہ مارسمول اور اس غلام واسں کا مقابلہ دیکھنے کے لائق ہوگا اب تم لوگ سب اپنی اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ جاؤ۔"

اس پر سارے سالار اٹھ کر اپنی اپنی نشستوں پر چلے گئے ہاتھ کے اشارے سے ہرکولیس نے بطورس مارسمول مرقیس اور شوطار کو بیٹھنے کے لئے کہا چاروں اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔

جب سارے سالار وہاں سے چلے گئے تب ہرکولیس پھر بولا۔

"شوطار جیسا کہ پہلے طے ہو چکا ہے کہ مقابلے میں پہلے تم اترو گی میں تمہیں

Marfat.com

پہلے بتا دوں کہ وامس ابوالہول جس سے تمہارا مقابلہ ہے وہ ایک عمدہ اور نایاب تیغ زن ہے اپنی طرف سے اسے زیر کرنے کی کوشش کرنا اگر تم ایسا نہ کرسکی تو پھر مارسول کو مقابلے پر اترنا ہوگا شوطار تم اب ذہنی طور پر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ مارسول تم بھی تیار رہنا ہوسکتا وہ غلام شوطار کو زیر کرلے۔"

تھوڑی دیر رکنے کے بعد ہرکولیس نے اپنے پہلوان بطورس کو مخاطب کیا۔

"بطورس! اب تم اٹھ جاؤ شوطار کو میدان میں لے جاؤ وامس ابوالہول کو بھی بلاؤ اور مقابلے کی ابتداء کروا دو اب تم چاروں جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی چاروں اٹھ کھڑے ہوئے مارسول اور مرقیس تو اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے تھے جبکہ بطورس اور شوطار دونوں میدان میں اترے اتنی دیر تک قسطنطین کے کہنے پر ایک رومن ہتھیار اٹھائے میدان کے وسطی حصے کی طرف گیا تھا۔ میدان میں پہنچ کر آواز دے کر بطورس نے وامس کو طلب کیا جس پر عویلم بن خارج اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ وامس ابوالہول اپنی نشست سے اٹھ کر میدان کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

جب وہ اس جگہ آیا جہاں میدان کے وسط میں بطورس اور شوطار کھڑے تھے میدان میں اترنے والا ایک شخص ہتھیار وہاں رکھ کر جا چکا تھا بطورس کے پاس جا کر پرجوش انداز میں وامس نے اس سے مصافحہ کیا پھر شوطار کی طرف دیکھا شوطار بھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اس کا جائزہ لیتے ہوئے. وامس ابوالہول نے محسوس کیا کہ لڑکی انتہا درجہ کی خوبصورت دراز قد اور چھریرے سے بدن کی تھی اپنی نازک کمر میں اس نے سرخ رنگ کی پٹی باندھ رکھی تھی چمڑے کا پاجامہ اور پاؤں میں گھوڑ دوڑ میں استعمال ہونے والے چمڑے کے بوٹ پہنے وہ انتہا درجہ کی چست اور پرکشش دکھائی دے رہی تھی۔

اس موقع پر بطورس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"پہلے یہ ہتھیار اٹھاؤ اس کے بعد میں تم دونوں سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں کہوں گا۔"

اس موقع پر وامس ابوالہول نے شوطار کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا۔

"خاتون پہلے تم اپنی پسند کے جو ہتھیار اٹھانا چاہتی ہو اٹھا لو سو جو بچ جائیں

Marfat.com

تمہاری پسند کے نہ ہوں وہ میں اٹھا لوں گا۔"

شوطار نے طنزیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور اس کے خوبصورت لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا آگے بڑھ کر اس نے تلوار اور ڈھال اٹھائی اور ایک خوبصورت خود اٹھا کر اپنے سر پر جما لیا تھا۔

باقی ہتھیار وامس ابوالہول نے اٹھا لئے تھے پھر بطورس ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں مقابلے کے دوران دونوں احتیاط برتیں گے کسی کو زخمی نہیں کیا جائے گا اور مقابلہ انتہائی ایمانداری سے کیا جائے گا اس کے علاوہ............"

یہاں تک کہتے کہتے بطورس کو رک جانا پڑا اس لئے شوطار اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"اس کے علاوہ تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ساتھ ہی اپنی ڈھال اور تلوار سنبھالتی ہوئی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ دوسری طرف وامس نے بھی اپنی تلوار اور ڈھال پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی یہاں تک کہ بطورس پھر بولا۔

"جونہی میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں تم دونوں مقابلہ شروع کر سکتے ہو۔"

بطورس کافی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا پھر جونہی اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا شوطار چند قدم آگے بڑھی وامس کے اتنا قریب ہوئی کہ وامس اگر تلوار حرکت میں لا کر وار کرے تو اس کی تلوار اس تک نہ پہنچے پھر اسے مخاطب کر کے شوطار کہنے لگی۔

"میں نے سنا ہے کہ تم غلام ہو تمہیں کیا مصیبت پڑی تھی کہ تیغ زنی کے اس مقابلے میں اترتے، دیکھو یہ کھیل ویران اندھیری راتوں میں آندھیوں کے مہیب جھکڑوں کا سا ہے تاریکی کے آنچلوں میں کرنوں پر کمند ڈالنا پڑتی ہے بکھرے لمحوں کے غبار میں موت کے سمٹے پروں پر رقص کرنا پڑتا ہے۔"

شوطار جب خاموش ہوئی تب ہلکے سے تبسم میں وامس نے اس کی طرف دیکھا پھر نرم لہجے میں کہنے لگا۔

"بی بی! تو چاندنی کی بارش کرنوں کی پھوار جیسی حسین ہے۔ شیشے میں بند چمکتے موتیوں سی خوبصورت ہے سروقد سراپا جمال ہے تجھے کیا مصیبت بنی ہے کہ تیغ زنی کا

Marfat.com

مقابلہ کرتی پھرے تجھے تو چاہئے تھا کہ کسی کے قلب وشعور میں اتر کر اس کا گھر آباد کرتی۔ چاندنی کا پرتو بن کر کسی کے شبستان کی رونق بن جاتی۔ بی بی تیغ زنی کا مقابلہ سنگین حصار جیسا سخت بجلیوں کی کڑک طوفانوں کے زور ظلمت بھری موجودں جیسا اندیشوں سے بھر پور ہے ان مقابلوں کے درمیان اگر تو کبھی ناموس کے کسی دشمن عصمت کے کسی خائن آبرو کا لہو پیتے کسی بھیڑیے کے ہاتھ لگ گئی تو عمر بھر کے لئے اپنے آپ کو داغدار کرلو گی دیکھو عورت کا اپنا ایک مقام ہے اور پھر عورت کے ناموس اس کی زیست کا ساحل اس کی عصمت اس کی حیات کا نایاب گوہر اس کی آبرو حیات کے اجالوں کا سرور ہے جب عورت اس سے محروم ہو جاتی ہے تو عورت نہیں بے شرمی اور بے حیائی کا پیکر بن جاتی ہے...... سنو بی بی............!''

وامسن ابوالہول اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے شوطار نے اسے مخاطب کیا تھا۔

''جو الفاظ تم نے استعمال کئے ہیں اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تمہیں عورت کی تعریف کرنا خوب آتا ہے اس طرح تم میرا دل نرم کر کے اس مقابلے سے بچ تو نہ سکو گے۔''

وامس جواب میں مسکرایا اور نہایت سنجیدگی میں کہنے لگا۔

''بی بی! میں نے کسی عورت کی تعریف نہیں کی اور نہ ہی میں اس مقابلے سے بچنا چاہتا ہوں جو الفاظ میں نے تمہارے لئے استعمال کئے ہیں اس میں، میں نے نہ جھوٹ سے کام لیا ہے نہ زیب داستان سے ...... میں نے نیک نیتی اور سچائی کے ساتھ تمہارے سراپا تمہاری خوبصورتی اور تمہارے حسن کے بلئے الفاظ استعمال کئے ہیں ...... اگر تمہیں یہ الفاظ پسند نہیں تو میں انہیں واپس سمیٹتا ہوں لیکن لعنت بھیجو ان الفاظ پر آؤ مقابلے کی ابتداء کریں جس مقصد کے لئے ہم اس میدان میں اترے ہیں۔''

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر شوطار بے حد سنجیدہ ہوگئی تھی کچھ دیر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

''تم ٹھیک کہتے ہو ہمیں مقابلے کی ابتداء کرنی چاہئے۔''

جواب میں وامس نے اپنی ڈھال لہرائی پھر شوطار کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''دیکھ میری نگاہوں میں تم ایک نازک اندام پر انتہا درجہ کی خوبصورت اور پرکشش

Marfat.com

لڑکی ہے ...... اول تو تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے ہی سے مجھے انکار کر دینا چاہئے تھا پر تمہارے ساتھ مقابلہ کرنا میری مجبوری ہے اس لئے کہ تمہارے اس معاشرے میں میرا کوئی مقام نہیں ہے ...... جو مجھے حکم ملتا ہے مجھے اس کا اتباع کرنا پڑتا ہے ...... ان حالات میں، میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے پر مجبور ہوں ...... میں تمہیں پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں تا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے کہ اس مقابلے کے دوران تمہیں اپنا ہر ہنر آزمانے کا موقع نہ مل سکا۔"

وامس ابوالہول کے خاموش ہونے پر شوطار نے کسی قدر نرمی میں اسے مخاطب کیا۔

"میں تمہاری بہتری کے لئے تمہیں ایک مشورہ دیتی ہوں ...... مجھ سے مقابلہ ہار جاؤ گے تو ایک بڑے طوفان سے بچ جاؤ گے اس لئے کہ اگر تم مجھ سے تیغ زنی کا مقابلہ جیت گئے تو پھر تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ مارسول سے ہوگا اور وہ ایسا تیغ زن ہے جسے تیغ زنی میں کوئی شکست نہیں دے سکتا ...... اس لئے میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ مارسول سے ذلت آمیز شکست قبول کرنے سے بہتر ہے مجھ سے ہی اپنی ہار قبول کرلو۔"

شوطار کے ان لفاظ پر ابوالہول تاؤ کھا گیا تھا کسی قدر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا،

"تیرے مارسول کی ایسی تیسی اور میں تجھے کیا کہوں مارسول جب تیغ زنی کے مقابلے میں میرے سامنے آئے گا تو اسے سر سے پاؤں تک تکرات میں نہ ڈبو دوں تو میرا نام تبدیل کر دینا بی بی! اونٹ جب پہاڑ کے پاس سے گزرتا ہے تبھی اسے اپنے قد کاٹھ کی کمتری کا احساس ہوتا ہے دیکھ وقت ضائع نہ کر مقابلے کی ابتداء کر مجھ پر پہلے وار کرتا کہ اس مقابلے کو اس کے انجام تک پہنچائیں۔"

شوطار نے لحہ بھر کے لئے بڑے غور سے وامس کی طرف دیکھا پھر آگے بڑھی تلوار لہرائی اس کے بعد وہ پیچ کھاتے بھنور لاوے شعلے شرارے اور چڑھتے دریا کی مست موجوں کی طرح وامس پر حملہ آور ہونا شروع ہوگئی تھی۔

کچھ دیر تک شوطار بڑھ چڑھ کر وامس ابوالہول پر حملہ آور ہوتی رہی پینترے بدل بدل کر تلوار کے وار کرتی رہی جبکہ وامس ابوالہول بالکل پرسکون انداز میں مسکراتے ہوئے صرف اس کے حملوں کو روکتا رہا اس کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ شوطار کو تیغ زنی کی مشق کرا رہا ہو۔

Marfat.com

اچانک وامس ابوالہول کا مزاج برہم ہوگیا چہرے پر مسکراہٹ کے بجائے سنجیدگی طاری ہوگئی دفاع سے نکل کر جب اس نے شوطار پر حملہ آور ہونا شروع کا ی تو شوطار کو یوں لگا جیسے وامس ابوالہول نے موت کے شعلوں کا پیراہن پہن لیا ہو وہ اس طرح شوطار کے ہر وار کو ناکام بناتے ہوئے اس پر وار دھو رہا تھا جیسے کوئی قضا حصار توڑ کر نکل کھڑی ہو۔

ایک موقع پر اچانک جب شوطار نے وامس پر اپنا تلوار کا وار کرنا چاہا تو ایک دم وامس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے اس کی ڈھال چھین کر دور پھینک دی پھر شوطار کا ہاتھ اس نے اس زور سے دبایا کہ شوطار کے ہاتھ سے تلوار زمین پر گرگئی اس کے دوسرے ہی لمحے وامس کا ہاتھ اس کی نازک کمر پر بندھی سرخ پٹی پر تھا اس کی پٹی کے اندر اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں جمائیں پھر ایک ہی جھٹکے کے ساتھ اس نے شوطار کو اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ میں فضا کے اندر معلق کر دیا تھا۔

شوطار فضا میں معلق تھی اور اس کی حالت عجیب وغریب ہو رہی تھی وہ تھوڑی دیر کے مقابلے ہی میں صحیح طرح سے وامس کا سامنا نہ کر پائی تھی اسے فضا میں معلق کیے ہی کیے وامس نے اسے مخاطب کیا۔

”بی بی! تیرا روشن چہرہ اس قابل نہیں کہ تو اسے خوش رنگ فریب کی نذر کر دے ...... تیرے سرخ گلابی ہاتھ ایسے نہیں کہ تو عداوت اور نفرت بن کر کسی پر وارد ہو جائے ...... تیرے جیسی لڑکیاں تو موسموں کی مستی میں محبت کو دوام بخشنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں ...... تیرے جیسی لڑکیاں زمین کا سہاگ ستاروں اور کہکشاں کا تبسم اور زندگی کی خزاں میں اپنے چاہنے والوں کے لئے سکون اور طمانیت کا سنگم ہوتی ہیں۔“

پھر وامس ابوالہول نے بڑے آرام بڑی آہستگی سے شوطار کو اس طرح زمین پر رکھ دیا جس طرح کوئی احتیاط سے ساتھ ٹوٹ جانے والے کھلونے کو رکھتا ہے شوطار بڑی بے بسی کی حالت میں اس کے سامنے کھڑی تھی وامس نے پھر اس مخاطب کیا۔

”دیکھ بی بی! تو حسین اور پر جمال ہے ...... تیرے جسم کی قوسیں قیامت تو ڈھا سکتی ہیں ...... خوابوں کے چاندنگر تو آباد کرسکتی ہیں پر المیوں کے سرسام برپا نہیں کرسکتیں۔“

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر شوطار کے گلابی قند ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی تھوڑی دیر تک اس کے جھلمل کرتی جھالر پلکیں جھکی رہیں اس کے بعد اپنی

Marfat.com

شہد برساتی آواز میں اس نے وامس کو مخاطب کیا تھا۔

"مجھے تمہارا نام وامس ابوالہول بتایا گیا تھا میں تمہارے سامنے اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ تم اعلیٰ پائے کے تیغ زن ہو مقابلے کے دوران میں تمہارے سامنے چند لمحے بھی نہیں نکال سکی۔

دیکھو میدان سے نکل جانے سے پہلے میں تم سے ایک بات کہتی ہوں مجھے تم زیر کر چکے ہو اب تمہارا مقابلہ مارسمول سے ہوگا وہ ایک اچھا تیغ زن ہے میں نے اس کے لئے ناقابل تسخیر کے الفاظ اس وقت استعمال کئے تھے جب تمہارے ساتھ میرے مقابلے کی ابتداء نہیں ہوئی تھی اب تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد میرا دل کہتا ہے کہ تم مارسمول سے جیت جاؤ گے اس لئے کہ میں مارسمول کے ساتھ تیغ زنی کی مشق کرتی رہی ہوں وہ ایک اچھا تیغ زن ہے لیکن تم بہت ہی اچھے تیغ زن ہو اس سے مقابلے کے دوران ایک بات کی احتیاط رکھنا یہ میں تمہاری سلامتی کی خاطر کہہ رہی ہوں...... وہ اپنے مدمقابل کو زیر کرنے کے لئے ایک خاص حربہ استعمال کرتا ہے۔

جب تم اپنی تلوار کا وار اس پر کرو گے تو تمہاری تلوار کا وار اپنی ڈھال پر روکنے کے ساتھ ہی فی الفور پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حرکت میں آئے گا اپنی ڈھال اور تمہاری تلوار کو ایک دم آگے کی طرف دبائے گا کہ تمہاری تلوار اور اس کی ڈھال دونوں تمہیں آ کر لگیں گی یہ حربہ اکثر مقابلوں کے دوران وہ کرتا ہے اور اس حربے کو استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے مدمقابل کو ہرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے میں نے اس کا یہ حربہ تمہیں بتا دیا ہے تاکہ جب اس سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم اس کے اس حربے سے محتاط رہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار خاموش ہوئی پھر بڑے غور سے وامس ابوالہول کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میدان میں اترنے کے بعد تم نے بڑے پرجوش انداز میں مسکراتے ہوئے بطورس سے مصافحہ کیا، کیا بطورس تمہارا پہلے سے جاننے والا ہے......؟"

شوطار کے اس سوال پر وامس نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"آج سے چند ہفتے پہلے اسی میدان کے اندر اس بطورس کے ساتھ میرا تیغ زنی کا مقابلہ ہو چکا ہے۔"

وامس کے الفاظ پر شوطار چونک اٹھی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

Marfat.com

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو کیا اس سے پہلے بطورس کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو چکا ہے اگر ہوا ہے تو پھر اس کا کیا نتیجہ نکلا۔''

وامس ابوالہول مسکرایا اور کہنے لگا۔

''بی بی! تم پریشان اور فکر مند کیوں ہو رہی ہو میں نے مقابلے کے دوران بطورس کو ہرا دیا تھا تیغ زنی میں بھی اسے مات کیا تھا اور طاقت اور قوت میں بھی اگر میری باتوں پر اعتبار نہ ہو تو باہر جا کر کسی سے پوچھ لینا جس طرح میں نے تمہیں ایک ہاتھ سے فضا کے اندر معلق کیا اسی طرح میں نے اس بطورس کو بھی کر دیا تھا اور میں نے تیغ زنی میں صرف اسے ہی نہیں مات کیا بلکہ رومنوں کا ایک اور نایاب تیغ زن بھی ہے شاید تم اسے جانتی ہو گی اس کا نام لوگس ہے اسے بھی میں نے زیر کیا تھا اسے زیر کرنے کے بعد ہی مجھے وردان کی بیٹی مریشا کا محافظ مقرر کیا گیا تھا۔''

وامس ابوالہول کے اس انکشاف پر شوطار تھوڑی دیر تک پریشان اور فکر مندی کھڑی رہی یہاں تک کہ وامس نے اسے مخاطب کیا۔

''اب تم پریشان اور فکر مند کیوں ہو گئی کیا ہو گیا ہے تمہیں اس پر شوطار دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''لیکن مجھے اس سے پہلے یہ تو نہیں بتایا گیا کہ تمہارا اس بطورس اور لوگس کے ساتھ مقابلہ ہو چکا ہے اور ان دونوں کو تم زیر کر چکے ہو میں مارسول اور مرقیس کے ساتھ قسطنطنیہ سے یہاں آئی ہوں مرقیس میرا چچا زاد بھائی ہے میں نے اس کے ہاں ہی پرورش پائی میرے ماں باپ مر چکے ہیں مجھ سے مقابلہ جیتنے کے بعد ہو سکتا ہے تمہارے مقابلے پر مارسول مرقیس کو بھیجے اس کے بعد خود آئے وہ یہ بھی چاہے گا کہ پہلے مرقیس سے تمہارا مقابلہ ہو اس طرح تم تھک جاؤ گے اور مارسول کو جیتنے کا موقع مل جائے گا اگر مارسول اب خود مقابلے پر نہ آئے اور مرقیس کو بھیجے تو تم مرقیس سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دینا اور اعلان کرنا کہ شوطار کو زیر کرنے کے بعد جیسا کہ پہلے طے ہوا تھا کہ تم مارسول سے مقابلہ کرو گے۔

ان لوگوں نے تمہارے متعلق مجھے پوری تفصیل نہیں بتائی نہ ہی مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ تم ایک عمدہ اور نایاب قسم کے تیغ زن ہو مجھے تو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ میرا تیغ زنی کا مقابلہ ایک ایسے غلام سے ہو گا جو رومنوں کے بہترین سالار وردان کی بیٹی مریشا کا غلام ہے۔''

Marfat.com

شوطار جب خاموش ہوئی تب وامس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''غلام میں مریشا کا نہیں غلام تو میں اس سے پہلے ہی تھا یہاں آ کر میرا اور لوگس کا مقابلہ ہوا تھا اور مقابلے سے پہلے یہ طے کیا گیا تھا کہ مقابلے کے دوران جو تیغ زنی کا مقابلہ جیتے گا اسے اختیار ہوگا کہ وہ ہرکولیس کی بیٹی زوزان اور وردان کی بیٹی مریشا میں سے جس کا چاہے محافظ اور اتالیق بننا قبول کر لے۔

میں نے چونکہ لوگس کے ساتھ ساتھ بطورس کو بھی تیغ زنی میں نیچا دکھا دیا تھا لہٰذا میں نے ہرکولیس کی بیٹی زوزان کا محافظ بننا قبول نہ کیا اس لئے کہ جو تفصیل مجھے اس کی عادات اور اس کی سرشت کے متعلق بتائی گئی تھی وہ میرے لئے ناپسندیدہ تھی لہذا میں نے وردان کی بیٹی مریشا کا محافظ اور اتالیق بننا قبول کر لیا ان لوگوں کا سلوک میرے ساتھ اچھا ہے میں ان کے ہاں ہی قیام کرتا ہوں وہ نہ مجھے غلام سمجھتے ہیں نہ ہی اپنے سے کمتر جانتے ہیں وہ اپنے گھر کا ایک فرد خیال کرتے ہیں۔''

وامس ابوالہول جب خاموش ہوا تب خوشگوار لہجے میں شوطار اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''تمہارا اندازہ درست ہے یہ زوزان انتہا درجے کی متکبر اور بے مروت لڑکی ہے انسان کو انسان نہیں سمجھتی وہ یہ خیال کرتی ہے کہ دنیا کی ساری لڑکیوں میں وہی سب سے حسین اور خوبصورت ہے وہ میری اچھی جاننے والی ہے جہاں تک مریشا کا تعلق ہے وہ بھی مجھے پہلے سے جانتی ہے وہ بہت اچھی لڑکی ہے زوزان سے خوبصورت ہے اور مزاج کی بھی بہت اچھی ہے زوزان تو کسی حد تک چڑچڑی اور لوگوں سے نفرت کرنے والی ہے۔

میں جب قسطنطنیہ سے یہاں پہنچی تو ہرکولیس اور اس کے بیٹے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں انطاکیہ کے قصر کے ایک کمرے میں قیام کروں لیکن زوزان نے مجھے وہاں ٹھہرانے سے انکار کر دیا اس نے اپنے محافظوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ شوطار کو اس کے سامنے نہ آنے دیا جائے اس لئے کہ لوگوں نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ میں اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوں اس لئے وہ کسی ایسی لڑکی کو اپنے پاس برداشت نہیں کرتی جو اس سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش ہو اس بناء پر میں قصر کے کمرے میں قیام نہ کر سکی اب میرا قیام یہاں کے مہمان خانے میں ہے۔''

شوطار مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس دوران آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بطورس ان

Marfat.com

دونوں کے قریب آیا پھر وہ شوطار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''شوطار میری بہن تو مقابلہ ہار چکی ہے اب تو میدان سے نکل جا جہاں تک وامس کا تعلق ہے تو یہ یہیں رہے گا اس لئے کہ طے شدہ معاملے کے مطابق تمہارے بعد اب اس کا مقابلہ مارسمول سے ہوگا۔''
شوطار نے جواب میں کچھ نہ کہا چپ چاپ مڑی اور مقابلے کے میدان سے باہر جانے لگی تھی۔

❖

شوطار جب مقابلے کے میدان سے باہر نکل گئی تب مقابلے کے میدان میں مرقیس اترا تھا جب وہ مقابلے کے میدان کے وسط میں وامس ابوالہول کے پاس آیا تب وامس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''میرے عزیز تیرا کیا نام ہے اگر میں غلطی پر نہیں تو تو مرقیس ہے شوطار کا چچا زاد بھائی۔''
جواب میں مرقیس مسکرایا اور کہنے لگا۔
''تمہارا اندازہ درست ہے شوطار کو زیر کرنے کے بعد اب تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔''
وامس ابوالہول مسکرایا اور کہنے لگا۔
''میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہوں واپس جاؤ مارسمول کو میرے ساتھ مقابہ کرنے کے لئے میدان میں بھیجو اس لئے کہ پہلے یہی طے ہوا تھا کہ شوطار کے بعد تیغ زنی میں میرا مقابلہ کرنے کے لئے تم نہیں مارسمول اترے گا لہٰذا تم واپس جاؤ مقابلہ مارسمول سے ہوگا۔''
وامس ابوالہول جب خاموش ہوا تب اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے مرقیس کہنے لگا۔
''میرے عزیز یہ الفاظ ادا کر کے تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے دیکھ گو ابھی تیرا میرا مقابلہ نہیں ہوا لیکن میں پہلے ہی تسلیم کرتا ہوں کہ تو مجھ سے اچھا تیغ زن ہے اور طاقت اور قوت میں بھی مجھ سے اعلیٰ اور بالا ہے۔
شوطار نے مقابلے کے میدان سے باہر نکل کر تمہارے متعلق مجھے بہت کچھ بتایا ہے وہ گو میری چچا زاد ہے لیکن میں اسے سگی بہنوں جیسا سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے

Marfat.com

اور میرے ماں باپ کے علاوہ اس کا کوئی آگے پیچھے نہیں ہے اس لئے ایک بہن کی حیثیت سے وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

میدان سے باہر نکل کر اس نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مارسمول اس کے بعد میدان میں اترنے کی بجائے مجھے بھیجے گا اس طرح وہ تمہیں تھکا مارنا چاہتا ہے اور بعد میں میدان میں اتر کر اپنی کامیابی کو یقینی بنانا چاہتا ہے لیکن تم نے میرے ساتھ مقابلے سے انکار کر کے میرے عزیز میری اور میری بہن کی خواہش کا احترام کر دیا ہے۔''

مرقیس جب خاموش ہوا تب خوش کن انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''مرقیس! تمہاری بہن شوطار جس طرح ظاہری طور پر خوبصورت اور حسین ہے اسی طرح اس کا باطن بھی خوبصورت اور پر جمال ہے وہ ایک مخلص اور جانثار لڑکی لگتی ہے تم فکر مند نہ ہو میں مارسمول کو یوں بچنے نہیں دوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی وامس نے ذرا فاصلے پر کھڑے بطورس کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے قریب بلایا بطورس جب اس کے قریب گیا تب اسے مخاطب کر کے وامس کہنے لگا۔

''بطورس! تم فیصلوں کے منصف ہو میدان میں اترنے سے پہلے مجھے بتا دیا گیا تھا کہ میرا پہلا مقابلہ شوطار سے ہوگا اور اگر میں شوطار سے جیت گیا تو اس کے بعد مارسمول میرے ساتھ ٹکرائے گا اب شوطار تو چلی گئی ہے اس کے بعد مارسمول کو آنا چاہئے تھا لیکن اس نے مرقیس کو بھیج دیا ہے۔

ایسا اس نے کسی کے ساتھ ساز باز کر کے کیا ہے اور ایسا وہ اس لئے چاہتا ہے تاکہ شوطار اور مرقیس دونوں سے باری باری مقابلہ کرنے کے بعد مجھ میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہو جائیں اور میری تھکاوٹ سے فائدہ اٹھا کر مارسمول اپنی کامیابی کو یقینی بنا دے۔

بطورس! تم منصف ہو منصف کی حیثیت سے میں تم سے کہتا ہوں کہ مرقیس کو واپس بھیج دو میں اس سے مقابلہ نہیں کروں گا شوطار کے بعد مارسمول کو آنا چاہئے مارسمول ہی میدان میں آئے میں اس سے مقابلہ کروں گا اگر مارسمول میدان میں نہیں اترتا تو مرقیس کو میں واپس بھیج رہا ہوں میں خود بھی میدان سے نکل جاؤں گا اور میں یہ ہی خیال کروں گا کہ مارسمول مجھ سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پا رہا۔''

Marfat.com

وامس جب خاموش ہوا تب آگے بڑھ کر بطورس نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی پھر بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بطورس کہہ رہا تھا۔

''وامس! تمہارا کہنا درست ہے تم حق اور سچائی پر ہو ایک منصف کی حیثیت سے اس میدان میں آنے سے پہلے مجھے بھی بتا دیا گیا تھا کہ شوطار کے بعد مارسمول کو میدان میں اترنا ہے لہٰذا مرقیس سے تمہارا مقابلہ نہیں ہوگا۔''

پھر بطورس نے مرقیس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مرقیس میرے عزیز بھائی تو واپس جا اور مقابلے کے لئے مارسمول کو بھیج۔''

بطورس کے ان الفاظ پر مرقیس اور زیادہ خوش ہوگیا تھا ایک بار اس نے شکر گزاری کے انداز میں وامس کی طرف دیکھا مسکرایا پھر پلٹا اور میدان سے نکلنے لگا تھا۔

مرقیس سیدھا مارسمول کی طرف گیا صورت حال سے اسے آگاہ کیا اس کے بعد وہاں سے دائیں جانب جا کر شوطار کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

اسے دیکھتے ہی شوطار نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''مرقیس! میرے بھائی، یہ مارسمول ہم دونوں بہن بھائی کو قربانی کا بکرا بنانے پر تلا ہوا ہے میں اس غلام وامس کی تیغ زنی اور طاقت اور قوت کا بھی اندازہ لگا چکی ہوں میرا دل کہتا ہے کہ وہ مارسمول کو بھی اپنے سامنے زیر کر لے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''بھائی! یہ مارسمول بڑا خود پسند اور متکبر انسان ہے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتا ہے اور پھر آج تک جو اس کے تیغ زنی کے مقابلے ہوئے ان میں یہ ہر مقابلے میں جیتتا بھی رہا ہے آج اس وامس کے ساتھ اس کا مقابلہ دیکھنے کے لائق ہوگا میں سمجھتی ہوں اگر وامس نے آج اسے تیغ زنی کے علاوہ طاقت اور قوت میں زیر کر دیا تو پھر اس مارسمول کا سارا تکبر اس کی ساری کبریائی تیز دھوپ میں بکھرتی اور ختم ہوتی جھاگ کی طرح ہو کر رہ جائے گی ....''

یہاں تک کہتے کہتے شوطار خاموش ہوگئی اس لئے کہ مارسمول مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا تھا۔

مارسمول میدان کے وسط میں وامس اور بطورس کے سامنے جا کھڑا ہوا اس موقع پر بطورس نے اسے مخاطب کیا۔

Marfat.com

''زمین پر یہ پڑے ہوئے ہتھیار اٹھاؤ اور مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

مارسمول نے غور سے بطورس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''ان ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہوئے مجھ سے پہلے شوطار اس سے مات کھا چکی ہے لہٰذا میں ہارے ہوئے ہتھیاروں کو استعمال کرنا پسند نہیں کروں گا۔''

مارسمول کے ان الفاظ پر وامس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پہلے اس نے اپنے سر سے خود اتارا پھر تلوار ڈھال اس نے زمین پر پھینک دی اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں شوطار سے مقابلہ جیتا ہوں میرے ہتھیار تم لے تو جو ہتھیار میرے خلاف شوطار استعمال کرتی رہی ہے وہ میں لے لیتا ہوں اور مقابلے کی ابتداء کرتے ہیں۔''

مارسمول نے کھا جانے والے انداز میں وامس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تمہارے ہتھیار لے کر میں تمہارا احسان مند نہیں ہونا چاہتا میں اپنے ہتھیار لے کر آتا ہوں اور تمہارے ساتھ مقابلے میں انہیں ہی استعمال کروں گا۔''

اس کے ساتھ ہی مارسمول میدان سے باہر نکلنے لگا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میدان سے باہر ایک نشست پر بیٹھی شوطار فکر مند ہوگئی تھی اور مرقیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''مرقیس! میرے بھائی خداوند جھوٹ نہ بلوائے یہ مارسمول اس سیدھے سادھے تیغ زن کے ساتھ دھوکہ اور فریب کرنا چاہتا ہے جس وقت اس نے اپنے ہتھیار پھینکے تھے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ مارسمول نے جا کر وہ ہتھیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہوگا جو میں نے استعمال کئے تھے اس نے بہانہ کیا ہوگا کہ یہ شکست خوردہ ہتھیار ہیں وہ استعمال نہیں کروں گا جب اس تیغ زن نے جس کا نام وامس ہے اپنے ہتھیار پھینکے تو میں نے اندازہ لگایا اس نے مارسمول سے کہا ہوگا کہ تم میرے ہتھیار استعمال کرلو۔

بھائی! تو جانتا ہے کہ یہ مارسمول بڑا عیار اور فریبی انسان ہے اس نے اس کے ہتھیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہوگا اور میرا اندازہ ہے کہ اب یہ اپنے ذاتی ہتھیار مقابلے کے لئے استعمال کرے گا جو اس وامس کے لئے خطرے کا سبب بن سکتے ہیں لیکن میں اس مارسمول کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔

بھائی! مارسمول باہر آ رہا ہے میں اس سے کہتی ہوں کہ مقابلے کے دوران میرے ہاتھ سے میری قیمتی انگوٹھی وہاں گر گئی ہے لہٰذا میں لینے جا رہی ہوں اس کے ساتھ ہی

Marfat.com

میں میدان کی طرف چلی جاؤں گی اور اس کی عیاری سے وامس کو آگاہ کرآؤں گی۔"
مرقیس جواب میں مسکرایا اور کہنے لگا۔
"میری بہن تیری انگوٹھی تو تیرے ہاتھ میں ہے۔"
جواب میں شوطار نے جھٹ سے اپنی انگوٹھی اتار کر اپنے لباس کے اندر محفوظ کرلی پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔
"اب کیسا ہے......"
مرقیس مسکرا دیا کہنے لگا۔
"اچھا تو جو چاہتی ہے کر میں تیرے ساتھ ہوں۔"
مارسمول جب میدان سے نکل کر ان دونوں کے قریب آیا تب شوطار اپنی جگہ سے اٹھی بھاگتی ہوئی اس کے قریب گئی! اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر مارسمول نے پیار بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"شوطار! کیا بات ہے کیا تم مجھے اس غلام سے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہو کہ میں اس کے خلاف کامیاب رہوں۔"
اس پر شوطار جھٹ سے کہنے لگی۔
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں مقابلے میں اس کے خلاف تم ہی کامیاب رہو گے میں یہ بتانے آئی ہوں کہ مقابلے کے دوران میری انگوٹھی وہاں گر گئی ہے میں تمہارے اور اس کے مقابلے سے پہلے اپنی انگوٹھی ڈھونڈ لینا چاہتی ہوں بعد میں ہو سکتا ہے وہ مجھے وہاں سے نہ ملے۔"
مارسمول مسکرایا اور کہنے لگا۔
"تو پھر تم دیر کیوں کر رہی ہو...... جا کر اپنی انگوٹھی ڈھونڈ لو......"
اس پر شوطار فوراً مڑی اور میدان کے وسطی حصے کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی۔ بھاگتی ہوئی جان بوجھ کر وہ بطورس کے پاس سے گزری اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔
"مقابلے کے دوران میری انگوٹھی یہاں گر گئی ہے میں وہی تلاش کرنے آئی ہوں۔"
اس کے بعد تقریباً بھاگتی ہوئی وہ آگے بڑھی وامس کے قریب جا کر زمین پر بیٹھ گئی اور زمین پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ ظاہر کرنے لگی کہ وہ کوئی چیز تلاش کر رہی ساتھ ہی وامس کو مخاطب کر کے وہ دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

Marfat.com

"واس تم نے مارسول کو باہر جانے دے کر غلطی کی ہے دیکھو وہ اپنے ہتھیار لینے گیا ہے تمہیں اس کو ایسا نہیں کرنے دینا چاہئے تھا اگر وہ میدان سے باہر اپنے ہتھیار لینے گیا ہے تمہیں بھی چاہئے تھا اس وقت میدان سے باہر جاتے اور اپنے ذاتی ہتھیار لے کر آتے۔

تھوڑی دیر تک مارسول لوٹے گا اس کی ڈھال سے بچ کر رہنا اس کی ڈھال کے آگے لوہے کی لمبی نوک بنی ہوئی ہے وہ نوک چپٹی ہے اور اس نوک کے دونوں حصے تلوار کی طرح تیز ہیں۔

جب تم اس پر حملہ آور ہو گے تمہاری تلوار کے وار کو اپنی ڈھال پر روکے گا پھر اپنی ڈھال کو اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھائے گا اور اپنی ڈھال کی اس برچھی نما نوک سے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا دیکھو میں ایک بہانے سے یہاں آئی ہوں میں نے بتایا ہے کہ یہاں میری انگوٹھی کھو گئی ہے وہ تلاش کرنے یہاں آئی ہوں حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے میری انگوٹھی میرے پاس ہے میں جو کچھ تم سے کہہ چکی ہوں یہی کہنے آئی ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی اپنے لباس کے اندر سے ایک دم انگوٹھی نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لی پھر کھڑی ہوئی دوبارہ دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

"یہ مارسول بڑا چالباز اور دھوکے باز ہے اس سے بچ کر رہنا۔"

جب تک شوطار بولتی رہی اس کی طرف دیکھتے ہوئے واس دھیرے دھیرے مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوئی تب وہ بھی سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔

"خاتون تمہارے ان الفاظ کا میں جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے خاتون میں صداقت کی قندیلوں جیسے تمہارے اس خلوص خوشبو کے تبسم جیسی تمہاری فدا کاری اور گوہر شب تاب جیسی تمہاری جانثاری کو سلام پیش کرتا ہوں جب تک زندہ رہوں گا تمہارے اس خلوص کو یاد رکھوں گا اور کبھی اس کا بار اتارنے کا موقع ملا تو خوب اتاروں گا۔

میں مقابلے کے لئے یہی ہتھیار استعمال کروں گا وہ اپنے یا جس کے چاہے ہتھیار لے کر آ جائے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ کیسا اور کسی قسم کا حربہ یا چالاکی اور بے ایمانی سے کام لے لے میں اس کے باطن کی پستی کو مہیب شب کا ہراس بنا کر اس کے شعور اور لاشعور میں بھر کر رکھ دوں گا۔ اس کی سوچوں کے سرابوں میں دکھ کے تایافت

Marfat.com

جھگڑ کھڑے کردوں گا ذرا اسے مقابلے کے میدان میں آنے تو دو مقابلہ شروع ہونے دو پھر میدان میں اردگرد بیٹھے لوگ دیکھیں گے کہ میں اس کی ساری بے ایمانی کو بے نقاب بناتے ہوئے اس کی حالت گرد سے اٹی پلکوں، دھوپ میں تپے چہرے زردائی رتوں اور بے کار و ناکارہ ہو جانے والے اپاہج جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وامس ابوالہول رکا پھر دوبارہ وہ شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خاتون اب تم جاؤ میرے ساتھ تم اپنے خلوص اپنی فداکاری کا فرض ادا کر چکی ہو وہ دیکھو سامنے مارسمول میدان میں اتر رہا ہے اب مجھے اس کا سامنا کرنے دو۔"

جواب میں شوطار کچھ کہے بغیر پیچھے ہٹ گئی بڑی تیزی سے واپس جانے لگی تھی جب وہ مارسمول کے پاس سے گزرنے لگی تو مارسمول نے اسے مخاطب کیا۔

"تمہاری انگوٹھی مل گئی ......؟"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی انگوٹھی شوطار نے مسکراتے ہوئے فوراً اسے دکھا دی کہنے لگی۔

"یہ رہی ......"

مارسمول مسکرا دیا کہنے لگا۔

"اب تو جا کے مرقیس کے پاس بیٹھ جاؤ پھر دیکھو میں اس غلام کو اپنے سامنے کیسے زیر کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ مجھے تلوار استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی میں اسے اپنی ڈھال کے چکروں ہی سے نہیں نکلنے دوں گا۔"

شوطار نے اس کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہیں دیا تاہم مارسمول کے چہرے پر فریب بھری مسکراہٹ تھی پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

مارسمول کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وامس نے ہتھیار اٹھا لئے اپنے سر پر خود جما لیا تھا اور بالکل تیار اور مستعد کھڑا ہو گیا تھا جب مارسمول قریب آ گیا تب بطورس نے دونوں کو مخاطب کیا۔

"دونوں تیار ہو جاؤ میں چند قدم پیچھے ہٹ کر ہاتھ کھڑا کروں گا تو مقابلے کی ابتداء کر دینا۔"

اس کے ساتھ ہی وامس اور مارسمول دونوں نے اپنی گردن کو اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر بطورس چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے فضا میں جب اپنا دایاں ہاتھ کھڑا کیا تب ایک دوسرے پر حملہ

Marfat.com

مسلمانوں کی پیشقدمی کو روکنے میں کامیاب ہو جائیں۔"

یہ کہنے کے بعد ہرکولیس رکا تھوڑی دیر تک اپنے پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے قسطنطین سے مشورہ کیا پھر دوبارہ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ کلوس اور ہربیس دونوں کل ایک لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے فراض کی طرف کوچ کر جائیں اس سلسلے میں تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے ہربیس یا کلوس کچھ کہنا چاہتے ہوں تب بھی وہ کہہ سکتے ہیں۔"

ہرکولیس کی اس تجویز سے ہربیس اور کلوس کے علاوہ سارے سالاروں نے اتفاق کیا اس پر ہرکولیس اور اس کے بیٹے قسطنطین نے خوشی کا اظہار کیا پھر ہرکولیس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"تم لوگوں نے جو میری اس تجویز سے اتفاق کیا ہے یہ میرے اطمینان اور میری خوشی کا باعث ہے اب مقابلے کی ابتدا کرتے ہیں اپنے پہلوان بطورس کی طرف دیکھتے ہوئے ہرکولیس کہنے لگا۔

بطورس! اس مقابلے کے منصف آج بھی تم ہی ہو گے میں تو یہ چاہتا تھا کہ مریشا کے محافظ وامس سے مارسول خود مقابلہ کرے لیکن مارسول کہتا ہے کہ تیغ زنی کا مقابلہ اس سے شوطار کرے گی اس طرح مارسول شوطار کے ذریعے شکست دے کر یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ رومن عورتیں بھی بڑے بڑے تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کی صناعی رکھتی ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں اگر وامس نے شوطار کو زیر کر دیا تو پھر اس کے مقابلے میں مارسول اترے گا میں سمجھتا ہوں کہ مارسول اور اس غلام وامس کا مقابلہ دیکھنے کے لائق ہوگا اب تم لوگ سب اپنی اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ جاؤ۔"

اس پر سارے سالار اٹھ کر اپنی اپنی نشستوں پر چلے گئے ہاتھ کے اشارے سے ہرکولیس نے بطورس مارسول مرقیس اور شوطار کو بیٹھنے کے لئے کہا چاروں اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔

جب سارے سالار وہاں سے چلے گئے تب ہرکولیس پھر بولا۔

"شوطار جیسا کہ پہلے طے ہو چکا ہے کہ مقابلے میں پہلے تم اترو گی میں تمہیں

Marfat.com

پہلے بتا دوں کہ وامس ابوالہول جس سے تمہارا مقابلہ ہے وہ ایک عمدہ اور نایاب تیغ زن ہے اپنی طرف سے اسے زیر کرنے کی کوشش کرنا اگر تم ایسا نہ کر سکی تو پھر مارسول کو مقابلے پر اترنا ہوگا شوطار تم اب ذہنی طور پر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ مارسول تم بھی تیار رہنا ہوسکتا وہ غلام شوطار کو زیر کر لے۔“

تھوڑی دیر رکنے کے بعد ہرکولیس نے اپنے پہلوان بطورس کو مخاطب کیا۔

”بطورس! اب تم اٹھ جاؤ شوطار کو میدان میں لے جاؤ وامس ابوالہول کو بھی بلاؤ اور مقابلے کی ابتداء کروا دو اب تم چاروں جاؤ۔“

اس کے ساتھ ہی چاروں اٹھ کھڑے ہوئے مارسول اور مرقیس تو اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے تھے جبکہ بطورس اور شوطار دونوں میدان میں اترے اتنی دیر تک قسطنطین کے کہنے پر ایک رومن ہتھیار اٹھائے میدان کے وسطی حصے کی طرف گیا تھا میدان میں پہنچ کر آواز دے کر بطورس نے وامس کو طلب کیا جس پر عویلم بن خارج اور اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ وامس ابوالہول اپنی نشست سے اٹھ کر میدان کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

جب وہ اس جگہ آیا جہاں میدان کے وسط میں بطورس اور شوطار کھڑے تھے میدان میں اترنے والا ایک شخص ہتھیار وہاں رکھ کر جا چکا تھا بطورس کے پاس جا کر پر جوش انداز میں وامس نے اس سے مصافحہ کیا پھر شوطار کی طرف دیکھا شوطار بھی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اس کا جائزہ لیتے ہوئے وامس ابوالہول نے محسوس کیا کہ لڑکی انتہا درجہ کی خوبصورت دراز قد اور چھریرے سے بدن کی تھی اپنی نازک کمر میں اس نے سرخ رنگ کی پٹی باندھ رکھی تھی چمڑے کا پاجامہ اور پاؤں میں گھوڑ دوڑ میں استعمال ہونے والے چمڑے کے بوٹ پہنے وہ انتہا درجہ کی چست اور پر کشش دکھائی دے رہی تھی۔

اس موقع پر بطورس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

” پہلے یہ ہتھیار اٹھاؤ اس کے بعد میں تم دونوں سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں کہوں گا۔“

اس موقع پر وامس ابوالہول نے شوطار کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

” خاتون پہلے تم اپنی پسند کے جو ہتھیار اٹھانا چاہتی ہو اٹھا لو سو جو بچ جائیں

Marfat.com

تمہاری پسند کے نہ ہوں وہ میں اٹھا لوں گا۔''

شوطار نے طنزیہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور اس کے خوبصورت لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا تھا آگے بڑھ کر اس نے تلوار اور ڈھال اٹھائی اور ایک خوبصورت خود اٹھا کر اپنے سر پر جما لیا تھا۔

باقی ہتھیار وامس ابوالہول نے اٹھا لئے تھے پھر بطورس ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اس کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں مقابلے کے دوران دونوں احتیاط برتیں گے کسی کو زخمی نہیں کیا جائے گا اور مقابلہ انتہائی ایمانداری سے کیا جائے گا اس کے علاوہ............''

یہاں تک کہتے کہتے بطورس کو رک جانا پڑا اس لئے شوطار اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اس کے علاوہ تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

ساتھ ہی اپنی ڈھال اور تلوار سنبھالتی ہوئی پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ دوسری طرف وامس نے بھی اپنی تلوار اور ڈھال پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی یہاں تک کہ بطورس پھر بولا۔

''جونہی میں اپنا ہاتھ فضا میں بلند کروں تم دونوں مقابلہ شروع کر سکتے ہو۔''

بطورس کافی پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا پھر جونہی اس نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا شوطار چند قدم آگے بڑھی وامس کے اتنا قریب ہوئی کہ وامس اگر تلوار حرکت میں لا کر وار کرے تو اس کی تلوار اس تک نہ پہنچے پھر اسے مخاطب کر کے شوطار کہنے لگی۔

''میں نے سنا ہے کہ تم غلام ہو تمہیں کیا مصیبت پڑی تھی کہ تیغ زنی کے اس مقابلے میں اترتے، دیکھو یہ کھیل ویران اندھیری راتوں میں آندھیوں کے مہیب جھکڑوں کا سا ہے تاریکی کے آنچلوں میں کرنوں پر کمند ڈالنا پڑتی ہے بکھرے لمحوں کے غبار میں موت کے سمٹے پروں پر رقص کرنا پڑتا ہے۔''

شوطار جب خاموش ہوئی تب ہلکے سے تبسم میں وامس نے اس کی طرف دیکھا پھر نرم لہجے میں کہنے لگا۔

''بی بی! تو چاندنی کی بارش کرنوں کی پھوار جیسی حسین ہے۔ شیشے میں بند چمکتے موتیوں سی خوبصورت ہے سروقد سراپا جمال ہے تجھے کیا مصیبت بنی ہے کہ تیغ زنی کا

Marfat.com

مقابلہ کرتی پھرے تجھے تو چاہئے تھا کہ کسی کے قلب و شعور میں اتر کر اس کا گھر آباد کرتی۔ چاندنی کا پرتو بن کر کسی کے شبستان کی رونق بن جاتی۔ بی بی تیغ زنی کا مقابلہ سنگین حصار جیسا سخت بجلیوں کی کڑک طوفانوں کے زور ظلمت بھری موجودں جیسا اندیشوں سے بھرپور ہے ان مقابلوں کے درمیان اگر تو کبھی ناموس کے کسی دشمن عصمت کے کسی خائن آبرو کا لہو پیتے کسی بھیڑیے کے ہاتھ لگ گئی تو عمر بھر کے لئے اپنے آپ کو داغدار کرلو گی دیکھو عورت کا اپنا ایک مقام ہے اور پھر عورت کے ناموس اس کی زیست کا ساحل اس کی عصمت اس کی حیات کا نایاب گوہر اس کی آبرو حیات کے اجالوں کا سرور ہے جب عورت اس سے محروم ہو جاتی ہے تو عورت نہیں بے شرمی اور بے حیائی کا پیکر بن جاتی ہے...... سنو بی بی..........!''

وامس ابوالہول اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا اس لئے کہ مسکراتے ہوئے شوطار نے اسے مخاطب کیا تھا۔

''جو الفاظ تم نے استعمال کئے ہیں اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ تمہیں عورت کی تعریف کرنا خوب آتا ہے اس طرح تم میرا دل نرم کر کے اس مقابلے سے بچ تو نہ سکو گے۔''

وامس جواب میں مسکرایا اور نہایت سنجیدگی میں کہنے لگا۔

''بی بی! میں نے کسی عورت کی تعریف نہیں کی اور نہ ہی میں اس مقابلے سے بچنا چاہتا ہوں جو الفاظ میں نے تمہارے لئے استعمال کئے ہیں اس میں، میں نے نہ جھوٹ سے کام لیا ہے نہ زیب داستان سے...... میں نے نیک نیتی اور سچائی کے ساتھ تمہارے سراپا تمہاری خوبصورتی اور تمہارے حسن کے لئے الفاظ استعمال کئے ہیں...... اگر تمہیں یہ الفاظ پسند نہیں تو میں انہیں واپس سمیٹتا ہوں لیکن لعنت بھیجو ان الفاظ پر آؤ مقابلے کی ابتداء کریں جس مقصد کے لئے ہم اس میدان میں اترے ہیں۔''

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر شوطار بے حد سنجیدہ ہوگئی تھی کچھ دیر بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

''تم ٹھیک کہتے ہو ہمیں مقابلے کی ابتداء کرنی چاہئے۔''

جواب میں وامس نے اپنی ڈھال لہرائی پھر شوطار کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''دیکھ میری نگاہوں میں تم ایک نازک اندام پر انتہا درجہ کی خوبصورت اور پرکشش

Marfat.com

لڑکی ہے ...... اول تو تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے ہی سے مجھے انکار کر دینا چاہئے تھا پر تمہارے ساتھ مقابلہ کرنا میری مجبوری ہے اس لئے کہ تمہارے اس معاشرے میں میرا کوئی مقام نہیں ہے ...... جو مجھے حکم ملتا ہے مجھے اس کا اتباع کرنا پڑتا ہے ...... ان حالات میں، میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے پر مجبور ہوں ...... میں تمہیں پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں تاکہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے کہ اس مقابلے کے دوران تمہیں اپنا ہر ہنر آزمانے کا موقع نہ مل سکا۔"

وامس ابوالہول کے خاموش ہونے پر شوطار نے کسی قدر نرمی میں اسے مخاطب کیا۔

"میں تمہاری بہتری کے لئے تمہیں ایک مشورہ دیتی ہوں ...... مجھ سے مقابلہ ہار جاؤ گے تو ایک بڑے طوفان سے بچ جاؤ گے اس لئے کہ اگر تم مجھ سے تیغ زنی کا مقابلہ جیت گئے تو پھر تمہارا تیغ زنی کا مقابلہ مارسول سے ہوگا اور وہ ایسا تیغ زن ہے جسے تیغ زنی میں کوئی شکست نہیں دے سکتا ...... اس لئے میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ مارسول سے ذلت آمیز شکست قبول کرنے سے بہتر ہے مجھ سے ہی اپنی ہار قبول کرلو۔"

شوطار کے ان لفاظ پر ابوالہول تاؤ کھا گیا تھا کسی قدر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا،

"تیرے مارسول کی ایسی تیسی اور میں تجھے کیا کہوں مارسول جب تیغ زنی کے مقابلے میں میرے سامنے آئے گا تو اسے سر سے پاؤں تک تکرات میں نہ ڈبو دوں تو میرا نام تبدیل کر دینا بی بی! اونٹ جب پہاڑ کے پاس سے گزرتا ہے تبھی اسے اپنے قد کاٹھ کی کمتری کا احساس ہوتا ہے دیکھ وقت ضائع نہ کر مقابلے کی ابتداء کر مجھ پر پہلے وار کرتا کہ اس مقابلے کو اس کے انجام تک پہنچائیں۔"

شوطار نے لحہ بھر کے لئے بڑے غور سے وامس کی طرف دیکھا پھر آگے بڑھی تلوار لہرائی اس کے بعد وہ پیچ کھاتے بھنور لاوے شعلے شرارے اور چڑھتے دریا کی مست موجوں کی طرح وامس پر حملہ آور ہونا شروع ہوگئی تھی۔

کچھ دیر تک شوطار بڑھ چڑھ کر وامس ابوالہول پر حملہ آور ہوتی رہی پینترے بدل بدل کر تلوار کے وار کرتی رہی جبکہ وامس ابوالہول بالکل پرسکون انداز میں مسکراتے ہوئے صرف اس کے حملوں کو روکتا رہا اس کے انداز سے لگتا تھا جیسے وہ شوطار کو تیغ زنی کی مشق کرا رہا ہو۔

Marfat.com

اچانک واس ابوالہول کا مزاج برہم ہوگیا چہرے پر مسکراہٹ کے بجائے سنجیدگی طاری ہوگئی دفاع سے نکل کر جب اس نے شوطار پر حملہ آور ہونا شروع کا ی تو شوطار کو یوں لگا جیسے واس ابوالہول نے موت کے شعلوں کا پیراہن پہن لیا ہو وہ اس طرح شوطار کے ہر وار کو ناکام بناتے ہوئے اس پر وار دھو رہا تھا جیسے کوئی قضا حصار توڑ کر نکل کھڑی ہو۔

ایک موقع پر اچانک جب شوطار نے واس پر اپنا تلوار کا وار کرنا چاہا تو ایک دم واس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے اس کی ڈھال چھین کر دور پھینک دی پھر شوطار کا ہاتھ اس نے اس زور سے دبایا کہ شوطار کے ہاتھ سے تلوار زمین پر گر گئی اس کے دوسرے ہی لمحے واس کا ہاتھ اس کی نازک کمر پر بندھی سرخ پٹی پر تھا اس کی پٹی کے اندر اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں جمائیں پھر ایک ہی جھٹکے کے ساتھ اس نے شوطار کو اوپر اٹھاتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ میں فضا کے اندر معلق کر دیا تھا۔

شوطار فضا میں معلق تھی اور اس کی حالت عجیب و غریب ہو رہی تھی وہ تھوڑی دیر کے مقابلے ہی میں صحیح طرح سے واس کا سامنا نہ کر پائی تھی اسے فضا میں معلق کئے ہی کئے واس نے اسے مخاطب کیا۔

''بی بی! تیرا روشن چہرہ اس قابل نہیں کہ تو اسے خوش رنگ فریب کی نذر کر دے ...... تیرے سرخ گلابی ہاتھ ایسے نہیں کہ تو عداوت اور نفرت بن کر کسی پر وارد ہو جائے ...... تیرے جیسی لڑکیاں تو موسموں کی مستی میں محبت کو دوام بخشنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں ...... تیرے جیسی لڑکیاں زمین کا سہاگ ستاروں اور کہکشاں کا تبسم اور زندگی کی خزاں میں اپنے چاہنے والوں کے لئے سکون اور طمانیت کا سنگم ہوتی ہیں۔''

پھر واس ابوالہول نے بڑے آرام بڑی آہستگی سے شوطار کو اس طرح زمین پر رکھ دیا جس طرح کوئی احتیاط سے ساتھ ٹوٹ جانے والے کھلونے کو رکھتا ہے شوطار بڑی بے بسی کی حالت میں اس کے سامنے کھڑی تھی واس نے پھر اس مخاطب کیا۔

''دیکھ بی بی! تو حسین اور پر جمال ہے ...... تیرے جسم کی قوسیں قیامت تو ڈھا سکتی ہیں ...... خوابوں کے چاند نگر تو آباد کر سکتی ہیں پر المیوں کے سرسام برپا نہیں کر سکتیں۔''

واس ابوالہول کے ان الفاظ پر شوطار کے گلابی قند ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی تھوڑی دیر تک اس کے جھلمل کرتی جھالر پلکیں جھکی رہیں اس کے بعد اپنی

Marfat.com

شہد برساتی آواز میں اس نے وامس کو مخاطب کیا تھا۔

’’مجھے تمہارا نام وامس ابوالہول بتایا گیا تھا میں تمہارے سامنے اس بات کو تسلیم کرتی ہوں کہ تم اعلیٰ پائے کے تیغ زن ہو مقابلے کے دوران میں تمہارے سامنے چند لمحے بھی نہیں نکال سکی۔

دیکھو میدان سے نکل جانے سے پہلے میں تم سے ایک بات کہتی ہوں مجھے تم زیر کر چکے ہو اب تمہارا مقابلہ مارسمول سے ہوگا وہ ایک اچھا تیغ زن ہے میں نے اس کے لئے ناقابل تسخیر کے الفاظ اس وقت استعمال کئے تھے جب تمہارے ساتھ میرے مقابلے کی ابتداء نہیں ہوئی تھی اب تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد میرا دل کہتا ہے کہ تم مارسمول سے جیت جاؤ گے اس لئے کہ میں مارسمول کے ساتھ تیغ زنی کی مشق کرتی رہی ہوں وہ ایک اچھا تیغ زن ہے لیکن تم بہت ہی اچھے تیغ زن ہو اس سے مقابلے کے دوران ایک بات کی احتیاط رکھنا یہ میں تمہاری سلامتی کی خاطر کہہ رہی ہوں...... وہ اپنے مدمقابل کو زیر کرنے کے لئے ایک خاص حربہ استعمال کرتا ہے۔

جب تم اپنی تلوار کا وار اس پر کرو گے تو تمہاری تلوار کا وار اپنی ڈھال پر روکنے کے ساتھ ہی فی الفور پوری طاقت اور قوت کے ساتھ حرکت میں آئے گا اپنی ڈھال اور تمہاری تلوار کو ایک دم آگے کی طرف دبائے گا کہ تمہاری تلوار اور اس کی ڈھال دونوں تمہیں آ کر لگیں گی یہ حربہ اکثر مقابلوں کے دوران وہ کرتا ہے اور اس حربے کو استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے مدمقابل کو ہرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے میں نے اس کا یہ حربہ تمہیں بتا دیا ہے تاکہ جب اس سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم اس کے اس حربے سے محتاط رہو۔‘‘

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار خاموش ہوئی پھر بڑے غور سے وامس ابوالہول کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

’’میدان میں اترنے کے بعد تم نے بڑے پرجوش انداز میں مسکراتے ہوئے بطورس سے مصافحہ کیا، کیا بطورس تمہارا پہلے سے جاننے والا ہے......؟‘‘

شوطار کے اس سوال پر وامس نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

’’آج سے چند ہفتے پہلے اسی میدان کے اندر اس بطورس کے ساتھ میرا تیغ زنی کا مقابلہ ہو چکا ہے۔‘‘

وامس کے الفاظ پر شوطار چونک اٹھی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

Marfat.com

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو کیا اس سے پہلے بلورس کے ساتھ تمہارا مقابلہ ہو چکا ہے اگر ہوا ہے تو پھر اس کا کیا نتیجہ نکلا۔"

واس ابوالہول مسکرایا اور کہنے لگا۔

"بی بی! تم پریشان اور فکر مند کیوں ہو رہی ہو میں نے مقابلے کے دوران بلورس کو ہرا دیا تھا تیغ زنی میں بھی اسے مات کیا تھا اور طاقت اور قوت میں بھی اگر میری باتوں پر اعتبار نہ ہو تو باہر جا کر کسی سے پوچھ لینا جس طرح میں نے تمہیں ایک ہاتھ سے فضا کے اندر معلق کیا اسی طرح میں نے اس بلورس کو بھی کر دیا تھا اور میں نے تیغ زنی میں صرف اسے ہی نہیں مات کیا بلکہ رومنوں کا ایک اور نایاب تیغ زن بھی ہے شاید تم اسے جانتی ہو گی اس کا نام لوگس ہے اسے بھی میں نے زیر کیا تھا اسے زیر کرنے کے بعد ہی مجھے وردان کی بیٹی مریشا کا محافظ مقرر کیا گیا تھا۔"

واس ابوالہول کے اس انکشاف پر شوطار تھوڑی دیر تک پریشان اور فکر مندی کھڑی رہی یہاں تک کہ واس نے اسے مخاطب کیا۔

"اب تم پریشان اور فکر مند کیوں ہو گئی کیا ہو گیا ہے تمہیں اس پر شوطار دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔

"لیکن مجھے اس سے پہلے یہ تو نہیں بتایا گیا کہ تمہارا اس بلورس اور لوگس کے ساتھ مقابلہ ہو چکا ہے اور ان دونوں کو تم زیر کر چکے ہو میں مارسمول اور مرقیس کے ساتھ قسطنطنیہ سے یہاں آئی ہوں مرقیس میرا چچا زاد بھائی ہے میں نے اس کے ہاں ہی پرورش پائی میرے ماں باپ مر چکے ہیں مجھ سے مقابلہ جیتنے کے بعد ہو سکتا ہے تمہارے مقابلے پر مارسمول مرقیس کو بھیجے اس کے بعد خود آئے وہ یہ بھی چاہے گا کہ پہلے مرقیس سے تمہارا مقابلہ ہو اس طرح تم تھک جاؤ گے اور مارسمول کو جیتنے کا موقع مل جائے گا اگر مارسمول اب خود مقابلے پر نہ آئے اور مرقیس کو بھیجے تو تم مرقیس سے مقابلہ کرنے سے انکار کر دینا اور اعلان کرنا کہ شوطار کو زیر کرنے کے بعد جیسا کہ پہلے طے ہوا تھا کہ تم مارسمول سے مقابلہ کرو گے۔

ان لوگوں نے تمہارے متعلق مجھے پوری تفصیل نہیں بتائی نہ ہی مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ تم ایک عمدہ اور نایاب قسم کے تیغ زن ہو مجھے تو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ میرا تیغ زنی کا مقابلہ ایک ایسے غلام سے ہوگا جو رومنوں کے بہترین سالار وردان کی بیٹی مریشا کا غلام ہے۔"

Marfat.com

شوطار جب خاموش ہوئی تب واسں مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔
''غلام میں مریشا کا نہیں غلام تو میں اس سے پہلے ہی تھا یہاں آ کر میرا اور لوگس کا مقابلہ ہوا تھا اور مقابلے سے پہلے یہ طے کیا گیا تھا کہ مقابلے کے دوران جو تیغ زنی کا مقابلہ جیتے گا اسے اختیار ہوگا کہ وہ ہرکولیس کی بیٹی زوزان اور وردان کی بیٹی مریشا میں سے جس کا چاہے محافظ اور اتالیق بننا قبول کرلے۔

میں نے چونکہ لوگس کے ساتھ ساتھ بطورس کو بھی تیغ زنی میں نیچا دکھا دیا تھا لہٰذا میں نے ہرکولیس کی بیٹی زوزان کا محافظ بننا قبول نہ کیا اس لئے کہ جو تفصیل مجھے اس کی عادات اور اس کی سرشت کے متعلق بتائی گئی تھی وہ میرے لئے ناپسندیدہ تھی لہذا میں نے وردان کی بیٹی مریشا کا محافظ اور اتالیق بننا قبول کرلیا ان لوگوں کا سلوک میرے ساتھ اچھا ہے میں ان کے ہاں ہی قیام کرتا ہوں وہ نہ مجھے غلام سمجھتے ہیں نہ ہی اپنے سے کمتر جانتے ہیں وہ اپنے گھر کا ایک فرد خیال کرتے ہیں۔''

واسں ابوالہول جب خاموش ہوا تب خوشگوار لہجے میں شوطار اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''تمہارا اندازہ درست ہے یہ زوزان انتہا درجے کی متکبر اور بے مروت لڑکی ہے انسان کو انسان نہیں سمجھتی وہ یہ خیال کرتی ہے کہ دنیا کی ساری لڑکیوں میں وہی سب سے حسین اور خوبصورت ہے وہ میری اچھی جاننے والی ہے جہاں تک مریشا کا تعلق ہے وہ بھی مجھے پہلے سے جانتی ہے وہ بہت اچھی لڑکی ہے زوزان سے خوبصورت ہے اور مزاج کی بھی بہت اچھی ہے زوزان تو کسی حد تک چڑچڑی اور لوگوں سے نفرت کرنے والی ہے۔

میں جب قسطنطنیہ سے یہاں پہنچی تو ہرکولیس اور اس کے بیٹے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں انطاکیہ کے قصر کے ایک کمرے میں قیام کروں لیکن زوزان نے مجھے وہاں ٹھہرانے سے انکار کردیا اس نے اپنے محافظوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ شوطار کو اس کے سامنے نہ آنے دیا جائے اس لئے کہ لوگوں نے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ میں اس سے کہیں زیادہ خوبصورت ہوں اس لئے وہ کسی ایسی لڑکی کو اپنے پاس برداشت نہیں کرتی جو اس سے زیادہ خوبصورت اور پرکشش ہو اس بناء پر میں قصر کے کمرے میں قیام نہ کرسکی اب میرا قیام یہاں کے مہمان خانے میں ہے۔''

شوطار مزید کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس دوران آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بطورس ان

Marfat.com

دونوں کے قریب آیا پھر وہ شوطار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''شوطار میری بہن تو مقابلہ ہار چکی ہے اب تو میدان سے نکل جا جہاں تک وامس کا تعلق ہے تو یہ یہیں رہے گا اس لئے کہ طے شدہ معاملے کے مطابق تمہارے بعد اب اس کا مقابلہ مارسمول سے ہوگا۔''
شوطار نے جواب میں کچھ نہ کہا چپ چاپ مڑی اور مقابلے کے میدان سے باہر جانے لگی تھی۔

❖

شوطار جب مقابلے کے میدان سے باہر نکل گئی تب مقابلے کے میدان میں مرقیس اترا تھا جب وہ مقابلے کے میدان کے وسط میں وامس ابوالہول کے پاس آیا تب وامس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''میرے عزیز تیرا کیا نام ہے اگر میں غلطی پر نہیں تو تو مرقیس ہے شوطار کا چچازاد بھائی۔''
جواب میں مرقیس مسکرایا اور کہنے لگا۔
''تمہارا اندازہ درست ہے شوطار کو زیر کرنے کے بعد اب تمہارا مقابلہ کرنے کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔''
وامس ابوالہول مسکرایا اور کہنے لگا۔
''میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے سے انکار کرتا ہوں واپس جاؤ مارسمول کو میرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں بھیجو اس لئے کہ پہلے یہی طے ہوا تھا کہ شوطار کے بعد تیغ زنی میں میرا مقابلہ کرنے کے لئے تم نہیں مارسمول اترے گا لہٰذا تم واپس جاؤ مقابلہ مارسمول سے ہوگا۔''
وامس ابوالہول جب خاموش ہوا تب اس کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے مرقیس کہنے لگا۔
''میرے عزیز یہ الفاظ ادا کر کے تو نے میرا دل خوش کر دیا ہے دیکھ گو ابھی تیرا میرا مقابلہ نہیں ہوا لیکن میں پہلے ہی تسلیم کرتا ہوں کہ تو مجھ سے اچھا تیغ زن ہے اور طاقت اور قوت میں بھی مجھ سے اعلیٰ اور بالا ہے۔
شوطار نے مقابلے کے میدان سے باہر نکل کر تمہارے متعلق مجھے بہت کچھ بتایا ہے وہ گو میری چچازاد ہے لیکن میں اسے سگی بہنوں جیسا سمجھتا ہوں اس لئے کہ میرے

Marfat.com

اور میرے ماں باپ کے علاوہ اس کا کوئی آگے پیچھے نہیں ہے اس لئے ایک بہن کی حیثیت سے وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

میدان سے باہر نکل کر اس نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ مارسمول اس کے بعد میدان میں اترنے کی بجائے مجھے بھیجے گا اس طرح وہ تمہیں تھکا مارنا چاہتا ہے اور بعد میں میدان میں اتر کر اپنی کامیابی کو یقینی بنانا چاہتا ہے لیکن تم نے میرے ساتھ مقابلے سے انکار کر کے میرے عزیز میری اور میری بہن کی خواہش کا احترام کر دیا ہے۔''

مرقیس جب خاموش ہوا تب خوش کن انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''مرقیس! تمہاری بہن شوطار جس طرح ظاہری طور پر خوبصورت اور حسین ہے اسی طرح اس کا باطن بھی خوبصورت اور پر جمال ہے وہ ایک مخلص اور جانثار لڑکی لگتی ہے تم فکر مند نہ ہو میں مارسمول کو یوں بچنے نہیں دوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی وامس نے ذرا فاصلے پر کھڑے بطورس کو ہاتھ کے اشارے سے اپنے قریب بلایا بطورس جب اس کے قریب گیا تب اسے مخاطب کر کے وامس کہنے لگا۔

''بطورس! تم فیصلوں کے منصف ہو میدان میں اترنے سے پہلے مجھے بتا دیا گیا تھا کہ میرا پہلا مقابلہ شوطار سے ہوگا اور اگر میں شوطار سے جیت گیا تو اس کے بعد مارسمول میرے ساتھ ٹکرائے گا اب شوطار تو چلی گئی ہے اس کے بعد مارسمول کو آنا چاہئے تھا لیکن اس نے مرقیس کو بھیج دیا ہے۔

ایسا اس نے کسی کے ساتھ ساز باز کر کے کیا ہے اور ایسا وہ اس لئے چاہتا ہے تاکہ شوطار اور مرقیس دونوں سے باری باری مقابلہ کرنے کے بعد مجھ میں تھکاوٹ کے آثار پیدا ہو جائیں اور میری تھکاوٹ سے فائدہ اٹھا کر مارسمول اپنی کامیابی کو یقینی بنا دے۔

بطورس! تم منصف ہو منصف کی حیثیت سے میں تم سے کہتا ہوں کہ مرقیس کو واپس بھیج دو میں اس سے مقابلہ نہیں کروں گا شوطار کے بعد مارسمول کو آنا چاہئے مارسمول ہی میدان میں آئے میں اس سے مقابلہ کروں گا اگر مارسمول میدان میں نہیں اترتا تو مرقیس کو میں واپس بھیج رہا ہوں میں خود بھی میدان سے نکل جاؤں گا اور میں یہ ہی خیال کروں گا کہ مارسمول مجھ سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں پا رہا۔''

Marfat.com

وامس جب خاموش ہوا تب آگے بڑھ کر بطورس نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی پھر بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بطورس کہہ رہا تھا۔

"وامس! تمہارا کہنا درست ہے تم حق اور سچائی پر ہو ایک منصف کی حیثیت سے اس میدان میں آنے سے پہلے مجھے بھی بتا دیا گیا تھا کہ شوطار کے بعد مارسمول کو میدان میں اترنا ہے لہٰذا مرقیس سے تمہارا مقابلہ نہیں ہوگا۔"

پھر بطورس نے مرقیس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مرقیس میرے عزیز بھائی تو واپس جا اور مقابلے کے لئے مارسمول کو بھیج۔"

بطورس کے ان الفاظ پر مرقیس اور زیادہ خوش ہوگیا تھا ایک بار اس نے شکرگزاری کے انداز میں وامس کی طرف دیکھا مسکرایا پھر پلٹا اور میدان سے نکلنے لگا تھا۔

مرقیس سیدھا مارسمول کی طرف گیا صورت حال سے اسے آگاہ کیا اس کے بعد وہاں سے دائیں جانب جا کر شوطار کے قریب بیٹھ گیا تھا۔

اسے دیکھتے ہی شوطار نے بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"مرقیس! میرے بھائی، یہ مارسمول ہم دونوں بہن بھائی کو قربانی کا بکرا بنانے پر تلا ہوا ہے میں اس غلام وامس کی تیغ زنی اور طاقت اور قوت کا بھی اندازہ لگا چکی ہوں میرا دل کہتا ہے کہ وہ مارسمول کو بھی اپنے سامنے زیر کر لے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"بھائی! یہ مارسمول بڑا خود پسند اور متکبر انسان ہے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر خیال کرتا ہے اور پھر آج تک جو اس کے تیغ زنی کے مقابلے ہوئے ان میں یہ ہر مقابلے میں جیتتا بھی رہا ہے آج اس وامس کے ساتھ اس کا مقابلہ دیکھنے کے لائق ہوگا میں سمجھتی ہوں اگر وامس نے آج اسے تیغ زنی کے علاوہ طاقت اور قوت میں زیر کر دیا تو پھر اس مارسمول کا سارا تکبر اس کی ساری کبریائی تیز دھوپ میں بکھرتی اور ختم ہوتی جھاگ کی طرح ہو کر رہ جائے گی ...."

یہاں تک کہتے کہتے شوطار خاموش ہوگئی اس لئے کہ مارسمول مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا تھا۔

مارسمول میدان کے وسط میں وامس اور بطورس کے سامنے جا کھڑا ہوا اس موقع پر بطورس نے اسے مخاطب کیا۔

Marfat.com

''زمین پر یہ پڑے ہوئے ہتھیار اٹھاؤ اور مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''
مارسمول نے غور سے بطورس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
''ان ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہوئے مجھ سے پہلے شوطار اس سے مات کھا چکی ہے لہٰذا میں ہارے ہوئے ہتھیاروں کو استعمال کرنا پسند نہیں کروں گا۔''
مارسمول کے ان الفاظ پر وامس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی پہلے اس نے اپنے سر سے خود اتارا پھر تلوار ڈھال اس نے زمین پر پھینک دی اور ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔
''میں شوطار سے مقابلہ جیتا ہوں میرے ہتھیار تم لے لو جو ہتھیار میرے خلاف شوطار استعمال کرتی رہی ہے وہ میں لے لیتا ہوں اور مقابلے کی ابتداء کرتے ہیں۔''
مارسمول نے کھا جانے والے انداز میں وامس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
'' تمہارے ہتھیار لے کر میں تمہارا احسان مند نہیں ہونا چاہتا میں اپنے ہتھیار لے کر آتا ہوں اور تمہارے ساتھ مقابلے میں انہیں ہی استعمال کروں گا۔''
اس کے ساتھ ہی مارسمول میدان سے باہر نکلنے لگا تھا۔
یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میدان سے باہر ایک نشست پر بیٹھی شوطار فکر مند ہوگئی تھی اور مرقیس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''مرقیس! میرے بھائی خداوند جھوٹ نہ بلوائے یہ مارسمول اس سیدھے سادھے تیغ زن کے ساتھ دھوکہ اور فریب کرنا چاہتا ہے جس وقت اس نے اپنے ہتھیار پھینکے تھے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ مارسمول نے جا کر وہ ہتھیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہوگا جو میں نے استعمال کئے تھے اس نے بہانہ کیا ہوگا کہ یہ شکست خوردہ ہتھیار ہیں وہ استعمال نہیں کروں گا جب اس تیغ زن نے جس کا نام وامس ہے اپنے ہتھیار پھینکے تو میں نے اندازہ لگایا اس نے مارسمول سے کہا ہوگا کہ تم میرے ہتھیار استعمال کرلو۔
بھائی! تو جانتا ہے کہ یہ مارسمول بڑا عیار اور فریبی انسان ہے اس نے اس کے ہتھیار استعمال کرنے سے انکار کر دیا ہوگا اور میرا اندازہ ہے کہ اب یہ اپنے ذاتی ہتھیار مقابلے کے لئے استعمال کرے گا جو اس وامس کے لئے خطرے کا سبب بن سکتے ہیں لیکن میں اس مارسمول کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔
بھائی! مارسمول باہر آ رہا ہے میں اس سے کہتی ہوں کہ مقابلے کے دوران میرے ہاتھ سے میری قیمتی انگوٹھی وہاں گر گئی ہے لہٰذا میں لینے جا رہی ہوں اس کے ساتھ ہی

Marfat.com

میں میدان کی طرف چلی جاؤں گی اور اس کی عیاری سے وامس کو آگاہ کر آؤں گی۔"
مرقیس جواب میں مسکرایا اور کہنے لگا۔
"میری بہن تیری انگوٹھی تو تیرے ہاتھ میں ہے۔"
جواب میں شوطار نے جھٹ سے اپنی انگوٹھی اتار کر اپنے لباس کے اندر محفوظ کر لی پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔
"اب کیسا ہے......"
مرقیس مسکرا دیا کہنے لگا۔
"اچھا تو جو چاہتی ہے کر میں تیرے ساتھ ہوں۔"
مارسمول جب میدان سے نکل کر ان دونوں کے قریب آیا تب شوطار اپنی جگہ سے اٹھی بھاگتی ہوئی اس کے قریب گئی اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر مارسمول نے پیار بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"شوطار! کیا بات ہے کیا تم مجھے اس غلام سے متعلق کچھ بتانا چاہتی ہو کہ میں اس کے خلاف کامیاب رہوں۔"
اس پر شوطار جھٹ سے کہنے لگی۔
"نہیں ایسی کوئی بات نہیں مقابلے میں اس کے خلاف تم ہی کامیاب رہو گے میں یہ بتانے آئی ہوں کہ مقابلے کے دوران میری انگوٹھی وہاں گر گئی ہے میں تمہارے اور اس کے مقابلے سے پہلے اپنی انگوٹھی ڈھونڈ لینا چاہتی ہوں بعد میں ہو سکتا ہے وہ مجھے وہاں سے نہ ملے۔"
مارسمول مسکرایا اور کہنے لگا۔
"تو پھر تم دیر کیوں کر رہی ہو......جا کر اپنی انگوٹھی ڈھونڈ لو......"
اس پر شوطار فوراً مڑی اور میدان کے وسطی حصے کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی تھی بھاگتی ہوئی جان بوجھ کر وہ بطورس کے پاس سے گزری اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی
"مقابلے کے دوران میری انگوٹھی یہاں گر گئی ہے میں وہی تلاش کرنے آئی ہوں۔"
اس کے بعد تقریباً بھاگتی ہوئی وہ آگے بڑھی وامس کے قریب جا کر زمین پر بیٹھ گئی اور زمین پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ ظاہر کرنے لگی کہ وہ کوئی چیز تلاش کر رہی ہے ساتھ ہی وامس کو مخاطب کر کے وہ دھیمے سے لہجے میں کہنے لگی۔

Marfat.com

''وامس تم نے مارسمول کو باہر جانے دے کر غلطی کی ہے دیکھو وہ اپنے ہتھیار لینے گیا ہے تمہیں اس کو ایسا نہیں کرنے دینا چاہئے تھا اگر وہ میدان سے باہر اپنے ہتھیار لینے گیا ہے تمہیں بھی چاہئے تھا اس وقت میدان سے باہر جاتے اور اپنے ذاتی ہتھیار لے کر آتے۔

تھوڑی دیر تک مارسمول لوٹے گا اس کی ڈھال سے بچ کر رہنا اس کی ڈھال کے آگے لوہے کی لمبی نوک بنی ہوئی ہے وہ نوک چپٹی ہے اور اس نوک کے دونوں حصے تلوار کی طرح تیز ہیں۔

جب تم اس پر حملہ آور ہو گے تمہاری تلوار کے وار کو اپنی ڈھال پر روکے گا پھر اپنی ڈھال کو اپنی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ آگے بڑھائے گا اور اپنی ڈھال کی اس برچھی نما نوک سے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا دیکھو میں ایک بہانے سے یہاں آئی ہوں میں نے بتایا ہے کہ یہاں میری انگوٹھی کھو گئی ہے وہ تلاش کرنے یہاں آئی ہوں حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے میری انگوٹھی میرے پاس ہے میں جو کچھ تم سے کہہ چکی ہوں یہی کہنے آئی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اپنے لباس کے اندر سے ایک دم انگوٹھی نکال کر اپنے ہاتھ میں لے لی پھر کھڑی ہوئی دوبارہ دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

''یہ مارسمول بڑا چالباز اور دھوکے باز ہے اس سے بچ کر رہنا۔''

جب تک شوطار بولتی رہی اس کی طرف دیکھتے ہوئے وامس دھیرے دھیرے مسکراتا رہا جب وہ خاموش ہوئی تب وہ بھی سرگوشی کے انداز میں کہنے لگا۔

'' خاتون تمہارے ان الفاظ کا میں جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے خاتون میں صداقت کی قندیلوں جیسے تمہارے اس خلوص خوشبو کے تبسم جیسی تمہاری فدا کاری اور گوہر شب تاب جیسی تمہاری جاںنثاری کو سلام پیش کرتا ہوں جب تک زندہ رہوں گا تمہارے اس خلوص کو یاد رکھوں گا اور کبھی اس کا بار اتارنے کا موقع ملا تو خوب اتاروں گا۔

میں مقابلے کے لئے یہی ہتھیار استعمال کروں گا وہ اپنے یا جس کے چاہے ہتھیار لے کر آ جائے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ کیسا اور کسی قسم کا حربہ یا چالاکی اور بے ایمانی سے کام لے لے میں اس کے باطن کی پستی کو مہیب شب کا ہراس بنا کر اس کے شعور اور لاشعور میں بھر کر رکھ دوں گا۔ اس کی سوچوں کے سرابوں میں دکھ کے تا یافت

Marfat.com

جھگڑ کھڑے کردوں گا ذرا اسے مقابلے کے میدان میں آنے تو دو مقابلہ شروع ہونے دو پھر میدان میں اردگرد بیٹھے لوگ دیکھیں گے کہ میں اس کی ساری بے ایمانی کو بے نقاب بناتے ہوئے اس کی حالت گرد سے اٹی پلکوں، دھوپ میں تپے چہرے زردائی رتوں اور بے کار ونا کارہ ہو جانے والے اپاہج جیسی بنا کر رکھ دوں گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وامس ابوالہول رکا پھر دوبارہ وہ شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"خاتون اب تم جاؤ میرے ساتھ تم اپنے خلوص اپنی فداکاری کا فرض ادا کر چکی ہو وہ دیکھو سامنے مارسمول میدان میں اتر رہا ہے اب مجھے اس کا سامنا کرنے دو۔"

جواب میں شوطار کچھ کہے بغیر پیچھے ہٹ گئی بڑی تیزی سے واپس جانے لگی تھی جب وہ مارسمول کے پاس سے گزرنے لگی تو مارسمول نے اسے مخاطب کیا۔

"تمہاری انگوٹھی مل گئی ......؟"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی انگوٹھی شوطار نے مسکراتے ہوئے فوراً اسے دکھادی کہنے لگی۔

"یہ رہی ......"

مارسمول مسکرا دیا کہنے لگا۔

"اب تو جا کے مرقیس کے پاس بیٹھ جاؤ پھر دیکھو میں اس غلام کو اپنے سامنے کیسے زیر کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ مجھے تلوار استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی میں اسے اپنی ڈھال کے چکروں ہی سے نہیں نکلنے دوں گا۔"

شوطار نے اس کے ان الفاظ کا کوئی جواب نہیں دیا تاہم مارسمول کے چہرے پر فریب بھری مسکراہٹ تھی پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

مارسمول کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وامس نے ہتھیار اٹھا لئے اپنے سر پر خود جما لیا تھا اور بالکل تیار اور مستعد کھڑا ہوگیا تھا جب مارسمول قریب آگیا تب بطورس نے دونوں کو مخاطب کیا۔

"دونوں تیار ہو جاؤ میں چند قدم پیچھے ہٹ کر ہاتھ کھڑا کروں گا تو مقابلے کی ابتداء کر دینا۔"

اس کے ساتھ ہی وامس اور مارسمول دونوں نے اپنی گردن کو اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا پھر بطورس چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہوگیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے فضا میں جب اپنا دایاں ہاتھ کھڑا کیا تب ایک دوسرے پر حملہ

Marfat.com

کسی بھی طور پر اور کسی بھی طرح جہاد کی فضیلت اور افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اگر کوئی خالص عقلی اور مادی نقطہ نظر سے بھی غور کرے تو لامحالہ یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ انسانیت کی فلاح اور نجات کا راز جہاد اور صرف جہاد ہی میں مضمر ہے اب اگر لوگ جہاد کی غلط توضیح کرتے ہیں تو پھر اس لفظ نے بدنام ہونا ہے لیکن اسلام نے جس جہاد کو فرض قرار دیا ہے اس کے لئے میں ایک مثال تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

مریشا! جو کچھ میں کہنے لگا ہوں انصاف پر رہتے ہوئے اس مثال کا جواب دینا۔
فرض کرو دو ایسے انسان جو جسمانی اور روحانی طور پر انسانیت کا مکمل ترین نمونہ ہیں ایک ایسے مقام سے گزر رہے ہوں جہاں ایک طاقت ور کمزور پر ایک ظالم مظلوم پر ظلم ستم ڈھا رہا ہو۔

اب وہ انسانیت کا مکمل نمونہ رکھنے والے دو انسان جب ان کے پاس سے گزریں گے تو ان میں سے ایک آدمی اپنی ذات کو ظالموں کے گناہ سے بے تعلق اور محفوظ خیال کرتے ہوئے دل ہی دل میں افسوس کرتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے۔
جبکہ دوسرا اس درد ناک اور خوفناک منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے ظالم سے الجھ پڑتا ہے اور اپنی جان اور اپنی ہر عزیز ترین شے کو خطرے میں ڈال کر مظلوم کو ظالم کے پنجے سے چھڑاتا ہے۔

اب میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ ان دونوں آدمیوں سے کون افضل ہے......؟''
مریشا نے کچھ سوچا مسکرائی اور کہنے لگی۔
''ظاہر ہے دوسرا آدمی ہی اعلیٰ اور افضل ہے جو ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرے گا اور جو شخص مظلوم کو ظالم کے پنجے میں دیکھ کر چپ چاپ آگے بڑھ جانے والا ہوگا وہ پہلے کی نسبت کمتر ہوگا اور اس کا دل و دماغ شرافت نفس اور شجاعت سے قطعی عاری ہوگا ایسے شخص کی امن پسندی یقیناً بزدلی اور نامردی کے مترادف خیال کی جائے گی۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تو بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وامسن کہنے لگا۔
''قسم خدا کی مریشا مجھے تم سے ایسے ہی جواب کی امید تھی۔
اب غور کیا جائے تو ہماری دنیا کے عام حالات اس مثال کے عین مطابق ہیں اور

Marfat.com

انسانوں کو چار حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ۔ ایک حصہ ظالم، دوسرا حصہ مظلوم، تیسرا حصہ غیر جانبدار اور چوتھا اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر مظلوموں کی حمایت کرنے والا ہوگا۔

مریشا! اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نہ ظالم بنیں نہ مظلوم نہ ظلم اور مظلومیت کی جنگ کا چپ چاپ تماشہ دیکھنے والے امن پسند بلکہ جہاں کہیں بھی ظلم اور زیادتی ہوتی دیکھیں طاقت کے زور سے اسے مٹا ڈالیں بس مریشا اس فریضے کا نام جہاد ہے جہاد کا واضح اور صاف مقصد یہ ہے کہ ایک سچا مسلمان اس وقت تک اطمینان سے نہ بیٹھے جب تک وہ اپنے اطراف میں مظلوم کے خلاف ظالم کی ستم گریوں کے خلاف حرکت میں نہیں آجاتا۔

مریشا! وہ امن پسندی جو مظلوموں کی آہوں اور آنسوؤں کے درمیان پروان چڑھ سکتی ہو ہمارے ہاں قابل نفرت، بزدلی اور شرم ناک نامردی ہے اسلام نے گوشہ نشینی اور صرف اپنی ذات کو سنوارنے کو انسان کی زندگی کا مقصد قرار نہیں دیا بلکہ قول اور فعل سے ظلم کے خلاف ڈٹ جانے کو سچے مومن کی نشانی بتایا ہے۔

اب میں ایک اور تصویر بھی تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں جس وقت ہمارے رسول ﷺ محترم نے عرب کے صحراؤں میں اپنے ماننے والوں کے ساتھ میدان جہاد میں قدم رکھا اس وقت دنیا کی حالت عجیب وغریب تھی ظلم و زیادتی کا دور دورہ تھا امن سلامتی کا کہیں نشان نہ تھا۔

اگر تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا نہ صرف جزیرہ نما عرب بلکہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پوری دنیا جہالت اور ظلم کی سیاہی میں چھپی ہوئی تھی۔ عفت مآب مریم (علیہا السلام) کے بیٹے کا لایا ہوا دین اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کی غلامی سے نجات دینے والے عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا مذہب مظلوموں کی پشت پناہی کرنے کی جگہ ظالموں کے ہاتھوں میں بطور ہتھیار استعمال ہو رہا تھا۔

سامراجی نظام حکومت اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ دنیا پر مسلط تھا پوری دنیا شہنشاہوں کے خون آشام پنجوں میں جکڑی ہوئی تھی اس وقت ایک عام انسان کی زندگی کیسی تھی اس کا نقشہ میں کچھ اس طرح پیش کرسکتا ہوں۔

خصوصیت کے ساتھ رومنوں ایرانیوں اور عمومیت کے ساتھ دوسری قوموں میں آبادی کا بیشتر حصہ کاشتکاروں اور کسانوں پر مشتمل تھا جو گائے اور بکریوں کے طویلوں

Marfat.com

میں رہتے تھے اور انہی کی طرح زمین کا ایک جز سمجھے جاتے تھے کلیسا کے وفادار فرزند بھی ایسے لوگوں کو کم تر اور ہیچ خیال کرتے تھے یہ غریب لوگ طرح طرح کے مسائل برداشت کرتے مگر اف نہ کر سکتے تھے جس طرح بھیڑ بکریوں کو اچھی خوراک نہ دی جائے یا ان کی رہائش کا انتظام خاطر خواہ نہ ہو تو وہ مر جاتی ہیں بالکل اسی طرح غریب لوگ بھی مویشیوں کی طرح مر جاتے تھے۔

ہمارے دور اور نزدیک کی سرزمینوں میں دو عظیم الشان شہنشاہتوں یعنی ایران اور رومنوں کے درمیان انسان کی روح پسی جا رہی تھی ایسے نازک دور میں خداوند قدوس نے عرب کے صحراؤں میں اپنے آخری نبی کو مبعوث کیا اس محترم رسولؐ نے دنیا کو امن وسلامتی کا پیغام سنایا سرزمین عرب کو لات وعزیٰ کی خدائی سے نجات دلائی اور اب اسی رحمت کی گھٹائیں رومنوں اور ایرانیوں کے مظلوموں کے خشک کھیتوں کو بھی سیراب کرنے کے درپے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وامس رکا دوبارہ مریشا کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مریشا! اسلام پر ایمان لانے کا مقصد صرف عبادت کے طریقوں میں تبدیلی نہ تھا بلکہ اسلام کی دعوت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ گلے سڑے اور ظالمانہ نظام کی جگہ اسلامی فلسفہ حیات کے مطابق انسانی مساوات اور برابری کے اصولوں کو اپنایا جائے اور بلا لحاظ رنگ ونسل تمام دنیا کے انسانوں کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ وہ بھی اسی طرح اشرف المخلوقات ہیں جس طرح کوئی عربی رومن یا ایرانی سردار ہوتا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وامس رکا پھر مریشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مریشا! اسلام کی تعلیمات نہایت سادہ ہمہ گیر اور جامع ہیں اسلام عقائد سے لے کر عمل تک انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے ہر طرح سے ہدایت دیتا ہے اس دنیا میں سیاسی معاشرتی تمدنی اور اقتصادی زندگی کو بھی اتنی ہی اہمیت حاصل ہے جتنی اخلاقی نظام اور عبادات کی ہے۔

اسلام نے اسلامی زندگی کے بنیادی اصول تک متعین کر دیئے ہیں انہی اصولوں کی روشنی میں ہر زمانے اور حالات کے تحت قوانین مدون کئے جا سکتے ہیں۔

مریشا! اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ ساری کائنات کوئی اتفاقی ہنگامہ نہیں بلکہ ایک منظم سلطنت ہے جسے اللہ نے بنایا ہے وہی اس کا مالک اور وہی اس کا حاکم ہے اس کے سوا یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا یہ دنیا اللہ کے اس لگے بندھے قانون ہی کے تحت چل

Marfat.com

رہی ہے اور چلتی رہے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس جب خاموش ہوا تب کسی قدر فکر مندی اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا کہنے لگی۔

''وامس اگر مسلمان اسی طرح پیش قدمی کرتے ہوئے ان علاقوں تک پہنچ گئے تو ہمارا کیا بنے گا۔''

جواب میں وامس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اس میں پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ بات اپنے دل پر لکھ رکھو کہ مسلمان کسی کو ناحق نقصان نہیں پہنچاتے۔ انصاف کرتے ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ مسلمان اگر پیش قدمی کرتے ہوئے ان علاقوں تک پہنچ جاتے ہیں تو بڑے بڑے ٹیڑھے بڑے بڑے سرکش لوگ جو اپنے آپ کو شیطان کا بھی معلم اعلیٰ مانتے ہیں وہ بھی بالکل انصاف پسند انسان بن کر رہ جائیں گے۔''

وامس جب خاموش ہوا۔ تب مریشا پھر بول اٹھی۔

''وامس! اپنے دین سے متعلق جو تم مجھے گاہے گاہے باتیں بتاتے رہتے ہو وہ میں اماں کو بھی بتاتی رہتی ہوں اماں نے مجھے کہا تھا کہ بابا کو ان باتوں کی بھنک تک نہیں پڑنی چاہئے وامس اگر بابا کو یہ خبر ہوگئی کہ تم مسلمان ہو تو وہ ایسے برہم اور ناراض ہوں گے کہ تمہارے ساتھ جو ہمارے اس وقت تعلقات ہیں ان کو یکسر فراموش کرتے ہوئے تمہیں ایک دن کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دیں گے۔''

وامس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

'' مریشا! میں موت سے نہیں ڈرتا تمہارے بابا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میرے خداوند قدوس نے جب اور جس وقت میرے مقدر میں موت لکھ رکھی ہے اس وقت ہی مجھے آنی ہے اس وقت میں نہ کوئی تاخیر کر سکتا ہے نہ کوئی اسے وقت سے پہلے لانے پر قادر ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس خاموش ہوا پھر ایک دم چونکتے ہوئے کہنے لگا۔

'' تم نے کہا تھا کہ آج تم حویلی میں اکیلی ہو تمہارے بابا اور اماں باہر گئے ہیں کیا وہ شہر سے کہیں باہر گئے ہیں یا............''

وامس یہیں تک کہنے پایا تھا کہ مریشا نے اس کی بات کاٹ دی۔

''نہیں ...... وہ اپنے چند خدام کے ساتھ بازار سودا سلف خریدنے گئے ہیں آج

Marfat.com

ہمارے ہاں دعوت ہے۔"

وامس نے چونکنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"کیسی اور کس کی دعوت ......؟"

جواب میں مریشا مسکرائی اور کہنے لگی۔

"مارسمول مرقیس اور شوطار کی یہ تینوں ہمارے اچھے جاننے والے ہیں بلکہ شوطار تو بچپن ہی سے میری اچھی ساتھیوں میں سے رہی ہے مارسمول اور مرقیس تو اس سے پہلے بابا کے ساتھ کام بھی کرتے رہے ہیں یہ چونکہ قسطنطنیہ سے آئے ہیں لہٰذا بابا اور اماں ان تینوں کی دعوت کرنا چاہتے ہیں اور آج شام ان تینوں کی ہمارے ہاں دعوت ہے اسی بناء پر ضروری سامان خریدنے کے لئے اپنے چند خادموں کے ساتھ بابا اور اماں بازار گئے ہوئے ہیں۔"

وامس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور مریشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"گھوڑ دوڑ کا وقت ہوگیا ہے میں جا کر اصطبل میں گھوڑوں پر زینیں ڈالتا ہوں تم تیار ہوکر باہر صحن میں آ جاؤ۔"

اس کے ساتھ ہی وامس مریشا کے جواب کا انتظار کئے بغیر اس کمرے سے نکل گیا تھا۔

بڑی تیزی سے وہ اصطبل میں آیا دونوں گھوڑوں پر اس نے زینیں ڈالیں پھر گھوڑوں کو پکڑ کر حویلی کے صحن میں لایا اتنی دیر تک حویلی کے سکونتی حصے سے مریشا بھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی باہر آ گئی تھی دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور حویلی سے نکل کر انہوں نے دریائے اورنٹس کا رخ کیا تھا۔

دریا کے کنارے آنے کے بعد تھوڑی دیر تک وہ اپنے گھوڑوں کو آہستہ آہستہ ہانکتے رہے پھر ان کی رفتار بڑھاتے ہوئے انہیں سرپٹ دوڑانے لگے تھے۔

جس حویلی میں مریشا اور وامس کا قیام تھا اس حویلی سے دریائے اورنٹس کے کنارے کنارے وہ انطاکیہ شہر سے باہر لگ بھگ دو میل دور گئے ہوں گے کہ ان سے تھوڑا سا آگے سنسناتا ہوں تیر آیا تھا اور دریا کی گیلی ریت پر پیوست ہوگیا تھا۔

تیر کو دیکھ کر وامس نے ایک دم اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچیں اور اسے روک لیا اس کی طرف دیکھتے ہوئے مریشا نے بھی پوری طاقت سے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچیں گھوڑا رک گیا اور اس کے ساتھ ہی مریشا پلٹیاں کھاتی ہوئی گھوڑے کی گردن

Marfat.com

کے اوپر سے جب دریا کی گیلی ریت گر پر گرنے لگی تب وامس ایک دم حرکت میں آیا اس کے قریب گیا گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹھے اس کا بازو پکڑ لیا اور اسے زمین پر گرنے سے بچا لیا اس موقع پر مریشا نے تشکر آمیز انداز میں وامس کی طرف دیکھا پھر شرم و حیا سے اس کی بھاری پلکوں والی نگاہوں جھک گئیں تھیں وامس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اس لئے کہ اس کے پاؤں اب زمین پر ٹک گئے تھے جست لگا کر وامس بھی اپنے گھوڑے سے اتر گیا تیر کی طرف جانے سے پہلے مریشا، وامس کے سامنے آئی اور شہد بھری آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''وامس میں تہہ دل سے تمہاری شکر گزار ہوں اگر آج میں گھوڑے سے گر جاتی تو میرا اندازہ ہے کہ میری گردن ٹوٹ چکی ہوتی۔''

وامس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''اس سلسلے میں تمہیں میرا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ میرے فرائض میں شامل ہے میں تمہارا محافظ ہوں اتالیق ہوں اور ایسا مجھے کرنا چاہئے تھا۔

تمہیں شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے آؤ پہلے دیکھیں یہ جو ہمارے سامنے تیر پیوست ہوا یہ کس کی کارروائی ہے اور تیر کی پشت پر دیکھو ایک کاغذ بندھا ہوا ہے یقیناً اس پر کوئی پیغام بھی ہوگا۔''

وامس کے ان الفاظ پر مریشا پیلی ہو کر رہ گئی تھی وامس آگے بڑھا جھک کر اس نے ریت میں پیوست تیر اٹھایا تیر کے پروں کے ساتھ بندھا ہوا کاغذ کھولا اس پر دو سطور میں یہ پیغام لکھا تھا۔

> ''وامس ابوالہول! اس مارسمول سے بچ کر رہنا تمہارے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد وہ انتقام پر اترا ہوا ہے اور کوئی بھی مناسب موقع جان کر وہ تمہیں ہلاک کر کے اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرے گا۔''

وہ سطور پڑھ کر مسکراتے ہوئے کاغذ وامس نے مریشا کو تھما دیا تھا مریشا نے جونہی وہ پیغام پڑھا تو اس کا چہرہ غصے میں تپ گیا تھا وہ انتہائی غضبا کی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''اس مارسمول کی ایسی تیسی وامس اس نے اگر تمہیں ذرا سا بھی نقصان پہنچانے

Marfat.com

کی کوشش کی تو وہ زندہ نہیں رہے گا میں آج ہی اس سلسلے میں بابا سے بھی بات کرتی ہوں آج اس نے دعوت پر بھی آنا ہے میں خود بھی اس سے بات کروں گی۔''

واسں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''مریشا یہ تم کیا کہہ رہی ہو اس بات کا ذکر تم نے اپنے بابا سے کرنا ہے اور نہ ہی تم براہ راست اس موضوع پر مارسمول سے بات کرو گی۔''

مریشا نے احتجاجی انداز میں واسں کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''وہ کیوں واسں! میں ہر صورت میں تمہار تحفظ تمہاری سلامتی چاہتی ہوں اس سلسلے میں اگر تمہیں نقصان پہنچانے والا میرا بھائی ہی کیوں نہ ہو تو میں اس کے خلاف بھی اٹھ کھڑی ہوں گی۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تو اسے سمجھانے کے انداز میں واسں کہنے لگا۔

''مجھ سے پوچھے بغیر اور مجھ سے مشورہ کیے بغیر اس موضوع پر کسی سے بات نہ کرنا تم یہیں رکو دونوں گھوڑوں کو پکڑ کر رکھو جس انداز میں تیر ریت میں پیوست ہوا اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تیر بالکل بائیں ہاتھ سے تھوڑے ہی فاصلے سے چلایا گیا ہے تم یہیں رکھو میں دیکھتا ہوں یہ تیر چلانے والا کون ہے۔''

واسں وہاں سے ہٹنے ہی لگا تھا کہ بڑی بے چینی اور بے تابی میں مریشا نے اس کا بازو پکڑ لیا یہ پہلا موقع تھا کہ اتنی بے باگی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا نے اس کا بازو پکڑا تھا اس کے ایسا کرنے پر واسں کسی قدر چونکا تھا دنگ رہ گیا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مریشا نے فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا لیا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو ہوسکتا ہے تیر چلانے والا خود مارسمول ہی ہو اور کہیں چھپا بیٹھا ہو اور تم ادھر جاؤ تو وہ تم پر حملہ آور ہو جائے۔''

اس کے ساتھ ہی مریشا نے جب واسں کا ہاتھ چھوڑ دیا تو بڑی اپنائیت میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے واسں کہنے لگا۔

''نہیں مریشا! ایسا نہیں ہوسکتا مارسمول خود یہ کام نہیں کرسکتا اور اگر مارسمول یہاں ہوا بھی تو میں کوئی غیر مسلح تو نہیں اگر وہ اپنے ساتھ اپنا کوئی ساتھی بھی لے آئے تو مریشا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ دریا کے کنارے بائیں طرف جو درختوں کے جھنڈ اور جھاڑیاں ہیں ان کے اندر ہی اس کی پیشانی پھر شکست سے داغ دوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد واسں رکا پھر کہنے لگا۔

Marfat.com

"تم نے یہیں کھڑے ہونا ہے اور دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر رکھنا یہاں سے جانا نہیں۔"

اس کے ساتھ ہی وامس تقریباً بھاگتا ہوا بائیں ہاتھ ہو لیا تھا تیر کا رخ دیکھ کر وہ اس رخ بھاگا تھا جس صرف سے تیر آیا تھا دریا کے کنارے سے ہٹ کر جہاں درختوں کے جھنڈ اور خوب اونچی جھاڑیاں تھیں جب وامس ان میں داخل ہوا تو اچانک اس سے آگے جھاڑیوں کے ایک جھنڈ سے کوئی نکلا اور شمال کی طرف بھاگ نکلا۔

وامس اسے دیکھتے ہی اس کے پیچھے لگ گیا تھا بڑی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا تھا بھاگتے بھاگتے وامس نے انداز لگا لیا کہ اس کے آگے بھاگنے والی کوئی نوعمر اور دراز قد کی لڑکی تھی وہ بڑی تیزی سے بھاگ رہی تھی وامس اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اس کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

❖

وامس نے اپنے آگے آگے بھاگتی لڑکی اور اپنے درمیان فاصلے کو کچھ کم کیا تب وہ اسے پہچان گیا کہ اس کے آگے بھاگنے والی لڑکی شوطار تھی اسے پہچاننے کے بعد وامس کے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پھر اس نے اسے پکارا۔

"شوطار...... شوطار! رک جاؤ میں تمہیں پہچان چکا ہوں......"

بھاگنے والی لڑکی کے قدم رک گئے اس نے جب مڑ کر دیکھا تو وہ واقعی شوطار تھی اپنی جگہ رک کر اور مڑ کر اپنی طرف آتے وامس کو دیکھنے لگی تھی وامس جب اس کے قریب گیا تو شوطار چند لمحوں تک اس سے کچھ نہ کہہ سکی ہانپ رہی تھی اس موقع پر وامس نے اسے مخاطب کیا۔

"ایک اچھا کام کرنے کے بعد تمہیں بھاگنے کی کیا ضرورت تھی۔"

جواب میں شوطار نے گردن سیدھی کی چند ثانیوں تک بڑے غور سے وامس کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"وامس میں نے تمہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کر دیا ہے اور ان خطرات کے اندر میں اپنا نام نہیں لانا چاہتی تھی اس لئے کہ مارسول کو اگر خبر ہوگئی کہ اس کے خطرے سے میں نے تمہیں آگاہ کیا ہے تو وہ میری گردن کاٹ دے گا۔"

وامس نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر ڈھارس دینے کے انداز میں کہنے لگا۔

Marfat.com

'' شوطار ایسا کچھ نہیں ہوگا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں اگر مارسمول نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں وامس ابولہول خود اس کی گردن کاٹ کر رکھ دوں گا۔''

وامس کے ان الفاظ پر شوطار چونکی تھی پھر ہمدردی بھرے انداز میں کہنے لگی۔

'' وامس! میں جانتی ہوں تمہارا تعلق ان سرزمینوں سے نہیں ہے تم غلام ہو یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ اپنی تیغ زنی کی ہنرمندی اپنی طاقت اور شجاعت کے بل بوتے پر تم نے یہاں ایک مقام حاصل کرلیا ہے مگر یہ مارسمول بڑا دراز دست آدمی ہے.........''

یہاں تک کہتے ہوئے شوطار کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے وامس بول پڑا۔

'' اگر وہ دراز دست ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں دراز دست کے بازو جلدی کٹتے ہیں تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے تیر سے باندھ کر جو پیغام دیا اس کی بنیاد کیا ہے۔''

اس پر دکھ بھرے انداز میں شوطار کہنے لگی۔

'' میں نے اپنے کانوں سے مارسمول کو یہ کہتے سنا تھا کہ وہ تمہیں قتل کر دے گا اس لئے کہ تم نے اسے ہرا کر اس کی بے عزتی اور انطاکیہ کے سارے لوگوں میں اس کے لئے ذلت کے در کھولے ہیں۔''

وامس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

'' ذلت کے در اس نے خود اپنے لئے کھولے ہیں میں نے تو اس کے لئے کوئی در نہیں کھولا ایسا اس نے خود ہی کیا ہے نہ وہ ہارتا اور نہ ذلت کا در کھلتا۔''

وامس رکا پھر وہ شوطار کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

'' بہرحال شوطار میں تمہارا انتہا درجہ کا شکر گزار اور ممنون ہوں کہ تم نے یہ پیغام دے کر مجھے متنبہ کر دیا ہے اب میں اس کی طرف سے محتاط رہوں گا بلکہ مناسب موقع پر میں اس سے اس موضوع پر بات بھی کروں گا۔''

وامس کے ان الفاظ پر شوطار بے چاری فکرمند ہوگئی تھی سہمے سہمے انداز میں کہنے لگی۔

'' اگر تم نے اس موضوع پر اس سے بات کی اور اسے یہ شک ہوگیا کہ اس کا یہ راز میں نے تم پر فاش کیا ہے تو پھر وہ میری گردن کاٹے بغیر نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ وہ پہلے ہی مجھ سے تنگ اور بے زار ہے اس لئے کہ.........''

Marfat.com

واسں نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔
"وہ تم سے تنگ اور بے زار کیوں ہے۔"
دکھ بھرے انداز میں شوطار بول اٹھی تھی۔
"دراصل وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے جبکہ میں ایسا نہیں چاہتی میں اسے ناپسند کرتی ہوں میں سمجھتی ہوں قسطنطنیہ سے یہاں آ کر میں نے اچھا کیا ہے گو میرا بھائی مرقیس پوری طرح میرا ساتھ دے رہا ہے لیکن وہ مارسمول کے سامنے میرا دفاع نہیں کر سکتا اگر میں اور مرقیس دونوں بہن بھائی قسطنطنیہ ہی میں رہتے اور وہاں میں کھل کر اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیتی تو یہ مجھے ایک دن بھی زندہ نہ رہنے دیتا خود میری گردن کاٹ دیتا یا کسی سے کٹوا دیتا لیکن یہاں آ کر میں محسوس کرتی ہوں کہ اس سے میری بچت میرے تحفظ کا کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔"
ہمدردی بھرے انداز میں واسں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
"تم خواہ مخواہ میں اسے اپنے لئے قضا کا نمائندہ بنا رہی ہو میں یقین دلاتا ہوں وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا یہ انطاکیہ ہے قسطنطنیہ نہیں اگر تم اس سے زیادہ ہی خطرہ محسوس کرتی ہو تو تم مہمان خانے کی رہائش ترک کر دو میں مریشا اور اس کے باپ دونوں سے بات کروں گا تم مہمان خانے سے اٹھ کر مریشا کی حویلی میں منتقل ہو جانا میں یوں جانوں گا کہ میں صرف مریشا ہی نہیں اس کے ساتھ ساتھ تمہارا بھی محافظ ہوں۔"
واسں کے ان الفاظ پر شوطار تھوڑی دیر تک ہلکے سے تبسم میں اس کی طرف دیکھتی رہی پھر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔
"یہ کیسے اور کیونکر ممکن ہے مریشا کے محافظ کے حیثیت سے تو تمہیں معقول رقم ملتی ہوگی میرے پاس تو دینے کے لئے ہے ہی کچھ نہیں میں تو اپنے اخراجات بھی اپنے بھائی مرقیس سے پورے کرتی ہوں۔"
واسں نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔
"دیکھو شوطار میں جو مریشا کے محافظ کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں تو اس کے لئے میں ان سے کچھ نہیں لیتا گو کئی بار مریشا کے باپ نے مجھے بھاری رقم دینے کی کوشش کی لیکن میں نے نہیں لی اس لئے کہ انطاکیہ شہر میں میں دو بار تیغ زنی کا مقابلہ کر چکا ہوں ایک بار لوگس اور بطورس کے ساتھ اور دوسری دفعہ تمہارے اور مارسمول کے ساتھ دونوں ہی بار مجھے انعام کے طور پر اچھی خاصی۔ بلکہ بھاری رقوم ملی تھیں اور وہ

Marfat.com

سب میرے پاس محفوظ ہیں میں نے اس میں سے کچھ خرچ نہیں کیا اس لئے کہ کچھ خرچ کرنے کے لئے میرے پاس موقع ہی نہیں ہے۔

میں جب انطاکیہ میں داخل ہوا تھا تو میرے پاس ایک لباس کے سوا کچھ نہ تھا لیکن مریشا اور اس کے گھر والوں کی مہربانی کہ اب میرے لئے ان گنت لباس ہیں اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے مریشا پوری کر دیتی ہے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

جس طرح میں بغیر کسی معاوضے کے مریشا کا محافظ مقرر ہوں ایسے ہی از خود تمہارا بھی ہو جاؤں گا۔''

شوطار نے اس موقع پر لمبا سانس لیا اور کہنے لگی۔

''یہ پیشکش تو اچھی ہے لیکن اگر مریشا اور اس کے ماں باپ نے مجھے اپنی حویلی میں رکھنے سے انکار کر دیا تب..........''

''تب بھی میرے پاس ایک راستہ ہے۔'' شوطار کی طرف گھورتے ہوئے واسں نے کہہ دیا تھا۔

شوطار کھل کر مسکرا دی کہنے لگی۔

''وہ کون سا راستہ......!''

''وہ یہ راستہ کہ میں مریشا کے ہاں اپنی رہائش ترک کرکے مہمان خانے میں رہائش رکھ لوں گا جہاں تم مرقیس اور مارسمول ٹھہرے ہوئے ہو پھر میں دیکھتا ہوں وہاں قیام کے دوران مارسمول تمہیں کیسے نقصان پہنچاتا ہے میں نے اس کی ایسی تیسی نہ پھیر دی تو میرا نام تبدیل کر کے رکھ دینا۔

لیکن تم مریشا کے ہاں سے رہائش ترک کر کے مہمان خانے میں کیسے رہ سکتے ہو تم مریشا کے محافظ ہو تمہارا ہر وقت اس کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔

دیکھو یہ سارے معاملات میرے نبٹانے کے ہیں میں مہمان خانے میں قیام رکھ کر بھی مریشا کے محافظ کے فرائض انجام دے سکتا ہوں اور اگر انہوں نے تمہیں اپنی حویلی میں رکھنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے مجھے بھی اجازت نہ دی کہ میں مہمان خانے میں قیام کر کے مریشا کی حفاظت کے فرائض سرانجام دوں تو میں.........''

اس سے آگے واسں کچھ نہ کہہ سکا اس لے کہ واسں اور شوطار دونوں کی سماعت سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

Marfat.com

'' وامس ...... وامس! تم کہاں ہو۔'' یہ آواز مریشا کی تھی۔
یہ آواز سن کر وامس مسکرایا اور پھر شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
'' شوطار چلو واپس چلیں میں مریشا کو دونوں گھوڑوں کے پاس دریا کے کنارے کھڑا کر کے آیا تھا میرے خیال میں وہ پریشان ہو رہی ہو گی کہ میں کہاں چلا گیا ہوں اس بناء پر وہ میرے خیال میں گھوڑوں کو وہیں چھوڑ کر ادھر ہی آ رہی ہے۔''
شوطار نے اس سے اتفاق کیا پھر دونوں مڑے اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے تھے تھوڑی دیر بعد سامنے کی طرف سے مریشا بھاگتی ہوئی آتی دکھائی دی جونہی اس کی نظر وامس اور شوطار پر پڑی وہ ایک جگہ رک گئی شوطار کو لے کر وام کے قریب گیا اور بڑی خوش طبعی میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
'' بڑی مشکل سے یہ چور پکڑا گیا ہے۔''
مریشا نے وامس کے اس جملے کا کوئی جواب نہ دیا آگے بڑھی شوطار کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا کئی بار اس کی پیشانی چومی پھر بڑی ہمدردی اور اپنائیت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔
'' شوطار یقین جانا اس تیر کے ساتھ بندھا پیغام پڑھ کر جب میں نے سوچا تو میری سوچیں، میرے تفکرات تمہاری طرف جاتے تھے کہ یہ اطلاع دینے والا تمہارے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا شوطار میں تمہاری انتہا درجہ کی شکر گزار ہوں کہ تم نے بروقت اس مارسول کے خطرے سے آگاہ کیا اب ہم اس سے بات ضرور کریں گے۔''
مریشا کے خاموش ہونے پر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے شوطار کہنے لگی۔
'' اگر آپ اس موضوع پر اس سے بات کریں گے تو یوں جانیں میری گردن کٹے ہی کٹے۔''
مریشا نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا اور پوچھا لیا۔
'' وہ کیسے اور کیوں......؟''
جواب میں شوطار کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ وامس بول اٹھا اور شوطار کے ساتھ جواب تک اس کی گفتگو ہوئی تھی اس کی پوری تفصیل اس نے مریشا سے کہہ دی تھی۔
جواب میں مریشا ایک بار پھر آگے بڑھی شوطار کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگی۔
'' اگر یہ معاملہ ہے تو سنو یہاں سے تم سیدھی میرے ساتھ جاؤ گی جہاں ہما

Marfat.com

قیام ہے وہیں تمہارا بھی قیام ہوگا گو وہ ہماری حویلی نہیں وہاں ہمارا قیام عارضی ہے تم اب مہمان خانے نہیں جاؤ گی جب تک ہم انطاکیہ میں ہیں انطاکیہ میں ہمارے ساتھ رہو گی اس کے بعد جب ہم یہاں سے حمص جائیں گے تو تمہیں بھی اپنے ساتھ لے کر جائیں گے تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم تمہیں تنہا اور اکیلا نہیں چھوڑیں گے اس موقع پر میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اگر مارسمول نے تمہیں کسی موقع پر کسی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو وہ پھر خود بھی زندہ نہیں رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا جب خاموش ہوئی تب شوطار سوالیہ سے انداز میں وامس کی طرف دیکھنے لگی تھی منہ سے اس نے کچھ نہ بولا تھا۔

وامس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی پھر کہنے لگا۔

''مریشا ٹھیک کہتی ہے تم مہمان خانے نہیں ہمارے ساتھ چلوگی شوطار تم اس مارسمول کو اپنے ناقابل تسخیر ہوا بنانے کی کوشش نہ کرو وہ کس قدر بڑا تیغ زن ہے میں مقابلے کے میدان میں اندازہ لگا چکا ہوں میرے خیال میں اب ہمیں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے واپس جانا چاہئے اس کے ساتھ ہی تفکر بھرے انداز میں وامس نے مریشا کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔''

''مریشا! تم گھوڑوں کا کیا کر کے آئی ہو اگر تم انہیں دریا کے کنارے کھلا چھوڑ آئی ہو تو میرے خیال میں وہ تو ادھر ادھر ہو گئے ہوں گے۔''

مریشا مسکرائی اور بڑے میٹھے انداز میں کہنے لگی۔

''وہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتے اس لئے کہ میں دونوں کو آپس میں باندھ کر آئی ہوں۔''

مریشا کے اس جواب پر وامس مطمئن ہوگیا تھا پھر اس نے شوطار کی طرف دیکھا۔

''شوطار تم یہاں تک کیسے آئی ہو۔''

''اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر آئی ہوں۔'' شوطار نے جھٹ سے کہہ دیا تھا۔

''تمہارا گھوڑا کہاں ہے۔'' وامس نے پھر پوچھ لیا۔

''وہ ذرا آگے درختوں کے ایک جھنڈ میں، میں نے اسے باندھ رکھا ہے۔''

جواب میں وامس حرکت میں آیا اور کہنے لگا۔

''آؤ پھر ادھر چلتے ہیں جہاں تمہارا گھوڑا بندھا ہوا ہے گھوڑے کو کھول کر دریا کے

Marfat.com

کنارے چلتے ہیں۔"

تینوں واپس ہو لئے پہلے اس جگہ گئے جہاں شوطار کا گھوڑا بندھا ہوا تھا آگے بڑھ کر وامس نے گھوڑا کھولا دونوں دریا کے کنارے اس جگہ آئے جہاں مریشا دونوں گھوڑوں کی باگیں آپس میں باندھ کر گئی تھی دونوں گھوڑے وہاں کھڑے تھے۔

وامس نے آگے بڑھ کر دونوں گھوڑوں کی باگیں کھولیں پھر تینوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور واپس انطاکیہ شہر کی طرف جا رہے تھے۔

تینوں حویلی میں داخل ہوئے تینوں گھوڑوں کو اصطبل میں باندھا گیا پھر وامس اور مریشا شوطار کو لے کر حویلی میں جب داخل ہوئے تو سامنے ہی وردان اور اس کی بیوی میخالہ کھڑے تھے مریشا کو دیکھتے ہی میخالہ بول پڑی۔

"بیٹی آج تو تمہیں گھوڑ دوڑ کے لئے نہیں جانا چاہئے تھا اس لئے کہ دعوت کے سارے انتظامات تم ہی نے کرنے ہیں تمہارے بھائی سے کہا تھا پر وہ بھی بہانہ بنا کر چلا گیا ہے کہ اسے اپنے کچھ جاننے والوں سے ملنا ہے اچھا ہوا تم اپنے ساتھ شوطار کو بھی لے آئی ہو تمہارے ساتھ یہ بھی کچھ کاموں کی نگرانی کرلے گی گو اس کی حیثیت آج ہمارے ہاں مہمان کی سی ہے پر یہ بیٹی ہے آج یہ مہمان بھی ہوگی اور میزبان بھی۔"

میخالہ جب خاموش ہوئی تب مریشا اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"ماں یہ صرف میزبان ہوگی مہمان نہیں میں اسے اپنے ساتھ لے کر آئی ہوں یہ مہمان خانے میں قیام نہیں کرے گی جب تک ہمارا قیام یہاں ہے یہ بھی میرے ساتھ میرے کمرے میں ٹھہرے گی اور جب ہم یہاں سے حمص کی طرف کوچ کر جائیں گے تو یہ بھی میرے ساتھ جائے گی اس لئے کہ اس نے فیصلہ کرلیا ہے کہ یہ واپس قسطنطنیہ نہیں جائے گی۔"

مریشا کے ان الفاظ پر اس کی ماں میخالہ خوش ہوگئی تھی اور کہنے لگی۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہے یہ تمہارے ساتھ رہے گی اور پھر اس کے بعد تمہارے ساتھ حمص جائے گی اب تم دونوں آؤ جو انتظامات کرنے ہیں میں ان کی تفصیل تمہیں بتا دیتی ہوں۔"

اس کے ساتھ مریشا اور شوطار دونوں میخالہ کے ساتھ چلی گئی تھیں جبکہ وامس اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

اسی روز ہرکولیس اور اس کا بیٹا قسطنطین انطاکیہ کے قصر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ہرکولیس کی بڑی بیٹی کیتھرائن نمودار ہوئی اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دھیمی سی آواز میں ہرکولیس کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''بابا! آپ نے مجھے بلایا ہے۔''

ہرکولیس کے چہرے پر گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی پہلے اس نے اثبات میں سرہلایا پھر اپنے قریب ہی نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے گا۔

''آؤ بیٹھو بیٹی میں نے تمہیں بلایا ہے پر یہ کہو کہ توما کہاں ہے۔''

ہرکولیس نے اپنی بیٹی کیتھرائن کے شوہر اور اپنے بہترین سالار توما سے متعلق پوچھا تھا جس پر کیتھرائن کہنے لگی۔

''وہ میرے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔''

تھوڑی دیر بعد توما بھی اس کمرے میں داخل ہوا ہرکولیس کو تعظیم دیتے ہوئے وہ آگے بڑھ کر کیتھرائن کے پاس بیٹھ گیا تھا پھر گفتگو کا آغاز ہرکولیس نے کیا تھا۔

''میں تم دونوں میاں بیوی کے سپرد ایک ضروری کام کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لئے تم دونوں سے مناسب کوئی اور نہیں ہوسکتا۔''

ہرکولیس جب خاموش ہوا تب کسی قدر پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے توما کہنے لگا۔

''کیا یہ کوئی مشکل کام ہے اور کیا ہمیں کسی لمبی مہم پر نکلنا ہے۔''

جواب میں ہرکولیس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے دیکھو گزشتہ کئی دنوں سے ہربیس ایک کام کے سلسلے میں میرے پیچھے پڑا ہوا ہے دراصل بات یہ ہے کہ ہربیس دوردان کی بیٹی مریشا کو پسند کرتا ہے وہ مجھ سے کئی بار کہہ چکا ہے کہ میں اس سلسلے میں وردان سے بات کروں اور مریشا

Marfat.com

کی منگنی کا اہتمام ہربیس سے کرا دوں۔

اب میں یا قسطنطین خود اس موضوع پر وردان سے بات تو نہیں کر سکتے اسی بناء پر میں نے تم دونوں کو بلایا ہے کہ تم میری اور ہربیس کی طرف سے وردان کے ہاں جاؤ اور اس رشتے سے متعلق وردان اور اس کی بیوی میخالہ دونوں سے بات کرو اس موقع پر میں یہ بھی پسند کروں گا کہ مریشا کی رضا مندی کو بھی جانا جائے اگر وہ اس رشتے پر آمادہ ہو تو پھر میں چاہوں گا کہ ایک دو دن تک ہربیس کی منگنی مریشا سے کر دی جائے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر توما کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

'' توما میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہربیس تمہارے بہترین دوستوں میں سے ہے لہٰذا مجھے امید ہے کہ اپنی طرف سے تم پوری کوشش کرو گے کہ ہربیس کو مریشا کا رشتہ مل جائے کیتھرائن بھی تمہارے ساتھ جائے گی دونوں میاں بیوی پہلے وردان اور میخالہ سے بات کرنا اگر وہ دونوں اس رشتے کے لئے رضا مند ہو جائیں تو پھر مریشا کو علیحدگی میں لے جا کر اس موضوع پر بات کرنا اگر وہ بھی رضا مند ہو تو پھر بات ختم ہو جائے گی میں ہربیس اور مریشا کی منگنی کا اہتمام کر دوں گا۔

اگر وردان اور میخالہ دونوں رضا ہوں اور مریشا اپنی رضا مندی کا اظہار نہ کرے تب بھی یہ رشتہ نہیں کیا جائے گا اور اگر وردان اور میخالہ دونوں میاں بیوی اس رشتہ سے انکار کر دیں اور جب تم علیحدگی میں مریشا سے بات کرو اور وہ اس پر رضا مندی کا اظہار کر دے تب بھی مجھے آ کر بتانا میں اس سلسلے میں وردان اور میخالہ سے بات کرتے ہوئے انہیں بھی رضا مند کرنے کی کوشش کروں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر دوبارہ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

'' میرے خیال میں اب تم دونوں وقت ضائع نہ کرو جاؤ اس سلسلے میں وردان اور میخالہ سے بات کرو پھر واپس آ کر مجھے ان کے ردعمل سے مطلع کرو۔''

ہرکولیس کے کہنے پر توما اور کیتھرائن دونوں میاں بیوی اٹھ کھڑے ہوئے تھے قصر سے نکل کر وہ وردان کی حویلی کا رخ کر رہے تھے۔ جب وہ حویلی میں داخل ہوئے تو حویلی میں وہ لوگ جو وردان اور اس کے اہل خانہ کی خدمت پر مامور تھے انہوں نے توما اور کیتھرائن کو مہمان خانے میں بٹھایا پھر ان دونوں کی آمد کی اطلاع وردان اور میخالہ کو کی دونوں میاں بیوی جب دیوان خانے میں داخل ہوئے تو وہاں توما اور کیتھرائن بیٹھے

Marfat.com

ہوئے تھے آگے بڑھ کر وہ بڑے پرجوش انداز میں ان سے ملے جب وردان اور میخالہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تب توما نے انہیں مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"میں اور کیتھرائن آج ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور اس کام کے لئے ہمیں محترم ہرکولیس نے روانہ کیا ہے۔"

اس موقع پر پریشانی کے انداز میں وردان اور میخالہ دونوں میاں بیوی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا وردان، توما کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی توما بول اٹھا۔

"آپ دونوں پریشان نہ ہوں ہم ایک اچھے کام کے سلسلے میں آئے ہیں دراصل ہربیس گزشتہ کئی دنوں سے ہرکولیس کے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ اس کے رشتے کے لئے آپ سے بات کی جائے۔

آپ جانتے ہیں ہربیس میرا بہترین دوست ہے ایک اچھا مخلص اور خیال رکھنے والا انسان ہے میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں کہ وہ گزشتہ کئی ماہ سے مریشا کو پسند کر چکا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے پہلے اس نے مجھ سے التماس کی کہ مریشا کے سلسلے میں میں آپ سے بات کروں لیکن میں نے اسے مشورہ دیا کہ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کرسکتا ہرکولیس سے بات کرو تب اس نے ہرکولیس سے بات کی اب ہرکولیس نے مجھے اور کیتھرائن کو بھیجا ہے کہ اس موضوع پر ہم آپ سے بات کریں اب آپ بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں۔"

توما جب خاموش ہوا تب وردان اور میخالہ تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ کھسر پھسر کرتے رہے صلاح مشورہ ہوتا رہا اس کے بعد وردان نے توما اور کیتھرائن کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"اگر ہربیس مریشا کو پسند کرتا ہے اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانا چاہتا ہے تو مجھے اور میری بیوی کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہم اس رشتے کے لئے رضامند ہیں لیکن ہمیں چند دن کی مہلت دی جائے اس سلسلے میں ہم مریشا سے بھی بات کریں گے آخری فیصلہ وہی ہوگا جو مریشا کہے گی۔"

وردان جب خاموش ہوا تب اس موقع پر کیتھرائن بول اٹھی۔

"مریشا سے آپ کو صلاح مشورہ کی ضرورت نہیں آپ نے اس رشتے سے ہاں کر دی ہے آپ کی بڑی مہربانی اس کے لئے میں اور توما دونوں میاں بیوی آپ کے

Marfat.com

ممنون ہیں لیکن فوقیت مریشا کے فیصلے کو دی جائے گی بابا نے مجھے کہا ہے کہ اگر آپ دونوں میاں بیوی اس رشتے کے لئے رضا مند ہو جائیں تو اس کے بعد مریشا سے اس موضوع پر گفتگو کی جائے گی اگر مریشا انکا کردے تو پھر اس کا انکار ہی آخری فیصلہ ہوگا کوئی اس پر دباؤ نہیں ڈالے گا۔"

کیتھرائن کے ان الفاظ پر وردان اور میخالہ دونوں خوش ہوگئے تھے اس پر وردان اٹھ کھڑا ہوا میخالہ کو بھی اٹھنے کے لئے کہا پھر کیتھرائن کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"بیٹی! میں مریشا کو یہیں بھیجتا ہوں آپ دونوں خود اس سے گفتگو کرلیں ہم دونوں میاں بیوی اس کے ساتھ نہیں رہیں گے اس لئے کہ ہماری موجودگی میں وہ ہچکچاہٹ محسوس کرے گی اپنے دلی جذبات اور خواہشات کا اظہار نہیں کرسکے گی۔"

اس کے ساتھ ہی وردان اور میخالہ دونوں دیوان خانے سے نکل گئے تھے۔توما اور کیتھرائن دونوں دیوان خانے میں بیٹھ کر انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ دیوان خانے میں مریشا داخل ہوئی تھی آگے بڑھ کر وہ کیتھرائن سے گلے ملی پھر ان دونوں میاں بیوی کے سامنے ہو بیٹھی پھر کسی قدر خدشات کا اظہار کرتے ہوئے اس نے کیتھرائن کو مخاطب کیا۔

"بابا اور اماں کہہ رہے تھے کہ آپ کسی اہم موضوع پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں کہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

مریشا کے اس استفسار پر توما بڑے غور سے کیتھرائن کی طرف دیکھنے لگا تھا جبکہ کیتھرائن کے چہرے پر ہلکا ہلکا تبسم تھا پھر مریشا کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

"مریشا میری بہن! ہم واقعی ایک انتہائی اہم موضوع پر تم سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور اس موضوع پر اس سے پہلے ہم تمہارے بابا اور اماں سے گفتگو کر چکے ہیں انہوں نے سارا معاملہ تم پر چھوڑا ہے جس کی بناء پر اب اس موضوع پر گفتگو ہوگی۔ مریشا میری بہن! معاملہ کچھ یوں ہے کہ ہربیس میرے شوہر توما کا بہترین دوست ہے تم بھی اسے جانتی ہو وہ تمہیں ایک عرصے سے پسند کر رہا ہے تم سے محبت کرتا ہے پہلے اس نے توما سے کہا کہ وہ اس کے دل کی بات تم تک پہنچائے لیکن اس نے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا ناچار یہ معاملہ ہربیس نے میرے بابا کے سامنے پیش کیا اب بابا نے ہمیں آپ لوگوں کی طرف بھیجا ہے دراصل ہربیس تم سے شادی کرنے

Marfat.com

خواہش مند ہے اس سلسلے میں تمہاری مرضی اور تمہاری رضا مندی جاننا چاہتے ہیں کہ تم ہربیس سے شادی کرنے کے لئے رضا مند ہو یا نہیں۔''

اس موقع پر مریشا کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر بغیر کسی جھجک بغیر کسی توقف کے وہ کیتھرائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''کیتھرائن! میری بہن میں اس رشتے سے انکار کرتی ہوں میں ہربیس کو پسند نہیں کرتی۔''

مریشا کے اس جواب پر توما ہی نہیں کیتھرائن بھی دنگ رہ گئی تھی پھر کیتھرائن نے اسے مخاطب کیا

''ہم نے جو سوال کیا اس کا جواب دینے میں نہ تم نے کوئی توقف سے کام لیا نہ سوچا جھٹ سے تم نے جواب دے دیا۔ اس سے میں سمجھتی ہوں دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

پہلی یہ کہ کسی مناسب جگہ پر ہربیس پہلے ہی تم سے محبت کا اظہار کر چکا ہے اور تم انکار کر چکی ہو۔

دوسرا پہلو یہ بھی نکلتا ہے کہ تم کسی اور کو چاہتی ہو اس سے محبت کرتی ہو اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا آخری فیصلہ کر چکی ہو۔''

مریشا کے لبوں پر خوش کن تبسم نمودار ہوا کیتھرائن کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''کیتھرائن! میری بہن تمہارے دونوں اندازے درست نہیں ہیں نہ تو کبھی ہربیس سے علیحدگی سے میری ملاقات ہوئی ہے اور نہ کبھی اس نے مجھ سے اظہار محبت کیا ہے اور نہ ہی میں نے اس کی کسی پیشکش کا انکار کیا ہے۔ آپ کا دوسرا اندازہ یہ کہ میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں اور اسے اپنی زندگی کا ساتھی چن چکی ہوں یہ بھی درست نہیں ہے بہرحال میرا یہ آخری فیصلہ ہے کہ میں کسی بھی صورت ہربیس سے شادی نہیں کروں گی یہ میرا آخری یا اسے دوسرے الفاظ میں کہہ سکتی ہیں کہ یہ میرا قطعی فیصلہ ہے۔''

اس موقع پر توما مریشا کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے ہاتھ کے اشارے سے کیتھرائن نے روک دیا اور پھر کیتھرائن خود مریشا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری بہن اس سلسلے میں تم سے کوئی یہ سوال نہیں کر سکتا کہ تم نے اس رشتے سے انکار کیوں کیا اس لئے کہ تمہارا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا اور کوئی اس معاملے میں نہ جبر کر سکتا ہے نہ زیادتی اب جاؤ بابا اور اماں کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ اس موضع پر ہم ان

Marfat.com

سے بات کریں اور پھر ہم جائیں اس لئے کہ میرے بابا بڑی بے چینی سے ہم دونوں کا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

مریشا اپنی جگہ پر اٹھی اور اس کمرے سے باہر نکل گئی تھی تھوڑی دیر بعد اس کمرے میں وردان اور میخالہ دونوں داخل ہوئے اور جن نشستوں سے اٹھ کر گئے تھے وہیں بیٹھ گئے ان کے بیٹھنے کے بعد کیتھرائن نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا تھا۔

"آپ دونوں کی غیر موجودگی میں ہم نے مریشا کے ساتھ تفصیل سے بات کی ہے اس نے اس رشتے سے صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ یہ اس کا آخری اور قطعی فیصلہ ہے اب میں اور توما جائیں گے اس لئے کہ بابا انتظار کر رہے ہوں گے آپ اس سلسلے میں یا اس موضوع پر مریشا سے مزید کوئی بات نہیں کیجئے گا اس لئے کہ بابا نے ہمیں یہ حکم دے کر بھیجا تھا کہ اگر مریشا اس رشتے سے انکار کر دیتی ہے تو بات آگے نہیں بڑھائی جائے گی اس لئے کہ مریشا کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہوگا۔"

کیتھرائن جب خاموش ہوئی تب اس کی طرف بڑی ممونیت سے دیکھتے ہوئے میخالہ کہنے لگی۔

"بیٹی! تم جانتی ہو کہ مریشا ہماری اکلوتی بیٹی ہے ہم اس پر جبر اور اس پر............"

میخالہ اپنی بات مکمل نہ کر سکی، اس لئے کہ کیتھرائن اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔

"میخالہ! اس پر نہ کوئی جبر کرے گا نہ زیادتی اس لئے کہ اس کی رضا مندی ہی آخری فیصلہ ہے میں اور توما اب جاتے ہیں آپ دونوں فکر مند نہ ہوں مریشا کے اس جواب سے ہم مطمئن اور خوش ہیں بابا بھی کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کریں گے ہم تو صرف مریشا کی رضا مندی جاننے کے لئے آئے تھے وہ ہم جان چکے۔"

اس کے ساتھ ہی توما اور کیتھرائن دونوں نے وردان اور میخالہ سے اجازت لی اور باہر نکلے صدر دروازے تک وردان اور میخالہ ان دونوں کے ساتھ آئے پھر توما اور کیتھرائن وہاں سے نکل گئے تھے۔

توما اور کیتھرائن دونوں انطاکیہ کے قصر کے اس کمرے کے قریب آئے جہاں ہرکولیس اور قسطنطین بیٹھے ہوئے تھے تب اس کمرے کے دروازے کے قریب ہی انہیں ہرکولیس کی چھوٹی بیٹی اور کیتھرائن کی چھوٹی بہن زوزان مل گئی توما اور کیتھرائن کو دیکھتے

Marfat.com

ہی وہ بڑی بے تابی سے ان کی طرف بڑھی پھر اپنی بہن کیتھرائن کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"میری بہن جو معاملہ آپ طے کرنے کے لئے گئی تھی اس کا کیا بنا۔"

کیتھرائن نے اس کی طرف انجانے پن سے دیکھا پھر پوچھ لیا۔

"تمہارا اشارہ کس کام کی طرف ہے۔"

کیتھرائن کے اس جواب پر زوزان کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا پھر کہنے لگی۔

"میں ابھی بابا سے مل کر آ رہی ہوں بھائی بھی وہیں بیٹھے ہوئے ہیں اور تم دونوں کا انتظار کر رہے ہیں جس کام کے لئے تم دونوں میاں بیوی گئے تھے بابا نے اس کی تفصیل مجھ سے کہہ دی ہے۔ میرے خیال میں تم دونوں کو مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

زوزان جب خاموش ہوئی تب کیتھرائن مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری عزیز بہن ہم تم سے کچھ چھپا تو نہیں رہے۔"

"اگر چھپا نہیں رہے تو بتائیں کیا جواب لے کر آئے ہیں اور بابا کو آپ دونوں کیا کہیں گے۔"

کیتھرائن نے اپنی چھوٹی بہن زوزان کی طرف غور سے دیکھا پھر کہنے لگی۔

"جواب نفی میں ہے اور اگر تم تفصیل جان ہی چکی ہو تو اس معاملے میں ہربیس کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

کیتھرائن کے اس جواب پر زوزان خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہربیس سے بڑھ کر اس مریشا کو کیا چاہئے کیا وہ اپنی خوبصورتی اپنے حسن پر کچھ زیادہ ہی نہیں اترانے لگ گئی ایک سالار کی بیٹی ہے کسی حکمران کی لخت جگر تو نہیں ہے حکمرانوں اور حکمرانوں کے بیٹوں کے خواب دیکھتی پھرے میں تو سمجھتی ہوں ہربیس کو ٹھکرا کر اس نے اپنی بدقسمتی اور اپنی بدبختی پر مہر لگانے کی کوشش کی ہے۔"

زوزان کی اس گفتگو کو کیتھرائن نے ناپسند کیا تھا کہنے لگی۔

"میری بہن! تمہیں مریشا سے متعلق ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ وہ اچھی لڑکی ہے اور پھر اسے اپنی خوبصورتی اور حسن پر اترانا چاہئے اس لئے کہ انتہا درجہ کی حسین اور خوبصورت ہے اور سب لوگ اس کی ان صفات کی تعریف بھی کرتے ہیں۔"

اس موقع پر زوزان نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''میں دیکھتی ہوں آپ اکثر و بیشتر اس کی تعریف کرتی رہتی ہیں بلکہ میں نے کئی مواقع پر آپ کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ وہ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین ہے۔''

کیتھرائن نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''زوزان! اگر کسی کے پاس کوئی اچھی چیز ہو تو اس کے خلاف حسد سے کام نہیں لینا چاہئے میں اب بھی تمہارے منہ پر کہتی ہوں کہ مریشا تم سے کہیں زیادہ خوبصورت اور حسین ہے زوزان تم میری بہن ہو بہن ہونے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کسی کو اس کے حق سے محروم کر دیا جائے۔

زوزان! تم خود بھی تسلیم کرتی ہوں کہ مریشا انتہاء کی خوبصورت اور حسین ہے رومن لڑکیوں میں اگر اس کے حسن اور اس کی خوبصورتی کی پائے کی کوئی لڑکی ہے تو وہ صرف شوطار ہے اگر وہ دونوں سامنے کھڑی ہو جائیں پہلو سے پہلو ملا کر کسی کے سامنے آ جائیں تو کوئی یہ امتیاز نہیں کرسکتا کہ دونوں میں کون حسین اور خوبصورت ہے اس لئے کہ دونوں ہی اپنے حسن میں کمال کے درجہ پہنچی ہوئی ہیں۔ شوطار میں یہ خوبی ہے کہ حسین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک عمدہ قسم کی تیغ زن بھی ہے یہ اس کی خوبیوں میں سے مریشا کے مقابلے میں ایک زائد صفت ہے۔''

کیتھران کی اس گفتگو پر غصے اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے زوزان آگے بڑھ گئی جبکہ توما اور کیتھرائن دونوں میاں بیوی قصر کے اس کمرے میں داخل ہوئے تھے سامنے ہرکولیس اور قسطنطین اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسا وہ دونوں میاں بیوی ان کو چھوڑ کر گئے تھے جن نشستوں سے اٹھ کر گئے تھے آگے بڑھ کر ان پر بیٹھ گئے پھر کیتھرائن ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

''بابا! ہم نے وردان اور میخالہ سے بھی بات کی اور مریشا سے بھی وردان اور میخالہ کا تو یہ جواب تھا کہ یہ سارا معاملہ مریشا کی رضا مندی پر منحصر ہے اگر وہ مان جائے تو انہیں اس رشتے کے سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں۔

بابا! ان کے بعد ہم نے علیحدگی میں مریشا سے بات کی لیکن وہ اس رشتے کے لئے تیار نہیں ہربیس کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے سے انکار کرتی ہے اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اس کا قطعی فیصلہ ہے۔''

کیتھرائن کے ان الفاظ پر ہرکولیس یا قسطنطین میں سے کسی نے برا نہیں مانا بلکہ ہرکولیس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

”کیتھرائن میری بیٹی مریشا کو ایسا کرنے اور ایسا کہنے کا حق ہے اس لئے کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے بہرحال اس کی خوشی اور خوشنودی کو پامال کر کے یہ رشتہ نہیں کیا جاسکتا اب تم دونوں میاں بیوی جاؤ میں قسطنطین سے کہہ دیتا ہوں کہ مریشا کے جواب سے ہربیس کو مطلع کر دے۔“

اس کے ساتھ ہی توما اور کیتھرائن وہاں سے نکل گئے تھے جبکہ ہرکولیس اور قسطنطین بھی قصر کے اس کمرے سے چلے گئے تھے۔

❖

وردان کے ہاں مارسمول مرقیس اور شوطار کی بہترین دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا شوطار تو مریشا کے ساتھ دعوت کے انتظامات کرنے میں پیش پیش تھی سب نے بیٹھ کر اکٹھے کھانا کھایا کھانا کھانے کے بعد جب مریشا اور شوطار آپس میں گفتگو کرنے لگیں تب مارسمول مرقیس اور وامس بھی وہاں ان کے پاس بیٹھے رہے تھے جبکہ وردان اور میخالہ اٹھ کر اپنی خواب گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔

ان کے اٹھ کر جانے کے بعد مارسمول بھی اپنی جگہ سے اٹھا اٹھتے ساتھ ہی اس نے شوطار کی طرف دیکھا پھر کسی قدر خفگی بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”شوطار! ذرا باہر آؤ، میری بات سنو۔“

اس کے ساتھ ہی مارسمول اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اس موقع پر مرقیس اور شوطار دونوں بہن بھائی عجیب سے انداز میں کبھی وامس کبھی مریشا کی طرف دیکھ رہے تھے۔

دروازے کے قریب جا کر مارسمول نے بڑھ کے دیکھا اور انتہائی غصے اور غضبنا کی کا اظہار کرتے ہوئے اس نے شوطار کو پھر مخاطب کیا۔

”کیا تم نے میری آواز نہیں سنی میں نے تمہیں باہر بلایا ہے۔“

مارسمول کے ان الفاظ پر شوطار بے چاری کا رنگ پیلا ہوگیا تھا بدن اس کا لرزنے کانپنے لگا تھا اس کے سامنے بیٹھے اس کے بھائی مرقیس کی بھی حالت عجیب تھی مارسمول کے اس طرح غصے اور غضبنا کی بھرے انداز میں بلانے پر بھی شوطار جب اٹھ کر باہر نہ نکلی تب مارسمول انتہائی غصے میں چلا اٹھا۔

”شوطار تم باہر آتی ہو کہ میں تمہیں گھسیٹ کر باہر لے جاؤں۔“

لگتا تھا اب معاملہ کچھ ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔

Marfat.com

مریشا شوطار اور مرقیس تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہے وامس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتے دیکھ کر مارسول بھی کسی قدر پشمان اور شرمندی کا شکار دکھائی دے رہا تھا وامس دروازے کے قریب آ گیا آگے بڑھ کر اس نے مارسول کا بازو پکڑ لیا مارسول نے اپنا بازو چھڑانا چاہا لیکن چھڑا نہ سکا اس پر وامس بھی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم شوطار سے کیا کہنا چاہتے ہو میری بات سنو اس لئے کہ میں اب مریشا ہی نہیں شوطار کا بھی محافظ ہوں۔"

مارسول نے اپنا بازو چھڑانا چاہا لیکن چھڑا نہ سکا اور وامس اسے کھینچتا ہوا دیوان خانے کی طرف لے گیا تھا ساتھ ہی وامس نے آواز دے کر مرقیس کو بھی باہر بلایا اس پر مرقیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔

وامس مارسول کو کھینچتا ہوا دیوان خانے میں لے گیا مرقیس بھی پیچھے پیچھے دیوان خانے میں داخل ہوا تینوں نشستوں پر بیٹھ گئے اس کے بعد بے پناہ غصہ کا اظہار کرتے ہوئے وامس نے مارسول کو مخاطب کیا۔

"مارسول شوطار سے تمہارا انداز تخاطب مجھے پسند نہیں آیا اس موضوع کو آگے بڑھانے سے پہلے میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ شوطار سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔"

جھلائے ہوئے انداز میں مارسول کہنے لگا۔

"بس وہ میری ساتھی ہے اس کا بھائی مرقیس میرے بہترین دوستوں اور ساتھیوں میں سے ہے اور میں ایک طرح سے ان دونوں کا محافظ ہوں اور انہیں اپنے ساتھ قسطنطنیہ سے یہاں لے کر آیا ہوں اس کے علاوہ تیغ زنی کے فن میں مرقیس اور شوطار دونوں میرے شاگرد ہیں اس لحاظ سے بھی میری عزت کرتے ہیں۔"

مارسول کے الفاظ پر وامس کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"کس قسم کی عزت کرتے ہیں تمہاری تم نے تین بار شوطار کو بلایا اور تمہارا کہا نہ مانتے ہوئے وہ اپنی جگہ پر بیٹھی رہی ویسے مارسول ایک بات ہے جس انداز میں جس طریقے سے تم نے شوطار کو باہر آکر اپنی بات سننے کے لئے کہا ایسے تو کوئی شوہر اپنی بیوی کو بھی نہیں بلاتا تمہیں کیسے جرات اور ہمت ہوئی کہ تم اس انداز میں شوطار کو بلاؤ اسے باہر آنے کے لئے کہو جبکہ اس کا بھائی اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہو تمہیں اس موقع پر کسی کے نہیں تو کم از کم مرقیس کے جذبات کا خیال کرنا چاہئے تھا۔"

وامس جب خاموش ہوا تب ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مارسول کہنے لگا۔

Marfat.com

"واس ابوالہول! تم ہمارے ذاتی معاملے میں دخل اندازی نہ ہی کرو تو اچھا ہے یہ ہم تینوں کا معاملہ ہے میں جانوں شوطار اور مرقیس تم ایسے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش نہ کرو۔

ہم تینوں ایک عرصے سے ایک دوسرے کے جاننے والے ہیں تم نہ صرف اس شہر میں اجنبی ہو بلکہ ہم تینوں کے لئے بھی چند دن پہلے ناآشنا تھے لہٰذا ہمیں اپنے معاملات خود نبٹانے دو تم مداخلت نہ کرو۔"

اس بار واس نے بڑے نرم لہجے میں مارسمول کو مخاطب کر کے پوچھ لیا۔

"آخر تم شوطار سے کہنا کیا چاہتے ہو کھانے کے کمرے سے نکلتے ہوئے تم نے شوطار کو باہر بلایا تھا اگر تم اسے کچھ کہنا ہی چاہتے تھے تو بولو کیا کہنا چاہتے تھے۔"

مارسمول نے گھورنے کے انداز میں واس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"میں اسے یہ کہنا چاہتا تھا کہ وہ کافی دیر سے اپنی رہائش گاہ سے نکلی ہوئی تھی کہاں رہی اور پھر کھانا ہم کھا چکے ہیں اسے ہمارے ساتھ جانا چاہئے۔"

"تم اس کے کیا لگتے ہو کہ تم اس سے باز پرس کرو گے کہ وہ اتنی دیر سے اپنی قیام گاہ سے نکلی ہے لوٹ کر نہیں گئی اور یہ کہ کھانے کے بعد تم اپنے ساتھ اسے لے جانے کے مجاز ہو جب اس کا بھائی اس سے یہ سوال نہیں کرتا تو تم تیسری جگہ کون ہوتے ہو اس سے اس طرح کی باز پرس کرنے والے اس کے اعمال کا احتساب کرنے والے۔"

شرمندگی کے انداز میں مارسمول پھر کہنے لگا۔

"آخر اسے ہم دونوں کے ساتھ تو جانا ہی ہے۔"

"اسے تم دونوں کے ساتھ نہیں جانا واس نے فیصلہ کن انداز میں کہنا شروع کیا تھا اس نے مہمان خانے کی رہائش ترک کر دی ہے۔ یہاں محترم وردان کے ہاں قیام کرنے کی ٹھان لی ہے اور جس طرح مریشا نے مجھے اپنا محافظ مقرر کیا تھا اس طرح آج شوطار نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اس کے محافظ کے فرائض انجام دوں گا اور میں نے اس کی اس پیشکش کو قبول کر لیا ہے۔"

مارسمول میں ابھی تک اس لئے چپ رہا ہوں کہ تمہیں یہ خبر نہ تھی کہ مریشا کے ساتھ ساتھ میں شوطار کا بھی محافظ ہوں اب یہ بات چونکہ میں نے تمہارے ذہن میں ڈال دی ہے اب تم اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرنا جس انداز میں کھانے کے کمرے

Marfat.com

میں تم نے شوطار کو مخاطب کر کے بلایا تھا اس طرح آئندہ بلاؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

واس کے ان الفاظ پر مارسول بھڑک اٹھا۔

"تم کیا بگاڑ لو گے میرا......"

واس نے بھی کھا جانے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر طنزیہ سے انداز میں کہنے لگا۔

"مارسول! میں تمہارا بگاڑ تو کچھ نہیں سکتا میں تمہارے خلاف صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہاری گردن کاٹ سکتا ہوں۔"

اس دوران مارسول واس کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے واس پھر کہہ رہا تھا۔

"مارسول! کسی دھوکے کسی فریب کسی غلط فہمی میں نہ رہنا ...... یہ جو تم مجھے قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہو اس کی خبر مجھے ہو چکی ہے ...... مجھے نہیں مریشا کو بھی ہو چکی ہے اور تھوڑی دیر تک میرے خیال میں محترم وردان کو بھی اس معاملے کی بھنک پڑ جائے گی ...... مارسول! اپنی حدود سے باہر نہ نکلنا اپنی زیست کا جو تمہارا دائرہ ہے اس کے اندر ہی اپنے آپ کو متعین کر کے رکھنا ورنہ قسم خداوندی کی میں تیرا وہ حشر کروں گا کہ تو دنیا کے لئے عبرت بن جائے گا......تو میرے ساتھ تیغ زنی کا مقابلہ کر ہی چکا ہے...... میری ہنر مندی میری صناعی میرا انداز بھی دیکھ چکا ہے ...... مارسول! وہ تو صرف تیغ زنی کا مقابلہ تھا جس میں مقابلے کے دوران ایک دوسرے کو قطعی نقصان نہیں پہنچانا تھا زخمی نہیں کرنا تھا ...... جس روز میں اپنے زخمی ہوا اپنی خود کی دشمنی اور عداوت کی بناء پر تمہارے خلاف حرکت میں آیا تو میں پہلے سے تمہیں کہے دیتا ہوں میری تلوار تمہارے شانے پر گرے گی اور گھٹنوں تک تمہیں چیرتی ہوئی نکل جائے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد واس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر لے گیا پھر کہنے لگا۔

"مارسول! جو کچھ میں نے کہا ہے اس سلسلے میں تمہیں کوئی شک ہو تو اٹھو اس حویلی سے باہر نکلتے ہیں اور آج رات کی تاریکی میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کون کس پر حاوی ہوتا ہے اور کون کس کو قتل کرتا ہے اگر تم میرے قتل کے منصوبے آئندہ بھی بناتے رہے تو پھر یاد رکھنا میں تمہارے جسم کو دو حصوں میں کاٹ کر تمہاری لاش کے دونوں حصے

Marfat.com

رات کی کسی گہری تاریکی میں دریائے اورنٹس میں پھینک دوں گا اور کسی کو خبر تک نہیں ہوگی کہ مارسمول کہاں گیا ہے۔

مارسمول! جس طرح تم مجھے قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہو اس طرح اگر میں تمہارے خلاف منصوبے بناتا تو اب تک میں تمہیں لاش میں تبدیل کر چکا ہوتا لہٰذا میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ آئندہ محتاط ہو کر رہنا مجھے کسی بھی موقع پر اگر بھنک بھی پڑ گئی کہ تم مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہو یا نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو یا اس موضوع پر سوچ رہے ہو تو پھر میں برہنہ تلوار لے کر تم پر وارد ہوں گا زبان سے کام نہیں لوں گا اپنی تلوار کی دھار سے کام لوں گا جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ اس رکا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

''مارسمول! یہ تو میں نے اپنی ذات سے متعلق بات کی ہے ابھی مرقیس تمہارے ساتھ جائے گا اور اس کا قیام اسی مہمان خانے میں ہوگا میری اس گفتگو کے جواب میں مرقیس سے باز پرس کرنے کی کوشش کی اگر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو جس دن تم نے ایسا کیا یاد رکھنا وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔

تیسری بات یہ بھی سن لو کہ اگر اس گفتگو کے بعد تم نے شوطار کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو میں اس سے دس گنا بڑی انتقامی کارروائی کروں گا جسے تم برداشت نہیں کر سکو گے۔

مارسمول! اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم یہاں کوئی بڑی کارروائی کرنے کے بعد بھاگ کر قسطنطنیہ چلے جاؤ گے تو تمہیں وہاں بھی پکڑ کر بحیرہ باسفورس میں ڈبو کر رکھ دوں گا تمہیں زندہ نہیں رہنے دوں گا اس لئے میں تمہیں آخر تنبیہ دیتا ہوں کہ یہاں رہنا ہے تو شرافت سے رہنا۔ مجھے، مرقیس، شوطار یا مریشا میں سے کسی کو بھی تم نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو یاد رکھنا تمہاری گردن تمہارے دھڑ کے ساتھ نہیں رہے گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے وہ اس رکا پھر مرقیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مرقیس! ذرا شوطار کو بلا کر لاؤ یہ اس سے پوچھے کہ وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے کہ نہیں اگر وہ یہ کہے کہ وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا وہ اس کے ساتھ چلی جائے اور اگر وہ یہ کہہ دے کہ وہ نہیں جائے گی اور یہیں محترم وردان کی حویلی میں قیام کرے گی تو پھر اس کا فیصلہ آخری ہوگا اور مارسمول نے اس کے

Marfat.com

فیصلے کو بدلنے کی کوشش کی تو میں مارسمول کے جسم کی ہیئت تبدیل کر کے رکھ دوں گا اب اٹھو اور شوطار کو بلا کر لاؤ۔"

وامس کی اس ساری گفتگو سے مارسمول انتہا درجہ کا پریشان ہو گیا تھا اس کے لئے یہ انکشاف بڑی فکرمندی کی وجہ تھی کہ وامس کو پتا چل گیا ہے کہ وہ وامس کے قتل کے منصوبے بنا رہا ہے اس بناء پر وہ وامس کی اس ساری گفتگو کے جواب میں کچھ نہ کہہ سکا تھا۔ چپ چاپ اپنی نشست پر بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد مرقیس لوٹا اس کے ساتھ شوطار اور مریشا بھی تھیں مرقیس جہاں سے اٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا مرقیس کے قریب ہی شوطار بیٹھ گئی شوطار کے ساتھ مریشا ہو بیٹھی تھی اس موقع پر شوطار کو مخاطب کر کے وامس کہنے لگا۔

"شوطار یہ مارسمول تمہیں اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے اب تم ہی جواب دو کہ تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو کہ نہیں۔"

شوطار جھٹ سے وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں اس کے کہنے پر اس کے ساتھ کیوں جاؤں گی میرا اس سے کوئی رشتہ کوئی تعلق کوئی واسطہ نہیں ہے نہ میں اس کی داشتہ ہوں نہ لونڈی نہ خادمہ میں کسی بھی صورت اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی نہ میں اب مہمان خانے میں قیام کروں گی میری رہائش اب یہیں ہوگی۔"

اس موقع پر وامس نے مارسمول کی طرف دیکھا اور پھر کہنے لگا۔

"تم نے ایک سوال کا جواب سن لیا اب میں دوسرا سوال کرنے لگا ہوں شوطار جو جواب دے اسے غور سے سننا۔"

وامس نے پھر شوطار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

"شوطار! کیا مریشا کی طرح تم نے بھی مجھے اپنا محافظ مقرر کر لیا ہے کہ نہیں ...... اور اگر تم پہلے کی طرح مارسمول کے تحفظ میں رہنا چاہتی ہو تب بھی کہو......؟"

وامس کے خاموش ہونے پر شوطار پھر جھٹ سے بول اٹھی۔

"میں نے تمہیں اپنا محافظ مقرر کر لیا ہے یہ معاہدہ آج سے ہے جہاں تک اس مارسمول کا تعلق ہے تو نہ پہلے میں اس کے تحفظ میں تھی نہ اب۔ اس کی کچھ باتیں اور کچھ حرکتیں میری ناگواری کا باعث بنی ہیں لہٰذا میں اب اس کے ساتھ کوئی رابطہ کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا پسند نہیں کروں گی۔"

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار جب خاموش ہوئی تب وامس معنی خیز انداز میں مارسمول کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مارسمول! تمہارے سامنے بیٹھ کر شوطار نے جو کہا ہے میرے خیال میں تمہاری طبیعت تمہارے مزاج کی صفائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے میرے خیال میں اب تم یہاں بیٹھنا چاہو تو اس موضوع کے علاوہ کسی اور موضوع پر گفتگو کر سکتے ہو یہ موضوع یہیں ختم ہو چکا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس جب خاموش ہوا تب بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہوئے مارسمول بول اٹھا۔

''اب تک جو گفتگو تو نے کی ہے یہ میرے لئے دشنام کے خنجروں نوکیلی برچھیوں اور شیشے کے تراشوں سے کم نہیں ہے میں ایسی باتیں سننے کا عادی ہوں نہ اپنی آگاہی سے لے کر اپنی جوانی تک کسی سے اس قسم کی گفتگو سنی ہے ایسی گفتگو کر کے تم کیا خود محسوس نہیں کرتے کہ تم اپنے حصار اپنی حدود سے باہر نکل کر گفتگو کر رہے ہو تمہیں گفتگو کرنے سے پہلے اپنی ذات اپنی شخصیت کا جائزہ لینا چاہئے۔

تم ایک غلام ہو اور ایک غلام نوحے بانٹتی تاریکی میں کھڑا ہو کر شیشے کے خواب دیکھتا اچھا نہیں لگتا غلام کی حیثیت ہمارے ہاں سوکھے پتوں، ٹوٹے آئینوں اور بجھی بکھرتی راکھ سے زیادہ نہیں ہوتی تم جیسے غلاموں کے پاؤں تلے کوئی دھرتی نہیں ہوتی ان کے سر پر کوئی سایہ نہیں ہوتا میں آزاد آدمی ہوں اپنی ذات کا بے پناہ سمندر ہوں اور غلامی میرا مقسوم نہیں ہے لہٰذا اب تک جو گفتگو تم نے مجھ سے کی ہے اس لحاظ سے ایک غلام ہو کر تم نے ایک آزاد آدمی کا تمسخر اڑایا ہے۔''

مارسمول کے ان الفاظ کو شوطار اور مریشا نے بری طرح محسوس کیا تھا شوطار بے چاری تو بے بس تھی خاموش رہی لیکن احتجاجی انداز میں کبھی کبھی مریشا کی طرف ضرور دیکھ لیتی تھی اس موقع پر مریشا بارود کی طرح پھٹ پڑی۔

''مارسمول! اپنے حواس میں رہ کر بات کرو جس کو تم غلام کہہ رہے وہ اپنی ذات میں آزاد ہے بلکہ تم غلام ہو بھرے میدان میں تمہیں تیغ زنی کے علاوہ طاقت اور قوت میں زیر کر کے کیا اس نے یہ ثابت نہیں کیا کہ یہ تمہیں اپنا غلام بنا چکا ہے۔

مارسمول! اگر تم آج اس گھر میں مہمان کی حیثیت سے نہ آئے ہوتے تو جو الفاظ تم نے وامس کے لئے استعمال کئے ہیں قسم خداوند کی میں تمہارا منہ نوچ لیتی لیکن تم

Marfat.com

مہمان کی حیثیت سے یہاں آئے ہو لہٰذا میں برداشت کرگئی ہوں وامس اس گھر میں غلام نہیں ہے بلکہ اس گھر کا ایک فرد ہے اور فرد بھی انتہا درجہ کا قابل احترام اب بولو تم مزید کیا کہتے ہو۔"

مریشا کی اس گفتگو کو مارسمول نے خاصا محسوس کیا تھا غصے میں اٹھ کھڑا ہوا اور پاؤں پٹختا ہوا باہر نکل گیا تھا اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد مرقیس بھی اپنی جگہ سے اٹھا وامس اور مریشا سے اجازت لی پھر بڑے پیارے انداز میں اس نے اپنا ہاتھ شوطار کے سر پر رکھا اور اسے محبت میں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میری بہن تو یہیں رہ یہ تیرے لئے بہترین اور محفوظ ٹھکانہ ہے جب تک تو یہاں محترم وردان کے ہاں قیام کئے رکھے گی مارسمول تمہیں نقصان پہنچانے کی جرات نہیں کرے گا اور پھر مزید یہ کہ یہاں وامس ہے وامس سے ٹکرا کر مارسمول ہار چکا ہے لہٰذا اس کے سامنے بھی کسی قسم کی گستاخی یا زیادتی کرنے کی جرأت نہیں کرے گا میں اب جاتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی مرقیس بھی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دیوان خانے سے نکل گیا تھا۔

O❖O

Marfat.com

جس وقت خالد بن ولیدؓ مرتد اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں اور عراق کے اندر اپنی مہموں میں مصروف تھے اس وقت شام کی طرف سے بھی حالات خراب ہونا شروع ہو گئے تھے رومنوں نے اپنے قومی تعصب کے اندھے جوش میں سرحدی علاقوں کے باشندوں کی زندگی کو دشوار کر کے رکھ دیا تھا۔ مطلق العنان شہنشاہیت کے ساتھ جس قدر ناانصافی اور بے رحمیوں کے تصورات وابستہ کئے جا سکتے تھے رومن اس سے کہیں بڑھ کر ظلم اور بربریت کا کھیل کھیل رہے تھے اپنے آپ کو دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ قابل احترام خیال کئے جاتے تھے دوسری اقوام کو غلام بنانا اور ان کی عزت و ناموس سے کھیل جانا ان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔

اس کے علاوہ رومن چونکہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد نا صرف خود مسلمانوں کے سرحدی علاقوں کی طرف چھیڑ چھاڑ کرنے لگے تھے بلکہ انہوں نے غیر مسلم عرب قبائل کی بھی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے انہیں مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے کی ترغیب دی تھی ساتھ ہی رومن ایرانیوں سے اپنی برسوں کی دشمنی کو فراموش کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ایرانیوں سے بھی اتحاد کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی تدبیریں کرنے لگے تھے۔

یہ ساری خبریں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچ رہی تھیں اس وقت خالد بن ولیدؓ عراق میں اپنی مہموں میں مصروف تھے لہٰذا رومنوں کی کسی سازش یا ان کی کسی یورش کو روکنے کے لئے آپ نے چار لشکر تیار کئے۔

ان چاروں لشکروں کو ارض شام کی طرف مختلف سمتوں میں رومنوں کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

ایک لشکر یزیدؓ بن ابوسفیان کی کمانداری میں تھا انہیں دمشق کی طرف روانہ کیا گیا تھا۔

Marfat.com

دوسرا لشکر شرجیلؓ بن حسنہ کی کمانداری میں تھا انہیں شرق اردن بھیجا گیا تیسرا لشکر ابوعبیدہؓ بن جراح کی سرکردگی میں تھا انہیں خلیفہ وقت حضرت ابوبکرؓ نے حمص کی طرف روانہ کیا تھا چوتھے لشکر کی سالاری عمروؓ بن العاص کر رہے تھے اور انہیں فلسطین کی طرف رواہ کیا تھا اور ان سب لشکریوں کے سپہ سالار اعلیٰ ابوعبیدہؓ بن جراح مقرر کئے گئے تھے۔

مسلمانوں کے چاروں لشکر جس وقت ارض شام میں داخل ہوئے تو رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس نے ایک بہت بڑا لشکر ان کے مقابلے کے لئے جمع کرلیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ ہر ایک اسلامی لشکر کا مقابلہ الگ الگ کیا جائے اس طرح مسلمانوں کی قوت کو مختلف حصوں میں بانٹ کر کمزور کیا جائے اور ان کے مقابلے میں اپنے بڑے بڑے لشکر بھیج کر انہیں زیر کرلیا جائے۔

رومنوں کے بڑے بڑے لشکروں کو دیکھتے ہوئے ان کی کثیر تعداد کا اندازہ لگاتے ہوئے ارض شام میں مسلمانوں کے جس قدر لشکر تھے انہوں نے محسوس کیا کہ مسلمان شاید فرداً فرداً اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ نہ کرسکیں لہٰذا ابوعبیدہؓ بن جراح سے ان اندیشوں کا اظہار کیا گیا جواب میں اس صورت حال سے متعلق ابوعبیدہؓ بن جراح نے خلیفہ وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق سے مشورہ طلب کیا۔ ابوعبیدہؓ بن جراح نے مدینہ منورہ کی طرف قاصد بھجوایا اور آپ کے ماتحت کام کرنے والے سالاروں نے جو جو صورت حال بیان کی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گوش گزار کی یہ حالات سن کر آپ کو بڑی تشویش ہوئی اور آپ نے سوچا اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ سے موزوں کوئی اور سالار نہیں ہے چنانچہ جس وقت خالدؓ بن ولید عراق کی اپنی مہموں سے فارغ ہوئے تب حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ایک خط خالد بن ولیدؓ کے نام لکھا اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

"یہ خط عبداللہ عتیقؓ بن ابی قحافہ کی طرف سے خالد بن ولیدؓ کے لئے ہے تم پر سلام ہو سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور سلام اور درود ہو حضور ﷺ کی مقدس ذات پر۔

میں نے تمہیں رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے سارے عساکر کا نگران اعلیٰ مقرر کیا ہے پس اللہ غالب اور بزرگ کی

Marfat.com

خوشنودی کے لئے تم ارض شام کی طرف جلد روانہ ہو جاؤ اور دشمنان خدا سے لڑو تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔''

اپنے خط کے آخر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لکھا۔

''اے مسلمانو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دلا دے اور تحقیق میں نے تم کو ابوعبیدہؓ اور ان کے دوسرے سالاروں اور لشکریوں پر سردار مقرر کر دیا ہے۔''

خط لکھوا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک شخص نجم بن مفرح کے ہاتھ خالدؓ بن ولید کی طرف روانہ کیا خالدؓ بن ولید ان وقت ایران و عراق کی بیشتر مہموں میں کامیابی حاصل کر چکے تھے ایرانیوں پر ان کا ایک طرح سے خوف طاری ہو گیا تھا اور اب وہ ایرانیوں کے شہر قادسیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کا خط انہیں ملا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کا خط پڑھ کر خالد بن ولیدؓ نے انتہائی عقیدت سے کہا۔

''خدا اور خلیفہ رسول ﷺ کا حکم سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔''

اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی ہدایت کے مطابق جس قدر لشکر آپ کے ساتھ تھا اس کا نصف اپنے ایک ساتھی اور صحابی مثنیٰؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں عراق میں چھوڑا تاکہ وہاں اپنی مہموں کو جاری رکھیں اور باقی لشکر کے ساتھ آپ نے ارض شام کی طرف روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

❖

ارض شام میں اس سے پہلے ہی کیونکہ مسلمانوں کے چار لشکر کام کر رہے تھے جن کے کماندار ابوعبیدؓ بن جراح عمروؓ بن العاص، یزیدؓ بن ابوسفیان اور شرجیلؓ بن حسنہ تھے اور اب کیونکہ ان چاروں لشکروں کا سالار اعلیٰ خالدؓ بن ولید کو مقرر کر دیا گیا تھا اور خالد بن ولیدؓ نے بھی لشکر لے کر ارض شام کا رخ کرنا تھا لہٰذا اپنے کوچ کے وقت آپ نے ایک خط ابوعبیدہؓ بن جراح کے نام لکھا اور ایک صحابی احمدؓ بن طفیل دوسی کے ہاتھ وہ خط ابوعبیدہؓ بن جراح کی طرف روانہ کیا۔

اس خط کا مضمون کچھ یوں تھا۔

Marfat.com

''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے مسلمانوں کے سارے
لشکریوں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے پس جب تک میں نہ آؤں آپ
لوگ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوں۔

ابوعبیدہؓ بن جراح کے نام یہ خط بھجوانے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اپنے کوچ کی تیاریاں کیں آدھا لشکر انہوں نے پہلے ہی اپنے ساتھی سالار مثنیٰ بن حارثہؓ کے حوالے کر دیا تھا تا کہ وہ ایران اور عراق کے اندر اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں باقی آدھے لشکر کو لے کر انہوں نے ارض شام کا رخ کیا تھا۔

سب سے پہلے خالد بن ولیدؓ اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ حدردا کے مقام پر پہنچے یہاں خالدؓ بن ولید کی راہ روکنے کے لئے دشمنوں کا ایک لشکر پہلے سے جمع ہوگیا تھا ان کا ارادہ تھا کہ وہ کسی بھی صورت خالدؓ بن ولید کو عراق سے نکل کر ارض شام کا رخ نہیں کرنے دیں گے ایسا شاید وہ رومنوں کی شہ پر کر رہے تھے لہٰذا خالدؓ بن ولید جب حدردا کے مقام پر پہنچے تو وہاں جو دشمن کا لشکر تھا وہ آپ کی راہ روک کھڑا ہوا۔

گو راہ روکنے والوں کی تعداد زیادہ تھی اس کے باوجود خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھی آئینوں کو اجالنے والے کیمیا گروں صیقلی کا فن جاننے والے صناعوں اور حرف و صوت کے ہنر مندوں کی طرح ان کے خلاف حرکت میں آئے ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کی اور دیکھتے ہی دیکھتے خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ ان پر احساس کو شعور کی دولت افکار کو عمل کی بصیرت اور روحوں کو زندگی کی حرارت دے دینے والے عناصر کی طرح حملہ آور ہوئے اور لمحوں کے اندر راہ روکنے والے لشکر کی راہ خالدؓ بن ولید نے وقت کی طنابوں میں منجمد لمحوں پیلی رتوں کے زہر اور کڑوے موسموں کی تخریب کاریوں سے بھی بدتر بنا کر رکھ دی تھی۔

حدردا کے مقام پر دشمن کو بدترین شکست دینے اور ان کا قلع قمع کرنے اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ پھر پیش قدمی شروع کی تھی۔

حدردا سے آگے بڑھنے کے بعد جب آپ مصیخ کے مقام پر پہنچے تب بنی تغلب اور ان کے حمایتی خالد بن ولیدؓ کے سامنے آئے یہ سارے قبائل دراصل رومنوں کی حمایت کرنے والے تھے اور رومنوں ہی کی اکساہٹ پر وہ مسلمانوں سے ٹکرانے کی کوشش کر رہے تھے۔

Marfat.com

بنو تغلب اور ان کے حمایتیوں نے جونہی خالد بن ولیدؓ کے لشکر کو دیکھا وہ فوراً مسلمانوں پر دہکتے صحرا میں آفتاب کے تیر وسنان، تشنگی کے دشت ویران اور جستجو کے مسلسل سرابوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے خالد بن ولیدؓ اور ان کے لشکری بھی دشمن پر جذبوں کے گھر منہدم کردینے والے ریت کے طوفانوں جاں کے آزار بنتی وحشتوں کی آندھیوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

رومنوں کے ان حمایتی قبائل نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کی پیش قدمی روک دیں لیکن وہ ایسا نہ کرسکے لمحوں کے اندر خالد بن ولیدؓ نے انہیں روند کر رکھ دیا اور انہیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بننے پر مجبور کردیا تھا۔

مصیخ کے مقام پر راہ روکنے والوں کے ساتھ خالدؓ بن ولید صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے رہے آخر کامیاب ہوئے ظہر کے قریب بنی تغلب بھاگ کھڑے ہوئے باقی میدان جنگ میں کام آگئے اس ٹکراؤ کے نتیجے میں خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت اور قیدی بھی لگے قیدیوں میں ایک خاتون صہبا بنت حبیب بن بجیرہ بھی تھیں جنہیں بعد میں حضرت علیؓ نے خرید لیا تھا۔

مصیخ کے مقام پر بنی تغلب اور ان کے حمایتیوں کو مغلوب کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ حیرہ پہنچے یہاں لشکر کو ستانے کا موقع دیا اس کے بعد حیرہ سے بھی روانہ ہوئے اور بنو قلب کے ایک چشمے قراقر پہنچ گئے اب یہاں سے آپ کو ارض شام میں داخل ہونا تھا اور شام کا پہلا مقام جہاں آپ جانا چاہتے تھے وہ سوی تھا۔

قراقر سے سوی کو جانے کے لئے دو راستے جاتے تھے ایک صحرا کے گرد چکر کاٹ کر اور دوسرا صحرا کے درمیان سے گزر کر جاتا تھا۔

پہلا راستہ بے خطر تھا لیکن وہ بہت طویل تھا ایک لمبا چکر کاٹ کر سوی پہنچنا پڑتا تھا اس کے لئے کافی دن درکار تھے جبکہ خالد بن ولیدؓ وقت ضائع کئے بغیر ارض شام پہنچانا چاہتے تھے۔

خوش قسمتی سے اس وقت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں ایک شخص اس صحرا کے بھید اور اس کے راستوں سے اچھی طرح واقف تھا ان کا نام رافع بن عمرہ تھا : لد بن ولیدؓ نے انہیں اپنی راہبری کے لئے مقرر کیا اور ان سے راستے کا حال معلوم کیا۔

اس موقع پر رافع نے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

آپ اس صحرائی راستے سے اپنے لشکر اور مال اسباب کے ساتھ سفر جاری نہ رکھ سکیں گے رافع نے خالد بن ولیدؓ پر یہ بھی انکشاف کیا کہ یہ ایسا ہولناک اور بے آب و گیاہ راستہ ہے کہ اگر ایک تنہا سوار اس راستے کو طے کرتے ہوئے ناصرف خوف کھاتا ہے بلکہ اس راستے کی المناک منزلوں سے جی چرانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اس راستے میں لگاتار پانچ دن تک کہیں پانی ملنے کی امید نہیں ہے۔

رافع کی اس بات کے جواب میں خالد بن ولیدؓ نے ایک عجیب جرأت مندی اور انوکھی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''مجھے یہ راستہ ضرور طے کرنا ہے اس سے ضروی کام کیا ہوگا کہ میں مسلمانوں کی امداد کے لئے ارض شام کی طرف جا رہا ہوں کیا تمہارا مقصد یہ ہے کہ میں ان کی امداد کے لئے نہ جاؤں جبکہ میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر رکھی ہے۔''

رافع گو آشوب چشم کے عارضے میں مبتلا تھے اس کے باوجود خالدؓ بن ولیدؓ کے کہنے پر لشکر کی راہبری قبول کر لی اس طرح خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی رہنمائی رافع کے سپرد کی اور صحرا کا سفر شروع کیا۔

روانگی سے پہلے خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے تیس اونٹوں کو کئی یوم تک پیاسا رکھا پھر ان کو اچھی طرح پانی پلایا اور ان کے منہ باندھ دیئے تاکہ جو انہوں نے ضرورت سے زیادہ پانی پیا ہوا ہے وہ خشک نہ ہو ساتھ ہی اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ''اپنی اپنی چھاگلوں اور مشکیزوں کو اچھی طرح بھر لیں پانی بھی خوب پی لیں اس کے بعد سفر کا آغاز کیا جائے گا۔''

یوں سارے انتظامات کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اس ہولناک اور بے آب و گیاہ صحرا کو عبور کرنے کے لئے سفر شروع کیا۔

اس لق و دق صحرا میں جس منزل پر بھی آپ قیام کرتے تو ان تیس اونٹوں میں سے جنہیں پیاسا رکھ کر پانی پلایا گیا تھا دس اونٹ ذبح کئے جاتے اور ان کے پیٹ سے نکلنے والا پانی ٹھنڈا کر کے گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور گوشت لشکریوں کو کھلا دیتے تھے اس طرح تین منزلوں پر دس دس اونٹ ذبح کئے گئے تین منزلوں تک بخیر و عافیت سفر کرنے میں کامیاب ہو گئے جب کہ اس صحرا کی پانچ منزلیں تھیں اور باقی دو منزلیں بغیر پانی کے سفر کرنا تھا اور یہ بڑا مشکل بڑا دشوار اور تکلیف دہ مرحلہ تھا۔

بہر حال خالد بن ولیدؓ نے اپنے کام کی ابتداء کی یہ صحرائے پالمیرہ تھا جس میں

Marfat.com

سے ہو کر گزرنا تھا اور یہاں سے گزرتے ہوئے بڑے بڑے قافلے خوفزدہ ہو جاتے تھے حالانکہ ان کے پاس کھانے پینے کا وافر ذخیرہ بھی ہوا کرتا تھا۔

بہرحال صحرا کے اندر تین منزلیں تو خیر و عافیت سے گزر گئیں چوتھی منزل بھی اس پانی سے گزر گئی جو لشکریوں کے پاس ذخیرے کی صورت میں تھا۔

لیکن پانچویں منزل پر خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھی پانی نہ ملنے سے بے حال ہونا شروع ہو گئے تھے جب وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جس کا نام علمین تھا تب خالد بن ولیدؓ نے صحرا کے اندر اپنے راہبر رافع سے کہا۔

''یہاں کوئی پانی کا چشمہ تلاش کرو...... اس لئے کہ تم دیکھتے ہو لشکریوں کی حالت ابتر ہو رہی ہے...... کچھ پیاس کے مارے پیچھے رہنا شروع ہو گئے ہیں اور باقی کے پاس بھی پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے...... لہٰذا اگر سفر اسی طرح جاری رہا تو لشکر میں افراتفری پھیلنے کا اندیشہ اٹھ کھڑا ہو گا۔''

رافع جو آشوب چشم کی بیماری میں مبتلا تھے خالد بن ولیدؓ سے کہنے لگے۔

'' یہاں آس پاس یا دور نزدیک عوسج کا کوئی درخت تلاش کرنے کی کوشش کریں۔''

عوسج کا یہ درخت اراک نام سے بھی پکارا جاتا ہے اور یہ پیلو کا درخت ہے جس کی جڑ سے مسواک بنتی ہے رافع کے کہنے پر خالد بن ولیدؓ اور ان کے لشکری اراک کے کسی درخت کو تلاش کرنے لگے وہ تھوڑا سا آگے گئے ہوں کہ انہیں عوسج یعنی پیلو کا ایک درخت نظر آیا۔

رافع اس درخت کے ادھر ادھر چکر لگاتے رہے یہاں تک کہ اس درخت کی جڑ کے قریب پہنچ کر لوگوں سے کہا کہ یہاں زمین کھودی جائے۔

رافع کے کہنے پر لشکریوں نے کوئی گز بھر گڑھا کھودا ہو گا کہ پانی کا ایک چشمہ وہاں ابل پڑا۔

پانی ملنا تھا کہ لشکر کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی تمام لشکریوں اور مویشیوں نے آسودہ ہو کر پانی پیا اور برتنوں اور مشکیزوں کو بھی پانی سے بھر لیا اور ان مسلمانوں کو جو پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر پیچھے رہ گئے تھے اس چشمے سے پانی بھر بھر کر تازہ دم لشکری ان کی طرف گئے اور انہیں پانی پلا پلا کر اپنے ساتھ لائے اور چشمے کے قریب لشکر ستانے لگا تھا۔

Marfat.com

اس طرح اس جگہ پانی ملنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ پانچویں منزل کو بھی خیریت سے طے کرلیا تھا یہاں تک کہ صحرائے پالمیرہ سے نکل کر آپ سواء کے مقام پر پہنچ گئے۔

سواء کے لوگ اس وقت عیش وعشرت میں مست تھے لہٰذا خالد بن ولیدؓ نے بڑی آسانی سے ان پر قابو پالیا اور اس کے بعد وہ ارکہ شہر کی طرف بڑھے تھے۔

ارکہ شہر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی تو اپنے قلعے کے اندر محصور ہوگئے یہ لوگ غیر مسلم تھے اور اپنا شہر مسلمانوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے تاہم ان پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ بھی چھایا ہوا تھا جب مسلمان خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں ارکہ شہر کے قریب پہنچے تب ارکہ کے محصور لوگ بڑے پریشان ہوئے انہیں یقین ہوگیا تھا کہ مسلمان ارکہ شہر پر حملہ آور ہوکر شہر کو ضرور فتح کرلیں گے۔

ارکہ میں پرانے علوم کا ایک ماہر ان دنوں رہا کرتا تھا نام اس کا حکیم شمعان تھا جب مسلمانوں کا لشکر ارکہ پہنچ گیا تب لوگ خوفزدہ ہوکر حکیم شمعان کے پاس گئے اور اس سے مشورہ طلب کیا کہ مسلمان ارکہ کے نواح میں آگئے ہیں یقیناً وہ شہر پر حملہ آور ہوں گے اور اگر ایسا ہوا تو کوئی انہیں روک نہیں سکے گا انہوں نے حکیم شمعان سے کہا کہ تم ہمارے درمیان معتبر صائب الرائے ہو بولو اس سلسلے میں کیا کہتے ہو۔

کہتے ہیں اپنے آدمیوں کے اس استفسار پر حکیم شمعان نے کچھ دیر خاموشی اختیار کئے رکھی سوچتا رہا پھر اپنے آدمیوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

" دیکھو میں نے آسمانی کتابوں میں دیکھا ہے کہ پہلا اسلامی نشان عراق سے آئے گا اس کا علم سیاہ رنگ کا ہوگا اس لشکر کا سردار تومند ہوگا اور اس کے چہرے پر چیچک کے داغ ہوں گے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ ہوگا اور وہی ارض شام کا فاتح بھی ہوگا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد حکیم شمعان رکا پھر اپنی قوم کے لوگوں کو مخاطب کرکے کہنے لگا۔

" لوگو! میری ایک بات مانو مسلمانوں کا لشکر ہمارے شہر ارکہ پر حملہ آور ہونے کے لئے پہنچ گیا ہے پہلے اس سردار کو دیکھو اگر اس لشکر کے سردار کا حلیہ یہی ہو جو میں نے تم سے بیان کیا ہے تو میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ اس کے خلاف جنگ نہ کرنا ورنہ وہ تمہارا حلیہ بگاڑ کر رکھ دے گا تمارے لئے بہتری تمہارے لئے سودمندی اس

Marfat.com

میں ہوگی کہ اگر وہ میرے بتائے ہوئے حلیے سے ملتا جلتا ہے تو پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری قبول کر لینا اسی میں تمہاری بہتری ہوگی۔"

حکیم شمعان کے کہنے پر ارکہ کے کچھ لوگ خالدؓ بن ولید کو دیکھنے گئے اور جب انہوں نے یہ جائزہ لیا کہ خالدؓ بن ولید کا حلیہ حکیم شمعان کے بتائے ہوئے حلیے کے عین مطابق ہے تب وہ لوٹے اور شہر کے سرکردہ لوگوں کو اس کی خبر دی اور انہیں بتایا کہ مسلمانوں کے سردار کا حلیہ بالکل وہی ہے جو حکیم شمعان نے بتایا ہے اس حلیے سے متعلق حکیم شمعان کو بھی اطلاع دی گئی۔

اس کے بعد ارکہ شہر کے حاکم نے مسلمانوں سے جنگ کرنا بے کار سمجھا خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے صلح کر لی اور ارکہ شہر آپ کے حوالے کر دیا گیا۔

ابھی آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ ارکہ ہی میں قیام کیا ہوا تھا کہ ارکہ سے آگے ایک اور شہر سخنہ نام کا آتا تھا وہاں کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ حکیم شمعان کے کہنے پر ارکہ کے لوگوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی ہے تو وہ بھی خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی فرمابرداری کا اظہار کرتے ہوئے صلح کر لی۔

اس سے آگے قدمر شہر تھا یہ بڑا پرانا اور قدیم شہر تھا اور دمشق سے شمال مشرق کی جانب ایک نخلستان میں واقع ہے یہاں گرمی ناقابل برداشت حد تک پڑتی ہے سردیوں میں بعض اوقات برف بھی پڑتی ہے یہ شہر بہت قدیم ہے بارہویں صدی قبل مسیح سے اس کی قدامت کی تصدیق ہوتی ہے۔

اس کے بارے میں روایت ہے کہ یہ شہر حضرت سلیمانؑ نے آباد کیا تھا کچھ مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شہر کے بنانے میں جنوں نے حضرت سلیمان کی مدد کی تھی اور بعض مورخین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہیں یعنی اسی شہر میں ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان سے ملاقات کی اور اسی شہر میں وہ دفن ہوئی۔

اس کے بعد رومنوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا رومنوں کے دور میں اس شہر نے بڑی اہمیت اختیار کر لی تھی۔

تیسری عیسوی صدی میں اہل تدمر ایک علیحدہ سلطنت کے بارے میں سوچنے لگے جس کا دارالحکومت تدمر ہو چنانچہ یہاں کے حاکم نے اہل ایران کو اپنی خدمات پیش کیں جب ایران کے شہنشاہ نے اس کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تو وہ رومنوں کے ساتھ مل

Marfat.com

گیا اور ایرانیوں کو شکست فاش دی۔

قیصر روم نے خوش ہو کر اسے رومنوں کے تمام مشرقی مقبوضہ جات کا والی مقرر کر دیا جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی بیوہ ملکہ زنوبیہ اس شہر کی حکمران بنی کچھ عرصہ بعد تدمر نے رومنوں کے خلاف بغاوت کر دی چنانچہ 270ء میں ایک خوفناک جنگ ہوئی اس جنگ میں زنوبیہ نے شکست کھائی۔

اس کے بعد جب اہل تدمر نے پھر رومنوں کے خلاف بغاوت کی تو قیصر اورلیان نے اس شہر کو پوری طرح مسمار کر کے رکھ دیا چنانچہ اس کے بعد اس شہر کی ساری عظمت ختم ہو گئی بعد میں اس شہر کی پرانی بنیادوں پر نیا شہر تعمیر کیا گیا اور اس دور میں یہاں عیسائیت کا غلبہ بھی ہوا۔

آخر میں یہ شہر خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں فتح ہوا تو یہاں کے باشندوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا لیکن بعد میں ان لوگوں نے اس شرط میں صلح پر آمادگی کی پیشکش کی کہ رومنوں کے دور میں جو انہیں حقوق تھے وہی مسلمان بھی انہیں دیں گے۔

اس طرح شہر کے لوگوں کے مسلمانوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہو گئے بعد میں ان لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف بغاوت کر دی آخر مسلمان پھر اس شہر پر حملہ آور ہوئے اور اسے قطعی طور پر اپنی مطیع کر لیا تھا۔

اس کے بعد جب آخری اموی خلیفہ مروان ثانی خلیفہ بنا تو یہاں کے باشندے اس کی اطاعت سے منحرف ہو گئے چنانچہ مروان نے اس شہر پر فوج کشی کی اور فصیل کا ایک حصہ گرا دیا۔

یہاں تک کہ یہاں کے باشندوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا اس کے بعد سن گیارہ سو ستاون میں اس شہر میں ایک زلزلہ آیا جس نے اسے سخت نقصان پہنچایا اس شہر کے بے شمار کھنڈرات کے ساتھ ایک جامع مسجد کا بھی ذکر کیا جاتا تھا جس کی چھت پندرہ پتھروں سے بنائی گئی تھی۔

جب ممالک مشرق میں ایک عظیم زلزلہ آیا تو یہ شہر بھی زلزلہ کا شکار ہو گیا یہاں کے باشندوں نے چھوٹے سے گاؤں میں رہائش اختیار کر لی سن سولہ سو اٹھہتر میں حلب کے انگریزی کارخانے کے ارکان نے اس شہر کا دوبارہ پتا لگایا اور پرانی بنیادوں پر پھر اس شہر کو تعمیر کر دیا گیا۔

Marfat.com

بہر حال خالد بن ولیدؓ جب ارکہ اور سخنہ دونوں شہروں پر قابض ہوگئے تو آگے تدمر شہر آتا تھا تدمر کے لوگوں کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا لشکر بڑی برق رفتاری سے ان علاقوں میں پیش قدمی کر رہا ہے اور یہ کہ ارکہ اور سخنہ دونوں شہروں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی ہے اور ان سے صلح کر لی ہے تب اس شہر کے حاکم نے اپنے سارے سرکردہ لوگوں اور سالاروں کو ایک جگہ جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم لوگ جانتے ہو مسلمان ہر جماعت پر غالب آتے جا رہے ہیں اور میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ ہم میں بھی سوہان روح ہوگا کہ اگر ہم نے ان سے جنگ کرنے کی کوشش کی ان کے خلاف سرکشی اختیار کی تو وہ نہ صرف شہر کی تباہی اور بربادی کا باعث بن جائیں گے بلکہ شہر کی آبادی کے اکثر حصے کو کاٹ ماریں گے اس کے علاوہ شہر کے اردگرد جو درخت ہیں انہیں بھی کاٹ کر زمین بوس کر دیں گے۔ ایسی صورت میں ہمیں سخت نقصان پہنچے گا لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں مصلحت اس میں ہے کہ ہم مسلمانوں کا مقابلہ نہ کریں اور ارکہ اور سخنہ دونوں شہروں کی طرح ہم بھی مسلمانوں سے صلح کرتے ہوئے ان کی اطاعت قبول کر لیں۔

ساتھ ہی اپنے لئے ایک بہتر وقت کا بھی انتظار کریں وہ اس طرح کہ ابھی ہم رومنوں کے تحت ہیں اور رومن ہمارے حاکم ہیں لیکن مسلمان جب ہم پر حملہ آور ہوئے تو میں تم پر واضح کردوں کہ رومن یہاں ہماری مدد کے لئے نہیں پہنچیں گے اس بنا پر مسلمانوں سے صلح کر لیتے ہیں بعد میں جب مسلمان رومنوں سے ٹکرائیں گے اور اگر ہرکولیس مسلمانوں پر غالب آیا تو ہم مسلمانوں سے اپنا صلح کا عہد توڑ دیں گے اور پھر ہرکولیس کے ساتھ مل جائیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا مسلمان ہرکولیس پر غالب آگئے تو ہم ان کے ساتھ کی ہوئی صلح کو برقرار رکھیں گے اور ان کی حفاظت ہی میں رہیں گے اس لئے کہ رومنوں کی نسبت یہ مسلمان عادل اور صالح ہیں صلح میں ہمارا کچھ نہ بگڑے گا میں اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کرتا سارا معاملہ تم پر چھوڑتا ہوں جو تم کہو گے میں ویسا ہی کروں گا۔''

تدمر شہر کا حاکم جب خاموش ہوا تو شہر کے سارے سرکردہ لوگوں نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا اور اسے یہی مشورہ دیا کہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرنی چاہئے ان کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے ہی میں ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد تدمر کا حاکم اور وہاں کے سرکردہ لوگ خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے

Marfat.com

اور معقول شرائط پر انہوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔

اب ان شہروں کو زیر کرتے ہوئے مسلمانوں کے حوصلے بڑھتے جا رہے تھے صحرا سے نکل کر وہ ارکہ، سخنہ اور اب تدمر پر بھی غالب و قابض ہو چکے تھے اب لشکر نے پھر پیش قدمی کی اور خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ ایک مقام قریتین پہنچے۔

قریتین کے لوگوں کو گو خبر ہو چکی تھی کہ ان سے پہلے ارکہ، سخنہ اور تدمر کے لوگوں نے مسلمانوں کی اطاعت اور فرمابرداری قبول کر لی اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے بجائے ان سے جنگ کرنا بہتر خیال کیا۔

لہٰذا خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ قریتین کے نزدیک پہنچے تو قریتین کا لشکر شہر سے نکلا اور زندگی کو زندگی بھر در بدر کر دینے والے طویل سلسلوں غم بکھیرتے عقاب اور اعصاب کو کچلتے صدیوں کے الم کی طرح مسلمانوں ٹوٹ پڑا تھا۔

قریتین کے لوگ شاید مسلمانوں کے طرز جنگ ان کی شجاعت و دلیری جانثاری سے واقف نہیں تھے لہٰذا ان کے حملہ آور ہونے کے بعد جب مسلمان بھی قدم قدم پر شکست و ریخت کے سلسلوں، نفس نفس میں شعور کی وحشت بھر دینے والے آزار جان بنتے لمحوں کی طرح حملہ آور ہوئے تب قریتین کے لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا لیکن اب وقت گزر چکا تھا خالد بن ولیدؓ نے قریتین کے لشکر کو بدترین شکست دی اور قریتین پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔

قریتین سے پیش قدمی کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اگلے شہر حوارین کا رخ کیا یہ لوگ بھی پہلے شہر قریتین جیسے ہی تھے شہر سے باہر نکل کر انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے جب جوابی کارروائی کرتے ہوئے اپنے زوردار حملوں میں لمحوں کے اندر ان کی حالت بے برگ اور ثمر اشجار، دیوں سے خالی طاق اور تشنگی میں تپتے دشت ویران سے بھی بدتر کر رکھی تب خوارین کے لوگوں نے بھی مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی اس طرح اس شہر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

قریتین اور حوارین دونوں شہروں کو فتح کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے پھر اپنے لشکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور اگلے روز ظہر کے قریب وہ قصم کے مقام پر پہنچے یہاں عربوں کا ایک قبیلہ بنو قزاعہ آباد تھا یہ غیر مسلم تھے تاہم انہوں نے خالدؓ بن ولید کی اطاعت قبول کر لی۔

اب خالد بن ولیدؓ پیش قدمی پر پیش قدمی کرتے ہوئے اور اپنے سامنے آنے

Marfat.com

والے ہر شہر ہر قصبے کو فتح کرتے ہوئے حرج راحت پہنچے۔ حرج راحت اور اس کے آس پاس میں جنگجو غسانی آباد تھے۔ غسانی ایک بہت بڑا لشکر لے کر مسلمانوں کے سامنے آئے لیکن جب خالد بن ولیدؓ نے ان پر جوابی حملہ کیا تب بنو غسان کے اس لشکر کو بدترین شکست ہوئی اس طرح ان کے سارے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

حرج راحت کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنانے کے بعد اب خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی برق رفتاری سے بصرہ شہر کی طرف بڑھنا شروع کیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

جس وقت حضرت ابوبکرؓ صدیق نے خالد بنؓ ولید کو شام میں مصروف اپنے سارے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا تھا اس سے پہلے ہی ابوعبیدہؓ بن جراح نے چار ہزار سواروں پر مشتمل ایک لشکر شرجیلؓ بن حسنہ کی قیادت میں بصرہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا اس لئے کہ اس وقت شام کے محاذ کے سالار اعلیٰ ابوعبیدہؓ بن جراح ہی تھے۔

دوسری طرف جب انطاکیہ میں ہرکولیس کو خبر ہوئی کہ مسلمان بصرہ کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں اور ان کا ایک چار ہزار کا لشکر بصرہ کی طرف کوچ کر چکا ہے اور امکان ہے مسلمانوں کا بڑا سالار خالدؓ بن ولید بھی اسی شہر کا رخ کرلے گا تب اس نے اپنے ایک سالار دریحان کو بارہ ہزار رومنوں کا ایک لشکر دے کر فی الفور بصرہ کی طرف روانہ کر دیا تاکہ مسلمانوں کے سامنے بصرہ کی حفاظت کا بہترین انتظام کیا جا سکے۔

بصرہ کا حاکم رومنوں کی طرف سے اس وقت ایک شخص روماس تھا کہتے ہیں یہ بڑا زیرک دانشمند بہادر نامور ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالم بھی تھا وہ ہر سال کچھ دنوں کے لئے شہر سے باہر نکل کر لوگوں کے اندر وعظ کیا کرتا ان کو پند و نصائح کیا کرتا تھا جس زمانے میں یہ وعظ کرتا اس زمانے میں ایک کثیر انبوہ اس کا وعظ سننے کے لئے بصرہ شہر میں جمع ہو جاتا کرتا تھا۔

حالات کی ستم ظریفی کہ جس وقت شرجیلؓ بن حسنہ اپنے چار ہزار سواروں کے ساتھ بصرہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کئے گئے یہ وہی زمانہ تھا جن دنوں بصرہ کا حاکم روماس وعظ اور نصیحت کیا کرتا تھا اور بصرہ کے اندر اور گرد و نواح میں بہت سے مسلح لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ بصرہ کے اندر ہر وقت رومنوں کا ایک بارہ ہزار کا لشکر رہتا تھا جو رومنوں کے بہترین سالاروں پر مشتمل تھا اس کے علاوہ ہرکولیس نے اپنے ایک سالار

Marfat.com

دریحان کو بھی بارہ ہزار کا لشکر دے کر بصرہ کی طرف روانہ کر دیا تھا اور وہ شرجیلؓ بن حسنہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے یہ بصرہ پہنچ چکا تھا اس طرح بصرہ میں رومنوں کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو گیا تھا۔

مسلح رومنوں کے علاوہ اس وقت اردگرد کے بھی بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے جو سب مسلح تھے جو دور اور نزدیک سے روماس کا وعظ اور اس کی تبلیغ سننے آئے تھے۔

شرجیلؓ بن حسنہ جب اپنے چار ہزار سواروں کے ساتھ بصرہ کے نواح میں پہنچے تب روماس اپنے لشکر کو لے کر شہر سے نکلا دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہوئے اس موقع پر روماس اپنے لشکر سے نکلا دونوں لشکروں کے درمیان آیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف منہ کر کے کہنے لگا۔

''میں حاکم بصرہ روماس ہوں اور ایک انتہائی اہم موضوع پر تمہارے سالار سے بات کرنا چاہتا ہوں۔''

روماس کی اس پکار پر شرجیل بن حسنہؓ اپنے لشکر سے نکلے دونوں لشکروں کے درمیانی حصے میں اس جگہ آئے جہاں روماس کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ شرجیلؓ بن حسنہ اس کے قریب آئے تب اس نے سوال کیا۔

''تمہارا نام کیا ہے۔''

آپ نے فرمایا۔ ''میرا نام شرجیلؓ بن حسنہ ہے۔''

روماس نے پھر پوچھا۔ ''مذہب کے لحاظ سے تم لوگ کون ہو۔''

جواب میں شرجیلؓ بن حسنہ کہنے لگے۔ ''ہم مسلمان ہیں اور محمد ﷺ کی امت ہیں۔''

اس بار روماس نے بڑے غور سے شرجیلؓ بن حسنہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ لیا۔

''کیا وہ بقید حیات ہیں جن پر تم ایمان رکھتے ہو۔''

شرجیلؓ بن حسنہ نے پھر بڑی جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''نہیں وہ رحلت فرما چکے ہیں اور اب ان کے بعد ایک شخص صدیقؓ اکبر ان کے خلیفہ ہیں۔''

شرجیلؓ بن حسنہ کے ان جوابات اور ان کی اس گفتگو سے بصرہ کا حاکم روماس بڑا متاثر ہوا وہ حیران بھی تھا پھر وہ شرجیلؓ بن حسنہ کو انتہائی ارادت مندی سے کہنے لگا۔

Marfat.com

"میں سمجھتا ہوں تمہارا دین برحق ہے اورتم شام اورعراق کے مالک بن جاؤ گے لیکن بصرہ پر حملہ آور ہونے کے لئے تم نے غلط وقت کا انتخاب کیا ہے دیکھواس وقت یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ بصرہ میں اس وقت ہماری جماعت بہت زیادہ ہے اورتم بہت تھوڑے ہو۔"

یہاں تک کہنے کے بعد روماس رکا پھر پہلے سے بھی زیادہ عقیدت مندی میں کہنے لگا۔

"ابن حسنہ! جہاں تک تمہارے خلیفہ اول کا تعلق ہے تو میں کہتا ہوں ابوبکرؓ صدیق میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو میرا کہا ضرور مان لیتے۔"

روماس جب خاموش ہوا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے شرجیلؓ بن حسنہ نے جواب دیا۔

"روماس! تم کس قدر معاملے کو الجھا رہے ہو دیکھو یہ ابوبکرؓ کا خانگی معاملہ نہیں ہے جس میں انہیں اپنی خواہش کے مطابق عمل کرنے کا اختیار ہو یہ خدا کے احکام کی تعمیل ہے جس میں ابوبکرؓ اور ہر مسلمان یکساں ہیں اور اس کے سرانجام دینے سے کوئی بھی انحراف نہیں کرسکتا۔

اگر ابوبکرؓ کے بیٹے یا بھتیجے دین کی مخالفت کریں تو ابوبکرؓ ان کو بھی معاف نہیں کرسکتے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے یا تو تم اسلام لاؤ یا جزیہ ادا کر کے ہماری امان میں آ جاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان پھر تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔"

شرجیلؓ بن حسنہ کی اس گفتگو سے روماس اور زیادہ متاثر ہوا بڑی نرمی بڑی عاجزی میں کہنے لگا۔

"دیکھو مسلمانوں کے سالار میں تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا میں جانتا ہوں تم سچائی اور حق پر ہو اور فتح بھی تمہاری ہوگی لیکن میں اپنی قوم سے بھی ڈرتا ہوں میں تمہاری اطاعت بھی نہیں کرسکتا اگر میں ایسا کروں گا تو میری ہی قوم میرے قتل کے درپے ہو جائے گی۔

میں ایسا کرتا ہوں کہ واپس جا کر اپنی قوم کو سمجھاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ کس قسم کے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں کیا منظور ہے۔"

اس کے بعد حاکم بصرہ روماس واپس اپنے لشکر کی طرف ہولیا شرجیلؓ بن حسنہ بھی

Marfat.com

اپنے لشکر میں واپس چلے گئے واپس جا کر روماس نے اپنے لشکریوں کو اپنے ارد گرد جمع کیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ان عربوں نے اب تک ارض فلسطین میں ہرکولیس کے بہت بڑے لشکر کو اپنی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ بھگا دیا ہے اور ان کے ایک سالار خالد بن ولیدؓ نے ارکہ، سخنہ، مرج راحت اور تدمر وغیرہ شہروں کو فتح کرلیا ہے اور جہاں تک مجھے خبریں ملی ہیں ان کے مطابق مسلمانوں کا یہ سالار خالدؓ بن ولید بھی عنقریب بصرہ پہنچ جائے گا اس لئے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ ہمارے لئے مصلحت اسی میں ہے کہ ہم مسلمانوں سے صلح کرلیں۔"

حاکم بصرہ روماس کی اس گفتگو کا اس کے لشکریوں اور دوسرے لوگوں نے برا مانا وہ یہ خیال کرنے لگے کہ شاید ان کا حاکم روماس اندر ہی اندر مسلمانوں سے مل چکا ہے اور رومنوں کے خلاف سازش کر رہا ہے لہٰذا انہوں نے خفگی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے روماس سے کہا۔

"تو ہمیں بزدلی کا سبق دیتا ہے ہمیں بزدل بنانا چاہتا ہے ہم ہر صورت میں مسلمانوں کا مقابلہ کریں گے۔"

روماس نے جب دیکھا کہ لوگ اس کے خلاف ہو رہے ہیں اور اگر بات زیادہ بڑھ گئی تو اس کی قوم اسے قتل بھی کرسکتی ہے تب اس نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہارا جوش دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میرے ان الفاظ پر کس قسم کا ردعمل کا اظہار کرتے ہو ورنہ میں تو تمہارے ساتھ ہوں اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے میں تم سب سے آگے رہوں گا میں کسی بھی صورت رومنوں کو ان کے سامنے سرنگوں نہ ہونے دوں گا اور نہ ہی شہر بصرہ انہیں فتح کرنے دوں گا۔"

روماس کی اس گفتگو سے رومن کسی حد تو مطمئن ہو گئے اس کے بعد مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے رومنوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنی شروع کر دی تھیں۔

مسلمانوں کے مقابلے میں رومن کثیر تعداد میں تھے کچھ مورخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر رومن لشکر کے مقابلے میں مسلمانوں کے لشکر کی حالت ایسی ہی تھی جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو میں ایک تل کی سفیدی ہو۔

یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے بڑی اندہناک تھی تاہم شرجیلؓ بن حسنہ نے

Marfat.com

اپنے چار ہزار ساتھیوں کو جہاد کی ترغیب دی ان کے سامنے پر جوش تقریر کی اس کے بعد دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے۔

مسلمان تعداد میں رومنوں کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر بھی موت کی لڑائی لڑنے لگے تھے اس طرح صبح سے لے کر دوپہر تک رومنوں اور مسلمانوں کے خلاف ہولناک اور دل ہلا دینے والی جنگ ہوتی رہی تعداد میں کم ہونے کے باوجود مسلمان بہترین جرأت مندی اور استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومنوں کے خلاف لڑ رہے تھے اور انہیں نقصان بھی پہنچا رہے تھے لیکن جہاں ایک رومن مرتا تھا اس کی جگہ دس مزید آ جاتے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر شرجیلؓ بن حسنہ نے ہاتھ اٹھا کر خداوند قدس سے فتح اور نصرت کی دعا مانگی۔

شرجیلؓ بن حسنہ ہاتھ اٹھائے اور آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے خداوند قدوس کے حضور بڑی عاجزی اور انکساری سے اپنی فتح مندی کی دعا مانگ رہے تھے اس کے تھوری ہی دیر بعد کہتے ہیں کہ میدان جنگ کے قریب ہی حوران کے طرف سے آندھی کی طرح گردوغبار آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دیا تھا۔

آسمان کی طرف آندھی کی طرح اٹھتے ہوئے غبار کو دیکھ کر جہاں رومن شش و پنج میں پڑ گئے تھے وہاں مسلمان سوچوں میں ڈوب گئے تھے کہ دیکھیں اٹھنے والے اس غبار سے کیا نمودار ہوتا ہے۔

پھر اچانک مسلمانوں کے لشکر میں زور دار انداز میں تکبیریں بلند ہونا شروع ہو گئیں تھیں ایک ایک لشکری آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کرتے ہوئے رومنوں پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا اس لئے کہ رومنوں کے ساتھ شرجیلؓ بن حسنہ کی قیادت میں لڑتے مسلمانوں نے دیکھا گرد و غبار کے وہ بادل جب چھٹے تو انہیں اپنے لشکر کے نشان اور جھنڈے دکھائی دیئے اور ساتھ یہ لشکر کے آگے آگے خالد بن ولیدؓ میدان جنگ کی طرف آتے دکھائی دیئے مسلمانوں نے دیکھا خالد بن ولیدؓ اور ان کے لشکری اپنے گھوڑوں کو ایڑ پر ایڑ لگاتے ہوئے آندھی اور طوفان کی طرح بصرہ کے نواح میں میدان جنگ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

مسلمانوں سے جنگ کرنے والے رومنوں نے جب دیکھا کہ ان کے سامنے جو مٹھی بھر مسلمان لشکری تھے جو پہلے ان کے سامنے دبتے دکھائی دے رہے تھے اب ان

Marfat.com

میں سے ہر لشکری آندھی اور طوفان کی صورت اختیار کر چکا ہے ایک ایک مسلمان دس دس رومنوں پر حاوی ہونے لگا ہے تب ان کے حوصلے منجمد ہونے لگے اس کے بعد اسلامی لشکر کے اندر جب لشکری نعرے مارتے ہوئے خالدؓ بن ولید کی آمد کی خوشی کا اظہار کرتے لگے تب خالدؓ بن ولید کا نام سن کر رومنوں کے پاؤں تلے سے زمین نکلنی شروع ہوگئی تھی ان کی ہمت جواب دے گئی جنگ رک گئی اور رومن پیچھے ہٹ گئے۔

خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں داخل ہوئے آتے ہی وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر پرجوش انداز میں شرجیلؓ بن حسنہ سے ملے پھر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''ابن حسنہؓ تمہیں معلوم نہ تھا کہ اس موسم میں بصرہ پر حملہ آور نہیں ہونا اس لئے کہ بصرہ کا حاکم روماس ایک طرح کا رومنوں اور عیسائیوں کا مذہبی پیشوا ہے اس زمانے میں اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں جن میں اکثریت مسلح جوانوں کی ہوتی ہے پھر اس دور میں تم لوگوں نے کیوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بصرہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرلیا۔''

اس پر ابن حسنہؓ نے بڑی عاجزی سے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

''جس وقت آپ کو ارض شام کے سارے لشکروں کا سالار اعلیٰ مقرر کیا تھا اس سے پہلے ہی ابوعبیدہؓ بن جراح نے مجھے چار ہزار سواروں کے ساتھ بصرہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کر دیا تھا اس بناء میں شہر پر حملہ آور ہوا۔''

شرجیلؓ بن حسنہ کے ان الفاظ کے جواب میں خالد بن ولیدؓ کہنے لگے۔

''ابوعبیدہؓ بن جرح نیک اور سادہ آدمی ہیں ان رومنوں کی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہیں ہیں بہرحال تم لوگوں نے رومنوں کے ساتھ خوب جنگ کی اب لشکریوں کو آرام کرنے اور ستانے کا موقع فراہم کرو خداوند کو منظور ہوا تو ان رومنوں سے ہم خوب نبٹیں گے۔''

بہرحال دن کا وہ حصہ اور آنے والی شب کو مسلمان لشکریوں نے آرام کیا دوسرے دن جب رومنوں کو پتا چلا کہ مسلمانوں کے نئے سالار خالد بن ولیدؓ بصرہ کے نواح میں پہنچ تو گئے ہیں لیکن ان کے ساتھ مٹھی بھر مسلح جوان ہیں جو رومنوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس بناء پر رومنوں نے تہیہ کرلیا کہ اگلے روز وہ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کریں گے اور ہر صورت میں انہیں بصرہ کے نواح سے مار بھگائیں گے۔

Marfat.com

یہ ارادہ کرنے کے بعد بصرہ کا حاکم روماس اور انطاکیہ سے آنے والا رومنوں کا سالار دریحان اپنے جرار لشکر کے ساتھ بصرہ شہر سے نکلے اور کھلے میدانوں میں گزشتہ دن کی طرح مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے انہوں نے اپنے لشکر کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں دوسری طرف خالدؓ بن ولید بھی اپنے لشکر کو استوار کرنے لگے تھے اب رومنوں کا مقابلہ شرجیلؓ بن حسنہ سے نہیں خالدؓ بن ولید سے تھا جو بڑے بڑے سرکش بڑے بڑے سورماؤں اور بڑے بڑے باغیوں اور اعلیٰ درجے کے تیغ زنوں کو بھی اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتے تھے۔

جب دونوں لشکروں کی صفیں درست ہو چکیں تو رومنوں کے لشکر سے بصرہ کا حاکم روماس اپنے گھوڑے کو دوڑتا ہوا نکلا وہ پہاڑی ڈیل ڈول کا شخص تھا تھوڑا سا آگے آ کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑا پہلوانوں کی طرح جھومتا دونوں لشکروں کے درمیانی حصے کی طرف آیا اس وقت وہ بہترین ذرہ پہنے ہوئے تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر اس نے مسلمانوں کی طرف منہ کر کے انہیں مخاطب کیا۔

''تم اپنے سالار کو میرے مقابلے کے لئے بھیجو۔''

اس کی اس پکار اور اس کی اس للکار پر خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر سے نکل کر روماس کے سامنے گئے مقابلہ شروع کرنے سے پہلے روماس نے بڑی عقیدت مندی سے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کیا۔

''کیا تم ہی اسلامی لشکر کے سپہ سالار ہو۔''

جواب میں خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''لوگ مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں جب تک میں اطاعت خدا اور رسولؐ پر ثابت قائم ہوں اس وقت تک میں سپہ سالار ہوں اور جب اس سے انحراف کروں گا تو میری سرداری ان پر باقی نہ رہے گی۔''

روماس تھوڑی دیر تک خالدؓ بن ولید کی طرف بڑے غور سے دیکھتا رہا پھر پہلے جیسی عقیدت مندی میں کہنے لگا۔

''میں رومنوں کے سرداروں داناؤں میں خیال کیا جاتا ہوں حق بات اور سچی خبر دانش مندوں اور فرزانوں سے پوشیدہ نہیں رہتی میں نے آسمانی کتابوں اور قدیم صحائف میں پڑھ رکھا ہے کہ آخر زمانے میں اس کائنات کا مالک اور خالق عرب کے صحراؤں میں ایک رسول اور نبی مبعوث کرے گا اور اس کا نام محمد ﷺ ہوگا۔''

Marfat.com

روماس کے ان الفاظ پر خالدؓ بن ولید نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا پھر اسے جواب دیتے ہوئے کہنے لگے۔

''ہم اسی رسول ﷺ کے نام لیوا ہیں۔''

''میں خوب جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو سچے ہو تمہارا دین تمہارا مذہب بھی سچا ہے لیکن میں کیا کروں رومنوں کے سامنے بے بس اور مجبور ہوں میں نے تمہاری طرف سے اپنی قوم کو بہت ڈرایا لیکن وہ نہیں مانتی اب میں ان سے خود خوف زدہ ہوں میں سچائی اور حق کے خلاف تو جنگ نہیں کرسکتا میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ تم عراق کے علاوہ شام پر بھی قابض ہو جاؤ گے اور دنیا کی کوئی قوم دنیا کی کوئی طاقت اس کائنات کا کوئی لشکر تمہاری راہ نہ روک پائے گا اس کے باوجود ان رومنوں کی بدبختی اور بدقسمتی کہ یہ حقیقت کو اپنے دل میں جگہ نہیں دے رہے۔''

عجیب سے جذبے میں یہ الفاظ حاکم بصرہ روماس نے خالد بن ولیدؓ سے کہے تھے۔

جواب میں خالد بن ولیدؓ پہلے کی نسبت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے۔

''تو اسلام قبول کرلے مسلمان ہو جا تو پھر تیرا اور ہمارا حال یکساں ہو جائے گا ہم تیری حفاظت تیری سلامتی کی ضمانت بھی دیں گے۔''

حاکم بصرہ روماس نے جواب میں کچھ سوچا پھر خدشات بھری آواز میں خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! مجھے اپنی قوم سے خطرہ ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر میں اسلام قبول کرلوں اور جب رومنوں کو میرے اسلام قبول کرنے کی خبر ہوگی تو وہ مجھے موت کے گھاٹ ضرور اتاریں گے لیکن مجھے اپنی نسبت اپنے اہل وعیال کا زیادہ خیال ہے میرے اہل خانہ عزیز اقارب اس وقت بصرہ شہر میں ہیں اگر میں نے اسلام قبول کرلیا تو رومن انہیں قید کرلیں گے اور انہیں اس قدر اذیت دے کر موت سے ہمکنار کریں گے جس کا کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد روماس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں آپ کے خلاف کامیاب نہیں ہوسکتا نہ ہی فتح مند

Marfat.com

ہو سکتا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت جو دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہیں اس صف آرائی کے نتیجے میں جنگ ہوتی ہے تو رومنوں کو شکست اور مسلمانوں کی فتح لازمی ہے اس کے باوجود میں رومنوں کے سامنے بڑا بے بس ہوں آپ حق پر ہیں سچائی پر ہیں اور میں آپ سے انفرادی مقابلہ نہیں کرنا چاہتا۔

ایسا کرتا ہوں کہ ایک بار پھر واپس اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں انہیں سمجھاتا ہوں اور ڈراتا ہوں شاید وہ راہ راست پر آ جائیں۔"

روماس کے ان الفاظ اور انکشافات سے خالدؓ بن ولید کو ایک طرح سے روماس سے ہمدردی ہوگئی تھی لہٰذا اسے مخاطب کر کے خالد بن ولیدؓ نے کہنا شروع کیا۔

"تو میرے ساتھ لڑے بغیر اپنے لشکریوں کے پاس واپس مت جانا اگر تو ایسا کرے گا۔ تو تیرے لشکری تیرے چھوٹے سالار تیری قوم تجھ پر شبہ کرے گی کہ تو مسلمانوں سے ملا ہوا ہے اور مقابلہ کیے بغیر لوٹ آیا ہے اور وہ تم سے یہ بھی سوال کریں گے کہ اگر تم نے ایسا ہی کرنا تھا تو پھر انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں کیوں اترا تھا۔

دیکھ میں تجھ پر حملہ آور ہوتا ہوں جواب میں تو بھی مجھ پر حملہ کر میں تجھے ضمانت دیتا ہوں کہ اپنے حملوں کے دوران میں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تیری سلامتی کو مدنظر رکھوں گا ایسا کرنا تمہارے لئے لازم ہے تاکہ تمہاری قوم تم پر مجھ سے ساز باز کر لینے کی تہمت نہ لگا سکے۔"

روماس نے خالدؓ بن ولید کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اس گفتگو کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کے داؤ پیچ دکھانے شروع کر دیئے تھے ایک دوسرے پر اس طرح حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے جان کے در پے ہو گئے ہوں جبکہ صرف خالد بن ولیدؓ ہی نہیں روماس بھی خالدؓ بن ولید کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے حملہ آور نہیں ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک اسی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے اس موقع پر روماس نے پھر خالدؓ بن ولید کو مخاطب کیا۔

"میری قوم کے لوگ میرے لشکر کے رومن ہم دونوں کے انفرادی مقابلے کو بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں آپ مجھ پر ڈھیلے ڈھالے وار کر رہے ہیں اگر رومنوں کو خبر ہوگئی تو پھر وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے میں جانتا ہوں آپ مجھ سے بہتر تیغ زن آپ

Marfat.com

مجھ سے کہیں اعلیٰ اور ارفع جنگجو ہیں لہٰذا میں آپ سے گزارش کرتا ہوں مجھ پر شدت کے ساتھ حملہ کریں تا کہ رومنوں کو کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے اور اس انفرادی مقابلے کے بعد جب میں اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگوں تو رومن مجھ پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگائیں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد روماس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

" اگر میں آپ سے ہار تسلیم کرنے کے بعد واپس اپنے لشکر میں جاتا ہوں تو رومنوں کا ایک اور تیغ زن جو اپنے آپ کو پہلوان سمجھتا ہے اور جسے ہرکولیس نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ کیا ہے وہ میدان میں اترے گا اس کا نام دریحان ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد روماس جب رکا تب مسکراتے ہوئے خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

" اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر بھی غالب کرے گا اس کے ساتھ آپ نے روماس پر حملہ آور ہونے میں کسی قدر شدت پیدا کر لی تھی اسے نقصان نہیں پہنچا رہے تھے۔"

جب خالدؓ بن ولید نے روماس کی خواہش پر اپنے حملوں میں تیزی اور شدت پیدا کر لی تب اچانک روماس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا مڑا اور اپنے لشکر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اپنی ہر حرکت سے اس نے یہی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ مسلمانوں کے سالار کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا شکست کھا کر واپس ہوا ہے۔

واپس اپنے لشکر میں جا کر روماس رکا پھر اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

" میرے عزیز ساتھیوں میں مسلمانوں کے سالار کا مقابلہ کر چکا ہوں تم نے میرے اور اس کے مقابلے کو دیکھا میں تم پر حقیقت اور سچائی واضح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک میرا اپنا اندازہ ہے ہم چاہے کچھ بھی کر لیں مسلمان شام میں جس قدر ہمارے علاقے ہیں اس پر قابض ہو کر رہیں گے۔"

روماس کے ان الفاظ پر رومن لشکر کے جو سالار تھے بڑے خفا اور ناراض ہوئے انہوں نے روماس کو دھمکایا اور ڈرایا اور اسے مار ڈالنے کی کوشش کی اور کہا کہ "اگر تو لڑنا نہیں چاہتا تو یہاں سے چلا جا۔"

روماس تو پہلے ہی یہی چاہتا تھا کہ اس لڑائی سے ان کی جان چھوٹ جائے لہٰذا وہ

Marfat.com

فوراً حرکت میں آیا اور لشکر سے نکل کر شہر میں چلا گیا۔

روماس جب چلا گیا تب رومنوں کے چھوٹے سالاروں نے اپنے دوسرے سالار دریحان کو مشورہ دیا کہ اب روماس کی جگہ تو ہی ہمارے لشکر کا سالار اعلیٰ ہے اس جنگ کے بعد جب ہم فتح مند ہوں گے تو ہم سب مل کر ہرکولیس سے اس بات کی سفارش کریں گے کہ بصرہ کا حاکم روماس کے بجائے دریحان کو بنا دیا جائے لہٰذا ہم تم سے کہتے ہیں کہ تو میدان میں اتر مسلمانوں کے خلاف اپنی مردانگی کے جوہر دکھا جس طرح روماس میدان میں اترا تھا۔ اس طرح تو بھی میدان کے وسطی حصے میں جا اور مسلمانوں سے اپنا حریف طلب کر۔

اپنے سالاروں کی اس گفتگو سے دریحان بڑا خوش ہوا وہ امید بھی نہیں کرسکتا تھا کہ اس کے سالار اسے بصرہ کا حاکم بنانے کی تجویز پیش کردیں گے اسے امید ہوگئی تھی کہ اگر انفرادی مقابلے کے لئے نکلتا ہے تو جو مسلمان اس کے مقابلے پر آئے گا اسے ہر صورت میں وہ زیر کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اس طرح وہ بصرہ کا حاکم بننے میں کامیاب ہو جائے گا بس اسی حرص و ہوس میں وہ آپے سے باہر ہوگیا اپنے لشکر سے نکلا دونوں لشکروں کے درمیان گیا اور مسلمانوں کو للکارتے ہوئے انفرادی مقابلے کی دعوت دی۔

دوسری طرف روماس کے واپس جانے کے بعد خالدؓ بن ولید بھی اپنے لشکر میں واپس جا چکے تھے دریحان جب مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارنے لگا تو اس بار اس کے مقابلے کے لئے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نکلے۔

عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر جب دریحان کے سامنے گئے تو دریحان نے بڑے گھمنڈ بڑے تکبر کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے آنے والے ذرا اپنا نام تو کہو اور یہ بھی کہو کہ تمہارے لشکر میں تمہاری کیا حیثیت ہے جہاں تک میرا تعلق ہے میرا نام دریحان ہے اور میں رومنوں کے لشکر کا سالار ہوں بصرہ میں چند دن ہوئے ہیں آیا ہوں مجھے بارہ ہزار لشکر کا سالار بنا کر میرے شہنشاہ ہرکولیس نے ان سرزمینوں کی طرف بھیجا ہے۔"

دریحان جب خاموش ہوا تب اس کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کہنے لگے۔

"سن میرا نام عبدالرحمانؓ بن ابوبکر ہے اور میں اپنے لشکر کا ایک عام اور معمولی

Marfat.com

لشکری ہوں۔“

دریحان نے چونکنے کے انداز میں عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

”کیا تو مسلمانوں کے خلیفہ ابوبکرؓ کا بیٹا ہے۔“

جواب میں عبدالرحمٰن مسکرائے۔

”میرے لئے یہ فخر کا مقام نہیں ہے کہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں میرے لئے فخر کا یہ مقام ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ایک عام اور معمولی لشکری کی حیثیت سے اپنے لشکر کے اندر اپنے فرائض انجام دے رہا ہوں دیکھ وقت ضائع مت کر آ مقابلے کی ابتداء کریں اور پھر انتہا کو دیکھیں کہ فتح مندی اور نصرت کس کے دامن میں آتی ہے شکست و ذلت کس کا انتخاب کرتی ہے۔“

دریحان بڑے تعجب سے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

”تو مسلمانوں کے حکمران کا بیٹا ہو کر میرے مقابل آیا ہے جبکہ ہمارے حکمرانوں کے بیٹے تو اپنے لشکر کے وسطی حصے میں رہ کر صرف اپنے لشکریوں کو جنگ کے لئے ابھارتے ہیں اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ قبل اس کے میں تم پر ہیبت ناک کرگسوں کے عذاب کی طرح نزول کروں قبل اس کے میں عقابوں کی برہنہ جست کی طرح تم پر وارد ہوں اور تیرے احساس کے خیمے میں جلتے کرب کی تنہائی بانٹوں جا واپس چلا جا تجھے تو کسی لشکر کا سالار ہونا چاہئے تاکہ تو صرف اس لشکر کی رہنمائی کر سکے۔“

دریحان جب خاموش ہوا تب بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے عبدالرحمٰن کہنے لگے۔

”وقت ضائع مت کر تیرے اور ہمارے طرز معاشرت میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ بھی سن رکھ کہ میں نے تیرے جیسے کرب کی آگ بھرنے والے جفا کار فضا کی چنگاری ہونے کا دعویٰ کرنے والے ستم پیشہ لوگ بہت دیکھ رکھے ہیں ہمارے ہاں خلیفہ کا بیٹا ہونا فخر کا مقام نہیں ہے اگر ہمارا خلیفہ بھی لشکر میں شامل ہو تو وہ بھی لشکر کے سامنے رہ کر جنگ میں حصہ لے۔ دریحان! ہم نے اپنی جانوں کو اپنے خداوند قدوس کی راہ میں وقف کیا ہوتا ہے ہم منزل کی طرف دیکھتے ہیں راستوں کی دشواریوں پر نگاہ نہیں رکھتے۔“

عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ جب خاموش ہوئے تب دریحان پھر اپنے الفاظ پر زور دیتے

Marfat.com

ہوئے کہنے لگا۔

"تو دھوکے اور فریب میں پڑ رہا ہے میرا مقابلہ نہ کر اس لئے کہ میں نے اس سے پہلے بڑے بڑے سورماؤں بڑے بڑے تیغ زنوں کی فردعمل کو ریت پر لکھے حروف کی طرح مٹا کر رکھ دیا کیوں اپنی زندگی کو ایک ناتمام آرزو اور اپنی زیست کو بے سروسامانی کے سفر کی طرح بناتا ہے میں آخری بار تمہیں موقع دیتا ہوں کہ لوٹ جا ورنہ پچھتائے گا۔"

دریحان کے ان الفاظ کے جواب میں عبدالرحمٰنؓ پھر کہنے لگے۔

"احمق آدمی! مقابلے کی ابتداء تو کر کے دیکھ اب تو نے اگر گفتگو کو طول دیا وقت ضائع کرنے کی کوشش کی تو میں تم پر حملہ آور ہو جاؤں گا۔"

عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے یہ الفاظ سن کر دریحان فوراً حرکت میں آیا اپنی تلوار بلند کی اور پھر وہ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ پر بیابانوں میں سرگردان سرابوں اور ٹھوکروں سے پذیرائی کرنے والے غموں کے بے روک سیلاب کی طرح حملہ آور ہوا تھا۔

جواب میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے دریحان سے بھی کہیں زیادہ بھیانک اور خوفناک انداز میں اپنے کم کی ابتداء کی تھی دریحان کے حملوں کو بڑی آسانی سے روکنے کے بعد عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ جارحیت پر اترے اور پے در پے حملہ آور ہوتے ہوئے انہوں نے دریحان کو الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے تیز حملوں کے سامنے دریحان محسوس کرر ہا تھا جیسے موت کے طاقسور بھنور اور قضا کے پرقوت بگولوں نے اسے اپنا ہدف بنانا شروع کر دیا ہو وہ جارحیت بھول گیا تھا اب تو اسے عبدالرحمٰنؓ کے جارحانہ حملوں کو روکنا مشکل ہو رہا تھا اور اسے یوں لگ رہا تھا کہ اگر تھوڑی دیر تک اس نے مزید اس مقابلے کو جاری رکھا تو مسلمانوں کا وہ تیغ زن اس کی گردن کاٹ کر رکھ دے گا۔

دریحان پہلے ہی سہا سہا ڈرا ڈرا اور انتہائی خوف زدہ تھا اور جارحیت تو کر چکا تھا اب اپنے آپ کو اس نے صرف دفاع تک محدود کرر کھا تھا۔ عین انہی لمحات میں عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے چند بار زور دار انداز میں تکبیریں بلند کیں اس کے بعد انہوں نے اس قدر تیز وار دریحان پر کرنے کے شروع کئے کہ دریحان کو ان حملوں کی وجہ سے ہی یوں لگا جیسے اب عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کی تلوار اس کے سامنے برق کی طرح کوندنا

Marfat.com

شروع ہو چکی ہو۔ یہ صورت حال یقیناً دریحان کے لئے ناقابل برداشت تھی لہٰذا مقابلہ ترک کر کے وہ اپنے لشکر کی طرف بھاگ گیا۔

عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر بھی اب ایک فاتح کی حیثیت سے اپنے لشکر میں واپس آ گئے اس کے بعد رومنوں نے مسلمانوں پر عام حملہ کرنے کی ابتداء کر دی تھی دوسری طرف خالدؓ بن ولید بھی ان کے ارادوں کو بھانپ چکے تھے لہٰذا ان کا سامنا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ بھی مستعد اور تیار ہو گئے تھے۔

انفرادی مقابلے میں چونکہ رومنوں کو پے در پے شکست اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا لہٰذا دریحان چاہتا تھا کہ وقت ضائع کئے بغیر فی الفور اپنے پورے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں تاکہ انفرادی مقابلے کی ناکامی کی وجہ سے اس کے لشکر کے اندر چہ میگوئیاں اٹھتے ہوئے افراتفری پھیلنا نہ شروع ہو جائے۔

یہ سوچتے ہوئے دریحان نے اپنے پورے لشکر کو آگے بڑھایا پھر رومن کرب و فراق کے سلسلے کھڑے کرتے نفرت آور کرودھ کے سنگم زندگی کے خاموش لمحوں میں روح کی وحشت برپا کرتے فریب کاری کے طلسم اور ناگ بن کر ڈستے، دہکتے و رقص کرتے آگ کے شعلوں کی طرح مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ رومنوں نے اپنی طرف سے اپنی نیت کی بھرپور خرابی اپنے ارادوں کی پوری ناپاکی اور اپنے مقاصد کی مکمل خباثت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا تھا اور وہ امید لگائے ہوئے تھے چونکہ عددی لحاظ سے انہیں فوقیت حاصل ہے لہٰذا وہ مسلمانوں پر حاوی ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔

مسلمانوں نے جواب میں نظر میں خوف و دل میں وسوسے سانسوں میں حبس بھر دینے والی صدائیں میں تکبیریں بلند کیں۔ پھر خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں مسلمان رومنوں پر ساغر ہستی کو شکستہ کر دینے والے زیست کے بے اتھاہ آشوب انحطاط و زوال طاری کر دینے والے جذبات و جوانی کے وفور اور حادثات کے روز و شب میں مشقتوں کے کاروانوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

رومن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ اپنی عددی فوقیت کی وجہ سے غالب رہیں گے لیکن جب مسلمانوں نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان کی صفوں کی صفوں کو الٹنا شروع کر دیا تب رومنوں کو اپنے سامنے اپنی شکست صاف اور واضح طور پر دکھائی دینے لگی تھی۔

Marfat.com

مسلمان مجاہد بلند آوازوں میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اس انداز میں حملہ آور ہو رہے تھے کہ رومنوں کو یوں لگا جیسے بصرہ شہر کی دیواریں ہل رہی ہوں کچھ دیر تک دریحان کی سرکردگی میں بصرہ شہر سے باہر رومنوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن جب مسلمانوں نے سامنے اور دائیں بائیں سے بھی حملہ آور ہو کر ان کی کئی صفوں کو ڈھیر کرتے ہوئے ان کے اطراف میں ان کی لاشوں کے انبار لگانے شروع کر دیئے تب رومن بدحواس وسراسیمہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اپنی شکست کو قبول کر لیا تھا۔

خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا اور شہر پناہ کے دروازوں تک انہیں مارتے کاٹتے ہوئے ان کی تعداد مزید کم کر دی تھی۔ بہرحال شکست اٹھانے والے رومن لشکری بصرہ شہر میں گھس گئے اور شہر پناہ کے دروازے انہوں نے بند کر لئے۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ بصرہ شہر کے باہر پڑاؤ کر لیا تھا عشاء کے بعد آپ نے لشکر کی حفاظت کے لئے سو چیدہ چیدہ آدمیوں کو مقرر کیا تاکہ رات کو جاگتے ہوئے وہ لشکر کی نگہبانی کریں اور ان سو لشکریوں اور مجاہدوں کا کماندار خالد بن ولیدؓ نے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کو بنایا تھا۔

ایسا خالد بن ولیدؓ نے اس احتیاط کے تحت کیا تھا کہ بصرہ شہر میں محصور ہو جانے والے رومنوں کے لشکر کی تعداد اب بھی مسلمانوں کے لشکر سے کہیں زیادہ تھی۔ لہٰذا خدشہ تھا کہ رات کے وقت اگر مسلمان غفلت کی نیند سو گئے تو دشمن شہر سے باہر نکل کر شب خون بھی مار سکتا تھا۔ اس بناء پر عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کی سرکردگی میں سو آدمیوں کو پہرہ دینے پر مقرر کیا گیا تاکہ اگر دشمن کی طرف سے شب خون مارنے کی کوئی حرکت سرزد ہو تو بروقت لشکریوں کو تیار کیا جا سکے۔

رات جب ایک چوتھائی کے لگ بھگ گزری تب عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ جو اپنے لشکر کے نواح میں شہر کی فصیل کی سمت کھڑے تھے انہوں نے دیکھا شہر پناہ کی طرف سے اک سایہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کوئی اپنے پورے جسم کو سیاہ رنگ کے کمبل میں ڈھانپے ہوئے تھا اور جھک جھک کر چلتا ہوا اسلامی خیمہ گاہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے جب فصیل کی طرف سے بڑھنے والے اس سائے کو دیکھا تب آپ خود بھی ایک اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ کہ دیکھیں بصرہ شہر کی فصیل کی

Marfat.com

طرف سے آنے والا کون ہے اور کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

حیرت کی بات کہ وہ شخص ادھر ہی آ رہا تھا جہاں عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کھڑے تھے۔ عبدالرحمٰن چونکہ اوٹ میں کھڑے ہوگئے تھے لہٰذا فصیل کی طرف سے آنے والے نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔

جب وہ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کے قریب آیا تو آپ نے دیکھا آنے والا پوری طرح اپنے آپ کو ایک کمبل میں ڈھانپے ہوئے تھا چہرہ بھی اس نے ڈھانپ رکھا تھا تاہم آنکھیں ننگی تھی جب وہ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کے پاس سے گزرنے لگا تب آپ نے دھیمے سے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

''ٹھہرو ...... !'' ساتھ یہ آپ نے برہنہ تلوار بھی اپنے سامنے کر لی تھی وہ رک گیا۔ ساتھ ہی اس کی آواز بھی سنائی دی۔

''مجھے روکو نہیں مجھے اپنے لشکر میں جانے دو میں تمہارے سالارِ اعلیٰ خالدؓ بن ولید سے ملنا چاہتا ہوں۔''

عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر اس کے پاس گئے اور جستجو بھرے انداز میں اُسے مخاطب کیا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ تم ہو کون؟''

آنے والے اس شخص نے جب اپنے چہرے سے کمبل ہٹایا تو عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر دنگ رہ گئے اس لئے کہ وہ بصرہ کا حاکم روماس تھا۔

اسے دیکھتے ہی عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ نے چونکنے کے انداز میں پوچھ لیا۔

''تم رات کے وقت یہاں ...... اور اس طرح چوروں کی طرح ہمارے لشکر میں داخل ہونے سے تمہارا کیا مقصد ہے ......؟''

روماس عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کے مزید قریب ہوا اور مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں نہیں جانتا تم کون ہو ...... لیکن تمہاری گفتگو سے میں اندا ہ لگاتا ہوں کہ تم بھی مسلمانوں کے لشکر کے کوئی سالار ہی ہو ...... دیکھو! وقت ضائع نہ کرو میری تلاشی لے لو میں بالکل نہتہ ہوں ...... تمہارے اور کسی بھی مسلمان کے لئے نقصان کا باعث نہیں بن سکتا ...... مجھے وقت ضائع کئے بغیر اپنے سالار خالدؓ بن ولید کے پاس لے کر چلو میں تم لوگوں کی بہتری ہی کا کام کرنا چاہتا ہوں۔''

عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر اس کی گفتگو سے بڑے متاثر ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے۔

Marfat.com

''میرے ساتھ آؤ......''

روماس چپ چاپ ان کے ساتھ ہولیا انہوں نے پہلے روماس کو خیمے سے باہر کھڑا کیا۔ خالدؓ بن ولید کو خیمے میں گھس کر جگایا پھر روماس کو خیمے کے اندر لے گئے۔ خیمے کے اندر چھوٹی سی مشعل کی روشنی میں خالد بن ولیدؓ نے جب روماس کی طرف دیکھا تو آپ دنگ رہ گئے عجیب سے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

''روماس! تم یہاں ......تم تو حاکم بصرہ ہو...... کیا مجبوری تمہیں ہمارے خیمہ گاہ میں لے آئی......؟''

خالد بن ولیدؓ کے اشارہ کرنے پر روماس ایک نشست پر بیٹھ گیا پھر بڑی لجاجت اور عاجزی میں کہنے لگا۔

''ابن ولید! میں اب بصرہ کا حاکم نہیں ہوں میری قوم نے مجھے یوں جانیں بصرہ کی حاکیت سے محروم کر دیا ہے میری رہائش شہر پناہ کے قریب ہی ہے میں نے اپنے غلاموں کی مدد سے شہر پناہ کی ایک طرف سے کھود کر دروازہ نکال دیا ہے شہر کے لوگوں کو ابھی تک چھوٹے سے اس دروازے کے متعلق خبر نہیں ہے۔

میں چاہتا ہوں شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے اس لئے کہ آپ لوگ دین حق کے سچے پیروکار ہیں میں آپ لوگوں کا ساتھ دینا چاہتا ہوں آپ ایسا کریں میرے ساتھ اپنے چند معتمد ساتھی بھیج دیں تاکہ میں انہیں رات کے اندھیرے میں فصیل میں نئے بننے والے راستے کے ذریعے لے جاؤں شہر میں داخل ہونے کے بعد یہ لوگ شہر پناہ کا کوئی دروازہ کھول دیں اور اس دروازے سے آپ اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو جائیں اس طرح بغیر کسی مزاحمت اور بغیر کسی جنگ کے شہر آپ کے ہاتھوں فتح ہو جائے گا۔''

خالدؓ بن ولید روماس کے ان الفاظ سے بڑے خوش ہوئے پہلے سجدہ شکر بجالائے اس کے بعد روماس کی تجویز پر انہوں نے عمل کرنے کی رضامندی ظاہر کردی۔ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کو خالدؓ بن ولید نے سو مجاہدوں کی کمانداری سونپی اور عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر اپنے ان سو ساتھیوں کو لے کر روماس کے ساتھ ہو لئے۔

روماس ان مسلمانوں کو لے کر فصیل کے اندر بننے والے نئے راستے سے شہر کے اندر لے گیا۔ روانگی سے قبل عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نے خالد بن ولیدؓ سے کہہ دیا تھا کہ جب میں شہر پناہ کا دروازہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھول دوں گا تو تکبیر بلند کروں گا

Marfat.com

تکبیر کی یہ آواز سنتے ہی آپ اپنے لشکر کے ساتھ اس دروازے سے شہر میں داخل ہو جائیے گا عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانگی کے بعد خالد بن ولیدؓ نے بھی اپنے لشکر کو چوکس کر دیا تھا سارے لشکری جاگ اٹھے تھے بالکل تیار اور مستعد ہو گئے تھے سب کو نئی صورت حال سے بھی آگاہ کر دیا گیا تھا رو ماس عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر اور ان کے ساتھیوں کو شہر کے اندر لے گیا اس وقت بصرہ کے لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے اندر داخل ہونے والے مسلمان شہر پناہ کے اس سمت کے دروازے پر حملہ آور ہوئے جس سمت خالد بن ولیدؓ کے لشکر کا پڑاؤ تھا شہر پناہ کے اس دروازے کے محافظوں کا خاتمہ کر دیا گیا اور دروازہ کھول کر عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نے تکبیریں بلند کرنا شروع کر دیں تھیں تکبیروں کی آواز سن کر جہاں بصرہ کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا وہ چونکا تھا وہاں خالد بن ولیدؓ بھی اپنے کام کی ابتداء کر چکے تھے اپنے لشکر کے ساتھ تکبیروں کی ان صداؤں کے جواب میں خالدؓ بن ولید آندھی اور طوفان کی طرح بصرہ شہر میں داخل ہو گئے قبل اس کے رومن سنبھلتے یا جوابی کارروائی کرتے خالد بن ولیدؓ ان پر حملہ آور ہو چکے تھے ان میں سے اکثریت کا خاتمہ کر دیا گیا باقی لوگوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا پورا لشکر شہر میں داخل ہو چکا ہے اور رومنوں کے ایک بڑے حصے کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے تب لوگ چلا چلا کر امان طلب کرنے لگے تھے۔

خالد بن ولیدؓ نے جب دیکھا کہ شہر کے اندر مرد کیا عورتیں سب چلا چلا کر امان طلب کرنے لگے ہیں تب آپ نے لشکریوں کو ہاتھ روک لینے کا حکم دیا اور شہر والوں کو امان دے دی۔ اگلے روز جب صبح کا سورج طلوع ہوا اور بصرہ کے سرکردہ لوگ خالد بن ولیدؓ کے پاس صلح کے لئے جمع ہونا شروع ہوئے تب وہ نہایت پشیمان ہوئے کہنے لگے کہ اگر ہم پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لیتے تو کم از کم ہم اس رات کی قتل و غارت گری سے تو محفوظ رہتے۔

بہر حال خالد بن ولیدؓ نے بصرہ شہر بزور شمشیر فتح کر لیا تھا۔ خالد بن ولیدؓ چونکہ اب شام کے محاذ کے سالار اعلیٰ تھے اور باقی چار سالار جو شام کی سرزمینوں میں کام کر رہے تھے جن میں ابوعبیدہؓ بن جراح و شرجیلؓ بن حسنہ، یزیدؓ بن ابوسفیان اور عمروؓ بن العاص تھے وہ چونکہ اب خالد بن ولیدؓ کے ماتحت تھے لہٰذا بصرہ فتح کرنے کے بعد آپؓ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کے نام ایک خط لکھا اور ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ انہیں کہلا بھیجا کہ میں نے بصرہ فتح کر لیا ہے اور اس وقت میں بصرہ کے انتظامات کرنے میں

Marfat.com

مصروف ہوں بصرہ سے نکل کر میں اپنے لشکر کے ساتھ دمشق کا رخ کروں گا لہٰذا آپؓ بھی سیدھا اپنے لشکر کے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہو جائیں۔

اب صورت حال یہ تھی کہ شرجیلؓ بن حسنہ تو پہلے ہی خالد بن ولیدؓ کے ساتھ تھے خالد بن ولیدؓ کے اس خط کی وجہ سے ابوعبیدہؓ بن جراح اور یزیدؓ بن ابوسفیان بھی اپنے اپنے حصے کے لشکروں کو لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

ابوعبیدہؓ بن جراح کو خط لکھنے کے بعد آپ نے بصرہ فتح کر کے ایک خط ابوبکرؓ صدیق کے نام بھی لکھا اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''آپ کے حکم کے مطابق میں عراق سے شام کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں تدمر و ارکہ وسخنہ اور بصرہ وغیرہ شہر فتح کرا دیئے ہیں اور جس دن میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اسی دن میں نے دمشق کی طرف کوچ کر جانا ہے میں اللہ تعالیٰ سے امداد کا طالب ہوں آپ پر اور آپ کے ساتھ دوسرے مسلمانوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی و رحمت اور برکت ہو۔''

ابوبکرؓ صدیق کو یہ خط لکھنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے بصرہ پر اپنی طرف سے ایک حاکم مقرر کیا اور اس کے بعد اپنے لشکر کو لے کر آپ بصرہ سے نکلے اب انہوں نے دمشق کا رخ کیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

دردان کی قیام گاہ میں وامس ابوالہول اپنے کمرے کو اندر سے زنجیر لگانے کے بعد عشاء کی نماز ادا کر رہا تھا نماز پڑھنے کے بعد اس نے دعا مانگی جونہی وہ دعا سے فارغ ہوا اس کے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔

اس دستک پر وامس چونکا تھا کہ عین نماز کے خاتمے پر کون دستک دے سکتا ہے۔

کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر کچھ سوچا۔ اتنی دیر تک دوبارہ ہلکی سی دستک ہوئی وامس کچھ سوچتے ہوئے دروازے کے قریب گیا اور دھیمے سے لہجے میں پوچھا۔

''کون ہے؟''

باہر سے مٹھاس اور شہد بھری آواز سنائی دی۔

''وامس دروازہ کھولو میں شوطار ہوں۔''

شوطار کا نام سن کر وامس کسی قدر مطمئن ہو گیا تھا دروازہ کھولا شوطار اندر داخل ہوئی۔ دروازہ وامس نے کھلا ہی رہنے دیا شوطار آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گئی۔ اس کے سامنے دوسری نشست پر وامس ہو بیٹھا۔ کسی قدر پریشانی کے عالم میں وامس نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''شوطار خیریت تو ہے تم اس وقت میرے پاس آئی ہو۔ تمہارا اس وقت آنا کسی علت کے بغیر نہیں کہو کیا معاملہ ہے؟''

شوطار نے کچھ سوچا پھر لمبا سانس لیا پھر کہنے لگی

''وامس! اس وقت میں آپ کے پاس ایک انتہائی اہم کام کے سلسلے میں آئی ہوں ایسا اہم کام جس میں میری ہی نہیں آپ کے ساتھ کسی اور کی زندگی کا سوال بھی اٹھتا ہے''

شوطار کے ان الفاظ پر وامس نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر سنجیدگی میں کہنے لگا۔

Marfat.com

شوطار یہ تم کس قسم کی گفتگو کر رہی ہو؟ کیا تمہیں کسی سے خطرہ ہے؟ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی جان کا خطرہ محسوس کرتا ہے؟ اور تم میری ضرورت محسوس کرتے ہو؟''

شوطار منہ سے کچھ نہ بولی نفی میں اس نے گردن ہلا دی تھی تب وامس نے کچھ سوچا پھر پہلے جسے سنجیدہ انداز میں کہنے لگا۔

''اگر یہ معاملہ نہیں تو پھر مجھ جیسے غلام سے تمہیں اس قدر اہمیت کا کیا کام پڑ سکتا ہے؟

شوطار! تم جانتی ہو ہمارے ہاں ایک غلام کو عقل کی کجروی، ہوش کی گمراہی کرب کی تیرگی، ذہن کی مفلسی حرص و ہوس کی قبا اور کذب و ریاء کی آواز سے بھی بدتر خیال کیا جاتا ہے غلام کو تو اسیر قفس خیال کیا جاتا ہے اور پھر ہم جیسے لوگ جسم میں چبھتی روح کو ڈستی زمیں پر صرف دھوپ چاٹنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں آزاد لوگ ہمیں صید ہوس اور ارمانوں کی کچی فصل کے لئے نفرت کا بارود خیال کر کے دھتکار دیتے ہیں اب تم کہو کیا کہنا چاہتی ہوں؟''

وامس جب خاموش ہوا تب بڑے پیار بھرے انداز میں شوطار اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''وامس! میں کافی دیر سے تمہارے دروازے کے باہر کھڑی تھی دروازے میں ایک روزن ہے اور اس میں سے میں تمہیں دیکھ رہی تھی۔ تم نماز پڑھ رہے تھے لہٰذا میں نے دروازے پر دستک نہیں دی۔ تم اپنی عبادت سے فارغ ہوئے میں نے دستک دی۔''

شوطار کے ان الفاظ پر وامس چونک اٹھا تھا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ شوطار مسکراتے ہوئے پھر بول اٹھی۔

''وامس! آپ کو میرے ان الفاظ سے پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتی ہوں آپ مسلمان ہیں''

شوطار کے ان الفاظ پر چونکنے کے انداز میں وامس نے پوچھ لیا۔

''تمہیں کیسے خبر ہوگئی؟''

شوطار نے اپنا گداز خوبصورت ہاتھ آگے بڑھایا بڑے پیار ے انداز میں وامس کا شانہ تھپتھپایا کہنے لگی۔

''تم پریشان نہ ہو پہلے میری پوری بات سن لو۔ مریشا نے مجھے تمہارے متعلق

Marfat.com

پوری تفصیل سے بتا دیا ہے جہاں مریشا تمہاری راز دار ہے وہاں میں بھی تمہاری راز دار ہوں واس! میں مر جاؤں گی لیکن تمہارے راز کو راز کو ہی رکھوں گی لیکن میں جس کام کے لئے آئی تھی اس سے تم نے توجہ ہی ہٹا دی ہے۔''

شوطار کے ان الفاظ سے واس پر جو ایک بے چینی سی چھائی تھی وہ جاتی رہی کچھ اطمینان ہوا پھر بڑی طمانیت میں کہنے لگا۔

''تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہہ لو میں تمہارے سامنے خاموش رہتا ہوں''

جواب میں شوطار مسکرانے لگی۔

''واس میں اگر تم سے یہ کہوں کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں تمہیں اپنی چاہت کا مرکز بنا چکی ہوں تو میری اس چاہت کے جواب میں تم کیا کہو گے؟''

جواب میں واس نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔

''چاہت کی خواہش کرنا و محبت کی روش اختیار کرنا کوئی برا فعل نہیں ہے لیکن ایک غلام سے محبت کیا یہ عجیب سا نہیں لگتا اور پھر میرے جیسا انسان جس کے پاس رہنے کے لئے موت کا کوئی اندھا کنواں تک نہیں سر چھپانے کے لئے منزل کا کوئی عکس تک بھی نہیں ہے۔''

واس جب خاموش ہوا تو بڑے غور اور انہماک سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے شہد برساتی آواز میں کہنے لگی۔

''غلامی پر آپ لعنت بھیجیں غلام تو آپ ان کے لئے ہوں گے جو آپ کو غلام سمجھتے ہیں میرے اور مریشا کے لئے تو آپ حلاوتوں کی تمنا و ملاحتوں کی مراد و پھول کلیوں کے نکھار سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں واس! اس سے بڑھ کر میں آپ سے یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ میرے اور مریشا کے لئے آپ اس فرقت کی بھرتی آندھیوں میں قلوب کی طمانیت نا آسودگی کے گرم موسموں میں روح کی آخری ضو اور حوادث کے صحیفوں میں دلکش حروف کے بھید سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

اب بولیں! آپ کو اپنی اور مریشا کی محبت کا یقین دلانے کے لئے مجھے مزید کیا کہنا چاہئے؟''

شوطار کے ان الفاظ پر واس چونکا تھا کہنے لگا۔

''یہ تم اپنے ساتھ مریشا کو بھی..........''

واس اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ اس کی بات کاٹ کر مسکراتے ہوئے

Marfat.com

شوطار بول اٹھی۔

''وامس! میں اور مریشا ایک ہی منزل کی مسافر ایک ہی کشتی کی سوار اور ایک ہی شخصیت سے محبت کرنے والی ہیں۔ اس سے باقاعدہ صلاح مشورہ اور طویل گفتگو کرنے کے بعد میں آپ کے پاس آئی ہوں پہلے میں نے اس سے کہا کہ وہ اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے خود آپ کے پاس جائے لیکن وہ عجیب سے انداز میں شرما رہی تھی۔ ہمت و جرأت نہیں پا رہی تھی کہ اپنی اور میری محبت کا اظہار آپ سے کرے۔ اس بناء پر اس نے میری منت کی کہ یہ کام میں ہی کروں۔ جس کی بناء پر مجھے آنا پڑا اب اگر آپ نے ہم دونوں کی محبت کو اہمیت نہ دی ٹھکرایا تو یوں جانیں آپ دو جانوں کے ضیاع کے ذمہ دار ہوں گے۔''

اس موقع پر تھوڑی دیر کے لئے وامس نے بڑے غور سے شوطار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا شوطار ان نگاہوں کی تاب نہ لا سکی اس کی نگاہیں جھک گئی تھیں وامس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے بڑے پیار سے انداز میں شوطار کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا کہنے لگا۔

''شوطار! اگر تم اور مریشا دونوں میرے لئے اس قدر خلوص اور محبت رکھتی ہو تو پھر میں تمہاری چاہت کا جواب چاہت سے دوں گا ایسا نہ کرنا کفران نعمت سے بھی بدتر ہوگا۔''

وامس کے منہ سے یہ الفاظ سن کر شوطار کا جسم کپکپا اٹھا تھا اور وہ بدلتی رتوں کے سنگار سی خوشی بہار رتوں کی جگمگاہٹ جیسی مطمئن مسکراتے سنورتے محبت بھرے جذبوں جیسی شاداب ہو کر رہ گئی تھی۔

اس کی حالت سے لگتا تھا جیسے ابوالہول کے ان الفاظ نے اس کے نازک جسم و اس کے سیڈول بازوؤں، اس کی حسین گردن و اس کی نرم بانہوں، اس کے شگفتہ چہرے، اس کی نشیلی آنکھوں، اس کے سیاہ گیسو، اس کی دراز پلکوں تک کو سنوار کر جذب وکشش کی مے میں ڈبو کر رکھ دیا ہو۔ وامس کے ان الفاظ کے نتیجہ میں خوشی اور طمانیت میں شوطار تمام شوخی، تمام حسن، تمام برق تمام خوبصورتی تمام مستی تمام جمال تمام جادو تمام کشش و جذب دکھائی دینے لگی تھی۔

کچھ دیر تک وہ عجیب سے میٹھے انداز میں وامس کی طرف دیکھتی رہی پھر اپنے دونوں گداز نازک ہاتھ آگے بڑھائے وامس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں

Marfat.com

لیا وامس کی نگاہوں میں نگاہیں ڈالتے ہوئے پیار بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اس کے ہاتھوں پر ایک طویل بوسہ دینے کے بعد وہ جست لگانے کے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی او دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے وہ کہنے لگی۔

''وامس ! آپ کے ان الفاظ نے مجھے اور مریشا دونوں کو سنسان صحراؤں سے نکال کر گلستان میں کھڑا کر دیا ہے اب جب تک میرے اور مریشا کے دم میں دم ہے ہم دونوں تمہاری زندگی کی ساتھی بن کر رہیں گی۔''

اس کے ساتھ ہی شوطار اس کمرے سے نکل گئی تھی۔

شوطار اس کمرے میں داخل ہوئی جو مریشا اور اس کی خوابگاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا کمرے میں اس وقت مریشا ادھر ادھر بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ جونہی شوطار کمرے میں داخل ہوئی چونکنے کے انداز میں مریشا نے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

''دروازے کو اندر سے زنجیر لگا دو۔''

شوطار اندر داخل ہونے کے بعد پہلے ہی دروازے کو اندر سے زنجیر لگا چکی تھی پھر آگے بڑھی دونوں پھر ایک ہی مسہری پر بیٹھ گئیں پھر بڑی بے چینی اور بے تابی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا نے پوچھ لیا۔

''اب بولو! اگر تم نے وامس سے گفتگو کی ہے تو اس نے کیا جواب دیا ہے؟''

مریشا کے ان الفاظ میں تھوڑی دیر تک شوطار مسکراتی رہی پھر اپنی اور وامس کی گفتگو کی تفصیل اس نے مزے لے لے کر سنا ڈالی تھی۔

ساری تفصیل سن کر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا اس سے لپٹ گی تھی کچھ دیر ایسا ہی سماں رہا پھر مریشا علیحدہ ہوئی۔

شوطار سے تفصیل جان کر اس کے گلابی لبوں پر مسکراہٹ، نگاہوں میں برق کی جھلمل و عارضوں پر سرخ لطافت ، اداؤں میں شبنمی شعریت آ گئی تھی۔ تفصیل جان کر شوطار کی طرح وہ بھی ہمہ حلاوت ہمہ ملاحت ہمہ ترنم اور ہمہ نزاکت ہو کر رہ گئی تھی لگتا تھا وہ تفصیل سن کر وامس کی محبت نے اس کی آواز اس کے دھڑکتے سینے اس کی مہکتی سانسوں میں امرت گھول کر رکھ دیا ہو۔ دیر تک مریشا سوچوں میں کھوئی رہی پھر بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''شوطار! اب ہم دونوں کو کچھ نہیں چاہئے آج سے وامس ہی ہماری متاع وامس

Marfat.com

ہی ہمارا اثاثہ البیت اور وامس ہی ہماری زندگی کی پونجی ہے۔"
جواب میں شوطار بھی بے پناہ خوشی کا اظہار کر رہی تھی پاؤں اس نے اوپر کر لئے کہنے لگی۔
"گزشتہ کئی دنوں سے جو میرے اور تمہارے درمیان اس موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی تو میں بڑی اذیت میں تھی آج میری ساری اذیت جاتی رہی ہے اب میں پرسکون ہوں۔ میں اب سونا چاہتی ہوں۔"
مریشا نے بھی پاؤں اوپر کر لئے پھر شوطار کو اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے کہنے لگی۔
"چلو اسی خوشی میں آج دونوں اکٹھی سوتی ہیں۔"
اس کے ساتھ ہی دونوں بستر میں گھس گئی تھیں۔

O❖O

Marfat.com

اگلے روز شام سے کچھ پہلے جس وقت وامس ابوالہول اصطبل میں گھوڑے پر زین ڈال رہا تھا کہ مریشا اور شوطار دونوں ایک ساتھ اصطبل میں داخل ہوئی تھیں۔ شوطار ذرا پیچھے کھڑی رہی مریشا وامس کے قریب آ کر عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھی وامس کچھ دیر تک اپنے کام میں مصروف رہا جب اس نے اندازہ لگایا کہ مریشا ٹکٹکی باندھے اس کی طرف دیکھ رہی ہے تب اس نے مسکراتے ہوئے مریشا کی طرف دیکھا پھر دھیمے لہجے محبت بھرے انداز میں اسے مخاطب کیا۔

''کیا مجھ میں کوئی تبدیلی آ گئی ہے مجھے اس طرح دیکھ رہی ہو جیسے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔''

وامس کے ان الفاظ پر مریشا کے لبوں پر بھی گہری مسکراہٹ بکھر گئی چہکتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''ہاں تبدیلی بھی آ گئی ہے اور جس انداز میں میں اب دیکھ رہی ہوں ایسے پہلے کبھی دیکھا نہیں تھا۔''

وامس کے ہاتھ رک گئے مریشا کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا آنکھیں اس نے بند کر لیں پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''چلو دیکھ لو جب دیکھ چکو گی تو پھر دوبارہ میں اپنے کام میں لگ جاؤں گا''

مریشا بھی مسکرا دی کہنے لگی۔

''میں تو اپنی محبت کے آسمان کی فراخی میں اپنی بلندیوں کی کشادگی دیکھ رہی تھی اپنی محبت کی مہکتی دھنک کو دیکھ رہی تھی جس نے ہم دونوں کی رگوں کے مچلتے لہو میں رشتوں کی حرمت کی تنویریں روشن کر دی ہیں اپنی چاہت کے اس جزیرے کا جائزہ لے رہی تھی جس نے مجھے اور شوطار کو بے خواب ساعتوں کا خمار دے دیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی پھر بلاجھجک آگے بڑھی وامس کے دونوں ہاتھ

Marfat.com

اپنے ہاتھوں میں لئے باری باری دونوں ہاتھوں کو اس نے بوسہ دیا پھر بڑی محبت اور چاہت میں کہنے لگی۔

''واسں رات جو آپ نے شوطار سے گفتگو کی رات کی اس گفتگو نے میری اور شوطار کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اب آپ ہی ہم دونوں کی محبت کی منزل ہیں آپ کی محبت نے ہم دونوں کو جذبوں کی سچائی، روح کی بالیدگی عطا کر کے رکھ دی ہے اب ہم دونوں کے خیالوں کے گلاب سلگتی سانسوں کی خوشبو نگاہوں کی تسکین اور دل و جان کی راحت آپ کی ذات سے وابستہ ہے اب ہم تینوں دکھ کے الاؤ اور سکھ کی چھاؤں میں اکٹھے ہیں جہاں ہمارے دکھ سانجھے ہوں گے وہاں سکھ بھی مشترکہ ہوں گے۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تب بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے واسں کہنے لگا۔

''مریشا میں تو سمجھتا تھا تم چپ چاپ سی لڑکی ہو ایسی گفتگو کرنے کا انداز نہیں رکھتی لیکن تم تو............''

اس سے آگے واسں کو رک جانا پڑا اس لے کہ مریشا اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھی تھی۔

''محبت اور چاہت میں بڑی طاقت ہوتی ہے یہ تو اندھے کو بصارت اور گونگے کو نطق عطا کر دیتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی پھر اصطبل سے باہر حویلی کے صحن کی طرف دیکھا اس کے بعد دوبارہ واسں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''واسں اس وقت آپ کے ساتھ میں اور شوطار ہیں میں چاہتی ہوں کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر تینوں مل کر اپنے مستقبل کے لائحہ عمل سے متعلق کوئی فیصلہ کریں''

واسں نے ایک لمبا سانس لیا پھر کہنے لگا۔

''کیا اور کس قسم کا فیصلہ؟''

مریشا نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

''واسں! انطاکیہ شہر میں یا حمص میں تو ہم تینوں ایک دوسرے کو اپنا نہیں سکتے تینوں شادی نہیں کر سکتے اگر ایسا کریں گے تو یاد رکھئے گا یہ لوگ ہم پر عذاب بن کر نازل ہو جائیں گے خود میرا باپ میرے لئے قاتل ثابت ہو سکتا ہے۔ واسں! کوئی ایسی

Marfat.com

جگہ ہونی چاہئے خواہ وہ چھونپڑہ ہی کیوں نہ ہو جہاں ہم تینوں شادی کے بعد پر سکون گھریلو زندگی بسر کر سکیں اس کے علاوہ میں اور شوطار کچھ نہیں چاہتیں۔

ہم دونوں آپ سے یہ بھی مطالبہ نہیں کریں گی کہ ہمارے لئے رہائش کی عمدہ اور بہترین جگہ ہونی چاہئے میں اور شوطار روکھا سوکھا کھا کر بھی آپ کے ساتھ گزر بسر کرلیں گی لیکن آپ کے ساتھ ہمیں رہنے کا سکون اور تسکین ملنی چاہئے۔ یہاں رہتے ہوئے نہ ہم کھل کر آپس میں بات کر سکتے ہیں نہ ایک دوسرے سے اپنی محبت اور چاہت کی گہرائی اور گیرائی کا اظہار کر سکتے ہیں آج دن بھر میں اور شوطار اسی موضوع پر گفتگو کرتی رہی ہیں جو فیصلہ ہم دونوں نے مل کر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں اور شوطار سارا معاملہ آپ پر چھوڑتی ہیں جو فیصلہ آپ کریں گے وہ ہم دونوں کے لئے آخری ہوگا۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تب شوطار بھی بالکل وامس کے پہلو میں آن کھڑی ہوئی تھی۔ اس بار شوطار نے وامس کو مخاطب کیا۔

''وامس! انطاکیہ میں ہمارے کئی دشمن ہیں خاص کر میرے اور خصوصیت کے ساتھ مارسول تو کسی وقت مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن جب تک آپ میرے ساتھ ہیں جب تک میں آپ کے تحفظ میں ہوں وہ بری نگاہ سے بھی مجھے نہیں دیکھ سکتا لیکن اب جو خبریں آئی ہیں ان کے مطابق مارسول نے اب واپس قسطنطنیہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے اور وہ لشکر میں شامل ہو چکا ہے۔ یہ باتیں مجھے آج مرقیس نے آ کر بتائی تھیں۔ ہرکولیس کا پہلے ارادہ تھا کہ وہ چند ماہ یہاں رہنے کے بعد قسطنطنیہ چلا جائے گا۔ اس نے مریشا کے ابا کو بھی اس وقت تک یہاں قیام کرنے کے لئے کہا تھا جب تک وہ خود یہاں ٹھہرتا ہے لیکن اب حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر عراق کی سرزمینوں سے نکل کر شام میں داخل ہو چکا ہے کل ہی خبر آئی ہے کہ مسلمانوں نے بصرہ فتح کر لیا ہے۔ بصرہ کی فتح نے ہرکولیس کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور آج شام اس نے اپنے سارے سالارروں کا اجلاس بھی طلب کرلیا ہے اب ان حالات میں ہم نے کیا قدم اٹھانا ہے اس کا فیصلہ آپ کریں گے؟ اس لئے کہ میں اور مریشا اب اپنی زندگی کی مہاریں اور طنابیں آپ کے ہاتھ میں دے چکی ہیں آپ ہم دونوں کو جب جدھر بھی لے جانا چاہیں ہم آنکھیں بند کر کے آپ کے ساتھ ہولیں گی۔ بس ہماری صرف یہ خواہش ہے کہ ہم کسی ایسی جگہ شادی کر کے اکٹھے رہیں جہاں سکون ہو جہاں ہم سے کوئی باز پرس کرنے والا نہ ہو جہاں ہم تینوں کے لئے جان کا کوئی خطرہ

Marfat.com

نہ ہو۔ اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟''

شوطار جب خاموش ہوئی تب باری باری محبت بھری نگاہ وامس نے ان دونوں پر ڈالی پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اب جبکہ ہم تینوں کے درمیان محبت کا رشتہ و چاہت کا ایک تعلق ہے تو میں اب اپنے دل کی بات تم دونوں سے چھپاؤں گا نہیں۔ مسلمانوں کے ہاتھوں بصرہ کی فتح کی خبر مجھے بھی مل گئی ہے اور میں نے یہ بھی سن رکھا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر اب دمشق کا رخ کر رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مریشا کے بابا وردان کو بھی روانہ کیا گیا تو میں ان کے لشکر میں شامل رہوں گا ایسی صورت میں تم دونوں یہاں نہ رہنا تم بھی لشکر میں شامل ہو جانا اس لئے کہ تم دونوں کا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں لشکر میں تم دونوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا اس لئے کہ مارسول اور اس جیسے لوگ مریشا کے بابا وردان سے ڈرتے ہیں۔

اگر یہاں سے وردان کوئی لشکر لے کر دمشق کا رخ کرتے ہیں تو دمشق تک تو میں لشکر ہی میں رہوں گا پھر مناسب موقع جان کر میں اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو جاؤں گا۔ اس لئے کہ یہاں بہت سے غلام ہیں جو مسلمان ہیں اور انہوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ جونہی انہیں موقع ملا وہ مسلمانوں کے لشکر میں جا شامل ہوں گے۔

مسلمانوں کے لشکر میں کام کرتے ہوئے میں اپنے لئے کوئی ٹھکانا اپنے لئے قیام کی کوی جگہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا اور جب میں ایسا کرلوں گا تم دونوں کو اپنے پاس بلالوں گا اور ہم تینوں شادی کرلیں گے۔''

وامس جب خاموش ہوا تب بڑی فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا کہنے لگی۔

''یہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ کے اسلامی لشکر میں منتقل ہونے کے بعد میں اور شوطار بڑی بے چینی اور بڑی بے تابی سے آپ کی طرف سے کوئی پیغام ملنے کا انتظار کریں گی یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی رہائش گاہ تلاش کرنے میں تاخیر ہو جائے ایسی صورت میں تو ہمارے دکھ ہمارے غم میں اور اضافہ ہو جائے گا ہمیں خبر نہیں ہوگی نہ ہمیں پتہ ہوگا کہ آپ کہاں ہیں؟ کس حال میں ہیں؟ اور کب اور کس وقت میں اور شوطار آپ کی طرف منتقل ہوسکتی ہیں''

مریشا جب خاموش ہوئی تب کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شوطار کہنے لگی۔

Marfat.com

''اس مسئلہ کا ایک حل میرے پاس ہے جب وامس اسلامی لشکر میں منتقل ہو جائیں گے تو ان کے اور ہمارے درمیان پیغام رسانی اور رابطے کا بندوبست ہونا چاہئے اور یہ کام میں برقیس کے ذمہ لگاؤں گی وہ اس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہے۔''

شوطار جب خاموش ہوئی تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مریشا کہنے لگی

''کیا برقیس اس کے لئے تیار ہو جائے گا؟''

شوطار نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''وہ بالکل اس کام کے لئے تیار ہوگا۔ وہ انتہا درجہ کا رحمدل بھائی ہے بلکہ جب میں اس پر انکشاف کروں گی کہ میں اسلام قبول کر چکی ہوں تو یاد رکھنا وہ بھی اس مذہب سے متعلق معلومات حاصل کرے گا اور میری طرح اسلام کی طرف راغب ہوگا میں اس کی آپ دونوں کو ضمانت دیتی ہوں۔''

شوطار کے ان الفاظ سے مریشا خوش ہوگئی تھی وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''وامس ہم دونوں کے لئے یہی مسئلہ سب سے بڑی پریشانی اور فکر مندی کا تھا میں سمجھتی ہوں اب ہمارے حالات جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ آئیں اب گھڑ دوڑ کے لئے نکلتے ہیں''

اس کے ساتھ ہی تینوں نے مل کر گھوڑوں پر زینیں ڈالیں دہانے چڑھائے گھوڑوں کو لے کر حویلی سے نکلے اور گھوڑوں پر سوار ہونے کے بعد تھوڑی دیر بعد وہ دریائے اورنٹس کے کنارے کنارے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

❖

اسی شام ہرکولیس نے اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کرلیا تھا۔ اس اجلاس میں رومنوں کے دو بڑے اور محترم سالاروں یعنی وردان اور بایان کے علاوہ توما۔ ہربیس، کلوس و بطورس، لوگس و مارسول اور برقیس وغیرہ کے علاوہ کچھ دیگر چھوٹے بڑے سالاروں نے بھی شرکت کی تھی جب سارے سالار ہرکولیس کے پاس جمع ہوگئے تب انتہائی تاسف انتہائی دکھ اور پریشانی میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے ہرکولیس کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! شروع میں میں یہی خیال کرتا تھا کہ مسلمان ایران کے اندر کچھ دور تک پیش قدمی کرنے کے بعد آگے نہ بڑھ پائیں گے اس لئے کہ ایرانی ان پر حملہ آور ہوں گے اور انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے لیکن میرے سارے اندازے غلط

Marfat.com

ثابت ہوئے الٹا ان مسلمانوں نے ایرانیوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا ہے ایران اور عراق میں ان کے ان گنت شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد اب یہ ایک بلائے ناگہانی کی طرح ہمارے علاقوں تک پہنچ گئے ہیں جب انہوں نے بصرہ کا رخ کیا تھا تو میں مطمئن تھا کہ وہاں روماس جیسا اچھا تیغ زن اور جنگ کا تجربہ رکھنے والا حکمران اور سالار موجود ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ روماس بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکا حالانکہ روماس کی مدد کے لئے میں نے دریحان کو روانہ کیا تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے رومنوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر بصرہ پر قبضہ کرلیا ہے اور اب وہ دمشق کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔

میرے عزیزو! مسلمان اب تک سخنہ وحورات، تدمر اور بصرہ وغیرہ کو فتح کر چکے ہیں۔ اور ان کے سالاروں اور لشکروں کے حوصلے بلند ہیں اس کے علاوہ ایک اور صورت جو ہمارے خلاف جارہی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے ہمارے علاقوں کی سرحدوں پر مسلمانوں کے چار چھوٹے لشکر اپنی کارروائیوں میں مصروف تھے پانچواں ان کے بڑے سالار خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں عراق سے نکل کر شام کی طرف آیا ہے۔

اب جو باتیں ہمارے خلاف جارہی ہیں وہ یہ کہ مسلمانوں کے چار سالار تو آپس میں متحد ہو چکے ہیں ان میں سے ایک ان کا سالار خالد بن ولیدؓ ہے دوسرا عبیدہؓ بن جراح ہے تیسرا یزیدؓ بن ابوسفیان ہے اور چوتھا شرجیلؓ بن حسنہ ہے۔ خالدؓ بن ولید کی آمد پر پہلے باقی تین مختلف محاذوں پر کام کررہے تھے۔ اب ان کا چوتھا سالار اور جوان کا نامور سالار گنا جاتا ہے جنگ اور رزم گاہ کا وسیع تجربہ بھی رکھتا ہے وہ اس وقت فلسطین میں اپنی کارروائی میں مصروف ہے نام اس کا عمروؓ بن العاص ہے۔

اب ہم نے دمشق کو محفوظ کرنے کے لئے سب سے پہلی کارروائی یہ کرنی ہے کہ ایک بڑا لشکر اجنادین میں مقرر کردیں تاکہ وہ لشکر ان شاہراؤں کو مسدود کردے جو فلسطین سے دمشق کی طرف جاتی ہے تاکہ مسلمانوں کا یہ پانچواں سالار عمروؓ بن العاص اپنے لشکر کے ساتھ اپنے دوسرے عساکر سے نہ مل سکے۔"

اتنا کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

"دمشق میں اس وقت ہمارا والی عزرائیل ہے وہ ایک اچھا حکمران ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بے مثال سپہ سالار اور تیغ زن بھی ہے اس سے میں نے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ وہ تنہا مسلمانوں کا مقابلہ کرے۔ میں

Marfat.com

چاہتا ہوں ایک سالار یہاں سے بھی مزید لشکر لے کر دمشق کی طرف روانہ ہو تا کہ مسلمانوں پر ایسی ضرب لگائی جائے کہ وہ نہ صرف اپنی پیش قدمی روک دیں بلکہ واپس اپنے علاقوں کی طرف جانے پر مجبور ہو جائیں۔

گو اس وقت دمشق کے والی اور سپہ سالار عزرائیل کے پاس جو لشکر ہے وہ تعداد میں مسلمانوں کے متحدہ لشکر سے بھی کہیں زیادہ ہے اس کے باوجود بھی مسلمانوں کے سامنے عزرائیل کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا اب میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم میں سے کون ہے جو اپنے آپ کو پیش کرتا ہے کہ وہ پانچ ہزار بہترین سواروں کو لے کر دمشق کا رخ کرے دمشق پر حملہ آور ہونے والے مسلمانوں سے ٹکرائے اور عزرائیل کے ساتھ مل کر انہیں پسپا کرنے کی کوشش کرے۔ تم میں سے اگر کوئی سالار ایسا کرے گا تو میں اس کے لئے یہ پیش کش کرتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے جس قدر ہمارے علاقے فتح کئے ہیں ان علاقوں سے جو اس سے پہلے ہمیں محصول ملتا تھا وہ محصول اس سالار کو ملے گا جو تم میں سے دمشق جا کر مسلمانوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو جائے۔''

اس پر ہرکولیس کا سالار کلوس اپنی جگہ پر جست لگانے کے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! اگر آپ پانچ ہزار بہترین سوار میرے حوالے کرتے ہیں اور میرا انتخاب کرتے ہیں کہ میں دمشق کے نواح میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگاؤں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مسلمانوں کے لئے کافی ہوں اور انہیں بدترین شکست دے کر مار بھگاؤں گا۔''

اپنی بات مکمل کرنے کے بعد کلوس جب بیٹھ گیا تب ہرکولیس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کلوس! میں تمہارے جذبے تمہاری ہمت تمہاری جوانمردی کی داد دیتا ہوں تمہیں سلام کرتا ہوں اپنے ان سارے سالاروں کے سامنے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم دمشق کے نواح میں مسلمانوں کو پسپا کرنے اور شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو ارض شام کے وہ علاقے جو مسلمان اب تک فتح کر چکے ہیں ان سب کا محصول لینے کے تم مجاز ہو گے۔''

اس کے بعد ہرکولیس نے خصوصیت کے ساتھ اپنے دو بڑے سالاروں وردان اور بایان کی طرف باری باری دیکھا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''بایان اور وردان! تمہیں اس سلسلے میں اگر کوئی اعتراض ہے تو بولو''
بایان اور وردان دونوں قریب قریب بیٹھے ہوئے تھے پہلے دونوں نے آپس میں صلح مشورہ کیا پھر وردان ہرکولیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''مجھے اور بایان کو اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں میں سمجھتا ہوں کلوس نے بہترین حب الوطنی اور جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے اور ہم یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ کلوس مسلمانوں کے خلاف کامیاب اور کامران رہے گا۔''
یہاں تک کہنے کے بعد جب وردان بیٹھ گیا تب ہرکولیس نے پھر کہنا شروع کیا۔
''کلوس! آج رات ان پانچ ہزار بہترین لشکریوں اور تیغ زنوں کو تیار کر دیا جائے گا جنہوں نے تمہارے ساتھ دمشق کی طرف روانہ ہونا ہے تمہارے پیچھے پیچھے میرا داماد توما اور بیٹی کیتھرائن بھی ایک اور لشکر کے ساتھ دمشق کا رخ کریں گے میں شاید توما اور کیتھرائن دونوں کو ایک اور لشکر دے کر تمہارے ساتھ ہی دمشق کی طرف روانہ کر دیتا لیکن توما اور کیتھرائن کے انطاکیہ میں کچھ کام ہیں جنہیں نمٹا کر وہ تمہارے پیچھے پیچھے دمشق کا رخ کریں گے اس طرح جب توما بھی ایک لشکر لے کر دمشق پہنچے گا تو وہاں حالات مکمل طور پر ہمارے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف ہو جائیں گے اس لئے کہ مسلمان دمشق میں اتنے بڑے ہمارے لشکر کی طاقت وقوت کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔''
اس کے ساتھ ہی ہرکولیس نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا اور اگلے روز کلوس پانچ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ دمشق کی طرف کوچ کر گیا تھا۔
مریشا اور شوطار کے گھڑ دوڑ کے نکلنے کے لئے ابھی تھوڑا سا وقت تھا کہ مریشا کی ماں اس وقت اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئی جس وقت مریشا اور شوطار دونوں اکٹھی بیٹھی کسی موضوع پر گفتگو کر رہی تھیں۔
جب مریشا کی ماں میخالہ اس کمرے میں داخل ہوئی تب اسے دیکھتے ہی مریشا اور شوطار اس کے احترام میں اٹھ کھڑی ہوئیں اندر آتے ہی میخالہ نے مریشا اور شوطار کو مخاطب کیا۔
''میری دونوں بیٹیو! کیا تمہارا واسں کے ساتھ کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہے؟ وہ بڑا پریشان وفکر مند ہے ابھی ابھی وہ باہر سے آیا ہے اس کا چہرہ بتاتا ہے کہ وہ انتہائی غصے اور غضبناکی میں ہے سیدھا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا اور دروازہ اس نے بند کر لیا ہے میں تو یہ خیال کر رہی تھی کہ شاید تم دونوں کے ساتھ کسی موضوع پر اس کی بحث ہوئی

Marfat.com

ہے اور معاملہ تکرار تک پہنچا ہے لیکن تم دونوں تو یہاں بیٹھی ہوئی ہو۔''

''اماں! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ وامس تو کافی دیر کا باہر گیا ہوا تھا وہ کب لوٹا ہے؟ ہم تو اس کا انتظار کر رہی تھیں اس لئے کہ ہمارا گھڑ دوڑ کا وقت ہو رہا ہے اچھا اماں آپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں میں اور شوطار دیکھتی ہیں کہ کیا معاملہ ہے......؟''

میخالہ جب وہاں سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تب فکر مندی کے انداز میں مریشا نے شوطار کی طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔

''شوطار میری بہن! یہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟ میری سمجھ میں بات نہیں آئی کہ وامس کہاں گئے ہوئے تھے؟ انہوں نے نہ تمہیں بتایا نہ مجھے اور ابھی جوان کی حالت اماں نے کہی ہے یہ واقعی فکر مندی کی بات ہے۔ آؤ! دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے؟''

مریشا اور شوطار دونوں وامس کے کمرے میں داخل ہوئیں دروازہ شوطار نے بند کر دیا لیکن اسے اندر سے زنجیر نہیں لگائی انہوں نے دیکھا وامس ایک نشست پر گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا وہ بڑے غصے میں اور بے زاری کی حالت میں لگتا تھا۔ اس نے مریشا اور شوطار کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ بھی لیا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل نہیں ہوئے تھے۔

مریشا اور شوطار دونوں دبے دبے پاؤں آگے بڑھیں دونوں نے کچھ صلح و مشورہ کیا پھر دونوں آہستہ آہستہ وامس کی پشت پر چلی گئی تھیں اس کے ساتھ ہی مریشا وامس کا دایاں شانہ اور شوطار بایاں شانہ دبانے لگی تھی پھر بڑے پیارے انداز میں مریشا نے اپنا خوبصورت سرخ گال وامس کے کان کے ساتھ لگایا اور پیار بھری سرگوشی کی۔

''کیا بات ہے...... کیا ہم دونوں سے کوئی غلطی ہوئی جس کی بناء پر آپ نے اپنی یہ حالت بنا رکھی ہے ہمیں تو خبر ہی نہیں تھی کہ آپ کہاں گئے ہوئے ہیں...... کب لوٹے ہیں...... یہ تو اماں نے ہمیں بتایا کہ آپ بڑے غصے کی حالت میں اپنے کمرے میں داخل ہوئے ہیں...... آپ کہاں گئے تھے...... آپ کی ذات سے میرا اور شوطار کا ایک تعلق ہے جب کہیں جاتے ہیں تو ہمیں بتا کر جایا کریں تاکہ ہمیں پتہ ہونا چاہئے آپ کہاں ہیں......''

وامس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا۔

''کچھ نہیں ہے گھڑ دوڑ کا وقت ہو رہا ہے چلو چلتے ہیں۔''

Marfat.com

مریشا نے اس کے شانے پر دباؤ ڈالتے ہوئے اسے پھر نشست پر بٹھا دیا کہنے لگی۔

''نہیں! اس طرح آپ ہمیں ٹال نہیں سکتے اگر آپ ٹالنے کو کوشش کریں گے تو میں اور شوطار دونوں یہ سمجھیں گی کہ آپ ہمیں اپنا نہیں سمجھتے اور آپ کو ہم دونوں سے کوئی محبت بھی نہیں ہے۔ پہلے بتائیں کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ کا چہرہ اور آپ کی حالت پہلے ایسی کبھی نہ ہوئی تھی۔ پہلے وجہ بتائیں گے پھر اس کا حل سوچا جائے گا اس کے بعد گھڑ دوڑ کے لئے نکلیں گے۔''

مریشا اور شوطار دونوں ابھی تک چونکہ اس کے شانے دبا رہی تھیں لہٰذا اس نے دونوں کے ہاتھ پکڑے اور انہیں کھینچ کر اپنے سامنے بٹھایا اور پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں اپنے دوست عویلم بن خارج سے ملنے کے لئے گیا تھا۔ تم لوگ جانتی ہو کہ عویلم کے ساتھ اور بہت سے لوگ ہیں جنہیں غلام بنایا گیا ہے اور وہ سب ہمارے ساتھی ہیں ان میں سے ایک غلام بیچارہ عبادت کرتا ہوا پکڑا گیا اور لوگوں کو خبر ہوگئی کہ وہ اسلام قبول کر چکا ہے حالانکہ سارے ہی مسلمان ہیں یہ معاملہ انہوں نے مارسمول کو پیش کیا اس لئے کہ مارسمول وہاں اس وقت قریب ہی تھا مارسمول نے نہ صرف اس غلام مسلمان کو گالیاں دیں بلکہ ہمارے رسولؐ کے لئے بھی انتہا درجہ کے نازیبا اور ناقابل برداشت الفاظ استعمال کئے جو عُویلم بن خارج نے مجھے بتائے ہیں لیکن میری زبان زیب نہیں دیتی کہ میں تم دونوں کے سامنے اپنی زبان پر وہ الفاظ لاؤں اب اس غلام کو مارسمول نے قتل کر دیا ہے۔

میں اپنے رسول ﷺ کے خلاف یہ نازیبا الفاظ استعمال کرنے اور اپنے ایک مسلمان بھائی کو قتل کرنے کے جرم میں مارسمول کو زندہ نہیں چھوڑوں گا خواہ اس کے لئے میری جان ہی چلی جائے لیکن میں اس شیطان کی گردن ضرور کاٹوں گا۔''

واسں جب خاموش ہوا سب مریشا اور شوطار نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا پھر شوطار اٹھی بڑے پیارے انداز میں اس نے واسں کی پیٹھ تھپتھپائی پھر بڑی ہمدردی اور پیار میں کہنے لگی۔

'' واسں ! یہ بڑا سنجیدہ اور پریشان کن معاملہ ہے بے شک مارسمول نے بڑی نازیبا حرکت کی ہے اور وہ واجب القتل ہے لیکن آپ یہاں اس کے خلاف حرکت میں

Marfat.com

نہیں آئیں گے اس طرح اگر انطاکیہ کے اندر یا شہر کے نواح میں یہ مشہور ہوگیا کہ واس ابولہول مسلمان ہے اور اگر آپ کو کچھ ہوگیا تو میں آپ کو یہ بتادوں کہ کم از کم میں اور مریشا تو زندہ نہیں رہ سکیں گی۔ ہاں! اگر آپ یہ کرنا ہی چاہتے ہیں انطاکیہ شہر کے اندر مارسمول کو للکارتے ہوئے اس کی گردن کاٹنا چاہتے ہیں اور لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آپ بھی مسلمان ہیں تو یہ کام کرنے سے پہلے آپ اپنے ہاتھوں سے میری اور مریشا کی گردن کاٹ دیں یا ہم دونوں کا گلہ دبا کر ہمارا خاتمہ کرکے پھر مارسمول پر حملہ آور ہوں۔

اور اگر آپ یہ کر سکتے ہیں تو میں اور مریشا ابھی حاضر ہیں اور اگر آپ کو ہم سے یعنی ہم دونوں سے تھوڑی بہت بھی محبت ہے تو پھر وہ کریں جو ہم کہتی ہیں فی الحال اس موضوع پر خاموشی اختیار کرلیں اس کے بعد مارسمول پر حملہ آور ہونے کے لئے کئی مواقع ملیں گے گوکلوس کل مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دمشق کی طرف روانہ ہو رہا ہے لیکن میرا دل کہتا ہے کہ کلوس مسلمانوں کے سیلاب کو روک نہیں سکے گا اور ایک نہ ایک دن محترم وردان کو بھی یہاں سے نکلنا پڑے گا۔ جب ایسا ہوا تو یاد رکھنا بڑے بڑے سورما بڑے بڑے پہلوان جن میں مارسمول بھی شامل ہوگا لشکر میں شامل ہوں گے جب ایسا ہوگا تب وہاں کسی مناسب موقع پر مارسمول پر حملہ آور ہوں گے اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دیں گے اس کام میں میں آپ کا ساتھ دوں گی۔ آپ مارسمول کو قابو کیجئے گا میں خود اس کی گردن کاٹوں گی۔ اب بولیں آپ کیا کہتے ہیں؟ اب میں آپ کو اپنی اور مریشا کی محبت کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ فی الحال غصہ پی جایئے معاملے کو یہیں دبا رہنے دیجئے یہاں مارسمول کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہ کیجئے گا۔ اسی میں آپ کی فلاح ہے اور آپ کی فلاح کے ساتھ میری اور مریشا کی فلاح بھی وابستہ ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے اس مشورے کو رد نہیں کریں گے۔''

جواب میں واس مسکرا دیا باری باری بڑے پیارے انداز میں مریشا اور شوطار کا گال تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

''تم دونوں کا مشورہ میرے لئے آخری ہے اب چلو گھڑ دوڑ کے لئے نکلتے ہیں

واس کے ان الفاظ سے مریشا اور شوطار دونوں خوش ہوگئی تھیں پھر تینوں گھڑ دوڑ پر نکلنے کے لئے خوشی خوشی اصطبل کا رخ کر رہے تھے۔

Marfat.com

○❖○

رومنوں کا سالار کلوس اپنے پانچ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ دمشق پہنچا دمشق کے پہلے حاکم اور سالار عزرائیل نے اس کا بہترین استقبال کیا لیکن کلوس اس کے خلاف اپنے دل میں کدورت رکھتا تھا۔ ہرکولیس نے چونکہ کلوس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مسلمانوں کو پسپا کر دے تو مسلمانوں نے جس قدر اب تک علاقے فتح کیے ہیں ان کے محصول کا حق دار کلوس ہوگا لہٰذا کلوس اس لالچ میں پڑ گیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کامیابی حاصل کرلے تو اس کامیابی میں عزرائیل کا کوئی حصہ نہیں ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا کہ اگر عزرائیل کی جگہ وہ دمشق کا حاکم بن جائے تو وہ دہرے فوائد حاصل کرسکتا ہے دمشق کا حاکم بننے کے بعد اگر وہ مسلمانوں کے خلاف بھی کامیابی حاصل کرتا ہے تو پھر جو علاقے مسلمانوں نے فتح کیے ہیں انہیں وہاں سے نکال کر ان علاقوں کا جو سالانہ محصول ہے وہ تو اسے ملے گا ہی لیکن اگر وہ عزرائیل کو دمشق کی حاکمیت سے شہر کے معززین کے ساتھ مل کر ہٹانے میں کامیاب ہوگیا تو اس طرح اس کی کارگزاری سے خوش ہو کر ہرکولیس اسے دمشق کا حاکم بھی برقرار رکھے گا۔ اس طرح کلوس اپنے دل میں دو فوائد حاصل کرنے کی ٹھان چکا تھا۔

انہی ارادوں کو سامنے رکھتے ہوئے کلوس نے خفیہ طور پر شہر کے معززین اور اکابرین اور لشکر کے جو سرکردہ سالار تھے ان کا ایک اجلاس بلا لیا اس اجلاس میں اس نے سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''میں تم لوگوں کے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور اس تجویز کے پیش کرنے کا مقصد اپنی اور اہل دمشق کی فلاح کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔''

اس نے لوگوں کو مزید مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''دمشق شہر کا موجودہ حاکم عزرائیل مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا اگر وہ مسلمانوں

Marfat.com

کا مقابلہ کر سکتا ہوتا تو پھر ہرکولیس مجھے دمشق نہ بھیجتا ہرکولیس نے چونکہ یہ اندازہ لگایا ہے کہ عزرائیل مسلمانوں کی پیش قدمی کو نہیں روک سکتا اسی بناء پر اس نے مجھے انطاکیہ سے دمشق بھیجا ہے تا کہ میں نہ صرف مسلمانوں کی پیش قدمی کو روکوں بلکہ انہیں پسپا کر کے اب تک جو علاقے انہوں نے ہمارے فتح کیے ہیں انہیں وہاں سے نکال باہر کروں۔

ان سارے عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے میں تمہارے سامنے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر تم دمشق شہر کے موجودہ حاکم عزرائیل کو حاکمیت سے معزول کر کے شہر سے نکال دو تو میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ میں تنہا مسلمانوں کا مقابلہ کروں گا اور اب تک رومنوں کے جس قدر علاقے انہوں نے فتح کیے ہیں وہاں سے انہیں نکال کر اپنے علاقے ان سے ہر صورت میں واپس لوں گا۔"

کلوس خیال کرتا تھا کہ لوگ اس کی تجویز کو تسلیم کر لیں گے اس لئے کہ مسلمانوں کا ان پر خوف اور وحشت طاری تھی لیکن شہر کے معززین اور سالاروں کی طرف سے کلوس کو اس کے مزاج اور اس کی طبیعت کے مطابق جواب نہ ملا لوگوں نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

"اس وقت جبکہ دشمن ہمارے سر پر ہیں ہمیں تم جیسے دس ہزار بھی ہوں تو سب کو امداد کی ضرورت ہے تا کہ ہم اہل عرب سے اچھی طرح مقابلہ کر سکیں یہ وقت باہمی خانہ جنگی اور مفاد کا نہیں ہے لہٰذا تم ہمارے سامنے یہ تجویز پیش نہ کرو کہ ہم سب مل کر عزرائیل کو شہر کی حاکمیت سے معزول کر کے اسے شہر سے باہر نکال دیں بلکہ اس موقع پر ہم یہ چاہیں گے کہ تم اور عزرائیل دونوں شانے سے شانہ ملا کر مسلمانوں کا مقابلہ کرو اسی صورت میں مسلمانوں کے حملوں کو روکا جا سکتا ہے اور دمشق شہر کو ان سے بچایا جا سکتا ہے۔"

اس نے جب دیکھا کہ لوگ اس کی بات اس کی تجویز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تب اس نے عزرائیل کو نیچا دکھانے اور خود دمشق شہر کا حاکم بننے کے لئے ایک اور تجویز پیش کر دی۔

کہنے لگا۔ "اگر تم میری پہلی تجویز نہیں مانتے ہو تو میں تمہارے سامنے ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا لشکر یہاں پہنچے ہمارا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہو تو ایک دن میں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلوں اور ایک دن

Marfat.com

عزرائیل نکلے دونوں میں سے جو شخص مسلمانوں کو بھگا دے وہی اس شہر کا حاکم ہوگا۔"

لوگوں نے کلوس کی اس تجویز کو پسند کیا اور اس کے پاس سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ دوسری طرف عزرائیل جو ایک نامور تیغ زن تھا اسے بھی کلوس کی اس ساری باتوں اور مشووروں کا علم ہو چکا تھا تاہم وہ خاموش رہا اور کلوس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جنگی تیاریوں میں لگ گیا تھا۔

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ دمشق کے نواح میں دیر غوطہ کے مقام پر آ کر خیمہ زن ہوئے مسلمانوں نے وہاں آ کر پڑاؤ کیا ہی تھا کہ مسلمانوں نے دیکھا کہ رومنوں کا ایک ٹڈی دل سا لشکر بڑی تیزی سے اس سمت بڑھا تھا جہاں مسلمانوں نے پڑاؤ کیا تھا۔

خالد بن ولیدؓ نے جب دیکھا کہ رومن مسلمانو ں کا رخ کر رہے ہیں تو پڑاؤ کرنے کے بعد آپ نے فوراً اپنے لشکریوں کی صفیں درست کرنا شروع کر دی تھیں حالانکہ مسلمان سفر کے باعث تھکے ہارے آئے تھے۔ اس کے باوجود خالدؓ بن ولید دشمن سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئے دوسری طرف کلوس اور دیگر رومن مسلمانوں کی تھکاوٹ سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنا چاہتے تھے۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا درمیانی حصہ اپنے پاس رکھا دائیں بازو پر شرجیلؓ بن حسنہ کو کمانداری دی بائیں بازو پر عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کماندار بنائے گئے اور لشکر کے چوتھے حصے کو ساقہ کا نام دیا۔ اس حصے کو چند اول و عقب اور ساقہ کہہ کر پکارا جاتا تھا اور اس حصے کا کماندار سالم بن نوفلؓ کو مقرر کیا گیا تھا۔

مسلمانوں کے سامنے آ کر رومنوں نے پڑاؤ قائم کیا رومنوں نے پہلے انفرادی مقابلے کرنے کی ٹھانی ان کا خیال تھا کہ اگر ان انفرادی مقابلوں میں انہوں نے مقابلے پر آنے والے مسلمانوں کا کام تمام کر دیا تو رومنوں کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے اندر ایک طرح کی بددلی پھیل جائے گی۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک رومن تیغ زن انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترا خالد بن ولیدؓ سے اجازت لے کر ضرارؓ بن آزور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترے اور لمحوں کے اندر ضرارؓ بن آزور نے اس رومن کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ رومن پر فتح حاصل کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے کے بعد ضرارؓ بن آزور واپس نہیں آئے بلکہ رومنوں کو للکارتے ہوئے انہیں پکار کر کہا ان کے مقابلے کے

Marfat.com

لئے کسی اور کو بھیجیں۔

اس پکار کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک اور رومن میدان میں اترا لیکن وہ بھی زیادہ دیر ضرارؓ بن آزور کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور آپ نے اس کا بھی کام تمام کر کے رکھ دیا۔

اس طرح باری باری ضرارؓ بن آزور رومن تیغ زنوں کا خاتمہ کرتے رہے اور دوسرے کو بلاتے رہے یوں آپ نے صرف ایک مقابلے میں رومنوں کے دس عمدہ اور بہترین تیغ زنوں کو انفرادی مقابلے میں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

ضرارؓ بن آزور دس رومنوں کا خاتمہ کرنے کے بعد جب واپس آئے تب رومنوں کی طرف سے پھر انفرادی مقابلے کے لئے ایک تیغ زن نکلا اس کا مقابلہ کرنے کے لئے عبدالرحمٰن ابن ابوبکر میدان میں اترے اور انہوں نے بھی رومن کا حلقوم کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

اس کے بعد ایک اور قوی ہیکل رومن انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترا اس کے مقابلے میں خالد بن ولیدؓ خود میدان میں اترے اور چند لمحے بھی وہ رومن خالد بن ولیدؓ کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور آپ نے اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا تھا۔

اپنے مقابلے پر آنے والے رومن کا خاتمہ کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے رومنوں کے لشکر کی طرف دیکھا اور جرأت مندی اور جوانمری کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے بلند آواز میں رومنوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"اگر تم رومنوں میں ہمت و قوت ہے تو پھر دس سواروں کو مجھ اکیلے کے مقابلے میں بھیجو میں دیکھوں وہ کیسے میرا مقابلہ کرتے ہیں۔"

لیکن اس سے پہلے چونکہ کئی رومن انفرادی مقابلے میں کام آ چکے تھے لہٰذا رومنوں کو جرأت و ہمت نہ ہوئی کہ خالد بن ولیدؓ کے مقابلے میں اپنا کوئی تیغ زن بھیجیں اس لئے کہ انہیں خبر ہو چکی تھی کہ رومنوں کے مقابلے کے لئے جو للکار رہا ہے وہ شخص مسلمانوں کا سالار اعلیٰ خالد بن ولیدؓ ہے۔

خالدؓ بن ولید کا نام سن کر ہی رومنوں پر لرزہ طاری ہونے لگا تھا دوسری طرف لشکریوں اور دیگر سالاروں نے جب دیکھا کہ انفرادی مقابلے میں بہت سے رومن کام آ چکے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا سالار اعلیٰ رومنوں کے مقابلے کے لئے للکار رہا ہے رومن اس کے مقابلے کے لئے نہیں نکلتے تب چھوٹے سالار اور لشکر کے اندر اس وقت جو مذہبی پیشوا اور دمشق شہر کے سرکردہ لوگ تھے وہ اس جگہ آئے جہاں عزرائیل اور کلوس

Marfat.com

دونوں پریشانی کی حالت میں کھڑے تھے اس لئے کہ وہ امید بھی نہیں رکھ سکتے تھے کہ مسلمان انفرادی مقابلے میں اس قدر رومنوں کو بڑی آسانی سے موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔

اور اب جو خالد بن ولیدؓ دونوں لشکریوں کے درمیان کھڑے رومنوں کو مقابلے کے لئے للکار رہے تھے تو عزرائیل اور کلوس دونوں پر خوف اور وحشت طاری تھی اس لئے کہ دونوں نے خالدؓ بن ولیدؓ کا نام سن رکھا تھا اور ان کے کانوں میں وقت کی آواز نے یہ بات بھی ڈال رکھی تھی کہ مسلمانوں کا یہ وہ سالار ہے جسے ان کے رسول (ﷺ) نے سیف اللہ کا خطاب دیا تھا اور مسلمانوں کا یہ سالار نہ صرف ناقابل تسخیر بلکہ ان کے رسول (ﷺ) کے مطابق وہ کسی رزم گاہ میں مارا بھی نہیں جائے گا۔ شہید بھی نہیں ہوگا اس لئے کہ وہ اللہ کی تلوار ہے۔

شہر کے معززین اور چھوٹے سالار کلوس اور عزرائیل کے پاس آئے اور ان دونوں سے کہا تم دونوں میں سے ایک مسلمانوں کے سالار خالد بن ولیدؓ کے مقابلے کے لئے نکلے اس لئے کہ اس وقت تم دونوں ہی رومنوں کے لشکر کے سالار ہو۔

اس موقع پر عزرائیل نے کلوس کو مخاطب کر کے کہا۔

''تجھے ہرکولیس نے سردار مقرر کر کے میری مدد کو بھیجا ہے اور تو نے یہاں آ کر خفیہ خفیہ اجلاس طلب کر کے شہر کے معززین اور چھوٹے سالاروں کے سامنے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ تو اکیلے اکیلے لڑنے کا مشورہ دیتا ہے اب تو مقابلے کے لئے نکل کیونکہ تجھے شہر اور رعیت کی حفاظت کا ذمہ دار بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

عزرائیل کی اس گفتگو کا کلوس نے برا مانا اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے وہ عزرائیل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تو اس شہر میں مجھ سے پہلے حاکم ہے میں تو بعد میں آیا ہوں اس لئے تو عربوں کے مقابلے پر نکل اور تو ہی پہلے مقابلہ کر چونکہ تو پہلے سے دمشق میں ہے میں بعد میں آیا ہوں لہٰذا میں تیرے بعد مسلمانوں کا مقابلہ کروں گا۔''

دمشق شہر کے لوگوں و سالاروں اور لشکریوں نے جب دیکھا کلوس اور عزرائیل آپس میں تکرار کرنے لگے ہیں اور کوئی بھی پہلے میدان میں اترنے کے لئے تیار نہیں تب انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ عزرائیل اور کلوس کے درمیان قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ ہی مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید کا مقابلہ کرنے کے

Marfat.com

لئے میدان میں اترے گا۔

اس تجویز کو عزرائیل اور کلوس نے بھی تسلیم کرلیا اور جب قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ کلوس کے نام پر نکلا چونکہ قرعہ اس کے نام پر نکل چکا تھا لہذا بادل نخواستہ مقابلے کے لئے تیار ہوا تاہم شہر کے معززین اور اپنے دوسرے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں انفرادی مقابلے کے مسلمانوں کے سالار کی طرف جاتا ہوں اگر اس مقابلے کے دوران تم میری جانب سے کچھ کمی پاؤ یا مجھے مغلوب ہوتا دیکھو تو ضرور پہنچنا۔''

کلوس کی اس گفتگو کے جواب میں اہل دمشق کہنے لگے۔

''کلوس! تو بزدلی کی باتیں نہ کر تیری یہ بات کمزوری اور پست ہمتی کی دلیل ہے۔''

کلوس بہانے بنانے لگا تھا وہ اس انفرادی مقابلے کو کسی نہ کسی حیلے سے ٹالنا چاہتا تھا آخر پھر اہل شہر اور لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرا مقابلہ بدوی عرب سے ہے میں اس کی زبان سے ناواقف ہوں اس لئے میرے ساتھ کسی ترجمان کو جانا چاہئے۔''

اہل شہر نے کلوس کی اس تجویز کو بھی مان لیا چنانچہ ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا گیا جو عربی جانتا تھا اس کا نام جرجس تھا۔ وہ ایک دانشمند اور فصیح البیان آدمی خیال کیا تھا اسے شہر کے معززین نے کلوس کے ساتھ ترجمان کے طور پر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

کلوس تو بہانے بنا رہا تھا کہ شاید کوئی عربی جاننے والا نہ ملے گا تو اس کی جان چھوٹ جائے گی لیکن جب جرجس کا انتخاب کرلیا گیا تب کلوس کو میدان میں اتر کر خالدؓ بن ولید کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کوئی راستہ دکھائی نہ دیا آخر خالدؓ بن ولید کا مقابلہ کرنے کے لئے رومنوں کا سالار کلوس اپنے ترجمان جرجس کے ساتھ اپنے لشکر سے نکل کر میدان جنگ کے وسطی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

○❖○

Marfat.com

میدان جنگ کے وسطی حصے کی طرف جاتے ہوئے کلوس نے اپنے ترجمان جرجس کو مخاطب کر کے کہا۔

''میں نے سن رکھا ہے کہ عربوں کا یہ شہسوار اور ان کا یہ سپہ سالار انتہاء درجہ کا بہادر و جرات مند و طاقت ور اور ایک بے مثال اور کمال رکھنے والا تیغ زن ہے ...... دیکھ جرجس! اگر مسلمانوں کے سالار کے مقابلے میں تو یہ دیکھے کہ مسلمانوں کا وہ نہ رہنے والا اور نہ تسخیر ہونے والا سالار حملہ آور ہوتے ہوئے مجھ پر حاوی ہونے کی کوشش کر رہا ہے یا تو یہ دیکھے کہ مسلمانوں کے اس سالار کے مقابلے میں، میں سست ہوتا دکھائی دے رہا ہوں تو میری مدد ضرور کرنا ...... اگر تو ایسا کرے گا تو تیری اس خدمت کے صلے میں، میں نہ صرف تمہیں اپنا مصاحب بنا لوں گا بلکہ تجھے انعامات و اکرامات سے بھی مالا مال کر دوں گا اس طرح آج میں اس میدان جنگ میں کامیاب رہا تو کل عزرائیل کی باری ہے ...... مجھے امید ہے وہ اکیلا مقابلہ نہیں کر سکے گا مقابلہ میں مارا جائے گا اور میں شہر کا حاکم بن جاؤں گا اگر ایسا ہوا تو دمشق شہر میں میرے بعد سب سے زیادہ عزت اور تکریم تمہیں ملے گی۔''

جرجس بڑا دانش مند آدمی تھا کلوس جب خاموش ہوا تو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کلوس میں تمہارے ساتھ ایک ترجمان کی حیثیت سے جا رہا ہوں ...... میں گفتگو میں تو تمہاری مدد کر سکتا ہوں لیکن جنگجو نہیں ہوں اور مقابلے کے دوران مسلمانوں کے اس سالار کے مقابلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکوں گا۔''

کلوس نے گھورنے کے انداز میں جرجس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''تجھ پر افسوس ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں مسلمانوں کے اس سالار کے ہاتھوں مارا جاؤں۔''

Marfat.com

جرجس بڑا عقل مند آدمی تھا۔ کلوس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''کلوس! میں تمہاری ساری باتوں کو سمجھ گیا ہوں، اگر میں تیری مدد کے لئے آگے بڑھتا ہوں، مسلمانوں کے سالار کا دباؤ تجھ پر کم کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو مسلمانوں کا سالار تو اپنی تلوار کے ایک ہی جھٹکے سے میرا کام تمام کر کے رکھ دے گا لہٰذا تیری اس مدد، تیری اس رضامندی اور اطاعت کی وجہ سے میں جب اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا تو میرے مرنے کے بعد تیرا انعام و اکرام میرے کس کام کا ہوگا۔''

جرجس کی اس گفتگو سے کلوس شرمندہ سا ہو گیا تھا بہر حال آگے بڑھنے لگا پھر خالد بن ولیدؓ کے قریب جانے سے پہلے اسے کوئی اور خیال گزرا اور جرجس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جرجس! اگر تو آگے بڑھ کر مسلمانوں کے سالار کے خلاف میری کوئی مدد نہیں کر سکتا تو مقابلہ شروع ہونے سے پہلے مسلمانوں کے سالار کو اس کی زبان میں اسے مخاطب کر کے اسے رومنوں کے دبدبے، لشکریوں کی کثرت سے خوف زدہ تو کر سکتا ہے ...... اگر تو ایسا کر دے تب بھی میرے حق میں بہتر ہوگا۔''

کلوس نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے جرجس سے کہا۔

''اگر تم مسلمانوں کے اس سورما کو اپنی باتوں سے خوف زدہ کر دو تو اس طرح اس پر میرا رعب اور دبدبہ طاری ہو جائے گا اور میں اسے قابو کرنے اور اسے اپنے سامنے زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔''

جرجس نے کلوس کی یہ بات مان لی۔ دونوں خالد بن ولیدؓ کے سامنے گئے۔ کلوس ایک طرف ہٹ کر کھڑا رہا جرجس آپؓ کے قریب ہوا اور آپؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے اعرابی! یہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے میں تمہارے سامنے ایک مثال بیان کرتا ہوں ...... اگر اس پر عمل کرو گے تو تمہاری بہتری ہوگی ورنہ نقصان اٹھاؤ گے ...... یہ جو تمہارے مقابلے پر ہمارے شہنشاہ ہرکولیس کا سردار کھڑا ہے یہ کوئی عام آدمی نہیں ...... بڑے بڑے سورماؤں کو اپنے سامنے زیر کر دیتا ہے اس سے مقابلہ شروع کرنے سے پہلے میں تمہاری ہی بہتری اور بھلائی کے لئے مثال پیش کرنا چاہتا ہوں ...... وہ مثال کچھ اس طرح ہے۔

سن اعرابی! ایک شخص کے پاس کچھ بکریاں تھیں جنہیں ایک چرواہا چرایا کرتا تھا لیکن وہ چرواہا کچھ کمزور نحیف اور غیر ذمہ دار تھا لہٰذا اس چرواہے کی غفلت، کمزوری اور

Marfat.com

غیر ذمہ داری کی وجہ سے ایک درندہ روزانہ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پر حملہ آور ہوتا، انہیں نقصان پہنچاتا اور کئی ایک کو کھا جاتا۔

جب ریوڑ کے مالک پر یہ حقیقت کھلی کہ اس کے ریوڑ پر ایک درندہ حملہ آور ہوتا ہے اور یہ کہ چرواہا غیر ذمہ دار اور کمزور ہے اس درندے کے سامنے اس کے ریوڑ کی بھیڑ بکریوں کی حفاظت نہیں کر سکتا تو اس نے ایک دوسرے چرواہے کا بندوبست کر لیا جو بڑا مضبوط، طاقتور اور ذمہ دار تھا۔

نیا چرواہا شب و روز بڑی مستعدی سے بھیڑ بکریوں کے ان گلے کی نگہبانی کرتا اور اپنے فرائض خوبی کے ساتھ انجام دیتا۔

پھر ایسا ہوا کہ وہ درندہ جو بھیڑ بکریوں کو پھاڑ کھانے کا عادی ہو چکا تھا حسب عادت بھیڑ بکریوں کی طرف آیا اور چاہا کہ ان میں سے کچھ کو اٹھا لے جائے لیکن دوسری طرف چرواہا بھی اس کی تاک میں تھا درندہ جب بھیڑ بکریوں پر حملہ آور ہوا تو مضبوط اور طاقتور چرواہے نے فوراً حملہ کر کے اس درندے کو مار ڈالا اور پھر کوئی جانور بھیڑ بکریوں کے اس گلے کے پاس نہ پھٹکتا اور بکریاں اور بھیڑیں درندوں کے نقصان سے محفوظ ہو گئیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جرجس رکا پھر اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے اور خالد بن ولیدؓ کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

اے اعرابی! ابتداء میں ہماری غفلت کی وجہ سے تم لوگوں کو کچھ فتوحات حاصل ہوئیں اور ہم تمہیں عاجز اور خستہ حال سمجھ کر بے پرواہ رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ہمارے بہت سے شہر فتح کر لئے۔

اس کے علاوہ تمہیں شہر فتح کرنے کے باعث عمدہ غذائیں اور میوے کھانے کے لئے اور اعلیٰ پوشاکیں پہننے کو ملیں جو اس سے پہلے تمہیں کبھی نصیب تک نہ ہوئی تھیں۔

ہمارے ان چند شہروں کو فتح کرنے کے بعد تم لوگوں کو ملک گیری کی ہوس بے جا نے اس مقام تک پہنچا دیا ہے جہاں اب تم ہو اور تمہارے حوصلے بڑھ گئے ہیں ...... اس لئے میں تم لوگوں کی خیر خواہی کے طور پر تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ جو مثال میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہے اس کے مطابق یہ شخص جو تمہارے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہے یہ اس مضبوط چرواہے کی مانند ہے جس کا ذکر اپنی مثال میں نے بیان کیا ہے اور یہ تم کو زیر زبر کرنے اور مار ڈالنے کے لئے کافی ہے۔"

Marfat.com

جرجس رکا پھر طنزیہ انداز میں دوبارہ بول اٹھا۔

''یہ شیر جو تمہارے سامنے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہے اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے تم اپنا مدعا مجھ سے بیان کرو کیا چاہتے ہو...... پیشتر اس کے کہ تمہیں اس شیر سے وہ اذیت پہنچے جو اس مضبوط نگہبان چرواہے سے درندے کو پہنچی تھی اور تم لوگ ایسے دریا میں گھس جاؤ کہ اس دریا میں جو شخص بھی جاتا ہو غرق ہو جاتا ہو اور جو اس کا پانی پیتا ہو اس کے حلق میں وہ پانی اٹک جاتا ہو...... اپنا مدعا بیان کرو، ہمارے ملک پر حملہ آور ہونے کی وجہ بتاؤ اس کے علاوہ تم جو کچھ چاہتے ہو بیان کرو۔''

جرجس جب خاموش ہوا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی میں خالد بن ولیدؓ نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''تو ہمارے سامنے درندے چرواہے اور بھیڑ بکریوں کی مثال پیش کرتا ہے...... ہم مسلمان تم لوگوں کو جنگ میں ان چڑیوں کی مانند سمجھتے ہیں جو شکاری کے جال میں پھنس گئی ہوں اور شکاری ان کی کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا بلکہ ان کی کثرت سے خوش ہوتا ہے اور پھر بے مہابا اپنا ہاتھ جال کے اندر ڈال کر اور ہاتھ کو دائیں بائیں اور اوپر نیچے لے جا کر چڑیوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے قبضے میں کر لیتا ہے...... اور اے شخص یہ جو تو نے ہمارے شہر اور وہاں کے قحط کا ذکر کیا ہے تو وہ ٹھیک ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کے عوض گندم اور کھجور کے عوض تروتازہ میوہ جات روغن اور شہد عطا فرمائے ہیں اور یہ ملک ہماری زمین ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محترم رسول ﷺ کے ذریعے ہم سے کیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خالد بن ولیدؓ رکے پھر کہنے لگے۔

''میں نے تیری مثال کا جواب تمہیں دے دیا ہے...... رہا سوال تیرے شیر کا جو تیرے قریب ہی کھڑا ہے جس نے میرے ساتھ مقابلہ کرنا ہے...... یہ تو جب میرے ساتھ مقابلے پر اترے گا تو پھر پتہ چلے گا کہ یہ شیر ہے یا کمزور چرواہے سے بھی بدتر ہے۔

اب جو تو یہ پوچھتا ہے کہ ادھر ہمارے آنے کا مدعا کیا ہے تو میں تم لوگوں کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں...... ان تینوں میں جسے چاہو قبول کر لو اس کے بعد ہمارا تمہارا معاملہ حل ہو جائے گا۔

Marfat.com

اول اسلام قبول کر لو

دوم ہماری اطاعت قبول کر لو اور جزیہ دینا قبول کر لو۔

سوئم ہمارے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خالد بن ولیدؓ رکے اس کے بعد جرجس کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''اور یہ جو تو نے اس شخص کی بہادری، اس کی عظمت، اس کی جرات مندی و دلیری اور شجاعت بیان کی ہے تو یہ شخص تو ہماری نگاہوں میں سب ذلیلوں سے بھی ذلیل ہے...... اگر وہ تمہارے بادشاہ کا کوئی کارندہ ہے تو ہم دین حق کے پرستار ہیں اور خدائے وحدہٗ لاشریک کے مطیع اور فرماں بردار ہیں ...... ہم اس سے پہلے تمہارے شہروں میں سے تدمر، ارکہ، حوران، سخنہ، بصرہ اور قریاتین فتح کر چکے ہیں اور اب ہم ان شہروں کے حاکم ہیں ...... اب میں انفرادی مقابلے کے لئے نکلا ہوں اور میرا نام خالد بن ولیدؓ ہے۔''

خالد بن ولیدؓ کی یہ ساری گفتگو سن کر جرجس پر خوف اور دہشت طاری ہو گئی تھی خالد بن ولیدؓ کی اس گفتگو کا اس نے کوئی جواب نہ دیا اور پلٹ کر جب واپس جانے لگا تو کلوس نے فوراً اسے مخاطب کیا۔

''میدان سے نکل کر کہاں جاتے ہو ...... جس وقت تم میدان کے اس وسطی حصے کی طرف آ رہے تھے اس وقت تو تمہاری حالت ایسی تھی جیسے شیر کسی پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلتا ہے لیکن اب تو ڈر کر دم دبا کر کہاں بھاگنے کو ہے۔''

جرجس رکا چند لمحوں تک خوف بھرے انداز میں اس نے کلوس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''سن کلوس! قسم مجھے اپنے دین کی، میں پہلے ان مسلمانوں کو ناچیز سمجھتا تھا اس لئے کہ مجھے یہ خبر نہ تھی کہ یہ لوگ اس قدر بہادر اور دلیر ہیں اور پھر مجھ پر تو یہ انکشاف ہوا ہے کہ یہ شخص جو تمہارے مقابلے پر آیا، یہ تو مسلمانوں کا سردار ہے، دلیر اور بہادر ہے اور یہی مسلمانوں کا وہ سالار اعلیٰ ہے جس نے دنیا میں اپنی فتوحات اور دشمنوں کو زیر کرنے کے لئے تہلکا مچا رکھا ہے ...... یہی وہ سالار ہے کلوس، جس نے بڑے بڑوں کو زیر اور سرنگوں کر کے رکھ دیا ہے ...... اب تو اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی شجاعت

Marfat.com

کے جوہر دکھا ...... مقابلہ کرنے کے لئے تو میدان میں اترا ہے، میں نہیں ...... میں تیرے ساتھ ترجمان کی حیثیت سے آیا تھا، تیری ترجمانی کے فرائض میں انجام دے چکا ہوں ...... میں نے اپنی جان جہنم کے سپرد نہیں کرنی ...... میں واپس لشکر میں جاتا ہوں تو جان اور یہ مسلمانوں کا سالار جانے۔"

کلوس پر خالد بن ولیدؓ کے بیان کی وجہ سے پہلے ہی خوف طاری تھا ...... جرجس کی گفتگو نے مزید اس پر لرزہ طاری کر دیا لہٰذا جرجس کے ساتھ ہی وہ مڑا، مقابلے سے جی چراتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن بڑی تیزی سے خالد بن ولیدؓ اس کی طرف بڑھے۔ جرجس نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا سالار حملہ آور ہونے کے لئے پیچھے لگ گیا ہے تب اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا ...... اتنی دیر تک خالد بن ولیدؓ بھی اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے گھوڑے کو بھگاتے ہوئے اس کے قریب پہنچ چکے تھے ......کلوس نے خالد بن ولیدؓ پر حملہ کیا، جسے آپؓ نے روک لیا ......تلوار برسانے کے ساتھ ہی کلوس نے اپنا نیزہ بھی خالد بن ولیدؓ کو دے مارا لیکن آپؓ نے ڈھال مار کر اس کا نیزہ دور پھینک دیا ساتھ ہی آپ نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور ہاتھ آگے بڑھا کر کلوس کو پکڑ کر اسے اس کے گھوڑے سے زمین پر پٹخ دیا تھا۔

اس طرح خالد بن ولیدؓ نے کلوس کو گرفتار کر لیا ...... اسے پکڑ کر اپنے لشکر میں واپس لے آئے اور اپنے سالاروں سے کہا کہ اس کو مشکیں باندھ دی جائیں۔

اس حالت میں کلوس عجیب سے انداز میں دھیمے دھیمے لہجے میں کچھ بڑبڑا رہا تھا جس کی کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی اس موقع پر خالد بن ولیدؓ نے بصرہ کے سابق حکمران روماس کو بلایا جو اسلام قبول کر چکا تھا اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو چکا تھا ...... روماس جب وہاں آیا تو خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ "یہ کچھ بڑبڑا رہا ہے سنو یہ کیا کہتا ہے۔"

روماس اپنا کان کلوس کے نزدیک لے گیا جو کچھ وہ کہہ رہا تھا، اسے غور سے سنتا رہا پھر خالد بن ولیدؓ کے پاس آیا اور آپؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"یہ کہتا ہے کہ تم جزیہ لینا چاہتے ہو تو میں تمہیں اس قدر مال دینے کے لئے تیار ہوں جتنا تم لینا چاہتے ہو پر میری مشکیں کیوں کستے ہو۔"

روماس کے ان الفاظ کے جواب میں آپؓ نے فرمایا۔

Marfat.com

''یہ مجھے ہرکولیس کا کوئی سالار لگتا ہے۔'' اس کے بعد آپؓ اپنے پہلے گھوڑے سے اتر گئے اور ایک بہترین گھوڑے پر سوار ہوئے جسے تدمر کے حاکم نے آپؓ کو تحفے کے طور پر پیش کیا تھا۔ دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر آپؓ پھر انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنا چاہتے تھے کہ ضرارؓ بن آزور نے آگے بڑھ کر آپؓ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہنے لگے۔

''اس رومن سالار سے مقابلہ کرتے ہوئے آپؓ تھک چکے ہیں ...... آپؓ ذرا آرام کر لیں ...... اب میں آپؓ کی طرف سے انفرادی مقابلے کے لئے نکلتا ہوں اور آپؓ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔''

ضرارؓ بن آزور کے ان الفاظ پر خالد بن ولیدؓ نے بڑی شفقت سے ان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میرے عزیز! راحت و آرام صرف آخرت میں ہے ...... جو اس دنیا میں خدا کی راہ میں جہاد کر کے محنت اور مشقت اٹھائے گا وہی کل راحت حاصل کرے گا ...... ہم سب کا اللہ نگہبان ہے۔''

یہ کہہ کر جب آپؓ نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی، آگے بڑھنا چاہا تو کلوس چلا چلا کر آپؓ کو پکارنے لگا۔

جب لشکریوں نے خالد بن ولیدؓ سے کہا کہ کلوس آپؓ کو پکارتا ہے تب آپؓ کلوس کے پاس آئے اور پوچھا یہ کیا کہتا ہے۔

اس پر روماس آپؓ کے قریب آیا اور آپؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ کہتا ہے کہ دمشق شہر کے ہم دو سالار ہیں ...... ایک یہ اور دوسرا اس سے پہلے حاکم شہر اور لشکر کا سالار تھا ...... اس کا کہنا ہے کہ دونوں کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ پہلے یہ میدان میں اتر کر انفرادی مقابلہ کرے گا بعد میں دوسرا میدان میں اترے گا اور اپنا فرض ادا کرے گا۔

اس کا کہنا ہے کہ میں تو میدان میں اتر کر حسب وعدہ اپنا فرض ادا کر چکا ہوں ...... اب آپؓ دمشق شہر کے دوسرے نصرانی سالار کو مقابلے کے لئے بلائیے۔''

کلوس کی یہ گفتگو سن کر خالد بن ولیدؓ مسکرائے اور فرمایا۔

''تیری قوم کا صرف دوسرا سالار ہی نہیں میں تو ہر مشرک کو مقابلے کے لئے پکارتا ہوں۔''

Marfat.com

دوسری طرف کلوس کا ترجمان جرجس جب اپنے لشکر میں واپس گیا تو لوگوں نے اسے مخاطب کرکے کہا تو کیوں خوف کے باعث کلوس کو اکیلا چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ کر لشکر میں آ گیا۔ اس پر خوف زدہ لہجے میں جرجس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''صاحبو! میرا جان بچا کر لشکر میں آنا ہی بہتر ہے اس لئے کہ میرے پیچھے موت ہے جس سے بچنا ممکن نہیں اور وہ مسلمانوں کا سردار ہے جو خود لڑنے کے لئے آیا ہے ...... میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرے گا ...... وہ جہاں کہیں بھی ہمیں پائے گا مار ڈالے گا اسی بنا پر میں جان بچا کر بھاگ کر آیا ہوں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جرجس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''لوگو! میں مسلمانوں کے سالار سے گفتگو کر کے لوٹا ہوں اس گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ مسلمان اپنی جرات مندی سے مسافتوں کے زہریلے لمحوں میں افروز و فروا کو ملا دینے کی جرات رکھتے ہیں ...... سولیوں کے سائے تلے بھی اپنے عقیدے کو سامنے رکھتے ہوئے وفاؤں کے علم کھڑے کر سکتے ہیں ...... سوکھے جذبوں کے قہر اور عقوبت کے گھور اندھیروں میں روشنی اور خیر کی خرد گاہیں کھڑی کرنے کی شجاعت رکھتے ہیں ...... وہ ایسے دلیر اور بے باک ہیں کہ وقت کی ریت کو مٹھی میں بند کر کے تیرگی کے اندھے مناظر کو روشنی پھیلاتی کرنوں کا آنچل عطا کرنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔

لوگو! میں تمہیں مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ ان سے مقابلہ کرنے سے باز رہو وہ نئی منزلوں کے طالب ہیں ...... اجالوں کے خواہاں، حرمت کی رفعت اور سوچوں کی تنظیم کے جویا ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جرجس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میں تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی کھردری انا کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے لئے آنسو کے صحیفوں کو جنم دیں گے ...... اگر ہم نے کسی دھوکے اور فریب میں رہتے ہوئے ان سے ٹکرانے کی کوشش کی تو ہم وہموں کی سیاہی جیسے بہتے پانی پر نقش بنانے کی کوشش کریں گے ...... یاد رکھنا، مسلمان ان لوگوں میں سے ہیں جو دلوں پر کھولتے آشوب کی دستک دے کر اپنے دشمنوں کے لئے سمتوں کا تعین اور راستوں کا تیقن بھلا دیتے ہیں۔''

Marfat.com

جرجس کی یہ گفتگو سن کر کچھ رومنوں نے اسے ڈانٹنے کے انداز میں کہا۔

''بزدل ...... تو نے ہمیں بھی ڈرا دیا۔'' پھر کلوس اور عزرائیل کے بعد جو رومنوں کا بڑا سالار تھا اور جس کا نام بولبس تھا اس نے عزرائیل کو مخاطب کر کے کہا۔

''عزرائیل! کلوس جو ہرکولیس کا مصاحب تھا وہ تو قید ہو گیا اور اس نے اپنے وعدے کے مطابق مسلمانوں کے سالار سے انفرادی مقابلہ کیا ...... اب تیری باری ہے اس لئے کہ تیرے اور اس کے درمیان یہ شرط طے پائی تھی کہ ایک دن تو لڑے اور ایک دن وہ لڑے گا ...... اس نے مقابلہ کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے اب تو مقابلے کے لئے نکل۔''

بولبس کی اس گفتگو سے عزرائیل پریشان ہو گیا تھا حالانکہ عزرائیل کے متعلق نصرانیوں کا خیال تھا کہ وہ ایک بے مثال تیغ زن اور پہلوان نما جوان تھا اور بڑے بڑے سورماؤں کو میدان میں چت کرنے کی ہمت رکھتا تھا لیکن خالد بن ولیدؓ کا ان پر ایسا رعب اور خوف طاری تھا کہ بولبس کو مخاطب کر کے عزرائیل کہنے لگا۔

''بولبس! میں عجیب سی الجھن اور پریشانی کا شکار ہوں ...... دیکھو اگر مسلمانوں کا سالار مارا جائے گا تو اس کی جگہ کوئی دوسرا سالار مقرر ہو جائے گا لیکن اگر میں مارا گیا تو پھر بھیڑ بکریوں کی طرح تم لوگ بغیر چرواہے کے رہ جاؤ گے ...... اس لئے میری یہ رائے ہے کہ آؤ سب مل کر مسلمانوں پر ہلہ بول دیں۔''

بولبس کہنے لگا۔ ''نہیں ...... عزرائیل! ایسا ہرگز نہیں ہو گا کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے لوگ مارے جائیں گے۔''

بولبس اور عزرائیل کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ لوگ جو کلوس کے ساتھ ہرکولیس کی طرف سے آئے تھے وہ عزرائیل پر زور ڈالنے لگے کہ وہ انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں نکلے۔ انہوں نے کہا۔

''تو ہرکولیس کے لئے کلوس سے زیادہ عزیز نہیں ہے ...... اس نے تجھ سے جو عہد کیا وہ پورا کر دیا اور گرفتار ہو گیا ...... اب تو مقابلے کے لئے نکل ورنہ ہم پہلے تجھ سے لڑیں گے پھر مسلمانوں سے ......''

عزرائیل نے جب یہ صورتحال دیکھی تب بڑا پریشان ہوا تاہم اپنی بزدلی چھپانے کے لئے کہنے لگا۔

''تم یہ نہ سمجھو کہ میں اس عرب بدو کے مقابلے سے ڈرتا ہوں ...... اب میں جاتا

Marfat.com

ہوں اور دیکھو میں اس کا کیسے مقابلہ کرتا ہوں۔"

چنانچہ لشکری اور سالاروں کے زور دینے پر عزرائیل اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا خالد بن ولیدؓ کے پاس آیا اور آپؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اے سردار! تمہارے پاس اتنا بڑا لشکر ہے، اس قدر لشکری ہونے کے باوجود آخر تم انفرادی مقابلے کے لئے خود کیوں نکلے ہو ...... تم کسی اور سالار کو بھیج سکتے تھے ...... کسی اور تیغ زن کو انفرادی مقابلے کے لئے نکال سکتے تھے ...... دیکھو، اگر تم مارے گئے تو تمہارے ساتھی بھیڑ بکریوں کی مانند بغیر گلہ بان کے تتر بتر ہو کر رہ جائیں گے ...... بہتر یہی ہے کہ لوٹ جاؤ اور میرا مقابلہ نہ کرو۔"

خالد بن ولیدؓ نے جواب دیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "ابھی تو نے میرے مقابلے سے پہلے میرے دو ساتھیوں کی بہادری دیکھی ہے تیری قوم کے کتنے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ...... اگر میں انہیں اجازت دیتا تو خدا کی مدد سے وہ تیرے لشکر کی صفوں کی صفیں غارت کر کے رکھ دیتے ...... میرے ساتھی ایسے ہیں جو موت کو غنیمت جانتے ہیں اور زندگی کو عذاب ...... اس کے باوجود تو کہتا ہے کہ میں اگر جنگ میں کام آ گیا تو ہمارا لشکر بھیڑ بکریوں کی طرح بکھر کر رہ جائے گا بلکہ تیرے لشکر کی حالت ایسی ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے چپ ہو کر پھر عزرائیل کو مخاطب کیا۔

"مقابلہ شروع ہونے سے پہلے بتا تیرا نام کیا ہے۔"

عزرائیل پر خالد بن ولیدؓ کا خوف اور رعب اور زیادہ طاری ہو گیا تھا سہمے سہمے لہجے میں کہنے لگا۔

"میں شہسواروں کا سردار ہوں اور میرا نام عزرائیل ہے۔"

عزرائیل کا یہ جواب سن کر خالد بن ولیدؓ مسکرائے اور کہنے لگے۔

"جس کے نام پر تیرا نام رکھا گیا ہے یاد رکھ وہ تیرا منتظر اور بڑا مشتاق ہے تاکہ تیری روح کو دوزخ میں پہنچا دے۔"

اپنی بہادری کا بھرم رکھنے کے لئے عزرائیل کہنے لگا۔

"میں اپنے دین کی قسم کھا کر کہتا ہوں، اگر میں چاہوں تو تم پر غالب آ سکتا ہوں مگر از روئے شفقت عملاً تم کو چھوڑے دیتا ہوں اس لئے کہ میں تم سے صلح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں ...... تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ تم میری قید میں آ جاؤ میں تم کو اس

Marfat.com

شرط پر رہا کر دوں گا کہ تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ جن شہروں پر تم نے قبضہ کیا ہے وہ تمہارے ہی رہیں گے اور وہ سرزمین تمہارے قبضے میں دے دی جائے گی۔"

عزرائیل کے خاموش ہونے پر خالد بن ولیدؓ نے اسے مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

"تُو ہم سے ایسی امید رکھتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کا یہ گروہ جنہوں نے تدمر، ارکہ، حوران، سخنہ اور بصرہ فتح کئے ہیں یہ وہ گروہ ہے جس نے اپنی جانوں کو بہشت کے عوض میں اپنے خدا کے ہاتھ بیچ رکھا ہے اور عالمِ آخرت کو اس عالم پر ترجیح دی ہے۔ آ مقابلہ شروع کریں۔ تجھے عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کون غالب آتا ہے۔"

اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے عزرائیل پر حملہ کیا۔ عزرائیل نے دیکھا کہ مسلمانوں کا سالار ہولناک انداز میں حملہ آور ہو رہا ہے تو مقابلہ کرنے کی بجائے وہ خوفزدہ ہو کر بھاگا۔

آپ نے اس کا تعاقب کیا۔ اتنی دیر تک وہ اپنے لشکر کے قریب جا چکا تھا لہٰذا خالد بن ولیدؓ نے اپنے گھوڑے کو روک لیا۔

عزرائیل نے سمجھا کہ مسلمانوں کے سالار مجھ سے ڈر گئے ہیں اس لئے وہ بھی ٹھہر گیا۔ اس کا ٹھہرنا اس کے لئے قیامت برپا کر گیا۔ جونہی وہ ٹھہرا خالد بن ولیدؓ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اس کے قریب پہنچ گئے۔

اس پر ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عزرائیل کہنے لگا۔

"تم یہ سمجھے ہو گے کہ میں خوف سے بھاگا ہوں بلکہ میں تو تمہیں اپنے لشکر کے قریب لا کر گرفتار کرنا چاہتا تھا۔"

خالد بن ولیدؓ اپنے گھوڑے سے اترے اور تلوار لہراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ عزرائیل نے آپ کو پا پیادہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو آپ کے گرد بھگاتے ہوئے گدھ کی طرح منڈلانا شروع کر دیا اور پھر آپ پر اپنی تلوار کا وار کرنا چاہا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ خالد بن ولیدؓ پر تلوار برساتا اس سے پہلے ہی خالد بن ولیدؓ کی تلوار برق کی طرح گری تھی اور ایک ہی ضرب سے خالد بن ولیدؓ نے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ عزرائیل اپنے گھوڑے سے گر گیا۔ خالد بن ولیدؓ نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لے گئے۔

جب وقت عزرائیل اور خالد بن ولیدؓ کا مقابلہ ہو رہا تھا عین اس وقت ہرکولیس کا

Marfat.com

بہترین سالار اور اس کا داماد توما اپنی بیوی کیتھرائن اور ایک دوسرے سالار ہربیس کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ کیتھرائن کو تو دمشق کی طرف بھجوا دیا گیا جبکہ توما اور ہربیس دونوں مل کر اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے لگے تھے۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے خالد بن ولیدؓ نے عزرائیل کو گرفتار کر کے مقابلہ جیت لیا تھا اور عزرائیل کو اپنے لشکر کی طرف لے گئے تھے۔

اب رومنوں کے لشکر کی کمانداری توما کے ہاتھ آ گئی تھی۔ ہربیس اور بوبس دونوں اس کے نائب کی حیثیت سے کام کرنے لگے تھے۔

عزرائیل کو گرفتار کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا کہ انفرادی مقابلوں میں مسلمانوں کی فتح مندی کے باعث رومنوں کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو چکا ہے۔ اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ ہم دونوں مل کر رومنوں پر یکبار حملہ کر دیں۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالد بن ولیدؓ کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے ساتھ ہی خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے اشارے پر مسلمانوں نے یکبار تکبیریں بلند کیں۔ ان کی تکبیروں سے میدانِ جنگ ہی نہیں دمشق شہر کے در و دیوار بھی کانپ اور لرز اٹھے تھے۔ خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد دشمن کے خلاف کارروائی شروع کی تھی۔ ایک حصے کے ساتھ خالد بن ولیدؓ دل گرفتہ نڈھال اور افسردہ کر دینے والی تشنگی کے بحرِ بے کراں، حرماں اور یاس بنا دینے والے عقوبت کے لمحوں اور تذبذب و ہچکچاہٹ طاری کر دینے والے سنگریزوں کے طوفانوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ جبکہ دوسرے حصے کے ساتھ ابو عبیدہؓ بن جراح وحشی دیار میں اندھیروں کے دیو زادوں کو مغلوب کر دینے والے درد کے طوفانوں اور صدیوں کے گہرے سکوت میں گرانبارِ آلام بن کر دشمن پر نزول کرنے والے صداقت کے محافظوں اور دیانت کے امینوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے یہ حملے ایسے بے روک اور زوردار تھے کہ لمحوں کے اندر رومنوں کے لشکر کی حالت تڑپتے سسکتے اندھیروں، ستم زدہ تپتے سایوں اور صحرا میں بھٹکتی پیاس کی شدتوں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

رومن مسلمانوں کے ان تیز اور جان لیوا حملوں کو برداشت نہ کر سکے اور میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ دمشق کے نواح میں مسلمانوں کے ہاتھوں

Marfat.com

رومنوں کی بدترین شکست تھی۔ مسلمانوں نے دمشق شہر کے مشرقی دروازے تک رومنوں کا تعاقب کر کے ان کی تعداد کو کم کیا۔ یہاں تک کہ رومن دمشق شہر میں داخل ہو کر محصور ہو گئے اور شہر پناہ کے دروازے انہوں نے بند کر لئے تھے۔

رومن جب دمشق شہر کے اندر محصور ہو گئے تب مسلمانوں کا جس قدر لشکر تھا اسے پہلے ہی دو حصوں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ ایک حصے کے ساتھ خالد بن ولیدؓ دمشق شہر کے باب شرقی کے سامنے خیمہ زن ہو گئے اور لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ ابو عبیدہؓ بن جراح دمشق کے باب جابیہ کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گئے تھے۔

اب ایک طرح سے مسلمانوں نے دمشق شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس محاصرے کے دوران خالد بن ولیدؓ نے رومنوں کے گرفتار ہونے والے دو نامور سالاروں یعنی کلوس اور عزرائیل کے سامنے اسلام پیش کیا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تب خالد بن ولیدؓ کے حکم سے صحابہؓ میں سے ایک شخص رافع بن عمر الطائیؓ نے کلوس کی اور ضرارؓ بن آزور نے عزرائیل کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔

❖

اہلِ دمشق نے شہر میں محصور ہونے کے بعد توما، ہربیس اور بولبس سے التجا کی کہ اہلِ دمشق مسلمانوں کے سامنے زیادہ دیر تک محصور نہ رہ سکیں گے اس صورت حال کی اطلاع ہرکولیس کو کرنی چاہیے۔

آخر تیز رفتار قاصد انطاکیہ کی طرف روانہ کیے گئے اور دمشق کے نواح میں رومنوں کی یہ بدترین شکست کلوس اور عزرائیل کے مارے جانے اور پھر رومن لشکر کے شہر کے اندر محصور ہو جانے کی اطلاع ہرکولیس کو کر دی گئی۔

دمشق کے باہر اپنے لشکر کی شکست اور اپنے لشکر کے دو بڑے سالاروں کے مارے جانے کا سن کر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ہرکولیس بہت رویا یہاں تک کہ اس نے اپنے بہترین سالار وردان کو جو حمص شہر کا حاکم بھی تھا بلایا۔

وردان جب ہرکولیس کے سامنے گیا تب دمشق کی طرف سے جو خبر آئی تھی اس کی تفصیل وردان سے کہی، ساتھ ہی ہرکولیس اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''وردان! میں چاہتا ہوں ہر صورت میں مسلمانوں سے اپنی ان شکستوں کا انتقام لیا جائے۔ دیکھو کلوس اور عزرائیل دونوں مجھے بے حد عزیز تھے۔ وہ دونوں ہی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ مجھے ان کے مارے جانے کا بے حد صدمہ اور افسوس

Marfat.com

ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں سے انتقام لیا جائے۔ خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے سالار سے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے شہر کو فتح کیا ہے، ہماری سرزمینوں کے اندر تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلا ہے اور اس نے انفرادی مقابلے کے دوران کلوس اور عزرائیل کو گرفتار کیا، پھر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سالار کو گرفتار کر کے اس سے بھی ویسا ہی سلوک کیا جائے جیسا اس نے ہمارے سالاروں سے کیا ہے۔

ہرکولیس کی یہ ساری گفتگو سن کر وردان چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

''آپ کو پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمان اور ان کے سالار خالد بن ولیدؓ جو کچھ کرنا چاہتے تھے کر چکے۔ اب ان کے سامنے بند باندھ دیا جائے گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ خالد بن ولیدؓ کا سر کاٹ کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اسے زیر کرنے کے بعد میں آپ کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرتا ہوا ان کے دو مرکزی شہروں مکہ اور مدینہ تک پہنچوں گا اور انہیں بھی تاراج کر کے رہوں گا۔''

وردان کی یہ جرأت مندانہ گفتگو سن کر ہرکولیس بڑا خوش ہوا، مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''وردان! اگر تُو ایسا کر گزرے تو پھر کیا بات ہے۔ اگر تُو خالد بن ولیدؓ کا سر بھی کاٹ لے، مکہ اور مدینہ پر حملہ آور نہ بھی ہو سکے تب بھی میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید کو قتل کرنے اور مسلمانوں کو شکست دینے کے صلے میں وہ سارے شہر جو اب تک مسلمانوں نے فتح کیے ہیں، تجھے ان شہروں کا مطلق العنان بادشاہ بنا دوں گا۔''

ہرکولیس کے اس وعدے پر وردان بھی خوش ہو گیا تھا۔ پھر ہرکولیس اسے مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

''وردان! دمشق میں پہلے ہی ایک بہت بڑا لشکر ہے۔ میں تجھے بارہ ہزار کا ایک اور لشکر یہاں سے مہیا کرتا ہوں، اس کے ساتھ تُو دمشق کا رخ کرنا۔ اپنے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ ساتھ ہی میں تم سے یہ کہوں گا کہ بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے تم بعلبک کا رخ کرنا۔ میں چاہتا ہوں تم بعلبک کے راستے دمشق کی طرف جاؤ اور راستے میں اجنادین کے مقام پر جو ہمارا پہلے سے لشکر

Marfat.com

متعین ہے اس کے سالار کو میری طرف سے حکم جاری کر دینا کہ وہ اجنادین اور اس کے گرد ونواح میں بالکل مستعد رہیں۔ انہیں بتانا کہ مسلمانوں کے تین لشکر جوان کے علاقوں میں اپنے کام میں مصروف تھے وہ تو مسلمانوں کے بڑے سالار خالدؓ بن ولید سے جا ملے ہیں یا ان میں سے کچھ ملنے والے ہوں گے۔ لیکن مسلمانوں کا ایک بہت بڑا سالار جو جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا ہے اور نام جس کا عمروؓ بن العاص ہے وہ اس وقت اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ فلسطین میں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اجنادین میں جو ہمارا لشکر متعین ہے وہ عمروؓ بن العاص اور اس کے لشکریوں کو کسی بھی صورت خالدؓ بن ولید کی طرف نہ جانے دے اور ان کے راستے میں حائل رہے۔"

وردان نے ہرکولیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر ہرکولیس نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ کل تک انطاکیہ سے دمشق کی طرف کوچ کے لئے تیار رہے۔ اس کے بعد ہرکولیس اور وردان دوسرے موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر وردان ہرکولیس کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

Marfat.com

مغرب اور عشاء کے درمیان وامس اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔ پھر دستک کے چند ثانئے بعد دروازے کا ایک پٹ آدھا کھلا، دروازے پر شوطار نمودار ہوئی۔ وامس نے پریشانی اور غور سے اس کی طرف دیکھا۔ شوطار منہ سے کچھ نہ بولی۔ ہاتھ کے اشارے سے وامس کو اپنے قریب آنے کے لئے کہا۔

اس کی اس حرکت پر وامس کچھ پریشان سا ہو گیا تھا، اپنی جگہ سے اٹھا، شوطار کے پاس آیا اور دھیمے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

''کیا بات ہے...... خیریت تو ہے؟''

بیچاری شوطار سہمے سہمے انداز میں بڑی رازداری میں کہنے لگی۔

''آہستہ بولیں...... فی الفور اصطبل کی طرف جائیں، میں بھی پیچھے پیچھے اصطبل کی طرف آرہی ہوں۔ وہاں اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ اصطبل کی طرف کیوں آئے ہیں تو کہنا ہے کہ کل محترم وردان کا لشکر کوچ کر رہا ہے لہٰذا میں اپنے گھوڑوں کے ساز کا جائزہ لینے آیا ہوں۔ جلدی جائیں، دیر نہ کریں۔

شوطار کی ان باتوں نے وامس کو کسی قدر پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ کچھ پوچھنے لگا تھا کہ اپنے خوبصورت ہونٹوں پر شوطار نے انگلی رکھ دی تھی، ساتھ ہی بڑے پیارے انداز میں اس نے آنکھوں کے اشارے سے وامس کو جانے کے لئے کہا تھا۔

وامس چپ چاپ اپنے کمرے سے نکل کر اصطبل کی طرف ہو لیا۔ اس کے پیچھے پیچھے ذرا فاصلہ رکھ کر شوطار بھی اصطبل کی طرف جا رہی تھی۔

وامس جب اصطبل میں داخل ہوا تو وہاں جلتی چھوٹی سی مشعل کے قریب مریشا پریشان اور فکرمند سی کھڑی تھی۔ وامس اس کے قریب جا کھڑا ہوا۔ مریشا کو اس حالت میں دیکھتے ہوئے وہ بھی پریشان سا ہو گیا تھا۔ کچھ پوچھنا چاہتا تھا کہ عین اسی لمحہ اس

Marfat.com

کے پیچھے پیچھے شوطار بھی اصطبل میں داخل ہوئی اور ان کے قریب آن کھڑی ہوئی۔
گفتگو کا آغاز مریشا نے کیا۔ بڑی فکرمندی سے وہ وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''وامس! جو گفتگو میں کرنا چاہتی ہوں وہ میں تمہارے کمرے میں بھی کر سکتی تھی۔ لیکن اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ میرا اور شوطار کا تمہارے کمرے میں آنا ہم سب کو مشکوک کر دے گا۔

دیکھو مارسمول ہرکولیس کے کان بھر رہا ہے کہ وامس اور اس کے ساتھ جس قدر غلام ہیں وہ سب مسلمان ہیں، اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس نے یہ بھی الزام تراشی کرنی شروع کر دی ہے کہ وامس چونکہ مریشا اور شوطار کے ساتھ کام کر رہا ہے، ان کا محافظ اور اتالیق ہے لہٰذا اس کا اندازہ ہے کہ اس کی وجہ سے مریشا اور شوطار بھی اسلام قبول کر کے مسلمان ہو چکی ہیں۔

اس سلسلے میں ہرکولیس نے بابا سے گفتگو کی تھی لیکن بابا نے فی الحال ہرکولیس کو مطمئن کر دیا ہے کہ یہ مارسمول کی شرارت ہے اس لئے کہ وہ وامس سے تیغ زنی کے مقابلے میں ہارا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے الزامات لگا رہا ہے۔

تاہم خود بابا بھی فکر مند ہیں۔ ہرکولیس سے ملنے کے بعد وہ جب گھر آئے تو مجھے اور شوطار کو بلایا اور دھمکی دی کہ کسی بھی لمحے یہ ثابت ہو گیا کہ وامس، مریشا، شوطار یا تینوں میں سے کسی نے اسلام قبول کر لیا ہے یا وہ مسلمان ہے تو میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ خواہ وہ میری بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔

ہرکولیس نے بابا سے یہ بھی کہا تھا کہ وامس کو فی الفور مریشا اور شوطار کی اتالیق اور حفاظت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ لیکن بابا نے کہا چونکہ وہ اپنے لشکر کو لے کر کل دمشق کی طرف کوچ کر رہے ہیں لہٰذا وامس اور اس کے سارے ساتھی لشکر میں شامل رہیں گے اور وہ ان پر گہری نگاہ رکھے گا۔ اب آپ کو یہاں بلا کر ساری گفتگو کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کل لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ لشکر میں شوطار کے علاوہ اماں اور آپ بھی شامل ہوں گے اور آپ کے جس قدر ساتھی ہیں وہ بھی بابا کے لشکر میں شامل ہوں گے۔ انطاکیہ سے دمشق کی طرف جاتے ہوئے راستے میں آپ کی کسی حرکت، آپ کی کسی گفتگو سے یہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے کہ آپ اسلام قبول کر چکے ہیں، مسلمان ہیں یا یہ کہ آپ کا جھکاؤ مسلمانوں کی طرف ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم تینوں کے لئے طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ بابا ہم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

Marfat.com

مریشا کی اس ساری گفتگو کا وامِس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ اس کی گردن جھک گئی تھی۔ بیچارا بڑا پریشان، افسردہ اور غمگین سا ہو گیا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مریشا اور شوطار دونوں کٹ کر رہ گئی تھیں۔ دونوں بڑے غور سے اسے دیکھتی رہیں، پھر ہاتھ آگے بڑھا کر مریشا نے وامس کا کندھا تھپتھپایا، پھر کہنے لگی۔

''کیا آپ اس وجہ سے پریشان ہیں کہ لشکر یہاں سے کوچ کر رہا ہے؟''

وامس نے گردن سیدھی کی، کہنے لگا۔

''یہاں سے کوچ کرنا واقعی میری پریشانی، میری فکرمندی اور میرے غمزدہ ہونے کی ایک وجہ ہے۔ افسوس اس طرح مجھے اس مارسول سے انتقام لینے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس نے جو الفاظ اسلام، مسلمانوں اور پھر ہمارے محترم رسولؐ کے خلاف استعمال کئے اس کے تحت میں اس سے انتقام لئے بغیر نہیں رہوں گا۔ اگر میں اس سے انتقام نہ لے سکا تو میں جانوں گا کہ میں ایک ناکام اور ادھورا مسلمان ہوں۔ میں ایسا نہیں چاہتا۔''

وامس جب خاموش ہوا تو بڑی شیریں اور مٹھاس بھری آواز میں مریشا کہنے لگی۔

''آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ بابا کے لشکر میں بطورس، مارسول، مرقیس تینوں شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ توما اور اس کی بیوی کیتھرائن پہلے ہی دمشق جا چکے ہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ بابا کے لشکر میں ذوزان اور لوگس بھی شامل ہوں گے۔ ذوزان لشکر میں اس لئے شامل ہو رہی ہے تاکہ اس کی اور اس کی بڑی بہن کیتھرائن کے لشکر کے اندر موجودگی لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے میں مدد دے گی۔ لشکریوں کو جب یہ پتہ ہوگا کہ ان کے شہنشاہ ہرکولیس کی بیٹیاں بھی ان کے ساتھ لشکر میں شامل ہیں تو وہ جان توڑ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے۔''

مریشا جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں وامس کہنے لگا۔

''تم دونوں برا نہ ماننا۔ دمشق پہنچتے ہی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر میں جا شامل ہوں گا۔''

اس بار مریشا کے بجائے شوطار بول اٹھی۔

''آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ معاملہ ہم تینوں کے درمیان پہلے ہی طے ہو چکا ہے لیکن میری اور مریشا کی التماس اس وقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں جا کر کہیں آپ ہم دونوں کو بھول نہ جایئے گا، فراموش ہی نہ کر دیجئے گا۔''

Marfat.com

ہاتھ آگے بڑھا کر بڑے پیارے انداز میں وامس نے شوطار کا گال تھپتھپایا پھر کہنے لگا۔

''شوطار! کیا تم مجھ سے ایسی امید رکھتی ہو؟''

شوطار جواب میں مسکرا دی۔ وامس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا پھر کہنے لگی۔

''نہیں مجھے آپ سے قطعی یہ امید نہیں ہے۔ بہرحال میں اور مریشا اس وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار کریں گی جب آپ ہم دونوں کو اپنے پاس بلالیں گے۔ میرے خیال میں اب یہاں سے نکلنا چاہئے تاکہ ہم پر کوئی شک نہ کرے۔ پہلے آپ جائیں، اس کے بعد میں اور مریشا اصطبل سے نکل جائیں گی۔''

شوطار کے کہنے پر وامس اصطبل سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مریشا اور شوطار بھی اپنی خواب گاہ کا رخ کر رہی تھیں۔ اگلے روز وردان نے اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ سے دمشق کی طرف کوچ کیا تھا۔

❖

دوسری طرف کلوس اور عزرائیل کا خاتمہ کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ نے اپنے سالاروں کے ساتھ دمشق شہر کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اب شہر کی حفاظت کی ذمہ داری توما، ہربیس اور ایک چھوٹے سالار بوبس کے پاس تھی۔ یہاں تک کہ محاصرے کو تقریباً بیس دن گزر گئے۔

اس دوران مسلمان مخبر خالد بن ولیدؓ کے پاس یہ خبر لائے کہ اجنادین کے مقام پر رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو رہا ہے اور چونکہ وردان بھی اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ سے کوچ کرنے کے بعد بعلبک اور اجنادین کی طرف جا رہا تھا اور اجنادین سے ہی اس نے دمشق کا رخ کرنا تھا لہٰذا مسلمان مخبر یہ سمجھے کہ شاید رومن اپنی ساری طاقت اور قوت کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے اجنادین کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔

یہ خبر جب خالدؓ بن ولید کو ہوئی تو آپ نے اس سلسلے میں ابوعبیدہؓ بن جراح سے مشورہ کیا اور ان سے کہا کہ رومن اپنے لشکر کی ساری قوت کو جمع کر رہے ہیں۔ کیا ہمارے لئے بہتر نہیں ہے کہ دمشق شہر کا محاصرہ کر کے وقت ضائع کرنے کے بجائے ہم یہاں سے کوچ کریں۔ اجنادین کا رخ کریں اور وہاں رومنوں کی جمع ہونے والی قوت

Marfat.com

پر ضرب لگا کر پاش پاش کر دیں۔''

خالد بن ولیدؓ کے اس مشورے پر ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

''میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتا۔ اگر ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں تو ایک بات یاد رکھئے گا کہ اس وقت ہمارے محاصرے نے دمشق کے اندر محصور رومنوں کے لشکر کو ایک طرح کی تنگی میں ڈال رکھا ہے۔ اگر ہم نے محاصرہ ترک کر دیا، اجنادین کی طرف چلے گئے تو ان کی وہ تنگی تو دور ہو جائے گی اور ساتھ ہی یہ اپنے لئے رسد وغیرہ کا انتظام کر کے تازہ دم ہو جائیں گے۔ اور ممکن ہے جب ہم دمشق سے نکل کر اجنادین کی طرف جائیں تو سامنے کی طرف سے اجنادین کا لشکر ہم پر ٹوٹ پڑے اور پشت کی جانب سے رومن دمشق سے نکل کر ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔''

خالد بن ولیدؓ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے روانگی ملتوی کر دی اور تمام سرداروں کو جو دمشق کے مختلف دروازوں پر متعین تھے حکم دیا کہ محاصرے میں سختی پیدا کر کے اپنے حملوں میں شدت لے آئیں۔

چنانچہ مسلمانوں نے ہر طرف سے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔

یہ محاصرے کا اکیسواں روز تھا۔ محاصرے کی سختی سے اہل دمشق کا حال پتلا ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ہرکولیس کی طرف سے ان کے لئے کوئی کمک اور مدد نہیں آ رہی تو انہوں نے مسلمانوں سے صلح کا ارادہ کر لیا۔

لہٰذا انہوں نے اپنے قاصد خالد بن ولیدؓ کی طرف روانہ کئے اور یہ پیشکش کی کہ وہ ایک مقررہ مقدار میں چاندی اور سونا مسلمانوں کو مہیا کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ریشمی پارچہ جات کی بھی، خاصی بڑی مقدار مسلمانوں کو مہیا کریں گے۔ لہٰذا مسلمان اہلِ دمشق سے صلح کر لیں۔

خالد بن ولیدؓ نے رومنوں کی یہ شرط نہ مانی اور کہلا بھیجا۔

''ہم سونے چاندی کے لالچ میں یہاں نہیں آئے۔ ہمارے یہاں آنے کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ اس مشرکانہ نظام کی جگہ ایک صالح نظام قائم کریں جس میں سب کو برابری کا درجہ حاصل ہو اور سب کے ساتھ انصاف کیا جائے۔''

اس طرح صلح کی یہ امید ختم ہو گئی۔ لیکن جب اگلے روز مسلمانوں نے پھر شہر پر تابڑ توڑ اور شدت کے ساتھ حملے شروع کئے تب مسلمان کیا دیکھتے ہیں کہ دمشق کے لوگ شہر پناہ پر چڑھ کر تالیاں بجا بجا کر اور بچوں کی طرح اچھل کود کرتے ہوئے خوشی کا

Marfat.com

اظہار کر رہے تھے اور ساتھ ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے دمشق کے نواحی کوہستانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خوشی کا اظہار بھی کر رہے تھے۔

مسلمان اس تبدیلی پر کچھ پریشان اور فکرمند بھی تھے کہ اتنے میں کچھ غلہ فروش دمشق شہر کے باہر نمودار ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اطلاع دی کہ ہم نے دمشق کی نواحی پہاڑی کی گھاٹی کی جانب رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر دیکھا ہے۔

غلہ فروشوں کی اس اطلاع پر مسلمان سمجھ گئے کہ رومن اس لشکر کی آمد پر فصیل پر چڑھ کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

یہ خبر سن کر خالد بن ولیدؓ نے سارے سالاروں کو اپنے پاس بلایا پھر ان سے مشورہ کیا اور باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ کسی سالار کو مسلح دستوں کے ساتھ کوہستانی سلسلوں کی طرف روانہ کیا جائے اور رومنوں کے نئے لشکر کے آنے کی اطلاع جو غلہ فروشوں نے دی ہے اس کی حقیقت اور سچائی کا جائزہ لیا جائے۔

اس کے بعد باہمی مشورے سے اس مہم کی سالاری ضرارؓ بن آزور کے سپرد کی گئی اور ان کے تحت پانچ سو مسلح جوانوں کو کیا گیا اور ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ دمشق شہر کے نواحی کوہستانی سلسلوں کی طرف جائیں اور دیکھیں واقعی رومنوں کا کوئی لشکر دمشق کی طرف آ رہا ہے۔

اپنی اس تقرری پر ضرارؓ بن آزور بڑے خوش ہوئے۔ اس لئے کہ انہیں ایسی دشوار مہمات سر کرنے کا بڑا شوق تھا۔ ضرارؓ بن آزور جب اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ دمشق کے نواحی کوہستانی سلسلے کی طرف گئے تو آپ نے دیکھا دشمن کا لشکر ٹڈی دل کی طرح پھیلا ہوا تھا اور پہاڑ کی گھاٹیوں سے اتر رہا تھا۔

ضرارؓ بن آزور اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ جم کر دشمنوں کا جائزہ لیتے رہے۔ اس موقع پر آپ کے ایک ساتھی نے مشورہ دیا۔

”دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ہم بہت تھوڑے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں دشمن سے جنگ کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا، ہمیں صرف یہ جائزہ لینے کے لئے بھیجا گیا ہے کہ کیا واقعی رومنوں کا لشکر آ رہا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ رومنوں کا لشکر آ رہا ہے لہٰذا اس کی اطلاع فی الفور جا کر خالد بن ولیدؓ سے کرنی چاہئے۔“

لیکن ضرارؓ بن آزور نے اپنے ساتھی کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ کہنے لگے۔

”جب ہمارا مقصد ہی شہادت کا درجہ حاصل کرنا ہے تو دشمن کی کثرت اور قلت کا

Marfat.com

کیوں ذکر۔ ہمیں کسی بھی حالت میں پیٹھ پھیر کے بھاگنا نہیں چاہئے۔ ہمیں تعداد کی وجہ سے فتح نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ تمہیں صبر سے کام لینا چاہئے۔"

چنانچہ جس شاہراہ پر سفر کرتا ہوا رومنوں کا لشکر آرہا تھا، اس کے اطراف میں ضرارؓ بن آزور نے اپنے لشکریوں کو گھات میں بٹھا دیا اور جب رومنوں کا لشکر وہاں سے گزرنے لگا تو ضرارؓ بن آزور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھات سے نکلے اور وردان کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

ضرارؓ بن آزور کا یہ انتہائی ہولناک حملہ تھا۔ وہ اپنے صرف پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے جرار لشکر پر آتش و برق کی طرح حرکت کرتے قضا کے انوکھے وجدان پر روشنی سے زیادہ سبک خرام، خطہ لاہوت کے ناآشنا مسافروں اور زندگی پر حادثوں کی طرح نزول کر جانے والی آندھیوں اور زلزلوں کی قہرمانیوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

ضرارؓ بن آزور سب سے پہلے رومنوں کے لشکر کے آگے آگے اس حصہ پر حملہ آور ہوئے جس حصے کے اندر ایک شخص گھوڑے پر سوار صلیب اٹھائے ہوئے تھا۔

قریب جا کر ضرارؓ بن آزور نے صلیب اٹھانے والے کو ایسا نیزہ مارا کہ آپ کا نیزہ اس کے جسم کے آر پار ہو گیا اور وہ بے جان ہو کر گر پڑا اور صلیب اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ پیچھے پیچھے وردان بھی اپنے سالاروں کے ساتھ آرہا تھا۔ وردان نے جب مسلمانوں کو حملہ آور ہوتے دیکھا اور اپنے صلیب بردار کے مرنے اور صلیب زمین پر گرتی دیکھی تب وہ بڑا پریشان ہوا اس موقع پر اپنے گھوڑے سے اتر کر وردان نے صلیب اٹھانا چاہی اسی دوران اس پر حملہ آور ہونے کے لئے ضرارؓ بن آزور قریب آ چکے تھے۔

وردان نے جب دیکھا کہ یہ وہی مسلمان ہے جس نے اس سے پہلے نیزہ مار کر صلیب بردار کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے تب اس نے جانا کہ یہ اس کا بھی خاتمہ کر دے گا اس لئے صلیب اٹھائے بغیر وہ پیچھے کی طرف بھاگا۔

اس موقع پر ایک سالار جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہا تھا اس نے وردان کو مخاطب کیا۔

"کہاں جاؤ گے؟"

پیچھے ہٹتے ہوئے وردان نے ضرارؓ بن آزور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے

Marfat.com

اس سالار سے کہا۔

"میں اس جری آدمی سے بھاگتا ہوں ...... کیا تم نے اس سے زیادہ ہیبت ناک اور ڈرانے والا کوئی شخص دیکھا ہے ......؟"

ضرارؓ بن آزور کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ یہی رومنوں کا سالار ہے لہٰذا اس پر حملہ آور ہو کر ہر حال میں اس کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے لیکن وردان پیچھے ہٹ کر اپنی جان بچا گیا اسی دوران وردان کا جوان سال بیٹا حمران حرکت میں آیا اس نے جب دیکھا کہ ضرارؓ بن آزور اس کے باپ وردان پر حملہ آور ہو رہے ہیں تب اس نے اپنا نیزہ فضا میں تولہ اور نیزہ تاک کر ضرارؓ بن آزور کے مارا۔

کیونکہ آپ اپنے جسم پر زرہ پہنے ہوئے تھے لہٰذا اس نیزے سے آپ کو معمولی سا زخم آیا تاہم آپ نے ہمیت نہیں ہاری گھوڑے کو ایڑھ لگا کر وردان کے بیٹے حمران کا رخ کیا اور اپنی تلوار کے ایک ہی وار سے حمران کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ ضرارؓ بن آزور جنگ کے دوران خطرات سے بے پرواہ ہو کر دشمن کی صفوں میں گھس کر لڑنے کے بڑے شوقین اور مشتاق تھے۔ اس جنگ میں بھی آپ اپنے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر دشمن کے اندر گھس گئے جب رومنوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کا وہ سالار کافی آگے نکل آیا ہے اور اس کے ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں تب رومنوں نے چاروں طرف سے ضرارؓ بن آزور کو گھیر کر گرفتار کر لیا جب ضرارؓ بن آزور کے ساتھیوں نے دیکھا کہ انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے تب ان کی گرفتاری انہیں بڑی شاق گزری انہوں نے تابڑ توڑ کوشش کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی اس لئے کہ رومن ضرارؓ بن آزور کو پکڑ کر پیچھے لے گئے تھے۔

اتنی دیر تک دمشق کے نواح میں خالدؓ بن ولید کو بھی خبر ہو گئی تھی ضرارؓ بن آزور اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ نئے آنے والے رومنوں کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر آپؓ بڑے پریشان ہوئے آپؓ نے اس موقع پر صرف ایک ہزار ساتھیوں کو اپنے ساتھ لیا کیونکہ آپؓ نے دمشق کا محاصرہ کر رکھا تھا وہاں سے آپؓ زیادہ سواروں کو علیحدہ نہیں کر سکتے تھے اور ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ خالد بن ولیدؓ ضرارؓ بن آزور کی مدد کے لئے لپکے۔ لشکر میں ضرارؓ بن آزور کی بہن خولہؓ بنت آزور بھی شامل تھیں لہٰذا اسے جب اپنے بھائی کی گرفتاری کی خبر ملی تو وہ خالد بن ولیدؓ کے حرکت میں آنے سے پہلے ہی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی ہوئی رومنوں کے لشکر کی طرف بھاگی

Marfat.com

تھی تا کہ دیکھے کہ واقعی اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔
خالد بن ولیدؓ اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ جب دشمن کے قریب گئے تب انہوں نے دیکھا، ان کے آگے آگے ایک سوار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا رومن لشکر کی طرف بڑھا تھا وہ بلند قامت گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں اٹھائے جا رہا تھا گھوڑے کی زین پر ایسے جما ہوا تھا گویا اس کے ساتھ بالکل چسپاں ہو کر رہ گیا ہو۔
وہ سوار ان مسلمانوں میں جا شامل ہوا جو اس وقت ضرارؓ بن آزور کو چھڑانے کے لئے رومنوں پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ وہ سوار کوئی اور نہ تھا بلکہ ضرارؓ بن آزور کی بہن خولہؓ بنت آزور تھیں۔
مورخین لکھتے ہیں کہ جب خولہؓ بنت آزور دشمن پر حملہ آور ہوئی تھیں تو وہ مسلمان مجاہدین جو پہلے ہی دشمن سے نبرد آزما تھے انہوں نے یہ جانا کہ شاید خالد بن ولیدؓ خود آ کر دشمن پر حملہ آور ہو گئے ہیں اس لئے کہ دشمن پر حملہ آور ہونے اور ان پر جھپٹنے کا انداز بالکل خالد بن ولیدؓ جیسا تھا۔
خالد بن ولیدؓ جب دشمن پر حملہ آور ہونے کے لئے نزدیک پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہ سوار جو ان سے آگے آگے دشمن پر حملہ آور ہوا تھا وہ پلٹا تھا وہ خولہؓ بنت آزور تھیں اور دشمن پر حملہ آور ہو کر انہوں نے دشمن کے کئی لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور ان کا سارا لباس خون سے لتھڑا ہوا تھا۔
جب وہ خالد بن ولیدؓ کے قریب آئیں تب خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگیں۔
"میں اپنے لشکر میں بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھے اپنے بھائی ضرار کی گرفتاری کا علم ہوا۔ چنانچہ میں فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرف چل دی۔"
خالد بن ولیدؓ نے خولہؓ بنت آزور کی جرات مندی اور شجاعت کی تعریف کی پھر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
"تمہیں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے...... ہمیں امید ہے ہم انشاء اللہ تمہارے بھائی کو چھڑا لائیں گے۔"
دوسری طرف خالد بن ولیدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تکبیریں بلند کرتے ہوئے جب رومنوں پر حملہ آور ہوئے ساتھ ہی رومنوں میں یہ خبر بھی پھیل گئی کہ مسلمانوں کے سالار خالد بن ولیدؓ خود رومنوں پر حملہ آور ہوئے ہیں تب رومنوں میں گھبراہٹ طاری ہو

Marfat.com

گئی۔ وردان نے اپنے لشکر کو سنبھالنا چاہا لیکن مسلمانوں کے حملوں کی شدت سے رومن، مسلمان مجاہدوں کے سامنے سے کائی کی طرح چھٹنا شروع ہو گئے تھے۔

یہ جنگ شام تک جاری رہی اس جنگ میں خداوند قدوس نے مسلمانوں کو فتح عطا کی مگر اس فتح کے باوجود مسلمانوں کو ضرارؓ بن آزور سے متعلق کچھ پتہ نہ چلا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں رومنوں کو شکست اٹھانی پڑی اور وہ پیچھے ہٹے تو ان کے لشکر کے دائیں حصے کی طرف سے کچھ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے خالدؓ بن ولید کی طرف آئے تھے۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ رومنوں کے لشکر سے نکل کر آنے والوں نے خالد بن ولیدؓ کے پاس آ کر اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آنے والے ان سواروں میں وامس ابوالہول، عویلم بن خارج اور ان کے سارے ساتھی بھی شامل تھے۔ اس طرح وامس ابوالہول اور عویلم بن خارج اپنے سارے ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

اس موقع پر خالد بن ولیدؓ نے وامس ابوالہول اور ان کے وہ ساتھی جو خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں شامل ہوئے تھے ان سے پوچھا کہ ہمارے ایک ساتھی نام جس کا ضرارؓ بن آزور ہے اور جنہوں نے وردان کے بیٹے حمران کو قتل کیا ہے کیا تم اس کے متعلق کچھ جانتے ہو۔

اس پر وامس ابوالہول اور اس کے ساتھیوں نے خالد بن ولیدؓ پر انکشاف کیا۔

''وردان نے ان کو اونٹ پر سوار کر کے ایک سو سواروں کی نگرانی میں ہرکولیس کی طرف روانہ کر دیا ہے۔''

یہ خبر سن کر خالد بن ولیدؓ فوراً حرکت میں آئے۔ سو سواروں کو علیحدہ کیا ان کا کماندار رافعؓ کو بنایا یہ وہی رافعؓ تھے جنہوں نے ارض شام کی طرف آتے ہوئے صحرا کے اندر خالد بن ولیدؓ کے لشکر کی رہنمائی کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔

رافعؓ کو خالد بن ولیدؓ نے ان سو لشکریوں کا سالار اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ان سارے علاقوں کے محل وقوع کے علاوہ مختلف شاہراہوں پر ماضی میں سفر کرتے رہے تھے اور ان سے خوب واقف تھے۔

خالد بن ولیدؓ کے حکم پر رافعؓ اپنے سو ساتھیوں کو لے کر بڑی تیزی سے اس

Marfat.com

شاہراہ کی طرف ہو لئے تھے جو وہاں سے انطاکیہ کی طرف جاتی تھی کچھ دور جا کر آپ نے دیکھا کہ ان کے آگے آگے کوئی رومن سفر نہیں کر رہا تب انہوں نے اس شاہرہ کے کنارے ایک جگہ گھات لگا لی تھی وہ سمجھ گئے تھے کہ جو رومن ضرارؓ بن آزور کو لے کر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں وہ ابھی اس مقام تک نہیں پہنچے۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ سو رومن اس شاہراہ پر نمودار ہوئے جو ضرارؓ بن آزور کو اپنے گھیرے میں لئے انطاکیہ کا رخ کر رہے تھے۔ جب وہ اس جگہ آئے جہاں رافعؓ نے اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ گھات لگائی ہوئی تھی تب اچانک رافعؓ اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنی کمین گاہ سے نکلے ایک دم رومنوں پر حملہ آور ہوئے اور ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بہت کم اپنی جانیں بچا کر وردان کے لشکر کی طرف بھاگ سکے جبکہ ضرارؓ بن آزور کو ان سے رہا کروا لیا گیا تھا اب رافعؓ اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ ضرارؓ بن آزور کو لے کر دمشق کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ نے اپنے جس لشکر کے ساتھ دمشق شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اس لشکر کا ایک حصہ آپ نے علیحدہ کیا اور لشکر کے اس حصہ کو لے کر آپ وردان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے۔

رومنوں کے لشکر کے قریب جا کر خالد بن ولیدؓ کے اشارے پر مسلمانوں نے اس انداز میں تکبیریں بلند کیں جیسے آفاق کی وسعتوں میں اور انوار کی رفعتوں کے اندر احرار کی خلوتوں میں آواز حق کی سی حرمت اور تقدس بھرے الفاظ کائنات کے گوشے گوشے سے گونج اٹھے ہوں۔

اس کے ساتھ ہی خالد بن ولیدؓ نے اپنے حملوں کی ابتداء کی اور رومنوں پر احساس کی پنہائیوں میں لفظ و بیان کی طغیانیوں، اوہام کی قندیلوں تک کو زمہریر پر فضاؤں کی طرح منجمد کر دینے والے بے کراں جذبوں اور دشت و جبل میں گونج اٹھنے والی وقت کی تقاریم کہنہ کی صداؤں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دمشق شہر کے نواح میں رومنوں کے بہترین سپہ سالار وردان عالم اسلام کے عظیم سپہ سالار اور دنیا کے ناقابل تسخیر تیغ زن خالد بن ولیدؓ کے درمیان ہولناک مقابلہ ہوا۔

خالدؓ بن ولید کی سرگردگی میں مسلمانوں نے وردان کے لشکر کے اندر موت اور قضا کا ایک ہیجان کھڑا کر کے رکھ دیا تھا مسلمان جب رومنوں پر حملہ آور ہوئے تو ان کی اگلی صفوں کو لمحوں کے اندر انہوں نے چھید کر رکھ دیا تھا اس کے بعد مسلمان مجاہدین رومنوں

Marfat.com

کے وسطی حصے کی طرف موت کا کھیل کھیلنے لگے تھے۔

وردان نے جب یہ صورت حال دیکھی تو بڑا پریشان ہوا اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمانوں نے اپنے حملوں کی اولین ساعتوں کے اندر ہی اس کے لشکری ایک بڑے حصے کو کاٹ کر رکھ دیا تھا اور اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ لحہ بہ لحہ اس کے لشکر کی حالت قبرستان کی ویرانیوں، احساس کی ہزیمت اور صحرائے دشت کی اسیری سے بھی زیادہ بدتر اور ہولناک ہونا شروع ہوگئی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وردان نے شکست قبول کی اور اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

اتنی دیر تک رافعؓ بھی اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ ضرارؓ بن آزور کو رہا کروانے کے بعد خالد بن ولیدؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اس طرح ایک بار پھر خالد بن ولیدؓ نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ دمشق کا محاصرہ کرلیا تھا۔

دوسری طرف انطاکیہ میں ہرکولیس کو اپنے بہترین سالار وردان کی مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کی خبر ملی تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ اس نے ایک خط وردان کے نام لکھا اور تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے یہ خط اس نے وردان کی طرف روانہ کیا۔ اس خط میں اس نے لکھا تھا۔

”وردان! تیری وہ شیخی کہاں گئی۔ جس کا تو نے روانگی کے وقت میرے سامنے اظہار کیا تھا ...... تو، تو کہتا تھا کہ مسلمانوں کے سالار کی گردن کاٹ کر میرے پاس بھیجے گا اور یہیں تک اکتفا نہیں کرے گا بلکہ مسلمانوں کو تہس نہس کرتے ہوئے ان کے دو مرکزی شہروں یعنی مکہ اور مدینہ پر حملہ آور ہو کر ان پر بھی قبضہ کرے گا۔

لیکن یہاں تو معاملہ یہ ہوا کہ ان بھوکے ننگے عربوں نے تیرے بیٹے کو مار ڈالا اور تجھے میدان جنگ سے بدترین شکست دے کر بھگا مارا ہے۔

خیر جو ہوا سو ہوا اب تو اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر اجنادین کے میدانوں کی طرف روانہ ہو جا میں نے وہاں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نوے ہزار کا ایک بہت بڑا لشکر جمع کر دیا ہے ...... اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جنادین پہنچے

Marfat.com

کے بعد سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مسلمانوں کا جو لشکر اس وقت فلسطین میں عمروؓ بن العاص کی سرکردگی میں اور دوسرا لشکر جو خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں ہے وہ اجنادین کے مقام پر آپس میں ملنے نہ پائیں، اگر مل گئے تو یاد رکھنا مسلمانوں کے اس متحدہ لشکر کو انطاکیہ تک کوئی روک نہیں سکے گا...... اگر دونوں لشکروں کو ملنے نہ دو گے تو پھر تمہاری کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔''

جس وقت دمشق کے نواح میں خالد بن ولیدؓ نے وردان کو بدترین شکست دی تھی اس وقت آپ کے ساتھ ابوعبیدہؓ بن جراح تھے جبکہ شرجیلؓ بن حسنہ اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ بصرہ میں مقیم تھے جبکہ معاذ بن جبلؓ حوران میں چھوٹے سے ایک لشکر کے ساتھ قیام کیے ہوئے تھے۔ یزیدؓ بن ابوسفیان ارض بلقاء سے ابھی تک خالدؓ بن ولید کے پاس نہ پہنچے تھے جبکہ عمروؓ بن العاص بھی ابھی تک فلسطین ہی میں قیام کیے ہوئے تھے اس لئے کہ اجنادین کے مقام پر رومنوں کا جو لشکر تھا وہ ان کی راہ روکے کھڑا تھا۔

اس موقع پر خالد بن ولیدؓ نے ان سالاروں کے نام ایک ہی مضمون کا خط لکھا وہ خط تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے ان سالاروں کی طرف روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ فی الفور اپنے اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پاس پہنچ جائیں۔ اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''خداوند قدوس کے نام اور اس کی حمد و ثنا کے بعد تمہیں خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے اجنادین کی طرف روانگی کا ارادہ کیا ہے جہاں دشمنوں کا ایک نوے ہزار کا لشکر جمع ہو چکا ہے جو ہماری طرف آنے کا قصد رکھتا ہے تاکہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پھیلانے والا ہے۔

اگرچہ کفار کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے پس جس وقت میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تم اپنے اپنے لشکر کو لے کر اجنادین کی طرف روانہ ہو جاؤ...... انشاء اللہ تم لوگ وہاں پہنچ کر مجھے وہیں پاؤ گے اور سلام ہو تم پر اور تمہارے سارے مسلمان ساتھیوں پر۔''

اب دمشق میں قیام کرنا فضول تھا اس سلسلے میں خالد بن ولیدؓ نے ابوعبیدہؓ بن

Marfat.com

جراح سے بھی مشورہ کیا انہوں نے بھی کہا کہ اجنادین کے مقام پر جو نوے ہزار رومن جمع ہو چکے ہیں وہ کسی بھی وقت مسلمانوں کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کر سکتے ہیں جو علاقے ہم نے فتح کیے ہیں ان کا رخ کر سکتے ہیں یا دمشق کا رخ کر سکتے ہیں ایسی صورت میں معاملہ مسلمانوں کے حق میں خراب ہوگا اس لئے کہ مسلمان رومنوں کے دو طرفہ حملوں سے گھر جائیں گے۔ باہر کی طرف سے نوے ہزار رومن ہوں گے دمشق شہر کے اندر کی طرف سے بھی ایک خاصا بڑا لشکر مسلمانوں کو اپنا ہدف بنائے گا لہٰذا عالم اسلام کے ان دو عظیم سپہ سالاروں نے فیصلہ کیا کہ فی الحال دمشق کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور پورے لشکر کو لے کر برق رفتاری سے اجنادین کا رخ کیا جائے اور وہاں رومنوں سے پہلے نمٹا جائے یہ فیصلہ ہونے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ اجنادین کے میدانوں کا رخ کیا تھا۔

دوسری طرف وامس ابوالہول اور اس کے سارے ساتھیوں نے بھی وردان کے خلاف اپنی جرات مندی اور کارگزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید کی نگاہوں میں ایک اچھا مقام حاصل کر لیا تھا بہرحال خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے اجنادین کا رخ کیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کے ساتھ جب اجنادین کی طرف روانہ ہو گئے تب اہل دمشق نے خوشیاں منانا شروع کیں اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مسلمانوں کا اچانک دمشق کا محاصرہ ترک کر کے کوچ کرنا کسی علت کے بغیر نہیں ہے چنانچہ وہ یہ اندازہ لگانے لگے کہ اگر مسلمانوں کے لشکر کا رخ بعلبک کی طرف ہے تو دمشق کو چھوڑ کر وہ بعلبک اور حمص شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کر چکے ہیں اور اگر مسلمانوں کے لشکر کا رخ مرج شحورا کی طرف ہے تو پھر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان رومنوں کے نوے ہزار کے لشکر سے ڈر کر اپنی سرزمینوں کی طرف بھاگنے کا ارادہ کر چکے ہیں۔

بہر حال دمشق کے سرکردہ لوگ توما اور ہربیس کی طرف روانہ ہوئے اس وقت رومنوں کا تیسرا بڑا سالار بولبس بھی وہاں موجود تھا۔

شہر کے معززین نے رومن سالاروں سے کہا کہ اگر اس وقت تم دمشق کے اندر جو لشکر ہے اسے لے کر مسلمانوں کے لشکر کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو جاؤ تو تم لوگ تینوں مسلمانوں کو شکست دے سکتے ہو اس طرح ہرکولیس کی نگاہوں میں تمہاری عزت و احترام میں اور اضافہ ہو گا۔ یہ باتیں خصوصیت کے ساتھ انہوں نے بولبس سے کی تھیں اس لئے کہ توما اور ہربیس تو پہلے ہی ہرکولیس کی نگاہوں میں بڑی عزت رکھتے تھے، بولبس کے لئے یہ مشورہ انتہائی اہم تھا لہٰذا توما اور ہربیس سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ بولبس اور اس کا بھائی پطرس دونوں ایک لشکر لے کر دمشق سے نکلیں اور مسلمانوں کی پشت کی طرف سے حملہ آور ہو کر انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچائیں۔

طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق بولبس اور پطرس دونوں بھائیوں کو دو خاصے بڑے بڑے لشکر مہیا کیے گئے اور وہ ان لشکروں کو لے کر مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔

دوسری طرف مسلمانوں کے لشکر کی حالت یہ تھی کہ لشکر سے آگے آگے خالدؓ بن

Marfat.com

ولید اپنے چند سالاروں کے ساتھ تھے۔ لشکر کے پچھلے حصے میں ابوعبیدہؓ بن جراح تھے اور لشکر کے پچھلے حصے میں مال و اسباب کے اونٹوں کے علاوہ وہ اونٹ بھی تھے جن پر لشکر میں شامل عورتیں سوار تھیں۔

جن اونٹوں پر سامان لدا ہوا تھا اور کچھ پر عورتیں سوار تھیں وہ سب سے پیچھے رہ گئے تھے اور سامان لدے ان اونٹوں کے آگے آگے چند دستوں کے ساتھ ابوعبیدہؓ بن جراح تھے اور باقی لشکر خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں کچھ آگے نکل چکا تھا۔

مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہو کر انہیں نقصان پہنچانے کے لئے نصرانیوں کے پاس یہ بہترین موقع تھا اچانک ابوعبیدہؓ بن جراح کے ایک لشکری کی نگاہ پشت پر گئی اس نے دیکھا کہ گرد کے بادل اٹھ رہے تھے اور گرد کے ان بادلوں سے گھڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے مسلمانوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔

اس صورتحال سے جب ابوعبیدہؓ بن جراح کو اطلاع دی گئی تب آپؓ اپنے لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''وہ یقیناً اہل دمشق ہیں اور ہماری موجودہ حالت سے فائدہ اٹھانے کے لئے آئے ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی آپ نے ان دستوں کو جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے انہیں رک جانے کا حکم دیا تاکہ وہ اونٹ جو سامان سے لدے ہوئے تھے اور جن پر عورتیں سوار تھیں اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آپ سے آ ملیں۔

اس موقع پر بولبس اور پطرس دونوں بھائیوں نے ایک چال چلی۔ بولبس تو اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ابوعبیدہؓ بن جراح کے دستوں سے ٹکرا گیا اور ابوعبیدہؓ بن جراح نے اس کے حصے کا خوب مقابلہ کیا حالانکہ بولبس کے پاس جو لشکر تھا وہ ان دستوں سے کئی گناہ زیادہ تھا جو اس وقت ابوعبیدہؓ بن جراح کے پاس تھے۔

دوسری طرف بولبس کے بھائی پطرس نے یہ کام کیا کہ ابوعبیدہؓ بن جراح اور بولبس کی مصروفیت سے فائدہ اٹھایا اور ان اونٹوں کو ہانکتا ہوا ایک طرف لے گیا جن پر مسلمان عورتیں سوار تھیں۔ اس نے ایک طرح سے مسلمان عورتوں کو اپنا اسیر بنا لیا تھا پھر مسلمان عورتوں کے ان اونٹوں کو لے کر وہ کافی پیچھے ہٹ گیا تھا۔

پطرس یہ اندازہ لگانے لگا تھا کہ دیکھیں اب اس کے بھائی بولبس اور مسلمانوں کے سالار ابوعبیدہؓ بن جراح کے ٹکراؤ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے جب اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی

Marfat.com

کا لشکر تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کے سامنے دبتا جارہا ہے تو وہ مسلمان عورتوں کو ان کے اونٹوں سمیت ایک قریبی قصبے استریاق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

ابوعبیدہؓ بن جراح نے بولبس پر تیز حملے کرتے ہوئے نہ صرف اس کے لشکر کی اکثریت کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ بولبس کو زندہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اس دوران خالد بن ولیدؓ جو باقی لشکر کے ساتھ کافی آگے جا چکے تھے انہیں اس ٹکراؤ کی خبر ہوئی لہٰذا آپ لشکر کا ایک حصہ لے کر آندھی اور طوفان کی طرح بولبس اور پطرس کی طرف امنڈے تھے۔

خالد بن ولیدؓ جب اس جگہ آئے جہاں ابوعبیدہؓ بن جراح نے بولبس کو شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا تھا تب پتہ چلا کہ بولبس کا بھائی پطرس تو مسلمان عورتوں کو گرفتار کر کے لے گیا ہے۔ گرفتار ہونے والوں میں ضرارؓ بن آزور کی بہن خولہؓ بنت آزور بھی تھیں اس موقع پر ضرارؓ بن آزور نے بڑی پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کیا پر خالد بن ولیدؓ نے انہیں تسلی دی اور کہنے لگے۔

''پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے بولبس کو تو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی سزا مل گئی ہے وہ گرفتار ہو گیا ہے اور اس کے ساتھیوں کو ابوعبیدہؓ بن جراح نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے میں خود پطرس کے تعاقب میں نکلتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہماری عورتوں کو لے کر کہاں تک ہمارے آگے آگے بھاگتا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی آپ قریب ہی کھڑے ابوعبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''میں چند دستے لے کر پطرس کے تعاقب میں نکلتا ہوں۔ ضرارؓ بن آزور اور کچھ دوسرے سالار میرے ہمراہ ہوں گے آپ سارے لشکر کو ایک جگہ کر کے چوکس رہیے گا۔ اس لئے کہ یہ دشمن کی چال بھی ہو سکتی۔ یہ جو بولبس اور پطرس ہماری پشت کی طرف سے ہم پر حملہ آور ہوئے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ سامنے کی طرف سے وردان اپنے لشکر کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو جائے اس طرح ہمیں نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ اس بناء پر میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنے سارے لشکر کو یکجا کر کے مستعد رہیے گا۔ میں پطرس کا تعاقب کر کے خداوند کو منظور ہوا تو بہت جلد اپنی عورتوں کو لے کر لوٹ آؤں گا۔''

اس کے ساتھ ہی اپنے چند دستوں کو لے کر خالد بن ولیدؓ پطرس کے تعاقب میں

Marfat.com

لگ گئے تھے۔

پطرس اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مسلمان عورتوں کو لے کر استریاق نام کے قصبے میں پہنچا اس کا خیال تھا کہ مسلمان اس کے تعاقب میں نہیں آئیں گے اور مسلمانوں کی وہ عورتیں اب اسی کے قبضہ میں رہیں گی۔ استریاق پہنچ کر پطرس نے اپنے سالاروں سے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ وہ سالار جن کی شادیاں نہیں ہوئیں وہ ان مسلمان عورتوں سے شادی کر لیں گے۔

ضرارؓ بن آزور کی بہن خولہؓ بنت آزور بے حد خوبصورت اور پرکشش تھیں۔ پطرس کی نگاہ جب ان پر پڑی تو اس نے خولہؓ بنت آزور کو اپنے لئے منتخب کیا اور خولہؓ بنت آزور کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے عربیہ! تمہاری عزت، تمہاری تحریم اور تمہارا احترام مجھ پر فرض بنتا ہے۔ دیکھ، میری ملکیت میں زر اور زمین سب کچھ ہے اس کے علاوہ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے ہاں بھی میرا بڑا رتبہ و بڑی عزت ہے ...... میں اس کے اچھے سالاروں میں شمار کیا جاتا ہوں جو کچھ میرے پاس ہے ان سب چیزوں کی مالک تم ہی ہو گی بشرطیکہ تم مجھ سے شادی کر لو اور مجھے اپنا مالک بنا لو۔''

پطرس کی اس گفتگو سے خولہؓ بنت آزور آگ بگولہ ہو گئی تھیں، انتہائی غصہ، انتہائی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے پطرس کو مخاطب کیا۔

''سن میرے دین کے دشمن! میرے تمہارے متعلق خیالات یہ ہیں کہ اگر میں تم پر غلبہ پاؤں تو کسی چوب سے تمہارا سر توڑ کر رکھ دوں ...... میں تو تجھ جیسے انسان کو اپنی بکریوں کا چرواہا بنانے کے لئے بھی راضی نہیں ہوں گی۔''

خولہؓ بنت آزور کے ان الفاظ کو پطرس اور اس کے ساتھیوں نے ناپسند کیا تھا۔ وہ کسی ردعمل کا اظہار کرنا ہی چاہتے تھے کہ خولہؓ نے اپنی ساتھی عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہیں چلا کر کہا۔

''میری عزیز بہنو! اگر یہ نصرانی ہماری آبرو اور ہماری عزت کے درپے ہوتے ہیں تو یاد رکھنا کہ ان نصرانی کتوں کے مقابلے کے لئے ہمارے پاس بے شک اس وقت کوئی ہتھیار نہیں ہے لیکن انہوں نے خیمے نصب کر دیئے ہیں اور انہی کے خیموں کی چوبیں نکال کر ان پر حملہ آور ہو جانا اور ان کے سر توڑ کر رکھ دینا اور اپنی قومی جمعیت و عصمت اور قومی وقار قائم رکھنے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینا۔''

Marfat.com

چنانچہ خولہؓ بنت آزور کے کہنے پر ساری عورتیں آندھی اور طوفان کی طرح حرکت میں آئیں، پطرس کے خیموں کی چوبیں انہوں نے نکال دیں قبل اس کے رومن انہیں نقصان پہنچاتے مسلمان عورتوں نے ان پر حملہ آور ہونے میں پہل کر دی اور ان پر خیموں کی چوبیں برسانا شروع کر دیں اس طرح مسلمان عورتوں نے اپنے پہلے ہی حملے میں لگ بھگ 30 رومن مسلح جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

پطرس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اپنے ساتھیوں کو گھوڑوں پر سوار ہو کر مسلمان عورتوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا اس پر اس کے ساتھی اپنی تلواریں اور نیزے درست کرتے ہوئے مسلمان عورتوں پر حملہ آور ہوئے مسلمان عورتوں نے کمال جرات مندی اور شجاعت کا اظہار کرتے ہوئے لکڑیوں پر ان کے وار کو روکا اور ساتھ ہی ان پر جارحانہ حملے بھی کرنے لگی تھیں۔

اس موقع پر پطرس چلا چلا کر اپنے ساتھیوں کو کہہ رہا تھا۔

''یہ عورتیں بڑی سرکش ہیں ...... ہمارے قابو نہیں آئیں گی ...... پوری تن دہی سے ان پر حملہ آور ہو اور ان کا خاتمہ کر دو۔''

عین اس وقت جب کہ پطرس اور اس کے ساتھی مسلمان عورتوں کو گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے ایک طرف سے خالدؓ بن ولید آندھی اور طوفان کی طرح نمودار ہوئے قریب آ کر انہوں نے دیکھا کہ پطرس کے لشکریوں نے مسلمان عورتوں کو گھیر رکھا ہے تب زور دار انداز میں خالد بن ولیدؓ اور ان کے لشکریوں نے تکبیریں بلند کیں۔ ان تکبیروں سے فضائیں، ہوائیں اور آس پاس کا ماحول لرز کانپ اٹھا تھا اور ان ہی تکبیروں کی وجہ سے پطرس اور اس کے مسلح ساتھیوں پر بھی ایک طرح کا لرزہ طاری ہو گیا تھا۔

خالدؓ بن ولید آتے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پطرس اور اس کے مسلح جوانوں پر حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے اکثر کو آپ نے موت کے گھاٹ اتار کر ان کا خاتمہ کر دیا بہت کم کو بھاگ کر اپنی جانیں بچانا نصیب ہوا اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنی عورتوں کو محفوظ کر لیا تھا اور انہیں لے کر اپنے لشکر کی طرف لوٹے تھے اس طرح ایک بار پھر خالد بن ولیدؓ اور عبیدہؓ بن جراح اپنے پورے لشکر کو لے کر اجنادین کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

13 ہجری ربیع الاول کے مہینے میں خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ اجنادین کے میدانوں میں پہنچے اپنے جن سالاروں کو انہوں نے خطوط لکھ کر اجنادین کے میدانوں میں جمع ہونے کے لئے کہا تھا وہ سارے سالار بھی اپنے اپنے لشکروں کو لے کر وہاں پہنچ گئے تھے اس طرح اجنادین کے میدانوں میں مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد 45000 ہو گئی تھی۔

دوسری طرف وہاں نصرانیوں کا لشکر ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح تھا اور اس کی تعداد مورخین کم از کم 90000 بتاتے ہیں۔ دشمن کے لشکر کے سامنے جانے سے پہلے خالد بن ولیدؓ نے اپنے جواں سال اور دلیر ساتھی ضرارؓ بن آزور کو حکم دیا کہ وہ آگے جائیں اور دشمن کے لشکر کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ان کی نقل و حرکت کو بھی دیکھیں۔

ساتھ ہی خالد بن ولیدؓ نے ضرارؓ بن آزور کو یہ بھی تنبیہہ کی کہ اگر دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو احتیاط سے کام لینا اور دشمن کے فریب میں نہ آنا ایسا نہ ہو کہ اپنے نفس پر غرور کر کے بے جا جرات سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔''

خالدؓ بن ولید کا حکم پا کر ضرارؓ بن آزور دشمن کے لشکر کا جائزہ لینے کے لئے گئے نصرانیوں کے لشکر کے سالار اعلیٰ وردان نے ضرارؓ بن آزور کو دیکھ لیا تھا۔ وہ انہیں پہچانتا بھی تھا۔ اس لئے کہ اس سے پہلے دمشق کے نواح میں وہ وردان کے علاوہ اس کے بیٹے حمران سے بھی ٹکراتے تھے۔ حمران کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ضرارؓ بن آزور کو دیکھتے ہی وردان طیش میں آ گیا اس لئے کہ وہ تو پہلے ہی ضرارؓ بن آزور سے اپنے بیٹے کا انتقام لینے کا تہیہ کر چکا تھا لہٰذا ضرارؓ بن آزور کو دیکھتے ہی اس نے اپنے کچھ مسلح جوانوں کو ان کا خاتمہ کرنے کے لئے ان کے پیچھے لگا دیا۔

Marfat.com

ضرارؓ بن آزور نے جب دیکھا کہ وردان کے بہت سے لشکری ان کی طرف بڑھ رہے ہیں تب انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اب وردان کے آدمیوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمانوں کا وہ شخص دشمن کا جاسوس ہے اور اب انہیں دیکھتے ہوئے بھاگنے لگا ہے لہٰذا بڑی تیزی سے ضرارؓ بن آزر کی طرف بڑھے۔

دوسری طرف ضرارؓ بن آزور نے بھی بڑی جرات مندی، دلیری کا مظاہرہ کیا۔ اس وقت وہ چونکہ دشمن کے لشکر کے قریب جا چکے تھے اور وہاں وردان کے آدمیوں سے نہیں ٹکرانا چاہتے تھے لہٰذا اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر بھاگے وردان کے آدمی سمجھے کہ وہ شخص بھاگ کر اپنے لشکر کی طرف جانا چاہتا ہے لہٰذا بڑی تیزی سے ضرارؓ بن آزور کا تعاقب کیا۔

دشمن کے لشکر سے ذرا دور جا کر ضرارؓ بن آزور متاع جان کا اثاثہ ہتھیلی پر رکھتے ہوئے غضب کے اڑتے بادلوں اور انتقام کے خونی سایوں کی طرف بڑھے۔ ساتھ ہی انہوں نے جگر کو ریزہ ریزہ اور سماعت کو بہرہ، جبیں کو شکن شکن، روحوں کو ویران اور ہر قدم پر خوف و وحشت کھڑی کر دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کیں پھر وہ بے کراں تپتے صحرا کی پیاس میں ریگ صرصر کے بے ثمر کر دینے والے بگولوں، شام کی غمنا کی میں ذلت و پستی کا کفن پہنا دینے والے فطرت کے کھولتے رازوں کی طرح تعاقب کرنے والوں پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

ضرارؓ بن آزور کا یہ حملہ اتنا خوفناک، اس قدر شدید اور جان لیوا تھا کہ تعاقب کرنے والوں میں سے بہت سوں کو انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا باقی نے جب دیکھا کہ اکیلا مسلمان لشکری ان سب پر بھاری دکھائی دے رہا ہے جو بچے اپنی جانیں سلامت رکھنے کی خاطر واپس اپنے لشکر کی طرف بھاگ گئے۔

ضرارؓ بن آزور اپنے لشکر میں لوٹ آئے اور خالدؓ بن ولید کو جب خبر ہوئی کہ ضرارؓ دشمن کے لشکریوں سے ٹکرائے ہیں اور انہیں حقیقت حال کا علم ہوا تو ضرارؓ بن آزور کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا۔

''میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ فریب نفس میں نہ آنا اور ان پر حملہ نہ کرنا۔''

جواب میں بڑی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ضرارؓ بن آزور کہنے لگے۔

''ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا ... میں نے ایسا کرنے میں پہل نہیں کی تھی

Marfat.com

...... جب وہ میرے تعاقب میں لگے، مجھ پر حملہ آور ہونا چاہا تو میں بھاگا نہیں ...... میں ان سے اپنی جان بچا کر اس لئے لشکر کی طرف نہیں آیا کہ کہیں میرا خدا دشمن کے سامنے سے بھاگتا ہوا نہ دیکھے ...... لہٰذا میں اپنے خداوند قدوس کی خوشنودی کی خاطر خلوص قلب کے ساتھ ان سے لڑا اور میرے اللہ نے ان کے مقابلے میں مجھے غالب اور فتح مند رکھا ...... اگر آپ کی ملامت کا خوف مجھ پر حاوی نہ ہوتا تو میں اپنے سامنے سے بھاگنے والوں کا تعاقب ان کے لشکر تک کرتا۔

اب خالد بن ولیدؓ نے دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفوں کو درست کرنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف وامس ابوالہوال اور عویلم بن خارج نے اب تک اپنے مختصر سے کارناموں کی بنا پر خالد بن ولیدؓ، ابوعبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالاروں کی نگاہوں میں ایک شناسائی اور ایک مقام حاصل کر لیا تھا اور خصوصیت کے ساتھ وامس بن ابوالہول، خالد بن ولیدؓ اور ابوعبیدہؓ بن جراح کی نگاہوں میں آ چکا تھا۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کی ترتیب درست کرتے ہوئے لشکر کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا لشکر کے میمنہ یعنی دائیں حصے پر معاذؓ بن جبل کو سالار مقرر کیا گیا میسرہ یعنی بائیں حصے پر سعیدؓ بن عامر کو مقرر کیا گیا۔ اس کے آگے دائیں بازو پر نعمان بن مکرم کو بائیں بازو پر شرجیلؓ بن حسنہ مقرر ہوئے۔ ایک لشکر یزیدؓ بن ابوسفیان کی کمانداری میں دیا گیا۔ اس لشکر میں لگ بھگ چار ہزار سوار تھے اور ان کے ذمہ پڑاؤ اور پڑاؤ کے اندر موجود مسلمان عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ خالد بن ولیدؓ نے درمیانی اور قلب کے لشکر کو اپنے پاس رکھا ابوعبیدہؓ بن جراح، عمرو بن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، قیس بن ہیرہ اور رافعؓ جیسے جانباز سالاروں کو اپنے ساتھ لشکر کے قلب ہی میں رکھا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں اس کے بعد خالدؓ بن ولید لشکر میں شامل عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے، انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔

"اگر رومنوں کا کوئی گروپ کسی سمت سے چکر کاٹتا ہوا تم پر حملہ آور ہونے کے لئے آ جائے تو تم ان سے لڑو اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرے تو اس کو بھی غیرت دلاؤ ...... تمہارے جذبے سے خداوند قدوس راضی ہوں گے اور تمہارے کارنامے دنیا میں زندہ جاوید بن کر رہ جائیں گے۔"

عورتوں میں سے سرکردہ ضرارؓ بن آزور کی بہن خولہؓ بنت آزور اور اُم ابانؓ بنت

Marfat.com

عقبہ نمایاں تھیں۔

ان میں سے عفیرہؓ بنت عفار اور اُم ابان بنت عقبہ کا نیا نیا نکاح اور شادی ہوئی تھی۔ مورخین لکھتے ہیں

''ابھی ان کے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ تک بھی نہ اڑا تھا۔''

خالد بن ولیدؓ کے الفاظ کے جواب میں سب سے پہلے عفیرہؓ بنت غفار نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔

''اے امیر! ہم سب کی تو یہ دیرینہ آرزو ہے کہ آپ ہمیں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے لشکر کی اگلی صفوں میں کھڑا کر دیں تاکہ ہم اپنے دشمنوں پر تلواریں برسائیں یہاں تک کہ ہمارے دشمنوں میں سے کوئی باقی نہ رہے۔''

اس کے بعد خولہؓ بنت آزور نے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

''امیر! قسم خداوند قدوس کی کہ اس جنگ کے دوران ہم کسی مصیبت، کسی سختی کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔''

لشکر میں شامل عورتوں کے ان الفاظ اور ان کے اس جذبے سے خالدؓ بن ولید بڑے خوش ہوئے پھر وہ اپنے لشکر کے سامنے آئے اور اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہنا شروع کیا۔

''مسلمانو! اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا کیونکہ خدا نے تمہاری جان اور مال کے عوض میں تمہیں جنت عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے ...... اپنی صفوں کو جنگ کے دوران بالکل سیدھا رکھنا اور جب دشمن پر تیر اندازی کرنا پڑے تو کمانوں سے اس طرح تیر نکلنا چاہیں گویا سارے تیر ایک ہی کمان سے بیک وقت نکل رہے ہیں۔

ہمارے دشمن اپنی تمام طاقتوں کو مجتمع کر کے ہمارے سامنے میدان جنگ میں جمع ہوئے ہیں ...... ان کی خواہش ہے کہ اسلام کی ہدایت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بدی کی تاریکی اور گمراہی کے سمندر میں غرق کر دیں ...... کیا تم ان کے منصوبوں کو پورا ہونے دو گے؟

کیا ہمارے ہاں اس بات کا بھی تصور کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے دشمن اور کافر ہمارے خلاف فتح یاب ہوں گے اور ہماری موجودگی میں اسلام کو شکست ہو جائے گی ...... نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ...... ایسا اس وقت بھی نہ ہو سکا جب فاران کی چوٹیوں پر

Marfat.com

اسلام کی پہلی کرن نمودار ہوئی تھی۔
یاد رکھو! یہ دشمن دین ہمارے خلاف بار بار اپنی قوت کو آزما چکے ہیں ...... نہ اس سے پہلے کبھی انہیں کامیابی حاصل ہوئی اور نہ ہی اب ہو گی ...... ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ ہم اپنی جگہ مضبوط اور متحدہ رہیں اور جب دشمن کے ساتھ ٹکراؤ ہو تو اپنی پوری طاقت اور قوت سے دشمن پہ ضرب لگائیں۔''
جس وقت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے اس وقت نصرانیوں کے لشکر کے سالار اعلیٰ وردان نے جو اس وقت اپنے نوّے ہزار کے لشکر کے اندر ادھر ادھر گھومتے ہوئے صفوں کا جائزہ لے رہا تھا، اپنے ایک سالار کے ذریعے ایک بوڑھے راہب کو طلب کیا۔ راہب کو طلب کرنے کے بعد وردان اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتا ہوا اپنے لشکر کی صفوں کے آگے آ گیا۔ اب اس کے پیچھے اس کے لشکر کی 90 صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار جنگجو تھے جو سر سے لے کر پاؤں تک لوہے اور فولاد میں غرق تھے۔
جس بوڑھے راہب کو وردان نے طلب کیا تھا جب وہ بوڑھا راہب وردان کے سامنے آیا تو وردان اپنے گھوڑے سے اتر گیا اس سے گلے ملا پھر بڑی رازداری میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''گو میرے مخبروں نے مجھے بتا دیا ہے کہ مسلمانوں کا لشکر ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے آیا ہے وہ تعداد میں ہم سے آدھے کے لگ بھگ ہے اس کے باوجود میں اس جنگ کو ٹالنا چاہتا ہوں ...... تم جانتے ہو کہ اس سے پہلے مسلمان اس سے بھی چھوٹے چھوٹے لشکروں کے ساتھ اپنے سے دگنے نہیں بلکہ تگنے اور چار گنا بڑے بڑے لشکروں کو بھی بدترین شکست دے کر ان کا خاتمہ کر چکے ہیں ...... اب یہاں ہمارا لشکر دشمن کے مقابلے میں دگنا ہے لیکن پھر بھی میں جنگ کو ٹالنا چاہتا ہوں ...... مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر میرے اندر ایک ہول اٹھتا ہے ...... میرا ضمیر بار بار مجھے پکارتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے اور پھر اس سے پہلے جس طرح مسلمان ہر جنگ میں کامیاب رہے ہیں، میرا دل کہتا ہے کہ اس جنگ میں بھی فتح مند وہی رہیں گے۔''
یہاں تک کہنے کے بعد وردان جب خاموش ہوا تو اداس سے لہجہ میں راہب کہنے لگا۔
''آپ کو اس قسم کی باتیں نہیں کرنا چاہئیں ...... میں جانتا ہوں مسلمانوں کا

Marfat.com

سالار اس وقت وہ شخص ہے جسے آج تک کہیں شکست ہوئی ہی نہیں نام اس کا خالد بن ولیدؓ ہے وہ بلا کا جنگجو ہے اور ہمارے لشکریوں میں سے اکثر کو میں نے یہ بھی کہتے سنا ہے کہ مسلمانوں کا سالار وہ شخص ہے کہ زندگی اس کے پیچھے اور موت اس کے سامنے بھاگتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد راہب رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''بہرحال کچھ بھی ہو، ان مسلمانوں سے ہم نے ٹکرانا ہے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھئے کہ اناطولیہ کے میدانوں کے آخری حصوں تک کوئی بھی طاقت مسلمانوں کا راستہ نہ روک سکے گی میرے خیال میں اجنادین کے ان میدانوں میں ایک بار ہم مسلمانوں کو پسپا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر کہیں بھی ان کے قدم نہ جمنے دیں گے۔''

راہب جب خاموش ہوا تب وردان کہنے لگا۔

''میرے محترم! میرا بھی یہی ارادہ ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن میں لشکر کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بھی دیکھ چکا ہوں کہ ہمارے کچھ سالار ہی نہیں بہت سے لشکری بھی مسلمانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جی چرانے لگے ہیں ...... ان کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ مسلمانوں کو شکست دی نہیں جا سکتی ...... اس بناء پر اگر بغیر جنگ کئے ہی ہمارا مسئلہ حل ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر کوئی کام نہیں ہو گا۔''

وردان جب خاموش ہوا تب راہب نے بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے؟''

راہب کی طرف بڑے غور سے دیکھتے ہوئے ہلکی ہلکی مسکراہٹ میں وردان کہنے لگا۔

''آپ کو میں نے اس لئے بلایا ہے کہ آپ مسلمانوں کے لشکر کی طرف جائیں ...... آپ کو بھیجنے سے میرا مقصد یہ بھی ہے کہ آپ چونکہ عربی جانتے ہیں اس لئے اپنا مافی الضمیر ان پر بہتر انداز میں واضح کر سکیں گے ...... آپ مسلمانوں کے سالار کے پاس جائیں ...... اس سے گفتگو کریں ...... اپنے لشکر کی تعداد، اپنے تیغ زن و اپنے سورماؤں کی جانبازی اور ان کے کارناموں سے مسلمانوں کو ڈرانا ...... انہیں یہ بھی کہنا

Marfat.com

کہ جو علاقے اب تک تم فتح کر چکے ہو وہاں تمہارے مقابلے میں جنگجو رومن نہیں تھے اس لئے تم ان علاقوں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے لہٰذا ان پر ہی اکتفا کرو ...... آگے نہ بڑھو ...... ان پر یہ دھونس دھمکی بھی جمانا کہ اس وقت ہمارے نوے ہزار کا لشکر ہے جو تم لوگوں کو پیس کر رکھ دے گا اور اگر ایک بار اجنادین کے میدانوں سے تمہارے قدم اکھڑ گئے تو تمہیں تمہارے مرکزی شہر مدینہ اور مکہ تک کہیں سے بھی کوئی مدد اور کمک نہ ملے گی ...... لہٰذا تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جہاں ہو، وہیں سے واپس لوٹ جاؤ ورنہ رومن تمہاری مملکت کے مرکزی شہر تک تمہارا تعاقب کریں گے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد جب وردان خاموش ہوا تب راہب کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی کہنے لگا۔

"میں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ...... میں مسلمانوں کی طرف جاتا ہوں اور انہیں ڈراتا دھمکاتا ہوں ...... اگر وہ جنگ کرنے سے باز رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف ہماری یہ بہترین کامیابی اور فتح ہو گی ...... اور اگر وہ نہ مانے تو پھر ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ناگزیر ہو جائے گی۔"

اس کے ساتھ ہی وردان کے کہنے پر وہ راہب وہاں سے ہٹا اور اسلامی لشکر کی طرف بڑھا۔

دوسری طرف راہب کو آگے بھیجنے کے بعد وردان بھی اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا اور اپنے سالاروں کے ساتھ بڑی بے چینی اور بے تابی سے راہب کو اسلامی لشکر کی طرف جاتے ہوئے دیکھنے لگا تھا۔

اسی لمحہ وردان کے لشکر کے پیچھے جو اس کا پڑاؤ تھا اس پڑاؤ کے اندر ایک خیمے میں مریشا اور شوطار بڑی پریشان اور فکرمند بیٹھی ہوئی تھی۔ اس موقع پر شوطار نے مریشا کو مخاطب کیا۔

"مریشا، میری بہن! یہ جو جنگ ہونے والی ہے نہ جانے اس کا کیا نتیجہ نکلے گا ...... اس برقیس کی مہربانی کہ اس نے بڑے رازدارانہ انداز میں پتہ کر کے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ واسں مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ چکے ہیں ...... ان کا وہاں پہنچنا اور ان کی سلامتی ہمارے لئے ایک طرح سے حوصلے اور تقویت کا باعث ہے لیکن یہ جو جنگ ہونے والی ہے نہ جانے اس میں نتائج کیا سامنے آئیں ...... میں اس سے متعلق بڑی پریشان اور فکرمند ہوں۔

Marfat.com

مریشا! میری بہن میں چاہتی ہوں کہ حالات کچھ ایسی صورت اختیار کر جائیں کہ میں، تم اور خالہ تینوں یہاں سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر میں وامس کے پاس چلی جائیں ...... اب وہی ہماری منزل ہے اور وہیں ہمیں تحفظ حاصل ہو سکتا ہے۔''

شوطار کے ان الفاظ پر مریشا بھی پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ عین اسی لمحہ اس کی ماں میخالہ خیمے میں داخل ہوئی تھی، شوطار اور مریشا نے دیکھا، میخالہ بے چاری اداس و پریشان، ملول اور بکھری بکھری سی تھی۔

اسے اس حالت میں دیکھ کر شوطار اور مریشا فکرمندی میں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں ...... دونوں بڑے غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھیں ...... لیکن انہیں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تھی ...... میخالہ جب آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گئی تو وہ دونوں بھی بیٹھ گئیں پھر مریشا اپنی نشست سے اٹھ کر اپنی ماں میخالہ کے پاس آئی ...... اپنے دونوں بازوؤں میں اس کے دونوں شانے لئے ...... اپنا سر بڑے پیار سے اس کے شانے پر رکھا پھر محبت بھری آواز میں کہنے لگی۔

''اماں ! کیا بات ہے ...... جس طرح آپ پریشان اور بکھری بکھری خیمے میں داخل ہوئی ہیں، ایسی حالت آپ کی پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھی ...... بتائیں ! آپ کی اس حالت کی کیا وجہ ہے ...... ؟''

اس موقع پر میخالہ نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی بڑے پیارے انداز میں اس نے اپنا ہاتھ مریشا کے سر پر پھیرنا شروع کیا ...... اسے تسلی دینے کے انداز میں کہنے لگی۔

''بس کچھ نہیں میری بیٹی ...... تو فکرمند نہ ہو۔''

اس موقع پر شوطار بھی اپنی جگہ سے اٹھی میخالہ کے دوسری طرف بیٹھ گئی پھر اس نے بھی اپنا سر میخالہ کے شانے پر رکھ دیا اور پیار بھرے انداز میں کہنے لگی۔

''خالہ! آپ ہم دونوں بہنوں کو ٹالنے کی کوشش کر رہی ہیں ...... ہم دونوں آپ کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لے چکی ہیں ...... اگر آپ یہ کہیں کہ آپ کی اس افسردگی، آپ کی اس غمناک حالت کی کوئی وجہ نہیں تو ہم دونوں بہنیں اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ...... دیکھیں ! ہم آپ کی بیٹیاں ہی نہیں بیٹے بھی ہیں اور جس ماں کے دو جوان بیٹے ہوں، اسے اپنے غم، اپنے دکھ چھپانے نہیں چاہئیں بلکہ اپنے بیٹوں سے کہنا چاہیے ...... اس طرح غم اور دکھ بٹ جاتا ہے ...... خالہ ! آپ ہم دونوں سے

Marfat.com

بیٹیاں سمجھ کر نہیں بلکہ بیٹے جان کر گفتگو کیا کریں ...... ہم آپ کا دکھ بھی بانٹ سکتی ہیں اور آپ کی حفاظت بھی کر سکتی ہیں۔''

شوطار جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں میخالہ کہہ رہی تھی۔

''میری دونوں بیٹیو! مجھے تم دونوں پر فخر ہے ...... شوطار میری بچی! جس وقت تو قسطنطنیہ سے ہمارے پاس نہیں پہنچی تھی اس وقت میں مریشا سے متعلق بڑی پریشان اور فکرمند رہتی تھی ...... تیرے آنے سے مجھے ہی نہیں مریشا کو بھی بڑی تقویت ملی ہے۔

میری بچیو! بات کچھ یوں ہے کہ میں مریشا کے ابا سے مل کر آ رہی ہوں ...... اپنے لشکر کی صفیں درست کرنے سے پہلے میری ان سے گفتگو ہوئی ہے ...... وہ بڑی رازداری سے مجھ سے کہہ رہے تھے کہ لشکر کے اندر کچھ لوگوں کو یقین کی حد تک شک ہو گیا ہے کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے ...... انہوں نے مجھے کہا ہے کہ مریشا اور شوطار دونوں کو سمجھا دینا کہ اگر کسی موقع پر مجھے یہ شک و شبہ بھی ہو گیا کہ تم دونوں اسلام کی طرف مائل و راغب ہو تو دونوں کی گردنیں کاٹ دوں گا''

پھر گردن کو پھیرتے ہوئے میخالہ نے اپنی بیٹی مریشا کی طرف دیکھا۔ اس کی پیشانی چومی، کہنے لگی۔

''مریشا، میری بیٹی! لگتا ہے تمہارا باپ تم دونوں ہی سے نہیں مجھ سے بھی مشکوک ہوتا جا رہا ہے اس نے الفاظ میں اظہار تو نہیں کیا لیکن اس کے تاثرات سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اسے شبہ ہو گیا ہے کہ تم دونوں ہی نہیں بلکہ ہم تینوں کسی نہ کسی طرح اسلام کی طرف راغب ہوئی ہیں ...... ہو سکتا ہے اگر یہ جنگ درپیش نہ ہوتی تو وہ ہم تینوں کو اکٹھا کر کے اس موضوع پر گفتگو کرتا لیکن چونکہ اس وقت مسلمانوں کا لشکر بالکل سامنے صف آرا ہے لہٰذا اس موضوع پر اس نے تفصیل کے ساتھ مجھ سے گفتگو نہیں کی۔''

میخالہ جب خاموش ہوئی تب چونکنے کے انداز میں مریشا نے اسے مخاطب کیا۔

''اماں! کیا ایسا ممکن نہیں کہ جب ہمارا لشکر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں بری طرح مصروف ہو ہم پڑاؤ سے نکل کر ایک لمبا چکر کاٹتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر میں واسس کے پاس چلی جائیں ...... وہاں جا کر تو اماں ہم محفوظ ہو سکتی ہیں۔''

مریشا کی اس گفتگو کے جواب میں میخالہ نے دکھ بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

Marfat.com

"میری بیٹی! کاش ایسا ہو سکتا لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے اس کی دو وجوہات ہیں ...... پہلی یہ کہ ہمارے لشکر کا ایک خاصہ بڑا حصہ پڑاؤ کی حفاظت پر مقرر ہے اور پھر کچھ لوگ ہم تینوں کی طرف سے مشکوک ہیں کہ ہم اسلام قبول کر چکی ہیں ...... اگر ہم نے پڑاؤ سے نکل کر بھاگنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ہم پکڑی جائیں گی اور شبہ یقین میں تبدیل ہو جائے گا کہ ہم واقعی عیسائیت سے منحرف ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو چکی ہیں۔

اگر کس یئہ کسی طرح خوش قسمتی سے ہم اپنے پڑاؤ سے نکلنے میں کامیاب بھی ہو گئیں تو یاد رکھنا مسلمانوں کے لشکر کے دائیں بائیں حتیٰ کہ ان کی پشت کی طرف بھی ہمارے ان گنت مخبر سرگرداں اور متحرک رہتے ہیں وہ ہمیں مسلمانوں کے لشکر کی طرف جاتے ہوئے دیکھ لیں گے اور پھر پکڑ کر یہاں لے آئیں گے اس کے بعد ہم تینوں کا جو حشر ہو گا، میں سمجھتی ہوں وہ بہت سے لوگوں کے لئے بھی عبرت خیز ہو گا لشکر کے سالار تو ایک طرف رہیں گے مریشا! میری بیٹی خود تمہارا باپ اپنے ہاتھوں سے ہم تینوں کی گردنیں کاٹ کر رکھ دے گا ...... ہم نے یہاں سے نکلنا ضرور ہے لیکن رات کے وقت کسی مناسب موقع پر اور وہ بھی مل کر مشورہ کرنے کے بعد۔"

میخالہ جب خاموش ہوئی تب تفکر بھرے انداز میں شوطار بول پڑی۔

"خالہ! اگر کسی موقع پر حالات ہمارے لئے خراب اور ابتر ہو گئے اور نوبت یہاں تک آ گئی کہ ......"

میخالہ نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی کہنے لگی۔

"بیٹی! جو کچھ تم کہتی ہو بس میں سمجھ گئی ہوں ...... میں بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھی ہوئی ...... جب کوئی ایسا موقع آئے گا تو میری دونوں بچیو! میں تمہیں محفوظ کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کروں گی ...... فی الحال اس موضوع کو چھوڑو ...... اس میں ہمارے لئے پریشانیاں ہی پریشانیاں، فکرمندی ہی فکرمندی ہے ...... آؤ پہلے خیمے سے باہر نکل کر دیکھتے ہیں کہ دونوں لشکریوں کا ٹکراؤ کیا رنگ لاتا ہے۔"

میخالہ کی اس تجویز سے شوطار اور مریشا دونوں نے اتفاق کیا پھر تینوں خیمے سے نکل کر لشکر میں شامل ان عورتوں کی طرف چلی گئی تھیں جو جنگ کا منظر دیکھنے کے لئے پڑاؤ میں ایک جگہ جمع ہو چکی تھیں۔

○❖○

Marfat.com

رومنوں کے لشکر کے سالار اعلیٰ وردان نے اپنے جس راہب کو مسلمانوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ اسلامی لشکر کے قریب پہنچا...... لشکر میں جس شخص کے سامنے سب سے پہلے وہ گیا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز! مجھے رومنوں کے سالار وردان نے بھیجا ہے...... میں ذاتی طور پر ایک راہب ہوں اور تم لوگوں کے سپہ سالار اعلیٰ سے ملاقات کرنے کا خواہش مند ہوں۔"

راہب کے اس استفسار پر لشکری نے ذرا فاصلے پر کھڑے جب خالدؓ بن ولید کی طرف اشارہ کیا تب وہ راہب ان کی طرف ہولیا تھا۔

راہب، خالدؓ بن ولید کے سامنے گیا اور بڑی ارادت مندی اور عقیدت میں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"کیا آپ ہی مسلمانوں کے لشکر کے سردار اور سالار ہیں؟"

خالد بن ولیدؓ نے پہلے اس راہب کے حلیے کو بڑے غور سے دیکھا پھر آپ کہنے لگے۔

"تمہارا اندازہ درست ہے...... مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں...... ساتھ ہی یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ جب تک میں ایک سالار کی حیثیت سے خداوند قدس کی اطاعت اور اپنے رسول ﷺ محترم کی سنت کا طریقہ اپنائے رہوں گا اس پر قائم رہوں گا...... اس وقت تک میں سالار ہوں اور اگر خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت کے خلاف میری ذات کے اندر کوئی تبدیلی، کوئی انقلاب، کوئی تغیر و تبدل نمودار ہو جائے تو مسلمانوں پر میری سالاری باقی نہ رہے گی۔"

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے وہ راہب بڑا متاثر ہوا کچھ دیر تک بڑی عقیدت میں آپ کی طرف دیکھتا رہا پھر متاثر کن انداز میں کہنے لگا۔

Marfat.com

" آپ نے جو جملے کہے ہیں ہمارے ہاں کوئی سالار اس قسم کی گفتگو کرنا اپنے لئے توہین اور عار خیال کرتا ہے ...... آپ لوگوں کی یہی انکساری اور اطاعت ہی آپ لوگوں کو ہر میدان میں فاتح اور غالب رکھتی ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وہ راہب رکا پھر اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

" مسلمانوں کے محترم سالار! آپ نے ہمارے ان گنت شہروں کو فتح کرلیا ہے جہاں بھی آپ نے جنگ کی فتح اور غلبہ آپ ہی کا رہا ...... جو گفتگو کرنے کے لئے مجھے میرے سالار وردان نے بھیجا ہے اس کے تحت میں آپ سے یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ فتح اور غلبہ ہمیشہ اور سدا نہیں رہتا۔

وردان نے مجھے آپ کے نام یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپ لوگ اپنا لشکر لے کر یہاں سے چلے جائیں ...... اس کے جواب میں ہمارے لشکر کا سپہ سالار اعلیٰ آپ کے لشکر کے ہر فرد کو ایک ایک کپڑا، ایک عمامہ اور دینار جبکہ آپ کو ایک سو دینار اور ایک سو کپڑے دیں گے۔

اس نے مجھے یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ رومنوں کے لشکر کی تعداد چیونٹیوں کی مانند ہے ...... اس کے علاوہ رومنوں کے لشکر میں اس وقت بڑے بڑے جنگجو، بڑے بڑے تیغ زن اور بڑے بڑے ایسے سورما ہیں جو جنگ کے دوران جھکنا اور پسپا ہونا نہیں جانتے ...... اس نے کہا تھا کہ میں آپ سے یہ بھی کہوں کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھو کہ رومنوں کا یہ لشکر تمہارے سامنے آیا ہے، اس پہلے لشکریوں جیسا نہیں ہوگا جنہیں تم لوگ اس سے پہلے شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کر چکے ہو اور بہت سے علاقوں پر قبضہ کر چکے ہو۔"

راہب جب خاموش ہوا تب اس کی طرف بڑی غور سے دیکھتے ہوئے خالد بن ولیدؓ نے کہنا شروع کیا۔

" اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہاری دھونس، دھمکی سے متاثر ہو کر ہم لوگ واپس چلے جائیں تو یہ تمہاری خام خیالی، تمہارا فریب نظر ہے، ہم اس وقت تک میدان سے واپس نہیں جائیں گے اور اس وقت تک تمہارے ساتھ جنگ کو موقوف نہیں کریں گے جب تک تم لوگ ہماری تین شرطوں میں سے کسی ایک کو قبول نہیں کر لیتے۔

ان شرطوں میں سے پہلی یہ ہے کہ تم لوگ اسلام قبول کر لو ...... دوسری یہ کہ

Marfat.com

ہماری رعایا بن کر جزیہ دینا قبول کرو ...... اگر یہ دونوں شرائط نامنظور ہیں تو پھر تیسری شرط یہ ہے کہ ہم اور تم آپس میں ٹکرائیں گے اور فیصلہ پھر تلوار ہی کرے گی ...... ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا کہ ہم لشکروں کی قلت و کثرت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی ہم تمہاری اس وقت کی کثرت سے خائف ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول ﷺ محترم کے ذریعہ ہم مسلمانوں کی مدد کا اس وقت تک وعدہ فرمایا ہے جب تک ہم اپنے خداوند اور اس کے رسول ﷺ کے تابع فرمان رہتے ہیں ...... جہاں تک تمہاری طرف سے کپڑے اور دینار دینے کا تعلق ہے تو یہ بات بھی اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا کہ مال و زر کا بھی لالچ جو تم ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو، اس کی ہمارے ہاں کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے ...... ہمارے لشکر کا ہر عسکری اس دنیا کے آرام و آسائش کے مقابلے میں آخرت کی بہتری کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور پھر ہمارے لشکری تم دیکھو گے خداوند قدوس کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان دینے کے لئے کس قدر بے چین اور بے تاب رہتے ہیں۔''

خالد بن ولیدؓ جب خاموش ہوئے تب راہب آپ کی گفتگو سے بڑا متاثر دکھائی دے رہا تھا۔ کہنے لگا۔

'' جو گفتگو آپ نے مجھ سے کی ہے اس سے میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ آپ اپنے لشکر کے ساتھ اب پسپا ہونے والے نہیں ہیں ...... بہرحال رومنوں کے سپہ سالار وردان نے جو کام میرے ذمہ لگایا تھا وہ میں اڈا کر چکا ہوں ...... اس نے جو پیغام مجھے دیا تھا وہ میں نے آپ تک پہنچا دیا ہے اور آپ کے ساتھ جو میری گفتگو ہوئی ہے، اس کی تفصیل میں جا کر اسے کہہ دوں گا۔''

اس کے ساتھ ہی راہب، خالد بن ولیدؓ کے سامنے سے ہٹ کر اپنے لشکر کی طرف ہو لیا تھا۔

راہب جب واپس اپنے لشکر کے سامنے اس جگہ گیا جہاں وردان کھڑا تھا تو وردان کے سارے سالار بھی وہاں آن جمع ہوئے تھے پھر اس راہب نے اس گفتگو کی ساری تفصیل ان سے کہہ دی تھی جو گفتگو اس نے خالد بن ولیدؓ سے کی تھی۔

اس پر وردان کے کہنے پر راہب تو اپنے لشکر کے پیچھے پڑاؤ کی طرف چلا گیا جبکہ وردان اپنے سارے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

'' صاحبو! مسلمانوں کے سالار کی گفتگو سے لگتا ہے کہ ہمارے اس لشکر کو بھی وہ

Marfat.com

انہی لشکریوں جیسا سمجھتے ہیں جن سے ان سے پہلے ان کا پالا پڑ چکا ہے اور مسلمانوں کو ہمارے اتنے بڑے لشکر کے سامنے جمنے کا حوصلہ اس بنا پر ہو رہا ہے کہ ماضی میں رومنوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے میں کافی کرتاہیاں کی ہیں۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وردان رکا پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”میرے عزیزو! ایک بار اپنے لشکر کے اندر گھوم کر اپنے لشکر کی صفوں کی تنظیم و ترتیب کو آخری شکل دے لو اس کے بعد میں جنگ کی ابتداء کرتا ہوں ...... یہ بھی بات یاد رکھنا کہ یہ جنگ بڑی کڑی اور جان لیوا ہو گی ...... اس میں شک نہیں کہ ہمارے ہاں اس وقت نوے ہزار بہترین جنگجو ہیں ...... ہمارے مقابلے میں مسلمانو کے پاس ہم سے آدھا لشکر ہے لیکن اس سے قبل ہمارے پاس بہت سی مثالیں ہیں کہ مسلمانوں نے آدھے سے بھی کم لشکر کے ساتھ ہمارے بڑے بڑے لشکروں کو پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کیا اور انہیں شکست دی لہٰذا اس جنگ میں ہمیں نہ صرف اپنی پوری ہنرمندی و جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں پر جان لیوا حملے کرنے ہوں گے بلکہ اس جنگ میں فتح حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ کار استعمال کرنا ہو گا۔

❖

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ و ابوعبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالار بھی اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دے رہے تھے اس موقع پر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے خالد بن ولیدؓ نے کہا۔

”میرے ساتھیو! اس جنگ کو عصر کے وقت تک طول دینے کی کوشش کرنا اس لئے کہ عصر کا وقت ایسی ساعت ہے کہ اس میں ہمارے رسول محترم ﷺ کو غلبہ حاصل ہوا تھا اور جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک دشمن پر اپنے حملوں کی ابتدا نہ کرنا۔“

خالد بن ولیدؓ کے ان الفاظ کے جواب میں ضرارؓ بن آزور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے۔

”امیر محترم! لشکر کو عصر کے وقت تک یوں کھڑے رکھنا اور بے سبب انتظار کرانا بے کار ہو گا ...... کیا ایسا ممکن نہیں کہ عصر کے وقت جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے دشمن کے ساتھ انفرادی جنگوں کی ابتدا کر دی جائے اس طرح وقت بھی اچھا گزر جائے گا اور لشکریوں کا ذہنی رجحان بھی جنگ کی طرف رہے گا۔“

Marfat.com

خالد بن ولیدؓ نے ضرارؓ بن آزور کی اس تجویز کو پسند کیا اور پھر اس موقع پر ضرارؓ بن آزور نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ انفرادی مقابلے کی ابتداء کرنے کے لئے پہلے انہیں ہی بھیجا جائے چنانچہ خالد بن ولیدؓ نے انہیں انفرادی مقابلے کی ابتداء کرنے کے لئے میدان جنگ میں اترنے کی اجازت دے دی تھی۔

ضرارؓ بن آزور نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی دونوں لشکروں کے وسطی حصے میں گئے پھر دشمنوں کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کہنے لگے۔

''میں ضرارؓ بن آزور ہوں اور میں ہر جگہ تمہارا مٹانے والا ہوں ...... تم میں سے کوئی ہے جو انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میرے سامنے آئے؟''

اس موق پر رومنوں کا سپہ سالار اعلیٰ وردان جو اپنے لشکر کے سامنے کھڑا ہوا تھا ضرارؓ بن آزور کو دیکھتے ہوئے چونکا پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''قسم خداوند کی مسلمانوں میں سے جو یہ شخص انفرادی مقابلے کے لئے سامنے آیا ہے یہی میرے بیٹے کا قاتل ہے ...... کون ایسا شخص ہے جو اس سے انفرادی مقابلہ کرے گا اور اس سے میرے بیٹے کا انتقام لے گا......؟''

رومنوں کے سالار اعلیٰ وردان کے ان الفاظ کے جواب میں طبریہ شہر کا حاکم اس کے سامنے آیا اس وقت وہ سر سے لے کر پاؤں تک لوہے میں غرق تھا ...... وہ ایک دراز قد اور خوب کڑیل جسم کا مالک تھا ...... وردان کے سامنے آ کر چھاتی تانتے ہوئے وہ وردان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''وردان! تم میرے عزیزوں اور قریبی ساتھیوں میں سے ہو ...... مسلمانوں کا یہ لشکری جو انفرادی مقابلے کے لئے للکار اور پکار رہا ہے ...... اگر اس نے تمہارے بیٹے کو قتل کیا ہے تو میں میدان میں اترتا ہوں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں انفرادی مقابلے میں اس مسلمان کا سر کاٹ کر تمہارے بیٹے کا انتقام ضرور لوں گا۔''

طبریہ کے حاکم کے ان الفاظ پر وردان خوش ہو گیا تھا۔ اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''جب تک رومنوں میں تم جیسے تیغ زن اور جنگجو ہیں اس وقت تک دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی ...... اب تم میدن میں اترو، میں اور میرے سارے ساتھی تمہاری کامیابی اور فتح مندی کی دعا کریں گے۔''

اس کے ساتھ ہی ضرارؓ بن آزور کا مقابلہ کرنے کے لئے طبریہ کا حاکم میدان

Marfat.com

میں اترا تھا۔

ضرارؓ بن آزور کے سامنے آ کر تھوڑی دیر تک طبریہ کا حاکم بڑے غور سے ان کی طرف دیکھتا رہا پھر بڑے گھمنڈ اور تفاخر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''تمہیں کس غیر ذمہ دار نے یہ مشورہ دے دیا کہ تم انفرادی مقابلہ کے لئے ان کڑوی کسیلی رتوں اور ہلاکت زدہ نتائج رکھنے والے میدان میں اترو ...... دیکھ، رزم گاہ تو میدان میں اس طرح اترنے والوں کو زندان کی داستان الم کی طرح سیاہ بخت کر کے رکھ دیتی ہے ...... تو نے اپنے آپ کو بہت بڑا تیغ زن اور جوانمرد سمجھ کر انفرادی مقابلے کے لئے پہل کی ہوگی ...... شاید تو نہیں جانتا ہوگا کہ میں طبریہ شہر کا حاکم ہوں ...... میں جب تم پر حملہ آور ہوں گا تو تیری حالت دیمک لگے در و بام جیسی افسردہ سامان اور سوز و آنچ جیسی شکست خوردہ بنا کر رکھ دوں گا۔

انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترنے والے مسلمان! سن ہم رومن ہیں اور رومن وہ قوم ہے جس نے ماضی میں اژدھاہوں کی طرح رقص کرنے والے سفاک و بے باک یورش کرتے دشمنوں و آتشیں شراروں کی سی گفتگو کرنے والے مخالفوں کو بربادیوں کے شہروں اور کھلیانوں کے بکھرتے تنکوں کی طرح پیوند خاک بنا کر رکھ دیا۔''

جب تک طبریہ کا حاکم بولتا رہا ضرارؓ بن آزور اپنی تلوار فضاؤں میں لہراتے ہوئے مسکراتے رہے اس کے خاموش ہو جانے پر اسے مخاطب کیا۔

''جس قسم کی شجاعت کے انداز تم دکھا رہے ہو ایسے انداز دکھاتے اور اوہام پھیلاتے شیطان اور جس طرح کی جرات مندی کے طور تم مجھے سنا رہے ہو ایسے طور کا مظاہرہ کرنے والے دکھ برساتے ابلیس میں نے بہت دیکھ رکھے ہیں ...... تم مجھے رومن قوم کی ماضی کی داستان سنانے آئے ہو یا مجھ سے تیغ زنی کا مقابلہ کرنے کے لئے اترے ہو ...... تم یہ کیا مجھے سنا رہے ہو کہ آج تم جھکڑ، کل اندھی تھے اور اس سے پہلے تم اور تمہاری قوم ماضی میں تندلاوا اور آتش فشاں تھے ...... مجھے تمہارے اس ماضی اور تمہاری ان یادوں سے کوئی غرض و غایت نہیں ...... ہم دونوں انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے اس میدان میں اترے ہیں لہٰذا اپنے کام کی ابتدا کریں اور پھر دیکھیں بدبختی کی پرچھائیاں اور خوفناک ہیولوں کا کرب کس کا استقبال کرتا ہے۔''

ضرارؓ بن آزور کے ان الفاظ کے جواب میں طبریہ کا حاکم اپنی تلوار اور ڈھال لہراتا ہوا آگے بڑھا پھر اپنے حملے کی ابتدا کرتا ہوا وہ ضرارؓ بن آزور پر بد اندیش

Marfat.com

عداوتوں، خوشگمانی کے فریب اور سیاہ راتوں کی ہولنا کی کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔

اس کے حملوں کو روکتے ہوئے اور زوردار انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے ضرارؓ بن آزور نے بھی اپنے کام کی ابتدا کی اور وہ بھی گہرے ٹھٹھرتے ماحول میں ہجر کے سرخ طوفانوں، وقت کی نبض پر ضرب لگا دینے والی تیز و تند یلغار کی موجوں اور خون لمحوں کے طوفان کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

کچھ دیر تک دونوں ایک دوسرے سے ٹکراتے اور حملہ آور ہوتے رہے۔ طبریہ کا حاکم اپنی طرف سے بڑا مطمئن اور خوش تھا اس لئے کہ اسے یہ احساس سکون دلائے ہوئے تھا کہ وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہے لہٰذا اس کے مقابلے پر آنے والے مسلمان لشکری کا کوئی ہتھیار اس پر کارگر ثابت نہ ہو گا جبکہ مسلمان لشکری اس کے مقابلے میں تلوار، ڈھال اور سر پر رکھنے آہنی خود کے سوا کچھ نہیں رکھتا۔

کچھ دیر ٹکرانے کے بعد ضرارؓ بن آزور نے اندازہ لگایا کہ مقابلہ طول پکڑنے لگا ہے اور لوہے میں غرق طبریہ کا حاکم کسی طرح زیر نہیں ہو رہا تھا تب اس کا خاتمہ کرنے کے لئے ضرارؓ بن آزور نے اپنا آخری حربہ استعمال کیا۔

تلوار کا ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے ضرارؓ بن اور نے اسے پیچھے گرایا پھر اپنا نیزہ سنبھالا اور اس طاقت اور قوت سے نیزہ طبریہ کے حاکم کو مارا کہ ضرارؓ بن آزور کا نیزہ طبریہ کے حاکم کے جسم پر چڑھی ہوئی زرہ تک کو پھاڑتا ہوا اس کے جسم کے پار ہو گیا تھا۔ اس طرح وہ زمین پر گر کر دم توڑ گیا تھا۔

رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ وردان کو طبریہ کے حاکم کے اس طرح جنگ میں کام آنے کا بڑا دکھ اور صدمہ ہوا تھا۔ اس موقع پر اس نے دکھ بھرا ایک لمبا سانس لیا اور کہنے لگا۔

"آہ! طبریہ کا حاکم جو میرا عزیز ترین ساتھی تھا وہ بھی مسلمان سورما کو میرے پاس لے کر نہ آ سکا اور خود ہی مارا گیا...... اگر وہ مسلمانوں کے اس تیغ زن کو میرے پاس لے کر بھی آ جاتا تب بھی میں سمجھتا ہوں مجھے اعتبار نہ آتا...... اس لئے کہ میرے خیال میں کوئی اس تیغ زن کو زیر نہیں کر سکتا...... اس لئے کہ میرے اپنے اندازے کے خیال کے مطابق مسلمانوں کا یہ لشکری انسان نہیں جن ہے اور کوئی تیغ زن انسان سے تو مقابلہ کر سکتا ہے جن کا سامنا نہیں کر سکتا...... میں سمجھتا ہوں کوئی اور اب اسے زیر نہیں کر سکے گا اور اپنے بیٹے کا بدلہ لینے کے لئے مجھے بخود ہی اس سے انفرادی مقابلہ

Marfat.com

کرنے کے لئے میدان میں اترنا پڑے گا اور اس کی گردن کاٹ کر اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنا ہوگا۔"

اس موقع پر وردان انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترنے کی تیاری کرنے لگا تھا کہ اومان کا حاکم نام جس کا اصطفان تھا وہ سامنے آیا اور وردان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"محترم وردان! میں تمہارے دشمن سے تمہارے بیٹے کا انتقام لینے کی ہمت و طاقت اور سکت رکھتا ہوں ...... اگر تم اجازت دو تو میں اس مسلمان سورما کا مقابلہ کروں اور لمحوں کے اندر اس کی گردن کاٹ کر تمہارے سامنے پیش کر دوں۔"

اومان کے حاکم اصطفان کی یہ گفتگو سن کر وردان بڑا خوش ہوا۔ تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

"میں اس مسلمان تیغ زن کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اترنے لگا تھا ...... اس لئے کہ ہر صورت میں اپنے بیٹے کا انتقام اس سے لینا چاہتا ہوں ...... دیکھ اصطفان! جو کام میں کرنا چاہتا ہوں اگر تم کر دکھائے تو میں جانوں گا، تم ایک مشکل اور ناممکن کام کو آسان اور سہل بنانے کا ہنر جانتے ہو ...... اس کے لئے میں تمہیں انعام و اکرام سے مالا مال بھی کر دوں گا۔"

اس موقع پر اصطفان بڑے غور سے وردان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"وردان، میرے محترم! مجھے انعام و اکرام کی ضرورت نہیں ...... میدان میں اترنے اور مسلمانوں کے اس لشکری کا سر کاٹنے کے لئے میری ایک شرط ہے۔"

وردان نے تجسس بھرے انداز اور غور سے اس کی طرف دیکھا اور پھر پوچھ لیا۔

"کیسی شرط ......؟"

اصطفان کہنے لگا۔

"وردان! میں جانتا ہوں تمہاری ایک بیٹی ہے ...... میں نے تمہاری بیٹی کو دیکھ تو نہیں رکھا لیکن سن رکھا ہے اس جیسی خوبصورت کوئی لڑکی ہے ہی نہیں اور میں نے یہ بھی سن رکھا ہے، ہرکولیس کی بیٹی شہزادی زوزان جو اپنے آپ کو انتہاء درجہ کی حسین اور خوبصورت اور خوش شکل خیال کرتی ہے ...... وہ بھی تمہاری بیٹی کے حسن و جمال کے سامنے ہیچ اور نہ ہونے کے برابر ہے ...... میدان میں اترنے اور اس مسلمان کا سر کاٹنے کے لئے میری شرط یہ ہے کہ اگر تو اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دینے کا وعدہ

Marfat.com

کرے تو پھر میں میدان میں اترتا ہوں ...... تیرے دیکھتے ہی دیکھتے اس مسلمان کا سر کاٹ کر تیرے قدموں میں لا ڈالتا ہوں۔"

مورخین لکھتے ہیں۔

رومنوں کے سپہ سالار وردان نے اومان کے حاکم اصطفان کی اس شرط کو قبول کر لیا۔ شرط کی قبولیت پر اصطفان بڑا خوش ہوا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر ایڑھ لگاتے ہوئے میدان کے وسطی حصے میں کھڑے ضرارؓ بن آزور کی طرف بڑھا تھا۔

اصطفان اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میدان کے وسطی حصے میں آیا۔ ضرارؓ بن آزور کے پاس آ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روکا پھر تکبر اور گھمنڈ بھرے انداز میں ضرارؓ بن آزور کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"اے شخص! انفرادی مقابلہ کر کے تو کیوں گردوں کا سینہ چاک کرتے لمحوں و جاں سوزی کے بکھرتے کرب و تند حقارت کے سناٹوں اور موت کی جنوں خیزیوں کا اپنے آپ کو شکار کرنا چاہتا ہے۔"

اصطفان جب رکا تب ضرارؓ بن آزور نے اسے مخاطب کیا۔

"میرے مقابلے پر آنے والے! میں تمہارا نام نہیں پوچھوں گا اس لئے کہ جس طرح تیرا پہلا ساتھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکا تو بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا ...... آ دونوں ٹکراتے ہیں پھر وقت بتائے گا کہ تم میری حالت ساحلوں پر پھیلی بوسیدہ سیپیوں اور بے آباد کھنڈروں جیسی کرتے ہو یا میں تمہاری حالت ویران خانقاؤں اور زندگی کی اجاڑ راہوں جیسی بنا کر رکھ دیتا ہوں ...... دیکھ! مقابلے پر آنے والے اس رزم گاہ میں بڑے بڑے تیغ زن کالے وقتوں کی دیواروں، جبر کی ماری فاختوں، اندھے بہرے اوہام اور شب کی تلخی سے لبریز لمحوں جیسے ہو کر رہ جاتے ہیں ...... مقابلے پر آنے والے! یہ موت کا میدان ہے جو بڑے بڑے تیغ زنوں کی حالت بے لباس ویرانیوں اور رگ و پے میں گھلتی تلخیوں سے بھی بدتر بنا کر رکھتا ہے ...... آؤ، مقابلہ کریں تاکہ وقت فیصلہ کرے کون آسودہ اور کون ناآسودہ رہتا ہے ...... کون غالب؟ کون مغلوب؟ کون فاتح؟ کون مفتوح ہوتا ہے؟"

ضرارؓ بن آزور کی اس گفتگو سے اصطفان گہری سوچوں میں کھو گیا تھا۔ اس وقت اس کے گھوڑے کے سامنے صلیب لہرا رہی تھی۔ ضرارؓ بن آزور نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

Marfat.com

"یہ تو اپنے ساتھ صلیب کیوں لے کر آیا ہے......؟"

اس پر کندھے اچکاتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"میں تیرے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس صلیب سے اعانت و مدد کا طلبگار ہوں گا اور مجھے امید ہے کہ میں تجھے ہر صورت میں زیر کر کے رہوں گا اس لئے کہ تجھے زیر کرنے ہی میں میری بھلائی، میری بہتری ہے ...... چونکہ رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ وردان نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ اگر میں انفرادی مقابلے میں تجھے زیر کر کے تیری گردن کاٹ کر اس کے سامنے پیش کر دوں تو وہ اپنی حسین اور پر جمال بیٹی کو میری زوجیت میں دے گا ...... وہ ہر صورت میں تیرا کٹا ہوا سر دیکھنا چاہتا ہے ...... اس لئے کہ دمشق کے نواح میں حملہ آور ہو کر تو نے اس کے بیٹے کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔"

جواب میں ضرارؓ بن آزور مسکرائے، کہنے لگا۔

"سن، میرے مقابلے پر آنے والے! اگر تو صلیب سے مدد حاصل کرنے کا متمنی ہے تو پھر میں اپنے خداوند قدوس سے حمایت و مدد کا طلبگار ہوں ...... میں جو کام کرتا ہوں اس کی خوشنودی اور رضامندی کے تحت کرتا ہوں ...... میں جو تم سے انفرادی مقابلے پر آیا ہوں تو اس میں بھی اپنے اللہ کی خوشنودی اور رضامندی چاہتا ہوں ...... مقابلے پر آنے والے! اگر تو صرف وردان کی خوبصورت اور حسین بیٹی کو حاصل کرنے کے لئے میرے مقابلے پر آیا ہے تو پھر اپنے ذہن کے قرطاس پر یہ بات لکھ رکھ کہ میں بغیر کسی لوجھ، بغیر کسی لالچ کے تجھ سے انفرادی مقابلہ کرنا چاہ رہا ہوں ...... میرے سامنے میرے خداوند کی خوشنودی اور رضا مندی ہے ...... آ، مقابلہ شروع کریں ...... میں تجھے پہلے وار کرنے کا موقع دیتا ہوں ...... اس کے بعد شاید میرا مقابلہ کرتے ہوئے بڑی تیزی سے تیری حالت بوسیدہ آرزو جیسی ہونا شروع ہو جائے۔"

ضرارؓ بن آزور کی اس گفتگو سے اصطفان تاؤ کھا گیا تھا ...... آگے بڑھا اور نا آسودہ کر دینے والی قہرمانیوں، سیال آتشیں لمحوں، بے پردہ وحشتوں کی طرح وہ ضرارؓ بن آزور پر ٹوٹ پڑا تھا۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے ضرارؓ بن آزور بھی اس پر نفرتوں کے بدلتے روز و شب، ذہن کی ساری یکسوئی کو تمام کر دینے والے بدنصیبی کے برزخ، جبر کی کالی دھرتی پر رقص کرتے آتشیں بگولوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

Marfat.com

اومان کا حاکم اصطفان کچھ دیر تک ضرارؓ بن آزور کا مقابلہ کرتا رہا پھر ضرارؓ بن آزور کے تیز اور جان لیوا حملوں کے سامنے اس کے اندر تھکاوٹ کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے اور وہ بڑی مشکل سے اپنا دفاع کر رہا تھا۔ اپنے لشکر کے سامنے کھڑے وردان نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اور یہ مقابلہ تھوڑی دیر تک مزید جاری رہا تو مسلمانوں کا لشکری طبریہ کے حاکم کی طرح اومان کے حاکم اصطفان کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دے گا۔

اس موقع پر وردان نے یہ بھی دیکھا کہ اصطفان کے ساتھ ساتھ اس کے گھوڑے میں بھی تھکاوٹ کے آثار نمودار ہو رہے تھے ...... اس نے اپنے قریب کھڑے ایک غلام کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ ایک توانا گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں اترا وہ چاہتا تھا کہ وہ گھوڑا اصطفان کے حوالے کرے تاکہ وہ تازہ دم گھوڑے پر بیٹھ کر اصطفان، ضرارؓ بن آزور کا مقابلہ کرے۔

دوسری طرف ضرارؓ بن آزور بھی اس صورت حال کو دیکھ چکے تھے ...... ایک خوفناک حملہ کرتے ہوئے۔ اصطفان کو انہوں نے پیچھے دھکیل دیا پھر بڑی تیزی سے میدان میں اترنے والے غلام کی طرف بڑھے ...... اپنے پہلے ہی وار میں غلام کی گردن کاٹ کر رکھ دی اور اپنے گھوڑے سے اتر کر اس گھوڑے پر ہو بیٹھے جو وہ غلام اصطفان کے لئے لے کر آیا تھا۔

اب ضرارؓ بن آزور بڑے جان لیوا حملے اصطفان پر کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر چیختے چلاتے ہوئے وردان نے اپنے سالاروں کو مخاطب کر کے کہا۔

"مسلمانوں کا یہ جن اس سے پہلے طبریہ کے حاکم کو جنگ میں زیر کرنے کے بعد موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اور وہ مسلمانوں کے اس تیغ زن سے میرے بیٹے کا انتقام نہ لے سکا ...... اب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کا یہ تیغ زن عمان کے حاکم اصطفان پر بھی غالب آتا دکھائی دے رہا ہے اور میرے خدشات یہ ہیں کہ اگر اصطفان کا مقابلہ تھوڑی دیر تک اور مسلمانوں کے اس تیغ زن کے ساتھ رہا تو مسلمانوں کا یہ تیغ زن اصطفان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے گا اور اس طرح اصطفان بھی طبریہ کے حاکم کی طرح میرے بیٹے کا انتقام لینے میں ناکام ہو جائے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وردان رکا پھر اپنے قریب کھڑے اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

"میرے عزیز ساتھیو! میں دیکھتا ہوں مسلمانوں کا یہ تیغ زن ایک ایک کر کے میرے جگر گوشوں کو کھائے جاتا ہے اور ابھی تک کوئی اسے زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہا اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اصطفان بھی اس کے سامنے مغلوب ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور لگتا ہے مجھے خود میدان میں اتر کر اس کی گردن کاٹنا ہو گی اور اگر میں اسے نہ مار سکا تو میں خود ہلاک ہو جاؤں گا...... اس لئے کہ میں نے اپنے بیٹے کا انتقام لینے کا تہیہ کر رکھا ہے اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو میں اپنے آپ ہی مر جاؤں گا۔"

اس موقع پر وردان کا ایک سالار اس کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"وردان! مسلمانوں کا یہ لشکری کوئی انتہاء درجہ کا نایاب اور بے نظیر قسم کا تیغ زن ہے...... میں سمجھتا ہوں ہمارا کوئی بھی تیغ زن انفرادی مقابلے میں اسے زیر نہیں کر سکا اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں اصطفان بھی اس کے سامنے دبا دبا دکھائی دے رہا ہے اور وہ جارحیت پر نہیں اتر رہا...... اپنے آپ کو اس نے صرف دفاع تک محدود کر رکھا ہے۔

اس موقع پر میں آپکو مشورہ دوں گا کہ اصطفان کے بعد کسی ایک تیغ زن کو مسلمانوں کے اس تیغ زن کے مقابلے میں نہیں جانا چاہیے بلکہ ہمیں کم از کم دس تیغ زنوں کو اس کے مقابلے پر بھیجنا چاہیے جو اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگاتے ہوئے فوراً میدان میں داخل ہوں اور مسلمانوں کے اس تیغ زن کی گردن کاٹ کر لوٹ آئیں۔"

وردان نے اس سے اتفاق کیا۔ لہٰذا وردان خود دس مسلح جوانوں کو لے کر میدان کی طرف بڑھا...... اتنے میں خالد بن ولیدؓ نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا لہٰذا آپ بھی اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان کی طرف بڑھے...... وردان نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا سالار بھی اپنے ساتھ دس مجاہدوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اتر آیا ہے تب اپنے لشکر کو مسلمانوں پر عام حملہ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

یہ حکم ملتے ہی رومن ازل سے تشنہ لب تلاطم خیز طغیانیوں، غموں کی دھوپ اور وہمات کے پرتو میں آگ اور خون کے ہولناک کھیل، کالے پیلے رنگوں میں نسلوں کے ضمیر نفرت اور خون چاٹتی حدت کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جواب میں مسلمانوں نے تعداد میں کم ہونے کے باوجود عظیم جرات مندی، بھی شجاعت کا مظاہرہ کیا پہلے انہوں نے دیدہ دل کے اعصاب کو مفلوج کر دینے لے دشت کے تیز جھڑکوں اور خاموشی کے دامنوں تک کو نچوڑ دینے والے تیز سرخ

Marfat.com

طوفانوں جیسے انداز میں تکبیریں بلند کیں پھر خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں مسلمان رومنوں پر ابتلاؤں اور آزمائشوں کے مراحل کو روند دینے والے سیلاب کے بے روک ریلوں دل کی بستیوں کو راکھ کرنے کے ساتھ ساتھ بے منزل و بے حدف کرتے گرم شعلوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

میدان جنگ میں کرب لمحوں کے دکھ، نفس کی توہین کرتے الفاظ رقص کرنے لگے تھے۔

مسلمانوں اور رومنوں کے درمیان یہ ہولناک جنگ لگ بھگ عصر تک جاری رہی اگرچہ رومنوں کی تعداد مسلمانوں سے دگنی تھی لیکن رومن نہ مسلمانوں کو پسپا کر سکے نہ ان پر حملہ آور ہونے کے بعد کوئی فائدہ حاصل کر سکے بلکہ الٹا مسلمانوں نے ان کے لشکر کے ایک بڑے حصے کو کاٹ کر انہیں نا قابل تلافی نقصان اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔

عصر تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار رہنے کے بعد پیچھے ہٹ گئے، جنگ ختم ہونے کے بعد وردان اپنے خیمے میں گیا۔ وہ بڑا رنجیدہ اور خوفزدہ تھا۔ اس وقت خیمے میں میخالہ، مریشا اور شوطار تینوں بیٹھی ہوئی تھیں۔ وردان کی حالت دیکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وردان آگے بڑھ کر ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ اس موقع پر مریشا، وردان کے قریب آئی، اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اپنا بازو بڑے پیارے انداز میں اس کے شانے پر رکھا پھر شہد برساتی آواز میں پوچھا۔

”بابا! کیا بات ہے ...... آپ پریشان اور فکرمند کیوں ہیں ...... کیا جنگ کے نتائج آپ کی خواہش کے مطابق نہیں ہیں ......؟“

مریشا کے اس استفسار پر وردان تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر آہ بھرنے کے انداز میں کہنے لگا۔

”بیٹی! تیرا اندازہ درست ہے ...... میں مسلمانوں سے جنگ کرتا ہوا وہ نتائج نہیں حاصل کر سکا جو مجھے کرنا چاہیے تھے ...... ہمارے لشکر کی تعداد 90 ہزار سے بھی زائد ہے جبکہ ہمارے مقابلے میں مسلمان کل 45 ہزار ہیں ...... اس کے باوجود مسلمانوں نے ہم پر ایسے جان لیوا حملے کیے کہ ہمارے لشکر کے ایک بڑے حصے کو انہوں نے کاٹ کر رکھ دیا ہے ...... پہلے ہمارے لشکر کی تعداد ان سے دگنی تھی لیکن اب جنگ کے بعد دگنی نہیں رہی ...... مسلمانوں نے ہمارے لشکر کے ایک حصے کو بری طرح کاٹتے ہوئے ہماری تعداد میں کافی حد تک کمی کر دی ہے۔“

Marfat.com

اس موقع پر مریشا نے پھر وردان کو مخاطب کیا۔

"بابا! سنا ہے پہلے انفرادی لڑائی شرع ہوئی تھی اور اس میں ......"

یہ کہتے کہتے مریشا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ وردان بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"بیٹا! انفرادی لڑائی کا ذکر تک نہ کرو ...... اس نے مجھے ایسا عاجز اور مجھے ایسا بے بس کیا ہے کہ میں اپنی عاجزی اور بے بسی کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا ...... مسلمانوں کا وہ لشکری جو انفرادی مقابلے کے لئے میدان میں اترا وہی میرے بیٹے کا قاتل ہے ...... وہ انسان نہیں جن ہے ...... کوئی بھی تیغ زن اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ...... اس کے مقابلے کے لئے پہلے طبریہ کا حاکم اترا لیکن اس نے لمحوں کے اندر اس کو موت کے گھاٹ اتر دیا پھر اومان کا حاکم اصطفان اس شرط پر میدان میں اترا تھا کہ میں تمہاری شادی اس سے کر دوں گا ...... میں نے اس کی یہ شرط قبول بھی کر لی تھی لیکن وہ بھی ناکام رہا۔"

وردان کے ان الفاظ پر آنکھیں بند کرتے ہوئے مریشا نے ایک لمبا سکھ کا سانس لیا پھر کہنے لگی۔

"بابا! اب کیا کرنا ہے ......؟"

جواب میں وردان کہنے لگا۔

"بیٹی! میں تم تینوں کی طرف سے بڑا فکر مند ہوں ...... ہم مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں کچھ نہیں کر رہے ...... ہرکولیس کی طرف سے قاصد پر قاصد آ رہا ہے کہ مسلمانوں کو اجنادین کے میدانوں میں بدترین شکست دے کر مکمل طور پر ان کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن یہاں جو میں حالات دیکھتا ہوں وہ کچھ اس طرح ہیں کہ مسلمان ہمارا خاتمہ کرنے کے درپے ہیں۔

بیٹا! میں تم تینوں سے یہ کہتا ہوں کہ جب تم دیکھو کہ حالات زیادہ ابتر ہو گئے ہیں اور مسلمان ہمیں شکست دے کر ہمارے پڑاؤ میں گھس گئے اور ہمارا قتل عام کر دیں گے تو ان کے مقابلے میں ہمیں بھاگنا پڑے گا ...... تم یہاں سے اپنی جانیں بچانے کی خاطر پہلے ہی نکل بھاگنا۔

میں اپنے کچھ مسلح جوانوں سے کہہ آیا ہوں وہ تمہارے خیمے کے قریب تین گھوڑے ہر وقت تیار رکھیں گے ...... ان گھوڑوں کے ساتھ ضروریات زندگی کے علاوہ

Marfat.com

پانی کے مشکیزے تک بندھے ہوں گے ...... جب تم دیکھو کہ مجھے نقصان ہوا ہے یا لشکر کو اب مکمل طور پر تباہی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو تینوں ان گھوڑوں پر بیٹھ کر یہاں سے بھاگ جانے والی بات کرنا۔"

اس کے ساتھ ہی وردان اٹھ کھڑا ہوا اور میخالہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم تینوں اب بے فکر ہو کر خیمے ہی میں بیٹھو میں جاتا ہوں ...... اس لئے کہ تمہاری طرف آنے سے پہلے میں نے اپنے سارے سالاروں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا ہے ...... میں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی اس جنگ سے بڑا مایوس اور خوف زدہ ہوں ...... اسی بناء پر میں جنگ کے خاتمے پر تم تینوں کی طرف آیا ہوں اور تمہیں تنبیہہ کر دی ہے کہ حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں سے بھاگ جانے والی بات کرنا ...... تھوڑی دیر تک مسلح جوان تمہارے خیمے کے قریب تین گھوڑے باندھ دیں گے۔

میں اب جاتا ہوں ...... مسلمانوں سے جو ہماری جنگ ہوئی ہے، اس موضوع پر میں نے اپنے سالاروں سے بات کرنی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی وردان خیمے سے نکل گیا تھا۔

وردان اس جگہ آیا جہاں سارے سالار اور سردار جمع تھے ...... وردان کے آنے پر وہ سب کھڑے ہو گئے ...... ہاتھ کے اشارے سے وردان نے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا ...... کچھ دیر وہ خاموش رہا پھر سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے عزیز ساتھیو! آج کی جنگ کو تم نے بھی دیکھا اور میں نے بھی بہ نظر غائر اسے دیکھا اور عملی طور پر اس میں حصہ لیا ...... جو کچھ میں نے دیکھا، اسی کے تحت میں اپنے جذبات کا اظہار کروں گا ...... میں سمجھتا ہوں کہ اہل عرب ہم پر غالب آنے والے ہیں ...... میں نے جنگ کے دوران دیکھا کہ ان کی تلواریں کاٹنے والی تھیں اور بڑی تیزی سے ہمارے لشکریوں کو کاٹ رہی تھیں جبکہ ان کے مقابلے میں ہمارے لشکریوں کی تلواریں کند دکھائی دیتی تھیں۔

ان کے لشکری میدان جنگ میں صبر و تحمل، دلیری جرات مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے پچھلے حصے سے نکل کر اگلی صفوں کی طرف آنے کے لئے بے چین دکھائی دیتے تھے جب کہ ان کے مقابلے میں ہمارے آدمی بھگوڑوں، بزدلوں اور کم ہمتوں کا سا نمونہ پیش کر رہے تھے ...... جنگ کے خاتمے کے بعد میں نے اپنے ایک راہب سے اپنے لشکر کے اس نقصان اور مسلمانوں کے شکست نہ اٹھانے کی وجہ پوچھی تو وہ

Marfat.com

کہنے لگا۔

"یہ جو مسلمان ہر جنگ میں ہم پر غلبہ حاصل کرتے آ رہے ہیں تو یہ غلبہ انہیں خداوند قدوس اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وجہ سے حاصل ہو رہا ہے۔"

اس راہب کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمیں جو مسلمانوں کے مقابلے میں شکست و ذلت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو یہ ان کے مقابلے میں ہماری لا مذہبیت اور فسق و فجور کی وجہ سے ہے۔"

وردان کے ان الفاظ کے جواب میں اس کے سارے سالاروں اور جنگ کے سرکردہ افراد نے اس سے عہد کیا کہ اب تک جو کچھ ہوا سو ہوا آئندہ وہ بڑی بے باکی اور جانبازی کے ساتھ آخری دم تک مسلمانوں سے جنگ کریں گے ...... انہوں نے عہد کیا کہ جب تک مسلمانوں کے خلاف فتح اور غلبہ حاصل نہیں کر لیتے اس وقت تک منہ نہیں موڑیں گے ...... اس موقع پر ایک پادری اٹھا اور وردان اور اس کے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں تم پر حقیقت حال واضح کرتا ہوں اور تمہیں بتاتا ہوں کہ جس طرح تم جنگ کر رہے ہو، اس طرح تم مسلمانوں پر نہ غلبہ حاصل کر سکتے ہو اور نہ ان کے خلاف فتح یاب ہو سکتے ہو ...... تم لوگوں نے دیکھا میں نے بھی جائزہ لیا کہ ان کا ایک ایک لشکری ہمارے لشکر کی صفوں کو درہم برہم کرنے کا باعث بن رہا تھا اور ان کا ہر لشکری جب تک کئی کئی رومنوں کو قتل نہیں کر لیتا تھا واپس نہیں ہوتا تھا

میرے اپنے اندازے اور خیال کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ ان کے رسول ﷺ نے انہیں یقین دلا دیا ہے کہ دشمنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے جو بھی مسلمان مارا جائے گا، وہ سیدھا جنت میں داخل ہو گا ...... اس لئے اپنے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلمان بڑی بے فکری اور جراًت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنگ میں حصہ لیتے ہیں ...... ان الفاظ کو میں یوں بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان کے پیغمبر ﷺ نے اپنی عمدہ اور پاکیزہ سیرت کی وجہ سے ان کے سامنے زندگی کا ایک نمونہ پیش کر کے ان کے دلوں سے غیر اللہ کا خوف نکال کر رکھ دیا ہے۔

انہی اوصاف کی وجہ سے مسلمان زندگی سے نہیں موت سے پیار کرتے ہیں اور تم لوگوں نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ میدان جنگ میں موت مسلمانوں لشکریوں کے آگے

Marfat.com

آگے، زندگی ان کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے ...... اس کے علاوہ انہیں ہم پر یہ بھی فوقیت ہے کہ جس طرح وہ عبادت کے دوران جس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کی ہر حرکت کا اتباع کرتے ہیں ...... اسی طرح جنگ کے دوران بھی وہ اپنے سالار کا حکم اسی طرح مانتے ہیں ...... اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ پادری رکا کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔

''میں نے سن رکھا ہے کہ مسلمانوں کا سالار ناقابل تسخیر ہے ...... ان کے رسول ﷺ نے اسے سیف اللہ کا خطاب دے رکھا ہے اور اس کے دل میں یہ بات بیٹھ چکی ہے ...... چونکہ وہ سیف اللہ ہے یعنی اللہ کی تلوار ہے لہٰذا وہ کسی جنگ میں قتل نہیں ہو سکتا ...... اس بنا پر وہ دشمن کے اندر گھس کر موت کا کھیل کھیلتا ہے ...... جب وہ ایسا کرتا ہے تو اس کے لشکری بھی اسی کے سے انداز میں جانبازی سے کام کرتے ہیں ...... لہٰذا ان کا یہ رویہ ان کی فتح کا باعث بن جاتا ہے ...... اگر تم مسلمانوں کو اپنے سامنے زیر کرنا چاہتے ہو تو کسی طرح ان کے سپہ سالار کو اپنے قابو میں کر لو ...... ایسا ہونے پر مسلمان خود ہی فکرمند اور پریشان ہو کر ان سرزمینوں سے بھاگ نکلیں گے۔''

اس پادری کے ان الفاظ پر وردانؔ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات نمودار ہوئے پھر اس پادری کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''لیکن مسلمانوں کے سالار اعلیٰ کو پکڑنے کا طریقہ کار کیا ہونا چاہیے؟''

جواب میں کچھ سوچتے ہوئے وہ پادری کہنے لگا۔

''جہاں تک میرے ذہن میں بات آتی ہے اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کے سپہ سالار کو صلح طے کرنے کے لئے کسی مقام پر تنہا بلائیں ...... جہاں آپ اس سے ملاقات کرنا چاہیں وہاں پہلے سے اپنے آٹھ دس مسلح جنگجو گھات میں بٹھا دیں ...... جب مسلمانوں کا سپہ سالار اکیلا آپ سے ملنے کے لئے اس جگہ آئے، اسے گرفتار کر لیا جائے ...... اس ترکیب سے مسلمانوں کا لشکر ہمارے سامنے سے منتشر ہو کر اپنی سرزمینوں کی طرف چلا جائے گا ...... لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جب آپ مسلمانوں کے سالار کی طرف قاصد بھیج کر اسے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اکیلا بلائیں تو یہ بھی یقین دلائیں کہ آپ بھی اس سے گفتگو کرنے کے لئے تنہا اور اکیلے ہی آئیں گے ...... مجھے امید ہے کہ اگر آپ ایسا کریں تو مسلمانوں کا سالار آپ سے ملاقات کرنے پر تیار ہو جائے گا اور جب ایسا ہو گا تو یاد رکھنا تاک میں بیٹھے

Marfat.com

ہوئے ہمارے آدمی اسے گرفتار کر لیں گے ...... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی گرفتاری کے ساتھ ہی مسلمان حشرات الارض کی طرح منتشر ہو کر رہ جائیں گے۔''

وردان نے اس پادری کی اس تجویز کو بے حد پسند کیا ...... اس نے اپنے لشکر کے اندر سے ایک ایسے شخص کو بلایا جو عربی پر خوب عبور رکھتا تھا ...... حمص کا رہنے والا تھا اس کا نام داؤد تھا ...... داؤد نام کا وہ نصرانی جب وردان کے سامنے آیا تب وردان نے پہلے پوری تفصیل کے ساتھ اسے پادری کی تجویز سے آگاہ کیا پھر مزید اس سے کہنے لگا۔

''میں چاہتا ہوں کہ تو مسلمانوں کے سپہ سالار کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ آج کے دن جنگ کو ملتوی رکھا جائے اور کل صبح ہی صبح مسلمانوں کا سپہ سالار ایک جگہ تنہا آ کر مجھ سے ملے ...... میں بھی تنہا اور اکیلا ہی ہوں گا تاکہ میں اس سے صلح کی گفتگو کروں اور جس قدر مال و اسباب پر تصفیہ ہو انہیں دے کر خون ریزی بند کرا دوں۔''

وردان کا یہ حکم پا کر داؤد نام کا وہ نصرانی مسلمانوں کے لشکر کی طرف گیا ...... خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا ...... وہ خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں رومنوں کے سپہ سالار وردان کی طرف سے آیا ہوں اور آپ کے لئے اس کی طرف سے ایک پیغام رکھتا ہوں۔''

خالد بن ولیدؓ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

''تو اپنا پیغام سنا لیکن ایک بات یاد رکھنا پیغام رسانی میں راستی اور سچائی سے کام لینا ...... کیونکہ دروغ گو اور جھوٹا آدمی ہمیشہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر رہتا ہے۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں داؤد کہنے لگا۔

''وردان کا کہنا ہے کہ آج جنگ کو موقوف رکھا جائے کل صبح آپ اس سے تنہا ملاقات کریں ...... وہ خود بھی تنہا اور اکیلا ہو گا ...... وہ چاہتا ہے کہ اگر آپ دونوں سالار گفتگو کرتے ہوئے صلح کے لئے کسی فیصلے پر پہنچ جائیں تو خلقت خدا کو خوں ریزی اور قتل و غارت گری سے نجات مل جائے گی ...... وردان یہ بھی کہتا ہے کہ اس صلح اور فیصلے کی شرائط مکمل طور پر آپ کی مرضی اور اتفاق رائے سے طے ہوں گی۔''

داؤد جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر تک خالدؓ بن ولید گہری سوچوں میں ڈوبے رہے پھر اپنی خداداد ذہانت و دور اندیشی اور دانشوری سے جان گئے کہ اس گفتگو اور

Marfat.com

وردان کی اس پیش کش کے پیچھے ضرور کوئی سازش پنہاں ہے لہٰذا آپ نے داؤد کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"سن! اگر رومنوں کا سالار واقعی مسلمانوں کے ساتھ صلح کرنے کے لئے تیار ہے تو پھر ٹھیک ہے ...... اگر صلح کے پردے میں وہ کسی دھوکے اور کسی فریب کا ارادہ رکھتا ہے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو پھر اسے کہہ دینا کہ ہم لوگ دھوکے اور فریب کو سمجھنے والے ہیں اور اس کا دھوکہ فریب خود اس کے لئے ہی وبال جان بن کر رہ جائے گا۔"

اس موقع پر داود عجیب سے شش و پنج اور بے بسی کا شکار ہو گیا۔ کہتے ہیں وہ یہ سوچنے لگ گیا تھا کہ اگر وردان کا یہ دھوکہ اور فریب ناکام ہو گیا اور مسلمان غالب اور فاتح رہے تو دھوکہ دہی کے الزام میں جہاں وردان کی گردن کاٹی جائے گی وہاں مسلمان مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار کر دم لیں گے ...... لہٰذا خالدؓ بن ولیدؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر آپ مجھے اور میرے اہل خانہ کو امان دیں تو میں سچی بات آپ کے سامنے کہتا ہوں۔

دراصل اب تک جو میں کہتا ہوں وہ جھوٹ اور فریب ہے ...... اسے آپ یوں کہہ دیں کہ میں آپ سے سچ کہنا بھول گیا تھا۔

اس پر خالد بن ولیدؓ نے پوچھا۔

"تو سچ کیا ہے ......؟"

اس پر داؤد کہنے لگا۔

"رومنوں کا سپہ سالار وردان آپ کو فریب دینا چاہتا ہے ...... کل صبح تنہا ملاقات کرنے کے لئے اس نے آپ کو جس جگہ بلایا ہے وہاں پہلے سے وہ اپنے دس مسلح جوانوں کو بٹھا رکھے گا اور جب آپ اس سے ملنے کے لئے جائیں گے تو وہ آپ کو اکیلا پا کر اپنے آدمیوں کے ذریعہ آپ کو گرفتار کر لے گا۔"

داؤد کا جواب سن کر خالدؓ بن ولید خوش ہوئے پھر فرمایا۔

"داؤد! میں تجھے اور تیرے اہل خانہ کو امان دیتا ہوں لیکن ساتھ ہی شرط یہ ہے کہ تو واپس جا کر اپنی قوم کو اس گفتگو سے آگاہ نہیں کرے گا جو تیرے اور میرے درمیان ہوئی ہے۔"

Marfat.com

اس پر داؤد مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر مجھے آپ کو فریب دینا ہوتا تو پھر میں آپ سے یہ بات کبھی نہ کہتا ...... آپ یقین جانیں میں آپ کے ساتھ پورے خلوص و پوری دیانت داری کا مظاہرہ کروں گا میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ رومن لشکر کا سالار اعلیٰ وردان اپنے لشکر کے دائیں جانب ریت کے ایک ٹیل کے پاس آپ سے ملنا چاہے گا اور وہیں ایک دوسرے ٹیلے کے پیچھے اپنے مسلح جوانوں کو گھات میں بٹھا دے گا۔''

خالد بن ولیدؓ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اسے واپس جانے کی اجازت دے دی۔ اس ساری گفتگو کے بعد داؤد مطمئن اور آسودہ سا ہو کر واپس چلا گیا تھا۔

داؤد کے واپس جانے کے بعد سب سے پہلے خالد بن ولیدؓ نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے اس سلسلے میں مشورہ کیا جس کے جواب میں ابوعبیدہؓ بن جراح نے خالد بن ولیدؓ سے پوچھا۔

''آپ کا کیا ارادہ ہے؟''

خالد بن ولیدؓ نے اس موقع پر بڑے عزم اور استقلال میں ابوعبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہا۔

''میں تنہا اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔''

خالد بن ولیدؓ کے اس جواب پر ابوعبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

''بے شک آپ اکیلے ان کے لئے کافی ہیں لیکن یہ بھی محل نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ پڑو بلکہ اس سلسلے میں تو خداوند قدوس نے فرمایا ہے کہ حتیٰ الامکان قوت فراہم کر کے اور ظاہری ساز و سامان گھوڑے رکھ کر اپنے دشمنوں پر رعب داب قائم رکھو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح رکے پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''اگر وردان آپ سے گفتگو کرنے کے لئے اپنے دس آدمی اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے اور انہیں کمین گاہ میں بٹھا کر آپ کو اپنے قابو اور اپنی گرفت میں کرنا چاہتا ہے تو پھر اس کے حیلے کا ہمیں جواب دینا چاہیے۔ لہٰذا اس موقع پر میں کہوں گا کہ اگر وردان اپنے دس آدمیوں کو گھات میں بٹھا رہا ہے تو آپ بھی اپنے ساتھ دس مسلح جوانوں کو لے کر جائیں اور انہیں قریب ہی کسی کمین گاہ میں بٹھا دیں اور جس وقت ملاقات کے

Marfat.com

دوران اپنے گھات میں بیٹھے مسلح جوانوں کو بلائے تو آپ بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے مسلح جوانوں کو پکاریں تاکہ تھپڑ کا جواب تھپڑ سے ملے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ابوعبیدہؓ بن جراح رکے پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''اگر اس موقع پر دشمن نے آپ پر چڑھائی کرنے کی کوشش کی تو اس کا بھی اسے خوب جواب ملے گا ...... ادھر آپ وردان کو قابو کرنے کی کوشش کرنا ادھر ہم سب حملے کے لئے تیار رہیں گے اور یکبارگی دشمن پر ایسا حملہ کریں گے کہ میدان جنگ میں اس کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دیں گے۔''

خالد بن ولیدؓ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کے اس مشورے کو قبول کر لیا ضرارؓ بن آزور کے علاوہ انہوں نے نو اور مسلح جوانوں کا انتخاب کیا اور ملاقات سے بہت پہلے اپنے ان دن مسلح جوانوں کو ریت کے ایک ٹیلے کے پیچھے گھات میں بٹھا دیا تھا۔ ساتھ ہی ان دس کو آپ نے یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ وردان سے ملاقات کے دوران جب میں تمہیں آواز دوں تو تم لوگ فوراً اپنی گھات سے باہر نکل آنا اور میں آواز تمہیں اس وقت دوں گا جب وردان اپنے مسلح جوانوں کو پکارے گا۔ لہٰذا میرے آواز دینے کے ساتھ ہی تم لوگ گھات سے نکل کر وردان کے مسلح جوانوں پر حملہ آور ہو جانا کیونکہ وردان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ میں اس کے لئے کافی ہوں گا۔

اس طرح خالد بن ولیدؓ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کی تجویز پر عمل کرتے ہوئے جس دن ملاقات کرنی تھی اس سے ایک رات پہلے ایک تہائی شب گزر جانے کے بعد ضرارؓ بن آزور اور ان کے نو ساتھیوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا۔

جب رات گزر گئی صبح ہوئی تو خالد بن ولیدؓ نے خود مسلمانوں کو نماز پڑھائی اس کے بعد آپ سرخ عبا پہن کر اور زرد عمامہ سر پر رکھتے ہوئے مسلح ہوئے اور جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ رومنوں نے جب دیکھا کہ مسلمان مسلح ہو رہے ہیں، جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں اس لئے کہ جس وقت خالد بن ولیدؓ اپنا جنگی لباس پہن رہے تھے تو لشکری بھی اپنے آپ کو تیار کرنے لگے تھے۔ اتنے میں رومنوں کے لشکر سے ایک سوار نمودار ہوا اور دونوں لشکریوں کے درمیان آیا اور بلند آواز میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''کیا تم لوگوں نے بد عہدی کا ارادہ کر لیا ہے ...... جب کہ ہمارا سپہ سالار

Marfat.com

وردان کل کی قرارداد کے مطابق مسلمانوں کے سالار اعلیٰ سے ملاقات کرنے کا منتظر ہے۔"

اس رومن کے جواب میں خالد بن ولیدؓ نے بلند آواز میں اسے مخاطب کر کے کہا۔

"ہمارا شیوہ بدعہدی نہیں ہے ...... میں ابھی آتا ہوں۔"

خالد بن ولیدؓ کے یہ الفاظ سن کر وہ رومن سوار واپس چلا گیا۔ اس سے تھوڑی ہی دیر بعد رومنوں کا سالار اعلیٰ وردان زرہ پہنے اور سر پر قیمتی تاج رکھے ریت کے اس ٹیلے کے قریب پہنچ گیا جو ملاقات کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے ایسا کرنے پر خالد بن ولیدؓ بھی حرکت میں آئے اور درج ذیل رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے اس ٹیلے کی طرف بڑھے۔

"اے خدا میں اپنے جملہ امور میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں
پس اے خدا اگر میری موت آ گئی ہے تو مجھے بخش دے اور اے
خدا مجھے بہت کام کرنے کی توفیق عطا فرما اور میری لغزشوں کو جو
تو جانتا ہے بخش دے اور میری تلوار سے شرک کی بنیاد کو کھود ڈال
...... یہاں تک کہ وہ نیست و نابود ہو جائیں ...... میرا بھروسہ
اپنے کاموں میں تیرے سوا کسی اور پر نہیں ہے۔"

رومنوں کا سالار اعلیٰ وردان اونٹ پر سوار ہو کر ملاقات کے ٹیلے کی طرف گیا تھا۔ ٹیلے کے قریب جا کر وہ اونٹ سے اترا خالد بن ولیدؓ بھی وہاں پہنچ گئے سب سے پہلے خالد بن ولیدؓ نے وردان کو مخاطب کیا اور فرمایا۔

"وردان! اپنی گفتگو میں راستی اختیار کرنا اور مکر و فریب سے اجتناب کرنا کیونکہ ہم چالبازی کو سمجھنے والے ہیں اور دشمنوں کے مکر و فریب کا جواب تلوار سے دیتے ہیں۔"

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں بڑی مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وردان کہنے لگا۔

"تم اپنی خواہش ظاہر کرو کہ تم کیا چاہتے ہو ...... اگر تم مال میں سے کچھ لینا چاہتے ہو تو میں بطور صدقہ و خیرات تمہیں دینے سے بخل نہیں کروں گا ...... اس لئے کہ میں جانتا ہوں تم لوگ قحط کے مارے ہوئے بھوکے، ننگے اور قابل رحم لوگ ہو اور پھر

Marfat.com

یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ ہمارے نزدیک تم سے زیادہ کوئی مصیبت زدہ نہیں ہے...... ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہوں کہ تم ہم سے تھوڑے پر اکتفاء کرنا۔"

رومنوں کے سالار اعلیٰ وردان کی اس گفتگو سے خالد بن ولیدؓ برہم ہو گئے تھے لہٰذا اسے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"میرا اللہ غالب اور بزرگ ہے اور اس نے ہمیں تم لوگوں کے صدقہ و خیرات سے بے نیاز کر دیا ہے اور تمہارے مال و اسباب اور دولت کی ہماری نگاہوں میں خس و خاشاک کے برار حقیقت نہیں ہے۔

وردان! یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا کہ ہماری جدوجہد کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ساری دنیا میں ایک منصفانہ اور عادلانہ نظام قائم کریں...... اس لئے جس گفتگو کے لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں اس کے لئے میں تمہارے سامنے تین شرائط پیش کرتا ہوں۔

اول یہ کہ اسلام کو جو ایک اعلیٰ درجہ کا مذہبی اور معاشی نظام ہے قبول کر کے اپنے اور دنیا کے لئے رحمت بن جاؤ۔

دوئم یہ کہ اگر تم اسلام قبول کرنا نہیں چاہتے تو پھر اسلام کی بالا دستی قبول کرتے ہوئے جزیہ دینے پر تیار ہو جاؤ۔

سوئم یہ کہ اگر تمہیں یہ دونوں شرائط منظور نہ ہوں تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ...... یہ آخری چارہ کار ہے...... ساتھ ہی میں تم سے یہ بھی کہہ دوں کہ تم لوگوں کو اب اس بات کی آزادی نہیں دی جا سکتی کہ مخلوق کے ساتھ جس طرح چاہو تم سلوک کرو۔"

وردان نے تو پہلے ہی خالدؓ بن ولید کو دھوکہ دینے کا ارادہ کر لیا تھا وہ صرف آپؓ کو باتوں میں الجھا رہا تھا۔ جب خالد بن ولیدؓ نے اس کے سامنے یہ تین شرائط پیش کیں تو ان شرائط کو سننے کے بعد وردان نے انتہائی ناپسندیدگی کا اظہار کیا پھر خالد بن ولیدؓ کی طرف بڑھا۔ اسے یہ اعتماد اور بھروسہ اور حوصلہ تھا کہ قریب کے ٹیلے کی اوٹ میں اس کے دس مسلح جوان بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا اس موقع پر اگر وہ خالد بن ولیدؓ سے ٹکرا گیا تو ہر صورت میں انہیں اپنے سامنے بے بس کر دے گا اور اگر خالد بن ولیدؓ نے اسے زیر کرنے کی کوشش بھی کی تو اس کے دس مسلح جوان بھی مدد کو پہنچ جائیں گے۔ اس طرح مسلمانوں کے سالار کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

وردان یہ بھی تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ایک بار مسلمانوں کے سالار اعلیٰ کو گرفتار کر

Marfat.com

کے رومنوں کے لشکر میں پہنچا دیا گیا تو مسلمان جنگ کیے بغیر ہی میدان جنگ سے فرار ہو جائیں گے۔ ان سارے عوامل کو سامنے رکھتے ہوئے وردان آگے بڑھا۔ خالد بن ولیدؓ کے دونوں بازو پکڑ کر اس سے لپٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی چلا کر اپنے آدمیوں کو مدد کے لئے بھی بلا لیا۔

خالد بن ولیدؓ پہلے ہی وردان کی اس چالاکی، اس کی دھوکہ دہی سے واقف تھے جونہی وردان، خالد بن ولیدؓ سے لپٹا اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اسی وقت خالد بن ولیدؓ نے بھی اپنے مسلح جوانوں کو پکار لیا تھا۔ خالد بن ولیدؓ کی پکار کے ساتھ ہی ضرارؓ بن آزور کی سرکردگی میں مسلح مسلمان اپنی گھات سے نکلے اور وردان کے دس مسلح جوانوں پر حملہ آور ہو گئے۔

دس مسلمانوں نے لمحوں کے اندر دس رومن سورماؤں کا خاتمہ کر دیا تھا وہ تھوڑی دیر تک بھی مسلمان مجاہدوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور گھات سے نکلنے والے خالد بن ولیدؓ کے دس مسلح جوانوں نے انہیں لمحوں کے اندر خاک و خون میں ملا کر رکھ دیا۔

وردان نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو وہ خوف و وحشت کے باعث لرزنے کانپنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے جو خالد بن ولیدؓ سے لپٹ کر انہیں اپنی گرفت میں لے رکھا تھا، اپنی گرفت بھی اس نے چھوڑ دی اس کے بعد ہاتھ جوڑنے کے انداز میں وہ خالد بن ولیدؓ سے امان طلب کرنے لگا تھا۔

اس موقع پر جب وردان نے خالد بن ولیدؓ سے امان طلب کی تو آپ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا۔

''وردان! میری بات غور سے سن ...... امان صرف اس شخص کو دی جاتی ہے جو امان کا مستحق ہوتا ہے ...... تو وہ شخص ہے جس نے مصالحت کے پردے میں ہم سے فریب اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی ...... تو نے ہمارے خلاف مکر سے کام لیتے ہوئے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا پر تو احمق نکلا ...... تو نے اپنے دل میں یہ نہ سوچا کہ میرا اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔''

جس وقت خالد بن ولیدؓ رومنوں کے سپہ سالار سے یہ گفتگو کر رہے تھے اس وقت آپ کے دس مسلح جوان وردان کے گھات سے نکلنے والے دس ساتھیوں کا خاتمہ کر کے خالد بن ولیدؓ کے قریب آن کھڑے ہوئے تھے۔

اس موقع پر خالد بن ولیدؓ نے وردان سے جو گفتگو کی تھی اس سے ضرارؓ بن آزور

Marfat.com

نے یہ اندازہ لگایا کہ خالد بن ولیدؓ وردان کا خاتمہ کرنے اور اسے موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ اندازہ لگاتے ہی ضرارؓ بن آزور نے فوراً اپنی تلوار بلند کر کے وردان پر گرائی اور اس کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔

وردان کے مارے جانے کے ساتھ ہی دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے لئے صفیں درست کرنے لگے تھے۔ رومنوں کے اندر وردان کے مارے جانے کی وجہ سے غصے اور غضبنا کی کا ایک ہیجان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

جس وقت رومن جنگ کی ابتدا کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دے رہے تھے اچانک رومنوں کے لشکر میں کسی نے چلاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''وردان تو مارا جا چکا ہے اس کی بیوی میخالہ، اس کی بیٹی مریشا اور ان کے ساتھ رہنے والی لڑکی شوطار کو پکڑو ...... میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تینوں اسلام قبول کر چکی ہیں اور مسلمانوں کی حمائتی ہیں ...... جس غلام کو مریشا کا پاسابان مقرر کیا تھا وہ مسلمان نکلا تھا ...... اسی لئے ہمارا لشکر چھوڑ کر بھاگ گیا ہے ...... اسی کی وجہ سے ان تینوں نے اسلام قبول کیا۔''

اس آواز کے ساتھ ہی کچھ لشکری میخالہ، مریشا اور شوطار کے خیمے کی طرف بھاگے تھے۔ جلد ہی وہ لوٹ آئے اور اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے۔

''میخالہ، مریشا اور شوطار تینوں اپنے خیمے میں نہیں ہیں۔''

ان الفاظ پر سب سے زیادہ تکلیف مارسمول کو ہوئی تھی اس لئے کہ وہ شوطار کا متمنی تھا۔ یہ موقع مرقیس کے لئے بھی بڑا نازک تھا لہٰذا اس نے بلند آواز میں لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''وہ یہیں کہیں ہوں گی ...... وہ کہاں جانے پائیں گی ...... مسلمانوں کے لشکر کی طرف تو وہ جا نہیں سکتیں ...... اس لئے کہ ہمارے لشکر کے دائیں بائیں دور تک ہمارے مخبر پھیلے ہوئے ہیں ...... اگر وہ یہاں سے بھاگی بھی ہیں تو تھوڑی ہی دیر تک پکڑی جائیں گی اور ہمارے پاس لائی جائیں گی۔''

مارسمول نے بھی مرقیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور اپنے بڑے سالاوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں کہنے لگا۔

''میخالہ، مریشا اور شوطار اگر بھاگی بھی ہیں تو میں ابھی ان کے پیچھے کچھ لشکری لگا

Marfat.com

دیتا ہوں لیکن ہمیں ان کی طرف زیادہ توجہ نہیں دینی چاہیے ...... اس لئے کہ مسلمان حملہ آور ہونے کے لئے پرتول رہے ہیں ...... ہمیں جنگ کی طرف زیادہ متوجہ ہونا چاہیے۔"

اس کے ساتھ ہی مارسول پیچھے ہٹا اور میخالہ، مریشا اور شوطار کو پکڑنے کے لئے اس نے اپنے کچھ مسلح ساتھی مقرر کر دیئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

اجنادین کے میدانوں میں دونوں لشکر بڑی تیزی سے جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنے لشکر کی صفوں کو آخری شکل دے چکے تھے پھر حملے کی ابتداء رومنوں نے کی تھی۔ ایسا انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے مقابلے میں تعداد میں بہت زیادہ تھے اس لئے انہیں اس بات کا گمان اور گھمنڈ بھی تھا کہ عددی فوقیت رکھنے کے ساتھ جب وہ مسلمانوں پر زوردار حملے کریں گے تو اپنی فتح اور مسلمانوں کی شکست کو یقینی بناتے چلے جائیں گے۔ اس بنا پر رومنوں نے اپنے لشکر کو آگے بڑھایا پھر رومن مسلمانوں کے لشکر پر دلوں کی دھڑکنوں پر موت کی آہٹیں ثبت کرتے دست شر پسند لفظ و زبان یقین و گمان گیان و دھیان میں ایک خلجان برپا کر دینے والی اماوس بھری ہولناک راتوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف مسلمانوں نے پہلے عجیب سے انداز میں اپنے کام کی ابتدا کی۔ انہوں نے احساس کی کیفیتوں کو مرتعش کرتے ہر شے میں سرائیت کر دینے والی روشنی کی صدا کرنوں کی طرح پہلے تکبیریں بلند کیں اور ان تکبیروں کی وجہ سے چاروں طرف آوازوں کا ایک بے کراں سمندر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جوابی کارروائی کرتے ہوئے مسلمان بھی رومنوں پر رگوں میں ہجر کی تلخیاں بھر دینے والے وقت کے بے روک سیلاب، ذہن کی رسائی تخیل کی کرنوں، آنکھوں کی روشنی منزلوں کی جستجو، زندگی کی لطافتوں، پندار کے نشے اور شرف کے ہر معیار تک کو منجمد کر دینے والی فنا کے خاکے بناتی قضا اور خار بن کر چبھ جانے والے عذاب لمحوں کے دکھ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اجنادین میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے زندگی بھر کے روگ پر آشوب خیزیاں اور مرگ کی سیال آتشیں لہریں چاروں طرف رقص کرنے لگی تھیں۔ رومنوں کا خیال تھا کہ وہ بہت جلد مسلمانوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیں گے اور اسی بنا پر انہوں

Marfat.com

نے شروع میں ہی بڑھ چڑھ کر حملے کر دینے شروع کر دیئے تھے تاکہ ان کے تیز حملوں کی مسلمان تاب نہ لاتے ہوئے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو جائیں۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ایک بار مسلمان پسپا ہونے پر مجبور ہوئے تو وہ ان کی شکست کو یقینی بنا دیں گے۔

پر تعداد میں زیادہ ہونے اور اپنی پوری کوشش کرنے کے باوجود بھی رومنوں کو نامرادی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ رومنوں نے اپنی طرف سے اپنی پوری حیلہ سازی استعمال کر لی تھی لیکن وہ دنگ رہ گئے تھے انہوں نے دیکھا مسلمانوں کے حملوں میں رگوں میں اتر جانے والی سچائی کی انوکھی حدت روح کو گہرے کرب سے روشناس کر دینے والی اجنبی سی فسوں کاری اور تن کے بھید تک کھول دینے والی انوکھی فداکاری اور جانثاری تھی۔

ابھی تک رومنوں کو اپنی عددی فوقیت پر گھمنڈ تھا لیکن جب تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد مسلمانوں نے جس تیزی سے انہیں کاٹتے ہوئے ان کی تعداد کافی کم کر دی تب رومن چونکے، ان کا سپہ سالار اعلیٰ وردان تو پہلے ہی مر چکا تھا اس کی جگہ جو سالار لشکر کی کمان داری کر رہے تھے وہ سٹپٹانے لگے تھے حیران اور پریشان تھے کہ اس قدر زیادہ عددی فوقیت رکھنے کے باوجود بھی مسلمان ان کے سامنے سے پسپا نہیں ہوئے بلکہ وہ ان کی اگلی صفوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ان کے لشکر کے وسطی حصے تک موت کا کھیل کھیلنا شروع کر چکے ہیں۔

اس کے بعد وقت کی آنکھ نے دیکھا رومنوں کی حالت بڑی تیزی سے سرکتے سمٹتے سایوں کی فرقت کی تیرہ شبی، تشنگی کے ابلتے ہیجان اور حزن و ملال کی شدت سے بھی زیادہ ابتر ہونا شروع ہو گئی تھی یہاں تک کہ اجنادین کے میدانوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں رومنوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اپنے پڑاؤ کی ہر چیز چھوڑ چھاڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

مشہور مؤرخ واقدی کے مطابق اس جنگ میں لگ بھگ 50 ہزار رومن مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے اور باقی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے تکبیریں بلند کرتے ہوئے بھاگتے دشمن کا دور تک تعاقب کیا اور ان کی تعداد کو مزید کم کیا تھا پھر خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کو لے کر میدان جنگ میں لوٹے اور رومنوں کے پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا تھا۔ پڑاؤ میں ڈھیروں قیمتی اشیاء مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تاہم اس موقع پر خالد بن ولیدؓ نے حکم دیا یہاں سے نکلنے کے بعد پہلے دمشق کو فتح کیا

Marfat.com

جائے گا۔ اس کے بعد مال غنیمت کی تقسیم کا فریضہ سرانجام دیا جائے گا۔ اجنادین کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو خط لکھا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''یہ خط خالد بن ولیدؓ کی طرف سے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے۔ سلامتی ہو آپ پر پس بہ تحقیق میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں میں اللہ کے نبی (ﷺ) پر اس کے علاوہ خداوند قدوس کی حمد کرتا ہوں اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مسلمانوں کو سلامت رکھا اور مشرکین پر ہلاکت طاری کی اور ان کی جنگ کی آگ کو بجھا دیا اور ان کے ہونٹوں کو پھاڑ ڈالا۔ اجنادین کے میدان میں دشمنوں نے صلیبوں کو بلند کیا اور آپس میں اپنے دین کی قسم کھائی تھی کہ نہ فرار ہوں گے اور نہ ہی میدان جنگ سے ہزیمت اٹھا کر بھاگیں گے۔

پس ہم بھی ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور یقین کیا اور اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو ہمارے دلوں میں اس وقت تھا اور اس نے ہمیں صبر عطا کیا اور ہماری امداد کی اور دشمنانِ خدا کو اس نے مقہور کر دیا۔

ہم نے دشمن کو ہر راستے، ہر گھاٹی اور ہر میدان میں قتل کیا اور ان میں سے 50 ہزار کے لگ بھگ مارے گئے۔ 475 مسلمان شہید ہوئے اور اب ہم دمشق کو روانہ ہوتے ہیں۔''

مورخین لکھتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ نے یہ خط ایک صحابی عبدالرحمٰن بن حمیدؓ کے ہاتھ ابوبکرؓ صدیق کو روانہ کیا تھا۔ جب یہ خط ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں پہنچا تو آپؓ نے خط پڑھ کر سب سے پہلے خداوند قدوس کا شکر ادا کیا اور فرط مسرت میں کہتے ہیں آپ نے تین دفعہ خط پڑھا اور یہ خط پڑھ کر مسلمانوں نے زور دار انداز میں تکبیریں بلند کیں

اجنادین کے میدانوں میں مسلمانوں کی فتح کا سن کر عربوں کے قبائل میں ایک انوکھا جوش و جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔ مکہ معظمہ کے علاوہ دیگر مقامات سے بھی جنگ میں

Marfat.com

حصہ لینے کے لئے لشکری جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ان میں ابوسفیان سرفہرست تھے جب جنگ کے لئے جمع ہونے والوں کی تعداد سات ہزار کے لگ بھگ پہنچ گئی تب اس لشکر کو ابوبکرؓ صدیق نے خالد بن ولیدؓ کی طرف روانہ کیا اور اس موقع پر اس لشکر کے ہاتھ خالد بن ولیدؓ کے نام آپؓ نے ایک خط بھی بھیجا اس خطا کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''یہ خط از جانب ابوبکرؓ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ بنام خالد بن ولیدؓ مخدومی اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے نام ہے۔ تحقیق میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور درود بھیجتا ہوں اللہ کے نبی (ﷺ) پر اور ساتھ ہی تمہیں مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنے اور ضعیف مسلمانوں کے بار اٹھانے، ان کی برائی سے درگزر کرنے اور ان کے ساتھ مشورہ کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں اس سے بے حد خوش ہوں کہ خداوند قدوس نے تمہیں فتح دی اور تمام کیا تم پر فتح کو اور کفار پر ہزیمت کو۔

بس تم اپنی سواریوں کو حرکت میں لاؤ یہاں تک کہ کفار کی سرزمینوں کی انتہاء تک کو طے کر لو اور شام کے باغوں تک پہنچو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی فتح کا تمہارے ہاتھ میں حکم دے پھر اس کے بعد حمص اور انطاکیہ کا بھی رخ کرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اسلام کی رحمت اور برکت سے نوازے۔

اور میں نے تمہاری طرف ایک لشکر روانہ کیا ہے جس میں یمن کے دلیر اور مکہ کے سردار شامل ہیں اور جب تم رومنوں کے بڑے شہر انطاکیہ کے نواح میں پہنچو اور رومنوں کا بادشاہ وہاں ہو اور اگر وہ تم سے مصالحت کرے تو تم بھی اس سے مصالحت کر لینا۔ اگر وہ تم سے لڑے تو تم بھی لڑو اور تم بغیر میری اطلاع کے کوہستانی دروں کی طرف نہ جانا اور میں گمان کرتا ہوں کہ ہرقل کی موت قریب آ گئی ہے اور یہ کہ ہر ذی روح کو ایک روز موت کا مزہ چکھنا ہی ہے۔''

Marfat.com

اس طرح 7000 کا وہ لشکر ابوبکرؓ صدیق کا نامہ لے کر دمشق کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

❖

اجنادین کے میدان میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے اب دمشق کا رخ کیا تھا۔ دمشق ہر دور میں ایک عظیم و محترم شہر رہا ہے اور یہ ارض شام کا سب سے بڑا شہر خیال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ سطح سمندر سے لگ بھگ 700 میٹر بلند ہے اور صحرا کی حد پر لبنان کے مشرقی سلسلہ کوہ کی مشرقی پہاڑی جبل کاسیون کے دامن میں واقع ہے۔

دمشق کے جنوب مشرق میں تل الصالحیہ کے مقام پر جو کھدائی کا کام کیا گیا ہے اس کے مطابق یہاں چار ہزار سال قبل مسیح تک ایک شہری مرکز ہونے کا انکشاف ہوا ہے۔

یہ شہر پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں فتح ہوا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں۔ دمشق کے بادشاہ نے شمال کے آشوری حکمرانوں اور اسرائیلی حکمرانوں کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کی اور ایک خودمختار سلطنت قائم کرتے ہوئے دمشق کو مرکز قرار دیا۔

آٹھویں صدی قبل مسیح میں دنیا کی مشہور اور طاقتور قوم آشوری دمشق کی طرف بڑھی۔ آشوری بنیادی طور پر عرب ہی تھے لہٰذا دمشق پر حملہ آور ہو کر آشوریوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

ساتویں صدی میں بابلیوں نے۔ چھٹی صدی میں ایران کے ہخامنشیوں نے۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں یونانیوں نے اور پہلی صدی قبل مسیح میں رومنوں نے یکے بعد دیگرے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں حکمت قائم کی۔

64 ق م میں دمشق رومن سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا اور 395 ق م میں یہ رومنوں کی مشرقی سلطنت کا اہم مقام قرار دیا گیا۔

612ء میں ایران کا بادشاہ خسرو ثانی حملہ آور ہوا اور دمشق پر اس نے قبضہ کر لیا اور 627ء میں ایرانی شہنشاہ کی وفات پر دمشق خالی کر دیا اور 628ء میں رومنوں کا حکمران ہرکولیس یہاں قابض ہو گیا۔

اور اب ستمبر 635ء میں خالد بن ولیدؓ اور ابوعبیدہؓ بن جراح نے دمشق کو فتح

Marfat.com

کرنے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ دمشق کی فتح کے بعد فاروق اعظمؓ نے اپنی طرف سے یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا والی مقرر کیا۔ اس طرح بہت جلد دمشق کو ایک مقدس شہر کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔

اسی دوران دمشق کے کچھ مقدس مقامات کا بھی سراغ مل گیا جنہیں انبیائے سابقین نے شہرت عطا کی تھی چنانچہ زائرین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ زیادہ تر لوگ جبل کاسیون میں اس کہف آدم کو دیکھنے جاتے تھے جہاں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ یہاں ایک اور جگہ تھی جسے کہف جبرئیل علیہ السلام کی غار کہا جاتا تھا اسے بھی لوگ دیکھنے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت گاہ بھی تھی جس کی لوگ تکریم کرتے تھے۔

639ء میں یزید بن ابی سفیان کے انتقال کے بعد دمشق کی قیادت حضرت معاویہؓ کے ہاتھ میں آئی۔ انہوں نے دمشق میں اقامت اختیار کرلی ایک صدی تک دمشق خلافت کا مرکزی شہر رہا۔

اس کے بعد خلیفہ ابوالعباس کے چچا عبداللہ بن علی نے خاندان بنو امیہ کا خاتمہ کرنے کے بعد رمضان ہجری 132 یعنی اپریل 750ء میں دمشق فتح کیا اور دمشق کا پہلا عباسی خلیفہ مقرر ہوا اور اموی عمارتیں انہوں نے تباہ و برباد کر دیں اور دمشق کی حیثیت ایک صوبائی شہر کی سی ہو کر رہ گئی تھی۔

بنو عباس نے دمشق کی بجائے اپنا دارالحکومت بغداد کو مقرر کیا لیکن عباسی خلیفہ المتوکل نے ایک بار پھر اپنے دور میں دارالخلافہ دمشق میں منتقل کیا لیکن وہ صرف 38 یوم قیام کرنے کے بعد نئے دارالحکومت سامرہ کی طرف چلا گیا۔

ہجری 254 میں بخارا کا ترک احمد بن طولون دمشق کا والی مقرر ہوا اس نے بغداد کے خلیفہ کی کمزوریوں کے پیش نظر دمشق شہر پر قبضہ کر لیا اور یہاں بنو طولون کی حکومت قائم کر دی اس کے بعد مختلف ادوار سے گزرتا ہوا دمشق سلجوقیوں کے قبضہ میں آ گیا سلجوقیوں کے بعد بھی مختلف حکمرانوں کے تحت گزرتا ہوا یہ شہر نور الدین زنگی کے تحت آیا جو اس سے پہلے حلب کا حکمران تھا سلطان نور الدین زنگی کے دور میں دمشق نے پہلی بار اپنی وہی حیثیت اختیار کی جو اسے بنو امیہ کے دور میں حاصل تھی۔

1776ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی حکومت دمشق پر قائم ہوئی۔ سلطان نے دمشق میں ہی وفات پائی سلطان صلاح الدین ایوبی اور اس کی اولاد کے دور میں

Marfat.com

اس شہر کی خوشحالی اور ترقی اپنے عروج پر پہنچ گئی تھی یہاں تک کہ 1260ء میں ہلاکو خان حملہ آور ہوا اور دمشق پر قبضہ کر لیا لیکن جلد ہی مصر کا سلطان رکن الدین منگولوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ منگولوں کو اس نے بدترین شکست دی اور دمشق پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد دمشق پر عثمانی ترکوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اگست 1860ء میں نپولین کی فوجیں دمشق کے ساحل پر اتر گئی تھیں۔ 1920ء میں ایک طرح سے فرانسیسی اس پر قابض ہو گئے۔ 16 ستمبر 1941ء کو شام یعنی دمشق کی آزادی کا اعلان ہو گیا۔

بہر حال خالد بن ولیدؓ اور ابوعبیدہؓ بن جراح اجنادین کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد دمشق پہنچے دمشق کے اندر اس وقت رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا اور انہیں خبر ہو چکی تھی کہ مسلمانوں نے اجنادین کے میدان میں رومنوں کے ایک بہت بڑے لشکر کو بدترین شکست دی ہے اور یہ کہ رومنوں کا سالارِ اعلیٰ وردان بھی وہاں مارا جا چکا ہے یہ خبریں ملنے کے بعد دمشق کا دفاع کرنے کے لئے شہر میں جو رومنوں کا لشکر تھا اس نے زور و شور سے اپنی جنگی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ شہر میں اس وقت رومنوں کے دو بڑے سالار موجود تھے ایک توما جو رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کا داماد تھا اور ہرکولیس کی بیٹی توما کی بیوی کیتھرائن بھی اس وقت دمشق شہر میں موجود تھی۔ رومنوں کا دوسرا بڑا سالار جو توما کے نائب کی حیثیت سے اس وقت دمشق شہر میں موجود تھا وہ ہربیس تھا بہر حال مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے توما اور ہربیس نے اپنی جنگی تیاریوں کو اپنے عروج پر پہنچا رکھا تھا۔ شہر کی فصیل پر انہوں نے تیروں کے ڈھیر لگا رکھے تھے جگہ جگہ پتھروں کے انبار بھی لگا دیئے گئے تھے تاکہ انہیں بھی حملہ آوروں کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ اس طرح توما اور ہربیس نے ایک طرح سے شہر کا دفاع کرنے میں کوئی کمی نہ رہنے دی تھی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ دمشق کو کم سے کم وقت میں فتح کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے شہر پناہ کے مختلف دروازوں پر متعین کیا ابوعبیدہؓ بن جراح کو اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ باب جابیہ پر مقرر کیا اور انہیں ان کی نرم طبیعت کی وجہ سے خاص طور پر تاکید کی کہ وہ دشمن کو امان دینے میں زیادہ فراخ دلی سے کام نہ لیں ایسا نہ ہو وہ آپ کو فریب دینے کی کوشش کریں۔

دوسرے سالار یزیدؓ بن ابوسفیان کو باب سعید پر ایک لشکر کے ساتھ مقرر کیا

Marfat.com

انہیں یہ نصیحت کی کہ اگر شہر سے کوئی لشکر نکل کر اچانک تم پر حملہ آور ہو جائے تو اول ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرنا اور جب یہ دیکھو کہ حملہ آور زیادہ ہیں اور ان کا مقابلہ نہ کر پاؤ گے تو پھر کسی کو بھیج کر مجھے اطلاع دینا میں تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گا۔

تیسرے سالار شرجیلؓ بن حسنہ کو باب تومہ پر مقرر کیا گیا اور قیسؓ بن ہیرہ کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ باب گیسان پر متعین کیا گیا تھا۔

خود خالد بن ولیدؓ دمشق شہر کے شرقی حصے کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گئے تھے جب کہ عالم اسلام کے عظیم سالار عمروؓ بن العاص کو خالد بن ولیدؓ نے باب سرادیش پر ان کے حصے کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ اس کے علاوہ خالد بن ولیدؓ نے ضرارؓ بن آزور کی کمانداری میں دو ہزار سوار مقرر کیے اور ضرارؓ بن آزور کو حکم دیا کہ وہ دو ہزار کے اس لشکر کے ساتھ شہر کے چاروں طرف گشت کرتے رہیں اور اگر کوئی واقعہ یا حادثہ مسلمانوں کے خلاف رونما ہو تو مسلمانوں کی مدد کریں اور ساتھ ہی خالدؓ بن ولید کو بھی اس واقعہ کی اطلاع کریں تاکہ بروقت حملہ آوروں کے خلاف جوابی کارروائی کی جا سکے۔

جس وقت شہر کے باہر خالد بن ولیدؓ کی کمانداری میں شہر کے مختلف دروازوں پر یہ انتظام کیے جا رہے تھے اس وقت شہر کے اندر ہرکولیس کے سالار اور داماد تومہ نے اپنے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا تھا جب ہربیس سمیت سارے چھوٹے بڑے سالار اس کے پاس جمع ہو گئے تب اس وقت تومہ کی بیوی اور شہنشاہ ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن بھی وہاں موجود تھی پھر سب کو مخاطب کرتے ہوئے تومہ کہنے لگا۔

’’میرے وفادار ساتھیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان اجنادین کے میدانوں میں ہمارے ایک بہت بڑے لشکر کو شکست دینے کے بعد دمشق کی طرف آ گئے ہیں ...... دمشق کو فتح کرنے کے لئے جو انتظامات انہوں نے اب تک کیے ہیں وہ بھی تمہارے سامنے ہیں مسلمانوں کے سالار خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کو چھوٹے چھوٹے کئی حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد شہر پناہ کے دروازے پر اپنے لشکری مقرر کر دیئے ہیں ...... میرے ساتھیو! تمہاری آمد سے پہلے میں نے اپنے دست راست ربیس سے اس سلسلے میں صلاح و مشورہ کیا ہے ہم دونوں مل کر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہمیں مسلمانوں کی طرح اپنے لشکر کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے ان کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ پورے لشکر کو یکجاء اور مجتمع رکھتے ہوئے شہر سے باہر نکل کر

Marfat.com

مسلمانوں کا مقابلہ کرنا چاہیے ...... میں اور ہربیس دونوں اس شہر پناہ کے ایک برج میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کے سارے لشکر کا جائزہ لے چکے ہیں ...... میں اور ہربیس شہر پناہ کے دروازے کی طرف گئے اور برج کی اوٹ میں رہتے ہوئے ان کے ہر چھوٹے بڑے لشکر کا جائزہ لیا ...... ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تعداد کے لحاظ سے مسلمانوں کے لشکر کی تعداد ہمارے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میں اور ہربیس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم کل تھوڑے لشکر کو لے کر شہر سے باہر نکلیں گے اور مسلمانوں سے ٹکرائیں گے اور مجھے امید ہے کہ دمشق کے نواح میں ہم مسلمانوں کو شکست دے کر نہ صرف ان سے اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لیں گے بلکہ انہیں جب شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کریں گے تو پھر بری طرح ان کا تعاقب ان کے علاقوں تک کریں گے ...... اب بولو کیا تم اس سلسلے میں مجھ سے اور ہربیس سے اتفاق کرتے ہو......؟''

تومہ جب خاموش ہوا تب اس کا ایک سالار اپنی جگہ پر اٹھا اور باری باری تومہ اور ہربیس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''یقیناً ہم دونوں آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہیں لیکن اس موقع پر میں کچھ تحفظات اور خدشات کا بھی اظہار کروں گا ...... میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شہر سے نکلیں تو ہمیں پورے لشکر کے ساتھ شہر سے نہیں نکلنا چاہیے ...... ایسا نہ ہو کہ ہم پورے لشکر کے ساتھ شہر سے نکلیں تو مسلمانوں کے لشکر کا کوئی حصہ شہر پناہ پر رسوں کی سیڑھیاں پھینکتا ہوا شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے ...... اس طرح ہمارے لئے مصیبتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ اٹھ کھڑا ہوا گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سالار رکا پھر اپنی بات کو وہ آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے آپ لوگ بھی جانتے ہیں، میں بھی اس سے وقف ہوں ...... گزشتہ کئی جنگوں میں وہ ہمارے کئی لشکریوں کو شکست دے کر ان کا خاتمہ کر چکے ہیں ...... اس طرح مسلمانوں کے حوصلے بلند اور ان کے مقابلے میں ہمارے لشکریوں کے حوصلے پست ہیں ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے شہر کی حفاظت کے لئے کوئی لشکر مقرر نہ کیا اور مسلمانوں کا کوئی چھوٹا سا لشکر بھی

Marfat.com

اس موقع پر شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ شہر کے اندر آتش فشاں پھٹ پڑیں گے ...... مسلمانوں کی جنگی مہارت اور ممارست سے اب کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ...... وہ شہر کے شہر فتح کرتے چلے جا رہے ہیں ...... قصبے کے قصبے ان کے سامنے سرنگوں ہوتے جا رہے ہیں ...... بہرحال میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم کل اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے شہر سے نکلیں تو شہر کے اندر بھی ایک لشکر رہنا چاہیے ...... اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو مسلمان بغیر لڑے لمحوں کے اندر بھی شہر پر قبضہ کر سکتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ سالار جب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تب اس کی طرف دیکھتے ہوئے تومہ کہنے لگا۔

''میرے عزیز! جن خدشات کا تم نے اظہار کیا ہے ان کے لئے میں تمہارا شکر گزار ہوں ...... اس موضوع پر میں اور ہربیس پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں ...... میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا پورا کا پورا لشکر شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرے گا بلکہ شہر کی حفاظت پر بھی لشکر کا ایک حصہ چھوڑا جائے گا ...... اگر مسلمانوں کے لشکر کے کسی بھی حصے نے فصیل کو پھلانگ کر فصیل کے اوپر چڑھنے یا شہر میں اترنے کی کوشش کی تو میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ سلامت واپس نہیں جائے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد تومہ رکا پھر وہ مزید کہہ رہا تھا۔

''میں تم لوگوں کو تسلی و تشفی کے لئے یہ بھی کہوں کہ نہ صرف ہمارے لشکر کا ایک حصہ شہر کے اندر موجود رہے گا بلکہ جس طرح اس وقت شہر پناہ کے اوپر سارے برج محافظوں سے بھرے پڑے ہیں اور کچھ لشکری فصیل کی مختلف جگہوں پر بھی حفاظت کی خاطر متعین ہیں وہ سارے کے سارے لشکری پہلے کی طرح فصیل کے اوپر حفاظتی اقدامات کرتے رہیں گے۔''

تومہ کے ان الفاظ پر اس کے سارے سالار مطمئن اور خوش ہو گئے تھے آخر فیصلہ ہوا کہ کل شہر سے باہر نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد دمشق کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ اٹھ کھڑا ہوا تھا ہر کوئی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں دمشق سے مار بھگانے کی فکر میں لگ گیا تھا۔

اہل دمشق کو یہ بھی خبر تھی کہ اگر انہوں نے جان توڑ کر مسلمانوں کا مقابلہ نہ کیا تو ان

Marfat.com

کی حالت رومنوں کے اس لشکر سے بھی ہولناک اور بدتر ہو گی جسے اجنادین کے میدانوں میں مسلمان شکست دے کر انہیں قتل عام کا شکار کر چکے ہیں۔

اس بنا پر دمشق کے اندر جو رومنوں کا لشکر تھا وہی نہیں دمشق کا ہر فرد بھی سر پر کفن باندھ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

یوں اگلے روز تومہ اور ہربیس اپنے لشکر کو لے کر زہر اگلتے سیاہ ناگ بدآموز منتقمانہ مزاج رکھنے والے عناصر اور اداب سے بیگانہ وحشت کی طرح نکلے اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔

دوسری طرف مسلمان بھی خالدؓ بن ولید کی کمانداری میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد تھے، شہر سے نکل کر اپنے لشکر کو استوار اور درست کرنے کے بعد تومہ اور ہربیس دونوں صدیوں سے بھٹکتی روحوں بے کراں آرزوؤں کے سرسام، شیطنت کے رنگ پھیلاتی بربریت کے گہرے طوفانوں اور بے انت دوریوں کی چاٹتی نفرت پھیلاتی آندھیوں کی یلغار کی طرح مسلمانوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف خالد بن ولیدؓ کی کمان داری میں مسلمان بھی مستعد تھے پہلے انہوں نے ان گرم ہواؤں کے تیز جھکڑوں کی طرح تکبیریں بلند کیں جو اعتماد و اشتیاق کو مضبوط قوت ارادی کو مستعد اور سوجھ بوجھ کی صنائی کو صیقل شدہ کر دیتی ہیں۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے بھی اپنے کام کی ابتداء کی اور وہ بھی رومنوں پر وقت کو اپنے سامنے سرنگوں کر دینے والے نئے عذابوں کے سلسلوں، رگ رگ میں شگاف کرتی کڑوی کسیلی رتوں اور جبر پسندی اور اذیت پرستی پر ضرب لگا دینے والے باجبروت و خشمگین عناصر کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دمشق کے نواح میں میدان جنگ ہولناکی اختیار کر گیا تھا ہر کوئی آتشیں موجوں اور تدبیر کے راستوں کو پامال کرتی موت کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ موت تباہ کن طوفانی جھونکوں اور زرد ریت کے بے انت طوفانوں کی طرح گردش کرتی ہوئی زندگی کا رسیلا پن بڑی تیزی سے چھیننے لگی تھی۔ قضاء کی اندھی قوتیں میدان جنگ میں ہر ایک کو مجبوری کی چادر اڑھانے لگی تھیں۔

لشکریوں کے نعرے اور تکبیر کی آوازیں قدیم دمشق کی فصیل سے ٹکرا کر ایک عجیب وغریب خوفناک سماں برپا کر رہی تھیں۔

توما اور ہربیس عملی طور پر جنگ میں حصہ نہیں لے رہے تھے بلکہ وہ اپنے لشکر کے

Marfat.com

وسطی حصے میں تھے اور اپنے چھوٹے سالاروں اور لشکریوں کو للکارتے ہوئے مسلمانوں پر زور دار حملہ آور ہونے پر اکسا رہے تھے۔

رومنوں کے چھوٹے سالار اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے تھے کہ مسلمانوں پر تیز اور جان لیوا حملے کرتے ہوئے انہیں پسپا کرنے کی کوشش کریں۔ رومنوں کی تعداد بھی زیادہ تھی وہ بہتر ہتھیاروں سے بھی لیس تھے اس بناء پر رومن اپنے لئے کامیابی کی امید رکھتے تھے لیکن رومنوں کی بدقسمتی کہ چھوٹے سالاروں نے جب بار بار مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے کامیابی کا کوئی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی تو ہر بار انہیں مایوسی کے عکس دیکھنا پڑے اس لئے کہ ان کے ہر حملے ان کے ہر دھاوے کے سامنے مسلمانوں نے آہنی چٹانوں اور لوہے کی دیوار کی سی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تھا اس کے باوجود رومن ہولناک انداز میں نعرے بلند کرتے ہوئے مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے تھے دوسری طرف فصیل کے اوپر جو محافظ رومن تھے وہ بھی طرح طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے میدان جنگ میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مصروف اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔

رومنوں کی بدقسمتی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کا اب کوئی جتن ان کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہو رہا تھا چھوٹے سالار بھی اب لگاتار کئی بار کوشش کرتے ہوئے مایوس دکھائی دینے لگے تھے۔ ایسے میں مسلمانوں نے اپنے حملوں میں اور زیادہ تیزی پیدا کی اور رومنوں کے لشکر کے وسطی حصے میں توما اور ہربیس نے دیکھا کہ مسلمانوں نے پہلے کی نسبت زیادہ تیزی سے حملے شروع کر دیئے اور اب وہ رومنوں کی اگلی صفوں کو روندتے ہوئے وسطی حصے کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔

توما اور ہربیس نے یہ بھی دیکھا کہ اب مسلمان مجاہدین بڑے بڑے جنگجو اور سورما قسم کے رومنوں کو اپنے سامنے کھلیانوں کے سوختہ تنکوں کی طرح اڑانے لگے تھے اور ان کے سامنے اب رومن آگے بڑھنے کے بجائے جنگ میں حصہ لینے سے جی چرانے لگے تھے توما اور ہربیس نے یہ بھی دیکھا کہ اب ان کے لشکر کی اکثریت کی حالت کھیتوں کی بنجر مٹی اور سہمی سہمی آبادیوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

توما اور ہربیس ابھی اپنے لشکریوں کی بدبختی اور بدحالی پر فکرمندی کا اظہار ہی کر رہے تھے کہ ان کے لئے ایک اور بدبختی اٹھ کھڑی ہوئی اس لئے کہ عین اسی لمحہ مسلمان لشکریوں نے زور دار انداز میں تکبیریں بلند کرنا شروع کر دیں اور پھر ان

Marfat.com

تکبیروں کے بعد مسلمانوں نے اپنے حملوں میں طوفانی کیفیت اختیار کر لی تھی بڑی تیزی سے وہ رومنوں کو کاٹتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ صورتحال توما اور ہربیس کے لئے ناقابل برداشت تھی وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمان بڑی تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اپنے سامنے آنے والے رومنوں کو پارہ پارہ، زخمی زخمی، لخت لخت، چھلنی چھلنی کرتے جا رہے تھے یہاں تک کہ اب مسلمان مجاہدوں نے رومن لشکر کے وسطی حصے پر دھاوے بولنا شروع کر دیئے تھے۔

یہ صورت حال اب توما اور ہربیس کے لئے پہلے کی نسبت زیادہ تشویش ناک تھی دونوں نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اس کے بعد انہوں نے اپنے لشکر کے اندر پسپائی کے بگل بجوا دیئے تھے۔ یہ بگل بجتے ہی رومن شکست اٹھا کر اور بھاگتے ہوئے شہر کے اندر محصور ہو گئے تھے۔ دمشق شہر کے نواح میں مسلمانوں کے ہاتھوں رومنوں کی یہ بدترین شکست تھی۔

اس جنگ کے بعد مسلمانوں کو ایک تقویت بھی ملی۔ اس لئے کہ ابوبکرؓ صدیق کا خط بھی خالدؓ بن ولید کو ملا ساتھ ہی حضرت ابوبکرؓ نے جو سات ہزار کا لشکر بھجوایا تھا وہ خالد بن ولیدؓ سے آن ملا تھا۔ یہ خط ایسا حوصلہ افزا تھا کہ خالد بن ولیدؓ نے وہ خط پہلے خود پڑھا پھر سارے لشکر میں وہ خط پھرایا گیا جسے سن کر سب مسلمانوں میں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا ہو گیا تھا۔

دوسری طرف شکست اٹھانے کے بعد توما اور ہربیس دونوں بڑے پریشان اور فکرمند ہوئے وہ شکست کی امید تک نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ شہر سے باہر نکلتے وقت وہ قوی امید لگائے ہوئے تھے کہ دمشق شہر کے نواح میں وہ مسلمانوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن اس شکست نے انہیں بے حد مایوس کیا تھا۔ رات کے وقت توما، ہربیس اور دیگر چھوٹے بڑے سالار سب ایک جگہ جمع ہوئے۔ جمع ہونے والوں میں توما کی بیوی یعنی ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن بھی شامل تھی جس وقت توما اور ہربیس اپنے سالاروں کے ساتھ مسلمانوں سے نمٹنے کے لئے اپنے نئے لائحہ عمل سے متعلق گفتگو کر رہے تھے اس وقت دمشق شہر کے سرکردہ لوگوں کا ایک وفد ان کے پاس پہنچا۔

توما، ہربیس، کیتھرائن اور دیگر سالار وفد کے ان اراکین کو جانتے تھے وہ دمشق شہر کے سب سرکردہ اور جانے پہچانے اشخاص تھے اور سب نے بہترین انداز میں ان

Marfat.com

کا استقبال کیا وفد کے ارکان جب ایک جگہ بیٹھ گئے تب دمشق شہر کا ایک سرکردہ آدمی توما کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''توما! ہم یہ نہیں کہتے کہ تم نے ہربیس کے ساتھ مل کر اپنی کارروائیوں میں کسی قسم کی کوتاہی کا اظہار کیا ہے...... ہم جانتے ہیں جو تم سب نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا اس کے باوجود شکست کا سامنا کرنا پڑا...... اب ہم دمشق شہر کے لوگوں کے نمائندے بن کر تمہارے پاس آئے ہیں اور تمہیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر تم لوگ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو پھر ان سے صلح کر لو...... اگر اس طرح مقابلہ جاری رہا اور ہم نے جارحیت اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا اور مسلمانوں نے بزور شمشیر شہر کو فتح کیا تو پھر شہر کو ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہم اگر مسلمانوں سے صلح کر لیتے ہیں...... جزیہ ادا کرنے کی حامی بھر لیتے ہیں تو وہ ہمیں امان دینے پر رضامند ہو جائیں گے...... اسی صورت میں نہ صرف شہر کے اندر جس قدر رومن لشکری ہیں ان کی جانیں بچ جائیں گی بلکہ شہر کے لوگ بھی محفوظ ہو جائیں گے۔''

وفد کا وہ رکن جب خاموش ہوا تب توما تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے...... ہم مسلمانوں کے سامنے نہ جھکیں گے نہ ان کی فرماں برداری اختیار کریں گے...... ان کا مقابلہ کریں گے...... تم لوگوں کی آمد سے پہلے ہم سب مل کر اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے...... میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جو ہمیں پسپائی اختیار کرنی پڑی یہ ہماری امیدوں کے سراسر خلاف ہے تاہم ہم نے نہ ہمت ہاری ہے نہ مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ کیا ہے...... ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور آپ لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہر صورت میں انہیں یہاں سے بھگانے پر مجبور کریں گے...... تم لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لئے میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ میں ہرکولیس کی طرف تیز رفتار قاصد بھجوا رہا ہوں اور مزید کمک طلب کر رہا ہوں تاکہ مسلمانوں پر دباؤ بڑھا کر اپنی فتح مندی کو یقینی بنایا جائے...... میں تم لوگوں پر یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان ہمارے مقابلے میں لڑائی کی صلاحیت نہیں رکھتے...... انہوں نے جو گزشتہ جنگوں میں رومنوں کو شکستیں دی ہیں یہاں دمشق شہر میں ہم ان سے تمام جنگوں کا انتقام لیں گے۔''

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد توما جب خاموش ہوا تب وفد کا ایک اور رکن اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''توما! تو نے مسلمانوں کی جواں مردی اور بہادری کا غلط اندازہ لگایا ہے...... میں دیکھتا ہوں تو ان کی شجاعت کو نظر انداز کرتا ہے اور ان کے تاریک پہلوؤں پر نگاہ رکھتا ہے...... ہم لوگ فصیل کے اوپر کھڑے ہو کر اس جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے...... ہم نے اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کا ایک ضعیف ترین جنگجو بھی ہمارے دس بیس تنومند بہادروں سے تنہا لڑنے کی ہمت اور جرات رکھتا ہے اور پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ان کا سالار اعلیٰ عجیب غریب انسان ہے...... ہم نے ایسا سخت اور قوی شخص زندگی میں نہیں دیکھا اور ہم تم سے یہ بھی کہیں گے، ان سے مصالحت کرلو یا ان پر ایسے حملے کرو کہ انہیں ہر صورت میں یہاں سے بھگانے میں کامیاب ہو۔''

وفد کا وہ رکن جب خاموش ہوا تو اس بار ہرکولیس کی بیٹی اور توما کی بیوی کیتھرائن بول اٹھی۔

''میں سمجھتی ہوں تم لوگ کچھ زیادہ ہی جلد بازی سے کام لے رہے ہو...... دیکھو جنگ جتنا ہی طول پکڑے گی اتنا ہی ہمارے حق میں بہتر اور اچھی ہوگی اس لئے کہ حملہ آور بے سروسامان قسم کے لوگ ہیں...... اگر ہم ان سے جنگ نہ بھی کریں، شہر کے اندر محصور ہو کر شہر کا دفاع کرتے رہیں تب بھی محاصرہ طول پکڑنے کی وجہ سے وہ مایوس ہو کر لوٹ جانے پر مجبور ہو جائیں گے اس لئے کہ ان کا مرکزی شہر یہاں سے کافی دور ہے...... وہاں سے انہیں نہ رسد مل سکتی ہے نہ کمک حاصل ہو سکتی ہے...... اس بنا پر میں بھی تم لوگوں کو مشورہ دوں گی، کہ اس معاملے میں جلد بازی سے کام نہ لو...... دیکھو ہمارے لشکری ان کے خلاف کیا طریقہ کار استعمال کرتے ہیں...... میں تم سے اس موقع پر یہ بھی کہوں گی کہ مسلمانوں سے اپنی گزشتہ شکستوں کا بدلہ لینے کا یہ ایک بہترین موقع ہے...... اگر یہاں بھی ہم نے ان سے مصالحت کر لی ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو میں تم لوگوں کے سامنے اس خدشے کا اظہار کرتی ہوں کہ اس کے بعد کہیں بھی رومنوں کے پاؤں ان کے سامنے نہیں جمیں گے اس لئے کہ چند بار ہمارے لشکریوں کو شکست دینے کے بعد ان کے حوصلے بڑھ چکے ہیں...... اب دمشق ہی وہ جگہ ہے جہاں ان پر ضرب لگا کر ان کے حوصلوں، ان کے ولولوں اور ان کے جذبوں کو ناتواں کیا جا سکتا ہے...... اس بنا پر مین تم سے امید رکھتی ہوں کہ تم

Marfat.com

لوگ بے صبری سے کام نہیں لو گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کیتھرائن رکی اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''اجنادین اور دوسرے مقامات پر مسلمانوں سے جنگ کی نوعیت مختلف تھی ...... یہاں دمشق میں حالت اس سے مختلف ہے ...... کھلے میدانوں میں ہمارے لشکریوں کے پیچھے کوئی پناہ گاہ کوئی پشتیبان قسم کی کوئی چیز نہیں تھی ...... یہاں دمشق سے باہر نکل کر جو ہمارا لشکر مسلمانوں سے ٹکراتا ہے اور ہمیں کامیابی نہیں ہوتی تو ہم کم از کم اپنی پشت پر دمشق شہر میں محصور ہو کر اپنی جانیں تو بچا لیتے ہیں ...... اس طرح دمشق ہی وہ جگہ ہے جہاں مسلمانوں کے خلاف کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے جبکہ کھلے میدانوں میں ایسا ناممکن ہے اور پھر تم یہ بھی سوچو کہ مسلمانوں کے لشکری ہمارے مقابلے میں کم ہیں ...... وہ صحرائی لوگ اور بدو ہیں ہم رومنوں کے مقابلے میں جنگ کا تجربہ بھی کم رکھتے ہیں اور پھر ان کے اندر جنگی تربیت کا بھی فقدان ہے ...... ان سب چیزوں کے باوجود بھی اگر انہوں نے وقتی طور پر ہمارے خلاف کامیابیاں حاصل کر لی ہیں تو ان کی کامیابیوں کو ان کی ناکامیوں میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کیتھرائن جب خاموش ہوئی تب وفد کا ایک اور رکن اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہرکولیس کی بیٹی! ہم تمہارے ان الفاظ سے قطعی اتفاق نہیں رکھتے ...... ہاں اگر ہم نے شہر کی فصیل کے اوپر کھڑے ہو کر مسلمانوں کے لڑنے کے انداز کو اور ساری جنگ کے منظر کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا تب تو ہم تمہاری بات مان لیتے ...... جو کچھ تم کہتے سر جھکا دیتے، آنکھیں بند کر کے ہر چیز مان لیتے لیکن جنگ کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد تو ہم کسی بھی صورت یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ بدو جنگ کی تربیت سے نا آشنا ہیں ...... ہمارے لشکریوں کے مقابلوں میں کم تیغ زن ہیں یا وہ بے سروسامان ہیں۔

جو کچھ فصیل کے اوپر کھڑے ہو کر ہم نے دیکھا اس کے مطابق مسلمان لشکری جنہیں ہم لوگ بدو کہتے ہیں وہ رگ رگ میں رقصاں ہو جانے والی سربستہ اور نہاں قضا کی طرح ہمارے لشکریوں کے اندر گھس رہے تھے ...... وہ جسموں میں چھپتی روحوں کو ڈستی کرب کی زہریلی ہواؤں اور حادثوں اور سانحوں کے یلغار کی طرح ہمارے لشکر

Marfat.com

کی تعداد کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

یہاں تک کہتے کے بعد وفد کا وہ رکن خاموش ہوا پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہا تھا۔

"ہم نے فصیل کے اوپر کھڑے ہو کر یہ بھی دیکھا کہ وہ بدو جنہیں ہم کمزور تیغ زن خیال کرتے ہیں وہ پچھاڑ دینے والی ایسی پوشیدہ قوتوں کی طرح ہمارے لشکریوں پر چھا رہے تھے جو قلب کو تیرگی اور ذہن کو مفلسی کا اسیر بنا دیتے ہیں۔

ہرکولیس کی بیٹی میں عربوں کو بہت پہلے سے جانتا ہوں ...... وہ پیدائشی تیغ زن اور پیدائشی جنگجو ہوتے ہیں اور اب تو ان کے پیغمبر (ﷺ) نے ان کو اندھیروں کی کوکھ سے نکال کر ان کے تن من میں راستی کی برق کے کوندے بھر دیئے ہیں ...... ان کی رگ رگ میں بے خوفی کی آتش جیسی رقصاں لہروں کی سرمستی بھر کر رکھ دی ہے۔

ہرکولیس کی بیٹی! ان کے پیغمبر (ﷺ) نے اپنی ساری زندگی فرشتوں کے اوصاف کی سی بسر کی اور یہ مسلمان بھی اپنے پیغمبر (ﷺ) کی سیرت کا اتباع کرتے ہوئے موت کی پرواہ نہیں کرتے ...... اس موقع پر میں یہ بھی کہوں گا کہ ان کے پیغمبر (ﷺ) نے انہیں اوہام کے گرداب سے نکال کر انہیں نمو کی بے کل تحریکوں سے روشناس کر دیا ہے ...... ان کے شعور اور فکر کی ضو میں عظمت انسانی کی امواج بھر دیں ہیں ...... ان کی زندگی کو خدائی احکامات کے مطابق ڈھالتے ہوئے انہیں انوکھے عزم و ہمت کا مظہر اور بے نظیر اور بے مثال قدروں کی ایک تحریک بنا کر رکھ دی ہے ...... اسلام نے ان بدوؤں کو نئے جھرنوں کے دھاروں کی طرح جرات خیز گونجوں اور نئے ڈھب شجاعت سے روشناس کر دیا ہے۔

جنگ کے دوران ہم نے دیکھا کہ ان کا کمزور سے کمزور لشکری بھی ہمارے پانچ سے دس سورما قسم کے لشکریوں پر بھاری دکھائی دیتا تھا ...... جہاں ہمارے لشکری جنگ کے دوران بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے کہ ان کی پشت محفوظ ہے کہ نہیں وہاں مسلمان لشکری شب گزیدہ خاموشیوں میں خون سحر کی سرخی اور چڑھتی ندیوں کے سیل کی طرح صرف آگے بڑھنے کی طرف دھیان رکھتے ہوئے تھے ...... ہرکولیس کی بیٹی! ہم نے یہ بھی دیکھا جہاں ہمارے لشکری موت سے بچنے اور زندگی سے ہم آغوش ہونے کی کوشش کرتے تھے وہاں مسلمان لشکری مشیت کے بے کراں عناصر تقدیر کے بے بدل فیصلوں کی طرح غم کی طغیانی بن کر موت کے تعاقب میں جاتے تھے اور زندگی کو نظر

Marfat.com

انداز کرتے تھے ...... ان کی انہی جرات مندیوں کی وجہ سے ہمارے لشکریوں کے چہرے ان کے سامنے اس طرح تپ گئے تھے ان کے جسم اس طرح گھاؤ کھا گئے تھے جیسے مسلمانوں نے اپنے حملوں کے دوران ان کے لئے گردوں کو تپے سرخ لوہے اور زمین کو انگارہ بنا کر رکھ دیا ہو۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رکن پھر رکا اس کے بعد کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ کہہ رہا تھا۔

''توما اور ہربیس! میں آپ دونوں سے یہ بھی کہنا پسند کروں گا کہ اگر آپ دونوں واقعی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی جرات اور ہمت رکھتے ہیں تب دوبارہ ان کے ساتھ جنگ کی طرح ڈالیے گا اور اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنا مشکل اور ناممکن ہے تو پھر مصالحت کا راستہ سب سے عمدہ اور سودمند ہوگا اور اگر آپ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ لوگ ہرکولس سے کمک طلب کر رہے ہیں اور کمک آنے کے باعث مسلمانوں کے مقابلے میں ہمیں تقویت اور زیادہ قوت حاصل ہو جائے گی تو ایسی صورت میں شہر کا ہر فرد آپ لوگوں کا ساتھ دے گا اور اگر آپ لوگوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ رکھنے کے باوجود بھی ان سے الجھنے اور شہر کو مصیبتوں اور کرب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تو پھر شہر کا کوئی فرد بھی آپ لوگوں کی اس غلطی پر آپ لوگوں کو معاف نہیں کرے گا۔''

وہ رکن جب خاموش ہوا تب توما مسکرا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''جو کچھ تم نے کہا ہے کسی حد تک میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ...... اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر (ﷺ) نے ان کے اندر ایک نئی تحریک ایک نیا جذبہ اور ولولہ بھر کر رکھ دیا ہے ...... پہلے جہاں یہ لوگ صرف تجارت پر گزر بسر کرتے تھے ...... صحراؤں کے اندر ریوڑ چرا کر جسم و روح کا رابطہ قائم رکھنے کی کوشش کرتے تھے وہاں ان کے اندر واقعی ایک خونی انقلاب برپا ہو چکا ہے ...... جہاں وہ پہلے قبائلی عصبیت اور گروہی تصادم میں مبتلا رہتے تھے وہاں اب وہ ایک غیر منقسم جمعیت اور قوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں اور ان کی یہی یک جہتی اور اتفاق ان کی فتح مندی اور ان کی کامیابیوں کو ان کے پاؤں میں ڈالتی ہے ......لیکن ہم نے اس صورت حال کو تبدیل کرنا ہے اور یہ صورت حال ہر صورت میں دمشق ہی میں تبدیل ہوگی ...... میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ دمشق کے نواح میں مسلمانوں کو شکست دے کر ہم

Marfat.com

رومنوں کے ساتھ ان کی جنگوں کا رخ بدل کر رکھ دیں گے ...... ایک بار کی پسپائی کے بعد آپ لوگ بد دل ہونے کی کوشش نہ کریں ...... ہم بار بار ان سے ٹکرائیں گے اور اس وقت تک ٹکراتے رہیں گے جب تک کامیابی اور فتح مندی ہمارے قدم نہیں چومتی۔''

وفد کے ارکان توما کے ان الفاظ سے مطمئن ہو گئے تھے لہٰذا یہ فیصلہ ہوا کہ اگلے روز پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگانے کی کوشش کی جائے اس طرح توما نے شہر کے ان معززین کو تسلی اور تشفی دے کر اپنی فرماں برداری اور اطاعت پر رضا مند کر لیا تھا اور وہ آمادہ ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگوں کو جاری رکھا جائے یہاں تک کہ ان کے خلاف اپنی کامیابی کو یقینی بنایا جائے۔

دوسرے روز توما، ہربیس اور دوسرے رومن سالار اپنے لشکر کو لے کر پھر باب توما سے نکلے اور مسلمانوں کو جنگ کے لئے للکارا ...... ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی لشکر کے مختلف حصے مختلف دروازوں سے توما کا مقابلہ کرنے کے لئے سمٹے ...... توما اور ہربیس کو چونکہ یہ احساس ہو چکا تھا کہ اگر انہوں نے جلد مسلمانوں کے خلاف کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہ کی تو شہر کے لوگ اُن دونوں کے خلاف ہو جائیں گے اور ایسی صورتمیں ان کے سامنے دو ہی راستے رہ جائیں گے۔ اول یہ کہ وہ شہر چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

دوئم یہ کہ شہر کے لوگوں کی مرضی کے مطابق مسلمانوں سے مصالحت کرنے پر تیار ہو جائیں۔

توما اور ہربیس چونکہ ان دونوں باتوں کے لئے تیار نہیں تھے لہٰذا انہوں نے پختہ ارادہ کر رکھا تھا کہ اس بار اپنی پوری طاقت اور قوت کو حرکت میں لاتے ہوئے وہ مسلمانوں پر ضرور حاوی اور فتح مند رہنے کی کوشش کریں گے ...... اپنے انہی ارادوں کو سامنے رکھتے ہوئے توما اور ہربیس شہر سے باہر نکل کر اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر وقت گزیدہ آگ کے شعلوں، روح کو گھائل، جسم کو زخمی کر دینے والے بادورد کے سوداگروں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

مسلما لشکری بھی ان کا استقبال کرنے کے لئے تیار تھے۔ توما اور ہربیس کے لشکر کے خلاف وہ بھی مرگ کی بکل میں سلگتے عذابوں اور عداوت کی سخت چٹانوں کی طرح حرکت میں آئے جوابی کارروائی کرتے ہوئے انہوں نے بھی جسمانی حصار کو توڑتے

Marfat.com

دل میں تنگی، ذہن میں تناؤ پیدا کرتے عذاب بے نوائی کے اوہام کی طرح توما اور ہربیس کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔

ایک بار پھر دمشق کے نواح میں مسلمانوں اور رومنوں کے لشکریوں کی تیز تیر اندازی کے باعث مسلمانوں کو کچھ نقصان بھی اٹھانا پڑا لیکن جلد ہی مسلمان سنبھل کر حاوی ہونا شروع ہو گئے تھے ...... اس ہولناک جنگ کے دوران ایک صحابی ابانؓ بن سعید کے زہر آلود تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ اس جنگ میں ان کی بیوی ربیعہ بھی شامل تھیں انہیں جب اپنے شوہر کی شہادت کی خبر ملی تو وہ ان کی لاش پر پہنچیں اور نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ ان کی تجہیز اور تکفین میں حصہ لیا۔ ابانؓ بن سعید کی نماز جنازہ خود خالد بن ولیدؓ نے پڑھائی۔

اس واقعہ کے بعد ابانؓ بن سعید کی بیوی ربیعہ اپنے لشکر کے اس حصے کی طرف آئیں جو حصہ رومنوں کے سالار توما سے ٹکرا رہا تھا۔ توما شہر پناہ کے اس دروازے سے نکل کر حملہ آور ہوا تھا جو باب توما ہی کہلاتا تھا اور وہاں اس کا مقابلہ شرجیلؓ بن حسنہ کر رہے تھے۔ ربیعہ، شرجیلؓ بن حسنہ کے لشکر میں شامل ہوئیں اور وہ مجاہد جو توما کے لشکریوں کے ساتھ برسر پیکار تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''بھائی! یہ جو رومن باب توما سے باہر ہمارے لشکریوں سے ٹکرا رہے ہیں کیا تم بتا سکتے ہو ان میں توما کون ہے ...... جس کے ہاتھوں میرے شوہر ہلاک ہوئے۔''

اس مجاہد نے ذرا فاصلے پر اپنے گھوڑے پر سوار توما کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگا۔

''تمہارے شوہر کا قاتل وہ سامنے گھوڑے پر سوار ہے اور اس کا نام توما ہے۔''

یہ سن کر ربیعہ نے اپنے کندھے پر لٹکتی ہوئی کمان سنبھالی۔ تیر کمان میں جما نشانہ باندھ کر ایسا تیر مارا کہ ربیعہ کا تیر سیدھا توما کی آنکھ کے قریب جا کر لگا اور درد سے چلاتا ہوا شہر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا ...... اس وقت اپنے لشکریوں کو جوش دلانے اور ان کا ولولہ بڑھانے کے لئے توما نے اپنے ہاتھ میں جو صلیب پکڑ کر بلند کر رکھی تھی وہ صلیب بھی زمین پر گر گئی تھی۔

خالد بن ولیدؓ اس وقت دشمن کے خلاف باب شرقی میں برسر پیکار تھے۔ انہیں جب خبر ہوئی کہ ربیعہ نے توما کو تیر مار کر زخمی کر دیا ہے اور توما کے ہاتھ سے صلیب گر گئی اور توما شہر کی طرف بھاگ گیا ہے۔ تب یہ خبر سن کر خالد بن ولیدؓ نے خوشی کا

Marfat.com

اظہار کیا اور شرجیلؓ بن حسنہ جو باب توما سے باہر دشمن سے برسر پیکار تھے ایک قاصد کے ذریعے انہیں کہلا بھیجا۔

"تم صبر اور استقامت کے ساتھ دشمن کے خلاف جنگ جاری رکھو ...... دشمن کے ساتھ ہر دروازے پر ہر جگہ لڑائی ہو رہی ہے اور ہر مجاہد اپنے کام میں مشغول ہے ...... میں جانتا ہوں تم پر دشمن کا دباؤ زیادہ ہو گا لیکن صبر اور استقامت سے کام لو ...... ضرارؓ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ نگرانی اور امداد کے کام پر مامور ہیں وہ عنقریب تمہاری مدد کے لئے پہنچ جائیں گے ...... پس تم بالکل فکر نہ کرو اور دشمن کے سامنے استقامت اختیار کیے رہو۔"

مورخین لکھتے ہیں یہ جنگ عصر تک جاری رہی۔ اس دوران توما اور ہربیس کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ان کے کافی لشکری اس ٹکراؤ میں مارے گئے۔ آخر عصر کے بعد ہربیس نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے خلاف اس کا کوئی حربہ کامیاب نہیں ہوسکتا تو اس نے اپنے لشکر کے اندر پسپائی کے بگل بجا دیئے تھے۔ توما تو پہلے ہی شہر کی طرف چلا گیا تھا۔ اب پسپائی کے بگل بجتے ہی ہربیس اور اس کے لشکری بھی شہر میں محصور ہو گئے تھے۔

اب دمشق شہر کے اندر ایک طرح سے پریشانی اور فکرمندی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ توما کے زخمی ہونے سے اہل دمشق اور زیادہ پریشان اور فکرمند ہو گئے تھے اسی روز رات کے وقت دمشق کے سرکردہ لوگ توما ہربیس اور ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن کے پاس جمع ہوئے۔ توما جانتا تھا کہ جو لوگ اس سے ملنے کے لئے آئے ہیں وہ یقیناً اس سے یہی کہیں گے کہ مسلمانوں سے مصالحت کر لی جائے اور یہ کہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا توما نے انہیں مخاطب کرنے میں پہل کی اور کہنے لگا۔

"تم جانتے ہو مسلمانوں کے کسی شخص نے تیر مار کر مجھے زخمی کر دیا ہے ...... میں ان سے ضرور انتقام لوں گا اور ایک آنکھ کی جگہ ان کی دو ہزار آنکھیں بے کار کروں گا اور اپنی صلیب مسلمانوں سے ہر صورت میں واپس لے کر رہوں گا ...... اگر میں نے اس کام میں غفلت کی تو مجھ پر اپنے شہنشاہ کا عتاب نازل ہو گا۔"

توما کے ان الفاظ کے جواب میں دمشق کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"توما! اب جنگ پہلے کی نسبت زیادہ ہولناک اختیار کر جائے گی ...... جو خبر

Marfat.com

ہمیں پہنچی ہیں ان کے مطابق مسلمانوں کو کمک پہنچ گئی ہے اور ایک خاصا بڑا لشکر ان کی امداد کے لئے پہنچ گیا ہے لہٰذا اب ان کی طاقت اور قوت میں اضافہ ہو گیا ہے۔''

اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے دمشق کا وہ سرکردہ شہری پھر کہہ رہا تھا۔

''توما...... اب جب کہ مسلمانوں کی تعداد پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہے تو ہمارے لئے زیادہ دشواریاں پیدا کر دیں گے ...... اس کے علاوہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ بہت جنگجو اور دلیر ہیں ...... اگر انہوں نے کسی بھی وقت پوری شدت اور جوش و جذبے کے ساتھ دمشق شہر پر حملہ کر دیا تو تم اور تمہارے لشکری ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے اور اگر مسلمان شہر کی فصیل کو پھلانگ کر یا شہر پناہ کا کوئی بھی دروازہ توڑ کر دمشق شہر میں داخل ہو گئے تو یاد رکھنا شہر پر قیامت اور عذاب ٹوٹ پڑے گا لہٰذا ایک بار پھر ہم تم سے کہتے ہیں کہ کوئی ایسا طریقہ نکالو کہ بحیثیت شہر کے حکمران اور سالار تمہاری عزت بھی رہ جائے اور شہر کے لوگ بھی محفوظ ہو جائیں۔''

شہر کے ان سرکردہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے توما پھر کہنے لگا۔

''میں جانتا ہوں دو بار ہم مسلمانوں سے ٹکرا چکے ہیں اور ان کے مقابلے میں ہمیں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی لیکن میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ ایک بار پھر مجھے ان کے خلاف اپنا حیلہ استعمال کر لینے دو ...... اگر میں اس مرتبہ بھی کامیاب نہ ہوا تو تمہاری خواہش کے مطابق ان سے مصالحت کرنے کی کوشش کروں گا ...... اب میں نے مسلمانوں کو زیر کرنے اور اپنی فتح مندی کو یقینی بنانے کے لئے ایک نئی تدبیر سوچی ہے۔

وہ یہ کہ آج رات غفلت کی حالت میں مسلمانوں پر شب خون مارا جائے گا ...... میرے عزیز! تم جانتے ہو دن بھر جنگ کرنے کے بعد مسلمان لشکری تھکے ہارے ہوں گے اور ان کی اسی تھکاوٹ سے ہم فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے ...... مسلمانوں کا سالار اعلیٰ کیونکہ اس شہر کے شرقی دروازے کی طرف ہے لہٰذا ہم اس دروازے کو نظر انداز کر دیں گے بلکہ باب جابیہ کے سامنے جو مسلمانوں کا لشکر ہے اس پر شب خون مارنے کی ابتدا کریں گے۔

یہ شب خون پوری طاقت اور قوت کے ساتھ مارا جائے گا اور باب جابیہ میں جس قدر مسلمانوں کے لشکری ہیں ان کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم مسلمانوں کے لشکر کے دوسرے حصوں کا رخ کریں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس شب خون کے نتیجے

Marfat.com

میں ہم نہ صرف مسلمانوں کو نا قابل تلافی نقصان پہنچائیں گے بلکہ ان کی ایک خاصی بڑی تعداد کو تہہ تیغ کر دیں گے اور جب ایسا ہوگا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں مسلمان دمشق شہر کا محاصرہ ترک کر کے واپس جانے پر مجبور ہو جائیں گے۔''

دمشق کے وہ سرکردہ لوگ ایک بار پھر توما کی باتوں میں آ گئے اور مطمئن ہو کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد توما نے اپنے سارے سرکردہ اور چھوٹے سالاروں کو اپنے پاس جمع کیا جب وہ سب اس کے پاس آ گئے تب انہیں مخاطب کرتے ہوئے توما کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! دو بار ہم مسلمانوں سے ٹکرا چکے ہیں اور ہم کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے لہٰذا آج شب مسلمانوں پر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ شب خون مارا جائے گا اور مجھے امید ہے اس شب خون کے نتیجے میں ہم کامیابی حاصل کر لیں گے۔

اب تم لوگوں نے یہ کرنا ہے کہ شہر پناہ کے ہر دروازے پر اپنے لشکریوں کو جمع کر لو میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ باب توما سے نکلوں گا ...... اتنی دیر تک تم سب لوگ بھی اپنے اپنے حصے کے لشکروں کو بالکل تیار رکھنا ...... جس وقت شب خون کی ابتدا کرنا ہوگی اس وقت ناقوس پھونکا جائے گا ...... جب تم لوگ ناقوس کی آواز سنو تو فوراً شہر پناہ کے دروازے کھول کر پوری طاقت اور قوت کے ساتھ مسلمانوں پر رات کی گہری تاریکی میں حملہ آور ہو جانا۔

مسلمانوں پر وارد ہوتے ہی ایک دم ان کا قتل عام کر ڈالو ...... جس وقت تم لوگ شب خون کی ابتدا کرو گے تو اس وقت یقیناً مسلمان سو رہے ہوں گے ...... لہٰذا ان پر اچانک ٹوٹ پڑنا ...... انہیں سنبھلنے، تیار ہونے اور ہتھیار سنبھال کر مقابلہ کرنے کی مہلت ہی نہ دینا ...... چاروں طرف ان کا قتل عام شروع کر دینا اور جہاں کہیں بھی تم مسلمانوں کے سالار کو اپنے سامنے زیر ہوتے پا لو تو اسے زندہ گرفتار کر لینا اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ کل دن کے وقت مسلمانوں کے سالار جو شب خون کے نتیجے میں گرفتار ہوں قطار در قطار ہاتھ باندھے میرے سامنے کھڑے ہوں اور میں ان کی قسمت کا فیصلہ کروں اور ساتھ ہی رات کے وقت مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے تم یہ بھی دھیان کرنا کہ انہوں نے وہ صلیب کہاں رکھی ہے جو دن کے وقت میرے ہاتھ سے گر گئی تھی ...... اس صلیب پر بھی ہم نے ہر صورت قبضہ کرنا ہے۔''

Marfat.com

توما اور ہربیس کے سارے چھوٹے سالاروں نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور وہ بھی یہ امید کرنے لگے کہ شاید اس شب خون کے نتیجے میں وہ مسلمانوں کو دمشق شہر کے نواح سے مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اپنے سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد توما اور ہربیس نے اپنے لشکر کے اندر جو ناقوس بجانے والے تھے انہیں طلب کیا۔ ناقوس بجانے والے جب توما اور ہربیس کے سامنے آئے تب توما نے ان میں سے ایک آدمی کو ناقوس بجانے پر مقرر کیا اور اسے سمجھا دیا کہ وہ کس وقت ناقوس بجائے گا۔ اس طرح یہ سارے معاملات طے کرنے کے بعد سارے سالار اپنے اپنے حصے کے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

❖

دوسری طرف جب مسلمان گہری نیند سوئے ہوئے تھے تب توما نے اپنے کام کی ابتدا کی اس کے چھوٹے سالار اپنے اپنے حصوں کے لشکریوں کے ساتھ پہلے ہی ہر دروازے کے سامنے مستعد اور تیار تھے جونہی شہر کے اندر ناقوس بجا، سارے سالار شہر پناہ کے درازے سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ اب مسلمانوں کے لشکر کی کیفیت یہ تھی کہ لشکر کے اندر چند دستے پہلے ہی جاگ کر لشکر کی حفاظت کا کام سرانجام دے رہے تھے اس کے علاوہ جونہی دمشق شہر کے اندر ناقوس بجا اور اس کی آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچی تو بیشتر مسلمان ناقوس کی آواز سن کر بیدار ہو گئے اور اپنے آپ کو مسلح کرنا شروع کر دیا تھا۔

اتنی دیر تک رومن مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ لشکر کا ایک حصہ ہی بڑی مشکل سے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو سکا تھا۔ باقی لشکریوں کو اتنی مہلت نہ ملی کہ اٹھ کر اپنے آپ کو مسلح کر کے رومنوں کے سامنے اپنی تنظم اور ترتیب کو درست کر لیں۔ اس بنا پر مسلمانوں کو شروع میں کچھ نقصان بھی اٹھا پڑا۔ تاہم مسلمان لشکری جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال کر مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے دوسری طرف خالد بن ولیدؓ نے جب ناقوس کی آوز سنی تو فوراً اٹھے اور چلا چلا کر اپنے مجاہدین کو رومنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہونے کی ہدایت دینے لگے۔ انوں نے شہر کے شرقی حصے میں لشکر کی کمانداری ایک صحابی فتحانؓ بن زید کے سپرد کی اور خود جلدی جلدی تیار ہو کر کھلے سر چار سو سواروں کے ساتھ رومنوں کے لشکر کے ایک حصے پر جھپٹ پڑے۔

مورخین لکھتے ہیں جب وقت خالدؓ بن ولید کارروائی کر رہے تھے اس وقت

Marfat.com

رومنوں کے شب خون اور اس کے سامنے مسلمانوں کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے جس وقت وہ رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے تب اپنی تلوار کو گھماتے ہوئے وہ اشعار پڑھ رہے تھے جن کا مفہوم کچھ اس طرح تھا۔

"تحقیق میرے آنسو جاری ہوئے اور مجھے غم اور اندوہ نے برہنہ تن کر دیا اور تنگ ہوا میرا سینہ اور وہ مجھے اندوہگین دیکھتا ہے۔ اے پروردگار! ہمیں آزمائش کے نزول سے بچا اور اے ذوالمنن اسلام کی حفاظت فرما۔"

جس وقت خالد بن ولیدؓ اپنے چار سو سواروں کے ساتھ باب شرقی سے نکل کر حملہ آور ہونے والے رومنوں پر ضرب لگانے کے لئے آگے بڑھے، اس وقت انہوں نے دیکھا ان کے ساتھی اور سالار رافعؓ بن عمیر اس وقت نہایت ثابت قدمی کے ساتھ رومنوں کے حملوں کو روکتے ہوئے جوابی کارروائی کر رہے تھے۔ یہ کارگزاری دیکھتے ہوئے بلند آواز میں انہیں مخاطب کر کے خالد بن ولیدؓ کہنے لگے۔

"اے مسلمانو! بشارت ہو تمہیں کہ میں تمہارے پاس پروردگار عالم کی طرف سے امداد لے کر آیا ہوں ...... میں ہلاک کرنے والا سوار ہوں اور میرا نام خالد بن ولیدؓ ہے۔"

یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید آندھی اور طوفان کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اپنے شروع کے ہی حملوں میں خالد بن ولیدؓ نے اپنے سامنے آنے والے ان گنت رومنوں کو روند کر رکھ دیا تھا۔ دوسرے دروازوں پر بھی یہی کیفیت طاری تھی۔ شرجیلؓ بن حسنہ، ابوعبیدہؓ بن جراح، یزیدؓ بن ابوسفیان، عمروؓ بن العاصؓ اور دیگر سالار نہ رکنے والی آندھیوں اور طوفان کی طرح رومنوں پر ضرب لگا رہے تھے۔ انہوں نے مکمل طور پر ان کے شب خون کو ناکام بنا دیا تھا۔

اس شب خون کی کیفیت بیان کرتے ہوئے مشہور مؤرخ واقدی لکھتا ہے کہ خالد بن ولیدؓ اس رات ایسی بے مثل لڑائی لڑے کہ انہیں اور ان کے لشکریوں کو جانبازی کے ساتھ رومنوں کا خاتمہ کرتے ہوئے رومن دنگ رہ گئے تھے۔

بہرحال توما اور ہربیس کا یہ شب خون بھی ناکام رہا بلکہ اس شب خون کے نتیجے میں توما اور ہربیس اپنے ان گنت لشکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس طرح تیسری بار بھی

Marfat.com

ذلت آمیز شکست اٹھانے کے بعد توما اور ہربیس ایک بار پھر شہر میں محصور ہونے پر مجبور ہوئے تھے۔

اس ذلت آمیز شکست کے بعد شہر کے معززین کے علاوہ رومنوں کے کچھ سرکردہ سالار بھی توما اور ہربیس اور کیتھرائن کے پاس جمع ہوئے۔ اس موق پر دمشق کے ایک سرکردہ آدمی نے توما کو مخاطب کر کے کہا۔

''اے سردار! ہم نے تجھے لڑائی بند کرنے کے لئے کہا پر تو نہ مانا ...... ہم نے تجھے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کرنے کا مشورہ دیا لیکن تو نے رد کر دیا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے پر بضد رہا ...... اب اس شب خون کے دوران جو کچھ تم پر گزری ہے وہی ہم پر بھی گزر گئی ہے ...... ہم میں سے بہت سے آدمی مارے گئے ہیں اور یہ تیسری بار ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے ...... ہمارے ان گنت لشکری ان جنگوں میں کام آ چکے ہیں اور ان کے مارے جانے کی وجہ سے جو زندہ ہیں وہ بد دل ہو چکے ہیں ...... اب ان میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی تاب نہیں ہے۔''

اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ شخص پھر کہہ رہا تھا۔

''پس اے توما! ہم آخری بار تم سے کہتے ہیں کہ اب نہ اہل شہر میں اتنی سکت ہے کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور نہ ہی لشکری اور سالار چاہتے ہیں کہ مسلمانوں سے ٹکرائیں ...... پس یا تو، تو مسلمانوں سے مصالحت کر لے اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو ہم تیرے خلاف ہو جائیں گے اور ہم خود مسلمانوں سے مصالحت کر لیں گے اور تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیں گے کیونکہ ہمیں ان کے ساتھ لڑنے میں سوائے نقصان کے کچھ نظر نہیں آتا۔''

رومنوں کا شب خون بھی ناکام ہونے کے بعد مسلمانوں کے حوصلے پہلے کی نسبت اور زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو گئے تھے لہٰذا انہوں نے شہر پناہ کے ہر دروازے پر حملہ آور ہوتے ہوئے چاروں طرف رومنوں کے لئے ایک کہرام کھڑا کر دیا تھا اور برجوں میں بیٹھے ہوئے رومنوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا۔

رومن یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ شہر کے اندر محصور ہو گئے ہیں لہٰذا محفوظ ہیں لیکن اب مسلمان مجاہد فصیل پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے تھے۔ فصیل کے برجوں میں گو ان گنت محافظ رومن بیٹھے ہوئے تھے لیکن جونہی ان میں سے کوئی برج سے باہر نکلتا مسلمانوں کی تیر اندازی کا شکار ہو جاتا۔

Marfat.com

اب رومنوں کے لئے مصیبت یہ تھی کہ وہ برجوں کو چھوڑ بھی نہیں سکتے تھے۔ اگر وہ برجوں سے نیچے اتر جائیں تو مسلمان رسوں کی سیڑھیوں کے ذریعے فصیل پر چڑھ کر لمحوں کے اندر شہر کو فتح کر سکتے تھے جبکہ ہر دروازے پر بھی مسلمان حملہ آور ہوتے ہوئے رومنوں کو نقصان پہنچا رہے تھے۔ ایسی صورت میں شہر کے اندر شہر کے سرکردہ لوگوں اور توما اور ہربیس کے درمیان صلاح مشورہ ہونا شروع ہو گیا تھا اس مشورے میں ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن بھی شامل تھی۔

آخر طویل صلاح مشورے کے بعد توما، ہربیس اور شہر کے معززین نے یہ طے کیا کہ اگر رومنوں کا لشکر تباہی اور بربادی سے بچنا چاہتا ہے اور اہل شہر کو بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو پھر مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لینا ہی سب سے بہتر ہے۔

صلح سے متعلق گفتگو کے دوران کچھ سرداروں نے توما کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کا سالار اعلیٰ باب شرقی پر اپنے حصے کے لشکر پر موجود ہے۔ وہ انتہا درجہ کا جنگجو اور سخت ہے اور اگر تم اس کے ساتھ صلح کی گفتگو کرو تو شاید وہ صلح کرنے کے بجائے دمشق کو بزور شمشیر فتح کرنا زیادہ پسند کرے لہٰذا اگر تم لوگ صلح چاہتے ہو تو پھر باب شرقی میں خالدؓ بن ولید کی طرف جانے کے بجائے باب جابیہ کا رخ کرو۔ وہاں مسلمانوں کا سالار ابوعبیدہؓ بن جراح لشکر کے ایک حصے کی کمان داری کر رہا ہے اور وہ کسی قدر نرم مزاج بھی ہے اور اسے صلح پر آمادہ کرنا زیادہ آسان ہے۔

توما اور ہربیس نے اس مشورے کو پسند کیا۔ چنانچہ رات کے وقت اہل دمشق کے معززین کا ایک وفد باب جابیہ سے نکلا اور ابوعبیدہؓ بن جراح سے صلح کی گفتگو کا ارادہ کیا جسے ابوعبیدہؓ بن جراح نے منظور کر لیا۔

صلح کے لئے جو وفد ابوعبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں رومنوں کے کچھ سرکردہ سالاروں کے علاوہ لگ بھگ ایک سو نصرانی علماء اور روساء بھی شامل تھے۔

اس وفد نے ابوعبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ عرض کی۔

''ہم آپ سے اس شرط پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ہماری عبادت گاہوں کو چھوڑ دیں گے۔''

ابوعبیدہؓ بن جراح نے اسے قبول کر لیا اس کے علاوہ کچھ اور معمولی شرائط بھی شامل کی گئیں۔ یہ معاہدہ تو طے پا گیا لیکن تحریری معاہدے پر ابوعبیدہؓ بن جراح نے نہ

Marfat.com

اپنا نام لکھا نہ کسی کی گواہی لکھی اور ایسا انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ لشکر کے سالار اعلیٰ خالد بن ولیدؓ تھے اور دشمن سے صلح کرنے یا نہ کرنے کے پورے اختیارات انہی کے پاس تھے۔

یہ معاہدہ طے کرنے کے بعد دمشق کے معززین بڑے خوش اور مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ابوعبیدہؓ بن جراح سے گزارش کی کہ آپ ہمارے ساتھ شہر میں چلیے اور پرامن طریقے سے ہم شہر آپ کے حوالے کر دیں گے۔ ابوعبیدہؓ بن جراح اس پر رضامند ہو گئے چنانچہ آپ اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو کر وفد کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئے۔

اس معاہدے میں کمال کی بات یہ ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنی حفاظت تک کی کوئی ضمانت نہ لی۔ صرف خداوند قدوس کی تائید اور بھروسے پر آپ ان کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ گیارہ جمادی الثانی ہجری تیرہ کو رات کے وقت ابوعبیدہؓ بن جراح اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئے۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ ابوعبیدہؓ بن جراح اور ان کے ساتھیوں کے آگے آگے پادری اور راہب تھے جو خوشی اور طمانیت کا اظہار کرتے ہوئے انجیل پڑھتے جا رہے تھے اور خوشبو کی دھونی دیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

اب شہر کے لوگ اور رومن لشکری لگاتار جنگ کے بعد مسلمانوں کے اس فاتحانہ داخلے کو اپنے لئے باعث رحمت خیال کر رہے تھے۔ اس صلح نامے میں دوسری کمال کی بات یہ ہے کہ یہ صلح عجیب اور حیرت انگیز طریقے پر یکایک عمل میں آ گئی تھی اور اس سے متعلق ابھی تک خالد بن ولیدؓ بے خبر تھے اور وہ دمشق کے باب شرقی پر انتہائی شدت سے حملہ آور ہوتے ہوئے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔

جہاں ابوعبیدہؓ بن جراح شہر کے لوگوں اور رومنوں سے صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد شہر میں داخل ہوتے ہوئے وہاں دوسری طرف باب شرقی میں بھی ایک حادثہ خالد بن ولدؓ کے ساتھ پیش آ رہا تھا اور وہ کچھ اس طرح تھا۔

جس رات یہ معاہدہ ہوا اسی رات ایک شخص جس کا نام یوشع بن مرقیس تھا اور جس کا مکان شہر پناہ سے ملا ہوا تھا۔ وہ اپنے ہی مکان میں نقب لگا کر دمشق کی شہر پناہ سے باہر نکلا اور خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں اس روز روز کی جنگ سے تنگ آ چکا ہوں میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ کے مقابلے میں رومن کامیاب نہیں ہوں گے اور انہیں آخر کار بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑے گا لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ کچھ ساتھیوں کو بھیج دیجئے میں ان کو شہر میں داخل کروا دوں گا اور یوں آسانی سے یہ شہر فتح ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہ بھی انکشاف کیا کہ وہ شہر پناہ کی دیوار توڑ کر آیا ہے ساتھ ہی اس نے یہ بھی گزارش کی کہ میرے اس کام کے صلے میں آپ میرے اہل و عیال کو امان دیجئے گا۔

اس کی اس پیش کش کو خالد بن ولیدؓ نے قبول کر لیا اور اسے اپنے ہاں پناہ دے دی اور ایک سو مجاہد اس کے ہمراہ کیے۔ ان سو مجاہدوں نے دمشق شہر میں داخل ہو کر زور دار انداز میں تکبیریں بلند کیں اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کے ساتھ تکبیریں بلند کرتے ہوئے دمشق شہر میں داخل ہو گئے اور جو رومن ان کے سامنے آیا انہیں موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا تھا۔ اس طرح جب رومنوں کو پتا چلا کہ مسلمانوں کا سالار اعلیٰ شہر میں داخل ہو چکا ہے تو وہ بڑے خوف زدہ ہوئے اور کلیسائے مویم کی طرف بھاگے۔ خالد بن ولیدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے تعاقب میں تھے۔

اب صورت حال یہ تھی کہ ایک طرف سے تو خالد بن ولیدؓ بزور شمشیر شہر میں داخل ہو چکے تھے دوسری طرف سے راہب اور پادری اور دمشق کے عوام جلوس کی شکل میں ابوعبیدہؓ کو لے کر شہر میں داخل ہو چکے تھے۔ شہر میں کچھ آگے جانے کے بعد جب ابوعبیدہؓ بن جراح نے دیکھا کہ خالد بن ولیدؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کی تعداد کم کر رہے ہیں تب خالدؓ بن ولید کو مخاطب کرتے ہوئے ابوعبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

'' اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو ازروائے صلح میرے ہاتھ سے فتح کر دیا ہے اور میرے ذریعے سے صلح کی تکمیل ہوگئی ہے اس لئے لڑائی سے ہاتھ روک لیجئے۔''

ابوعبیدہؓ بن جراح کے یہ الفاظ خالدؓ بن ولید کو بڑے ناگوار گزرے۔ وہ اس سوچ بچار میں پڑ گئے کہ ان کی اجازت کے بغیر اور منشاء کے خلاف اہل دمشق سے کیونکر صلح ہوگئی اور اگر صلح ہوئی بھی تو کس وقت جب کہ مسلمان اپنی قوت کے بل پر فتح حاصل کر چکے تھے لیکن کمال حیرت کی بات یہ ہے کہ خالد بن ولیدؓ نے ابوعبیدہؓ بن

Marfat.com

جراح کی طے کی ہوئی شرائط کا احترام کیا اور جنگ بند کرا دی۔

اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ یقیناً اپنی نوعیت میں بے مثال اور بے نظیر ہے۔ کوئی بھی قوم یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ اس کے کسی سالار نے کسی شہر کو بزور شمشیر فتح کرنے کے بعد اپنے ایک ساتھی کی بات کا اس طرح احترام کرتے ہوئے صلح اور جنگ بندی کو قبول کر لیا ہو۔

جنگ بندی قبول کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے جو پہلا سوال کیا وہ یہ تھا۔

''رومنوں کے سالار توما اور ہربیس کہاں ہیں۔''

اس پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے کہا۔

''توما اور ہربیس بھی شہر میں ہیں اور میں نے تمام شہریوں کو امان دینے کا وعدہ کیا ہے۔''

جواب میں خالد بن ولیدؓ کہنے لگے۔

''اگر آپ نے انہیں بھی امان دے دی ہے تو اس امان کے ساتھ ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ توما اور ہربیس دونوں شہر سے نکل جائیں اور کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ اپنے ساتھ یہاں سے کچھ نہ لے کر جائیں۔''

لیکن ابو عبیدہؓ کے اصرار کرنے پر خالد بن ولیدؓ نے توما اور ہربیس کو اجازت دے دی کہ وہ اپنے مال اسباب کے ساتھ شہر سے روانہ ہو سکتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ توما اور ہربیس دونوں اپنی حفاظت کے لئے صرف ایک ایک ہتھیار لے کر جائیں گے۔

یہ خبر جب توما اور ہربیس کو ہوئی تب وہ خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ گزارش کی کہ ہمیں تین دن کی مہلت دے دی جائے تاکہ اس عرصے میں ہم اپنا مال اسباب لے کر چلے جائیں اور یہ کہ تین دن بعد اگر ہم آپ کو کہیں مل جائیں تو آپ کو حق ہو گا کہ ہمیں قتل کر دیں یا غلام بنا لیں۔

اس کے بعد تین دن کے اندر اندر توما اور ہربیس اپنا سب سامان جمع کر کے اپنے ساتھیوں اور عزیز اقارب کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہرکولیس کی بیٹی اور توما کی بیوی کیتھرائن بھی ان کے ساتھ تھی۔

توما اور ہربیس کے چلے جانے کے بعد دمشق شہر میں ایک انتہائی اہم معاملے کے سلسلے میں خالد بن ولدؓ اور ابو عبیدہؓ بن جراح میں اختلاف رائے پیدا ہوا۔ دراصل شہر

Marfat.com

کے اندر گندم اور جو کے وسیع ذخائر تھے گندم اور جو کے ذخائر کو خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں کی ملکیت قرار دے دیا تھا لیکن ابوعبیدہؓ بن جراح نے کہا کہ یہ کفار کی ملکیت ہیں اور ہم انہیں اپنے تصرف میں نہیں لا سکتے۔

اب دونوں سالاروں کے درمیان اس اختلاف رائے کی وجہ سے معاملہ ایک قاصد کے ذریعے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکرؓ صدیق کے سامنے پیش کیا گیا تاکہ ان کے فیصلے کو قطعی جان کر اس پر عمل کیا جائے۔

جس قاصد کو یہ معاملہ دے کر حضر ابوبکرؓ صدیق کی طرف روانہ یا تھا چند دن بعد وہ لوٹا اس نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرف سے جو فیصلہ پیش کیا وہ یہ تھا کہ گندم اور جو کے ان ذخائر کو کفار کی ملکیت قرار دیا جاتا ہے اس طرح سے یہ معاملہ احسن طریقے سے طے کر لیا گیا۔

دنیا کے عظیم اور قدیم شہر دمشق کی شاندار فتح کے بعد جس وقت مسلمان دمشق کے انتظامات میں مصروف تھے ایک عجیب وغریب واقع پیش آیا۔

وہ اس طرح کہ ایک دن ایک رومی نے خالد بن ولیدؓ کے پاس آ کر شکایت کی کہ توما جاتے ہوئے اپنے مال اسباب کے علاوہ بہت سے دوسرے لوگوں کا مال اسباب بھی اپنے ساتھ لے کر گیا ہے ان میں میری بیوی بھی ہے۔

اس معاملے میں جب خالد بن ولیدؓ نے تحقیقت کی اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ توما نے مسلمانوں کی فراخ دلی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مال اور اپنے عزیزوں کے سوا دوسرے لوگوں کو بھی زبردستی اپنے ساتھ لے لیا ہے تو خالد بن ولیدؓ نے ضروری جانا کہ اسے اس کی اس شرارت کی سزا دی جائے چنانچہ فتح کے چوتھے دن خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کے ساتھ توما اور ہربیس کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے۔

بڑی تیزی سے خالد بن ولیدؓ اپنے چار ہزار لشکریوں کے ساتھ لاذقیہ کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں سے خالدؓ بن ولید کو کچھ لوگوں سے پتا چلا کہ توما اور ہربیس پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انطاکیہ کا رخ کر رہے تھے لیکن اب انہیں ہرکولیس کا پیغام پہنچا ہے اور اس نے حکم دیا ہے کہ وہ انطاکیہ جانے کے بجائے قسطنطنیہ کا رخ کریں اس لئے کہ ان میں ہرکولیس کی بیٹی کیتھرائن بھی تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی انطاکیہ میں رہے بلکہ اس کا خیال تھا کہ اس کی بیٹی

Marfat.com

قسطنطنیہ میں جا کر محفوظ ہو جائے گی۔

یہ خبر ملنے کے بعد خالد بن ولیدؓ نے بڑی تیزی سے اس شاہراہ کا رخ کیا جو قسطنطنیہ کی طرف جاتی تھی۔ آپؓ نے اس برق رفتاری کے ساتھ فاصلوں کو طے کیا کہ دوسرے دن آپ نے ایک کوہستانی سلسلے کے دامن میں توما اور ہربیس کے قافلے کو جالیا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ توما اور ہربیس کے ساتھ ان گنت رومنوں نے بھی شہر کو چھوڑا تھا لہٰذا توما اور ہربیس کے پاس خاصا بڑا لشکر جمع ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے خالد بن ولیدؓ نے اپنے چار ہزار کے لشکر کو چار مختلف حصوں میں تقسیم کیا اور حکم دیا کہ توما اور ہربیس کے لشکریوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے۔

جب اندازہ لگایا گیا تو پتا چلا کہ توما اور ہرکولیس کے پاس پانچ ہزار بہترین مسلح رومن تھے لہٰذا توما اور ہربیس نے خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ٹکرانے کا عزم کر لیا اس طرح کوہستانی سلسلے کے دامن میں توما اور ہربیس مسلمانوں سے ٹکرا گئے تھے۔

خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے اپنے حملوں کا ہدف توما کو بنایا۔ آپؓ بذات خود توما کی طرف بڑھے۔ اس پر حملہ آور ہوئے توما م نے بھی خالدؓ بن ولید کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے ہی خالد بن ولیدؓ نے اس انداز میں اسے نیزہ مارا کہ ان کے نیزے سے توما کا کام تمام ہو گیا۔

دوسری طرف مسلمان مجاہدوں نے بھی رومنوں کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ اس طرح رومنوں کے اندر ایک افراتفری سی مچ گئی تھی۔ اس افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہربیس بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

خالدؓ بن ولید کو جب پتا چلا کہ ہربیس اپنی جان بچا کر بھاگ گیا ہے تو آپ اس کے تعاقب میں نکل گئے۔ آپؓ نے ہربیس کو اس وقت جا لیا جب وہ ایک کوہستانی سلسلے پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ ہربیس کا بچ نکلنا ہزاروں فتنے کھڑے کر دے گا اس لئے آپ تنہا اس کے پیچھے کوہستانی سلسلے پر چڑھے اور اس کے قریب پہنچ کر اسے للکارتے ہوئے کہنے لگے۔

''میں شہسوار اور زبردست ہوں ...... میں دلیر اور سردار ہوں ...... میرا نام خالد بن ولیدؓ ہے۔''

مورخین لکھتے ہیں ہربیس نے جب خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سنے، مارے خوف

Marfat.com

کے وہ گھوڑے سے زمین پر گر گیا اس موقع پر اس کے ساتھ جو اس کے ساتھی تھے انہیں مخاطب کر کے ہربیس کہنے لگا۔

''یہ وہ شخص ہے جس نے ارض شام کو وہاں کے لوگوں پر پلٹ دیا ہے...... یہی وہ شخص ہے جس نے ارکہ حوران، قدمر، بصرہ اور دمشق جیسے شہروں کو رومنوں سے چھینا اور فتح کو آخری شکل دی۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ اس وقت اکیلا ہمارے مقابلے میں آ گیا ہے...... پس جس طرح ہو سکتا ہے اسے قابو میں لے لو تا کہ تمہاری کھوئی ہوئی عزت اور آبرو واپس ہو جائے...... اگر تم لوگوں نے آج اس شخص کو گھیر کر اس کا خاتمہ کر لیا تو اس کے تمہیں دو فائدے ہوں گے۔

پہلا یہ کہ اس کے مارے جانے سے تم ایک طرح سے اپنے مقتولین کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

دوسری یہ کہ اس کے مارے جانے سے ہمارے خلاف ہرکولیس کا غصہ کسی قدر کم اور دھیما ہو جائے گا۔

بے شک ہرکولیس اس وقت ہمارے خلاف سخت برہم اور غضب کی حالت میں ہو گا کہ ہم دمشق کا دفاع نہ کر سکے لیکن جب اسے یہ خبر پہنچے گی کہ ہم نے مسلمانوں کے سالار کا خاتمہ کر دیا ہے تو یاد رکھنا دمشق چھن جانے کو فراموش کر کے مسلمانوں کے سالار کے خاتمے پر وہ بے پناہ خوشی کا اظہار کرے گا۔''

وہ مقام جہاں خالد بن ولیدؓ تنہا ہربیس اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہوئے تھے گھنے درختوں کے درمیان تھا۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں نہ کھل کر گھوڑے کو دوڑایا جا سکتا تھا اور نہ ایک دوسرے سے کھل کر لڑنے کی گنجائش تھی۔

بہر حال ہربیس کے کہنے پر ہربیس کے ساتھیوں نے خالدؓ بن ولید کو گھیرے میں لے لیا اور دانت پیس پیس کر خالد بن ولیدؓ پر حملہ آور ہونے لگے۔ خالد بن ولیدؓ پہلے اپنے گھوڑے پر سوار رہتے ہوئے ان کے حملوں کو روکتے رہے اور ان پر جھپٹتے رہے اور ان میں سے اکثر کو موت کے بھی گھاٹ اتارا۔

جب گھنے درختوں کی وجہ سے گھوڑے کی سواری دشواری پیدا کرنے لگی تو آپؓ اپنے گھوڑے سے کود کر پیادہ پا ہو گئے۔ اس موقع پر ہربیس اور اس کے ساتھیوں نے چاروں طرف سے آپؓ کو گھیر لیا تھا۔ ایک موقع پر جب کہ ہربیس کے ساتھی خالد بن

Marfat.com

ولیدؓ پر حملہ آور ہوئے اور آپ نے اپنا دفاع کیا ہربیس نے تلوار کا ایک وار خالد بن ولیدؓ پر کیا۔ ہربیس کی تلوار خالد بن ولیدؓ کے سر پر لگی اور سر پر رکھا ہوا آہنی خود کاٹ کر صرف عمامے تک پہنچ سکی۔

عین اس وقت جب کہ خالد بن ولیدؓ دشمنوں کے بیچ میں گھرے ہوئے تھے اور ہربیس اور اس کے ساتھی ہر صورت میں خالدؓ بن ولید کا خاتمہ کرنے کے درپے تھے ہربیس اور اس کے ساتھیوں نے ایک شور سنا ساتھ ہی زور دار انداز میں تکبیریں بلند ہونے کی صدائیں سنائی دی تھیں پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ خالدؓ بن ولید کی مدد کے لئے عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ وہاں آندھی اور طوفان کی طرح آپہنچے تھے۔

خالد بن ولیدؓ بڑی جواں مردی، بڑے استقلال کے ساتھ اپنا دفاع کر رہے تھے۔ دوسری طرف جب ہربیس نے دیکھا کہ کچھ مسلمان اپنے سالار کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگا۔

خالدؓ بن ولید کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں لہٰذا خالد بن ولیدؓ نے ہربیس کو بھاگنے کی مہلت نہ دی۔ اس کا پیچھا کیا اور تلوار کی ایک ہی ضرب سے ہربیس کا کام تمام کر دیا۔

توما اور ہربیس کا خاتمہ کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ پلٹے اس جگہ آئے جہاں ان کے لشکر کا باقی حصہ تھا۔ آپؓ نے وہاں رومن قیدیوں اور مال غنیمت کا جائزہ لیا تو پتا چلا کہ توما اور ہربیس اپنے ساتھ بہت سا قیمتی سامان اور نایاب اشیا لے جا رہے تھے۔ بہر حال آپؓ نے مال غنیمت کے علاوہ قیدیوں کا بھی جائزہ لیا۔ قیدیوں میں مرنے والے توما کی بیوی اور ہرکولیس کی لڑکی بھی شامل تھی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ نے اسلامی روایات کے مطابق ہرکولیس کی بیٹی کے ساتھ نہایت عزت اور احترام کا برتاؤ کیا۔ آپؓ نے ہرکولیس کی بیٹی کی عزت افزائی کی اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا اور اسے رہا کر دیا اور اسے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔

مورخین لکھتے ہیں کہ خالد بن ولیدؓ کے اس رویے اور اس کی بیٹی کے ساتھ ایسے سلوک پر ہرکولیس، خالد بن ولیدؓ کی دریا دلی سے بے حد متاثر ہوا اور اس نے کہا تھا۔

"ان کا غلبہ پروردگار عالم کی طرف سے اور زیادہ ہوگا۔"

Marfat.com

بہر حال توما، ہربیس، اور ان کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کو لے کر دمشق پہنچے۔ وہاں آپ نے ایک خط ابوبکرؓ صدیق کے نام لکھا۔ اس میں دمشق کی فتح کے علاوہ مال غنیمت کی تفصیل بھی لکھی۔ اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

''یہ خط بنام عبداللہ خلیفہ رسول اللہ (ﷺ) اور خالد بن ولیدؓ حاکم شام کی طرف سے ہے بعد تحقیق میں تعریف کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں اس کے نبی (ﷺ) پر اور حال یہ ہے کہ ہم دمشق کی لڑائی میں ہمیشہ دشمن سے سختی اٹھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر مدد نازل فرمائی اور اس نے اپنے دشمنوں پر قہر کیا۔

میں نے باب شرقی سے دشمن کو بزور شمشیر فتح کیا جب کہ ابوعبیدہؓ بن جراح باب جابیہ پر تھے۔ رومنوں نے انہیں فریب دے کر صلح کر لی اور انہوں نے دوسرے دروازے یعنی باب جابیہ پر صلح کی اور مجھے ابوعبیدہؓ نے اس امر سے باز رکھا کہ میں رومنوں کو قتل اور قید کروں میں اور ابوعبیدہؓ کلیسائے مریم کے قریب ملے اور آگے آگے ان کے پادری اور راہب لوگ تھے جن کے پاس صلح کی دستاویزات تھیں اور یہ لوگ رومنوں کے بادشاہ کا داماد توما اور دوسرا سالار جسے ہربیس کہتے ہیں بہت سا مال لے کر شہر سے نکل گئے۔ پس میں نے ان کا پیچھا کیا اور سب مال و دولت چھین لیا اور میں نے ان دونوں کو مار ڈالا اور رومنوں کے بادشاہ ہرکولیس کی بیٹی کو میں نے قید کر لیا تھا لیکن میں نے اسے بطور ہدیہ واپس کر دیا اور میں سلامتی کے ساتھ دمشق پہنچ گیا ہوں اور اب میں آپ کے اگلے حکم کا منتظر ہوں۔''

عجیب بات یہ ہے کہ خالدؓ بن ولید کا لکھا ہوا یہ خط جب ان کے قاصد کے ذریعے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس وقت تک خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ انتقال فرما چکے تھے۔

○❖○

Marfat.com

میخالہ، مریشا اور شوطار تینوں شمال مشرق کے رخ پر اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتی چلی جا رہی تھیں۔ ایک کوہستانی سلسلے کے اندر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے دوڑاتے اچانک میخالہ نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے روک دیا تھا اس لئے کہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر چھوٹی سی ندی میں صاف ستھرے پانی کی لکیر دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی، میخالہ نے جب اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روکا تب اس کے پیچھے مریشا اور شوطار نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک دیا تھا۔

پھر میخالہ نے مریشا اور شوطار دونوں ک مخاطب کیا۔

''میری بچیو! ہم تو گھوڑوں پر بیٹھ کر چھاگلوں کے ذریعے پانی پیتی رہی ہیں لیکن گھوڑے لگاتار سفر کرتے ہوئے پیاس محسوس کر رہے ہیں یہ جو ندی ہمارے سامنے آئی ہے یہ ہمارے لئے نعمت ہے آؤ پہلے گھوڑوں کو پانی پلائیں اس کے بعد دوبارہ سفر جاری رکھتے ہیں۔''

تینوں گھوڑوں سے نیچے اتریں اور ان کی باگیں پکڑ کر ندی کی طرف بڑھیں ندی کا پانی دیکھتے ہوئے گھوڑوں نے تیزی سے ندی کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔ انہوں نے گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دیں اور وہ بڑی تیزی سے لپک کر پانی پینے لگے تھے اس موقع پر تھکے ہارے مسافر کی طرح مریشا اور شوطار دونوں زمین پر بیٹھ گئی تھیں پھر اپنی ماں میخالہ کو مخاطب کرتے ہوئے مریشا بڑے پیار اور محبت میں کہہ رہی تھی۔

''اماں! لگاتار سفر کرتے ہوئے میں تو ....''

اس موقع پر میخالہ نے ایک نگاہ پانی پیتے گھوڑوں پر ڈالی پھر مریشا کے قریب آئی، کھڑے ہی کھڑے اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری بیٹی! اگر ہم نے راستے میں کہیں رکنے اور وقت ضائع کرنے کی کوشش کی تو ہو سکتا ہے ہمارے تعاقب میں کوئی نہ کوئی نکل کھڑا ہو ...... اگر ایسا ہے تو پھر یاد

Marfat.com

رکھنا ہم تینوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی ...... اگر ہم پکڑی گئیں تو یہ بات طے شدہ ہے کہ تینوں کی تینوں مصلوب کر دی جائیں گی۔"

میخالہ جب خاموش ہوئی تب آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کسی قدر بے بسی میں مریشا کہنے لگی۔

''اماں! آسمان کی طرف دیکھو گھرے بادل آہستہ آہستہ زمین کی طرف جھکتے جا رہے ہیں ...... سردی اپنے عروج پر آ گئی ہے اور اگر برف باری یا بارش شروع ہو گئی تب بھی تو ہمیں راستے میں کہیں رکنا پڑے گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی کچھ سوچا دوبارہ اپنی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

''اماں! میرے ذہن میں ایک اور بات بھی ہے آپ کے اندازے کے مطابق اگر ہم سورج غروب ہونے تک گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہیں تو کیا ہم بدلیس شہر پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔"

مریشا کے اس سوال پر میخالہ ملول اور دکھیا سی ہو کر رہ گئی تھی، کہنے لگی۔

''میری بیٹی! بدلیس شہر یہاں سے ابھی کافی دور ہے ...... میرے خیال میں ہم رات کے کسی حصے میں وہاں پہنچنے میں کامیاب ہو سکتی ہیں ......"

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ رکی پھر مریشا کی ڈھارس اور تسلی کی خاطر کہہ رہی تھی۔

''بے شک آسمان پر بادل بنے ہوئے ہیں لیکن نہ ابھی سرما اپنے عروج پر آیا ہے نہ ہی برف باری کا موسم ہے ...... ہاں بارش ہو سکتی ہے ...... اگر بارش ہو گئی تو اتنی فکر مندی کی بات بھی نہیں ہے ...... سردی اتنی بڑھی نہیں کہ ہم لگا تار سفر نہ کر سکیں ...... بیٹے اس موقع پر اگر کوئی مرد ہمارے ساتھ ہوتا تو میں ضرور راستے میں رک کر تم دونوں کو ستانے کا موقع دیتی پر یہ بھی یاد رکھنا کہ تم دونوں کی زندگی مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے ...... اس بنا پر میں چاہتی ہوں کہ راستے میں وقت ضائع کیے بغیر بدلیس پہنچ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیں۔"

میخالہ جب خاموش ہوئی تب اس بار شوطار اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''اماں! آپ نے بتایا تھا کہ بدلیس شہر میں آپ کی خالہ زاد رہتی ہے اور اس کی

Marfat.com

ایک ہی بیٹی ہے ...... شوہر اس کا فوت ہو چکا ہے ...... اب میرے ذہن میں خدشہ اور خطرہ یہ آتا ہے کہ جب آپ وہاں پہنچیں گی تو اپنی خالہ زاد سے کیا کہیں گی کہ آپ لشکر گاہ سے بھاگ کر کیوں اس کے پاس آ گئیں ظاہر ہے ہم اسے یہ تو نہیں کہہ سکتیں کہ ہم نے چونکہ اسلام قبول کر لیا ہے لہٰذا لشکر گاہ میں ہماری جانوں کو خطرہ تھا ...... اس بنا پر ہم بھاگ کر اس کے پاس آ گئی ہیں ...... اگر ایسا کہا گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی خالہ زاد ہی ہمارے متعلق ہمارے لشکر کے سالار کو مطلع کر کے ہمیں گرفتار نہ کرا دے۔''

شوطار جب خاموش ہوئی تب تفکرات کا اظہار کرتے ہوئے میخالہ کہنے لگی۔

''بیٹی! تمہارے خدشات اپنی جگہ درست ہیں ...... میں جانتی ہوں کہ بدلیس شہر پہنچ کر ہمیں کسی بھی صورت یہ نہیں بتانا کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے ...... جس کی بنا پر ہم نے اپنی جانیں بچا کر ادھر کا رخ کیا ہے ...... بدلیس پہنچ کر میں اپنی بہن اور اس کی بیٹی سے یہ کہوں گی کہ میرا شوہر اور میرا بیٹا دونوں مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں کام آ چکے ہیں ...... اس بنا پر لشکر میں ہمارے کچھ دشمن پیدا ہو گئے اور اس دشمنی کی وجہ یہ تھی کہ ایک غیر پسندیدہ شخص میری بیٹی مریشا کا رشتہ مانگتا تھا ...... میرے انکار پر وہ ہم تینوں کی جانوں کے درپے ہو گیا ...... اس بنا پر میں نے بدلیس کا رخ کیا ...... میری بیٹی! اگر کوئی تم دونوں سے پوچھے تو تم بھی یہی کہہ دینا۔''

میخالہ جب خاموش ہوئی تب شوطار بول اٹھی۔

''اماں! کوئی ہمارا تعاقب کرے نہ کرے، میرا دل کہتا ہے کہ مارسمول ہماری تلاش میں ضرور نکلا ہوگا اس لئے کہ اس نے مجھے حاصل کرنے کی قسم کھا رکھی تھی اور میں نے بھی قسم کھا رکھی تھی کہ اس کے ساتھ نہیں آؤں گی ...... اب دیکھیں وہ ہمارے خلاف کیا حیلہ استعمال کرتا ہے۔''

شوطار کی اس گفتگو سے مریشا کسی قدر فکر مند ہو گئی تھی۔ شوطار بھی پریشانی کا شکار تھی اور ان دونوں کی اس حالت کو رفع کرنے کے لئے کسی قدر ہلکے ہلکے تبسم میں میخالہ کہہ رہی تھی۔

''میری بچیو! تم دونوں کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ...... اگر مارسمول ہمارے تعاقب میں ہو گا تو میرے خداوند نے چاہا تو بہت جلد وہ مس بھی ہمیں تلاش کرتا ہوا ادھر کا رخ کرے گا اس لئے کہ مرقیس نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ موقع

Marfat.com

ملتے ہی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو کر واس کو صورت حال سے آگاہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

میری بچیو! اسی سلسلے می ہم مرقیس کے بھی انتہا درجہ کے شکرگزار ہیں ...... اس نے مسلمانوں کے ساتھ ٹکراؤ ہونے سے ایک دن پہلے ہی مجھے بتا دیا تھا کہ لشکر گاہ کے اندر ہمارے خلاف چہ میگوئیاں ہونا شروع ہو گئی ہیں ...... اس بنا پر جس روز مریشا کے باپ وردان نے مسلمانوں کے سالار خالد بن ولیدؓ سے صبح کے وقت ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا اس سے ایک رات پہلے ہی میں نے مریشا کے باپ سے کہہ دیا تھا کہ میں اور تم دونوں علیحدہ خیمے میں رہیں گی تا کہ ہم اس کی کامیابی کے لئے رات بھر دعا مانگیں وردان نے مجھے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تھی اور اس اجازت کے بعد ہی میں تم دونوں کو لے کر بھاگ کھڑی ہوئی ...... مریشا کے باپ نے اچھا ہوا ہمارے گھوڑے بھی تیار رکھے تھے اور کچھ لشکریوں کو ہماری روانگی سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

یہ بات بھی اپنے ذہن میں رکھنا کہ اب تک مریشا کے باپ کا خاتمہ ہو چکا ہو گا اس لئے کہ مریشا کے باپ نے مسلمانوں کے سالار اعلیٰ خالدؓ بن ولید کو فریب دینے کی کوشش کی تھی ...... میرا دل کہتا ہے کہ وہ خود فریب میں مبتلا ہو کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو گا ...... اس وقت میرا دل کہتا ہے مریشا کا باپ وردان زندہ نہیں ہے، مارا جا چکا ہے ...... اس بنا پر مارسول ہی نہیں کئی اور لوگ بھی ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے ......"

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ جب رکی تب مریشا بول اٹھی۔

"اماں! آپ ٹھیک کہتی ہیں ...... میرا بھی دل کہتا ہے کہ میرا باپ مسلمانوں کے سالار کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہوا ہو گا اور اب تک نہ صرف اس کا خاتمہ ہو چکا ہو گا بلکہ مسلمانوں نے رومنوں کے لشکر کو بھی بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہو گا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھا رہی تھی۔

"اماں! میں واقعی تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں ...... دل تو نہیں چاہتا کہ سفر جاری رکھا جائے پر تعاقب کرنے والوں کا بھی خطرہ ہے ...... ویسے ایک بات ہے اماں! راستے میں بھی ہم جگہ جگہ قیام کرتی آئی ہیں اب کسی کو کیا پتا کہ لشکر گاہ سے بھاگ کر

Marfat.com

ہم نے بدلیس شہر کا رخ کیا ہے۔''
اس بار میخالہ کے بجائے شوطار نے مریشا کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور کہنے لگی۔
''میری بہن! تمہارا کہنا درست ہے پر ہمیں تلاش کرنے والوں نے چاروں طرف اپنے آدمی پھیلا دیئے ہوں گے لہٰذا ہمیں احتیاط برتنا ہوگی ....''
یہاں تک کہتے کہتے شوطار خاموش ہو گئی اس لئے کہ بارش کی چھوٹی چھوٹی بوندیں گرنا شروع ہو گئی تھیں اس پر جست لگانے کے انداز میں شوطار اٹھ کھڑی ہوئی اور میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''اماں! ادھر دیکھو ...... گھوڑے پانی پینے کے بعد ندی کے کنارے کنارے جو گھاس ہے وہ چرنا شروع ہو گئے ہیں ابھی چونکہ سردی اپنے عروج پر نہیں آئی لہٰذا گھاس آدھی بھوری اور آدھی ہری ہے اور گھوڑے یہ گھاس بڑی رغبت سے کھا رہے ہیں ...... اماں ہمارے پاس گھوڑوں کی خوراک کا بھی کوئی سامان نہیں ...... اگر آپ اجازت دیں تو میں اور مریشا تینوں گھوڑوں کے لئے کافی مقدار میں گھاس جمع کر لیں ...... اگر بارش کی وجہ سے ہمیں تھوڑی دیر کے لئے رکنا بھی پڑا تو اس گھاس سے گھوڑے اپنا پیٹ بھر لیں گے ...... جہاں تک ہماری خوراک کا تعلق ہے تو پچھلی منزل میں جو سرائے سے ہم نے کھانے پینے کا سامان لیا تھا اس میں سے ہمارے پاس کافی کچھ بچا ہے اور وہ ہمارے لئے کم از کم دو وقت کے لئے کافی ہوگا۔''
شوطار کی اس تجویز پر میخالہ نے اتفاق کیا تھا۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔
''میری بچیو! گھوڑے اگر پانی پینے کے بعد گھاس چر رہے ہیں تو انہیں چرنے دو ...... آؤ گھوڑوں کے لئے وافر مقدار میں گھاس جمع کر لیں ...... اس کام میں، میں بھی تمہاری مدد کرتی ہوں ...... تم دونوں اپنی اپنی تلواریں سنبھال لو۔''
شوطار پہلے ہی کھڑی ہو چکی تھی پھر شوطار نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، مریشا نے اس کا ہاتھ تھاما شوطار نے اسے کھینچ کر کھڑا کیا پھر دونوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں۔ میخالہ بھی اپنی تلوار بے نیام کر چکی تھی پھر وہ تینوں تلواریں مار مار کر ندی کے کنارے گھاس کاٹتے ہوئے اس کے ڈھیر لگانے لگی تھیں۔
گھاس خوب موٹی شاخوں اور لمبائی والی تھی لہٰذا جلد ہی انہوں نے گھاس کے کئی ڈھیر بنا لئے تھے اتنی دیر تک بارش تیز ہونا شروع ہو گئی تھی لہٰذا پریشان سی آواز

Marfat.com

میں میخالہ شوطار اور مریشا کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری بیٹیو! جو گھاس ہم ابھی تک کاٹ چکی ہیں، آؤ اس کے گٹھے بنا کر انہیں اپنے اپنے گھوڑوں پر رکھ کر یہاں سے کوچ کریں ...... بارش تیز ہوتی جا رہی ہے آگے کوئی مناسب جگہ آئی تو تھوڑی دیر رک کر انتظار کر لیں گی ...... اگر بارش رک گئی تو ٹھیک ورنہ برستی بارش میں بھی ہمیں اپنا سفر جاری رکھنا ہو گا۔''

شوطار اور مریشا دونوں نے اس سے اتفاق کیا۔ دونوں نے بھاگ بھاگ کر ساری گھاس اکٹھی کر کے اس کے تین گٹھے بنائے پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہونے کے بعد تینوں نے ایک ایک گٹھا اپنے سامنے رکھ لیا تھا اس کے بعد اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے وہ ندی کنارے سے ذرا ہٹ کر پھر آگے بڑھنے لگی تھیں۔

❖

بارش لحہ بہ لحہ تیز ہوتی جا رہی تھی کچھ دور آگے جانے کے بعد ایک جگہ میخالہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اس لئے کہ وہاں شاہراہ کے کنارے املی کے گھنے درخت تھے گھوڑے پر بیٹھے ہی بیٹے میخالہ کچھ سوچنے لگی تھی مریشا اور شوطار بھی قریب آئیں اس موقع پر مریشا اور شوطار میخالہ کو مخاطب کر کے کچھ کہنا بھی چاہتی تھیں کہ اتنی دیر تک میخالہ اپنے گھوڑے سے اتر گئی پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''میری بچیو! بارش تیز ہو رہی ہے ...... تھوڑی دیر تک ستاتی ہیں بارش رک گئی تو ٹھیک ورنہ سفر جاری رکھا جائے گا ...... اب آؤ نیچے اترو ...... ہمارے پاس چمڑے کی تین بڑی بڑی چادریں ہیں جن کے اندر ہمارے بستر بندھے ہوئے ہیں ...... انہیں کھولو۔''

مریشا اور شوطار نے جلدی جلدی چمڑے کی دونوں بڑی بڑی چادریں علیحدہ کیں پھر تینوں نے مل کر املی کے درختوں کے ساتھ وہ دونوں چادریں اس طرح پھیلا کر باندھ دی تھیں کہ اگر ان چادروں کے نیچے کھڑا ہوا جائے تو بارش سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔

چادروں کے املی کے درختوں سے باندھنے کے بعد ایک چادر کے نیچے بھورے سے رنگ کے کپڑے کی چاد پھیلا کر وہ تینوں اس پر بیٹھ گئی تھیں دوسری چادر کے نیچے انہوں نے گھوڑوں کو کھڑا کر دیا تھا۔ گھوڑوں کے منہ سے انہوں نے دہانے نکال کر

Marfat.com

گھاس کے گٹھے انہوں نے پھیلا دیئے تھے۔ تینوں گھوڑے بڑی رغبت سے گھاس چبانے لگے تھے جبکہ وہ تینوں چمڑے کی دوسری چادر کے نیچے بچھائی کپڑے کی چادر پر چپ چاپ بیٹھ گئی تھیں۔

میخالہ کو کچھ خیال گزرا، مریشا اور شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بچیو! میرا اندازہ ہے کہ سورج اب مغرب کی طرف کافی ڈھل چکا ہے آؤ، یہیں بیٹھ کر کھانا کھا لیتی ہیں ...... اس وقت ہمارے پاس کھانے کا سامان بھی ہے پانی بھی ہے ...... اتنی دیر تک گھوڑے بھی گھاس سے اپنا پیٹ بھر لیں گے ہم بھی کھانا کھا چکی ہوں گی ...... اس دوران اگر بارش تھم گئی یا ذرا ہلکی ہوگئی تو دوبارہ سفر شروع کر دیا جائے گا۔''

مریشا اور شوطار دونوں نے اس سے اتفاق کیا اور دونوں نے جلدی جلدی کھانے کا سامان نکالا اور تینوں چپ چاپ کھانا کھانے لگی تھیں۔

❖

کھانا کھانے کے بعد انہیں مزید کچھ دیر انتظار کرنا پڑا یہاں تک کہ بارش کا زور کم ہو گیا اور آہستہ آہستہ موٹی موٹی بوندیں رم جھم پھوار کی صورت اختیار کرتی چلی گئیں یہاں تک کہ بارش رکنا شروع ہو گئی تھی اس پر میخالہ اٹھی اور مریشا اور شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بچیو! اٹھ جاؤ لگتا ہے حالات موافق ہیں ...... بارش رک رہی ہے، آؤ چمڑے کی چادروں کو کھول کر بستر ان میں باندھیں اور یہاں سے کوچ کر جائیں۔''

شوطار اور مریشا دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں دنوں نے مل کر جلدی جلدی املی کے درختوں سے بندھی ہوئی چمڑے کی چادریں کھول لیں اور انہیں لپیٹ کر اپنے بستر باندھ لیے تھے۔ اتنی دیر تک گھوڑے بھی گھاس کھا کر پیٹ بھر چکے تھے لہٰذا تینوں نے آگے بڑھ کر اپنے اپنے گھوڑے کو دھانا چڑھایا پھر بستر اپنے گھوڑوں کی زین کے ساتھ باندھنے کے بعد تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور انہیں ایڑ لگاتی ہوئیں شمال مشرق کے رخ پر بڑھ رہی تھیں۔

○❖○

Marfat.com

دمشق کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے دمشق ہی میں قیام کیا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کا وصال ہو گیا اور ان کی جگہ فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے۔ اس موقع پر جو غیر معمولی واقعہ اور حادثہ پیش آیا وہ یہ تھا کہ فاروق اعظمؓ نے خالدؓ بن ولید کو معزول کر کے ابوعبیدہؓ بن جراح کو اسلامی لشکر کا سالار اعلیٰ مقرر کیا تھا۔

فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں خالد بن ولیدؓ کے معزول کیے جانے سے متعلق مورخین کی دو رائے ہیں کچھ کا تو یہ خیال ہے۔ حضرت عمرؓ نے خلیفہ سے منتخب ہونے کے بعد خالدؓ بن ولید کو ان کے منصب سے معزول کر دیا اور کچھ اس بات پر متفق ہیں کہ بعض اختلافات کی بنا پر ہجری تیرہ میں فاروق اعظمؓ نے خالدؓ بن ولید کو ابوعبیدہؓ بن جراح کے ماتحت کر دیا تھا اس کے بعد ہجری سترہ میں دربار خلافت میں یہ خبر پہنچی کہ خالد بن ولیدؓ نے اپنی شان میں قصیدہ سن کر ایک شاعر کو دس ہزار کی رقم انعام میں دی ہے تو فاروق اعظمؓ نے انہیں معزول کر دیا۔

اس سلسلے میں ابن اثیر کا بیان انتہائی اہم ہے۔ اس نے ہجری تیرہ کے واقعات میں حضرت خالدؓ کی معزولی کا ذکر کرنے کے بعد ہجری سترہ میں پھر ان کا معزول ہونا بیان کیا ہے اور مورخین لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہجری تیرہ میں انہیں ابوعبیدہ کے تحت کر دیا اور ہجری سترہ میں بالکل معزول کر کے مدینہ طیبہ طلب کر لیا ہو گا۔

خالدؓ بن ولید کی معزولی کے سن کے اختلاف کے علاوہ تاریخ کی اکثر کتابوں میں یہ واقعہ ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یوں ہے۔

''مورخین لکھتے ہیں کہ جب فاروقؓ اعظم کو جب خالدؓ بن ولید کی بعض بے اعتدالیوں کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے ان کی معزولی کا حکم لکھ کر حضرت بلالؓ کے

Marfat.com

ہاتھ شام کی طرف بھیجا اور ساتھ تاکید کی گئی کہ وہ پہلے خالد بن ولیدؓ سے جواب طلب کریں اور جب وہ معقول جواب نہ دے سکیں تو پھر انہیں معزول سمجھا جائے۔

چنانچہ جب فاروق اعظمؓ کے قاصد کی حیثیت سے حضرت بلالؓ پیغام لے کر ابوعبیدہؓ بن جراح کے پاس پہنچے تو ابوعبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید کو اپنے پاس بلا لیا اور خلیفہ کا حکم پڑھ کر انہیں سنایا۔

اس موقع پر حضرت بلالؓ نے خالد بن ولیدؓ سے جواب طلب کیا کہ آپؓ نے وہ رقم کہاں سے لے کر دی جو شاعر کو ادا کی تھی۔

کہتے ہیں ایک بار پوچھنے پر خالد بن ولیدؓ نے خاموشی اختیار کیے رکھی دوبارہ پوچھنے پر بھی جب خالد بن ولیدؓ نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت بلالؓ نے معزولی کی نشانی کے طور پر ان کے سر سے عمامہ اتار دیا اور اس طرح آپ کو معزول کر دیا گیا۔

کچھ مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ سر سے عمامہ اتارنے کے بعد حضرت بلالؓ نے ان کے دونوں ہاتھ باندھ دیئے اور پھر انہیں مدینہ روانہ کر دیا گیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدنیہ پہنچ کر خالد بن ولیدؓ نے فاروق اعظمؓ کے تمام شکوے رفع کر دیئے لہٰذا حضرت عمرؓ نے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

''خدا کی قسم خالدؓ! تم مجھے بے حد محبوب ہو میں دل سے تمہاری قدر اور منزلت کرتا ہوں۔''

اس کے بعد فاروق اعظمؓ نے تمام صوبوں کے والیوں کو لکھ بھیجا کہ خالدؓ کی معزولی کسی رنجش اور بددیانتی کی وجہ سے نہ تھی۔

کچھ مورخین خالد بن ولیدؓ کی معزولی کے چار اسباب بیان کرتے ہیں۔

اول یہ کہ خالد بن ولیدؓ عسکری اخراجات کا حساب نہیں پیش کرتے تھے اور حضرت عمرؓ کی طرف سے حساب پیش کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو وہ آمادہ نہ ہوئے اور یہ عذر پیش کیا کہ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانے میں بھی حساب پیش نہیں کرتا تھا لہٰذا اب بھی حساب نہیں دوں گا لہٰذا فاروق اعظمؓ نے انہیں معزول کر دیا۔

دوئم یہ کہ خالد بن ولیدؓ نے اپنی تعریف میں قصیدہ سن کر ایک شاعر کو دس ہزار روپیہ دے دیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس واقع کا علم ہوا تو آپؓ نے باز پرس کی اور معقول جواب نہ ملنے پر انہیں معزول کر دیا۔

سوئم یہ کہ حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ صدیق کے زمانہ خلافت ہی سے خالد بن

Marfat.com

ولیدؓ کے خلاف تھے اس لئے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد انہوں نے اس اختلاف کے باعث انہیں معزول کر دیا۔

چہارم یہ کہ حضرت عمرؓ، خالد بن ولیدؓ کی بڑھتی ہوئی ہر دل عزیزی کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ خالد بن ولیدؓ اپنے محیر العقول کارناموں کی وجہ سے عامتہ المسلمین میں مقبول ہوتے جاتے تھے اس لئے انہیں معزول کر دیا۔

کچھ مورخین لکھتے ہیں کہ اگر ان چاروں باتوں پر غور کیا جائے تو چار الگ الگ نتیجے مرتب ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ حضرت عمرؓ نے ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے خالدؓ بن ولید کو معزول کر دیا۔

دوئم یہ کہ خالد بن ولید عسکری معاملات میں دربار خلافت کو قوت بالا خیال نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے حساب کتاب دینا ضروری خیال نہ کیا اور ان کی یہ کوتاہی ان کی معزولی کا باعث بن گئی۔

سوئم یہ کہ خالد بن ولیدؓ اسراف کرنے والے تھے اور مال غنیمت میں سے اپنے حصے سے زیادہ رکھ لیتے تھے۔

چہارم یہ کہ حضرت عمرؓ کو خوف تھا، خالدؓ بن ولید کی ہر دل عزیزی مسلمانوں کے لئے کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دے۔

جہاں تک پہلی تین باتوں کا تعلق ہے تو وہ مورخین لکھتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ان کے اندر بہت کم صداقت ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ باتیں ان مورخین کی تحریر کردہ ہیں جنہوں نے اپنی بہتان طرازیوں، غلط تاویلوں سے اسلام اور مسلمانوں کے کارناموں کو ہر قیمت پر ہمیشہ غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اگرچہ ان روائتوں کو اکثر مستند مسلمان مورخین نے بھی بیان کیا ہے اور اپنے طور پر ان کی تاویلیں بھی کی ہیں لیکن روایت کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی صحت سے انکار کرنا پڑتا ہے۔

اس کے علاوہ عقل اس بات کو کسی طور پر تسلیم نہیں کرتی کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہم نشینی کا شرف حاصل کرنے والے اور اسلام کے اصولوں کی روح سے آشنا یہ دونوں بزرگ اور محترم ہستیاں اسلام کے پہلے دور ہی میں مومن کے اعلیٰ اور ارفع مقام سے گر کر اس قدر پست ہو جاتیں کہ اسراف، حکم عدولی اور ذاتی رنجش جیسے گھٹیا جذبات

Marfat.com

اور اعمال کا اثر ان کی قومی زندگیوں میں اثر کر سکتا۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ قومی معاملات میں ان دونوں بزرگوں یعنی فاروق اعظمؓ اور خالد بن ولیدؓ نے اپنی اپنی ذات کو اس قدر الگ کر دیا تھا کہ آج ہمیں ان کے کارنامے معجزہ معلوم ہوتے ہیں وہی فاروق اعظمؓ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے خالدؓ بن ولید کو معزول کیا اپنی پوری اسلامی زندگی میں انتہائی مخلص اور بے غرض نظر آتے ہیں ان کی غیر جانبداری اور صاف گوئی کی دھاک مخالفوں اور موافقوں سب کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی قومی معاملات میں وہ اس قدر محتاط اور پاکیزہ تھے کہ جب ان کی وفات کے وقت ایک شخص نے ان کی خلافت کے لئے ان کے بیٹے کا نام پیش کیا تو فاروق اعظمؓ نے نفرت سے منہ پھیر لیا تھا۔

اس طرح جب ہم خالدؓ بن کا معاملہ دیکھتے ہیں تو شام و عراق کے ظلمت کدوں میں اسلام کی روشنی پھیلانے والا عالم اسلام کا یہ مخلص انسان، صاحب تدبیر سالار اور جری لشکری زندگی کے ہر لمحے میں ہمیں شہادت کی موت کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں ان کی پوری اسلامی زندگی سفر جنگ دوڑ دھوپ اور بے آرامی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ شہادت کی تلاش میں دشمن کے ٹڈی دل لشکروں کے اندر اس طرح گھس جایا کرتے تھ جس طرح طویل سفر کے بعد کوئی مسافر اپنے گھر کے صحن میں داخل ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ انسانی نفسیات کے ماہر یقیناً اس بات کو درست تسلیم کریں گے کہ بے خوفی اور جسارت کے ان کارناموں کا اظہار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو دنیا کی لذتوں، تعریفوں اور خوشامدوں سے بے نیاز ہو چکا ہو۔ جسے وہ مقصد سب سے زیادہ عزیز ہو جس کے لئے، وہ جدوجہد کر رہا ہو۔

ہاں مورخین لکھتے ہیں کہ البتہ چوتھی بات اس لئے قابل تسلیم ہے کہ وہ روح اسلام کے عین مطابق ہے ہو سکتا ہے خالد بن ولیدؓ کے بہادرانہ کارناموں کو دیکھ کر لوگوں کا یہ اعتقاد ہو گیا ہو کہ مسلمانوں کو یہ فتح مندیاں صرف اور صرف خالدؓ بن ولید کی وجہ سے ہیں حالانکہ مسلمانوں کی نصرت کا راز یہ تھا کہ وہ اسے اپنی قوت بازو کے ساتھ خداوند قدوس کی حمایت سے زیادہ بھروسا اور اعتماد کرتے تھے۔

اس بنا پر مورخین لکھتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے اس بات کو محسوس کیا اور انہیں معزول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کا نور کسی عمرؓ یا خالدؓ کا محتاج نہیں ہے۔

Marfat.com

کچھ مورخین خالدؓ بن ولید کی معزولی کی یہ بھی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت جب کہ شام کا صدر مقام یعنی دمشق فتح ہو چکا تھا اور وہاں کے لوگوں کا دل مٹھی میں لینے کے لئے خالد بن ولیدؓ جیسے گرم مزاج سالار کی جگہ ابوعبیدہؓ بن جراح جیسے نرم دل مدبر کی ضرورت تھی۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ جہاں تک خالد بن ولیدؓ کے اصراف، نافرمانی اور خیانت یا فاروق اعظمؓ کی ذاتی رنجش یا بدگمانی کا تعلق ہے تو اس قسم کے تمام افسانوں کو صرف اور صرف بہتان سمجھنا چاہیے۔

اس کے علاوہ اس تمام بحث سے قطع نظر اگر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی اس بات پر غور کیا جائے تو خالد بن ولیدؓ کی معزولی کوئی ایسا اہم واقعہ نہ تھا جس کو اس قدر اہتمام کے ساتھ پیش کیا جاتا زندہ قوموں کے افراد کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ہر معاملے میں اپنی ذات کے مقابلے مین اپنی قوم کے مفاد کو مقدم اعلیٰ اور ارفع جانتے ہیں۔

خالد بن ولیدؓ نے اپنی معزولی کی خبر سن کر جہاد کی کوشش میں ذرہ بھر کمی نہ کی تھی بلکہ اپنی معزولی کے بعد جب انہیں ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنے ایک سالار عبداللہؓ بن جعفر کی مدد کے لئے بھیجا تو آپؓ نے اس مہم میں نہایت جانبازی سے دشمن پر ضرب لگائی۔

خالدؓ بن ولید کو معزول کرنے کے بعد جب ابوعبیدہؓ بن جراح کو خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر یہ خیال پیدا ہوا کہ اب خالد بن ولیدؓ شاید دشمن کے مقابلے میں پہلے سی گرم جوشی نہ دکھائی گے لیکن خالد بن ولیدؓ نے اپنی معزولی کو محسوس تک نہ کیا اور آپؓ کے ارادوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی حالانکہ ابوعبیدہؓ کا خیال انسانی نفسیات کے عین مطابق تھا اس لئے کہ ایک دریا جو تیزی سے بہہ رہا ہو اگر اس پر بند ھ باندھ دیا جائے تو یقیناً اس کے پانی کی روانی موقوف ہو جاتی ہے۔

اس طرح انسان کی طبیعت کی تیزی اور جولانی اس کے کام کی قدر دانی پر زیادہ ہوتی ہے لیکن جب اس کے شاندار کارناموں کو نظر انداز کر کے اسے اس کے مرتبے سے گرا دیا جاتا ہے تو وہ اپنے فرائض کی انجام دہی سے دست کش ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے یہ ایسا وقت تھا کہ اگر خالد بن ولیدؓ اپنے کام سے دست بردار ہو جاتے تو انہیں الزام نہیں دیا جا سکتا تھا لیکن خالد بن ولیدؓ پر آفرین ہے کہ انہوں نے اپنی

Marfat.com

معزولی کا حکم سن کر فرمایا۔

''اگر فاروق اعظمؓ نے میرے اوپر کسی حبشی غلام کو بھی سردار بنا دیا ہوتا تو میں اس کے زیر کمان اسی جوش اور جذبے سے جہاد کرتا جیسے اب تک کرتا رہا ہوں۔''

دنیا کی تاریخ ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی کہ کسی سالار کو جس نے اپنی شجاعت کا سکہ اپنوں اور غیروں پر بیٹھا دیا ہو اور وہ جنگی فنون میں بے مثال ہو اور اس کی قابلیت ہر فریق کے نزدیک مسلم ہو اسے معزول کر دیا گیا ہو اور معزولی کے بعد اس نے عسکری نظام کو کسی اور کی ماتحتی کی حالت میں بھی اپنی خداداد قابلیت، دلیری جرات مندی سے اور بہتر اور برتر بنا دیا ہوا اور حاکم اعلیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا ہو۔

یہ خالد بن ولیدؓ ہی تھے جنہوں نے اس طرح کی مثال قائم کر دی کیونکہ جس اسلامی نظام سے خالد بن ولیدؓ وابستہ تھے وہ قرآنی تعلیم کے ماتحت چل رہا تھا اس لئے کہ اللہ نے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا ہے۔

''ان مومنین کے دلوں میں قبل از اسلام جو کھوٹ اور برائی تھی وہ ہم نے نکال ڈالی ہے۔''

بہرحال خالد بن ولیدؓ کی تمام جدوجہد اور جانبازی اللہ ہی کے واسطے تھی اپنی فتوحات فتح مندی سے وہ ذاتی افتخار اور ناموری کے خواہاں نہ تھے۔ ان کے دل میں نفسانی خواہشات کینہ پروری جاہ طلبی اور ہوا و ہوس کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی۔

اس کے علاوہ خالد بن ولیدؓ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنے نفس کو خدا کی راہ میں وقف کر دیا ہے وہ تمنائے شہادت میں ہزاروں کفار کے اوپر تنہا شیر کی طرح جا پڑتے تھے ان کے جسم کا ہر قطرہ خون خدا کی راہ میں بہنے کے لئے تیار تھا ان کے جذبات اسلام کی خدمت کے لئے وقف تھے اور ان کا جینا اور مرنا صرف اللہ کی رضا مندی کے لئے تھا۔

انسانی نفسیات کے پیش نظر خالدؓ بن ولید کا اسلامی لشکر کی سالاری سے معزول کیا جانا ایک ایسا حادثہ تھا کہ اس کے بعد ان کی سپاہیانہ جدوجہد اور مجاہدانہ عزائم کا خاتمہ ہو جانا چاہیے تھا یا کم از کم ان کی کوششوں میں وہ پہلے جیسی شدت اور لگن نہیں ہونی چاہئے تھی۔

لیکن خالد بن ولید کا سوانح نگار یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ معزول ہونے

Marfat.com

کے بعد بھی ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں میں ذرا برابر کمی واقع نہ ہوئی تھی۔ وہی تلوار جو سپہ سالاری کے نشان کے طور پر مجاہدوں کی رہنمائی کرتی تھی ایک عام لشکری کے حربے کے طور پر اسلام کی سربلندی اور حق و انصاف کی حمایت کے لئے رومن شہنشاہیت کے سر پر برق کی طرح کوندتی رہی اور اس وقت تک نیام میں نہیں گئی جب تک غیر منصفانہ اور غیر مساویانہ حکومت کا خاتمہ نہ کر دیا گیا۔

خالدؓ بن ولید کے کردار کی یہی بلندی ہے جو انہیں ایک عام دنیا دار فاتح کی نسبت اونچا کر کے مجاہد فی سبیل اللہ کی خلعت فاخرہ عطا کرتی ہے اور ان کا رتبہ فاتحین عالم میں اعلیٰ اور ارفع نظر آتا ہے۔ بہرحال جس طرح خالدؓ بن ولید کے کارناموں کی بناء پر ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ نافرمانی یا خیانت کے مرتکب ہوئے ہوں گے اسی طرح حضور پاکؐ کے ارشادات کی روشنی میں فاروق اعظمؓ سے بھی یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے ذاتی رنجش یا بدگمانی کی وجہ سے خالدؓ بن ولید کو معزول کیا ہوگا اس لئے کہ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فاروقِ اعظمؓ سے متعلق حضورؐ نے فرمایا۔

''تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ اگرچہ نبی نہ تھے تاہم وہ کلامِ الٰہی کے مخاطب ہوتے تھے۔ امتِ محمدیہ میں یہ درجہ عمرؓ بن الخطاب کو حاصل ہے۔''

مزید کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت علیؓ ابنِ طالب نے حضورؐ کا ارشادِ گرامی سناتے ہوئے کہا تھا۔

''عمرؓ کو ناراض مت کرو اور اس سلسلے میں محتاط رہو۔ اس لئے کہ ابنِ خطاب کی کبیدگی خاطر غضب خداوندی کو ابھارتی ہے۔''

حضورؐ کے چچازاد بھائی ابنِ عباسؓ نے فضلؓ بن عباس کا فاروقِ اعظمؓ کے متعلق ایک قول اس طرح نقل کیا ہے۔

''میں نے حضور ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ میں اور عمرؓ بہرحال اور بہرصورت ایک دوسرے کے ساتھ ہیں عمرؓ کہیں ہوں، میرے بعد حق ان کے ساتھ ہے۔''

بہرحال حالات کچھ بھی ہوں فاروق اعظمؓ نے خالدؓ بن ولید کو معزول کر کے اسلامی لشکر کا سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہؓ بن جراح کو مقرر کر دیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

میخالہ، مریشا اور شوطار تینوں رات بھر سفر کرتی رہی تھیں۔ انہوں نے کہیں بھی راستے میں رکنے یا دم لینے کی کوشش نہ کی تھی۔ تاہم وہ گھوڑوں کو سرپٹ نہ دوڑا رہی تھیں، میانہ روی سے انہیں ہانک رہی تھیں تاکہ لمبی مسافت طے کرتے ہوئے وہ تھک نہ جائیں۔

رات بھر سفر کرنے کے بعد اگلے روز جب سورج کافی چڑھ آیا اور وہ تینوں بدلیس شہر کے قریب پہنچ گئیں تب انہیں اپنے پیچھے تین سوار آتے دکھائی دیئے۔ سب سے پہلے ان سواروں پر نظر میخالہ کی پڑی تھی ان سواروں کو دیکھتے ہی انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں میخالہ شوطار اور مریشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بچیو! لگتا ہے خطرہ ہمارے تعاقب میں لگ گیا ہے۔ ذرا اپنے پیچھے دیکھو تین گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے ہمارے پیچھے آ رہے ہیں۔ میرا دل کہتا ہے وہ ہمارے تعاقب میں ہیں۔

میخالہ کے ان الفاظ پر مریشا اور شوطار دونوں نے جب مڑ کر دیکھا تو واقعی تین سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے اس شاہراہ پر آ رہے تھے جس شاہراہ پر وہ تینوں سفر کر رہی تھیں۔

اس موقع پر مریشا نے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''اماں! پہلے یہ کہو کہ بدلیس شہر یہاں سے کتنا دور ہو گا؟''

فکرمندی سی آواز میں میخالہ کہنے لگی۔

''شہر اب یہاں سے کوئی زیادہ دور نہیں۔ میرے خیال میں تھوڑی دیر تک ہم شہر میں داخل ہو جائیں گی۔''

اس پر مریشا کہنے لگی۔

''اگر یہ بات ہے تو میرے خیال میں ہمیں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر انہیں

Marfat.com

سرپٹ دوڑا دینا چاہئے اور شہر میں داخل ہو جانا چاہئے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد ان تینوں سے بچنے کا کوئی حیلہ، کوئی جتن کیا جا سکتا ہے۔

مریشا کی اس گفتگو کا جواب میخالہ دینا ہی چاہتی تھی کہ انتہائی جرأت مندی اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شوطار کہنے لگی۔

''مریشا! میری بہن، میں قطعی طور پر تمہاری اس تجویز سے اتفاق نہیں کرتی۔ میری بہن اگر اس موقع پر ہم اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر بدلیس شہر کی طرف دوڑتے ہیں تو ہم اپنے پیچھے آنے والے ان تین سواروں کی نگاہوں میں مشکوک ہو جائیں گی۔ یہ بھی ممکن ہے وہ کوئی اور لوگ ہوں۔ ہمارا تعاقب کرنے والے نہ ہوں اور اگر ہم نے بھاگنے کی کوشش کی تو پھر تو وہ ضرور ہمارے تعاقب میں لگ جائیں گے۔ اب جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں وہ غور سے سنو۔ جس رفتار سے ہم بدلیس شہر جائیں گے، اپنی رفتار یہی رکھیں گے۔ نہ گھٹائیں گے نہ بڑھائیں گے۔ ہمارے پیچھے آنے والے سوار تیز رفتاری سے آ رہے ہیں۔ جلد ہی وہ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اگر وہ کوئی اور ہوئے اور ہمارے پاس سے گزر کر نکل گئے تب تو بہتر اور اگر وہ مارسمول یا اس کے ساتھی ہوئے تو پھر مجھے غور سے سننا کہ ان سے کیسے نمٹنا ہے۔ جونہی وہ آگے آئیں گے، انہیں دیکھیں گے کہ وہ کون ہیں۔ اس کے بعد سب سے پہلے میں ایک دم حرکت میں آؤں گی۔ میرے پاس بھاری پھل کا خنجر ہے اور تم جانتی ہو کہ میرا نشانہ بھی بے خطا ہے۔ ان میں سے ایک کو تو میں خنجر کا نشانہ بنا دوں گی باقی دو رہ جائیں گے ان میں سے ایک پر میں اپنی تلوار سونت کر حملہ آور ہو جاؤں گی مریشا میری بہن دوسرے کے سامنے تم آنا اس دوران اماں حرکت میں آئیں گی اماں کے گھوڑے کے ساتھ کمان اور ترکش بندھے ہوئے ہیں۔ کافی تیر بھی ہیں۔ اماں تعاقب کرنے والوں میں سے اس کی پشت کو اپنے تیروں کا نشانہ بنائے گی جو مریشا میری بہن تم سے ٹکرا رہا ہو گا۔ اس دوران مجھے امید ہے کہ میں بھی اپنے مد مقابل کا خاتمہ کرنے کے بعد تمہاری مدد کو پہنچ جاؤں گی۔ اس طرح ہم تعاقب کرنے والے تینوں کا خاتمہ کر کے اور اپنے آپ کو محفوظ کر کے بدلیس شہر کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔''

میخالہ اور مریشا دونوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شوطار کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ پھر شوطار نے اپنا خنجر اور تلوار دونوں سنبھال لی تھیں اور ان پر گرفت مضبوط کر لی تھی۔ مریشا کا ہاتھ بھی اپنی تلوار کے دستے پر جا چکا تھا جبکہ میخالہ نے

Marfat.com

بائیں ہاتھ میں کمان سنبھال لی تھی اور اس کا دایاں ہاتھ تیروں بھرے ترکش پر چلا گیا تھا۔

اتنی دیر تک تعاقب کرنے والے قریب آ گئے۔ وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آ رہے تھے۔ سب سے پہلے شوطار نے بغور ان کا جائزہ لیا ان میں نہ مارسمول تھا اور نہ ان کا کوئی جاننے والا لہٰذا سرگوشی کے انداز میں مریشا اور میخالہ کو مخاطب کیا۔

''میرا اندازہ ہے یہ ہمارے تعاقب میں نہیں آئے یہ کوئی اور ہی ہیں اور اپنی کسی منزل کا رخ کئے ہوئے ہیں۔''

اتنی دیر تک تعاقب کرنے والے بالکل ان کے قریب آ گئے۔ پھر ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان میں سے ایک اچانک انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عزیز بہنو! تم کہاں سے آ رہی ہو؟ کدھر جانے کا ارادہ ہے؟''

اس پر میخالہ نے انہیں مخاطب کیا۔

''ہم تینوں بدلیس کی رہنے والی ہیں اور بدلیس کی طرف جا رہی ہیں۔ اپنے عزیزوں کے ہاں سے لوٹ رہی ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ رکی پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم کون ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟''

اس پر ان تینوں میں سے ایک بول اٹھا۔

''ہم سوداگر ہیں، ارضِ شام سے آ رہے ہیں۔ ارضِ شام کے حالات اب اچھے نہیں ہیں اس لئے ہم اپنی سوداگری کا سارا مال وہاں سے گنوا بیٹھنے کے بعد ادھر بھاگے ہیں۔''

میخالہ نے جستجو بھرے انداز میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھ لیا۔

''ارضِ شام کے حالات کو کیا ہوا؟''

اس پر وہ تینوں اپنے گھوڑوں کی رفتار کم کرتے ہوئے ان کے ساتھ ساتھ ہو لئے پھر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''دراصل ارضِ شام میں رومن اور مسلمان آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ مسلمانوں نے اس سے پہلے اجنادین کے میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دی اور اس جنگ میں رومنوں کا سالارِ اعلیٰ وردان مارا گیا۔ باقی بہت سے لشکری اور سالار بھی

Marfat.com

جنگ میں کام آئے اور رومن شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے یہیں تک اکتفا نہیں کیا۔ اجنادین میں رومنوں کو شکست دینے کے بعد اب انہوں نے دمشق شہر بھی فتح کر لیا ہے اور اندیشہ ہے کہ اب وہ رومنوں کے مزید علاقوں کا رخ کریں گے۔"

میخالہ جواب میں جب خاموش رہی تب ان تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے ان کی رفتار تیز کر دی۔ ان کے جانے کے بعد سکون کا اظہار کرتے ہوئے میخالہ نے مریشا اور شوطار کو مخاطب کیا۔

"میری بیٹیو! یہ سوار تو ہمارے لئے سود مند ثابت ہوئے۔ ہم یونہی ان سے خوفزدہ تھیں کہ یہ ہمارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ یہ تو بے چارے سوداگر ہیں خود اپنا مال گنوا کر لوٹ رہے ہیں اور انہوں نے ہمیں اچھی اطلاعات بھی فراہم کر دی ہیں کہ اجنادین کے میدانوں میں رومنوں کو شکست ہوئی اور مریشا کا باپ بھی مارا جا چکا ہے اور اس کے بعد مسلمان دمشق پر بھی قابض ہو چکے ہیں۔"

اپنے باپ کے مرنے کی خبر سن کر جہاں مریشا کچھ اداس اور فکرمند ہو گئی تھی وہاں خود میخالہ بھی ملول ہو کر رہ گئی تھی۔ پھر تینوں خاموشی سے سفر کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ بدلیس شہر میں داخل ہو رہی تھیں۔ بدلیس مشرقی اناطولیہ کا ایک قدیم اور مرکزی شہر ہے جو دریائے بتلیس کے کنارے جھیل وان سے لگ بھگ پچیس کلومیٹر جنوب مغرب کی سمت واقع ہے۔ پرانے دور میں بھی یہ خوب گنجان اور کچی پکی عمارتوں پر مشتمل تھا۔ زیادہ تر مکان اور رہائش گاہیں پہاڑوں کی ڈھلانوں اور دریا کے ٹاپو پر واقع تھیں۔ یہ شہر انتہائی سخت آب و ہوا رکھتا تھا۔

تاریخ میں سب سے پہلے اس شہر کا ذکر سکندرِ اعظم کے حملے کے دوران ملتا ہے۔ اس شہر کا نام سکندرِ اعظم کے ایک سپہ سالار کے نام پر رکھا گیا تھا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے اسے فاروقِ اعظمؓ کے دورِ خلافت میں فتح کیا تھا۔

کچھ ہی عرصے بعد یہ شہر رومن سلطنت میں شامل کر لیا گیا لیکن اس کے بعد پھر حضرت امیر معاویہؓ نے فتح کیا مگر اس کے بعد یہ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا تاہم عباسی دورِ خلافت میں مسلمان پھر اس پر قابض ہو گئے تھے۔

صدانیہ اور مروانیہ خاندان کے دورِ حکومت میں یہ شہر ایک سرحدی شہر بن گیا تھا۔ اس دور میں کچھ کرد قبائل یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ 1084ء میں جب ایک شخص فخر

Marfat.com

الدولہ دیارِ بکر کا حاکم بنا تو اس نے اس شہر کو بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا تھا۔

اس کے بعد اخلاط کے حکمران نے اس شہر پر قبضہ کر لیا اور 1207ء میں اخلاط اور بدلیس دونوں شہروں پر سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا قبضہ ہو گیا۔ انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں اس علاقے میں کردوں کی ایک بہت بڑی تعداد لا کر آباد کر دی تھی۔

1229ء میں جب جلال الدین خوارزم شاہ کے ہاتھوں اخلاط شہر تباہ و برباد ہوا تو اس کی بربادی کے بعد بدلیس کافی حد تک خوش حال ہو گیا۔ یہ شہر علم و فضل کا ایک خاص مرکز بن گیا تھا۔ انیسویں صدی تک اس علاقے پر مختلف ادوار میں مختلف حکمران رہے۔ کبھی یہاں تیمور لنگ آیا کبھی صفویوں کا قبضہ ہوا کبھی عثمانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

1877ء اور 1878ء میں جب اس شہر کی آبادی کا شمار کیا گیا تو اس کی آبادی لگ بھگ ایک لاکھ آٹھ ہزار تھی جس میں ستر ہزار مسلمان، تینتیس ہزار ارمنی چار ہزار شامی، یعقوبی، نصرانی اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران اس پر روس نے بھی قبضہ کر لیا تھا۔

اس کے بعد بیسویں صدی میں یہ شہر ترکوں کی عملداری میں آ گیا تھا۔

بدلیس شہر میں داخل ہونے کے بعد ایک کافی بڑی حویلی کے سامنے میخالہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مریشا اور شوطار نے بھی اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روکا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے میخالہ اپنے گھوڑے سے اتری اور اس حویلی کے دروازے کو جب کھولنے کے لئے دبایا تو دروازہ اندر سے بند تھا لہٰذا اس نے حویلی کے دروازے پر دستک دی تھی۔ اتنی دیر تک مریشا اور شوطار بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کر باگیں پکڑ کر کھڑی ہو گئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا۔ دروازہ کھولنے والی ڈھلی ہوئی عمر کی ایک خاتون تھی۔ وہ میخالہ ہی کی ہم عمر لگتی تھی۔ شکل میں بھی کافی حد تک اس سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس خاتون نے جونہی اپنی حویلی کے دراز ے پر میخالہ کو دیکھا تو اس کی خوشی، اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بے پناہ جوش و جذبے کا اظہار کرتے ہوئے وہ باہر نکلی۔ پہلے زوردار انداز میں میخالہ کو گلے لگایا، اس کی پیشانی چومی پھر جونہی اس کی نظر دائیں جانب گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑی مریشا پر پڑی تو اس کی خوشیاں دوچند ہو گئی تھیں۔ اس نے اپنے بازو پھیلا دیئے۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مریشا مسکرائی

Marfat.com

اور خالہ خالہ کہتی ہوئی وہ بھاگ کر اس سے بغلگیر ہوگئی تھی۔
اس کے بعد وہ خاتون جس طرح مریشا سے ملی تھی اس جوش اس جذبے میں شوطار کو گلے لگا کر پیار کیا تھا۔ اس موقع پر میخالہ نے اس خاتون کو مخاطب کیا۔
''راقیل! میری بہن! یہ تو کہو جمیرا کہاں ہے؟''
وہ خاتون جس کا نام راقیل کہہ کر پکارا گیا تھا اس نے حویلی کے دونوں دروازے کھول دیئے اور مسکراتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔
''پہلے اندر تو آؤ، پھر بتاتی ہوں۔''
تینوں اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑے حویلی میں داخل ہوئیں۔ میخالہ اور مریشا کی حالت سے لگتا تھا وہ اکثر وہاں آتی رہتی تھیں۔ اس کی بناء پر دونوں بائیں جانب جو اصطبل تھا اس کی طرف اپنے گھوڑوں کو لے کر بڑھیں۔ شوطار ان کے پیچھے پیچھے تھی۔ تینوں نے وہاں گھوڑوں کو باندھ دیا۔ گھوڑوں کی زینوں سے بندھا ہوا جس قدر سامان تھا وہ شوطار اور مریشا نے اتار کر حویلی کے سامنے جو برآمدہ تھا اس کے کونے میں ڈال دیا تھا۔
اتنی دیر تک راقیل اور میخالہ دیوان خانے میں جا کر بیٹھ گئی تھیں۔ سارا سامان اتارنے اور اسے برآمدے میں رکھنے کے بعد شوطار اور مریشا بھی دیوان خانے میں داخل ہوئیں پھر راقیل کے کہنے پر میخالہ نے اپنے بیٹے صمدان، اپنے شوہر وردان کے مارے جانے اور شوطار سے متعلق بھی تفصیل کہہ دی تھی۔
یہ ساری تفصیل جان کر راقیل پریشان اور فکرمند ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔ چند آنسو آنکھوں سے بغاوت کرتے ہوئے اس کے دامن پر گر گئے تھے۔ کچھ دیر سوچتی رہی پھر روتی ہوئی آواز میں اپنے پہلو میں بیٹھی میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''لگتا ہے ہم دونوں ہی بہنیں بدقسمت ہیں۔ میرا شوہر اور بیٹا ارمنیوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیتے ہوئے مارے گئے تھے۔ تمہارا بھی شوہر اور بیٹا مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے مارے گئے۔ لگتا ہے ہم دونوں خالہ زاد ایک جیسی ہی قسمت اور مقدر لے کر آئی ہیں۔
یہاں تک کہنے کے بعد راقیل رکی پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگی۔
''میخالہ میری بہن! میں نے تو یہ سوچ رکھا تھا کہ تیری بیٹی مریشا کو اپنے گھر

Marfat.com

لے آؤں گی اور اپنی بیٹی جمیرا کو تمہارے بیٹے حمدان کے ساتھ بیاہ دوں گی لیکن شاید قدرت کو ایسا منظور نہ تھا۔

یہاں تک کہنے کے بعد راقیل رکی پھر شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بیٹی مجھے تیرے حالات بھی سن کر دکھ ہوا کہ مارسمول نام کا وہ بدبخت تمہیں قسطنطنیہ سے انطاکیہ لے گیا اور وہاں تمہاری حفاظت کرنے کی بجائے تمہارے پیچھے پڑ گیا۔

میخالہ نے راقیل کو شوطار سے متعلق تفصیل تو بتا دی تھی لیکن اسے یہ تفصیل نہ بتائی تھی کہ مریشا اور شوطار دامس ابوالہول نام کے ایک مسلمان کو پسند کرتی ہیں اور اب دونوں اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ اس موقع پر راقیل نے پھر میخالہ کو مخاطب کیا۔

''میخالہ میری بہن! کیا تو نے مریشا کا رشتہ کہیں طے کر دیا ہے؟''

اس پر میخالہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

''میری بہن مریشا ہی نہیں، چونکہ شوطار بھی اب میری بیٹی ہے لہٰذا دونوں کی منگنی ہو چکی ہے اور میں بہت جلد انہیں رخصت کرنے کی کوشش کروں گی۔''

میخالہ کے ان الفاظ پر راقیل نے جستجو بھرے انداز میں پوچھ لیا۔

''جن کے ساتھ تم نے ان دونوں کی منگنی کی ہے وہ کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟''

میخالہ پھر ٹالنے کے انداز میں کہنے لگی۔

''میری بہن عنقریب جب وہ یہاں پہنچیں گے تو تم خود ہی جان جاؤ گی کہ میں نے کن کے ساتھ ان دونوں کو منسوب کیا ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ جب رکی تب کچھ دیر تک راقیل بڑے غور سے اسے دیکھتی رہی پھر ہمدردی اور محبت بھرے انداز میں میخالہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میخالہ میری بہن اب جبکہ قدرت نے تم سے تمہارا بیٹا اور شوہر چھین لئے ہیں تو میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ اب تم قسطنطنیہ جا کر کیا کرو گی۔ وہاں تمہارا کیا رکھا ہے۔ میں یہی کہوں گی کہ یہاں میرے پاس ہی مستقل قیام کرو۔ دونوں بہنیں اکٹھی رہیں گی۔ اس طرح میرا اور جمیرا دونوں ماں بیٹی کا دل تم تینوں کے ساتھ لگا رہے گا۔

Marfat.com

جہاں تک مریشا اور شوطار کی شادی کا تعلق ہے تو میں بھی اتنی دیر تک جمیرا کے لئے مناسب رشتہ تلاش کر لوں گی۔ اس کے بعد ان تینوں کو بیاہ دیں گے۔ پھر میں اور تم دونوں بہنیں اسی گھر میں پڑی رہیں گی۔ اگر ان تینوں میں سے کسی نے اپنے شوہر کے ساتھ ہمارے ساتھ رہنا پسند کیا تو یہ ہماری خوش قسمتی ہو گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد راقیل رکی پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"میخالہ! قسطنطنیہ میں رہتے ہوئے تمہاری گزر اوقات صرف اور صرف وردان بھائی کو سالار کی حیثیت سے جو معاوضہ ملتا تھا اس پر ہوتی تھی۔ لیکن یہاں رہتے ہوئے تمہیں اخراجات کی تنگی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ میری بہن! تم جانتی ہو میرے شوہر کے ایک نہیں دو بڑے بڑے باغات ہیں۔ ان کے اندر کھیت بھی ہیں جن کی اس قدر آمدنی ہوتی ہے کہ وہ ہمارے اخراجات سے کہیں بڑھ کر ہے اور اس میں سے کافی رقم ہم پس انداز بھی کر لیتی ہیں۔ اس بناء پر میں تمہیں مشورہ دوں گی کہ مستقل میرے پاس ہی قیام کر لو۔ اس طرح میرا بھی جی لگا رہے گا اور یہاں میرے ہی اخراجات پر تینوں بیٹیوں کی شادیوں کا انتظام ہو جائے گا۔"

راقیل کی اس گفتگو سے میخالہ اس قدر خوش ہوئی تھی کہ آگے بڑھ کر اس نے راقیل کو گلے لگا لیا۔ کئی بار اس کی پیشانی چومی پھر بڑی اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میری بہن میں تمہاری اس پیشکش کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ لیکن پہلے حالات کا جائزہ لوں گی کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ ویسے تم فکرمند نہ ہو، مریشا اور شوطار کی شادی کے بعد میری اولین ترجیح یہی ہو گی کہ میں یہاں تمہارے پاس ہی مستقل قیام کر لوں۔ اس لئے کہ شوہر اور بیٹے کے مرنے کے بعد تمہارے ہاں سے بہتر ٹھکانہ مجھے کہیں نہیں مل سکتا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ جب رکی تب مریشا نے راقیل کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"خالہ باتیں تو بہت ہو چکیں، آپ نے ابھی تک یہ نہیں بتایا کہ جمیرا کہاں ہے؟"

اس پر راقیل کہنے لگی۔

Marfat.com

''بیٹی! وہ اپنے باغ کی طرف گئی ہے، ابھی لوٹ کر آئے گی۔''
اس پر مریشا ایک دم کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی۔
''خالہ! میں اور شوطار اس کی طرف جاتی ہیں، وہیں اس سے ملتی ہیں۔ پھر اسے ساتھ لے کر آتی ہیں۔''
راقیل اسے روکنا چاہتی تھی پر مریشا شوطار کا ہاتھ پکڑ کر تیزی کے ساتھ دیوان خانے سے نکل گئی تھی۔
مریشا اور شوطار تقریباً بھاگنے کے انداز میں بدلیس کے نواح میں کھیتوں اور باغات کی طرف جا رہی تھیں کہ کسی نے پیچھے سے ان دونوں کو پکارا۔
اس پکار پر مریشا اور شوطار دونوں رک گئی تھیں۔ انہوں نے دیکھا ایک شخص گھوڑے کو دوڑاتا ہوا ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے شوطار اور مریشا فکرمند ہو گئی تھیں۔ مریشا شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''یہ شیطان نجانے کون ہے۔ ہمیں رکنا نہیں چاہئے۔ وہ سامنے خالہ کا باغ دکھائی دے رہا ہے، جمیرا وہیں ہو گی۔ چلو تیزی سے آگے بڑھتے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی مریشا اور شوطار دونوں پہلے کی نسبت تیزی سے آگے بڑھنے لگی تھیں۔ دوسری طرف پیچھے آنے والے اس جوان نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ اسے دیکھ کر وہ بھاگی ہیں لہٰذا اپنے گھوڑے کی رفتار تیز کرتے ہوئے وہ بھی ان کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔
مریشا اور شوطار جونہی بھاگتی ہوئی سامنے باغ میں داخل ہوئیں پیچھے سے آنے والا سوار اپنے گھوڑے کو سامنے لا کر ان کی راہ روک کر کھڑا ہوا پھر چھلانگ لگانے کے انداز میں وہ گھوڑے سے اترا۔ اس کے ایسا کرنے پر مریشا اور شوطار دونوں رک گئی تھیں۔ اس موقع پر مریشا تو کسی قدر پریشان اور خوفزدہ تھی تاہم شوطار کی آنکھیں راہ روکنے والے کی طرف دیکھتے ہوئے قہر اور غضب برسا گئی تھیں۔ پھر انتہائی غضب ناکی میں اسے مخاطب کرتے ہوئے شوطار نے پوچھ لیا۔
''تم کون ہو ...... کیوں ہمارے پیچھے ہو اور کیسے تم نے ہماری راہ روکنے کی جرأت کی ہے؟''
اس پر راہ روکنے والا وہ نوجوان جو قد کاٹھ میں خاصا تھا جسمانی لحاظ سے بھی کڑیل تھا کچھ دیر تک شوطار کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔
''تم دونوں مجھے بدلیس میں اجنبی لگتی ہو لیکن ہو دونوں کمال کی حسین، پُرکشش

Marfat.com

اور خوبصورت۔''

اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا، ایک دم ہاتھ بڑھا کر اس نے شوطار کا بازو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا تو شوطار پیچھے ہٹ گئی یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ رک گیا پھر شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر تم دونوں سگی بہنیں ہو تو میں تم میں سے ایک کو شادی کی دعوت دیتا ہوں۔ ویسے تو تمہارا چہرہ، تمہارا قد کاٹھ بتاتا ہے کہ تم دونوں سگی بہنیں نہیں ہو اور اگر میرا اندازہ درست ہے کہ تم سگی بہنیں نہیں تو میں تم دونوں سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ تمہارا حُسن میرے معیار کے مطابق اور تم دونوں کی خوبصورتی میرے لئے انتہائی کشش کی حامل ہے۔''

شوطار کو اس کی اس گفتگو سے تاؤ آ گیا تھا۔ ایک دم اس کا ہاتھ اٹھا اور اس زناٹے کا طمانچہ اس نے اس کے منہ پر مارا کہ لمحہ بھر کے لئے وہ چکرا کر رہ گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک جھٹکے کے ساتھ شوطار نے اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی پھر کھولتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

''جدھر سے آئے ہو ادھر ہی دفع ہو جاؤ۔ آئندہ تم نے ہم دونوں سے کسی کی بھی راہ روکنے کی کوشش کی یا جو الفاظ تم نے ادا کئے ہیں آئندہ ہمارے سامنے دہرانے کی کوشش کی تو میں تمہارے سامنے قسم کھاتی ہوں کہ میں تمہاری گردن کاٹ کر رکھ دوں گی۔''

راہ روکنے والا سہم گیا تھا۔ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک سامنے کی طرف سے مریشا کی خالہ زاد جمیرا بھاگتی ہوئی آتی دکھائی دی۔ اس سوار نے جونہی جمیرا کو دیکھا خوفزدہ ہو گیا اور ایک دم اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور جدھر سے آیا تھا گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا ادھر ہی چلا گیا تھا۔ سامنے کی طرف سے بھاگتی ہوئی جمیرا جب قریب آئی تو اسے گلے لگانے کے لئے مسکراتے ہوئے وہ اپنے دونوں بازو پھیلاتے ہوئے مریشا کی طرف بھاگی تھی۔ دونوں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئی تھیں۔

اس کے بعد مریشا سے علیحدہ ہونے کے بعد مریشا کے ہی انداز میں جمیرا شوطار سے ملی تھی۔ مختصر الفاظ میں مریشا نے شوطار کا تعارف کروا دیا تھا۔ پھر جمیرا کسی قدر فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

Marfat.com

''یہ گھوڑ سوار تم دونوں سے کیا کہہ رہا تھا؟''

جواب میں شوطار کھلکھلا کر ہنسی اور اس سوار سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل کہہ دی تھی۔

وہ الفاظ سن کر جمیرا کا چہرہ غصے میں تپ گیا تھا۔ پھر کہنے لگی۔

''اس سوار کی ایسی تیسی جو میری بہنوں کی راہ روکے۔ میرے خیال میں وہ مجھے دیکھتے ہی بھاگ گیا۔ اس لئے کہ میرا باپ کبھی اس شہر کے سب سے بڑے سرداروں میں سے تھا اور اب بھی اس کی نسبت، اس کے حوالے سے لوگ ہم دونوں ماں بیٹی سے عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ بہر حال فکرمندی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب یہاں کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔''

پھر جمیرا نے مریشا کی طرف دیکھا اور پوچھ لیا۔

''پہلے یہ کہو کہ تم لوگ کب آئے ہو اور خالہ کہاں ہے؟''

جواب میں مریشا نے اپنے آنے اور حویلی سے نکل کر اس کی طرف آنے کی تفصیل بتا دی تھی۔ اس پر جمیرا نے دونوں کے ہاتھ تھام لئے اور کہنے لگی۔

''تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔ وہاں میں نے کچھ پھل توڑ کر رکھے ہوئے ہیں، وہ سمیٹتے ہیں پھر گھر چلتے ہیں۔ وہ تو میں نے وہاں کھڑے کھڑے دیکھا کہ تم دونوں کا اس گھوڑ سوار نے راستہ روکا ہوا تھا۔ میں دور سے تمہیں پہچان نہ سکی۔ بہر حال مجھے جستجو ہوئی اور میں اس طرف آئی اور ذرا فاصلے پر میں نے تمہیں پہچان لیا کہ یہ تو میری بہن مریشا آئی ہوئی ہے۔ بہرحال آؤ، اس حادثے کو بھول جاؤ نہ ہی امی سے اس حادثے کا ذکر کرنا۔''

جمیرا کے ان الفاظ سے مریشا اور شوطار دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ پھر باغ میں آگے بڑھیں۔ ایک جگہ مریشا نے انگور اور انار توڑ کر رکھے ہوئے تھے۔ تینوں نے وہ پھل سمیٹے۔ اس کے بعد وہ واپس حویلی کا رخ کر رہی تھیں۔

○❖○

Marfat.com

دمشق فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے ایک اور مہم کی ابتدا کی اور یہ مہم حصنِ ابی القدس تھی۔ یہ مقام دمشق سے لگ بھگ دس کوس کے فاصلے پر تھا اور اس دور میں ایک انتہائی اہم مقام خیال کیا جاتا تھا۔ اور جن ایام میں نصرانی روزے رکھتے تھے ان کے اختتام پر رومن اس جگہ اپنی عید کا جشن منایا کرتے تھے اور اس موقع پر ایک بہت بڑا اور زبردست بازار بھی لگا کرتا تھا اور اس بازار کے اندر رومن تیغ زنی کے مقابلے کرتے تھے اور اپنی عید کی خوشیاں مناتے تھے۔

دمشق کو فتح کرنے کے بعد جب کہ ابوعبیدہؓ بن جراح کو اسلامی لشکر کا سالارِ اعلیٰ مقرر کر دیا گیا تھا تو ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنے مخبر رومنوں کے علاقوں کی طرف پھیلا دیئے تھے تاکہ دمشق کی فتح کے بعد اگر وہ کسی ردِ عمل کا اظہار کریں تو بروقت ان سے نمٹا جا سکے۔

انہی مخبروں اور طلایہ گروں نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس شہر کے حکمران کے داماد کی معیت میں رومن حصنِ ابی القدس میں جمع ہو رہے ہیں اور کسی موقع پر وہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی طلایہ گروں نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ طرابلس کے حکمران کے داماد کے لشکریوں کے علاوہ وہاں مقامی مسلح جوان بھی موجود ہیں۔

اس ساری صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کا ایک حصہ علیحدہ کیا اور اسے حصنِ ابی القدس میں رومنوں کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ لشکر کے اس حصے کا کماندار عبداللہؓ بن جعفر کو بنایا گیا تھا۔

گو مسلمان طلایہ گروں اور مخبروں نے یہ اطلاع دی تھی کہ اس وقت پانچ ہزار مسلح رومن حصنِ ابی القدس میں موجود تھے لیکن جب مسلمانوں کا وہ چھوٹا سا ایک لشکر اس مقام کے قریب پہنچا تب حالات کی ستم ظریفی کہ اس وقت ان علاقوں کے گرد و

Marfat.com

نواح میں رومنوں کا ایک اور سولہ ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر بھی سرگرداں تھا، وہ بھی مسلمانوں کے حملہ آور ہونے کا سن کر حصنِ ابی القدس کے مقام پر پہنچ گیا تھا۔

اب مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ان کی تعداد تو صرف چند ہزار ہے اور ان کے مقابلے میں رومنوں کے لشکر کی تعداد اکیس ہزار کے لگ بھگ ہے تب کچھ لشکریوں نے اپنے سالار عبداللہؓ بن جعفر کو مشورہ دیا کہ اپنے سے اس قدر زیادہ عددی فوقیت رکھنے والے دشمن سے ٹکرانا اپنے آپ کو جان بوجھ کر موت کے منہ میں ڈالنا ہے لہٰذا واپس جانا چاہئے اور نئی صورتِ حال سے ابوعبیدہؓ بن جراح کو مطلع کرنا چاہئے تاکہ لشکر کا ایک اور حصہ ہمارے ساتھ کر دیا جائے اور ہم ان رومنوں پر حملہ آور ہو کر انہیں مار بھگائیں۔

لیکن لشکر کے سالار اور سردار عبداللہؓ بن جعفر نے اپنے ساتھیوں کے اس مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فیصلہ دیا۔

''جب سالارِ اعلیٰ نے رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے مجھے روانہ کر دیا ہے تو میں حملہ کئے بغیر تو نہیں لوٹوں گا۔ لہٰذا میں ہر صورت میں دشمن کے ساتھ ٹکراؤں گا۔''

اس کے ساتھ ہی عبداللہؓ بن جعفر نے دشمن پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا اور یہ حکم ملتے ہی رومنوں کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ رومنوں کو پہلے ہی مسلمانوں کی آمد کی خبر ہو چکی تھی اور وہ مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھے۔

اس موقع پر مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر کے سالارِ اعلیٰ عبداللہؓ بن جعفر نے دانش مندی کا یہ قدم اٹھایا کہ دشمن کے ساتھ برسرِ پیکار ہونے سے پہلے ایک تیز رفتار گھوڑ سوار ابوعبیدہؓ بن جراح کی طرف روانہ کیا اور جو صورتِ حال تھی اس سے آگاہ کر دیا۔ اس کے بعد مسلمان اور رومن ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر مٹھی بھر مسلمانوں اور اکیس ہزار جنگجو رومنوں کے درمیان شدت کی جنگ شروع ہوئی۔ مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اتنے مختصر لشکر نے اتنی شدت کی لڑائی پہلے کبھی نہ لڑی ہو گی۔ رومنوں پر ضربیں لگاتے ہوئے اور ان سے جنگ کرتے ہوئے مسلمان مجاہدین اپنی جانوں سے مایوس ہو کر یہ کہتے بھی سنے گئے۔

''اب بہشت ہی میں ملاقات ہو گی۔''

رومنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کا لشکر اس قدر چھوٹا اور مختصر تھا کہ جب رومنوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو لشکر کے سالار عبداللہؓ بن جعفر اور ان

Marfat.com

کے ساتھی رومنوں کے درمیان دکھائی تک نہ دیتے تھے تاہم وہ نہایت استقلال کے ساتھ رومنوں کا مقابلہ کرنے لگے تھے۔

دوسری طرف عبداللہؓ بن جعفر کے بھیجے ہوئے تیز رفتار قاصد کے ذریعے جب ابوعبیدہؓ بن جراح کو اصل صورت حال سے آگاہی ہوئی تو بڑے پریشان ہوئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر ابوعبیدہؓ نے سوچا کہ اگر عبداللہؓ بن جعفر اور اس کے ساتھی اس معرکے میں شہید ہو گئے تو اس کا الزام ان پر ہوگا کیونکہ انہوں نے ہی اپنی سالاری میں ان مجاہدں کو رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا۔

ساتھ ہی ابوعبیدہؓ بن جراح یہ بھی سوچنے لگے تھے کہ اگر ان رومنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو فتح نہ ہوئی تو مسلمانوں خاص کر سالارِ اعلیٰ کو سخت ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر سوچ بچار اور بہت غور وفکر کے بعد ابوعبیدہؓ بن جراح خود چل کر خالدؓ بن ولید کے پاس گئے اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''ابنِ ولیدؓ! تم عبداللہؓ بن جعفر کی مدد کے لئے جاؤ کیونکہ ایسی مہم سر کرنا صرف تمہارا ہی کام ہے اور میرے اندازے اور میرے خیال کے مطابق تم ہی اس کام کے اہل ہو۔ میں پہلے ہی اس مہم کا سالار تمہیں بنا کر بھیجنا چاہتا تھا لیکن مجھے تم سے یہ کہتے ہوئے شرم آتی تھی اس لئے کہ معزولی کے حکم نے تمہیں ضرور پریشان اور ملول کیا ہوگا اور وہ حکم تمہیں ناگوار گزرا ہوگا۔

ابوعبیدہؓ بن جراح کے ان خیالات اور ان کے ان خدشات اور ان کے ان الفاظ پر خالدؓ بن ولید نے جو جواب دیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

''خدا کی قسم اگر مجھ پر حضرت عمرؓ نے کسی لڑکے کو بھی سردار مقرر کر دیا ہوتا تو میں اس کی بھی اطاعت کرتا چہ جائیکہ میں آپ کی مخالفت کروں۔ آپ سابق الایمان ہیں اور حضورؐ نے آپ کو امینِ امت کا معزز خطاب عطا فرمایا تھا۔ لہٰذا آپ کا مرتبہ مجھ سے بہت بڑا ہے۔ میں نے اسلام کے لئے مدت تک شمشیر زنی کی ہے میں آپ کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر رکھی ہے اور یہ کہ میں نے اپنی جانبازی کے صلے میں کبھی امارت اور سرداری کی خواہش نہیں کی۔

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو کو ابو عبیدہؓ بن جراح کے علاوہ دیگر سالاروں اور مسلمانوں نے بے حد پسند کیا۔ سب نے خالدؓ بن ولید کے ان اقوال کی تصدیق کی۔

اس کے بعد خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کو لے کر حصنِ ابی القدس میں عبداللہؓ بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کی مدد کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

خالدؓ بن ولید اس وقت مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچے جس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ اس وقت عبداللہؓ بن جعفر کی سرکردگی میں مٹھی بھر مسلمان جو لگ بھگ اکیس ہزار رومنوں کے خلاف برسرِ پیکار تھے اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ وہ رومنوں کے نرغے میں بری طرح پھنسے ہوئے تھے۔ سورج غروب ہونے کے ساتھ جب خالدؓ بن ولید وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا عبداللہؓ بن جعفر علم اٹھائے ہوئے تھے اور بڑی جانبازی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے اندر گھرے اپنی جانوں کا دفاع کر رہے تھے۔

خالدؓ بن ولید نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر کر رومن ان پر دکھوں کی دھوپ میں توہمات کے پرتو کھڑے کرتے لایعنیت کے کرب اور دل کے زخموں پر نمک پاشی کرتی شام کے اندھیروں کی سرمئی لہروں کی طرح ضربیں لگا رہے تھے جبکہ چاروں طرف سے گھرے مسلمان انتہائی بے بسی کے عالم میں بڑی جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تنہائیوں کی وسعتوں میں زندگی کی گرم بازاری اور روحوں کی پیاس بڑھاتے بے کراں شعلوں میں اپنا دفاع کرنے کے ساتھ ساتھ دشمن پر جارحانہ انداز میں حملہ آور بھی ہو رہے تھے۔

چاروں طرف رومنوں میں گھرے مسلمانوں کی یہ حالت دیکھتے ہوئے خالدؓ بن ولید کا دل بھر آیا۔ اسی وقت اپنے ساتھیوں کو انہوں نے رومنوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے خالدؓ بن ولید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وقت کی چمکتی ویرانیوں میں شر میں خیر کا کھیل کھیلتے دل و جاں کو زہر گزید کر دینے والی ساعتوں، دشت و صحرا میں اندھی عقل کو راہِ شعور عطا کر دینے والے تقدیر کے حادثوں اور تاریکیوں میں تلاطم خیز آتشیں شعاعوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جس وقت خالدؓ بن ولید نے رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ابتداء کی اس وقت

Marfat.com

چونکہ اندھیرا پھیل چکا تھا لہٰذا مسلمانوں کے سالار عبداللہؓ بن جعفر نے یہ سمجھا کہ رومنوں کا کوئی اور لشکر کمک کے طور پر پہنچ گیا ہے اور وہ شاید قریب ہی کہیں کمین گاہ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو گیا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے عبداللہؓ بن جعفر بڑے پریشان ہوئے لیکن اسی وقت ان کے کانوں میں خالدؓ بن ولید کی آواز پڑی۔ وہ اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے رومنوں کا قتل عام کرنے کا حکم دے رہے تھے اور ان کی اس للکار کے جواب میں مسلمان مجاہد ہواؤں، فضاؤں کو ہلا دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے رومنوں پر ضرب لگانے لگے تھے۔

یہ صورت حال عبداللہؓ بن جعفر کے لئے آسودگی اور طمانیت کا باعث تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ خالدؓ بن ولید ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں لہٰذا دشمن کے درمیان گھرے ہی گھرے. بلند آواز میں اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''میرے عزیز ساتھیو! دشمنوں کو پکڑ لو۔ اللہ نے تمہارے لئے امداد بھیج دی ہے۔''

خالدؓ بن ولید کی آمد سے پہلے رومن جہاں احساس کی کھڑکیوں سے جھانکتی خون چاٹتی ظلمت اور شہروں اور قریوں کو کوچۂ قاتل میں تبدیل کرتے بارود کے سوداگروں کی طرح حملہ آور ہو رہے تھے وہاں خالدؓ بن ولید۔کے حملہ آور ہونے کے بعد ان کی حالت آسیب زدہ گرد بادوں، ویران ہوتی فضاؤں۔ آفت رسیدہ پاگل صداؤں اور زیست کے اُجڑے شمشانوں سے بھی زیادہ بری اور بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

دوسری طرف عبداللہؓ بن جعفر اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ جو رومنوں کے درمیان گھرے ہوئے تھے جب انہیں خبر ہوئی کہ خالدؓ بن ولید ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں تو ان کے حوصلے پھر جوان ہو گئے۔ ان کے ولولوں میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا لہٰذا وہ بھی جبر کے سایوں میں درد کی لو اور ادبار کے تسلسل میں انقلاب دہر کی طرح رومنوں پر نئے انداز میں ضربیں لگانے لگے تھے۔

اب حالت یہ تھی کہ حصار کے اندر سے عبداللہؓ بن جعفر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کا قتلِ عام کرنے لگے تھے جبکہ باہر کی طرف سے خالدؓ بن ولید نے ان کے لئے موت و مرگ کے پیغام دینا شروع کر دیئے تھے۔

ایک صحابیؓ جو اس جنگ میں شامل تھے جن کا نام واصلہؓ بن عسکہ تھا ان کا بیان ہے کہ خالدؓ بن ولید کی آمد سے پہلے ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو چکے تھے

Marfat.com

لیکن رات کی تاریکی میں ہم نے دیکھا خالدؓ بن ولید مشرکین کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکنے لگے تھے جس کے باعث رومن میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور مسلمان ان کے مقابلے میں کامران اور فوز مند رہے۔

بہرحال خالدؓ بن ولید نے اس جنگ میں رومنوں کے اکیس ہزار کے لشکر کو روند کر اور پیس کر رکھ دیا تھا۔ اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان میں سے بہت کم کو جانیں بچا کر بھاگنے کا موقع ملا۔

اس فتح کے بعد خالدؓ بن ولید اور عبداللہؓ بن جعفر اپنے فاتح لشکر کو لے کر دمشق پہنچے تو ابو عبیدہؓ بن جراح نے شاندار انداز میں خالدؓ بن ولید کا استقبال کیا اور ان کی شجاعت اور جانبازی کی تعریف کی۔

اس موقع پر مشہور مؤرخ واقدی لکھتا ہے کہ اس فتح کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے ایک خط فاروقِ اعظمؓ کو لکھا جس میں اس فتح کی خوشخبری دی۔ ساتھ ہی خالدؓ بن ولید کے ساتھ انہوں نے حصنِ ابی القدس کی روانگی کے وقت گفتگو کی تھی اس سے بھی فاروقِ اعظمؓ کو مطلع کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ وہ خالدؓ بن ولید کی دلجوئی کریں۔

اس طرح دمشق کے بعد اسلامی لشکر نے حصنِ ابی القدس کے معرکے میں بھی رومنوں کو بدترین شکست دے کر انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔

دمشق شہر سے باہر ایک روز وامس ابوالہول اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تھا کہ خیمے کے دروازے پر عویلم بن خارج کے ساتھ مرقیس نمودار ہوا۔ مرقیس کو دیکھتے ہی پریشان کن انداز میں وامس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اتنی دیر تک عویلم بن خارج مرقیس کو لے کر خیمے میں داخل ہوا اور بڑے پُرجوش انداز میں وامس مرقیس سے ملا۔ وامس کے اشارہ کرنے پر دونوں نشستوں پر بیٹھ گئے۔ مرقیس کو مخاطب کرتے ہوئے وامس کچھ پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ گفتگو کا آغاز مرقیس نے کیا۔ وامس کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''وامس میرے بھائی! میں تو بڑی مشکل سے تمہارے لشکر میں داخل ہوا ہوں۔ وہ تو بھلا ہو عویلم بن خارج کا کہ جس وقت میں لشکر میں داخل ہوا تو کچھ مسلمان لشکریوں نے مجھے پکڑ لیا۔ انہوں نے جانا کہ میں رومن ہوں وہ مجھے پکڑ کر اپنے کسی سالار کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ اتنے میں ایک طرف سے عویلم بن خارج آ گیا۔ بھلا ہو عویلم کا اس نے انطاکیہ میں مجھے اور میں نے اسے دیکھ رکھا تھا۔ اس بناء

Marfat.com

پر اس نے اپنے مسلمان لشکریوں کو کچھ سمجھایا جس کی بناء پر وہ میری طرف سے مطمئن ہو گئے اور یہ مجھے تمہارے پاس لے آیا۔"

مرقیس جب خاموش ہوا تب فکرمندی کے انداز میں وامس نے اسے مخاطب کیا۔

"مرقیس میرے بھائی! میں خیال کرتا ہوں تمہارا اس طرح میرے پاس آنا اب کسی علّت کے بغیر نہیں ہے۔ دیکھو! مریشا کا باپ وردان تو اجنادین کے میدانوں میں مارا گیا تھا۔ اب یہ کہو کہ ان دونوں ماں بیٹی کے علاوہ شوطار کا کیا حال ہے؟"

وامس جب خاموش ہوا تب فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے مرقیس کہنے لگا۔

"میرے بھائی! جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں پہلے تو وہ سنو، مجھے بولنے کا موقع تو دو۔ میں انہی سے متعلق تم سے کچھ کہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

مرقیس تھوڑی دیر کے لئے رکا پھر وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"وامس میرے بھائی! تمہارے ادھر آنے کے بعد میں ان تینوں کا خیال رکھتا رہا ہوں۔ ان پر میری کڑی نگاہ تھی۔ دراصل رومنوں کے لشکر میں ان تینوں سے متعلق چہ میگوئیاں ہونی شروع ہو گئی تھیں کہ ان تینوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اس لئے کہ تمہارے وہاں سے بھاگنے کے بعد لوگوں کو یہ پختہ یقین ہو گیا تھا کہ تم مسلمان تھے اور تمہاری وجہ سے انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔ اب جب تک وردان زندہ تھا لوگوں کو ان تینوں کے خلاف کوئی کارروائی کرنے یا کسی کے سامنے کوئی شکایت کرنے کی جرأت یا ہمت نہ ہوتی تھی۔ جس وقت وردان نے خالدؓ بن ولید سے ملنے کے لئے وقت مقرر کیا تب میں نے میخالہ و شوطار اور مریشا تینوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ وردان مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ کے ساتھ فریب کر رہا ہے اور یہ کہ مسلمانوں کے سالار اس کے فریب میں نہیں آئیں گے۔ وردان مسلمانوں کے سالار کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وردان خود اس فریب کا شکار ہو کر مارا جائے گا۔

میرے ان الفاظ کو میخالہ نے بڑی اہمیت دی اور اس نے اپنے شوہر وردان سے کہا کہ کل تم نے مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید سے ملنا ہے لہٰذا وہ شوطار اور مریشا کے ساتھ علیحدہ خیمے میں رہنا چاہتی ہیں تاکہ رات بھر تمہاری کامیابی کے لئے دعا کریں۔

Marfat.com

وردان نے اسے قبول کر لیا۔ لہٰذا میخالہ نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ ان کے لئے وردان نے تین گھوڑے پہلے ہی مہیا کرنے کا اہتمام کر رکھا تھا۔ میں نے تگ و دو کر کے ان تینوں کے لئے بستر، چرمی چادریں اور زادِ راہ بھی مہیا کیا اور اسی رات میخالہ، مریشا اور شوطار کو لے کر لشکر گاہ سے بھاگ گئی۔ میخالہ نے ان دونوں کے ساتھ اناطولیہ کے شمال مغربی حصوں میں بدلیس شہر کا رخ کیا تھا۔ وہاں میخالہ کی ایک خالہ زاد رہتی ہے۔ تینوں وہاں جا کر پناہ لیں گی۔''

مرقیس جب خاموش ہوا تب واس نے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''یہ ان تینوں نے کیا حماقت کی؟ رومنوں کے لشکر سے بھاگنے کے بعد انہوں نے بدلیس کا رخ کیوں کیا؟ سیدھی ہمارے لشکر میں آ کر پناہ لے لیتیں۔ اب بدلیس تو بڑی دور ہے پتہ نہیں اب وہ خیریت کے ساتھ وہاں پہنچی بھی ہیں کہ نہیں؟''

مرقیس صورتِ حال کو واضح کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''واس میرے بھائی! بات یہ ہے کہ اپنے لشکر سے نکل کر وہ تمہارے لشکر کی طرف نہیں آ سکتی تھیں اس لئے کہ رومنوں نے اپنے لشکر کے دائیں بائیں دور تک اپنے مخبر اور طلایہ گر پھیلا رکھے ہیں جو مسلمانوں کی نقل و حرکت سے اپنے سالاروں کو آگاہ کرتے ہیں۔ اب میخالہ نے مریشا اور شوطار کے ساتھ پہلے سیدھا مغرب کی طرف رخ کیا اور چند میل مغرب کی طرف جانے کے بعد انہوں نے پھر شمال کا رخ کیا اور بدلیس کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اگر اپنے لشکر سے نکل کر وہ دائیں یا بائیں سے نکل کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف آتیں تو یقیناً پکڑی جاتیں اور پھر ان تینوں کو کوئی بھی مصلوب ہونے سے نہ بچا سکتا۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ خیریت کے ساتھ بدلیس شہر پہنچ چکی ہوں گی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرقیس رکا، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''واس میرے بھائی! اب تمہارے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں بھی ان تینوں کو کسی بھی وقت خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ مارسمول ان کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔ میرے بھائی! اجنادین کے میدانوں میں جب رومنوں کو شکست ہوئی تو میں اسی وقت میخالہ و مریشا اور شوطار کے بدلیس کی طرف بھاگ جانے کی تمہیں اطلاع

Marfat.com

کرتا لیکن برا ہو اس مارسمول کا اس نے مجھے اپنے ساتھ ساتھ رکھا۔ اجنادین میں جب رومنوں کو شکست ہوئی تو میں اور مارسمول بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ میں نے کئی مواقع پر مارسمول سے علیحدہ ہونے کی کوشش کی تاکہ حالات سے تمہیں آگاہ کروں لیکن مارسمول میری جان ہی نہیں چھوڑتا تھا۔ لہٰذا مجھے اس کے ساتھ رہنا پڑا۔ اس دوران اس نے وردان کے مختلف رشتہ داروں کے ساتھ رابطے قائم کئے ہیں اور وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے کہ وردان یا اس کی بیوی میخالہ کے کہاں کہاں رشتہ دار ہیں اور جو کوئی بھی اسے ان رشتہ داروں کے متعلق خبر دے رہا ہے ان سب رشتہ داروں کے ہاں مارسمول، میخالہ و مریشا اور شوطار کو دیکھے گا۔ وہ بڑا بدطینت انسان ہے۔ بھائی! تم جانتے ہو کہ وہ ایک عرصے سے شوطار کو پسند کر رہا تھا اور اسے اپنی بیوی بنانے کا خواہشمند تھا لیکن شوطار اسے شروع ہی سے ناپسند کرتی رہی ہے۔

اب اجنادین کے میدانوں سے بھاگنے کے بعد ایک موقع پر مارسمول نے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے ہوئے مجھے کہا تھا کہ اگر میخالہ و مریشا اور شوطار اسے مل گئیں تو اسے میخالہ سے تو کوئی غرض و غایت نہ ہو گی لیکن وہ مریشا اور شوطار کو ہر صورت میں حاصل کرے گا۔ اس کا کہنا تھا کہ پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ شوطار سے شادی کروں گا اب میں شوطار اور مریشا دونوں کو اپنی بیوی بنا کر رہوں گا۔ ان حالات میں واسں میرے بھائی! ان تینوں کو تمہاری مدد کی سخت ضرورت ہے۔"

اس موقع پر واسں نے مرقیس کی اس گفتگو کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ گہری سوچوں میں کھویا ہوا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مرقیس نے کسی قدر فکرمندی سے اسے مخاطب کیا۔

"میرے بھائی! اب کن سوچوں میں کھو گئے ہو؟ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے جواب میں تم بھی کچھ تو کہو۔"

واسں چونکا، پھر خدشات بھرے انداز میں مرقیس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"مرقیس! میرے ذہن میں کچھ اور ہی وسوسات اور خدشات جنم لینے لگے ہیں۔ مجھے اب یہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے کہ بدلیس میں اپنی خالہ زاد کے ہاں جانے کے بعد میخالہ و مریشا اور شوطار میں سے کوئی وہاں یہ نہ کہہ دے کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اس بناء پر وہ رومنوں کے لشکر سے بھاگ کر اس طرف آئی ہیں۔ ایسی صورت میں وہاں کے نصرانی انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے اور جان سے مار ڈالیں گے اور پھر ان

Marfat.com

انکشاف پر نہ جانے میخالہ کی خالہ زاد اور اس کے اہل خانہ ان تینوں کو اپنے ہاں پناہ بھی دیتے ہیں یا نکال باہر کرتے ہیں۔''

وامس کے خاموش ہونے پر مرقیس کہنے لگا۔

''وہ ایسی حماقت کا ارتکاب نہیں کریں گی اور پھر میں تم سے یہ بھی کہوں کہ بدلیس میں جو میخالہ کی خالہ زاد ہے اس سے متعلق میخالہ مجھے تفصیل بتا چکی ہے۔ وہ گھر کے صرف دو ہی افراد ہیں ایک میخالہ کی خالہ زاد اور دوسری اس کی بیٹی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرقیس جب خاموش ہوا تب غصے کا اظہار کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''اگر اس مارسول نے بدلیس شہر پہنچ کر ان تینوں میں سے کسی کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو مارسول بھاگ کر کہیں بھی چلا جائے میں سائے کی طرح اس کا تعاقب کروں گا اور اسے زندہ نہیں رہنے دوں گا۔''

وامس جب خاموش ہوا تب مرقیس ہمدردی میں کہنے لگا۔

''وامس! اس مہم میں یقیناً میں بھی تمہارا ساتھ دیتا لیکن.....''

مرقیس کی بات کاٹتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''نہیں مرقیس! تمہیں میرا ساتھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح تم رومنوں کی نگاہوں میں آ جاؤ گے اور میں ہرگز ایسا نہیں چاہتا۔ دوسرے تمہارا رومن لشکر میں رہنا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ تم ہمیں وہاں کی خبریں بھی پہنچا سکتے ہو۔ اگر بدلیس میں میری ملاقات ان تینوں سے نہ ہوئی تو کم از کم پتہ کر کے تم مجھے یہ تو بتا سکو گے کہ وہاں سے نکل کر وہ تینوں کہاں گئی ہیں؟ اس سلسلے میں اپنے اس مہربان اور جانثار ساتھی عویلم بن خارج کو بھی اپنے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا۔ یہ یہیں رہے گا میں اکیلا ان تینوں کی مدد کے لئے نکلوں گا اور خداوند کو منظور ہوا تو میں مارسول کو انہیں نقصان نہیں پہنچانے دوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس رکا پھر مرقیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''مرقیس! دیکھو سورج غروب ہو چکا ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے، مغرب کی نماز پڑھ کر آیا ہوں۔ تم لمبا سفر طے کر کے آئے ہو۔ تم تھکاوٹ اور بھوک بھی محسوس کر رہے ہو گے۔ پہلے کھانا کھاؤ اس کے بعد آرام کرو۔ آج رات کے پچھلے پہر میں اور تم دونوں یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔ تم رومنوں کی طرف چلے جانا میں بدلیس

Marfat.com

شہر کا رخ کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی وامس نے اپنے سامنے بیٹھے عویلم بن خارج کو مخاطب کیا۔ کہنے لگا۔

"ابنِ خارج! میرے بھائی! اپنا اور ہم دونوں کا کھانا یہیں لے آؤ۔ یہیں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔"

اس پر عویلم بن خارج اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا اور ان دونوں کا کھانا وہیں لے آیا۔ تینوں نے مل کر کھانا کھایا پھر رات تینوں نے اسی خیمے میں بسر کی۔ اگلے روز فجر کی نماز کے بعد وامس اور مرقیس وہاں سے کوچ کر گئے تھے۔ کچھ دور تک دونوں ساتھ گئے پھر مرقیس اپنی منزل کی طرف چلا گیا تھا جبکہ وامس بدلیس شہر کا رخ کر رہا تھا۔

○✥○

Marfat.com

دمشق کے انتظامات کو آخری شکل دیکھنے کے بعد ایک روز خالدؓ بن ولید و ابو عبیدہؓ بن جراح اور دیگر سالار ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابو عبیدہؓ بن جراح نے بڑے غور سے خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرے عزیز بھائی! دمشق کو فتح کرنے کے بعد اس کے انتظامات کو ہم نے آخری شکل دے دی ہے بلکہ دمشق کے نواح میں معرکہ حصنِ ابی القدس میں رومنوں کو بدترین شکست دینے کے بعد ایک طرح سے ہم نے دمشق کے نواحی علاقوں پر بھی اپنی گرفت کو مضبوط بلکہ مستحکم کر لیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ دو مہموں کا آغاز کیا جائے۔ ایک بعلبک اور دوسری حمص شہر کی۔

رومن کئی بار ہمارے ہاتھوں شکست اٹھانے کے بعد اب ہماری طرف سے کافی حد تک خوفزدہ ہو چکے ہیں۔ گو وہ اپنے آپ کو مجتمع کرتے ہوئے بار بار ہم سے ٹکرائیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو مختلف مہموں کی ابتدا کریں تاکہ رومنوں کو بھی اپنی قوت کو تقسیم کر کے ہمارا سامنا کرنا پڑے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد عبیدہ بن جراح رکے، دم لیا پھر دوبارہ خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

''میں چاہتا ہوں کہ آدھے لشکر کو لے کر میں بعلبک شہر کا رخ کروں باقی آدھے لشکر کو لے کر آپ حمص شہر کا رخ کر جائیں۔ اگر میں نے بعلبک شہر کو فتح کر لیا تو میں حمص میں آپ سے آن ملوں گا اور اگر آپ نے حمص شہر پہلے فتح کر لیا تو آپ مجھ سے آن ملیئے گا۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح ایسا کر کے خالدؓ بن ولید کی دلجوئی کرنا چاہتے تھے۔ اپنے ساتھ ساتھ وہ خالدؓ بن ولید کو بھی لشکر کی امارت اور سپہ سالاری پر بحال رکھنا چاہتے

Marfat.com

تھے۔ جب آپ یہاں تک کہنے کے بعد خاموش ہو گئے تب خالدؓ بن ولید نے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا پھر توصیفی انداز میں کہنے لگے۔

"آپ جس انداز میں اس مہم کا آغاز کرنا چاہتے ہیں اس کی گہرائی کو میں سمجھتا ہوں اور اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار بھی ہوں۔ میں آپ کی اس تجویز سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں رومنوں کے خلاف بہ یک وقت دو مہموں کی ابتداء کر دینی چاہئے۔ لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد آپ بعلبک شہر کا رخ کریں میں حمص کی طرف جاتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ خداوند قدوس کو منظور ہوا تو ان دونوں مہموں میں چند ہی دن کے اندر ہم فوز مند اور سرخرو ہو کر نکلیں گے۔"

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے ابو عبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالار بھی اطمینان اور خوشی کا اظہار کرنے لگے تھے۔ اس کے بعد لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصے کو لے کر ابو عبیدہؓ بن جراح قدیم اور عظیم شہر بعلبک کی طرف بڑھے جبکہ خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ حمص شہر کا رخ کیا تھا۔

جہاں تک حمص شہر کا تعلق ہے اس سے متعلق تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ شام کا یہ ایک مشہور و معروف شہر شمار کیا جاتا تھا اور دریائے عاصی کے مشرقی کنارے پر سطح سمندر سے لگ بھگ 500 میٹر بلند کوہستانِ لبنان اور جبلِ انصاریہ کے درمیان ایک نشیبی دہانے پر واقع ہے۔

بحیرۂ روم کی طرف جانے کے لئے جو شاہراہ خلیج فارس سے پامیرہ ہو کر حمص کے پاس سے گزرتی ہے وہ ان علاقوں کا مختصر اور آسان ترین راستہ شمار کیا جاتا تھا۔

اس شہر کی پچھلے پانچ ہزار سال کی تاریخ انتہائی اہم واقعات سے پُر ہے۔ دو ہزار سال قبل مسیح اگرچہ حمص ایک غیر معروف شہر تھا تاہم تاریخ کے اوراق میں بعد کے دور میں یہ نمایاں حیثیت اختیار کرتا چلا گیا۔

مؤرخین کے مطابق اس شہر کی بنیاد قدیم یونانیوں کے ہاتھوں پڑی تھی۔ اس شہر کو زیادہ تر رومن طرزِ تعمیر پر آباد کیا گیا تھا۔ 81 ق م سے 96ء تک حمص پر عربوں کا ایک مقامی خاندان بھی حکمران رہا تھا۔

پانچویں صدی عیسوی تک عیسائیت یہاں جڑیں پکڑ چکی تھی۔ جنگ یرموک کے بعد رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس نے حمص سے بھاگ کر دوسرے علاقوں میں پناہ لی تھی۔

Marfat.com

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس شہر کے اندر حضورؐ کے 500 صحابہ کرامؓ نے سکونت اختیار کی۔ بہرحال تاریخ کے اوراق میں یہ ایک انتہائی اہم شہر تھا اور رومنوں کا شہنشاہ مسلمانوں کے مقابلے میں ہرصورت اس شہر کا دفاع کرنا چاہتا تھا اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ حمص شہر اگر رومنوں کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے پاس چلا گیا تو پھر دیگر بہت سے شہروں کے لئے خطرات پیدا ہو جائیں گے جن میں حلب اور انطاکیہ بلکہ بیت المقدس تک شامل تھے۔ بہرحال خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ حمص کی طرف بڑھے جبکہ ہرکولیس بہ نفسِ نفیس ایک لشکر کے ساتھ حمص شہر پہنچا۔ وہ حمص شہر کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانا چاہتا تھا۔ ہرکولیس بذات خود اس لئے حمص پہنچا تھا کہ پہلے حمص کا والی اس کا مشہور سپہ سالار وردان ہوا کرتا تھا۔ جب وردان کو مسلمانوں کے خلاف مختلف مہموں میں حصہ لینا پڑا تب عارضی طور پر ہرکولیس نے انطاکیہ کا انتظام وہاں کے مذہبی پیشوا مرلیس کے حوالے کر دیا تھا۔ لہٰذا ہرکولیس بھی ایک لشکر لے کر حمص پہنچ گیا تھا کہ مرلیس کے ساتھ مل کر حمص شہر کا دفاع کیا جا سکے۔

دوسری طرف ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے حصہ کے لشکر کے ساتھ بعلبک شہر کا رخ کیا تھا۔ بعلبک شہر ان دنوں کوئی بہت بڑا شہر نہیں تھا تاہم تاریخ کے اوراق میں اس کی اہمیت اور قدر دانی بہت بڑی تھی۔ یہ شہر وادی ابقا کی سطح مرتفع کے کنارے سطح سمندر سے لگ بھگ 3850 فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور یہ شہر ان گنت باغوں اور نخلستانوں سے گھرا ہوا ہے۔ انہی نخلستانوں اور باغات کی وجہ سے اس کی آب و ہوا انتہائی تر و تازہ اور اس کے مرغزار انتہائی پُرکشش خیال کئے جاتے ہیں۔ زراعت اور سیاحت یہاں کے خاص ذرائع آمدنی میں سے ہیں۔

مؤرخین کے مطابق یہ ایک انتہائی قدیم شہر ہے جس کے کھنڈرات آج بھی اس شہر میں اکثر پائے جاتے ہیں اور انہی کھنڈرات کی وجہ سے یہ شہر مشہور اور معروف بھی ہے۔

اس شہر کے نام سے متعلق بھی کئی باتیں منسوب ہیں۔ بعض مؤرخین کے نزدیک یہ شہر سامی قوم کے دیوتا بعل کے نام پر رکھا گیا تھا۔

سکندر اعظم کے بعد اس شہر کو بعلبک کی بجائے ہیلوپولس کہہ کر پکارا جانے لگا۔

یہ شہر چونکہ دمشق سے حمص کو جانے والی شاہراہ پر مرکزی حیثیت رکھتا تھا اس لئے تاریخ میں اس کی اہمیت ہر دور میں بہت زیادہ رہی تھی۔

Marfat.com

مؤرخین کے مطابق عیسائیوں اور عربوں کی فتح کے بعد یہ شہر عموماً قلعے کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس کی حیثیت زیادہ تر ایک عسکری مستقر کی رہی۔ مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے جب دمشق شہر فتح کیا اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بعلبک پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں اس شہر کے فتح ہونے سے پہلے یہاں عیسائیت نے بڑا فروغ پایا تھا اور اس دور میں یہاں بہت سی خانقاہیں اور کلیسا تعمیر کیے گئے تھے۔ ان کے کھنڈرات آج بھی شہر میں موجود ہیں۔

بہرحال ابوعبیدہ بن جراح اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بعلبک شہر کا رخ کیے ہوئے تھے کہ راستے میں اچانک ان کے پاس فاروقِ اعظم کی طرف سے ایک قاصد آیا۔ یہ قاصد بزرگ صحابی اسامہ بن زید تھے۔ انہیں دیکھ کر ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کو روک دیا۔ اپنے گھوڑے کو روک کر شاندار انداز میں اسامہؓ بن زید کا استقبال کیا۔ دونوں صحابی ایک دوسرے سے گلے ملے، خوشی کا اظہار کیا۔ اسامہؓ بن زید نے اپنے لبادے کے اندر سے فاروقِ اعظم کا ایک خط نکال کر ابوعبیدہؓ بن جراح کو پیش کیا۔

اس خط میں فاروقِ اعظم نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو لکھا تھا:

"ایک غسانی سردار نام جس کا جبلہ ہے وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ مسلمانوں کے اخلاق و کردار سے متاثر ہونے کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد وہ حج کی غرض سے کعبہ چلا گیا۔ دورانِ طواف جب اسے سارے مسلمانوں کے ساتھ ایک عام انسان کی حیثیت سے کعبہ کا طواف کرنا پڑا تو وہاں وہ ایک شخص سے الجھ گیا۔ اسی الجھاہٹ میں اس کی سرداری کے غرور اور تعصب نے اس پر قبضہ کیا اور اس نے ایک مسلمان کو وہاں قتل کر دیا۔"

فاروقِ اعظم نے اپنے خط میں مزید لکھا تھا کہ:

"قتل کرنے کے بعد وہ جانتا تھا کہ قصاص میں اسے بھی قتل کر دیا جائے گا لہٰذا اپنی جان بچانے کی خاطر وہ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کی طرف بھاگ گیا ہے۔"

فاروق اعظمؓ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو ہدایت کی تھی کہ یہ قاتل اور باغی جبلہ ابھی تک ہرکولیس کے پاس نہیں پہنچا ہوگا۔ راستے ہی میں ہوگا۔ لہٰذا اسے گرفتار کرنے کی

Marfat.com

کوشش کرو۔

فاروقِ اعظمؓ کا خط پڑھنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح تھوڑی دیر تک سوچوں میں گم صم رہے پھر اسامہؓ بن زید کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

''میں جانتا ہوں آپ ایک لمبا سفر طے کر کے آئے ہیں۔ تھکے ہارے بھی ہوں گے۔ دراصل اس خط کی روشنی میں میں اپنے لائحہ عمل میں تبدیلی کرنے لگا ہوں۔ پہلے میرے اور خالدؓ بن ولید کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ خالدؓ بن ولید حمص شہر پر حملہ آور ہوں گے۔ میں بعلبک کا رخ کروں گا۔ لیکن فاروقِ اعظمؓ کے اس خط کی وجہ سے میں اپنے ان ارادوں میں تبدیلی کر رہا ہوں۔ میں اب بعلبک کا رخ نہیں کروں گا، حمص کی طرف جاؤں گا۔ اس لئے کہ جبلہ اگر ہرکولیس کی طرف جانا چاہتا ہے تو وہ حمص کے پاس سے ہی گزرے گا۔ لہٰذا شاہراہ کے اطراف میں میں اپنے آدمی پھیلا دوں گا تاکہ اسے گرفتار کیا جائے۔ اس بناء پر میں اب بعلبک کی بجائے حمص شہر کا رخ کروں گا۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس گفتگو کے جواب میں اسامہؓ بن زید مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔

''آپ میری تھکاوٹ، میری کسی بھی ضرورت کا خیال نہ کریں۔ آپ جو ارادہ کر چکے ہیں اس پر عمل پیرا ہوں اور اس کی تکمیل کریں۔ میں ابھی اور اسی وقت مدینہ کی طرف کوچ کر جاؤں گا۔ آپ میری خاطر اپنے کسی عزم میں تبدیلی نہ لائیں۔''

اسامہؓ بن زید کا جواب سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح خوش ہو گئے تھے۔ پھر اسامہ بن زید اپنی منزل کی طرف کوچ کر گئے تھے جبکہ ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بعلبک کی طرف جانے کی بجائے خالدؓ بن ولید سے ملنے کے لئے اب حمص کا رخ کر رہے تھے۔

❖

حمص شہر میں جب رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں کے سالار ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ حمص شہر کا رخ کئے ہوئے ہیں تو وہ حمص شہر کو شہر کے مذہبی پیشوا مرلیس کے حوالے کرنے کے بعد وہاں سے بھاگ گیا۔

خالدؓ بن ولید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہلے ہی حمص پہنچ گئے تھے اور وہ شہر

Marfat.com

پر حملہ آور ہونے کے لئے تدبیر کرنے لگے تھے۔ ابوعبیدہ بن جراح بھی اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور وہاں آنے کی وجہ بھی تفصیل کے ساتھ خالدؓ بن ولید سے کہہ دی تھی۔

وہاں پہنچتے ہی ابوعبیدہؓ بن جراح نے غسانی قبائل کے سردار جبلہ کو گرفتار کرنے کے لئے اِدھر اُدھر اپنے مسلح جوان پھیلا دیئے تھے لیکن جبلہ کی خوش قسمتی کہ وہ دوسرے راستوں سے ہوتا ہوا پناہ لینے کی خاطر رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے پاس پہنچ گیا۔ ساتھ ہی اس نے ہرکولیس کے پاس قیام کرتے ہوئے اپنے قاصد غسانی قبائل کی طرف روانہ کئے جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا اور انہی غسانی قبائل پر مشتمل وہ بڑی تیزی سے ایک لشکر تیار کرنے میں لگ گیا۔

بنو غسان عربوں کا ایک مشہور اور نامور قبیلہ تھا جو حضورؐ کے عہدِ مبارک میں صحرائے شام میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ لوگ مذہباً عیسائی تھے اور رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کے باجگزار تھے۔

حضورؐ کے دور میں ایک شخص حارث غسانی بنو غسان کا حکمران تھا اور وہ رومنوں کا باجگزار تھا۔ یہ غسانی قبائل دوسری صدی عیسوی کے آخر میں یہاں آباد ہوئے اور رفتہ رفتہ انہوں نے ان علاقوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ لگ بھگ پانچ سو سال تک یہ خاندان ارضِ شام کے علاقوں پر حکومت کرتا رہا۔ جس وقت آپ کا دور آیا تو غسانی قبائل کا حکمران ان دنوں حارث تھا۔

اسی حارث کی طرف حضورؐ نے ایک خط لکھا اور اپنے صحابی شجاع ابنِ وہابؓ کو خط دے کر حارث غسانی کی طرف روانہ کیا۔ جس وقت شجاع ابنِ وہابؓ غسانیوں کی سرزمینوں میں پہنچے تو کہتے ہیں انہی دنوں قیصرِ روم بیت المقدس کی زیارت کے لئے جا رہا تھا لہٰذا غسانی حکمران حارث اس کے سفر کے انتظامات میں مصروف تھا۔

اس بناء پر حارث سے ملنے کے لئے حضورؐ کے قاصد شجاع ابنِ وہابؓ کو وہاں قیام کرنا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ دمشق میں قیام کے دوران شجاع ابنِ وہابؓ کی ملاقات حارث کے ایک درباری سے ہوئی جس کا نام مُری تھا۔ یہ شخص نسلاً رومن تھا۔ چند ہی ملاقاتوں میں یہ رومن شجاع ابنِ وہابؓ سے بے تکلف ہو گیا۔ ایک دن اس نے شجاع ابنِ وہابؓ سے حضورؐ کے حالات دریافت کئے جس کے جواب میں شجاع ابنِ وہابؓ نے آپؐ کے حالات تفصیل کے ساتھ کہہ دیئے۔ یہ حالات سن کر اس رومن پر رقت

Marfat.com

طاری ہو گئی اور کہنے لگا۔

''جو کچھ تم نے بیان کیا ہے انجیل میں یہی حالات اس آنے والے پیغمبرؐ کے پائے جاتے ہیں جس کا ہمیں انتظار ہے۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کے تمام احکام کی صدقِ دل سے تصدیق کرتا ہوں۔ مگر تم میرے قبولِ اسلام کا واقعہ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر حارث غسانی کو معلوم ہو گیا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں تو وہ مجھے قتل کرا دے گا۔ حالانکہ وہ میری بہت عزت کرتا ہے اور مجھے اس کے مزاج میں بڑا عمل دخل ہے۔''

آخر اسی مُری نے ایک روز جب فارغ ہو گیا تو شجاع ابنِ وہابؓ کا ذکر کیا اور حارث نے شجاع ابنِ وہابؓ کو طلب کر لیا اور انہوں نے حضورؐ کا نامۂ مبارک حارث کو پیش کیا۔ حارث آپؐ کا نامہ پڑھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا۔

''کس کی مجال ہے کہ میرے ملک کی طرف نگاہ بھی اٹھا کر دیکھے۔''

شجاع ابنِ وہابؓ جب وہاں سے لوٹنے لگے تو مُری ان کو اپنے مکان میں لے گیا اور زادِ راہ دے کر کہا۔

''حضورؐ کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا۔''

شجاع واپس جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تمام واقعات عرض کئے۔ جواب میں حضورؐ نے فرمایا۔

''مُری نے جو کچھ کہا وہ مومنِ صادق ہے اور حارث عنقریب دیکھ لے گا کہ جس حکومت کے غرور میں اس نے خدا کے پسندیدہ مذہب کو رد کر دیا ہے وہ ہرگز باقی رہنے والی نہیں ہے۔''

بہرحال ابوعبیدہ بن جراح نے غسانی سردار جبلہ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی گرفتاری کے لئے مسلح جوان مقرر کرنے سے پہلے ہی جبلہ بھاگ کر ہرکولیس کی طرف چلا گیا تھا اور مسلمانوں کے خلاف رومنوں کی مدد کرنے کے لئے اس نے غیر مسلم غسانی قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔

ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے جب حمص شہر کے نواح میں اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا تب رومنوں کا شہنشاہ جو اس وقت حمص میں قیام کئے ہوئے تھا وہ تو مسلمان لشکر کی آمد کا سن کر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ اب شہر کے اندر شہر کے حاکم اور لشکریوں کے سالار کی حیثیت سے وہاں کا مذہبی پیشوا مرلیس رہ گیا تھا۔

Marfat.com

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے مریس نے شہر کے اندر جس قدر رومن سالار اور سرکردہ لوگ تھے ان کا اجلاس طلب کر لیا۔ جب سب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تب مریس انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جیسا کہ آپ سب لوگ دیکھ چکے ہیں مسلمانوں کے لشکر نے حمص کے نواح میں پڑاؤ کر لیا ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ ایک دو دن تک مسلمانوں کے سالار اپنے لشکر کو ستانے کا موق فراہم کریں گے اس کے بعد بڑی سختی کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیں گے۔

میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ حمص میں اس وقت ہمارے پاس ایک بہت بڑا لشکر ہے۔ اگر یہ لشکر مقابلہ کرنا چاہے تو مسلمانوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے لیکن شہر میں اس وقت کوئی بڑا آزمودہ کار سالار اور سربراہ نہیں ہے۔

جس وقت ہرکولیس خود یہاں آیا تھا تو مجھے ایک طرح سے تقویت حاصل ہوئی تھی کہ اگر مسلمانوں نے حمص پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو یہاں ہرکولیس کی وجہ سے رومن کٹ مریں گے پر شہر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہ ہونے دیں گے۔ لیکن ہرکولیس کے یہاں سے چلے جانے کے بعد مجھے بے حد مایوسی ہوئی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریس رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میں ایک مذہبی آدمی ہوں۔ جنگ کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا۔ میں شہر کا نظم ونسق تو سنبھال سکتا ہوں لیکن میدان میں اتر کر لشکریوں کو صف آراء کر کے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس موقع پر اگر وردان زندہ ہوتا تو میں اس کی پیٹھ ٹھونکتا اور اسے کہتا کہ پورا شہر اس کے ساتھ ہے اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ خم ٹھونک کر کھڑا ہو جائے لیکن افسوس وردان مارا جا چکا ہے۔ وہی اس شہر کا حاکم اور محافظ بھی تھا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مریس پھر رکا، کچھ سوچا پھر سارے سالاروں اور رؤساء اور اُمراء کو مخاطب کرتے ہوئے وہ پھر کہہ رہا تھا۔

''عزیز ساتھیو! ان حالات میں، میں نے ایک فیصلہ کیا۔ اگر تم میرے اس فیصلے سے متفق ہوئے تو مجھے امید ہے کہ ہم لوگ حمص شہر کو مسلمانوں کے ہاتھوں برباد ہونے سے بچا لیں گے جیسا کہ میں تم لوگوں پر واضح کر چکا ہوں کم از کم مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکوں۔ ہاں اگر تم میں سے لشکر کا کوئی سالار

Marfat.com

مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو میں شہر کے سارے وسائل اس کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہوں اور شہر کے اندر جس قدر مسلح جوان ہیں انہیں اس کی تائید اور حمایت بھی حاصل کر کے دوں گا۔ اگر وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے تو کر دیکھے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرلیس پھر خاموش رہ کر سالاروں کے ردِعمل کا جائزہ لیتا رہا۔ جب کسی نے بھی اس کی پیشکش کا کوئی جواب نہ دیا تو مرلیس پھر بول اٹھا۔

''اب شہر کو بچانے کے لئے میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں سے فی الحال صلح کر لی جائے اور ان سے یہ کہا جائے کہ جب مسلمان حلب وقنسرین کو فتح کر لیں گے اور ہرکولیس کے لشکر کو جو وہ جمع کر رہا ہے شکست دے لیں گے تو حمص شہر کے لوگ لڑے بغیر ان کے تابع فرمان ہو جائیں گے۔ اگر تم لوگوں کو میری یہ صلح کی پیشکش منظور ہو تو کہو۔ میں شہر کا ایک وفد لے کر مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور جو پیشکش میں نے تمہارے سامنے بیان کی ہے وہی ان کے سالار کے سامنے رکھتا ہوں۔ اگر وہ مان گئے تو میرے خیال میں شہر برباد ہونے سے بچ جائے گا۔''

حمص شہر کے سارے سرکردہ لوگوں کے علاوہ وہاں جو رومنوں کے سالار تھے سب نے مرلیس کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ یہ اتفاقِ رائے ہونے کے بعد مرلیس چند رومن سالاروں کے علاوہ شہر کے معززین کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور اسلامی لشکر کے پڑاؤ کا اس نے رخ کیا۔

جب وہ لشکر میں داخل ہوا تب اسے اور اس کے وفد کو ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت وہاں خالدؓ بن ولید کے علاوہ دوسرے سرکردہ لوگ بھی موجود تھے۔ لہٰذا سہر کے اندر مرلیس نے صلح کی جو تجویز اپنے سالاروں اور معززین سے کہی تھی وہی اس نے ابوعبیدہ بن جراح کے سامنے پیش کر دی۔

حالات کو دیکھتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس صلح کو قبول کر لیا اور اس صلح کے نتیجہ میں حمص کے لوگوں نے بے پناہ خوشی اور طمانیت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے ساتھ دوسرے علاقوں کا رخ کیا۔

اسی دوران ابو عبیدہؓ بن جراح کو اپنے طلایہ گروں کے ذریعہ یہ خبر ملی کہ رومنوں کے دو بڑے بڑے لشکر اس وقت سرگرداں ہیں۔ ایک شیزر شہر کے قریب مقام بنام

Marfat.com

کی نہر کے کنارے پڑاؤ کئے ہوئے ہے اور رومنوں کا دوسرا لشکر بلادِ عواصم کے اندر سرگرداں ہے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے رومنوں کے دونوں لشکروں سے نمٹنے کے لئے مسلمانوں کے دو لشکر تیار کئے گئے۔ ایک لشکر میں چار ہزار سوار رکھے گئے۔ ان کا سالارِ اعلیٰ خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا گیا اور وہ شیرز شہر کے نواح میں جو رومنوں کا لشکر تھا اس پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔

دوسرے لشکر کی تعداد پانچ ہزار سواروں پر رکھی گئی تھی اور اس کا سالارِ اعلیٰ مصعبؓ بن حارث کو مقرر کیا گیا تھا اور اس لشکر کو لے کر وہ بلادِ عواصم کا رُخ کر گئے تھے۔

خالدؓ بن ولید نے جب شیرز کے نواح میں قیام کرنے والے رومنوں کے لشکر کی طرف پیش قدمی شروع کی تو اس رومن لشکر کو بھی خبر ہو گئی تھی کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے تاہم ان کے مخبر یہ بتانے میں ناکام رہے تھے کہ مسلمانوں کا جو لشکر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہا ہے اس لشکر کے سالارِ اعلیٰ خالدؓ بن ولید ہیں۔ اگر رومنوں کے اس لشکر کو پہلے ہی خبر ہو جاتی کہ خالدؓ بن ولید ان پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں تو یقیناً وہ مسلمانوں کا مقابلہ کئے بغیر بھاگنے میں ہی اپنی عافیت خیال کرتے۔

اب انہوں نے قلوب نام کی نہر کے کنارے مسلمانوں سے ٹکرانے کا عزم کر لیا تھا اس لئے کہ اپنے مخبروں کے ذریعہ انہیں یہ تو خبر ہو چکی تھی کہ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے جو لشکر مسلمانوں کا آ رہا ہے وہ تعداد میں ان سے کہیں کم ہے۔ لہٰذا ان رومنوں نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے آنے والے لشکر پر حملہ آور ہو کر اسے تہس نہس کر کے اپنے شہنشاہ ہرکولیس کی نگاہوں میں ایک باعزت مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اس بناء پر قلوب نام کی نہر کے کنارے رومنوں نے فیصلہ کیا کہ جونہی مسلمانوں کا لشکر ان کے سامنے آتا ہے وہ فوراً نعرے بلند کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ انہیں جنگ کے لئے اپنی تنظیم اور ترتیب درست نہیں کرنے دیں گے۔ لمحوں کے اندر ان کی افراتفری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں شکست دے کر ان کا قتلِ عام شروع کر دیں گے۔

Marfat.com

دوسری طرف خالدؓ بن ولید کے مخبر بھی بڑی تیزی سے اب اپنا کام سرانجام دے رہے تھے۔ انہوں نے خالدؓ بن ولید کو مطلع کر دیا تھا کہ رومنوں کے جس لشکر پر وہ حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کر رہے ہیں وہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہے۔ اپنی صفیں درست کر چکا ہے اور جونہی آپ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے جائیں گے وہ آپ پر حملہ آور ہو جائیں گے۔

اس صورت حال نے خالدؓ بن ولید کو مزید چوکنا کر دیا تھا لہٰذا وہ اپنے لشکر کی صفیں بالکل استوار اور درست کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ خالدؓ بن ولید جونہی رومنوں کے اس لشکر کے سامنے گئے رومنوں نے انہیں دیکھتے ہی ہولناک انداز میں نعرے بلند کرنا شروع کر دیئے اور پھر اسی جوش اور جذبہ میں وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے تھے۔

دوسری جانب خالدؓ بن ولید پہلے ہی اپنے لشکر کی تنظیم اور ترتیب بالکل استوار اور درست کئے ہوئے تھے۔ جونہی رومنوں کا لشکر خالدؓ بن ولید کے قریب آیا آپ اور آپ کے لشکریوں نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ پھر خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ قدموں کو بے ارض کر دینے والی طغیانیوں کے مرحلوں کی طرح آگے بڑھے۔ اس کے بعد وہ رومنوں پر نفس کی قوسوں میں اجنبیت کی فسوں کاری کا خوف قلب و جان کے قریوں میں آلام کے گرداب، نظر نظر کی گندگی میں یادوں کی خلش، انا پرستی کے طوفانوں میں درد کی جھلساتی نہ بھر دینے والے انقلاب آفریں حروف کے طوفانوں اور فطرت کے بے روگ عذابوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

رومن اپنی جگہ مطمئن تھے۔ ان کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی لہٰذا انہوں نے ارادہ کیا ہوا تھا کہ جنگ کو طول دیں گے اور اس طول کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کم کرتے ہوئے شکست اور پسپائی کو ان کا مقدر بنانے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی مسلمانوں پر آسیب کے صحراؤں سے اٹھتی سیاہ راتوں کی ظلمتوں، جسم و جان کی شادابی چھینتے تشنگی کے فریب کی طرح ضربیں لگانے لگے تھے۔ شیرز شہر کے نواح میں کچھ دیر تک خالدؓ بن ولید اور رومنوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوتی رہی۔ رومنوں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مٹھی بھر مسلمانوں کو اپنے سامنے شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیں لیکن جب جنگ کے دوران ان کی ہر تدبیر، ہر جتن ناکام رہنے لگا تب وہ فکرمند

Marfat.com

ہونے لگے۔ انہیں اپنی شکست اور پسپائی صاف دکھائی دینے لگی تھی۔ عین اسی لمحہ کسی رومن نے خالدؓ بن ولید کو پہچان لیا اور وہ خوف زدہ ہو کر چیخنے چلانے لگا اور اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنے لگا کہ مسلمانوں کا جو لشکر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے آیا ہے اس لشکر کے سالارِ اعلیٰ خالدؓ بن ولید ہیں۔

خالدؓ بن ولید کا نام سنتے ہی رومنوں کے لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خوف و دہشت کی لہریں کوند گئی تھیں۔ رومن کپکپانے لگے تھے۔ ان کی تلواریں لرزنے، ڈھالیں منجمد ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ پھر جب ان کے سالاروں کو بھی خبر ہوگئی کہ مقابلے پر مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید ہیں تب انہوں نے پسپائی کے بگل بجائے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ خالدؓ بن ولید نے پوری شدت اور زور کے ساتھ بھاگتے رومنوں کا تعاقب کیا۔ ان کی تعداد کافی حد تک کم کی اور ان میں سے بہت سوں کو آپؓ نے گرفتار کر کے اپنا اسیر بنا لیا تھا۔

قلوب نام کی نہر کے کنارے رومنوں کو بدترین شکست دینے، ان کا قتلِ عام کرنے اور بہت سے رومنوں کو اپنا اسیر بنانے کے بعد خالدؓ بن ولید نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ رومنوں کے مزید علاقوں کی طرف پیش قدمی کی۔ پہلے انہوں نے عُفر تات کا رخ کیا۔ یہاں جو رومنوں کا لشکر تھا ان پر حملہ آور ہو کر خالدؓ بن ولید نے انہیں روند کر رکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے مارات کی طرف پیش قدمی کی۔ یہاں بھی رومنوں کا ایک لشکر تھا، اسے بھی خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح تینوں جگہوں پر خالدؓ بن ولید نے حملہ آور ہو کر نہ صرف رومنوں کو بدترین شکست دی، ان کے لشکر کی تعداد کافی حد تک کم کی مزید رومنوں کو اپنا اسیر بنایا اور ان تینوں جگہوں سے آپ کو خاصی مقدار میں مالِ غنیمت بھی ہاتھ لگا تھا۔

دوسری طرف مسلمانوں کے دوسرے سالار مصعبؓ بن حارث نے بلادِ عاصم کا رخ کیا۔ وہاں بھی رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر تھا۔ رومنوں نے جو چال نہرِ قلوب کے کنارے خالدؓ بن ولید کے خلاف چلی تھی وہی چال انہوں نے مصعبؓ کے خلاف بھی چلی اور جونہی مصعبؓ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آئے وہ کم نظری اور بے دردی کو گلے لگا کر رقص کرتی موت اور اذیت بھری تلخیوں کے ساتھ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ لیکن مصعبؓ بن حارث رومنوں کے اچانک حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ لہٰذا جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی رومنوں پر نگاہوں کے سکون اور

Marfat.com

سانسوں کے تسلسل تک میں زہر گھول دینے والے کرب کے احساس کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔ اب ایک محاذ پر خالدؓ بن ولید اور دوسرے محاذ پر مصعبؓ بن حارث رومنوں کے خلاف کامیاب رہے تھے۔ دونوں رومن لشکروں کو شکست دی گئی۔ بہت سے رومنوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ کچھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس طرح فاتح کی حیثیت سے خالدؓ بن ولید اور مصعبؓ بن حارث اپنے لشکر کے ساتھ لوٹے اور جس قدر رومن جنگ کے دوران قیدی بنائے تھے ان سب کو ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا گیا۔

جب ان قیدیوں کو ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا گیا تھا تو کچھ ان میں ایسے بھی تھے جن کے اہل و عیال، جن کی بیویاں اور گھر کے دیگر افراد بھی ان کے ساتھ تھے۔ ابو عبیدہؓ بن جراح نے نرمی اور انسان دوستی سے کام لیتے ہوئے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا اور وہ قیدی مسلمانوں کے انصاف اور رحم و کرم کے گیت گاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے تھے اور انہوں نے واپس جا کر قرب و جوار کے لوگوں کو مسلمانوں کے رحم اور خصائل حمیدہ سے آگاہ کیا جن کی بناء پر رومن حکمرانوں اور سالاروں نے مسلمانوں کے خلاف جو زہر اگلا ہوا تھا اور ان کی غلط تصویر کشی کی گئی تھی اس کا تاثر بڑی تیزی سے زائل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح کے مصالحانہ رویے سے تمام قرب و جوار کے لوگ ان کے پاس آنے لگے۔ ان میں سے کچھ تو اسلام قبول کرنے لگے دوسرے مسلمانوں کے حالات دیکھ کر اور ان کے اخلاق سے متاثر ہوتے ہوئے جا کر دوسرے لوگوں میں مسلمانوں کی صحیح عکاسی کرنے لگے۔

یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے قنسرین کے غیر مسلموں نے بھی چاہا کہ مسلمانوں سے صلح کر لیں اور جس طرح دوسرے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے امان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اس طرح وہ بھی مسلمان سپہ سالار کی خدمت میں حاضر ہو کر قنسرین شہر کے لئے امن حاصل کر لیں۔

قنسرین کا حاکم ان دنوں ایک شخص لوقا تھا۔ اسے جب خبر ہوئی کہ قنسرین شہر کے لوگ مسلمانوں سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور ان کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہیں تب اس نے اندازہ لگایا کہ اگر اس نے شہر کے لوگوں کی خواہشات کا احترام نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ شہر کے معززین و اُمراء اور عام لوگ اس کے خلاف بغاوت کھڑی کر

Marfat.com

دیں۔ لُوقا کو اس موقع پر یہ بھی خدشہ ہوا کہ اگر اس نے اس شہر کے لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی طرح ڈال دی تو کہیں ایسا ہی نہ ہو جائے کہ شہر کے معززین اسے پکڑ کر مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ لہٰذا اس نے ایک روز شہر کے اُمراء اور معززین کو جمع کیا۔ انہیں فریب دینے کی خاطر کہا۔

''فی الحال ہم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ہمیں ہرکولیس کی طرف سے کمک کی اُمید ہے۔ اس لئے ہم ایک سال کے لئے صلح کر لیتے ہیں تاکہ اس دوران میں ہم ہر طرح سے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہو سکیں۔''

قنسرین کے لوگ پہلے ہی مسلمانوں سے سہمے اور ڈرے ہوئے تھے۔ انہوں نے لُوقا کی اس گفتگو کو پسند کیا اور اسے اجازت دے دی کہ جس طرح وہ چاہتا ہے ایسے ہی مسلمانوں سے صلح کر لے۔

چنانچہ لُوقا نے ایک خط ابوعبیدہ بن جراح کے نام لکھا اور اپنے قاصد کے ذریعہ وہ خط مسلمانوں کے لشکر کی طرف بھجوایا۔ خط میں اس نے لکھا تھا۔

> ''ہمارے پاس ہر طرح کا ساز و سامان ہے۔ اگر تم چالیس سال تک بھی ہمارا محاصرہ کیے رکھو تب بھی ہمارے شہر کو فتح نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم تمہارے ساتھ ایک سال کے لئے صلح کر لیتے ہیں تاکہ دیکھیں تمہاری اور ہرکولیس کی جنگ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ میں تم پر یہ بھی واضح کر دوں کہ رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس نے خلیج سے لے کر رومتہ الکبریٰ تک تمہارے مقابلے کے لئے کمک طلب کی ہے لیکن ہم رومن شہنشاہ ہرکولیس سے پوشیدہ ہی تم سے صلح کا یہ عہد و پیمان کرنا چاہتے ہیں۔''

لُوقا کا قاصد جب یہ خط لے کر ابوعبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ابوعبیدہؓ بن جراح کے پاس خالدؓ بن ولید و عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور کچھ دوسرے مسلمان سالار بیٹھے ہوئے تھے۔

ابوعبیدہؓ بن جراح کے خیمے میں داخل ہوتے ہوئے رومنوں کے قاصد نے سجدہ کرنے کا قصد کیا لیکن اس کی اس حرکت پر ابوعبیدہؓ بن جراح نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اسے روکا اور کہا۔

''ہم بندگانِ خدا ہیں اور خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔''

Marfat.com

ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ پر وہ قاصد خوش ہوا، آگے بڑھ کر اس نے لُوقا کا خط ابو عبیدہؓ بن جراح کو تھما دیا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے وہ خط پڑھا اور وہاں بیٹھے سب لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔

خالدؓ بن ولید اس خط کے دھمکی آمیز مضمون کو سن کر بہت برافروختہ ہوئے اور ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہنے لگے۔

''اس خط کے مضمون سے فریب کی بو آتی ہے اور ایسے شخص کے ساتھ صلح کرنا دانشمندی کے سراسر خلاف ہے۔

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں ابو عبیدہ بن جراح کہنے لگے۔

''خالدؓ! میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے امورِ غیبی سے کسی کو آگاہ نہیں کیا اور بندوں کے حال سے وہی واقف ہے اس لئے تم توقف کرو۔ اس لئے کہ قنسرین کا حکمران لُوقا ہمارے ساتھ صلح کی خواہش رکھتا ہے۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس گفتگو کے جواب میں خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''اگر لُوقا ہمارے ساتھ ہمیشہ کے لئے مصالحت کر لے تو ہم مان جائیں ورنہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں کیونکہ بفضل خدا ہم اس کے لئے کافی ہیں۔''

لُوقا کے قاصد نے جب خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سنے تو وہ آپ کے اس دلیرانہ کلام سے بہت متاثر ہوا اور اندر ہی اندر خالدؓ بن ولید کی دانشمندی اور موقع شناسی کی تعریف کر رہا تھا۔ پھر متاثر کن انداز میں خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پوچھ لیا۔

''اے سردار! آپ کا نام کیا ہے؟''

جواب میں خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''میں خالدؓ بن ولید ہوں۔ میں جنگجو اور دلیر ہوں۔ میں کفر و باطل کو مٹانے والی تلوار ہوں۔''

یہ الفاظ سن کر لُوقا کا قاصد اور زیادہ متاثر ہوا۔ کہنے لگا۔

''بے شک آپ جرأت مندوں اور شجاعوں میں سے ہیں۔''

پھر قاصد کہنے لگا۔''میں نے یقیناً آپ کے کلامِ مردانہ سے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اس لئے کہ رومنوں کے اندر آپ کا نام اجنبی نہیں۔ رومن تو آپ کا نام ہی سن کر لرزنے کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ہر رومن کے دل اور اس کے ذہن میں یہ

Marfat.com

بات بیٹھ چکی ہے کہ جہاں کہیں بھی مسلمانوں کا سالار خالدؓ بن ولید حملہ آور ہوتا ہے وہاں زندگی اس کے پیچھے بھاگتی ہے۔ موت اس سے خوفزدہ ہو کر فرار اختیار کرتی ہے اور فتح مندی اس سے گلے ملتی ہے۔''

لُوقا کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید پھر کہنے لگے۔

''سن لُوقا کے قاصد! ہم دشمنوں کے مکر و فریب میں نہیں آتے اور اس کے کلام اور رویے سے اس کا مکر و فریب اور ریا کاری پہچان لیتے ہیں۔ اپنے سردار لُوقا کا خط جو تم لے کر آئے ہو تو خط کے مضمون سے میں نے لُوقا کے ارادے اور فریب کو سمجھ لیا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خالدؓ بن ولید رکے اور دوبارہ لُوقا کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''میں یہ بھی اندازہ لگا چکا ہوں کہ اگر تمہاری مدد کے لئے ہرکولیس کا لشکر ہمارے ساتھ کی جانے والی صلح کے زمانے میں تمہاری مدد کے لئے آ گیا تو تم اپنا صلح کا عہد توڑ دو گے اور اس لشکر کے ساتھ مل کر سب سے پہلے تم لوگ ہی ہمارا مقابلہ کرو گے اور غلبہ کی حالت میں ان کے ساتھ رہو گے۔''

خالدؓ بن ولید یہاں تک کہنے کے بعد رکے پھر لُوقا کے قاصد کو مخاطب کرتے ہوئے وہ مزید کہہ رہے تھے۔

''اگر تم صلح کے خواہاں ہو تو ایک سال کے لئے تمہارے اور ہمارے درمیان اس شرط پر صلح ہو سکتی ہے کہ اگر اس دوران میں تمہارے شہنشاہ ہرکولیس کا کوئی لشکر ہمارے مقابلے کے لئے آئے اور ہم سے محاربہ کرے تو تم اپنے شہر میں مقیم رہو گے اور ہرکولیس کی طرف سے آنے والے لشکر کے ساتھ شامل ہو کر ہمارے خلاف جنگ نہیں کرو گے۔''

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو کے جواب میں بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے قاصد کہنے لگا۔

''ہمیں یہ شرط منظور ہے۔''

چنانچہ اسی شرط پر دونوں فریقوں میں صلح طے پا گئی۔ حاکم قنسرین لُوقا نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ دورانِ صلح مسلمانوں کے لشکر کا کوئی آدمی ہمارے دیہات اور مضافات میں داخل نہ ہو گا اور ہمارے علاقے کی حد پر کوئی ایسا نشان قائم کر دیا

Marfat.com

جائے گا کہ اس سے آگے آپ کے لشکر کا کوئی آدمی نہ جائے۔

جب صلح طے ہوگئی تب لُوقا کا قاصد ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اے سردار! کیا آپ کو ہمارے شہر کی حد معلوم ہے؟ جبکہ ہمارے ہمسائے میں حلب کا شہر ہے اور اس شہر اور وہاں کے حکمران کی حد متعین ہے۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں اور رومنوں کے درمیان ایک ایسی علامت قائم کر دیں جس سے آپ کے لشکر کا کوئی آدمی ہماری حدود میں داخل نہ ہو۔''

جواب میں ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس تجویز کو پسند کیا اور قاصد کو مخاطب کر کے کہا۔

''میں کسی شخص کو بھیج کر حد قائم کرا دوں گا۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ میں قاصد نے کچھ سوچا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''آپ اس کام کے لئے اپنا کوئی آدمی نہ بھیجئے گا بلکہ ہم ایک ستون بنا کر اس پر ہرکولیس کا بُت نصب کر دیں گے۔ بس آپ اپنے لشکریوں کو یہ ہدایت جاری کر دیجئے گا کہ وہ اس ستون سے آگے نہ جائیں۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح نے اسے منظور کر لیا اور صلح کی دستاویز اسے دے دی اور وہ واپس چلا گیا۔

لُوقا کا وہ قاصد جب صلح نامہ طے کر کے لُوقا کے پاس پہنچا تو سب سے پہلے اس نے خالدؓ بن ولید کی گفتگو سے لُوقا کو آگاہ کیا۔ لُوقا نے اس صلح پر خوشی کا اظہار کیا اور قنسرین کی سرحد پر ایک ستون کھڑا کیا گیا اور اس ستون کے اوپر ہرکولیس کا ایک خاصا بڑا بُت رکھ دیا گیا تھا۔ یہ صلح 14ھ ذوالحجہ کے مہینے میں ہوئی تھی۔ مسلمانوں اور قنسرین کے حاکم لُوقا کے درمیان یہ صلح ہو تو گئی تھی لیکن صلح کے لئے لُوقا مخلص نہیں تھا۔ قنسرین کے نزدیک ہی حلب شہر تھا جہاں قنسرین کا حاکم لُوقا تھا وہاں حلب شہر کا حاکم یوقنا تھا۔ یہ بھی رومنوں کے بہترین سالاروں میں سے ایک تھا۔ اس دور میں قنسرین کے حاکم لُوقا اور حلب کے حاکم یوقنا کے درمیان سخت اختلافات بلکہ کڑی دشمنی چل رہی تھی۔ لیکن مسلمانوں کی دشمنی کے سامنے لُوقا اور یوقنا دونوں نے اپنی ذاتی دشمنیوں کو بھلا دیا اور مسلمانوں کی دشمنی کے سامنے دونوں متحد ہو گئے۔ اب لُوقا نے صلح

Marfat.com

تو کر لی تھی لیکن اندر ہی اندر وہ یہ فیصلہ کئے ہوئے تھا کہ ہرکولیس نے چونکہ وعدہ کیا ہے کہ عنقریب وہ ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے قنسرین کے لوگوں کی مدد کے لئے روانہ کرے گا لہٰذا حلب کے حکمران یوقنا کے ساتھ سارے اختلافات ختم کرنے کے بعد لوقا نے تیز رفتار قاصد یوقنا کی طرف روانہ کئے۔ اس قاصد کے ذریعے لوقا نے حاکم یوقنا کو سب سے پہلے عداوت و دشمنی ختم کرنے کی مبارک باد دی اور یہ عہد کیا کہ آئندہ وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے یوقنا کو یہ بھی مشورہ دیا کہ عنقریب ہرکولیس کی طرف سے جب کوئی لشکر ہماری مدد کے لئے آئے گا تو قنسرین اور حلب کے لشکری بھی آپس میں متحد ہو کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس طرح اپنی فتح کو یقینی بنائیں گے۔ حلب کے حاکم یوقنا نے بھی لوقا کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا تھا۔ اس طرح بظاہر صلح کرنے کے بعد اندر ہی اندر لوقا مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگا تھا۔

Marfat.com

مارسمول اور لوگس دونوں نے اناطولیہ کے کوہستانی سلسلوں کے اندر مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ جانے والی شاہراہ کے کنارے ایک سرائے میں قیام کر رکھا تھا اور انہوں نے مختلف اطراف میں اپنے ساتھی پھیلا رکھے تھے۔ میخالہ و مریشا اور شوطار کو وہ تلاش کرنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے تھے۔

ایک روز مارسمول اور لوگس دونوں سرائے سے نکل کر اس شاہراہ پر گھڑ دوڑ کر رہے تھے کہ جو شاہراہ جھیل دان کی طرف سے قسطنطنیہ کی طرف جاتی تھی۔

جس وقت وہ سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے گھڑ دوڑ کرنے کے بعد واپس آ رہے تھے اور ابھی وہ سرائے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ سامنے کی طرف سے گھوڑے پر سوار ان کا ایک ساتھی آتا دکھائی دیا۔ اسے دیکھتے ہی مارسمول خوش ہو گیا تھا اور بے پناہ طمانیت اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے لوگس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''لوگس میرے بھائی! لگتا ہے یہ جو سامنے ہمارا ساتھی آ رہا ہے اس نے میخالہ و مریشا اور شوطار کو تلاش کر لیا ہے۔ اس لئے اس کے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ یہ کامیاب اور فوز مند رہا ہے۔''

اتنی دیر تک وہ قاصد میانہ روی سے اپنے گھوڑے کو ہانکتا ہوا ان کے قریب آ گیا تھا۔ مارسمول کی طرف دیکھتے ہوئے آنے والا وہ گھڑ سوار کچھ کہنا چاہتا تھا کہ مارسمول نے اسے مخاطب کرنے میں پہل کر دی۔

''میرے عزیز! یسوع مسیح جھوٹ نہ بلوائے تمہارا چہرہ بتاتا ہے کہ تم ہمارے لئے کچھ اچھی خبر لے کر آئے ہو۔''

مارسمول کے ان الفاظ کے جواب میں آنے والے اس گھڑ سوار کے چہرے پر خوش کن تاثرات نمودار ہوئے پھر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''مارسمول! تمہارا اندازہ درست ہے۔ میں ان تینوں کو تلاش کرنے میں کامیاب

Marfat.com

ہو گیا ہوں۔ میخالہ اور وردان کے عزیزوں اور اقارب نے میخالہ کے جن جن رشتہ داروں کا ہمارے سامنے ذکر کیا تھا ان رشتہ داروں میں بدلیس شہر کی ایک خاتون بھی آتی ہے۔ اس خاتون کا نام راقیل ہے اور اس کی ایک بیٹی بھی ہے اس کا نام جمیرا ہے۔ وہ گھر کی دو ہی افراد ہیں یعنی ماں بیٹی۔ اب راقیل نام کی یہ خاتون مریشا کی ماں اور وردان کی بیوی میخالہ کی خالہ زاد ہے۔ تینوں کو تلاش کرنے کے لئے میں نے پہلے بدلیس کی اس راقیل نام کی خاتون ہی کا انتخاب کیا تھا۔ میرا دل کہتا تھا کہ وہ تینوں قسطنطنیہ کا رخ نہیں کر سکتیں اس لئے کہ قسطنطنیہ میں ان کے لئے چاروں طرف خطرات ہی خطرات اٹھ سکتے تھے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ان کے کچھ رشتہ دار ملطیہ شہر میں بھی رہتے ہیں لیکن وہ دور کے عزیز و اقارب ہیں لہٰذا میں نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ میری نگاہ بدلیس میں رہنے والی خاتون راقیل پر جم گئی تھیں اس لئے کہ وہ میخالہ کی خالہ زاد ہے۔ اب میں آپ دونوں پر انکشاف کروں کہ میخالہ، مریشا اور شوطار تینوں نے بدلیس میں راقیل نام کی اس عورت کے ہاں قیام کر رکھا ہے۔"

آنے والے اس گھوڑ سوار کے یہ الفاظ سن کر مارسمول اور لوگس دونوں کی خوشی اور طمانیت کی انتہا نہ رہی۔ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر مارسمول آگے بڑھا۔ سب سے پہلے آنے والے اس سوار کی پیٹھ تھپتھپائی پھر انتہائی ہمدردی اور محبت سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میرے عزیز! تُو نے وہ معرکہ سر کیا ہے جس کی ہم تم سے توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ میں اور لوگس تو اس سرائے میں قیام کرتے کرتے اب تنگ آ چکے تھے اور ہمارے دل میں تو یہ خدشات اور وسوسات جنم لینے لگ گئے تھے کہ ہم ان تینوں کو کہیں بھی تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ لیکن تو نے ہماری ناکامیوں کو ہماری کامیابیوں میں تبدیل کر دیا ہے۔"

یہاں تک کہنے کے بعد مارسمول جب خاموش ہوا تب لوگس بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مارسمول کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"مارسمول! میں سمجھتا ہوں کہ مجھے زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی اور اچھی خوشی اور کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ میں نے اس سے پہلے نہ تم پر نہ کسی اور پر یہ انکشاف کیا تھا کہ تمہارے ساتھ میخالہ، مریشا اور شوطار کو تلاش کرنے کے لئے ہرکولیس کی بیٹی زوزان نے مجھے سختی کے ساتھ یہ کہا تھا کہ ہر صورت میں کہیں نہ کہیں سے تلاش کر

Marfat.com

کے مریشا کو نکالا جائے۔ اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ میخالہ اور شوطار ملیں یا نہ ملیں ان دونوں سے اسے کوئی غرض و غایت نہیں ہے۔ وہ صرف اور صرف ہر صورت میں مریشا کی گرفتاری چاہتی ہیں۔ مریشا کو حاصل کرنے سے اس کا مقصد یہی نہیں کہ اس پر چونکہ مسلمان ہو جانے کا شک ہو گیا ہے لہٰذا اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا جائے یا پادریوں کی عدالت کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ وہ اس کے لئے عجیب وغریب سزا تجویز کر چکی ہے"

یہاں تک کہنے کے بعد لوگس جب خاموش ہوا تو تجسس بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے مارسمول بول اٹھا۔

"یہ آج تم کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو زوزان! اگر اس پر مرتد ہونے کا الزام لگانے کے بعد اسے پادریوں کے حوالے نہیں کرنا چاہتی تو اس کے لئے کیسی سزا اس نے تجویز کر رکھی ہے؟"

جواب میں لوگس مسکرایا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

"مارسمول کو تم جانتے ہو۔ میں زوزان کا صرف محافظ اور اتالیق ہی نہیں ہوں، ایک طرح سے اس کا خادم بھی ہوں۔ اب چونکہ زوزان مریشا سے انتہا درجہ کی نفرت کرتی ہے اور اس کی نفرت کی وجہ مریشا کا زوزان سے خوبصورت اور حسین ہونا ہے لہٰذا اسے سزا دینے کے لئے زوزان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب مریشا گرفتار کر لی جائے گی تو زوزان اسے میرے ساتھ بیاہ دے گی۔

اب کیونکہ میں زوزان کا محافظ اور خادم ہوں لہٰذا اگر مریشا سے میری شادی ہو گئی تو زوزان کے ساتھ اور میرے ہمراہ مریشا کو زوزان کی خادمہ کی حیثیت سے رہنا پڑے گا اس لئے کہ جب میں خادم ہوں تو وہ خادمہ ہی کہلائے گی۔ میرے خیال میں مریشا جیسی حسین اور نازک لڑکی کے لئے اس سے بڑھ کر اذیت ناک اور تکلیف دہ سزا کوئی اور نہیں ہو سکتی۔"

لوگس جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر کے لئے مارسمول خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر اس کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس کے بعد لوگس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"لوگس! جہاں تک خوبصورت اور حسین ہونے کا تعلق ہے تو شوطار بھی زوزان سے زیادہ حسین اور خوبصورت ہے۔ کہیں شوطار کے لئے بھی زوزان کوئی سزا تجویز نہ

Marfat.com

کر دے۔ اگر ایسا ہوا تو لوگس میرے بھائی میں زوزان کو اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ اپنے سے زیادہ حسین اور خوبصورت لڑکیوں کے خلاف حرکت میں آئے اس لئے......''

یہاں تک کہتے کہتے مارسمول کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ لوگس مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

''مارسمول میرے بھائی! ایسی کوئی بات نہیں۔ اس طرح تو رومنوں کے اندر ان گنت لڑکیاں ہوں گی جو اس زوزان سے خوبصورت ہیں۔ یہ زوزان ان سب کو تو سزا دینے سے رہی۔ بہرحال مریشا سے کیونکہ اس کی عداوت اور دشمنی پرانی ہے لہٰذا مریشا کو تو وہ معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔''

لوگس کے خاموش ہونے پر کسی قدر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مارسمول کہنے لگا۔

''اگر زوزان مریشا کو تمہاری بیوی بنانا چاہتی تو مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں۔ میری زندگی کا مقصد صرف شوطار ہے اور میں اسے ہی حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اب شوطار ہی میری زندگی کا محور اور میرے ارادوں اور میرے عزائم کا ہدف ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مارسمول خاموش ہو گیا، کچھ سوچا پھر آنے والے اس گھوڑ سوار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اب تم یہ بتاؤ کہ ان تینوں کو وہاں سے کیسے اور کس طرح نکالا جا سکتا ہے؟''

اس پر مارسمول کا وہ آدمی کچھ دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

''ان تینوں کو وہاں سے نکالنا انتہا درجہ کا مشکل ہے بلکہ میں کہتا ہوں ناممکن ہے۔ اس بناء پر کہ میخالہ کی جو خالہ زاد ہے نام جس کا راقیل ہے اس کا شوہر کبھی بدلیس کے بہترین سرداروں میں سے ایک ہوا کرتا تھا اور کسی دور میں وہ رومنوں کے لشکر کا سالار بھی ہوا کرتا تھا۔ اس بناء پر بدلیس شہر میں اس کی بڑی عزت، اس کا ایک اعلیٰ مقام تھا۔ اب وہ تو مر چکا ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد بدلیس کے لوگ اس کی بیوہ راقیل اور اس کی بیٹی جمیرا کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی خوب دیکھ بھال کرتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ رکا، اس کے بعد اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

Marfat.com

''ان حالات میں اگر ہم راقیل کے گھر پر دھاوا بولتے ہیں اور وہاں سے میخالہ، مریشا اور شوطار کو نکال کر کہیں اور لے جانے کی کوشش کرتے ہیں تو ایک بات یاد رکھئے گا اگر بدلیس کے ان لوگوں کو جو راقیل کے ہمسائے میں ہیں یا ان کے محلے میں آس پاس رہتے ہیں پتہ چل گیا تو پھر ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا۔ یہ تو صرف ہمسائے کی حالت ہے۔ اگر بدلیس شہر کے کسی بھی فرد کو یہ خبر ہوگئی کہ راقیل اور جمیرا کے مہمانوں کو کسی نے وہاں سے زبردستی لے جانے کی کوشش کی ہے تو ان کی حفاظت کے لئے میں سمجھتا ہوں سارا شہر اٹھ پڑے گا۔ ایسی صورت میں ہم میں سے جو بھی انہیں نکالنے کے لئے جائے گا اس کا زندہ بچنا بڑا مشکل اور دشوار ہو گا۔''

اس گھوڑ سوار کے ان الفاظ پر مارسمول اور لوگس دونوں ہی کسی حد تک فکر مند اور پریشان سے ہو گئے تھے۔ دونوں کچھ دیر خاموش رہ کر سوچتے رہے پھر اچانک مارسمول کے چہرے پر خوشگوار تاثرات نمودار ہوئے۔ اس کے بعد وہ آنے والے اس گھوڑ سوار کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔

''انہیں بدلیس شہر سے نکالنے کے لئے میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔''

مارسمول کے ان الفاظ کے جواب میں لوگس نے چونکتے ہوئے پوچھ لیا۔

''وہ کیا؟''

مارسمول مسکرایا، کہنے لگا۔

''وہ یہ کہ یہ جو ہمارا ساتھی آیا ہے اس کی یہ تو بہت بڑی کارگزاری ہے کہ اس نے میخالہ، شوطار اور مریشا کو تلاش کر لیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ انہوں نے بدلیس میں قیام کیا ہوا ہے۔ اب یہ آج ہی بلکہ ابھی تھوڑی دیر تک بدلیس شہر کا رخ کرے گا۔ بدلیس میں یہ میخالہ، مریشا اور شوطار کے پاس جائے گا اور ان سے جا کر یہ کہے گا کہ مارسمول کے علاوہ ہرکولیس کی بیٹی زوزان نے لوگس کو بھی ان تینوں کی تلاش میں لگایا ہے۔ ان پر یہ بھی انکشاف کرے گا کہ مارسمول اور لوگس میخالہ کے مختلف رشتہ داروں سے ملتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ تینوں کہاں قیام کر سکتی ہیں۔ انہیں ڈرائے دھمکائے گا کہ کسی نہ کسی روز وہ جان جائیں گے کہ تینوں نے بدلیس میں قیام کیا ہوا ہے۔ لہٰذا وہ حملہ آور ہوں گے اور ان تینوں کو اٹھا کر لے جائیں گے۔

اس قدر دھمکی دینے کے بعد یہ ان سے ہمدردانہ انداز میں انہیں یقین دلانے کی

Marfat.com

کوشش کرے گا کہ یہ وردان کے خادموں اور اس کے حامیوں میں سے ایک ہے۔ انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرے گا کہ اسے خبر ہوئی کہ مارسمول اور لوگس ان تینوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لہٰذا یہ ازخود ہی ان تینوں کی تلاش میں نکلا کھڑا ہوا۔ اب جبکہ اس نے جان لیا ہے کہ ان تینوں نے بدلیس میں قیام کیا ہوا ہے تو انہیں پیشکش کرے گا کہ وہ تینوں بدلیس سے نکل جائیں اور کسی اور علاقے کا رخ کریں اور یہ کہ جہاں بھی وہ تینوں کہیں گی یہ انہیں وہاں پہنچا کر واپس اپنے لشکر کی طرف چلا جائے گا۔

جب میخالہ، مریشا، شوطار تینوں اس کی بات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ کسی دوسرے مقام کی طرف جا کر پناہ لینا چاہیں گی تو جب یہ بدلیس سے نکلیں گے تو بدلیس سے ذرا فاصلے پر ہم راہ روک کر کھڑے ہوں گے۔ ایسی صورت میں لوگس، تم مریشا کو لے کر زوزان کی طرف چلے جانا۔ مریشا سے شادی کر لینا اور اس طرح زوزان کی یہ خواہش پوری ہو جائے گی کہ مریشا ایک خادمہ کی حیثیت سے اس کی خدمت کرے۔ جہاں تک شوطار کا تعلق ہے میں اسے اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے جاؤں گا۔ میں اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہوں۔ اس لئے کہ میں گزشتہ کئی ماہ سے اس سے محبت کر رہا ہوں۔ اب وہ میرے لئے میرا مقصدِ حیات ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مارسمول جب خاموش ہوا تب لوگس بول اٹھا۔

''مریشا کی ماں کا کیا کریں گے؟''

جواب میں مارسمول نے ایک ہولناک قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا۔

''اس کا کیا کرنا ہے۔ جب تینوں پکڑی جائیں گی تو میخالہ کا خاتمہ کر دیں گے۔ مریشا کو تم لے جانا، شوطار کو لے کر میں قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا۔ اس سے زیادہ ہم نے کیا کرنا ہے۔''

مارسمول کے ان الفاظ پر لوگس خوش ہو گیا تھا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے مارسمول کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مارسمول! ہمارا یہ ساتھی اکیلا بدلیس شہر میں جا کے میخالہ، مریشا اور شوطار سے گفتگو نہیں کرے گا۔ اگر اس کا کہا مانتے ہوئے وہ تینوں اس کے ساتھ کسی اور جگہ جانے کے لئے تیار ہو گئیں اور اسے ساتھ لے کر روانہ ہو گئیں تو ہمیں کیسے پتہ چلے گا

Marfat.com

کہ وہ تینوں اس کے ساتھ کب روانہ ہوئیں اور کن علاقوں کا انہوں نے رخ کیا ہے۔ اس بناء پر میں چاہتا ہوں کہ سرائے میں ہمارے جس ساتھی نے ہمارے ساتھ قیام کیا ہوا ہے وہ اس کے ساتھ جائے۔

وہ اس کے ساتھ میخالہ کی قیام گاہ میں داخل نہیں ہو گا، آس پاس رہ کر حالات کا جائزہ لیتا رہے گا اور جب ہمارا یہ ساتھی ان تینوں کو لے کر روانہ ہو گا تو ان کی منزل اور ان کی سمت جاننے کے بعد یہ ہمارے پاس آئے گا، ہمیں اس کی اطلاع کرے گا۔ اس کے بعد بدلیس سے ذرا فاصلے پر ہم ان تینوں کی راہ روک کر اپنی کارروائی مکمل کر لیں گے۔''

لوگس کی اس تجویز پر مارسمول خوش ہو گیا تھا۔ پھر اپنے اس ساتھی کو لے کر وہ اس سرائے کی طرف گئے جس سرائے میں ان کا ایک اور ساتھی ان کے ساتھ قیام کئے ہوئے تھا۔ اسے بھی آنے والے اس گھوڑ سوار کے ساتھ انہوں نے بدلیس کی طرف روانہ کر دیا تھا۔

اب مارسمول کا وہی ساتھی بدلیس شہر میں داخل ہوا جبکہ اس کا دوسرا ساتھی اس کے اطراف میں اور اردگرد رہتے ہوئے اس پر نگاہ رکھنے لگا تھا۔ مارسمول کا وہ آدمی جب راقیل کی حویلی کے سامنے گیا تو اس نے دیکھا کہ حویلی کے صدر دروازے کو باہر سے قفل لگا ہوا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ شخص بڑا پریشان اور فکرمند ہوا۔ کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص وہاں سے گزرا۔ گزرنے والے نے جب اسے گھوڑے کی باگ پکڑے حویلی کے سامنے دیکھا تب اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے عزیز! تو اجنبی لگتا ہے۔ یہاں اس حویلی کے دروازے پر کیوں کھڑا ہے؟''

مارسمول کے اس آدمی نے فوراً بات بنائی اور کہنے لگا۔

''دراصل یہاں تین مہمان عورتوں نے قیام کیا ہوا ہے۔''

اس شخص کو رک جانا پڑا اس لئے کہ جو وہاں سے گزر رہا تھا وہ کہنے لگا۔

''ہاں تین مہمان خواتین یہاں ٹھہری ہوئی ہیں لیکن تمہیں ان سے کیا غرض و غایت ہے؟''

اس پر وہ کہنے لگا۔ ''میرے پاس ان تینوں کے لئے ایک پیغام ہے۔ اب اس

Marfat.com

حویلی کو قفل لگا ہوا ہے لہٰذا یہ قفل میری پریشانی کا باعث بن گیا ہے اس لئے کہ میں جو انتہائی اہم پیغام انہیں پہنچانا چاہتا ہوں اس میں ان تینوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ انہیں کسی سے خطرہ ہے۔''

اس پر وہ شخص جو وہاں سے گزر رہا تھا اس کے قریب گیا، اس کی پیٹھ تھپتھپائی اور کہنے لگا۔

''فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حویلی میں ہماری ایک عزیز خاتون راقیل اور اس کی بیٹی جمیرا رہ رہی ہیں۔ ان کے مشرق میں دو باغات ہیں۔ اگر تم یہاں سے نکل کر مشرق کی طرف جانے والی شاہراہ پر تھوڑا سا آگے جاؤ گے تو جو پہلا باغ تمہیں دکھائی دے گا وہ انہی کا ہے۔ اگر وہ تمہیں اس باغ میں دکھائی نہ دیں تو اس باغ سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ جانا۔ آگے ایک اور باغ ہے۔ وہ بھی انہی کا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک میں راقیل اور جمیرا اپنی مہمان خواتین کے ساتھ ہوں گی۔ تم جو پیغام انہیں دینا چاہتے ہو وہیں جا کے دے لو۔ اس میں فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔''

مارسمول کے آدمی نے جب اس کا شکریہ ادا کیا تو وہ شخص آگے بڑھ گیا تھا۔ اب مارسمول کا آدمی بڑا خوش اور مطمئن تھا۔ لہٰذا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ وہاں سے نکلا۔ شہر کے مشرقی جانب آیا اور شہر کے مشرق میں جو شاہراہ آگے جاتی تھی اس پر اپنے گھوڑے کو دوڑانے لگا تھا۔

○❖○

Marfat.com

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے جس وقت قنسرین کے حاکم سے صلح کا معاہدہ کیا تھا اس سے پہلے اور اس کے بعد وہ قنسرین کے علاوہ اس کے دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی فتوحات میں مصروف رہے اور اس زمانے میں ابو عبیدہؓ بن جراح یا خالدؓ بن ولید اپنی کارگزاری سے متعلق کوئی خط فاروقِ اعظمؓ کو نہ لکھ سکے۔ اس خاموشی پر فاروقِ اعظمؓ نے ابوعبیدہؓ کے اس تساہل کو برا جانا اور انہوں نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے لشکر نے جہاد ملتوی کر رکھا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک خط ابو عبیدہؓ بن جراح کے نام لکھا جس کا مضمون درج ذیل تھا۔

''میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور درود بھیجتا ہوں اپنے محترم نبیؐ پر اور مشورہ دیتا ہوں تمہیں پرہیزگاری اور اللہ سے ڈرنے کا اور گناہ سے بچنے کا۔ ساتھ ہی میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ کہیں تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جن سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

''ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری عورتیں، تمہارے خاندان والے، تمہارا مال اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری سے تم خائف رہتے ہو، تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں تو پھر تم انتظار کرو اس وقت کا جب ہمارا حکم تمہیں آ کر دبوچے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

فاروقِ اعظمؓ کا یہ خط پڑھ کر ابو عبیدہؓ بن جراح بڑے نادم ہوئے اور تمام لشکریوں کو وہ خط سنایا۔ یہ خط سنانے کے بعد آپس میں مشورہ ہوا چنانچہ مختلف سالاروں نے ابوعبیدہؓ بن جراح سے کہا آپ کو جہاد کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟

Marfat.com

ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

''غلطی ہماری ہے...... ہم نے اپنی کارگزاری سے فاروقِ اعظمؓ کو اطلاع دینے میں تاخیر سے کام لیا۔''

اس کے بعد آپ نے نئی مہم کی ابتداء کرنے کے لئے حلب کی طرف جانے کا ارادہ کیا تھا۔

آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ پہلے دو لشکر حلب کی طرف روانہ کریں گے اور ان دو چھوٹے چھوٹے لشکروں کے پیچھے خالدؓ بن ولید کو بھی وہ ان لشکریوں کی مدد کے لئے حلب کی طرف روانہ کر دیں گے۔ جب کہ باقی لشکر کو لے کر وہ شام کے دو مشہور شہروں رستن اور حمات کا رُخ کریں گے۔ اس کے بعد آپ نے فیصلہ کیا کہ پورا لشکر رستن اور حمات پہنچے۔ اس کے بعد مختلف مہموں کی ابتداء کی جائے اور اس سلسلے میں سارے حالات سے فاروقِ اعظمؓ کو بھی برابر مطلع کیا جاتا رہے۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد لشکر نے ارضِ شام کے دو شہروں رستن اور حمات کا رخ کیا تھا۔

جہاں تک حمات شہر کا تعلق ہے تو یہ ارضِ شام کا ایک مشہور و معروف اور تاریخی شہر تھا۔ یہ حمص شہر سے نو فرسنگ شمال میں اور حلب شہر سے لگ بھگ تینتیس فرسنگ جنوب میں واقع تھا۔ حمات کی تاریخ توریت سے بھی وابستہ رہی ہے۔

اس شہر میں سب سے پہلے دنیا کی قدیم حتی قوم نے قبضہ کیا تھا۔ اس کے بعد گیارہویں صدی قبل مسیح کے لگ بھگ اس شہر پر دنیا کی مشہور اور معروف قوم آرامی قابض ہوئی اور ان کے بادشاہ اس پر حکومت کرتے رہے۔

حضرت سلیمانؑ کے عہدِ حکومت میں آرامی بادشاہوں نے مجبوراً یہودیوں کی بالادستی قبول کر لی تھی لیکن بعد ازاں انہوں نے خودمختاری حاصل کر لی۔

اس کے بعد سات سو بیس قبل مسیح میں ایک اور انقلاب اٹھا اس لئے کہ ان علاقوں میں ایک سامی قوم اٹھی۔ اس کا نام آشوری تھا۔ آشوری بنیادی طور پر عربوں سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ انتہا درجہ کے جنگجو اور ہتھیار استعمال کرنے کے ماہر تھے۔ یہ حمات پر حملہ آور ہوئے۔ آرامی بادشاہت کا انہوں نے خاتمہ کر دیا اور حمات کو انہوں نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ان کا مرکزی شہر نینوا ہوا کرتا تھا۔

637ء میں اب ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید اس شہر کے قریب نمودار ہوئے تھے۔ اس کے بعد 1114ء میں ترکوں کے سلجوقی خاندان کے آخری فرمانروا

Marfat.com

رضوان کی وفات کے بعد دمشق کے حکمرانوں نے حمات پر قبضہ کر لیا تھا۔ 1117ء میں حمات شہر حمص کے والی خیر جان کی ماتحتی میں آ گیا۔ اس کے بعد مختلف فرمانروا حمات پر حکمران رہے۔ یہاں تک کہ 1175ء میں یہ شہر سلطان صلاح الدینؒ کے زیر تسلط آ گیا تھا۔ 1299ء میں یہ شہر مصر اور شام کے مملوک حکمرانوں کا صدر مقام بھی قرار پایا۔ عثمانی ترکوں کے عہد حکومت میں حمات کو طرابلس کے علاقے کا صدر مقام بنا دیا گیا۔ اس کے بعد انیسویں صدی عیسوی میں حمات کو ایک بار پھر دمشق کے تحت کر دیا گیا تھا۔

حمات شہر میں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جو قابل دید ہیں۔ ان عمارتوں میں سب سے اہم ترین اموی دور کی ایک جامع مسجد ہے۔ اسے جامع النوری کہہ کر پکارا جاتا ہے اور مسجد کا ایوان آج بھی اپنی اصلی صورت پر قائم ہے۔ اس مسجد کی بنیاد حمات شہر میں سلطان نور الدین زنگی نے رکھی تھی۔

دوسرا شہر جس کا نام رستن تھا اس سے متعلق مختلف مورخین توصیفی انداز میں لکھتے ہیں۔ مشہور سیاح ابن جبیر اس شہر کے متعلق لکھتا ہے:

''یہ شہر اب ویران اور خراب کر دیا گیا ہے۔ یہاں بہت سے کھنڈر پڑے ہیں اور یونانیوں کا بیان ہے کہ ان کھنڈروں کے اندر بے شمار خزانے مدفون اور مخفی ہیں لیکن اس کی اصلیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔''

دوسرا مؤرخ یاقوت لکھتا ہے:

''یہ شہر حمات اور حمص کے وسط میں ایک قدیم شہر ہے۔ یہ دریائے عاصی کے کنارے آباد تھا۔ اب ویران ہو چکا ہے لیکن کھنڈروں سے بھی اس کی گزشتہ شان و شوکت اور عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ کھنڈر ایک بلندی پر واقع ہیں جن کے نیچے دریا بہتا ہے۔''

تیسرا مؤرخ ابوالفدا لکھتا ہے:

''رستن شہر زمانۂ گزشتہ میں ایک بڑا اور انتہائی آباد شہر تھا لیکن اب کھنڈر ہو چکا ہے۔ یہاں کی ایک ایک حویلی اتنی وسیع ہوا کرتی تھی کہ بجائے خود گاؤں یا گڑھی معلوم ہوتی تھی لیکن اب جدھر دیکھتے ہیں شکستہ عمارات، درودیوار کے ڈھیر پڑے ہیں۔''

ابوالفدا مزید لکھتا ہے کہ:

Marfat.com

''اب بھی پرانی عمارتوں کی بعض محرابیں اور شہر کے پھاٹک موجود ہیں۔ پانی کی نہریں اور فصیل کے آثار بھی کہیں کہیں سلامت رہ گئے ہیں۔''

وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اس کا محل وقوع دریائے عاصی کے جنوب کی طرف ایک ٹیلہ ہے جو تقریباً اب تمام تر کوڑے کرکٹ سے بھرا ہوا ہے اور یہ کہ یہ جگہ حمص اور حمات شہروں کے وسط میں واقع ہے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید جب رستن اور حمات پہنچے تو یہاں کے لوگوں نے بڑی دانش مندی سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی بجائے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ اس طرح یہ دونوں شہر مسلمانوں کی تحویل میں آ گئے۔ ان دونوں شہروں کو مطیع اور فرمانبردار کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے پھر کوچ کیا۔ اب انہوں نے شیرز شہر کا رخ کیا تھا۔ شیرز بھی رستن اور حمات کی طرح ایک پرانا اور قدیم شہر تھا۔ یہ حمات سے نو، حمص سے تینتیس اور انطاکیہ سے لگ بھگ چھتیس میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ قلعہ بند شہر تھا اور اس کی فصیل دھوپ میں پکی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور یہ بڑی مضبوط اور مستحکم خیال کی جاتی تھی اور اس فصیل میں تین دروازے تھے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید جب اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچے تو یہاں قیام کے دوران مسلمانوں کو بتایا گیا کہ قنسرین کے حاکم لوقا کی مدد کے لئے رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر ادھر کا رخ کر رہا ہے اور لشکر میں زیادہ تر غسانی عیسائی ہیں اور غسانیوں کا سردار جبلہ اس کا سالارِ اعلیٰ ہے۔ اس کے علاوہ عمودیہ شہر کا حاکم بھی جبلہ کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اور یہ لشکر ہرکولیس نے قنسرین کے حاکم لوقا کے طلب کرنے پر مدد کے لئے روانہ کیا ہے۔

یہ خبر سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید بڑے متحیر ہوئے۔ اس لئے کہ قنسرین کے حاکم لوقا کے ساتھ مسلمانوں کا صلح کا معاہدہ تھا لیکن یہ خبر سن کر پتہ چلا کہ لوقا تو عہد شکنی اور دغا بازی پر اترا ہوا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں جس وقت شیرز کے نواح میں مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی تب شکوہ کرنے کے انداز میں خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا۔

''کیا میں نے اس وقت آپ سے نہ کہہ دیا تھا کہ لوقا کے خط کی طرز مکر و فریب پر دلالت کرتی ہے۔''

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر ابو عبیدہؓ بن جراح مسکرائے پھر بڑی نرمی سے کہنے لگے۔

''اس کا فریب اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی گھات میں ہے۔''

جس وقت مسلمانوں کو رومنوں کے لشکر کے آنے کی اطلاع ملی اس وقت مسلمانوں اور قنسرین کے حاکم لوقا کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کے ختم ہونے میں ابھی ایک ماہ باقی تھا۔ لہٰذا خبر سنتے ہی آپ قنسرین پر حملہ آور نہ ہوئے اس لئے کہ آپ دورانِ صلح عہد شکنی نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس خبر کے بعد کچھ مسلمان قنسرین کے علاقوں میں داخل ہوئے اور وہاں سے اپنی ضرورت کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لائے۔ یہ لکڑیاں لشکر میں جلا کر لشکر کے لئے کھانا تیار کیا جاتا تھا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح کو اپنے لشکریوں کی جب اس حرکت کی خبر ہوئی تو آپ نے انہیں بلا کر سخت سرزنش کی اور یہ تاکید فرمائی کہ جب تک ہمارے اور قنسرین کے حاکم لوقا کے درمیان صلح کا معاہدہ باقی ہے کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ مسلمانوں نے عہد شکنی کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ قنسرین کے علاقوں کے علاوہ اپنی ضرورت کے لئے دوسرے علاقوں سے لکڑی کاٹ کر لے آیا کریں۔

اب مسلمانوں کے لشکر کے لئے لکڑیاں کاٹنے پر جو لشکری متعین تھے انہیں قنسرین کے علاوہ دوسرے علاقوں کی طرف جا کر اپنی ضرورت کے لئے لکڑیاں کاٹنا شروع کر دی تھیں جہاں سے وہ لکڑیاں کاٹتے تھے وہاں قریب ہی ایک روز رومنوں کا لشکر پہنچ گیا جو قنسرین کے حاکم لوقا کی مدد کے لئے آیا تھا اور اس لشکر کی کمانداری عیسائی غسانی عربوں کا سردار جبلہ کر رہا تھا۔ مسلمان لشکری چونکہ جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہے تھے لہٰذا اس وقت جبلہ کے ساتھ آنے والے لشکری بھی وہاں سرگرداں تھے۔ وہ لکڑیاں کاٹنے والے مسلمانوں سے الجھ گئے۔ اس الجھاؤ میں جبلہ کے لشکری مسلمانوں کے ان غلاموں کو گرفتار کر کے لے گئے تاہم ایک غلام جو بری طرح زخمی ہوا تھا کسی نہ کسی طرح بچ گیا اور ایک جگہ پڑا رہا۔ اس کا نام مہج تھا۔ یہ سعیدؓ بن عامر کا غلام تھا۔

جب لکڑیاں کاٹنے والوں کی تلاش شروع کی گئی تو بچ جانے والا غلام ایک جگہ زخمی حالت میں پڑا ہوا مل گیا۔ جب اس سے یہ کیفیت پوچھی گئی تو اس نے بتایا کہ بنو

Marfat.com

غسان کے علاوہ بنولحم کا ایک بہت بڑا لشکر یہاں قریب ہی پڑاؤ کیے ہوئے ہے۔ انہی کے لشکریوں نے ہمارے آدمیوں پر حملہ کیا اور انہیں پکڑ کر لے گئے ہیں اور میں کسی نہ کسی طرح ان سے بچ کر یہاں پڑا رہ گیا ہوں۔

جن لوگوں نے زخمی غلام مجح کو تلاش کیا تھا ان میں خود سعیدؓ بن عامر بھی تھے اور ان کے ساتھ ان کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ ابھی سعیدؓ بن عامر اپنے زخمی غلام سے گفتگو کر رہے تھے کہ اسی دوران غسانی سردار جبلہ کے کچھ مسلح جوان وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے سعیدؓ بن عامر کے علاوہ ان کے ساتھ ان کے جو ساتھی تھے انہیں گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر کی طرف لے گئے۔

آخر سعیدؓ بن عامر کو بنوغسان کے سردار جبلہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جبلہ کچھ دیر تک بڑے غور سے سعیدؓ بن عامر کی طرف دیکھتا رہا پھر دھیمے سے لہجے میں پوچھا۔

''کیا تم عرب ہو؟''

سعیدؓ بن عامر نے جب اثبات میں گردن ہلائی تب بڑے گھمنڈ اور تفاخر کا اظہار کرتے ہوئے جبلہ کہنے لگا۔

''میں اور عمودیہ کا حاکم ایک بہت بڑا لشکر لے کر تم لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں اور ہمارے لشکر میں بنوغسان کے علاوہ بنولحم کے لوگ بھی ہیں۔ ان کے متعلق تم جانتے ہو گے کہ وہ جھکنا نہیں جانتے اور یہ کہ ہمیں رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس نے روانہ کیا ہے اس لئے کہ قنسرین کے حاکم لوقا نے تم لوگوں کے خلاف ہرکولیس سے مدد طلب کی تھی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جبلہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''دیکھ میں تجھ سے کوئی تعرض نہ کروں گا نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤں گا۔ لیکن تو میرا ایک کام کر۔ تمہارے ساتھ جو تمہارے ساتھی گرفتار ہوئے انہیں بھی آزاد کر دیا جائے گا اور اس سے پہلے جن غلاموں کو لکڑیاں کاٹتے ہوئے پکڑا تھا وہ بھی تمہارے ساتھ چلے جائیں گے۔ واپس جا کر اپنے سالارِ اعلیٰ سے کہنا کہ ہم سے اور ہماری تلواروں سے خوفزدہ ہو کر یہاں سے چلا جائے۔ ہم اب قنسرین کا رخ کریں گے۔ قنسرین کا حاکم لوقا شہر سے باہر نکل کر ہمارا استقبال کرے گا۔ اس کے بعد لوقا سے صلح مشورہ کر کے ہم تمہارے خلاف حرکت میں آئیں گے۔ اور تمہاری بہتری اسی میں

Marfat.com

ہے کہ ہمارے حرکت میں آنے سے پہلے پہلے تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور جو علاقے اب تک تم لوگوں نے فتح کیے ہیں ان پر ہی اکتفا کیے رہو اور مزید علاقوں کی طرف پیش قدمی کا خیال بالکل ترک کر کے رکھ دو۔ اور اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر جا کر اپنے سالار سے کہنا ہم تمہارے مقابلے میں وہ لشکر لے کر آئیں گے جن سے ٹکراتے ہوئے تمہارے خیالوں میں وحشتیں اور تمہارے جسموں کے حصار میں آسیبوں کے سائے لہرا اٹھیں گے۔

جبلہ جب خاموش ہوا تب سعیدؓ بن عامر قہر بھرے انداز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''جبلہ! تو ہمیں وحشتوں اور آسیب کے سایوں سے کیا ڈرائے گا...... اس وقت سے ڈر جب ہم تیری خودی کی دھوپ میں قہر کی بارش، تیری نفرت کے فراز و پست میں کرب کا بھنور اور تیرے احساس کے زہر بھرے پیمانوں میں فوز مندی کے بگولوں کی طرح داخل ہوں گے۔ جبلہ! اس وقت تو اپنے ہی ذہن اور دل کی تمازت میں غرق ہو کر رہ جائے گا۔ جبلہ ہم سے ٹکرانا آسان نہیں ہے۔ وقت کے پھیلے پروں پر ہم صرف اپنے رسولؐ کے پیغام کے پاسبان ہی نہیں ابراہیمؑ کی عظمت کے نگہدار ہیں۔ جبلہ! وقت کے سناٹوں میں جب ہم اپنے خداوند قدوس کے نام کی تکبیریں بلند کرتے ہوئے تمہارے مقابل آئیں گے تو تمہارے سامنے تمہارے لئے غلامی کی زنجیروں اور حشر و حساب کی حکایات کے سوا کچھ نہ رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد سعیدؓ بن عامر رکے پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''جبلہ! تو ہمیں کیا ڈرائے گا اور پھر تو ہمیں کس برتے پر ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے؟ اگر ہم ڈرنے والے ہوتے، خوفزدہ ہو جانے والے ہوتے تو اپنے محترم شہر مدینۃ النبیؐ سے نکلنے کے بعد کسریٰ کی سلطنت کو اپنے سامنے سرنگوں کرنے کے بعد تمہارے قیصر کی سلطنت میں داخل ہونے کی جرأت نہ کرتے۔ جبلہ! اپنے دل کے قرطاس پر لکھ رکھ جس طرح کسریٰ کی سلطنت میں کسی نے ہماری راہ روکنے کی ہمت اور جرأت نہیں کی اسی طرح تمہارے قیصر ہرکولیس کی سرزمینوں میں بھی رومنوں کا کوئی لشکر، ان کی کوئی قوت ہمارا راستہ روکنے کی جسارت نہ کر پائے گی۔ جبلہ! تم کن باتوں پر ہمیں اس نوع کی دھمکی دے رہے ہو؟ تم اس وقت کہاں تھے جب ہم نے اجنادین کے

Marfat.com

میدانوں میں رومنوں کو بدترین شکست دی اور ان کے سالارِ اعلیٰ وردان کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ تم اس وقت کہاں تھے جب ہم نے دمشق کو فتح کیا حالانکہ یہ تم لوگوں کا انتہائی اہم اور محترم شہر تھا اور اب ہم دمشق سے نکل کر ان علاقوں کی طرف آئے ہیں تو جبلہ! یاد رکھنا ہم تم لوگوں کی حالت اجنادین اور دمشق سے بھی بدتر بنا کر رکھیں گے۔''

سعیدؓ بن عامر کی اس گفتگو سے جبلہ اور اس کے آدمی دبتے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر نرم لہجے میں جبلہ کہنے لگا۔

''میں تم سے الجھنا نہیں چاہتا۔ جو پیغام میں نے تمہیں دیا ہے وہ جا کر تم اپنے سالارِ اعلیٰ سے کہہ دینا۔ اس کے بعد ہمارا اور تمہارا فیصلہ تلوار ہی کرے گی۔''

جبلہ کی اس گفتگو کے بعد سعیدؓ بن عامر نے کچھ نہ کہا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہ اپنے لشکر کی طرف چلے گئے تھے۔

جب وہ اپنے لشکر میں داخل ہوئے تو سیدھا ابو عبیدہؓ بن جراح کا رخ کیا۔ اس وقت خالدؓ بن ولید بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر سعیدؓ بن عامر نے جو صورتِ حال پیش آئی تھی اس کی تفصیل کہہ دی تھی۔

اس موقع پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے سارے سالاروں کو اپنے پاس جمع کر لیا اور جو صورتِ حال پیش آئی تھی اس سے انہیں آگاہ کیا۔ ساتھ ہی قنسرین شہر کے حاکم لوقا کے معاملے میں ان سے مشورہ بھی طلب کیا۔

اس معاملے میں سب سے پہلے خالدؓ بن ولید بولے اور ابو عبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالاروں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''ظلم اور بغاوت کرنے والا خود گڑھے میں گرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی گھات میں ہے۔ عنقریب ہم اسے ایسا سبق دیں گے جو ہمیشہ اسے یاد رہے گا۔''

خالدؓ بن ولید رکے پھر عبیدہؓ بن جراح کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے۔

''آپ ایسا کریں مجھے اپنے دس ساتھیوں کے ساتھ جبلہ سے ملنے کے لئے ذرا جانے دیں۔ خداوند نے چاہا تو میرے وہ دس ساتھی دشمن کے دس ہزار آدمیوں کے برابر ہوں گے۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر ابو عبیدہؓ بن جراح مسکرائے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خالدؓ بن ولید وہ ہستی ہیں جو ناممکن کو ممکن بنانے کا فن جانتے ہیں لہٰذا

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''ابو سلیمانؓ! جن ساتھیوں کو اپنے ساتھ لیجانا چاہتے ہیں آپ انہیں منتخب کر لیں۔''

خالدؓ بن ولید کا پورا نام چونکہ ابو سلیمان خالدؓ بن ولید تھا لہٰذا اکثر و بیشتر آپ کو ابو سلیمان کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھ لیجانے کے لئے درج ذیل صحابہؓ کا انتخاب کیا۔

عیاضؓ بن حاتم، عمروؓ بن سعد، سہیلؓ بن عامر، رافع بن عمیرہؓ، سعدؓ بن عامر انصاری، عمروؓ بن مہدی کرب، عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر، ضرارؓ بن آزور، میتبؓ بن بختہ اور قیسؓ بن جیرہ۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس موقع پر خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھ روانہ ہونے والوں کے لئے دعا بھی کی۔ اس کے بعد خالدؓ بن ولید دشمن کی طرف روانہ ہوئے اور دشمن کی طرف روانگی کے وقت آپ نے سعیدؓ بن عامر کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''کیا جبلہ نے تم سے یہ کہا تھا کہ حاکم قنسرین اس سے ملنے کے لئے آئے گا؟''

جواب میں سعیدؓ بن عامر نے بڑے غور سے خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں جبلہ نے مجھ سے یہی الفاظ کہے تھے۔''

یہ الفاظ سن کر خالدؓ بن ولید کے چہرے پر عزم و استقلال کی لہریں گہری ہو گئی تھیں۔ پھر سعیدؓ بن عامر سے کہنے لگے۔

''تم ذرا آگے آگے رہو اور دشمن تک ہماری راہنمائی کرتے چلے جاؤ۔''

اس طرح سعیدؓ بن عامر کی رہنمائی میں خالدؓ بن ولید اپنے دس ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ ایک جگہ جا کر خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھات لگا لی۔

آپ نے گھات اس جگہ لگائی تھی جہاں سے غسانی سردار جبلہ نے اپنے لشکر کے ساتھ گزر کر قنسرین کی طرف جانا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد جب جبلہ اور حاکم عموریہ کا لشکر اس شاہراہ پر آتا دکھائی دیا تب خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''میرے عزیز ساتھیو! جس شاہراہ کے کنارے ہم نے گھات لگا رکھی ہے دشمن کا لشکر اسی شاہراہ پر ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں آپ کے ساتھیوں میں سے ایک کہنے لگے۔

''دشمن کا لشکر تو ریگِ بیابان کی طرح ان گنت ہے۔''

ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''جب ہمارے ساتھ اللہ کی امداد ہے تو پھر ان کی کثرت سے ہمیں کیا خوف ہو سکتا ہے؟''

پھر خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے مزید فرمایا۔

''اپنے چہروں پر ڈھاٹے باندھ لو۔ صرف آنکھیں ننگی رہنے دو اور جونہی دشمن کا لشکر یہاں سے گزرنے لگے تو چپ چاپ ان کے لشکر میں شامل ہو جانا۔ میں بھی ایسا ہی کروں گا۔ اس طرح دشمن کے لشکر کے ساتھ ساتھ ہم بھی قنسرین کا ہی رخ کریں گے۔''

قنسرین کے حاکم لوقا نے کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی تھی اور خالدؓ بن ولید نے اسے اس کی بدعہدی کی سزا دینے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ بہر حال دشمن کے لشکر کے اندر خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔

جب وہ قنسرین کے قریب پہنچے تو قنسرین شہر کا حاکم لوقا جبلہ کے لشکر کا استقبال کرنے کے لئے شہر سے نکلا۔ اس کے ساتھ پادری اور راہب تھے جو زور زور سے انجیل پڑھتے اور شور وغل کرتے چلے آ رہے تھے۔ اس موقع پر قنسرین کا حاکم لوقا سب سے آگے آگے تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ جبلہ کے لشکر کے آگے آ گئے بلکہ انہوں نے اپنے ساتھیوں اور جبلہ کے لشکر کے درمیان تھوڑا فاصلہ پیدا کر لیا۔ اس کے بعد وہ سیدھے قنسرین کے حاکم لوقا کے سامنے آئے۔

جبلہ کیونکہ اپنے لشکر کے ساتھ پیچھے پیچھے آ رہا تھا، خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھوڑا سا آگے نکل گئے تھے۔ لہٰذا لوقا یہ سمجھا کہ لشکر تو پیچھے آ رہا ہے اور اس سے ملنے کے لئے لشکر کا سالار جبلہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آگے آ گیا ہے لہٰذا خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

Marfat.com

''تمہیں مسیح اور صلیب سلامت رکھے۔''
یہ الفاظ سن کر خالدؓ بن ولید برہم ہو گئے اور لوقا کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔
''اے مردود تجھ پر سختی ہو۔ ہم صلیب پرست نہیں ہیں بلکہ ہم مسلمان ہیں۔''
یہ کہتے ہی آپ نے اپنے منہ پر ڈالا ہوا ڈھاٹا کھولا اور اونچی آواز میں کلمہ طیبہ پڑھا۔

اس انکشاف پر قنسرین کے حاکم لوقا کے حواس اُڑ گئے لیکن لوقا کو ابھی تک یہ خبر نہ ہوئی تھی کہ اس سے گفتگو کرنے والے خالدؓ بن ولید ہیں چنانچہ آپ لوقا کے گھوڑے کے قریب گئے اور لوقا کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔
''میں خالدؓ بن ولید ہوں۔'' اور اس کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر خالدؓ بن ولید نے لوقا کو گھوڑے سے نیچے کھینچ لیا تھا۔
یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے لوقا کے ہمراہیوں نے خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہونا چاہا لیکن خالدؓ بن ولید کے ساتھ جانے والے اصحاب بھی حرکت میں آ چکے تھے۔ اپنی تلواریں بے نیام کرتے ہوئے وہ لوقا کے محافظوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اس طرح تلواریں چلنے لگی تھیں۔
اتنی دیر تک جبلہ اور عمودیہ کا حاکم دونوں اپنے لشکر کو لے کر قریب آ چکے تھے۔ صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے لوقا ہی نہیں بلکہ جبلہ اور عمودیہ کا حاکم بھی لرز اور تھرا گئے تھے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمان پُرجوش انداز میں تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔ اس موقع پر جبلہ اور حاکم عمودیہ اور ان کے ہمراہی حرکت میں آئے۔ اپنے نیزے اور تلواریں درست کر کے مسلمانوں کی طرف پلٹے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

چونکہ خالدؓ بن ولید نے لوقا کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے رکھا تھا لہٰذا جبلہ اور اس کے ساتھی مسلمانوں پر حملہ آور بھی نہ ہو سکتے تھے اس لئے انہیں خدشہ تھا کہ اگر انہوں نے آگے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تو کہیں خالدؓ بن ولید لوقا کا خاتمہ ہی نہ کر دیں۔
جبلہ اور عمودیہ کا حاکم اسی شش و پنج میں تھے کہ اس موقع پر بلند آواز میں خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔
''تم سب ایک دوسرے سے دور نہ رہو اور دشمن کی کثرت سے جن کی تلواروں

Marfat.com

اور نیزوں نے ہمیں گھیر لیا ہے بالکل خوفزدہ نہ ہو کیونکہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہی ہم سب کی عین آرزو ہے اور خوب جان لو کہ اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچ کر ہم ایسے گھروں میں داخل ہوں گے جن میں رہنے والا نہ تو کبھی بوڑھا ہوتا ہے اور نہ ہی مرتا ہے۔''

اس کے بعد خالدؓ بن ولید نے رقت آمیز انداز میں قرآن مقدس کی آیات کی تلاوت کی جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

''بہشت میں نہ تو ان کو کوئی تکلیف ہو گی اور نہ وہاں سے کوئی نکالا جائے گا۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں ان کے سارے ساتھی یکجا ہو گئے اور نہایت بے جگری کے ساتھ ان لوگوں پر حملہ آور ہونے لگے جو ان سے برسرِ پیکار ہوئے تھے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر جبلہ اور اس کے ساتھی خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کی شجاعت دیکھ کر سخت حیران ہو رہے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر حاکم عمودیہ نے خالدؓ بن ولید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جبلہ سے کہا تھا۔

''کتنی تعجب کی بات ہے کہ عرب ہمارے گھیرے میں ہوتے ہوئے بھی ذرا خوف زدہ نہیں ہوئے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ ہمارے ساتھی لوقا کو مار نہ ڈالیں۔ بہتر ہے کہ انہیں ان کی جان بخشی کا وعدہ دیا جائے اور ان کی گرفت سے حاکم قنسرین کو چھڑایا جائے۔ جب وہ رہا ہو جائے گا تو ہم ان مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دیں گے۔''

حاکم عمودیہ کے اس مشورے کو جبلہ نے پسند کیا لہٰذا وہ خالدؓ بن ولید کے نزدیک ہوا اور آپ کو پکارتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تم عربوں کے لشکر کے سردار ہو؟''

جواب میں خالدؓ بن ولید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ان کا سردار نہیں بھائی ہوں۔''

جبلہ نے پھر سوچا، اس کے بعد دوبارہ اس نے سوال کیا۔

''تم کون ہو؟''

اس پر خالدؓ بن ولید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

''میں بنو مخزوم کا سردار ہوں اور میرا نام خالدؓ بن ولید ہے اور یہ جو میرے

Marfat.com

دائیں بائیں میرے ساتھی ہیں یہ سب عرب قبائل کے مشہور و معروف اور نامور اشخاص ہیں۔"

اس کے بعد خالدؓ بن ولید نے اپنے سارے ساتھیوں کے نام بھی جبلہ کو بتا دیئے تھے۔

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر جبلہ حیرت زدہ رہ گیا تھا یہاں تک کہ خالدؓ بن ولید نے اسے مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

"تم ہماری اس قلیل جماعت کو حقیر مت سمجھنا اور نہ اپنی کثرت پر مغرور ہونا۔ کیونکہ تم ہمارے نزدیک ان چڑیوں کی مانند ہو جن پر شکاری آن پڑتا ہے اور انہیں جال میں پھانس لیتا ہے پھر وہ انہیں پکڑ لیتا ہے اور وہ جال کے خانوں سے باہر نکلنے پر قادر نہیں ہوتیں۔ لیکن ان میں سے کوئی چڑیا شاذ و نادر ہی بچ کر نکل سکتی ہے۔"

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے جبلہ بڑا خشمناک اور برافروختہ ہوا۔ غصے کا اظہار کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

"تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ تمہارے لئے فالِ بد ثابت ہوگا اور تم مع اپنے ساتھیوں کے اس جنگل میں جانوروں کی غذا بن جاؤ گے۔"

خالدؓ بن ولید نے بڑی جراُت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"ہمیں اس کی کچھ پرواہ نہیں جو تو کہتا ہے۔ لیکن تو یہ تو بتا کہ تو ہے کون؟"

اس پر اس نے خالدؓ بن ولید کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جبلہ ہوں...... بنو غسان کا سردار۔"

خالدؓ بن ولید نے اس موقع پر غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تو تُو وہی ہے جو اسلام لایا تھا اور پھر گمراہ ہو گیا۔"

اس پر جبلہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہارا خیال غلط ہے...... میں نے تو بزرگی اختیار کی ہے۔"

خالدؓ بن ولید نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"بزرگی بجز اسلام کے کہیں نہیں۔"

یہ سن کر جبلہ نے فیصلہ کن انداز میں خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا۔ "زیادہ باتیں نہ کرو...... میں نے تمہیں محض اپنے قیدی کی وجہ سے چھوڑ رکھا ہے کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم اسے مار نہ ڈالو۔ پس تم اسے چھوڑ دو تا کہ میں تمہیں اور

Marfat.com

تمہارے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ تم لوگ یہ سمجھ لو کہ تم لوگ بہت تھوڑے ہو اور ہم بہت زیادہ ہیں۔"

اس پر خالدؓ بن ولید نے پھر انوکھی شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جبلہ کو مخاطب کیا۔

"میں اس قیدی کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ اسے قتل کروں گا۔ اس کے بعد تم جو کچھ ہمارے ساتھ کرو گے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور یہ جو تُو کہتا ہے کہ تم اپنی کثرت کے باوجود اس قیدی کی وجہ سے ہم پر حملہ آور ہونے سے رکے ہوئے ہو تو تیرا یہ کلام انصاف پر مبنی نہیں ہے کیونکہ تُو کثیر جماعت کے ساتھ ہم مٹھی بھر ساتھیوں پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ تمہارے گھوڑوں کی باگوں، تلواروں اور نیزوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

جبلہ! اگر تم منصفانہ طریقے سے لڑائی کرنا چاہتے ہو تو ایک آدمی کے مقابلے میں ایک آدمی نکلے تاکہ تم ہمارے ان مختصر ساتھیوں کے ساتھ باری باری جنگ آزما ہو۔ اس طرح جب ہماری یہ جماعت فنا ہو جائے گی تو تمہیں یہ قیدی آسانی سے مل جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تم پر غلبہ عطا کیا اور غلبہ اسی کے ہاتھ میں ہے تو تم پر اس قیدی کا ہلاک ہونا اس لئے ناگوار نہ گزرے گا کہ تم خود اس سے پیشتر ہلاک ہو چکے ہو گے۔"

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو نے جو منطقی دلائل سے آراستہ تھی جبلہ کا سر جھکا دیا اور وہ حاکم عمودیہ کے پاس آیا اور جو کچھ خالدؓ بن ولید نے کہا تھا اسے بیان کیا۔ اس پر حاکم عمودیہ برہم اور مسلح ہو کر میدان کی طرف بڑھا تاکہ خالدؓ بن ولید سے مقابلہ کرے۔

خالدؓ بن ولید اس سے مقابلے کے لئے جانے کا ارادہ کر ہی رہے تھے۔ اس کے لئے وہ لوقا کو اپنے کسی ساتھی کی گرفت میں دینا چاہتے تھے کہ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نے اس موقع پر ان کے قریب آ کر انہیں قسم دے کر روکا اور حاکم عمودیہ سے جنگ کرنے کے لئے خود نکلے۔

جب حاکم عمودیہ اور عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر کے درمیان ٹکراؤ شروع ہوا تو اس پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے اپنے مقابلے پر آنے والے کو زخمی کر دیا اور وہ پلٹ گیا۔

جبلہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اس نے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا۔ اس پر جبلہ کے ان گنت آدمی خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اس ٹکراؤ کے متعلق ربیعہؓ بن عامر کچھ اس طرح روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

''جب رومن ہم پر حملہ آور ہو رہے تھے تو خالدؓ بن ولید چاروں طرف سے گھوم کر ان کا جواب دیتے تھے اور ہمیں ان سے دور ہٹا دیتے تھے۔ رومن پیچ و تاب کھا کے اور اپنی کثرت پر اکڑتے ہوئے پھر حملہ آور ہوتے تھے لیکن خالدؓ بن ولید کے سامنے ان کی پیش نہ جاتی تھی۔ اس طرح ان کے اور ہمارے درمیان شدت سے لڑائی جاری رہی۔ وہ انتہائی کوشش کے باوجود ہم پر غلبہ نہ پا سکے۔''

اس سے آگے روایت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

''جس وقت یہ لڑائی ہو رہی تھی اس وقت ابو عبیدہؓ بن جراح شیرز میں اپنے خیمے میں سو رہے تھے۔ کہتے ہیں دفعتہً آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ جلدی سے اپنے خیمے سے باہر نکلے اور بلند آواز میں کہنے لگے۔

''چلو تم لوگ کیونکہ مسلمان قاتلوں میں گھر گئے ہیں۔''

آپ کی اس پکار پر آپ کے سارے سالار اور قریب ترین لشکری بھاگے بھاگے آپ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے اور یہ جو جملہ آپ نے کہا ہے کیوں کہا ہے؟ اس پر ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

''میں سو رہا تھا کہ مجھے حضورؐ نے جگا دیا۔ انہوں نے مجھے جھڑکا اور درشتی میں فرمایا۔

''اے جراح کے بیٹے! کیا تم سوتے رہو گے اور معززینِ قوم کی امداد سے غافل رہو گے؟ اٹھو اور خالدؓ سے جا ملو کیونکہ مسلح اور لعین قوم نے انہیں گھیر رکھا ہے اور اگر اللہ پاک نے چاہا تو اللہ پروردگار کی مشیت سے تم ان کے پاس پہنچ جاؤ گے۔''

یہ پیغام سن کر اسلامی لشکر میں ایک عجیب و غریب انوکھا سا جذبہ اور ولولہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ لشکری جلدی جلدی مسلح ہو کر گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے خالدؓ بن ولید اور ان کے ساتھیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوئے تھے۔

جب وقت ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے تو قریب جا کے ابو عبیدہؓ بن جراح اور آپ کے ساتھیوں نے اس زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں کہ زمین کو دہلا کر رکھ دیا۔ فضاؤں میں دور دور تک تکبیروں کی صداؤں کی بازگشت پھیل گئی تھی۔ تکبیروں کی آوازیں سنتے ہی رومنوں پر ایک لرزہ طاری ہو گیا اور خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ لیکن اتنی دیر تک ابو عبیدہؓ بن جراح

Marfat.com

اپنے لشکر کے ساتھ ان پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ ایک طرح سے انہیں گھیر کر ان کا قتلِ عام شروع کر چکے تھے۔ اس طرح بڑی تیزی سے میدانِ جنگ کے اندر جبلہ اور حاکم عموریہ کے لشکریوں کی لاشیں بکھرنا شروع ہو گئی تھیں۔

خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کو جب خبر ہوئی کہ ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی دفاع سے نکل کر جارحیت پر اترے اور جبلہ کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع ہو گئے۔ اس طرح خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح نے جبلہ کے لشکر کو بدترین شکست دی اور وہ شکست کھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح کے کہنے پر خالدؓ بن ولید نے بھاگتے دشمن کا دور تک تعاقب کیا اور انہیں مارتے کاٹتے ہوئے ان کی تعداد کو مزید کم کرتے چلے گئے تھے۔

دشمن کا تعاقب کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھی واپس اس جگہ آئے جہاں ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ سب سے پہلے خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں نے خداوندِ قدوس کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید سے پُر جوش مصافحہ کیا اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے تاریخی جملہ کہا۔

''آپ کی نیک کاری نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا ہے۔''

لشکر کا پڑاؤ کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید اور اپنے دوسرے سالاروں سے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ قنسرین کے حاکم لوقا نے چونکہ مسلمانوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کر دی ہے لہٰذا اب مسلمان قنسرین پر حملہ آور ہونے میں حق بجانب ہیں۔ یہ فیصلہ ہونے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے قنسرین کا رخ کیا تھا۔

قنسرین ان دنوں ایک انتہائی اہم شہر خیال کیا جاتا تھا۔ مشہور مسلمان سیاح ابنِ جبیر لکھتا ہے کہ وہ 1185ء میں اس شہر سے گزرا۔ اس شہر سے متعلق وہ لکھتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں یہ بہت بڑا اور با وقعت شہر تھا۔ مگر اب برباد ہو کر ملبے کا ڈھیر بن چکا ہے۔ مؤرخ یاقوت اس شہر کے بارے میں لکھتا ہے۔

''قنسرین شہر حلب سے پرانے دور میں ایک دن کے کوچ پر واقع تھا۔ پہلے یہ خوب آباد تھا لیکن جب یونانیوں نے 962ء میں حلب پر قبضہ کیا تب قنسرین کے باشندے جان بچا کر نواحی علاقوں کی طرف بھاگ گئے جس کی وجہ سے یہ ویران ہوتا

Marfat.com

چلا گیا۔"

یاقوت یہ بھی لکھتا ہے کہ قنسرین کے نواحی کوہستانی سلسلوں کے اندر قدیم عرب قوم ثمود کی طرف مبعوث کیے جانے والے پیغمبر حضرت صالحؑ کا مقبرہ بھی تھا۔

ایک اور مؤرخ ابوالفدا اس شہر کے متعلق لکھتا ہے۔

"قنسرین قدیم زمانے میں شام کا صدر مقام ہوا کرتا تھا۔

بہر حال ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے لشکر کے ساتھ قنسرین کی طرف بڑھے۔ شہر کا آپ نے محاصرہ کر لیا اور بڑی شدت پیدا کرتے ہوئے آپ نے شہر پر حملے شروع کر دیئے تھے۔

شہر کے لوگوں نے جب اندازہ لگایا کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تب شہر کے معززین ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اگر ہم نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تو زیادہ دن تک ہم مسلمانوں کے سامنے اپنا دفاع نہ کر سکیں گے۔ ایک نہ ایک روز قنسرین شہر ان کے ہاتھوں فتح ہو جائے گا۔ لہٰذا اہل قنسرین اس صورت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی جائے اور پُر امن طور پر شہر ان کے حوالے کر دیا جائے۔

شہر کے معززین کے اس مشورے سے کسی نے کوئی اختلاف نہ کیا۔ سب نے یہی رائے دی کہ قنسرین شہر کی بہتری اور سلامتی اس میں ہے کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے اور پُر امن طور پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے شہر ان کے حوالے کر دیا جائے۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد شہر کے معززین ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو فیصلہ انہوں نے مل کر کیا تھا اس سے انہیں آگاہ کیا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے ان کی اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ اس طرح جنگ کئے بغیر ہی قنسرین مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا۔ قنسرین پر قبضہ کرنے کے بعد حاضر نام کا ایک اور شہر بھی بغیر جنگ کے مسلمانوں کے تسلط میں آ گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

مارسول کا آدمی راقیل اور جمیرا کے باغ میں داخل ہوا۔ باغ کے اندر وہ تھوڑا سا ہی آگے گیا ہوگا کہ اپنے گھوڑے سے اتر گیا اس لئے کہ اس نے دیکھا ذرا فاصلے پر میخالہ، مریشا اور شوطار ایک پھل دار درخت کے نیچے بچھی ہوئی چادر پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس وقت آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ سرما کیونکہ اپنے عروج پر آ گیا تھا لہٰذا سردی نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ جہاں وہ سب بیٹھی ہوئی تھیں اس کے قریب ہی سفید رنگ کی ایک چادر پر پھل توڑ کر ڈھیر لگا رکھا تھا۔ اب وہ کام سے فارغ ہونے کے بعد شاید یہ پھل اٹھا کر واپسی کا رخ کرنے والی تھیں کہ مارسول کا آدمی ان کے قریب پہنچا۔

مارسول کے آدمی کو دیکھتے ہی سب سے پہلے شوطار چونکی تھی۔ شوطار اور مریشا اس وقت مسلح تھیں اور اپنی کمر پر دونوں نے تلوار اور خنجر کی پیٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ اس موقع پر دھیمے لہجے میں شوطار سب کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''یہ سوار جو باغ میں داخل ہوا اور ہمارے سامنے ذرا فاصلے پر اپنے گھوڑے کو ایک درخت سے باندھ رہا ہے میرا دل کہتا ہے کہ اس کا ہماری طرف آنا کسی علت کے بغیر نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد شوطار خاموش ہو گئی۔ اتنی دیر تک گھوڑے کو وہاں باندھنے کے بعد مارسول کا آدمی ان کے نزدیک گیا پھر بلند آواز میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''میں آپ لوگوں کی سلامتی کے لئے ایک پیغام رکھتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے قریب آؤں ورنہ یہیں سے لوٹ کر چلا جاؤں۔''

اس کے ان الفاظ کے جواب میں شوطار کچھ کہنا چاہتی تھی کہ اس سے پہلے ہی مریشا بول اٹھی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

Marfat.com

''آگے بڑھ کر ہمارے قریب آؤ اور کہو تم کیا کہنا چاہتے ہو؟''

اس پر مارسمول کے آدمی کو حوصلہ ہوا۔ آگے بڑھا، ان کے قریب آ کر رکا۔ چند ثانئے غور سے ان کی طرف دیکھا پھر میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''محترم خاتون! جس وقت آپ نے اپنے لشکر سے بھاگ کر ان علاقوں کا رخ کر لیا تھا اس سے اگلے روز آپ تینوں کو خیمے میں نہ دیکھ کر آپ کا شوہر وردان بڑا برہم ہوا تھا۔ وہ بڑا پریشان تھا کہ آخر اس کی بیوی کے علاوہ مریشا اور شوطار کہاں چلی گئیں؟ پھر اس کی بدقسمتی کہ اگلے روز جب وہ مسلمانوں کے سالار سے ملنے کے لئے گیا تو اس نے اپنے آدمی گھات میں بٹھا رکھے تھے جن کے ذریعے وہ مسلمانوں کے سالار کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جو حربہ وہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا وہی حربہ مسلمانوں نے اس کے خلاف استعمال کر لیا اور اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کے بعد ہمارے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور لشکری اِدھر اُدھر بھاگ کر بکھر گئے۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ جس وقت وردان کے مرنے سے ایک دن پہلے آپ لشکر سے بھاگی تھیں تو وردان بڑا فکرمند تھا۔ اس نے مجھے نصیحت کی تھی کہ اگر وہ جنگ میں کام آ جائے تو میں آپ تینوں کا خیال رکھوں۔ میں آپ پر یہ بھی انکشاف کروں گا کہ ہرکولیس کی بیٹی زوزان کے کہنے پر مارسمول اور لوگس بڑی تگ و دو کے ساتھ آپ تینوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ وہ آپ کے مختلف عزیز و اقارب اور جاننے والوں سے پوچھ رہے ہیں کہ آخر آپ تینوں کہاں قیام کر سکتی ہیں۔ اس بناء پر آپ تینوں کو مارسمول اور لوگس سے انتہا درجہ کا خطرہ ہے۔

اب وردان کے حکم کے مطابق آپ تینوں کو تلاش کرتا ہوا میں ادھر آیا ہوں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہاں بدلیس شہر میں آپ کا مزید قیام کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ ایک نہ ایک روز مارسمول اور لوگس دونوں آپ لوگوں کو تلاش کر لیں گے۔ آپ تینوں سے متعلق زوزان نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بڑا ناقابل برداشت ہے۔

زوزان نے مارسمول اور لوگس کو آپ تینوں کی تلاش میں روانہ تو کیا ہی ہے ساتھ ہی اس نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ مریشا کی ماں میخالہ کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ مریشا اور شوطار کو پکڑ لیا جائے گا۔ کیونکہ مریشا زوزان سے زیادہ پُرکشش اور خوبصورت ہے۔ لہٰذا زوزان اس سے حسد اور نفرت کرتی ہے۔ اس پر زوزان نے فیصلہ کیا ہے کہ مریشا کو لوگس سے بیاہ دیا جائے۔ اس طرح لوگس کیونکہ زوزان کا خادم اور محافظ

Marfat.com

ہے لہٰذا اس کی بیوی کی حیثیت سے مریشا کی حیثیت زوزان کے سامنے ایک خادمہ کی سی ہو کر رہ جائے گی اور زوزان اس سے خدمت لے گی۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وہ گھوڑ سوار رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

”جہاں تک شوطار کا تعلق ہے تو مارسمول اس کی تلاش میں ہے اور وہ ہر صورت میں شوطار کو حاصل کر کے اس سے شادی کرنے کا خواہش مند ہے۔ میں نے پوری صورت حال سے آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اب آگے فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ میں تو صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ اگر آپ تینوں حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے یہیں قیام کرنا چاہتی ہیں تو میں چلا جاتا ہوں اور اگر آپ اپنی حفاظت اور تحفظ کی خاطر یہاں سے نکل کر کہیں اور جانا چاہتی ہیں تو مجھے بتا دیں میں آپ کے ساتھ روانہ ہوں گا اور جہاں آپ جانا چاہتی ہیں وہاں آپ کو پہنچانے کے بعد اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤں گا۔ اب آپ تینوں فیصلہ کر کے مجھے بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں؟“

مارسمول کا آدمی جب خاموش ہوا تو تھوڑی دیر کے لئے میخالہ نے عجیب سے انداز میں باری باری مریشا اور شوطار کی طرف دیکھا۔ تینوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا پھر میخالہ اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

”ایسا کرو تم تھوڑی دیر کے لئے اپنے گھوڑے کے پاس جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہم تینوں کو تھوڑا سا وقت دو تاکہ ہم مشورہ کر کے کسی آخری فیصلے پر پہنچیں اس کے بعد تمہیں آگاہ کرتی ہیں۔“

میخالہ کے ان الفاظ سے وہ خوش ہو گیا تھا اور پیچھے ہٹ کر اپنے گھوڑے کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد کچھ دیر خاموشی رہی پھر میخالہ سہمے سہمے انداز میں کہہ رہی تھی۔

”یہ شخص مجھے کسی خطرناک کھیل کا کارندہ لگتا ہے۔ اس کی گفتگو مجھے پھیکی اور مشکوک لگی۔ سب سے بڑی بات کہ مریشا کا باپ وردان اسے کیوں ہماری تلاش اور ہماری حفاظت پر مقرر کرتا۔ اس لئے کہ اس شخص کو پہلے میں نے کبھی مریشا کے باپ کے پاس دیکھا ہی نہیں۔ پھر ایک دم سے یہ کیسے اس کی نگاہوں میں اس قدر معزز اور قابل اعتبار ہو گیا۔“

Marfat.com

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ رکی پھر خدشات بھرے انداز میں کہنے لگی۔
''یہ شخص مجھے کوئی فریب کار لگتا ہے۔ میرا دل کہتا ہے اسے مریشا کے باپ نے اس کام پر مقرر نہیں کیا بلکہ یہ زوزان، مارسمول یا لوگس تینوں میں سے کسی ایک کا کارندہ لگتا ہے اور اسی کے لئے کام کر رہا ہے۔ اب یہ ہماری بدقسمتی کہ ان لوگوں کو یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ ہم نے یہاں قیام کر رکھا ہے۔ اگر ہم اس کے ساتھ جانے سے انکار کرتی ہیں تو یہ یقیناً واپس جا کر مارسمول اور لوگس یا زوزان کو بتا دے گا کہ ہم یہاں ٹھہری ہوئی ہیں۔ لہٰذا وہ لوگ ہمیں گرفتار کر کے یہاں سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھوں ہمارا جو انجام ہو گا وہ بڑا ہولناک اور بدترین ہو گا''

میخالہ جب خاموش ہوئی تب ایک بھرپور نگاہ اس نے باری باری مریشا اور شوطار پر ڈالی۔ مریشا پریشانی اور فکرمندی میں پیلی ہو چکی تھی۔ تاہم شوطار کی حالت بہتر تھی۔ اس موقع پر بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شوطار میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اماں! اگر آپ برا نہ مانیں تو میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے۔ اس پر عمل کر کے ہم تینوں دشمن کے ہاتھ لگنے سے بچ سکتی ہیں۔ اگر یہ شخص مارسمول، زوزان یا لوگس کا آدمی ہے تو پھر تو یہ لوگ ہر صورت میں ہمیں اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کریں گے۔ اگر ہم اس کے ساتھ جانے پر آمادہ ہوتی ہیں تب بھی کسی نہ کسی جگہ یہ ہمیں پکڑوا دے گا اور اگر ہم اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیتی ہیں تو واپس جا کر یہ اطلاع کر دے گا کہ ہم نے یہاں قیام کیا ہوا ہے۔ اس صورت میں بھی ہمارے لئے یہاں خطرات ہی خطرات اٹھتے ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے شوطار کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ مریشا کپکپاتی آواز میں کہنے لگی۔

''تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟''

شوطار نے کچھ سوچا پھر کہنے لگی۔

''میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں ہم دشمن کے ہاتھ لگنے سے بچ سکتی ہیں۔ یہ جو شخص آیا ہے اسے واپس نہیں جانا چاہئے اس کے واپس جانے سے ہمارے لئے خطرات اور اندیشے ہی اٹھ کھڑے

Marfat.com

ہوں گے۔ اسی باغ کے اندر اس کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔"

شوطار کے ان الفاظ سے مریشا اور زیادہ پریشان ہو گئی تھی۔ اس موقع پر میخالہ بول اٹھی۔

"شوطار میری بیٹی! تُو ٹھیک کہتی ہے۔"

میخالہ کے ان الفاظ پر شوطار مسکرائی اور کہنے لگی۔

"ایسا کرتے ہیں وہ سامنے دائیں جانب جہاں جمیرا کچے پھل توڑ کر دفن کر دیتی ہے وہاں ان دنوں پھل تو نہیں ہیں۔ میں اس شخص سے بات کرتی ہوں اور اسے کہتی ہوں کہ ہم اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم نے وہاں کچھ پھل دفن کر رکھے ہیں۔ لہٰذا تم مہربانی کرو، وہ کھود کر ہمیں نکال دو۔ اس کے بعد ہم تمہارے ساتھ چلتی ہیں۔

میری یہ بات سن کر وہ خوش ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کا مقصد ہی یہی ہے کہ ہم تینوں اس کے ساتھ جانے پر رضامند ہو جائیں۔ وہ سامنے کدال اور بیلچہ پڑا ہوا ہے۔ دونوں چیزیں اس کے حوالے کر دوں گی اور اسے گڑھا کھودنے کے لئے کہوں گی۔ جب وہ تھوڑا سا گڑھا کھود چکے گا تو پھر میں اپنے کام کی ابتداء کروں گی اور اس کا خاتمہ کروں گی۔"

مریشا نے چونک جانے والے انداز میں شوطار کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔

"تم کیا کرو گی؟"

بڑے پیارے انداز میں شوطار نے مریشا کا گال تھپتھپایا پھر کہنے لگی۔

"تم کپکپا کیوں رہی ہو؟ میں یہ کروں گی جس وقت وہ جھک کر گڑھا کھود رہا ہو گا میں اپنی تلوار بے نیام کر دوں گی اور اس کی گردن کاٹ دوں گی۔ جو گڑھا اس نے کھودا ہو گا اسی میں اسے گرا کر اوپر مٹی ڈال کر اس کا خاتمہ کر دیں گے۔ بولو تم کیا کہتی ہو؟"

مریشا بیچاری کپکپا رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک کوئی جواب نہ دے سکی۔ زبان کو لکنت لگ گئی تھی۔ شوطار نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا کہنے لگی۔

"مریشا! یہ تمہاری کیا حالت ہو گئی ہے؟ تم ابوالہول کی امانت ہو اور ابوالہول تو بڑے بڑے طوفانی تیغ زنوں کو اپنے سامنے زیر کرنے کی ہمت اور جرأت رکھتا ہے اور تم اس قدر بے ہمتی کا مظاہرہ کر رہی ہو۔"

Marfat.com

شوطار کے ان الفاظ پر مریشا نے اپنے آپ کو سنبھال لیا پھر کہنے لگی۔

''شوطار میری بہن! یہ بات نہیں۔ اس وقت میرے لئے فکرمندی اور پریشانی کی سب سے بڑی یہ بات ہے کہ ابھی تک وامس ہماری مدد کو کیوں نہیں پہنچا؟ کیا مرقیس نے اسے ہمارا پیغام پہنچایا ہی نہیں؟ اگر پہنچا دیا ہے تو پھر یہاں پہنچنے میں اتنی دیر کیسے اور کیوں ہو رہی ہے؟''

مریشا جب خاموش ہوئی تب کچھ سوچتے ہوئے شوطار کہنے لگی۔

''میری بہن! جس وقت اجنادین کے میدانوں میں مسلمان اور رومن ٹکرائے ہوں گے، رومنوں کو شکست ہوئی ہو گی تو رومن لشکر بھاگ کھڑا ہوا ہو گا۔ ان کے ساتھ مرقیس بھی بھاگا ہو گا۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ اس بھاگنے کے دوران مارسمول نے مرقیس کو اپنے ساتھ رکھا ہو گا اور وہ اس سے جلد جان نہیں چھڑا سکا ہو گا۔ اس بناء پر میرے خیال میں اس نے ہمارا پیغام تاخیر سے وامس تک پہنچایا ہو گا لیکن میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ مرقیس نے پیغام نہ پہنچایا ہو۔'' اس کے بعد شوطار رکی، پھر کہنے لگی۔

''بہرحال حالات کچھ بھی ہوں، اب ہم نے حرکت میں آنا ہے۔ اس شخص کا خاتمہ کرنے کے بعد ہم فی الفور واپس شہر میں جائیں گی۔ اپنا سامان سمیٹ کر تینوں یہاں سے کوچ کر جائیں گی۔ جس طرح یہاں سوداگر اور مسافر آتے رہے ہیں اور ان کی زبان سے پتہ چلتا رہا ہے کہ مسلمانوں نے دمشق فتح کر لیا ہے لہٰذا ہم وقت ضائع کئے بغیر یہاں سے کوچ کر کے دمشق کا رخ کریں گی۔ اگر ہم نے یہاں زیادہ دیر قیام کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا مارسمول اور لوگس اور ان کے آدمی یہاں پہنچیں گے اور پھر جو ہمارا حشر ہو گا اس کا تصور کر کے میں ابھی سے کانپ جاتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی شوطار اٹھی اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ لوگ یہاں بیٹھیں میں ذرا اس سے بات کرتی ہوں۔''

اس پر شوطار مارسمول کے آدمی کی طرف بڑھی۔ اس کے قریب گئی پھر کہنے لگی۔

''میرے عزیز، سن! ہم سب نے مل کر فیصلہ کیا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ یہاں سے کوچ کرنا چاہیں گی۔ اس وقت ہمارے سامنے کوئی منزل نہیں ہے۔ بس ہم صرف یہ چاہتی ہیں کہ ہم محفوظ رہیں۔ محترم وردان کے کہنے پر تم ہمیں جہاں بھی لے جاؤ گے تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن فی الوقت ہمارے سامنے تھوڑا سا

Marfat.com

کام ہے وہ کام ہمیں کر لینے دو اس کے بعد ہم تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔"

اس پر مارسمول کا آدمی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری بہن! میرے ساتھ جانے سے پہلے تم نے کون سا کام کرنا ہے؟"

شوطار نے غور سے اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگی۔

"ہماری میزبان خاتون کچھ پھل اتار کر انہیں پکنے کے لئے زمین میں دفن کر دیتی ہیں۔ بس زمین میں دفن پھل نکال کر ان کے گھر تک پہنچانے ہیں۔ اس کے بعد ہم تمہارے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو جائیں گی۔"

اس پر وہ شخص چھاتی تانتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے ہوتے ہوئے آپ کو یہ کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ مجھے بتائیں وہ پھل کہاں دفن ہیں؟ میں خود آپ کو نکالے دیتا ہوں۔"

شوطار خوش ہو گئی تھی۔ کہنے لگی۔ "اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ آؤ۔"

وہ شخص خوشی کا اظہار کرتے ہوئے شوطار کے ساتھ ہو لیا۔ شوطار اسے ایک ایسی جگہ لے گئی جو تازہ کھدی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی اسے ایک کدال اور بیلچہ اٹھا کر دے دیا اور کہنے لگی۔

"اس زمین کو کھودو۔ تھوڑا سا کھودنے کے بعد نیچے پھل ہیں۔ وہ نکالنے ہیں۔ وہ ان میزبان خاتون کی حویلی میں پہنچانے کے بعد ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔"

اس پر اس شخص نے بیلچہ اٹھایا اور بڑی تیزی سے گڑھا کھودنے لگا تھا۔

جب وہ دو فٹ کے لگ بھگ گڑھا کھود چکا تب پریشانی سے شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

شوطار مسکرائی اور کہنے لگی۔ "لگتا ہے تم تھک گئے ہو۔ تھوڑا سا مزید کھودو تو پھل خود ہی نکل آئیں گے۔"

اس پر وہ شخص تازہ دم ہو کر پھر گڑھا کھودنے لگا۔ اچانک شوطار کا ہاتھ اپنی تلوار کے دستک کی طرف چلا گیا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ تلوار بے نیام کر کے گرائی اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ جب وہ زمین پر گرا اس کی لاش کو پاؤں کی

Marfat.com

ٹھوکر مارتے ہوئے اس گڑھے میں پھینک دیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے مریشا، میخالہ، جمیرا اور راقیل بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر تینوں نے جلدی جلدی مٹی ڈال کر اس گڑھے کو بھر دیا تھا۔

گڑھا بھرنے کے بعد شوطار فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے میخالہ اور مریشا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''اب ہمیں فی الفور واپس جانا چاہئے۔ اپنا سامان باندھ کر، گھوڑوں کو تیار کر کے ابھی اور اسی وقت دمشق کی طرف کوچ کر جانا چاہئے۔ اور اگر ہم نے روانہ ہونے میں تاخیر کی تو یاد رکھئے گا چاروں طرف ہمارے لئے خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے۔''

مریشا اور میخالہ کے علاوہ جمیرا اور راقیل نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ پھر جو پھل انہوں نے توڑ کر چادر پر رکھے ہوئے تھے وہ انہوں نے سمیٹے اور بڑی تیزی سے شہر کا رخ کرنے لگی تھیں۔

آسمان پر گھرے بادل کافی جھک چکے تھے اور سرما کی وجہ سے برف باری کے آثار بھی دکھائی دے رہے تھے۔ حویلی میں داخل ہونے کے بعد انہوں نے توڑے ہوئے پھل پہلے برآمدے میں رکھ دیئے پھر شوطار نے مریشا کو مخاطب کیا اور کہنے لگی۔

''مریشا میری بہن! تم اماں کے ساتھ مل کر اپنے بستر اور دوسرا سامان بالکل تیار کر لو میں اتنی دیر تک تینوں گھوڑوں پر زینیں ڈالتی ہوں۔ دیکھو ہم اپنے ساتھ جو چرمی چادریں لے کر آئی تھیں وہ بھی رکھ لینا۔ اس لئے کہ بادل گھرے بنے ہوئے ہیں۔ راستے میں اگر برف باری شروع ہو گئی تو ہمیں کہیں پناہ بھی لینا پڑ سکتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ چادریں ہمارے کام آئیں گی۔''

مریشا نے گردن کو اثبات میں ہلاتے ہوئے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر مریشا حویلی کے اندرونی حصے کی طرف گئی۔ میخالہ و راقیل اور جمیرا بھی ان کے ساتھ تھیں۔ وہ سامان باندھنے لگیں۔ ساتھ ہی بڑی تیزی کے ساتھ راقیل اور جمیرا ان کے لئے زادِ راہ کے علاوہ خشک اور تازہ پھل بھی چرمی خرجینوں میں ڈالنے لگی تھیں۔

دوسری طرف شوطار بڑی تیزی سے اصطبل کی طرف گئی تھی۔ بڑی مہارت، بڑی پھرتی کے ساتھ اس نے تینوں گھوڑوں پر زینیں ڈال کر انہیں دہانے چڑھا دیئے تھے۔ اس کے بعد تینوں گھوڑوں کو کھول کر اس نے حویلی کے صحن میں لا کھڑا کیا تھا۔ پھر حویلی کے اندرونی حصے کی طرف گئی۔ اس وقت میخالہ اور مریشا اپنا سامان باندھ چکی

Marfat.com

تھیں جبکہ راقیل اور جمیرا ان کے لئے زادِ راہ کے علاوہ دوسرا ضروری سامان بھی تیار کر کے چمڑے کی خرجینوں میں ڈال چکی تھیں۔

پھر مریشا اور شوطار نے خرجینوں کے علاوہ بستر اور دوسرا سامان بھی اٹھایا اور اسے تینوں گھوڑوں کی زینوں کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک میخالہ و جمیرا اور راقیل بھی صحن میں آن کھڑی ہوئی تھیں۔ پھر تینوں ان ماں بیٹی کو بغل گیر ہو کر ملیں، اس کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہو گئی تھیں۔

بدلیس شہر سے نکل کر انہوں نے تھوڑا سا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ فضاؤں میں تیز برف باری شروع ہو گئی تھی لیکن انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ میخالہ کو کچھ تو پریشانی اور غم تھا دوسرے برف باری کی وجہ سے اسے راستے میں سردی کی وجہ سے بخار ہو گیا تھا جس پر وہ بڑی دقت اور بڑی تکلیف سے سفر جاری رکھے ہوئے تھی۔ تاہم اُس نے اس تکلیف اور بخار کا اظہار شوطار اور مریشا سے نہ کیا تھا۔

اچانک کوہستانی سلسلے کے بیچ و بیچ برف باری میں گزرتے ہوئے تینوں ٹھٹھک کر رہ گئی تھیں۔ اس لئے کہ پشت کی جانب سے ان کے نام لے کر کسی نے انہیں پکارا تھا۔ تینوں خوفزدہ ہو گئی تھیں۔ اور جب انہوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک کر پیچھے دیکھا تو دنگ اور حیران رہ گئیں۔ چہروں پر غم اور تشویش کی پرچھائیاں لہرا گئی تھیں۔ اس لئے کہ تھوڑے ہی فاصلے پر ان کے پیچھے مارسول اور لوکس اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے لحہ بہ لحہ ان کے قریب آ رہے تھے۔

O❖O

Marfat.com

اپنے تعاقب میں مارسول اور لوگس کو دیکھ کر میخالہ و مریشا اور شوطار کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ بس فکر مندی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہی تھیں، منہ سے کچھ نہ کہہ پا رہی تھیں۔ اتنے میں مارسول اور لوگس دونوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے قریب آئے۔ اس موقع پر مارسول نے ایک قہقہہ لگایا پھر میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اماں! تم نے ان دونوں کے ساتھ ہم سے بچنے کی بہت کوشش کی لیکن قسمت کو یہی منظور تھا کہ ہم تمہیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر میں نے شوطار اور لوگس نے مریشا کو حاصل نہ کیا ہوتا تو ہم دو کاموں میں سے ایک کرتے۔ پہلا یہ کہ تم تینوں کی یہیں کھڑے کھڑے گردنیں کاٹ دیتے یا تم تینوں کو گرفتار کر کے پادریوں کی عدالت میں پیش کر دیتے تاکہ وہ تمہارے لئے مرتد ہونے کی سزا تجویز کرتے۔

اب تم تینوں سے متعلق جو فیصلہ ہم نے کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ مریشا لوگس کے ساتھ جائے گی۔ اس کی شادی زوزان کی تجویز کے مطابق لوگس کے ساتھ ہو گی۔ لوگس زوزان کا خادم ہے۔ بس مریشا ایک خادمہ کی حیثیت سے زوزان کی خدمت کرے گی۔ جہاں تک شوطار کا تعلق ہے یہ میرے ساتھ جائے گی۔ اس لئے کہ میں ایک عرصہ سے اسے پسند کر رہا ہوں۔ میں اسے اپنی زندگی کا ساتھی بناؤں گا۔

محترمہ خاتون میخالہ! اگر تم مریشا کی ماں نہ ہوتیں تو میں یہیں تمہاری گردن کاٹ کر رکھ دیتا۔ اب تم مریشا کے ساتھ جاؤ گی اور تمہاری قسمت کا فیصلہ زوزان کرے گی۔ اب تم چپ چاپ ہمارے آگے آگے ہو لو۔ تھوڑا سا آگے جا کر میں ایک چوراہے پر شوطار کو لے کر دائیں جانب ہو لوں گا جبکہ تم دونوں ماں بیٹی لوگس کے ساتھ سیدھی آگے نکل جانا۔ اب اپنے گھوڑوں کو ہانکو اور ہمارے آگے آگے ہو لو۔ تم تینوں میں سے کسی نے کوئی انتقامی کارروائی یا شرارت کرنے کی کوشش کی تو پشت کی

Marfat.com

جانب سے میں اور لوگس تم پر تلواریں برسانے میں ایک لمحے کی دیر نہیں کریں گے، تم تینوں کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔"

اس کے ساتھ ہی لوگس اور مارسول نے عجیب سے انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں ساتھ ہی ان تینوں کو اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگا کر ہانکنے کے لئے کہا۔ اس پر ان تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ہانک دیا جبکہ مارسول اور لوگس تینوں اس کے پیچھے پیچھے اپنے گھوڑوں کو ہانکنے لگے تھے۔

مارسول اور لوگس کوہستانی سلسلے کے اندر بڑی تیزی سے گرتی برف باری میں ان تینوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے ابھی تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ اچانک اپنی پشت کی طرف سے انہیں ایک کھولتی ہوئی اور دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ کسی نے انہیں تحکمانہ انداز میں کہا تھا۔

"ٹھہرو! تمہاری کوشش اور سعی ختم اور تمام ہوئی۔"

مارسول اور لوگس نے جب انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں اپنے گھوڑوں کو روکتے ہوئے پیچھے دیکھا تو ان سے چند ہی قدم کے فاصلے پر وامس ابوالہول اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی مارسول اور لوگس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگی تھیں۔ عین اسی لمحہ میخالہ و مریشا اور شوطار نے بھی اپنے گھوڑوں کو روک کر پیچھے دیکھا اور جب انہوں نے وامس کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ان کی خوشی، ان کی طمانیت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

قریب آ کر وامس نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بے نیام کر لی تھی، ڈھال سنبھال لی تھی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شوطار اور مریشا نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لی تھیں۔ اب مارسول اور لوگس اپنے آپ کو دوطرفہ گھرے ہوئے پا رہے تھے۔ کچھ دیر تک وامس ان دونوں کو قہرمانیت بھرے انداز میں دیکھتا رہا پھر غصے میں دہاڑتی ہوئی آواز میں انہیں مخاطب کیا۔

"شیطان کے گماشتو! بدی اور گناہ کے کتے بن کر نیکی اور خیر کے تعاقب میں نکلنے والو! تم نے جو کچھ کرنا تھا کر چکے۔ اب اس کوہستانی سلسلے اور برف باری کے اندر میں تم دونوں کو تمہارے انجام تک پہنچاؤں گا۔ ذرا اپنی تلواریں، ڈھالیں سنبھالو۔ میرے مقابل آؤ۔ تم یہ خطرہ محسوس کر رہے ہو گے کہ تمہارے سامنے میں ہوں۔

Marfat.com

تمہاری پشت پر شوطار اور مریشا دونوں اپنی تلواریں بے نیام کر چکی ہیں۔ تم مطمئن رہو، میں ان دونوں سے کہتا ہوں کہ وہ پشت کی جانب سے تم دونوں پر حملہ آور نہیں ہوں گی۔ میں اکیلا تم دونوں سے مقابلہ کروں گا۔ اپنے گھوڑوں کو آگے بڑھاؤ اور مجھ پر حملہ آور ہو جاؤ۔ پھر دیکھو میں کیسے ایک خوفناک انجام کو تم پر مسلط کرتا ہوں۔"

جونہی وہ دونوں وامس پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے اچانک ایک انقلاب اٹھا۔ شوطار اور مریشا دونوں نے بڑے غور سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ نگاہوں ہی نگاہوں میں اشارہ کیا پھر دونوں نے اپنی تلواریں لہرائیں اور زور دار انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگاتے ہوئے وہ آگے بڑھی تھیں۔

تکبیروں کی آواز سنتے ہوئے مارسمول اور لوگس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ جونہی ان دونوں نے مڑ کر شوطار اور مریشا کی طرف توجہ کی اچانک وامس کی تلوار بلند ہوئی، مارسمول پر گری اور اس کے شانے سے لے کر پیٹ تک چیرتی چلی گئی تھی۔ مارسمول ختم ہو کر اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

اتنی دیر تک مریشا اور شوطار لوگس پر حملہ آور ہو چکی تھیں۔ مریشا کے وار کو لوگس نے اپنی تلوار پر روکا تھا لیکن اتنی دیر تک اس کی قضاء اور اس کی موت اس پر مسلط ہو گئی۔ اس لئے کہ شوطار اپنی تلوار فضا میں بلند کر کے اس پر گرا چکی تھی اور اس کی گردن اس نے کاٹ کر رکھ دی تھی۔

مارسمول اور لوگس کا جب خاتمہ ہو گیا تب گلوں اور شکووں بھری آواز میں وامس کو مخاطب کرتے ہوئے مریشا کہنے لگی۔

"آپ اتنا عرصہ کہاں رہے؟ آپ کو تو بہت پہلے یہاں ہماری مدد کے لئے پہنچ جانا چاہئے تھا۔"

جواب میں وامس نے مرنے والوں کے لباس سے اپنی تلوار صاف کر کے نیام میں کرتے ہوئے مریشا کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

"دراصل تم لوگوں کے بدلیس شہر کی طرف آنے کی اطلاع مجھے مرقیس نے دیر سے دی تھی۔ اجنادین کے میدانوں میں جب رومنوں کے لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو مارسمول مرقیس کو بھی اپنے ساتھ لے بھاگا تھا۔ اس طرح مرقیس کو جلد تم لوگوں سے متعلق اطلاع دینے کا موقع نہ ملا۔ اس بناء پر تاخیر ہوئی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد وامس جب رکا تب بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے

Marfat.com

شوطار کہنے لگی۔
''بہرحال کچھ بھی ہو، آپ بڑے وقت پر پہنچے ہیں۔ پہلے یہ بتائیں کہ آپ ہیں کیسے؟''
شوطار کے ان الفاظ کا جواب وامس دینا ہی چاہتا تھا کہ اتنی دیر تک میخائلہ بول اٹھی۔
''بیٹے! میں سمجھتی ہوں تم بڑے بروقت یہاں پہنچے ہو ورنہ مارسمول نے تو ہم تینوں سے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا کہ مجھے اور مریشا کو لوگس کے ساتھ زوزان کی طرف بھیجا جائے گا جبکہ مارسمول شوطار کو لے کر قسطنطنیہ کی طرف چلا جائے گا۔''
میرے خیال میں ہمیں یہاں زیادہ دیر برف باری میں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے سورج غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ اس کوہستانی سلسلے کے اندر ہم رات بھر سفر جاری رکھ سکیں؟ جبکہ برف بھی تیزی سے پڑ رہی ہے۔''
اس موقع پر میخالہ کچھ بولی پر اس کی آواز دب سی گئی تھی۔
اس موقع پر مریشا نے چونکنے کے انداز میں اپنی ماں میخالہ کی طرف دیکھا، کہنے لگی۔''اماں! کیا بات ہے؟ میں محسوس کرتی ہوں آپ کی آواز میں کمزوری اور دھیما پن ہے۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟''
اس کے ساتھ ہی مریشا نے آگے بڑھ کر میخالہ کا بازو اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ بیچاری تڑپ اٹھی۔ بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی۔
''اماں! آپ کو تو تیز بخار ہے۔''
جواب میں میخالہ نحیف سی آواز میں کہنے لگی۔
''بیٹے! بخار تو مجھے بہت پیچھے ہی ہو چکا تھا لیکن میں نے اظہار نہیں کیا۔ میں سفر جاری رکھنا چاہتی تھی۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں مارسمول اور لوگس ہمیں گرفتار نہ کر لیں۔ اور تم دیکھتی ہو میرے اندیشے درست ہوئے۔ خدا کا شکر ہے وامس بروقت ہماری مدد کو پہنچ گیا ہے۔ اب مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ اس کے ساتھ ہم جنگل و بیابان ہر جگہ قیام کر سکتی ہیں اور بے خطر اور نڈر ہو کر سفر جاری رکھ سکتی ہیں۔''
میخالہ اور مریشا دونوں گھوڑوں پر بیٹھی رہی تھیں جبکہ وامس اور شوطار اپنی تلواریں صاف کرنے کے لئے گھوڑے سے اترے تھے۔ اس موقع پر وامس نے مارسمول اور

Marfat.com

لوگس کی لاشوں کو ان کی ٹانگوں سے پکڑا اور انہیں گھسیٹتا ہوا ایک طرف لے گیا اور پھر انہیں ایک کوہستانی سلسلے کے گہرے گڑھے میں پھینک دیا تھا۔ پھر لوٹا، ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''میرے خیال میں اب ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ اس کوہستانی سلسلے اور تیزی سے گرتی برف کے اندر ہم سفر تو جاری نہیں رکھ سکتے۔ کچھ دور مزید آگے چلتے ہیں۔ ساتھ ہی میں کوئی مناسب جگہ بھی دیکھتا رہوں گا جہاں ہم رات بسر کر سکیں۔''

اس کے ساتھ ہی چاروں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھے۔ وہ تھوڑا سا ہی آگے گئے ہوں گے کہ میخالہ نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور اس کا سر زین کے ہتے کی طرف جھک گیا تھا۔ ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ اپنی پسلیوں پر رکھ دیا تھا۔ اس موقع پر مریشا بے چین ہو کر اس کی طرف بڑھی۔ کہنے لگی۔

''اماں! کیا ہوا؟''

میخالہ کراہنے کے انداز میں کہنے لگی۔

''بیٹی! لگتا ہے اب میں سفر جاری نہیں رکھ سکوں گی۔ میری پسلیوں میں سخت درد ہو رہا ہے جس کی وجہ سے میں اب زیادہ دیر گھوڑے کی زین پر سفر نہ کر سکوں گی۔''

مریشا بہت زیادہ پریشان ہو گئی تھی۔ اس موقع پر وامس اس کے قریب آیا، اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مریشا! اپنے گھوڑے سے اترو۔ اماں کے گھوڑے پر بیٹھو اور اماں کو اپنی گود میں سہارا دو۔ تھوڑا سا آگے جاتے ہیں پھر کوئی مناسب جگہ دیکھ کر رات بسر کرنے کا جتن کرتے ہیں۔''

وامس کے کہنے پر مریشا اپنے گھوڑے سے اتر گئی۔ میخالہ کے گھوڑے پر بیٹھ کر میخالہ کو اس نے اپنی گود میں سمیٹ لیا تھا اور اس طرح وہ پھر آگے بڑھنے لگے۔ مریشا کا گھوڑا بھی ان کے ساتھ جا رہا تھا۔

تھوڑا سا آگے جا کر وامس نے دیکھا دائیں ہاتھ پر ایک تنگ درہ سا تھا۔ درّے کا منہ آگے جا کر بند تھا اور درّے کے اوپر چھت کی صورت میں چٹانیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ وہاں کھڑے ہو کر وامس نے جائزہ لی۔ وہ جگہ واقعی قطعی محفوظ تھی۔ ایک تو سامنے کی طرف سے بند تھی، دوسرے اس کے نیچے جو زمین پتھریلی تھی، صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب ہے وہاں برف باری نہ ہو رہی تھی۔ وہاں رک کر

Marfat.com

برف باری سے بچا جا سکتا تھا۔ وامس جست لگا کر گھوڑے سے اتر گیا۔ اس درے کے اندر اونچی اونچی خشک گھاس تھی۔ پہلے وامس نے وہ ساری گھاس کاٹ کر کٹی ہوئی گھاس کا ڈھیر ایک طرف لگا دیا اور اس درہ نماہ کھوہ کو اس نے بالکل صاف کر دیا تھا۔ پھر شوطار کو اس نے مخاطب کیا۔

''شوطار! میرے گھوڑے کی زین سے یا تم لوگوں کے گھوڑوں کی زین سے جو بستر بندھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک بستر اتار کر لاؤ۔''

شوطار جست لگا کر اپنے گھوڑے سے اتری اور اپنے ہی گھوڑے کے ساتھ جو بستر بندھا ہوا تھا وہ کھول کر وامس کے پاس لے آئی۔ وامس نے پہلے نیچے چرمی چادر بچھائی، اس کے اوپر بستر لگا دیا پھر مریشا کے گھوڑے کے پاس آیا۔ میخالہ کی طرف اس نے پشت کی پھر میخالہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''اماں! میری پیٹھ پر سوار ہو جائیں۔ میں آپ کو بستر پر لٹاتا ہوں۔''

وامس کے ان الفاظ پر مریشا مسکرا دی تھی۔ ہلکا سا تبسم میخالہ کے منہ پر بھی نمودار ہوا تھا۔ کچھ میخالہ نے ہمت کی کچھ مریشا نے مدد کی اور میخالہ وامس کی پیٹھ پر ہو بیٹھی تھی۔ وامس اسے لے کر کھوہ کی طرف گیا اور جو بستر اس نے وہاں لگایا تھا اس پر اس نے میخالہ کو لٹا دیا تھا۔

میخالہ کو بستر پر لٹانے کے بعد وامس پلٹا۔ اتنی دیر میں مریشا بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکی تھی۔ وامس ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں بہنیں گھوڑوں کو بھی اندر لے جاؤ۔ یہ جو درہ نما کھوہ ہے اس میں گھوڑوں کو بالکل آگے لے جاؤ۔ درہ آگے سے بند ہے لہٰذا برفانی ہوا درّے میں داخل نہیں ہو رہی۔ گھوڑے سردی سے بچے رہیں گے۔ ساتھ ہی میں نے وہاں کچھ گھاس کاٹ کر اس کا ڈھیر لگا دیا ہے۔ میرے خیال میں گھوڑے اس گھاس کو رغبت سے کھائیں گے۔ وہ بہت لمبی ہے۔ گھوڑوں کو وہاں باندھنے کے بعد تم دونوں بھی بستر لگاؤ اور وہاں بیٹھ کر آرام کرو۔ میں اتنی دیر تک اطراف میں گھاس اور کوئی خشک درخت کاٹ کر لاتا ہوں جب تک ہم یہاں آگ نہیں جلائیں گے رات بسر کرنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔''

اس کے ساتھ ہی وامس اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا۔ گھوڑے کی زین سے جو کلہاڑا بندھا ہوا تھا وہ اس نے کھولا۔ اس موقع پر مریشا اور شوطار دونوں اس کے

Marfat.com

قریب آئیں۔ پھر مریشا وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ چلیں گی۔ اس طرح تینوں مل کر......''

مریشا یہیں تک کہنے پائی تھی کہ اس کی بات اچکتے ہوئے وامس بول اٹھا۔

''تم دونوں یہیں اماں کے پاس بیٹھو۔ میں گھاس اور لکڑیاں کاٹ کر لاتا ہوں۔ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔''

وامس کے ان الفاظ کے جواب میں مریشا کہنے لگی۔

''لگتا ہے اماں کو سردی لگ گئی ہے۔ اماں کے رونگٹے کھڑے ہو چکے ہیں اور اس کا بدن کپکپا رہا ہے۔ آپ ضد نہ کیجئے گا۔ میں اور شوطار آپ کے ساتھ چلتی ہیں۔ اس طرح جو کام آپ اکیلے کریں گے وہ ہم تینوں مل کر جلد کر لیں گے۔''

وامس مریشا کی بات مان گیا۔ تینوں اس کوہستانی سلسلے سے ذرا اوپر چڑھے۔ ایک خشک درخت دیکھ کر وامس اسے کاٹنے لگا تھا جبکہ مریشا اور شوطار نے اپنی تلواریں نکال کر اور مار مار کر گھاس کاٹتے ہوئے گھاس کے ڈھیر لگانا شروع کر دیئے تھے۔

جب تک وامس وہ خشک درخت کاٹ چکا اس وقت تک شوطار اور مریشا نے کافی گھاس جمع کر لی تھی۔ اس موقع پر وامس نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

''تم دونوں یہ گھاس وہاں کھوہ کے اندر رکھو۔ اتنی دیر تک میں اس درخت کے چھوٹے ٹکڑے کاٹتا ہوں، اس کے بعد وہاں آگ جلاتے ہیں۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی دونوں گھاس اٹھا اٹھا کر اس درے کی طرف لے جانے لگی تھیں جبکہ وامس نے اس درخت کے موٹے تنے کو چیرنے اور اوپر کے حصے کی لکڑیوں کو کاٹنے کے بعد لکڑیوں کا ایک خاصا بڑا ڈھیر لگا دیا تھا۔

اتنی دیر تک شوطار اور مریشا نے گھاس درے میں منتقل کر دی تھی۔ پھر تینوں لکڑیاں اٹھا اٹھا کر بھی درے میں منتقل کرنے لگے تھے۔

وامس نے درے میں داخل ہونے کے بعد دیکھا جو گھاس اس نے درے کے اندر سے کاٹی تھی وہ گھوڑے نہیں کھا رہے تھے۔ جو گھاس وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر سے کاٹ کر لائے تھے وہ چھوٹی تھی۔

سب سے پہلے وامس نے حرکت میں آتے ہوئے چاروں گھوڑوں کے منہ سے دہانے اتارے اور جو گھاس وہ کوہستانی سلسلے کے اوپر سے کاٹ کر لائے تھے وہ جب اس نے گھوڑوں کے آگے پھیلائی تو بڑی رغبت کے ساتھ گھوڑے وہ گھاس چبانے

Marfat.com

لگے تھے۔
وامس نے جو درّے کے اندر خشک گھاس کاٹی تھی وہ نیچے رکھی۔ اس کے اوپر پہلے باریک باریک لکڑیاں جمائیں۔ باریک لکڑیوں کے اوپر اس نے موٹی لکڑیاں رکھیں اس کے بعد جب اس نے گھاس کو آگ لگائی تو سب سے پہلے چھوٹی لکڑیوں نے آگ پکڑی جب نیچے کچھ انگارے جمع ہو گئے تو بڑی لکڑیاں جو گیلی تھیں تھوڑی دیر سلگ کر جل اٹھی تھیں۔
اتنی دیر تک مریشا اور شوطار نے گھوڑوں کی زینوں سے بندھے بستر کھول کر وہاں بچھا دیئے تھے۔ آگ کا الاؤ چونکہ اس درّے کے منہ کے قریب روشن کیا گیا تھا لہٰذا وامس ایک بڑا سا پتھر اٹھا کر آگ کے الاؤ کے قریب ہو بیٹھا تھا۔ اس موقع پر مریشا اور شوطار دونوں اس کے پاس آئیں پھر بڑے پیار میں مریشا نے وامس کو مخاطب کیا۔
''آپ کو بھوک لگ رہی ہو گی؟''
جواب میں وامس مسکرایا اور کہنے لگا۔
''اگر مجھے بھوک لگ رہی ہے تو کیا آپ دونوں کو بھوک نہیں لگی ہوئی؟''
اس پر شوطار مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔
''اس کا مطلب ہے آپ کو بھوک لگی ہے۔ آئیں پہلے کھانا کھائیں۔''
جب وامس نے اثبات میں سر ہلایا۔ تب مریشا اور شوطار نے پانی کی چھاگل اور کھانے کا سارا سامان اتار کر ایک بستر پر رکھ دیا تھا۔
ساتھ ہی پتھر پر بیٹھے وامس کو مریشا نے اپنے پاس بستر پر بلایا۔ پتھر سے اٹھ کر وامس مریشا کے قریب گیا اور مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''تم ایسا کرو اس بستر سے اٹھ کر اماں کے بستر پر بیٹھو۔ پہلے اماں کو کھانا کھلاؤ اس کے بعد ہم تینوں یہاں بستر پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے۔''
میخالہ شاید ان کی باتیں سن رہی تھیں۔ مدھم و دھیمی اور دُکھ بھری آواز میں کہنے لگی۔
''مجھے بھوک نہیں ہے بیٹے! تم کھانا کھاؤ۔''
اس پر مریشا میخالہ کے پاس گئی۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔
''اماں! کچھ تو کھا لو نا۔''

Marfat.com

جواب میں بڑی مشکل سے اپنا ہاتھ اٹھا کر میخالہ نے مریشا کا گال تھپتھپایا، نحیف سی آواز میں کہنے لگی۔

''بیٹی! میں نے کہا نا مجھے بھوک نہیں ہے۔ جب بھوک ہو گی میں مانگ لوں گی۔ تم تینوں وہاں میرے سامنے بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ چلو اٹھو۔''

میخالہ کے کہنے پر مریشا اپنی جگہ سے اٹھی اور دوسرے بستر پر جا کر وہ وامس کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی پھر تینوں وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد وامس اٹھا۔ الاؤ کی آگ اتنی دیر تک دھیمی پڑ گئی تھی۔ آگے بڑھ کر اس نے پہلے ایک لمبی لکڑی پکڑ کر جلی ہوئی لکڑیں کے اگلے حصوں کو کچھ جھاڑا، مزید لکڑیاں الاؤ میں ڈالیں اس کے بعد آگ پھر بھڑک اٹھی تھی۔ اس موقع پر مریشا اور شوطار کو مخاطب کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''کھانے کی چیزیں جو بچ گئی ہیں انہیں سمیٹ کر گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھ دو اور دونوں بہنیں اماں کے قریب جو بستر لگے ہیں ان پر لیٹ کر آرام کرو۔''

اس موقع پر مریشا نے گھورنے کے انداز میں وامس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''اور آپ......؟''

وامس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''مریشا! تم میری فکر نہ کرو۔''

وامس اپنی بات مکمل نہ کر سکا اس لئے کہ مریشا پھر بول اٹھی۔

''آپ کی فکر کیوں نہ کروں؟ سب سے پہلے آپ کی اس کے بعد کسی اور کی فکر۔''

مریشا کے ان الفاظ پر وامس مسکرایا۔ شوطار بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے وامس کہنے لگا۔

''تم دونوں بستروں میں گھس کر آرام کرو۔ فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آگ کے الاؤ کے پاس جو پتھر رکھا ہے اس پر بیٹھ کر میں آگ کا الاؤ بھی روشن رکھوں گا اور چاروں طرف نگاہ بھی رکھوں گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس رکا پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے پیار سے کہہ رہا تھا۔

''تم دونوں کو میرے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک تو سردی

Marfat.com

ہے، الاؤ کا روشن رہنا ضروری ہے۔ ہمارے پاس اس قدر لکڑیاں ہیں کہ آگ کے الاؤ کو صبح تک ہم روشن رکھ سکتے ہیں۔ دوسرے اس بناء پر مجھے رات کو اس پتھر پر بیٹھنا ہو گا۔ اس لئے کہ یہ جنگل ہے، بیابان ہے۔ رات کے وقت تو کوئی یہاں سے نہیں گزرے گا نہ ہم پر حملہ آور ہو گا۔ لیکن بہر حال جنگلی جانوروں کا تو خطرہ ہے۔ اس بناء پر میرا آپ کے پاس بیٹھ کر بیدار رہنا ضروری ہے۔ مریشا! میں جانتا ہوں میری اس گفتگو کے جواب میں تم بہت کچھ کہنا چاہو گی لیکن میں اس موقع پر تم سے کہوں گا کہ تم کچھ مت کہنا بس تم دونوں بہنیں میرا کہنا مانتے ہوئے بستروں میں گھس جاؤ۔ بس یوں جانو کہ تم دونوں کے علاوہ اماں کی حفاظت و تحفظ کے لئے میرا جاگتے رہنا ضروری ہے۔''

وامس کے ان الفاظ پر مریشا اور شوطار نے کوئی احتجاج نہ کیا اور اس کا کہا مانتے ہوئے دونوں بستروں میں گھس گئی تھیں جبکہ وامس آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ اپنی تلوار بے نیام کر کے اس نے اپنے قریب ہی رکھ لی تھی۔ ایک طرف ڈھال بھی پتھر سے ٹکا کر رکھ لی تھی۔ اب وہ درّے کے سامنے شاہراہ کے دائیں بائیں دونوں جانب گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ ساتھ ہی آگ کو انگیخت کرتے ہوئے اس میں مزید لکڑیاں ڈالتے ہوئے الاؤ کو روشن رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

Marfat.com

قنسرین کی فتح کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید پھر ایک جگہ بیٹھے تھے۔ باقی سارے سالاروں کو بھی انہوں نے اپنے پاس بلا لیا تھا۔ جب سب جمع ہو گئے تب ابو عبیدہ بن جراح اپنے سارے سالاروں اور ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''میرے عزیز ساتھیو! قنسرین اور آس پاس کے علاقوں کو ہم بڑے احسن طریقے سے فتح کر چکے ہیں۔ مختلف شہروں پر ہمارا قبضہ بھی ہو گیا ہے۔ وہاں کے رہنے والوں نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری بھی قبول کر لی ہے اور ہمارے لشکر کو کوئی نقصان بھی نہیں اٹھانا پڑا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح رکے، پہلے ایک گہری نگاہ قریب بیٹھے خالد بن ولیدؓ پر ڈالی پھر اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''آپ لوگوں کی آمد سے پہلے میں نے ابو سلیمان (خالدؓ بن ولید) سے مشورہ کیا ہے اور ہم دونوں نے مل کر جو فیصلہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ آج ہی لشکر یہاں سے کوچ کرے گا۔ کوچ سے پہلے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک حصے کے ساتھ میں بعلبک کا رخ کروں گا جبکہ دوسرے حصے کی کمانداری خالدؓ بن ولید کرتے ہوئے حمص شہر کا رخ کریں گے۔ اس موقع پر تمہارے ذہنوں میں بہت سے سوال اٹھتے ہوں گے، لشکر کو یکجا کیوں نہیں رکھا گیا؟ پہلے بعلبک کو فتح کر لیا جاتا اس کے بعد حمص پر ضرب لگائی جاتی۔ اس کی بھی وجہ میں بیان کرتا ہوں۔ خالدؓ بن ولید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ یہاں سے حمص کا رخ کریں گے۔ صرف [illegible] کا محاصرہ اور گھیراؤ کئے رکھیں گے۔ اس پر حملہ آور ہونا شروع نہیں کریں گے۔ جب کہ میں اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ بعلبک کا رخ کروں گا۔

اب جب رومنوں کو خبر ہو گئی کہ مسلمان دو مختلف شہروں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔

Marfat.com

اس طرح ان کی طاقت اور قوت بھی بٹی رہے گی۔ اس لئے کہ اگر ہم پورے لشکر کو لے کر بعلبک کا رخ کرتے ہیں تو اس وقت حمص شہر کے اندر رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر ہے وہ حمص شہر سے نکل کر پشت کی جانب سے ہم پر حملہ آور ہو کر ہمارے لئے مصائب کھڑے کر سکتا ہے۔ اور اگر ہم پورے لشکر کے ساتھ حمص پر حملہ آور ہوتے ہیں تو جو بعلبک میں رومنوں کا لشکر ہے وہ وہاں سے نکل کر ہماری پشت پر حملہ آور ہو جائے گا اور اگر ہم دنوں شہروں پر بیک وقت حملہ آور ہوتے ہیں تو کسی بھی شہر سے رومن لشکر کو نکل کر دوسرے شہر کی مدد کے لئے روانہ ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہو گی۔ اس بناء پر ان دونوں شہروں کو فتح کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ اس موقع پر میں آپ لوگوں سے یہ بھی کہوں کہ اگر ہم بعلبک اور حمص شہروں کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے تو یہ رومنوں کی طاقت اور قوت پر ہماری طرف سے ایک بہت بڑی بلکہ ناقابل برداشت ضرب ہو گی۔"

سارے سالاروں نے ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا اور پھر لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ایک حصے کو لے کر خالدؓ بن ولید حمص کی طرف روانہ ہو گئے تھے جبکہ دوسرے حصے کے ساتھ ابو عبیدہؓ بن جراح بعلبک کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ بعلبک پہنچ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پڑاؤ کر لیا تھا۔ بعلبک ان دنوں بھی ایک نہایت آباد، سرسبز شہر شمار کیا جاتا تھا۔ یہ وادئ بقاء کی سطح مرتفع کے کنارے سطح سمندر سے لگ بھگ تین ہزار آٹھ سو پچاس فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور یہ زیادہ تر باغوں اور نخلستانوں کا شہر کہلاتا تھا۔

اس شہر کے نام سے متعلق بہت سی روایات ملتی ہیں جن میں سے زیادہ قوی یہی خیال کی جاتی ہیں کہ اس شہر کا نام قدیم سامی قوم کے دیوتا بعل کے نام پر رکھا گیا تھا۔ جب سکندرِ اعظم اس شہر پر حملہ آور ہوا تو اس کا نام بعلبک سے بدل کر ہیلو پولس رکھ دیا گیا۔ یہ شہر چونکہ دمشق اور حمص کے درمیان تھا۔ دمشق اور حمص ان دنوں بڑے شہر شمار کیے جاتے تھے۔ لہٰذا ان دونوں کی وجہ سے اس کی بھی بڑی اہمیت تھی۔

مسلمان اب پہلی بار ابو عبیدہؓ بن جراح کی سرکردگی میں اس شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے وہاں پڑاؤ کر گئے تھے۔ بعلبک پہنچتے ہی ابو عبیدہؓ بن جراح نے پوری طاقت اور شدت کے ساتھ شہر پر حملہ آور ہونا شروع کر دیا تھا۔ شہر میں جو رومنوں کا لشکر تھا وہ زیادہ دن تک ابو عبیدہؓ بن جراح کے حملوں کو برداشت نہ کر سکا لہٰذا ان میں سے کچھ

Marfat.com

نے ہتھیار ڈال کر امان طلب کر لی باقی راتوں رات دوسرے دروازوں سے نکلتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس طرح ابو عبیدہؓ بن جراح نے بعلبک شہر کو فتح کر لیا اور اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد بعلبک کو دمشق کے مقبوضہ جات میں شامل کر دیا گیا تھا۔

مختلف زمانوں میں اس شہر کی بڑی اہمیت رہی۔ جب عباسی خلفاء کا دور آیا تو یہ ان کے اقتدار میں آ گیا۔ مختلف ادوار میں اس پر مختلف قومیں اور خاندان حکومت کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے لئے رومن پھر اس پر قابض ہوئے لیکن مسلمانوں نے پھر حملہ آور ہو کر اس شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہاں تک کہ سلجوقی اس پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد 1110ء میں بوریوں نے بعلبک شہر پر قبضہ کر لیا۔ 1136ء میں زنگی خاندان اس پر قابض ہوا۔ اس کے بعد یہ شہر عالمِ اسلام کے عظیم فرزند صلاح الدین ایوبیؒ کے قبضہ میں آ گیا تھا۔

1416ء میں یہ شہر عظیم عثمانی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد یہ شہر لبنانی ریاست میں شامل کر دیا گیا اور فرانسیسیوں کے زیر تحت کر دیا گیا۔ فرانسیسیوں کے بعد اب بعلبک لبنان کے اہم شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح بعلبک کو فتح کرنے کے بعد اور وہاں پر اپنا والی مقرر کر کے اپنے لشکر کے ساتھ بڑی تیزی سے حمص کی طرف بڑھے تھے جہاں خالدؓ بن ولید اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔

حمص کی صورتِ حال اب یہ تھی کہ کبھی رومنوں کا بہترین سالار وردان ہرکولیس کی طرف سے حمص کا والی ہوا کرتا تھا۔ وردان کے مارے جانے کے بعد حمص کا بڑا پادری مریس ہی نہ صرف مذہبی پیشوا تھا بلکہ حمص شہر کا نظم و نسق بھی اسی کے ہاتھ میں تھا۔

حمص پہنچ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے سب سے پہلے خالدؓ بن ولید کے حصے کے لشکر کے پہلو میں اپنے حصے کے لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا اس کے بعد آپ نے حمص شہر کے بڑے پادری اور والی مریس کے نام ایک خط لکھا۔ اس خط کا مضمون درج ذیل تھا۔

"یہ خط ابو عبیدہؓ بن جراح کی طرف سے ہے جو امیر المومنین عمرؓ بن خطاب کی طرف سے ارضِ شام کا عامل اور ان کے لشکروں کا

Marfat.com

سالارِ اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد حال یہ ہے کہ خدائے واحد و برتر نے تمہارے اکثر و بیشتر شہروں کو ہمارے ہاتھوں فتح کرا دیا ہے اور تمہیں تمہارے شہروں کی بڑائی، تمہارے قلعوں کی مضبوطی اور تمہارے پاس اشیائے خوردنی کی کثرت، تمہارے اجسام کے ڈیل ڈول تمہیں فریب میں نہ ڈال دیں۔

اور جس وقت ہم تم پر لڑائی کی مصیبت ڈالیں گے تو تمہارا حمص شہر ہمارے سامنے اس دیگ کی مانند ہوگا جسے ہم نے اپنے لشکر کے درمیان پتھروں پر رکھ کر اس پر گوشت ڈال دیا ہو اور سب لشکری اس گوشت کے کھانے کے امیدوار ہوں اور اس کے پکنے کے انتظار میں اس دیگ کو گھیرے ہوئے ہوں۔ پھر ان میں سے کوئی اس میں خوشبودار مصالحہ ڈالتا ہے، کوئی آگ جلاتا ہے۔ بس خیال کرو کہ جو گوشت اس انتظام کے ساتھ پکایا جائے وہ کتنی جلدی تیار ہو سکتا ہے اور کس قدر لطف سے کھایا جا سکتا ہے۔

اور ہم تمہیں اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں جسے ہمارے لئے ہمارے پروردگار نے پسند کیا ہے تمہیں ایک روشن راہ دکھاتے ہیں جس کی طرف ہمارے محترم رسولؐ نے ہماری رہبری کی تھی۔ بس ہم نے ان کے حکم کو سنا اور اطاعت کی۔ اگر تم اسے قبول کر لو گے تو جو ہمارے لئے ہے وہی تمہارے لئے ہو گا اور جو حقوق ہم پر واجب ہیں وہی تم پر بھی واجب ہوں گے۔

اگر تم ایسا کر لو گے تو ہم تمہارے ہاں سے کوچ کر جائیں گے اور اپنی ایک جماعت کو تمہارے اندر چھوڑ جائیں گے تاکہ وہ تمہیں دین کے احکامات اور وہ چیزیں جو اللہ نے ہم پر فرض کی ہیں تم لوگوں کو بھی سکھائیں۔

اور اگر تم قبولِ اسلام سے انکار کرو گے تو ہم تم سے جذیہ ادا کرنے کے لئے کہیں گے اور اگر تم نے جذیہ کی ادائیگی سے بھی انکار کر دیا، تو پھر لڑائی کی طرف بڑھو تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ نہ کر دے اور یہ کہ اللہ سب سے بہتر اور برتر

Marfat.com

حاکم ہے۔"

مسلمانوں کے ایلچی نے ابو عبیدہؓ بن جراح کا یہ خط حمص کے بڑے پادری مریس کو پیش کیا تو وہ خط پڑھ کر مریس بڑا برہم ہوا اور ایلچی کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اگر تُو ایلچی بن کر میرے پاس نہ آیا ہوتا تو میں تیری زبان کاٹ کر رکھ دیتا۔"

جب مریس نے اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تب ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے مختلف حصے کئے اور ان لشکریوں کو حمص شہر کے مختلف دروازوں پر متعین کرتے ہوئے شہر پر حملہ آور ہونے کی ابتدا کر دی تھی۔

اگلے روز حمص شہر کے لوگوں کو اُکسانے اور انہیں ان کی پستی سے آگاہ کرنے کے لئے خالدؓ بن ولید نے ایک عجیب وغریب طریقہ اختیار کیا۔ انہوں نے اپنے لشکر کے اندر جو لگ بھگ چار ہزار غلام تھے انہیں اکٹھا کیا تاکہ وہ شہر پر حملہ آور ہوں۔ ان کے اس ارادے کو دیکھتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

"شہر کے جس حصے پر آپ ان غلاموں سے حملہ کرانا چاہتے ہیں اس کے لئے ان کی تعداد بہت کم ہے۔"

ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس گفتگو کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے تبسم فرمایا اور کہنے لگے۔

"ان غلاموں سے شہر پر حملہ کرانے سے دشمنوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ ان کی جماعت ہمارے نزدیک اس قدر پست ہے کہ بذاتِ خود ہم ان سے مقابلہ کرنا عار سمجھتے ہیں اور اپنے غلاموں کو ہی ان کے مقابلے میں بہتر سمجھتے ہیں۔"

خالدؓ بن ولید کی اس تجویز کو ابو عبیدہؓ بن جراح نے پسند کیا اور اس طرح وہ چار ہزار غلام بڑی تن دہی اور بڑی بے جگری سے شہر پر حملہ آور ہوئے تھے۔

جس وقت غلام شہر پر حملہ آور ہوئے تھے اس وقت حمص شہر کا بڑا پادری مریس اپنے چند سرکردہ لوگوں کے ساتھ حمص شہر کی فصیل کے اوپر کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ جب انہوں نے غلاموں کو شہر پر حملہ آور ہوتے دیکھا تو مریس کے کچھ ساتھی کہنے لگے۔

"شہر پر حملہ آور ہونے والا مسلمانوں کا یہ لشکر بالکل سیاہ رنگ کا ہے۔ ہم نے اس سے پہلے عربوں کو اجنادین کے میدان میں دیکھا تھا وہ تو ایسے نہ تھے۔"

Marfat.com

اس پر مریس کے ایک اور ساتھی نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ ''یہ عرب نہیں، حبشی غلاموں کا لشکر ہے اور عربوں نے انہیں ہماری طرف اس لئے بھیجا ہے کہ ان کے نزدیک ہماری کوئی قدر و منزلت ہی نہیں ہے۔''

اس کے بعد جب حمص کا محاصرہ طول پکڑنے لگا تو انہی دنوں رستن اور شیرز شہر میں بھی مسلمانوں کے خلاف ایک لہر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے کہ اس سے پہلے رستن اور کچھ دوسرے شہروں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اب وہ اس اطاعت سے پھر گئے تھے۔ لہٰذا ان حالات کو دیکھتے ہوئے کچھ سالاروں نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ فی الحال حمص پر حملہ آور ہونے کی اس مہم کو التوا میں ڈال دیا جائے۔ ایک تو گرد و نواح کے وہ شہر جو پہلے ہماری فرمانبرداری اختیار کر چکے تھے وہ پھر بدعہدی پر اتر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس غلہ اور خوراک کا دوسرا سامان بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ لہٰذا پہلے حمص سے غلہ حاصل کر کے حمص شہر کے گرد و نواح میں جن شہروں نے اطاعت و فرمانبرداری ختم کر دی ہے ان پر پوری طرح قبضہ کرنے کے بعد پھر حمص پر ضرب لگائی جائے تاکہ اردگرد کے شہروں میں سے کہیں سے بھی انہیں مدد نہ ملے۔

ابوعبیدہؓ بن جراح نے اس تجویز کو پسند کیا۔ حمص کا رومن لشکر پہلے ہی مسلمانوں کے حملوں سے تنگ آ چکا تھا۔ جب مسلمانوں نے ان سے غلہ طلب کر لیا تو انہوں نے اس شرط پر غلہ دینے پر آمادگی ظاہر کی کہ مسلمان حمص پر حملہ آور ہونا بند کر دیں گے۔''

چنانچہ ان کی اس شرط کو تسلیم کر لیا گیا۔ ابوعبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے لئے جس قدر غلہ چاہئے تھا وہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد عارضی طور پر حمص شہر کا محاصرہ ترک کر کے آپ نے رستن شہر کا رخ کیا تھا۔

اب ابوعبیدہؓ بن جراح بڑی برق رفتاری سے رستن شہر کی طرف بڑھے تھے۔ رستن شہر میں رومنوں کی طرف سے جو حاکم تھا اس کا نام نقیطا تھا۔ رستن پہنچ کر ابوعبیدہؓ بن جراح نے نقیطا کی طرف پیغام بھیجا لیکن اس نے صلح سے انکار کر دیا اور کہا ہم اس وقت تک مسلمانوں سے صلح نہیں کریں گے جب تک ہم یہ نہ دیکھ لیں کہ ہرکولیس اور مسلمانوں کے درمیان کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

نقیطا کا یہ جواب سن کر ابوعبیدہؓ بن جراح نے اس سلسلے میں اپنے سارے

Marfat.com

سالاروں سے مشورہ کیا اور بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ پوری سختی اور طاقت کے ساتھ رستن شہر کا محاصرہ کر لیا جائے اور شہر کو فتح کرنے میں تاخیر سے کام نہ لیا جائے تاکہ رستن والوں کو دوسرے شہروں سے مدد کے طور پر مزید لشکر مہیا نہ کر دیئے جائیں۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ یہاں شہر کو فتح کرنے میں مسلمانوں نے ایک عجیب و غریب طریقہ استعمال کیا۔ چنانچہ چند منتخب اور عمدہ قسم کے تیغ زنوں کا انتخاب کیا گیا اور انہیں صندوقوں میں بند کر کے شہر کے اندر پہنچا دیا گیا۔ پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق صندوقوں میں بند جو جنگجو تھے وہ رات کے وقت صندوق کھول کر باہر نکل آئے اور جو وقت ابو عبیدہؓ بن جراح کے ساتھ مقرر کیا ہوا تھا عین اسی وقت انہوں نے صندوقوں سے نکل کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔

شہر پناہ کا دروازہ کھلتے ہی ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید تکبیریں بلند کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ اس طرح اس تدبیر سے رستن خون خرابے کے بغیر ہی فتح ہو گیا تھا۔

شہر کا حاکم نقیطا مسلمانوں کے شہر میں داخل ہونے پر بڑا خوف زدہ ہوا اور اپنے اہل و عیال کو لے کر وہاں سے بھاگ نکلا اور حمص شہر جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے وہاں مقیم رومنوں سے رستن کے فتح ہونے کا حال بیان کیا جسے سن کر اہلِ حمص سخت خوف زدہ ہوئے۔ اب وہ یہ خطرہ محسوس کرنے لگے تھے کہ رستن کو فتح کرنے کے بعد اب ضرور مسلمان حمص کو اپنا ہدف بنائیں گے۔ دوسری طرف مسلمانوں نے رستن شہر کو فتح کرنے کے بعد شیرز شہر کو فتح کیا تھا۔ شیرز میں جو اس سے پہلے بڑا پادری تھا اس نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی لیکن انہی دنوں وہ مر گیا تو ہرکولیس نے اس کی جگہ ایک اور شخص کو شیرز کا حاکم مقرر کیا۔ نئے حاکم کا نام نِکس تھا۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ پہلی صلح توڑ دی اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کا ارادہ کر لیا۔ اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح نے شیرز کو دارالحرب قرار دے دیا۔ لہٰذا مسلمان شیرز پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ شہر پر حملہ آور ہونے سے پہلے ابو عبیدہؓ بن جراح نے شہر کے نئے حاکم نِکس کے نام ایک خط لکھا اور اسے شہر حوالے کرنے کے لئے کہا گیا۔

یہ خط ملنے کے بعد نِکس نے شیرز شہر کے لوگوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ شیرز

Marfat.com

میں جو اس وقت اس کے سرکردہ رومن تھے انہوں نے نِکس کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو! اگر مسلمانوں کا سالار صلح ہو جانے کی صورت میں شہر کے لوگوں کو امان دینے کے لئے تیار ہے تو ہم تم پر واضح کریں کہ مسلمان اور اہلِ عرب اپنے قول کے بڑے پکے ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بات بھی اپنے دل میں بٹھا کر رکھنا کہ شیرز شہر کا قلعہ ان قلعوں سے کوئی زیادہ مضبوط نہیں جنہیں اس سے پہلے مسلمان فتح کر چکے ہیں اور نہ ہی رومنوں کا وہ لشکر جو اس وقت شیرز شہر میں مقیم ہے ان لشکریوں سے زیادہ بڑا اور پُرقوت ہے جن کو اس سے پہلے مسلمان مغلوب کر چکے ہیں۔''

اس بناء پر ان امرا نے نِکس کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لینی چاہئے۔ شہر ان کے حوالے کر دینا چاہئے لیکن نِکس نے انہیں جھڑک دیا بلکہ اپنے خدام کو اس نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو مارو جو مسلمانوں کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

آخر نِکس نے فیصلہ کیا کہ پوری طاقت اور قوت کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کی جائے گی اور ہر صورت میں انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا جائے گا۔

نِکس کے اس فیصلے پر مسلمان شہر پر حملہ آور ہوئے۔ نِکس نے مسلمانوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر شہر پناہ کا ایک دروازہ توڑ دیا، شہر میں داخل ہوئے اور اس طرح شہر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔

شیرز شہر کی فتح رومنوں پر ایک کاری ضرب اور مسلمانوں کی شاندار فتح تھی۔ شیرز کو فتح کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے حمص شہر کا رخ کیا تھا اور خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کے ساتھ حمص کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے آگے آگے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس وقت خالدؓ بن ولید حمص کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انہیں ایک پادری ملا اس کے ساتھ ایک سو گھڑ سوار تھے۔ وہ شاید کسی مہم پر نکلے ہوئے تھے کہ خالدؓ بن ولید نے انہیں گرفتار کر لیا۔

آخر اس پادری سمیت ان گھڑ سواروں کو خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اس دعوت کے جواب میں بڑا پادری ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں جو انکشاف کرنے لگا ہوں گو میرے ساتھی اسے سن کر برہم ہوں گے، میری جان کے درپے ہوں گے۔ پر اب مجھے ان سے نہ

Marfat.com

کوئی خطرہ ہے نہ ڈر۔ اس لئے کہ میں مسلمانوں میں آ گیا ہوں۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دراصل میں نے چند دن پہلے آپ کے رسولِ محترم کو خواب میں دیکھا تھا اور میں انہیں خواب میں دیکھنے کے بعد ہی اسلام قبول کر چکا ہوں لیکن میرے یہ ساتھی چونکہ اسلام کے سخت خلاف اور بدترین دشمن ہیں لہٰذا میں نے ان کے سامنے اپنا قبولِ اسلام ظاہر نہ کیا۔“

اُس پادری کے ان الفاظ پر خالدؓ بن ولید بڑے خوش ہوئے اور اس کے ساتھیوں کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ وہ بڑے سرکش اور مسلح تھے۔ جب انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تب ان کا تو خاتمہ کر دیا گیا اور اس پادری کی بڑی عزت افزائی کی گئی جو اسلام قبول کر چکا تھا۔ اسی پادری نے ابو عبیدہؓ بن جراح پر انکشاف کیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہرکولیس نے اپنی تیاریوں کو عروج پر پہنچا دیا ہے۔ اس نے نہ صرف یورپ سے بلکہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صقلیہ اور آرمینیا سے بھی نصرانیوں کے بڑے بڑے لشکر طلب کر لئے ہیں اور اب وہ مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرنا چاہتا ہے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے مسلمان ہونے والے شخص کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد پھر آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ حمص کی طرف پیش قدمی شروع کی تھی۔

جب آپ حمص کے نواح میں اپنے لشکر کے ساتھ خیمہ زن ہوئے تو حمص کے بڑے پادری اور ناظم مریس نے ایک پیغام ابو عبیدہؓ بن جراح کی طرف بھجوایا۔ اس پیغام میں اس نے لکھا تھا۔

> ”آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ حالانکہ آپ نے ہم سے مصالحت کی تھی۔ اب آپ کیسے اور کیونکر ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں؟“

مریس کے اس خط کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے جو کچھ اسے لکھا وہ درج ذیل ہے۔

> ”ہم لوگ عہد شکنی اور بے وفائی نہیں کرتے۔ ہم نے تمہارے ساتھ یہ عہد کیا تھا کہ فی الحال ہم حمص سے ہٹ کر دوسرے شہر کو فتح کر لیں گے اور اس کے بعد ہمیں اختیار ہو گا کہ ہم کسی دوسری طرف نکل جائیں یا تمہاری طرف واپس آ جائیں۔

Marfat.com

اب چونکہ ہم نے رستن، شیرز شہر فتح کر لئے ہیں اس سے
ہمارا عہد پورا ہو گیا ہے اور معاہدہ اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ
نئے سرے سے صلح کی بات چیت کر لی جائے۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح کے اس خط کا علم جب حمص شہر کے لوگوں کو ہوا تو وہ سب مل کر کہنے لگے۔

''مسلمانوں کے سالار سچ کہتے ہیں۔ یہ ہماری خطا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کے ساتھ اس وقت عارضی صلح کی۔ حالانکہ اسی وقت اگر ہم نے مسلمانوں کے ساتھ ایک پکا اور مستقل سمجھوتا کر لیا ہوتا تو آج یہ دن کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔''

ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حمص کے لوگ بڑے پادری مریس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شہر کا ایک سرکردہ آدمی مریس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مریس! اس وقت جو حمص شہر کی حالت ہے وہ تم پر بھی ظاہر ہے اور ہم سے بھی چھپی ہوئی نہیں ہے۔ مسلمان شہر سے باہر پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور اگر ہم نے انہیں کوئی معقول جواب نہ دیا تو مسلمان شہر کا محاصرہ کرتے ہوئے شہر پر شدت سے حملہ آور ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں کیا ہم شہر کا دفاع کر سکیں گے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص رکا پھر وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مریس کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''مریس! تم یہ بھی جانتے ہو اب نہ تو ہمارے پاس غلّہ ہے اور نہ وافر مقدار میں سامانِ حرب ہے۔ اس بناء پر ہم مسلمانوں کے اس لشکر سے کب تک مقابلہ کر سکیں گے؟ لہٰذا ہم تمہیں یہ مشورہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں سے صلح کر لینے میں ہی ہماری بہتری اور بھلائی ہے۔''

وہ شخص جب خاموش ہوا تب ناپسندیدگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے بڑا پادری مریس کہنے لگا۔

''میں تمہاری اس گفتگو کو ناپسند کرتا ہوں۔ کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں طشت میں سجا کر شہر مسلمانوں کے حوالے کر دوں؟ شہر میں رومنوں کا اس وقت بہت بڑا لشکر ہے اور میں اس کا سالارِ اعلیٰ ہوں اور میں ہر صورت میں اس لشکر کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کروں گا اور کوشش کروں گا کہ مسلمانوں کو یہاں سے مار بھگاؤں۔ تم میری یہ بات بھی لکھ رکھو کہ جب اگلے روز کا سورج طلوع ہو گا تو میں شہر سے باہر

Marfat.com

نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گا اور مجھے امید ہے فتح ہماری ہی ہو گی۔ اس موقع پر میں تم پر یہ بھی انکشاف کروں کہ اب اپنی فتح کو یقینی بنانے کے لئے میں نے ایک لائحہ عمل بھی تیار کر رکھا ہے وہ یہ کہ کل جب میں شہر سے نکل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ابتداء کروں گا تو جس وقت دونوں لشکری ایک دوسرے کے خلاف بری طرح جنگ میں مصروف ہوں گے تو میں حمص شہر کے نامور پہلوان اور نایاب تیغ زن کو حرکت میں لاؤں گا۔ اس سے تم سب لوگ واقف ہو۔ اس سے میں نے بات کر لی ہے۔ جنگ کے دوران وہ مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ پر حملہ آور ہو گا اور اسے موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کرے گا اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر میں پہلے سے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی شکست اور ہماری کامیابی یقینی ہو گی۔"

مرلیس کی اس گفتگو سے اس کے وہ سارے معززین اور امراء مطمئن ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ مرلیس نے انہیں یقین دلا دیا تھا کہ کل جب وہ حملہ آور ہو گا تو فتح اسی کی ہو گی۔ اس بناء پر وہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

اگلے روز مرلیس اپنے لشکر کے ساتھ حمص شہر سے وسعتِ گردوں میں طوفانی دھاروں کے بہاؤ اور امڈتے اندھیاؤ کی طرح نکلا۔ پھر وہ وقت کی بے لحاظ رسموں کی وحشت، ابلیس کی نیت کی خرابیوں، گھناؤنے اغراض کے بگولوں اور ماگھ کی کالی سرد تاریک راتوں سے اٹھتے کرب و فراق کی ہولناک سفاکیوں کی طرح مسلمانوں کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تھا۔

دوسری طرف ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید بھی رومنوں کا استقبال کرنے کے لئے بالکل تیار تھے۔ جونہی رومن ان پر حملہ آور ہوئے اپنے لشکریوں کے ساتھ انہوں نے آندھیوں کے تھپیڑوں، کھولتے طوفانوں کے جھکڑوں کی طرح تکبیریں بلند کیں پھر ایک طرح سے دو طرفہ کارروائی کرتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید رات کے اندھیروں کو مسمار کرتی دن کی روشنی کی یلغار، بے کراں وسعتوں میں بلندیوں سے نزول کرتی آتشیں کرنوں اور روح و جسم کے سنگھم کو فنا کر دینے والی قضاء کے سایوں کی یورش کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

حمص شہر کے نواح میں دونوں لشکریوں کے ٹکرانے سے میدانِ جنگ میں پیاس کے ٹھہرے اندھیروں میں بے انت خونی خواہشیں ناچ اٹھی تھیں۔ دلوں کی تمام آرزوئیں، روح کی ساری امیدیں، راحت و اطمینان کے سارے لمحے بے انت موت

Marfat.com

کی پکار کا شکار ہونے لگے تھے۔ میدانِ جنگ کے گھنے اور وحشی شور وغل میں ہر کوئی اپنی کامیابیوں کی تاریخ اپنے خون سے رقم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جنگ کی ابتداء میں رومنوں کے زہر آلود تیروں کی وجہ سے کچھ مسلمان شہید ہوئے۔ جب جوابی کارروائی کرتے ہوئے اگلی صفوں کے مسلمانوں نے بھی تیر اندازی کی تب رومنوں کی اگلی صفیں بالکل ڈھیر ہو کر رہ گئی تھیں اور ان پر ایک طرح سے مسلمانوں کا رعب طاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔

اس موقع پر خالدؓ بن ولید اپنے ہی قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ سامنے آنے والے رومنوں کو خاک و خون میں تڑپاتے صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ خالدؓ بن ولید کی اس کارگزاری کو دیکھتے ہوئے رومنوں نے جب یہ اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کا یہ سالار جس سمت بڑھتا ہے اپنے پیچھے رومنوں کی لاشوں کے انبار لگاتا چلا جاتا ہے تب وہ بڑے غضب ناک ہوئے اور مکھیوں کی طرح جمع ہو کر خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہو کر آپ کو گھیرنے کی کوشش کی۔ اس موقع پر مسلمانوں نے تیز تیر اندازی کرتے ہوئے اپنے ترکش خالی کر دیئے اور ان گنت رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جس وقت خالدؓ بن ولید رومنوں پر ضربیں لگاتے ہوئے بڑی تیزی سے ان کی تعداد کم کر رہے تھے اس وقت انہوں نے اپنے لشکر کا علم اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے بلند کیا اور اونچی آواز میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے۔

”مسلمانو! اپنے حملوں میں سختی پیدا کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری امداد کرے گا اور تمہاری یہ کوشش دین و دنیا میں تمہاری سرفرازی اور ناموری کا باعث بن جائے گی۔“

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ نے مسلمان لشکریوں میں جوش اور جذبے کی ایک آگ بھڑکا کر رکھ دی تھی۔ وہ پہلے کی نسبت بھی زیادہ تیزی سے رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کا قتل عام کرنا شروع ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے لشکر کے آگے رہتے ہوئے خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح بھی رومنوں پر جان لیوا حملے کر رہے تھے۔ جب وقت خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کی سرکردگی میں مسلمان رومنوں کی صفوں کے اندر انتشار برپا کر رہے تھے اس وقت مریس نے اپنے پہلوان کو اشارہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دے۔

وہ رومن پہلوان لڑتا بھڑتا اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ بڑی تیزی سے خالدؓ بن

Marfat.com

ولید پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھا اور جاتے ہی خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہوا۔ لیکن آپ نے اس کا وار خالی دیا اور پھر اس پر اپنی تلوار کا ایسا وار کیا کہ خالدؓ بن ولید کی تلوار ٹوٹ گئی۔ اس لئے کہ وہ پہلوان اپنے جسم پر موٹی زرّہ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے بازوؤں پر مضبوط آہنی جوشن اور کندھوں پر بھی ویسے ہی موٹے آہنی خول چڑھے ہوئے تھے۔ جب اُس رومن پہلوان کی موٹی زرّہ سے ٹکرا کر خالدؓ بن ولید کی تلوار ٹوٹ گئی تب وہ پہلوان بڑا خوش ہوا۔ اب اسے یقین تھا کہ اس کے سامنے مسلمانوں کا سالار بالکل نہتا ہے۔ اس کے پاس صرف ڈھال ہے اور جب وہ تلوار خالدؓ بن ولید پر برسائے گا تو ظاہر ہے خالدؓ بن ولید اپنی ڈھال پر اس کی تلوار روکیں گے۔ لہٰذا رومن پہلوان چاہتا تھا کہ ڈھال مار کر وہ خالدؓ بن ولید کو زمین پر گرا دے گا۔

رومن پہلوان اپنے طور پر بڑا خوش اور مطمئن تھا اور اسے یقین تھا کہ اب مسلمانوں کا سالار اس کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ لہٰذا اپنی تلوار اور اپنی ڈھال کو اپنے سامنے لہراتا ہوا آگے بڑھا تاکہ خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دے۔ لیکن وہ بدبخت یہ نہ جانتا تھا کہ اللہ کے رسولؐ نے خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کہا تھا اور اللہ کی تلوار کسی کے ہاتھوں نہ کٹ سکتی تھی اور نہ کسی دشمن کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہو سکتا تھا۔

رومنوں کا وہ پہلوان جب خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہوا تو خالدؓ بن ولید نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف اس رومن پہلوان کو پریشان اور حیرت زدہ کر دیا بلکہ مریس اور وہ رومن سالار جو خالدؓ بن ولید اور اس رومن پہلوان کا مقابلہ دیکھ رہے تھے انہیں بھی متحیر کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لئے کہ جونہی وہ رومن پہلوان خالدؓ بن ولید پر حملہ آور ہوا آپ نے لپک کر اسے زمین سے اٹھا لیا اور اپنے سر سے اوپر لے جا کر اس زور سے زمین پر دے مارا کہ رومن پہلوان چوٹ لگنے سے مر گیا۔ اس کے بعد خالدؓ بن ولید حرکت میں آئے۔ اس رومن پہلوان کی تلوار اس سے لے لی اور رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے رومنوں پر دوبارہ ٹوٹ پڑے تھے۔

خالدؓ بن ولید کی یہ جرأت مندی دیکھتے ہوئے جہاں مسلمان لشکریوں کے حوصلے جوان اور ولولے پُرجوش ہو گئے تھے وہاں رومن اپنے اندر ایک کپکپی، ایک خوف محسوس کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں یہ رعب چھانے لگا تھا کہ یہ مسلمان اب ان سے زیر ہونے والے نہیں ہیں۔

Marfat.com

بہر حال حمص شہر کے نواح میں یہ جنگ غروبِ آفتاب تک جاری رہی اور جب سورج غروب ہو گیا تب رومن شہر کے اندر چلے گئے۔ مسلمان اپنے پڑاؤ میں لوٹ آئے۔

پڑاؤ میں جا کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید اور دوسرے سالاروں سے اس بات پر افسوس کیا کہ جنگ کے شروع میں رومنوں کی زہر آلود تیر اندازی کے باعث کچھ مسلمان شہید ہو گئے ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا ہے۔ آپ نے اس موقع پر یہ بھی کہا کہ اب کوئی ایسی تجویز کرنی چاہئے کہ ہمارا نقصان بھی نہ ہو اور رومنوں پر غلبہ بھی حاصل کر لیا جائے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''میرے خیال میں اس وقت حمص شہر میں جو رومنوں کا لشکر ہے سب سے زیادہ تربیت یافتہ ہے۔ بہر حال ان پر غلبہ پانے کے لئے میرے پاس ایک صورت ہے۔ وہ یہ کہ ہم انہیں حمص شہر کے قلعے سے باہر کھلے میدان میں لے آئیں۔ کیونکہ قلعے سے انہیں پشت کی جانب سے امداد ملتی رہتی ہے۔ اس طرح ان کے حوصلے بڑھے رہتے ہیں اور پشت کی جانب سے رسد اور کمک کی صورت میں بھی بہت کچھ ملتا رہتا ہے۔ اگر ہم انہیں شہر سے دور لے جا کر ان سے جنگ کریں تو ہم ان پر غلبہ پا سکتے ہیں۔ انہیں شہر سے دور لے جانے کی صورت یہ ہے کہ ہم یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں۔ جب ہم پیچھے ہٹیں گے از خود رومن حمص شہر سے باہر نکل کر ہمارا تعاقب کریں گے۔ اس طرح جب وہ ہم پر حملہ آور ہوں گے تو ہم پلٹ کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح اور لشکر کے سارے سالاروں نے خالدؓ بن ولید کی اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا اگلے روز جب جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے رومنوں کا لشکر حمص شہر سے باہر نکلا تو جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے ہی مسلمانوں کا لشکر پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا تھا۔

رومنوں نے اسے اپنے لئے نیک شگون جانا۔ وہ یہ خیال کرنے لگے کہ مسلمانوں نے شاید گزشتہ دن کی ہولناک جنگ سے کچھ سیکھا ہو گا لہٰذا آج وہ رومنوں سے ٹکرانے کا کوئی عزم اور ارادہ نہیں رکھتے لہٰذا اپنی ناکامی کو تسلیم کرتے ہوئے پسپا ہونا چاہتے ہیں۔ اس سے رومنوں کے حوصلے بڑھے اور انہوں نے ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں

Marfat.com

کا تعاقب کیا جائے گا۔ کہیں بھی انہیں نکلنے نہ دیا جائے گا۔ ان کے پڑاؤ پر بھی قبضہ کرلیا جائے گا اور ان میں سے کسی کو زندہ بچ کر بھاگنے کا موقع بھی نہ دیا جائے گا۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے رومن اندھے ریگستان میں شکست و ریخت پر اترتی بے روک آندھیوں، بے تحاشہ طوفانوں کی طرح آگے بڑھے پھر وہ دھرتی کے اندھے راستوں پر غضبناک لٹیروں، ہر شے کو اس کے حُسن و جمال، زیست کو اس کے آثار اور نقوش سے محروم کر کے زمین کی تنگنائیوں میں پیاس بھر دینے والی کھولتی آتش کی سفاک موجوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔

اب رومنوں کی بدقسمتی وہ تو یہ خیال کر رہے تھے کہ مسلمان الٹے پاؤں پسپا ہو رہے ہیں، پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ ان سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔ لیکن جونہی وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے مسلمانوں نے بیک آواز آسمان کی نیلی چادر تلے دل کی کھیتیاں ویران کر دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ ساتھ ہی رجز بن کر گونجتی صداؤں میں وہ اپنے اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا زندگی کا خون تک خشک کر دینے والی انوکھی قوتِ ارادی اور قہرِ گمنامی سے نکلنے والے عذابوں کی طرح مسلمان حرکت میں آئے تھے اور جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ رومنوں پر بے انت مسافتوں میں ہر شے کو پامال کر دینے والے طوفانی تھپیڑوں، نس نس میں موت کے سندیسے بھر دینے والے نادیدہ و ناشنیدہ عناصر اور جسموں کے پنجر تک توڑ دینے والی بے محیط آندھیوں کے روگ کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

حمص شہر کے نواح میں مسلمانوں اور رومنوں کے ٹکرانے سے چاروں طرف وحشت ناک داستانوں کی گرد اُڑنے لگی تھی۔ لمحوں کو منجمد کر دینے والے پیلی رتوں کے زہر رقص کرنے لگے تھے اور وقت کی طنابیں توڑتی تدبیر کی المناک ساعتیں روح و جسم کے رشتوں اور ربط کا تمسخر اُڑانے لگی تھیں۔

اُس روز خالدؓ بن ولید نے ایک بے مثال شجاعت و بے نظیر بے جگری کا مظاہرہ کیا۔ دشمن پر موت بن کر وارد ہونے کے ساتھ ساتھ بار بار اپنی تلوار لہرا کر دشمن کے لشکریوں کی تعداد کم کرنے کے ساتھ ساتھ خالدؓ بن ولید زور زور سے اپنے لشکریوں کو پکارتے ہوئے ان کا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید کہہ رہے تھے۔

''اللہ تعالیٰ نے اُس پر اپنی رحمت نازل کی جس نے اس کی راہ میں اپنی تلوار

Marfat.com

نکالی اپنے ارادوں کو مضبوط کیا اور اپنا نیزہ بڑھایا۔

ان الفاظ میں اپنے لشکریوں کو مخاطب کرنے کے بعد دشمن پر جان لیوا حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ خالدؓ بن ولید نے رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے تھے۔ مؤرخین ان رجزیہ اشعار کا ترجمہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''آج کا دن حملے اور جوش و خروش کا دن ہے
آج کا دن جانوں کے کھینچنے اور مارنے کا دن ہے
سن! میں دلیر اور بہادر ہوں
اور میرے رسولؐ نے میرے کاموں کی آزمائش کی ہے''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ اور ان کا جوش و جذبہ دیکھتے ہوئے مسلمان مجاہدوں نے اس شدت اور اس قسم کی حیرت انگیزی کے ساتھ حملہ آور ہونا شروع کیا کہ رومنوں کے پاؤں تلے سے زمین نکلنا شروع ہو گئی تھی۔ جس وقت رومنوں کے اندر ایک طرح سے پسپائی کے آثار نمودار ہو رہے تھے اُن کے سالار مرلیس نے جو شہر کا بڑا پادری تھا اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے لشکر میں جو اَن گنت پادری شامل تھے ان کے ذریعہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی۔ وہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے، اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔ لیکن مرلیس کی بدقسمتی جس وقت وہ اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھا رہا تھا اس وقت حضرت سعدؓ نے اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپ دشمن کے لشکریوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ جو بھی رومن ان کے سامنے آیا اسے موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے مرلیس کے سر پر پہنچ گئے اور اپنی تلوار بلند کرتے ہوئے مرلیس پر گرائی اور اسے کاٹ کر رکھ دیا۔

رومنوں نے جب مرلیس کو کٹ کر اپنے گھوڑے سے نیچے گرتے دیکھا تب ان کے حوصلے بالکل سرد پڑ گئے۔ ان کی ہمتیں جواب دے گئیں اور وہ شکست قبول کرتے ہوئے میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس طرح حمص کے نواح میں مسلمانوں نے رومنوں کو بدترین شکست دی تھی۔

اس شکست کے بعد حمص کے سرکردہ لوگ اور اہلِ رائے طبقے کے افراد ایک جگہ جمع ہو گئے۔ حالات کا جائزہ لیا گیا اور پھر شہر کے ذمہ دار لوگوں نے وہاں جمع ہونے والے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

''دیکھو! صرف ہمیں ہی حمص سے باہر شکست کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس سے

Marfat.com

پہلے مسلمان رومنوں کے بڑے بڑے سرکش اور بڑے بڑے جرار لشکروں کو وہ اپنے سامنے شکست دے چکے ہیں اور رومنوں کے ان گنت شہر ان سے چھین چکے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ حمص کے باہر مسلمان ہمیں شکست دے چکے ہیں۔ ہمارے لشکر کے آدھے سے زیادہ حصے کو بھی انہوں نے کاٹ کر رکھ دیا ہے اور اب ہماری طاقت ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے۔''

وہ شخص جو لوگوں کو مخاطب کرنے کے لئے اٹھا تھا اسے خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ اس کی جگہ ایک اور شخص اٹھا اور کہنے لگا۔

''یہ سب کچھ مریس کی غلطی اور کوتاہ نظری کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے اس جنگ سے پہلے ہی اسے مشورہ دیا تھا کہ مسلمانوں سے صلح کر لینی چاہئے۔ اس لئے کہ جو قوت جو شہر جو لشکر بھی ان کے ساتھ صلح کرتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے اور مسلمان اس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ لیکن مریس نے میری بات نہیں مانی اور نہ ماننے کا نتیجہ اب ہمارے سامنے ہے۔ اب بھی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہمارے لشکر کا آدھے سے زیادہ حصہ ضائع ہو چکا ہے لیکن شہری تو محفوظ ہیں۔ اگر ہم نے مسلمانوں کے خلاف جنگ جاری رکھنے کی کوشش کی تو یاد رکھئے گا کہ ہم بھلے شہر پناہ کے دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیں لیکن مسلمان یا تو شہر پناہ کے دروازہ توڑ کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے یا کوئی بھی مناسب لمحہ دیکھ کر رسوں کی سیڑھیوں کے ذریعے وہ فصیل کو پھلانگ کر ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر شہر کے اندر جو جنگ کا نقشہ برپا ہو گا وہ بہت سے لوگوں کے لئے ناپسندیدہ ہو گا۔ اس بناء پر میں ایک بار پھر مشورہ دیتا ہوں کہ ہمیں ایک وفد تیار کرنا چاہئے۔ وہ وفد مسلمانوں کے سالاروں کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے التماس کرے کہ ہم جنگ نہیں صلح چاہتے ہیں اور یہ کہ پُرامن طور پر حمص شہر ان کے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

ان معززین اور رؤسا نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد حمص شہر کے لوگوں نے ایک وفد ترتیب دیا یہ وفد شہر سے نکل کر ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی۔

ان کے ایسا کرنے پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے انہیں امان دے دی اور ساتھ ہی انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

Marfat.com

"اب ہم پر تمہاری حفاظت واجب ہو گئی ہے اور ہم تمہارے شہر میں داخل ہوں گے اور ساتھ ہی تم سے یہ بھی کہتے ہیں کہ شہر کے ہر فرد کو امان ہو گی۔ سب کی جان سب کی عزت اور سب کے حقوق کا احترام کیا جائے گا۔"

ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ پر حمص شہر کے وہ لوگ بڑے خوش ہوئے۔ اس طرح حمص شہر پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

○❖○

Marfat.com

تنگ درّے میں وامس ابوالہول آگ کے الاؤ کے پاس بیٹھا تھا کہ چونک پڑا۔ اس لئے کہ اس کے پہلو میں مریشا اور شوطار سو رہی تھیں کہ اچانک مریشا گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور اپنی ماں میخالہ کے اوپر جھکتے ہوئے اسے زور زور سے پکارنے لگی۔

اس کی پکار پر شوطار بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور وہ بھی مریشا کے پہلو میں چلی گئی تھی۔ اس صورتِ حال نے وامس کو بھی پریشان کر دیا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھا، مریشا کے شانے پر ہاتھ رکھا اور بڑی محبت میں اسے مخاطب کیا۔

''مریشا! کیا ہوا تمہیں؟ تم اچانک اٹھ کر اماں کا احوال کیوں پوچھنے لگ گئی ہو؟''

جواب میں مریشا رونے لگی تھی۔ کہنے لگی۔

''اماں کو کچھ ہو گیا ہے۔ یہ آپ سے آپ بول رہی تھیں۔ اس بناء پر میری آنکھ کھل گئی۔ اماں اب بولتی نہیں ہیں۔''

جلتے الاؤ کی روشنی میں وامس نے دیکھا، میخالہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے میخالہ نے ہاتھ کے اشارے سے وامس کو اپنے قریب بلایا۔ وامس آگے بڑھا اور جس سمت مریشا بیٹھی ہوئی تھی اس کے بالکل مخالف سمت وہ گھٹنوں کے بل میخالہ کے پاس بیٹھ گیا۔ میخالہ نے شاید اپنی پوری طاقت اور قوت کو مجتمع کیا پھر اپنا ہاتھ اس نے بڑی مشکل سے اٹھا کر وامس کے شانے پر رکھا پھر بکھرتی، کپکپاتی ہوئی آواز میں وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''بیٹے! میرا آخری وقت میرے سامنے آ گیا ہے۔ موت زہریلی ہواؤں، سرکتے سرابوں، قاتل گونجوں اور آشفتگی کے سودا کی طرح میرے سامنے رقص کر رہی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ کو رک جانا پڑا۔ مریشا اور شوطار دونوں اس سے لپٹ کر بری طرح رونے لگی تھیں۔ یہاں تک کہ میخالہ کی عجیب سی آواز پھر سنائی دی۔

Marfat.com

"بیٹے! مریشا اور شوطار دونوں ہی میری بیٹیاں ہیں۔ میں دونوں کو تمہارے حوالے کر کے رخصت ہو رہی ہوں۔ میرے بعد انہیں لوگوں کے اندر آگ و خون سے لکھی کہانیوں، جلا وطن امید اور گھر بار کو راکھ کرتے بدگمانیوں کے انگاروں کا شکار نہ ہونے دینا۔ بیٹے! میرے بعد بے تعلقی کے اس گھنے جنگل میں بہت سے لوگ سایوں کو چھیدتی تیز چلچلاتی دھوپ اور سرسراتے سانپوں کی طرح ان پر نزول کی کوشش کریں گے۔ بیٹے! ان دونوں کو اپنی حفاظت اپنی امان میں رکھنا اور انہیں جور و جبر کی چکی تلے پسنے نہ دینا۔

واسں میرے بیٹے! میں جانتی ہوں جس طرح کوئی زیست کی راہوں میں تن کے رُوپ سروپ، الفاظ کی خوشبو اور گلاب رُتوں کو پسند کرتا ہے ایسے ہی تم بھی ان دونوں کو پسند کرتے ہو اور ان سے محبت کرتے ہو۔ میں جانتی ہوں میرے بعد تم ان کا بے حد خیال رکھو گے۔ اس کے باوجود تمہیں نصیحت کر کے میں اپنا فرض ادا کر رہی ہوں۔ یہاں سے کسی محفوظ جگہ جانے کے بعد دونوں سے شادی کر لینا اور تینوں خوشگوار زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنا۔"

یہاں تک کہنے کے بعد میخالہ رکی۔ تھوڑی دیر تک اونچی اونچی سانسیں لیتی رہی پھر کہنے لگی۔

"میرے گھوڑے کی بڑی خرجین کے اندر ایک چھوٹی سی خرجین ہے۔ اس کے اندر اس قدر سرمایہ ہے کہ اگر تم تینوں ساری زندگی کہیں بیٹھ کر کھاتے رہو تو پُرسکون اور طمانیت کی زندگی بسر کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ......"

اس سے زیادہ میخالہ کچھ نہ کہہ سکی۔ اپنا وہ ہاتھ جو اس نے واسں کے شانے پر رکھا ہوا تھا وہ نیچے گر گیا اور وہ دم توڑ گئی۔

مریشا اور شوطار زور زور سے روتے ہوئے میخالہ سے لپٹ گئی تھیں۔ گھٹنوں کے بل میخالہ کے پاس بیٹھا واسں بھی سسک پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مریشا اور شوطار اور زیادہ کٹ کر رہ گئی تھیں۔ بیچاری رو رو کر بدحال ہونے لگی تھیں۔

رات کا باقی ماندہ حصہ کسی نہ کسی طرح کٹ گیا۔ اس دوران واسں نے کسی نہ کسی طرح مریشا اور شوطار کو سنبھال لیا تھا۔ مریشا اور شوطار میخالہ کی لاش کے پاس بیٹھی رہیں۔ واسں اُس کوہستانی سلسلے کے اوپر چڑھ گیا۔ ایک گہری جگہ اس نے اپنے

Marfat.com

کلہاڑے سے قبر نما گڑھا کھودا پھر مریشا اور شوطار کی مدد سے میخالہ کو وہاں دفن کر دیا گیا تھا۔

کچھ دیر تک تینوں سسکتے ہوئے قبر کے پاس بیٹھ کر دعا مانگتے رہے۔ برف باری اب رک چکی تھی تاہم زمین پوری طرح برف کی سفید چادر میں لپٹ چکی تھی۔ پھر تینوں نیچے اترے۔

وامس آگے آگے، شوطار اور مریشا دونوں اس کے پیچھے تھیں۔ نیچے آتے ہی وامس نے تینوں بستر لپیٹے اور انہیں گھوڑوں کی زینوں سے باندھ دیا جبکہ مریشا اور شوطار آگ کے الاؤ کے پاس کھڑی بڑے غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ آگ کا الاؤ بھی اب بجھتا جا رہا تھا تاہم ابھی کافی کٹی ہوئی لکڑیاں اس کے نزدیک پڑی تھیں۔

اس موقع پر کچھ سوچتے ہوئے مریشا اور شوطار آگے بڑھیں پھر مریشا نے پیار بھری آواز میں وامس کو مخاطب کیا۔

''آپ کو بھوک لگی ہو گی۔ کھانا کھا لیں۔''

بستر کو گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھنے کے بعد وامس نے باری باری مریشا اور شوطار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''مجھے بھوک نہیں۔ تم دونوں نے کھانا ہے تو کھا لو۔''

مریشا نے آگے بڑھ کر بڑے پیارے انداز میں وامس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ کو بھوک لگی ہے۔ پہلے کھانا کھائیں۔ ہم دونوں بھی آپ کے ساتھ کھا لیتی ہیں۔'' یہ الفاظ اس نے روتی ہوئی آواز میں ادا کئے تھے۔

وامس بیچارہ بڑا دکھی اور پریشان ہو رہا تھا۔ کہنے لگا۔

''مریشا! مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم دونوں نے کھانا ہے تو میں ایک بستر کھول کر بچھا دیتا ہوں۔ اگر تم دونوں نے کھانا نہیں کھانا تو پھر آؤ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور یہاں سے کوچ کریں۔''

وامس کے اس جواب پر مریشا اور شوطار بیچاری خاموش ہو گئی تھیں۔ پھر حرکت میں آئیں۔ دونوں نے خنجر اور تلوار کی پیٹیاں اپنی کمر سے باندھیں، ڈھالیں اٹھا کر اپنے اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ لی تھیں۔ پھر دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئی

Marfat.com

تھیں اور واس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔
واس نے میخالہ کے گھوڑے کو لگام چڑھانے کے بعد اس کی لگام اپنے گھوڑے کی زین سے باندھ دی پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ مریشا اور شوطار دونوں غمزدہ سے انداز میں اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پھر تینوں اس حالت میں اُس وڑے سے باہر نکل کر روانہ ہوئے۔ آگے آگے واس، پیچھے پیچھے مریشا اور شوطار تھیں۔
اس کے بعد تینوں اپنے گھوڑوں کو برف سے ڈھکی شاہراہ پر دوڑانے لگے تھے۔
ابھی وہ زیادہ دور نہ گئے تھے کہ ایک دم تینوں نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے روک دیا تھا اس لئے کہ سامنے چھ سوار ان کی راہ روکے کھڑے تھے۔
جب ان چھ سواروں نے ان کی راہ روکی تب اپنے گھوڑوں کو بڑی تیزی سے روکتے ہوئے مریشا اور شوطار، واس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ پہلے دونوں شاہراہ پر واس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھیں۔ اب اپنے گھوڑوں کو تھوڑا سا آگے بڑھاتے ہوئے مریشا واس کے دائیں جانب آ گئی تھی، شوطار بائیں جانب۔ ساتھ ہی دونوں بڑی فکرمندی سے واس کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔
اس موقع پر واس نے دھاڑتی آواز میں راہ روکنے والوں کو مخاطب کیا۔
''تم لوگ کون ہو اور کیوں ہماری راہ روک کر کھڑے ہوئے ہو؟''
اس پر راہ روکنے والوں میں سے ایک انتہائی غضبناک آواز میں بول اٹھا۔
''یہاں سے تھوڑا پیچھے تم مارسول اور لوگس کو قتل کر کے آ رہے ہو، ہم سے پوچھتے ہو کہ ہم نے تمہاری راہ کیوں روکی ہے؟ ہم مارسول کے ساتھی ہیں اور تم تینوں کو اب زندہ بچ کر جانے نہ دیں گے۔ اگر کل شام کے وقت ہی ہم مارسول کے ساتھ ہوتے تو تم تینوں کو بھاگنے نہ دیتے لیکن حالات کی بدقسمتی کہ ہم تو آج صبح ان دونوں کی تلاش میں نکلے تو ان کی لاشیں شاہراہ پر برف تلے دبی پڑی تھیں۔ ہم یہ خیال کر رہے تھے کہ تم بھاگ کر بہت دور نکل گئے ہو گے اس لئے ہم نے ایک مختصر سا راستہ اختیار کرتے ہوئے آگے جانا چاہا لیکن جب شاہراہ پر برف باری رک جانے کے بعد تم تینوں کے گھوڑوں کے نشانات ہمیں کہیں نہ ملے تب ہم نے جان لیا کہ تم نے ان کوہستانی سلسلوں کے اندر کہیں پناہ لے رکھی ہے تو ہم پلٹے اور اب تمہاری راہ روک کھڑے ہوئے ہیں۔''
راہ روکنے والا وہ شخص جب خاموش ہوا تب پہلے سے زیادہ غضبناکی کا اظہار

Marfat.com

کرتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''ہماری راہ روک کر کیا تم کوئی طوفان کھڑا کر لو گے؟ ابھی تمہارے لئے موقع ہے، اپنی جانیں بچا کر کہیں بھاگ جاؤ۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وامس ابوالہول رکا تھا پھر پہلے سے بھی زیادہ بھیانک لہجے اور انداز میں وہ کہہ رہا تھا۔

''قبل اس کے کہ میں تمہاری رگ رگ میں خونی داستانیں رقم کرتی کرب و اذیت کی طرح وارد ہو کر تمہاری حالت خستہ و زخم خوردہ کروں، قبل اس کے کہ لہو کی صلیبیں کھڑی کرتے وقت کے بدترین منجدھار کی طرح میں تم پر نزول کروں اور تمہاری حالت سلگتے در و بام جیسی بنا کر رکھوں، قبل اس کے کہ شام و سحر سے الجھتی محرومیوں میں، میں قلزموں کے مد و جزر اور درد کے نصاب کی طرح تم پر ضرب لگاؤں اور تمہاری حالت غموں کے کفن سی بنا کر رکھ دوں یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو یاد رکھنا ان خون اگلتی فضاؤں میں تم سب کے پاس اپنی اندھی اُڑانوں کے پچھتاووں کے علاوہ کچھ نہ رہے گا۔''

اس کے ساتھ اپنے دائیں بائیں کھڑی مریشا اور شوطار کو دھیمے اور رازدارانہ لہجے میں مخاطب کر کے وامس کہنے لگا۔

''میں ان دونوں کے خلاف اپنی کارروائی کی ابتداء کرنے لگا ہوں۔ تم دونوں اپنی ڈھالیں و تلواریں سنبھال لینا۔''

اتنی دیر تک راہ روکنے والوں میں سے ایک بول اٹھا۔

''یہ تو وقت بتائے گا کہ ہم تمہیں ان کوہستانوں اور برف زاروں میں خون میں لت پت کرتے ہیں یا تم ہمیں روند کر آگے نکلتے ہو۔''

وہ ابھی اسی قدر کہنے پایا تھا کہ کوندے کی طرح وامس حرکت میں آیا اور اپنی پیٹی میں سے اس نے اپنا بھاری پھل کا خنجر نکالا۔ تاک کر ایسا مارا کہ اس کا یہ خنجر ان چھ میں سے ایک کے دل کو چیرتا ہوا نکل گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

یہ کارروائی اس قدر پلک جھپکتے میں ہوئی تھی کہ باقی پانچ دنگ رہ گئے تھے۔ وہ ابھی گھوڑے سے گرنے والے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وامس اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا چکا تھا۔ پھر تکبیر بلند کرتے ہوئے ان پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی جھٹکے میں اس نے ان میں سے دو کی گردنیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ اتنی دیر تک شوطار بھی

Marfat.com

اپنا کام شروع کر چکی تھی۔ گھوڑے کو ایڑ لگاتی ہوئی وہ آگے بڑھی تھی اور ان میں سے ایک پر حملہ آور ہو گئی تھی۔ ایک سے وامس الجھ گیا تھا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر جب مریشا پر حملہ آور ہونا چاہا تو اچانک اپنے مد مقابل کا وار اپنی ڈھال پر روکنے کے بعد شوطار نے اسے دھکا دے کر پیچھے کیا پھر اپنی پیٹی سے خنجر نکالا اور جو مریشا کی طرف بڑھا تھا اس کی پیٹھ میں اس نے خنجر دے مارا تھا۔ وہ چیختا ہوا اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر دوہرا ہو گیا تھا۔

اتنی دیر تک وامس اپنے مد مقابل کا خاتمہ کر چکا تھا اور جسے شوطار نے پیچھے ہٹایا تھا شوطار جب خنجر مارنے میں الجھ گئی تھی تو اس نے آگے بڑھ کر شوطار پر حملہ آور ہوا چاہا لیکن پشت کی جانب سے وامس اس پر بھی وارد ہو چکا تھا اور اس نے اس کی بھی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔

اتنی دیر تک مریشا بھی حرکت میں آ چکی تھی جسے شوطار نے خنجر مارا تھا، آگے بڑھ کر اس پر تلوار گرائی اور اس کا بھی خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

مریشا اور شوطار دونوں وامس کے قریب آئیں۔ اس موقع پر ان دونوں کے چہرے پر سکون اور طمانیت تھی۔ پھر شوطار بڑے پیار اور محبت میں وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”وامس! میں اور مریشا سمجھتی ہیں......“

شوطار کو رک جانا پڑا اس لئے کہ اس کی بات کاٹتے ہوئے وامس بول اٹھا تھا۔

”شوطار! میرا شکریہ ادا کرنا نہ ہی میری تعریف کرنا۔ ہم تینوں کے درمیان جو رشتہ ہے کیا وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ میں اگر تم دونوں کی حفاظت کے لئے کچھ کروں تو تم دونوں میرا شکریہ ادا کرو۔“

یہاں تک کہنے کے بعد وامس رکا، لمحہ بھر کے لئے باری باری محبت بھرے انداز میں ان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

”میرے خیال میں ہمیں زیادہ دیر رک کر یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مارسمول کے یہ آدمی جنہوں نے ہماری راہ روکی ہے یہ نہ جانے کہاں سے نکل آئے ہیں اور اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ہو سکتا ہے مارسمول اپنے اور بھی ساتھی لے کر آیا ہو اور وہ کسی بھی موقع پر غفلت کی حالت میں ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا ہمیں فی الفور یہاں سے کوچ کر جانا چاہئے۔“

Marfat.com

اس موقع پر شوطار نے وامس کو مخاطب کیا۔
''مرنے والوں کے گھوڑوں کا کیا کریں؟''
اس بار وامس سے پہلے مریشا بول اٹھی اور شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''شوطار! میری بہن تم لعنت بھیجو ان گھوڑوں پر۔ ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ اماں کا گھوڑا ہم نے اس لئے ساتھ لے لیا ہے کہ یہ اماں کی نشانی کے طور پر ہمارے ساتھ رہے گا۔''
یہاں تک کہنے کے بعد مریشا رکی، پھر دوبارہ شوطار کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''شوطار! وامس نے تو ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا ہے لیکن میں تمہارا تو شکریہ ادا کر سکتی ہوں کہ تم نے......''
شوطار نے بھی مریشا کی بات کاٹ دی اور کہنے لگی۔
''میری بہن! اب تم یہ کہنا پسند کرو گی کہ تم میری شکر گزار ہو کہ میں نے اس شخص کی پیٹھ میں خنجر دے مارا جو تمہاری طرف بڑھا تھا۔ پہلے یہ دیکھو کہ میرے اور تمہارے درمیان رشتہ کیا ہے؟ تم میری بہن ہو اور کوئی اجنبی میری بہن پر حملہ آور ہو تو میں تو نہیں برداشت کر سکتی۔ میں تو خود زخم کھا لوں گی تمہیں مجروح نہ ہونے دوں گی۔''

شوطار کے ان الفاظ پر مریشا ایسی خوش ہوئی کہ اپنے گھوڑے کو اس نے آگے بڑھایا اور گھوڑے پر ہی بیٹھے بیٹھے شوطار کو اس نے اپنے ساتھ لپٹا لیا۔ کئی بار اس کی پیشانی اور گال چومے۔ ان دونوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے ان کے سامنے کھڑا وامس مسکرا رہا تھا۔

وامس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے مریشا اور شوطار بھی اپنے غم کو بھول کر مسکرانے لگی تھیں۔ پھر مریشا نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا۔ اس کے ساتھ ہی شوطار بھی آگے بڑھی۔ مریشا وامس کے قریب آئی۔ زین کے ہتے پر وامس کے رکھے ہاتھ پر مریشا نے بڑے پیارے انداز میں اپنا ہاتھ رکھا پھر انتہائی میٹھی آواز میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔
''آپ کو بھوک لگی ہو گی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ پہلے کھانا کھا لیں، پھر سفر شروع کرتے ہیں۔''
اس موقع پر وامس نے باری باری شوطار اور مریشا کی طرف دیکھا، پھر ہمدردی

Marfat.com

میں ڈوبی آواز میں دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”تم دونوں جھوٹ نہ بولنا۔ پہلے یہ کہو کہ کیا تم دونوں کا کھانے کو دل چاہ رہا ہے؟“

اس موقع پر شوطار نے عجیب سے انداز میں مریشا کی طرف دیکھا پھر مریشا نے جب نفی میں گردن ہلا دی تب واسں کہنے لگا۔
”دیکھو! حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میرا بھی کھانے کو دل نہیں کر رہا۔ جب جی چاہے گا تو راستے میں کھا لیں گے۔ اب آؤ اپنے سفر پر روانہ ہوں۔ میں تمہیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔“
واسں کی اس تجویز سے مریشا اور شوطار دونوں نے اتفاق کیا اور پھر تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور انہیں وہ برف سے ڈھکی شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

Marfat.com

حمص کو فتح کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکر کے ساتھ جابیہ کے مقام پر قیام کیا ہوا تھا کہ وہاں ان کی خدمت میں ان کا ایک مخبر حاضر ہوا اور اس نے یہ اطلاع دی کہ رومنوں کا بادشاہ ہرکولیس مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے لگ بھگ نو دس لاکھ کا ایک لشکر تیار کر چکا ہے۔ اس لشکر کا سالار اس نے اپنے ایک بہترین ساتھی باہان کو بنایا ہے اور اب یہ لشکر کسی بھی وقت مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔

یہ خبر ملنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے سارے لشکر کو جمع کیا۔ مخبر جو خبر لے کر آیا تھا اس سے سب کو آگاہ کیا پھر آپ اپنے سالاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''میرے عزیز ساتھیو! جس خدا نے تمہیں کفار کے مقابلے میں ہر جگہ کامیاب اور فوزمند رکھا وہی اس نئے لشکر پر بھی تمہیں فتح دے گا اور جس کے ساتھ تائید الٰہی ہو وہ عاجز اور مغلوب نہیں ہوتا اور جس کے ساتھ خدائی امداد نہ ہو اس کی کثرت بے کار ہو جاتی ہے۔''

اس کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے سارے بڑے بڑے سالاروں اور لشکر کے سرکردہ افراد سے دشمن کے اُس دس لاکھ کے لشکر سے نمٹنے سے متعلق مشورہ طلب کیا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح کے ان الفاظ کے جواب میں سب سے پہلے قیسؓ بن ہیرہ بولے اور اپنی رائے دیتے ہوئے کہنے لگے۔

''ہمیں یہاں اس جگہ دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دینی چاہئے۔''

قیسؓ بن ہیرہ کی اس رائے سے بہت سے افراد نے اتفاق کیا تھا لیکن اس موقع پر خالدؓ بن لید خاموش رہے۔ انہیں خاموش دیکھ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے غور سے ان کی طرف دیکھا پھر انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

Marfat.com

''ابو سلیمانؓ! اس معاملے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''
ابو عبیدہؓ بن جراح کے پوچھنے پر خالدؓ بن ولید بول اٹھے۔
''میں نے قیسؓ بن ہیرہ کا مشورہ سنا ہے لیکن میری رائے ان سے مختلف ہے۔''
ابو عبیدہؓ بن جراح نے پھر بڑے غور سے ان کی طرف دیکھا اور کہنے لگے۔
''آپ اپنی رائے ظاہر کریں۔ اگر آپ کی رائے مسلمانوں کے لئے مفید ہو گی تو میں اسی کو اختیار کر لوں گا۔''
اس پر خالدؓ بن ولید سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔
''آپ لشکر کو یہاں ٹھہرانے کی بجائے کسی کھلے میدان میں کفار کا مقابلہ کرنے کے لئے لے چلئے۔ کیونکہ جس جگہ اس وقت ہم نے اپنے لشکر کا پڑاؤ کر رکھا ہے یہ جگہ جنگ کے لئے بہت تنگ ہے۔ اس کے علاوہ یہاں سے رومنوں کے دو بڑے شہر انتہا درجہ کے قریب ہیں۔ ان میں پہلا قیساریہ، دوسرا بیت المقدس ہیں۔ اگر ہم جہاں ہیں یہیں اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو یاد رکھئے گا قیساریہ اور بیت المقدس میں اس وقت رومنوں کے بڑے بڑے لشکر موجود ہیں لہٰذا دس لاکھ کے لشکر کے علاوہ قیساریہ اور بیت المقدس کے رومن لشکر بھی ہم پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم یہاں جنگ کی ابتداء کرتے ہیں تو قیساریہ اور بیت المقدس دونوں شہر ہماری پشت کی جانب رہیں گے۔ لہٰذا ان دونوں شہروں سے نکلنے والے رومنوں کے لشکر ہماری پشت پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ لہٰذا ایسی صورت میں اگر ہمیں اپنے سامنے دس لاکھ رومنوں سے نمٹنا پڑے گا تو اتنی ہی تعداد پشت کی طرف سے بھی نمودار ہو کر ہمارے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔''
خالدؓ بن ولید رکے پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔
''ان خدشات کے پیش نظر میری رائے یہ ہے کہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے یرموک کے میدان میں صف آرا ہوں۔''
خالدؓ بن ولید کا یہ مشورہ سارے سالاروں اور لشکریوں نے بھی پسند کیا تھا۔ اس موقع پر سب سے پہلے ابو سفیان اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے۔ کہنے لگے۔
''اے امیر! خالدؓ بن ولید کی رائے پر عمل کیا جائے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ لشکر کا ایک حصہ خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں دے کر انہیں رقاد کی طرف روانہ کیا جائے۔ یہ مقام اُردن اور یرموک کے درمیانی حصے میں ہے۔ اُردن ہی کی طرف سے

Marfat.com

دشمن کے لشکر نے آنا ہے لہٰذا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ خالدؓ بن ولید رومنوں اور اپنے لشکر کے درمیان حائل ہو جائیں گے تو ہمارے لشکر کو با آسانی یرموک کے میدانوں میں اپنا پڑاؤ قائم کرنے کا موقع مل جائے گا۔“

ابو سفیانؓ کی اس تجویز سے بھی سب نے اتفاق کیا تھا لہٰذا لشکر کا ایک حصہ خالدؓ بن ولید کی کمانداری میں دیا گیا اور وہ رقاد کی طرف روانہ ہو گئے جبکہ لشکر کے باقی حصے کے ساتھ ابو عبیدہؓ بن جراح نے یرموک کے میدان کا رخ کیا تھا۔

خالدؓ بن ولید جب اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پہلے سے طے شدہ مقام کی طرف گئے تو آپ نے دیکھا کہ سامنے کی طرف سے رومنوں کا ایک بہت بڑا لشکر آ رہا تھا۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکریوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارے غلبہ کی نشانی یہ ہے کہ اس لشکر پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر دو۔“

دوسری طرف رومنوں نے بھی مسلمانوں کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا وہ بھی بڑی تیزی سے بڑھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ گزرے دنوں کی خونی داستانوں میں موت کی کڑی مسافتوں، قربتوں کے نصاب کو فرقتوں کے کہرام میں تبدیل کرتے سلگتے دہکتے بگولوں کی طرح خالدؓ بن ولید کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے تھے۔

جوابی کارروائی کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید اور آپ کے لشکریوں نے سب سے پہلے وحشت بھرے ٹھہرے وقت، بوجھل ہواؤں کے سلسلوں اور کرب کی چپ میں الہام کی صورت اترتی صداؤں کی طرح زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ اس کے بعد خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ رومنوں پر ویران و بے شجر دشت سے اٹھتی کھولتی آتشیں آندھیوں، سمندر کے طلاطم کی طرح اٹھتے تھکا مارنے والے شدائد اور روز و شب کے نگار خانے میں وقت کے بے روک عنا گیروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مسلمانوں کے شروع ہی کے حملے ایسے زوردار اور جان لیوا تھے کہ انہوں نے رومنوں کے لشکر کی صفیں الٹ کر رکھ دیں اور ان کا قتل عام شروع کر دیا تھا۔ وقت کی آنکھ نے دیکھا لمحوں کے اندر خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کے حملوں سے رومنوں کی حالت زندگی کے دشوار لمحوں میں ٹوٹتی بکھرتی صداؤں اور بے ثمر اور بے برگ کر دینے والی خزاں کی ملول سرسراہٹوں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

رومن گو تعداد میں بہت زیادہ تھے اس کے باوجود وہ خالدؓ بن ولید اور آپ کے

Marfat.com

ساتھیوں کے حملوں کی سختی کو برداشت نہ کر سکے اور پھر انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ مسلمانوں نے ان پر زوردار حملے کرتے ہوئے ان کے لشکر کی آدھی تعداد کو ویسے ہی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ جو باقی بچے تھے وہ خوف زدہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ خالدؓ بن ولید کے کہنے پر جب آپ کے لشکریوں نے اپنے حملوں میں اور زیادہ شدت پیدا کی تو رومن شکست اٹھا کر میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

خالدؓ بن ولید نے پوری شدت اور پوری طاقت کے ساتھ بھاگتے رومنوں کا مقابلہ کیا اور انہیں دریائے اُردن تک رگیدتے چلے گئے تھے۔ دریائے اُردن کے کنارے جا کر رومن جھجکے۔ اسی ہچکچاہٹ میں ان میں سے بہت سے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ اس لئے کہ خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے ہی پیچھے تعاقب کرتے ہوئے دریائے اُردن تک پہنچ گئے تھے۔

رومنوں نے جب دیکھا کہ دریائے اُردن کے کنارے ان کا توقتلِ عام شروع ہو چکا ہے اور اگر یہی صورت حال رہی تو ان میں سے کوئی بھی اپنی جان بچا کر بھاگ نہ سکے گا، لہٰذا وہ دریائے اُردن میں کودنا شروع ہو گئے۔ اس طرح کودنے والوں میں بھی اکثر دریا کی تند لہروں کا شکار ہو کر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ بہت کم رومنوں کو دریائے اُردن کے اس پار جانا نصیب ہوا تھا۔

❖

انطاکیہ شہر میں ایک روز رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس اور اس کا بیٹا قسطنطین اور دونوں بیٹیاں کیتھرائن اور زوزان اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ اس موقع پر ہرکولیس کے غلام بالیس نے ایک مخبر کو ان کے سامنے پیش کیا۔

اُس مخبر کی طرف دیکھتے ہوئے ہرکولیس نے کسی قدر تشویش ناک انداز میں پوچھا۔

''تم ہمارے لئے کوئی اچھی خبر لائے ہو یا بری؟''

جواب میں اُس مخبر نے دریائے اُردن کے قریب لڑی جانے والی جنگ کی تفصیل بتائی اور انکشاف کیا کہ مسلمانوں کے سالار خالدؓ بن ولید نے رومنوں کے ایک خاصے بڑے لشکر کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا ہے اور جو بھاگے ان میں سے اکثریت دریائے اُردن میں ڈوب گئی ہے۔

یہاں تک کہنے کے بعد وہ مخبر جب خاموش ہوا تب ہرکولیس اسے مخاطب کر کے

Marfat.com

کہنے لگا۔

''ہمارے لشکر کا اس قدر نقصان کیوں ہوا؟ اور باہان اس وقت کہاں ہے؟ اس کے پاس دس لاکھ کا لشکر ہے۔ کیا وہ دس لاکھ کے لشکر کے ساتھ ان مسلمانوں کو اپنے سامنے زیر نہیں کر سکتا جن کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ ہے؟''

ہرکولیس جب خاموش ہوا تب وہ مخبر سہمے سہمے سے انداز میں کہنے لگا۔

''اگر آپ برا نہ مانیں تو اس موقع پر میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ باہان جو ہمارے دس لاکھ کے لشکر کا سالارِ اعلیٰ ہے اس کے آگے بڑھنے کی رفتار بہت کم ہے۔ مسلمان حمص سے چل کر یرموک کے میدانوں میں پہنچ چکے ہیں اور وہ ابھی تک دریائے اُردن کو پار کر کے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اسی سست رفتاری کی وجہ سے اس نے اپنے آگے آگے جو ایک لشکر حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کیا تھا اسے مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔''

اس مخبر کے اس انکشاف پر ہرکولیس کے چہرے پر خفگی اور غصہ کے آثار نمودار ہوئے۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر پہلو میں بیٹھے اپنے بیٹے قسطنطین کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''قسطنطین! ابھی اسی وقت تیز رفتار قاصد باہان کی طرف بھجواؤ اور اسے سختی کے ساتھ احکام جاری کرو کہ وہ اپنے آگے بڑھنے کی رفتار تیز کر دے اور یہ کہ فی الفور مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر کے رکھ دے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا، دوبارہ اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''بیٹے! باہان کو یہ بھی پیغام بھجواؤ کہ اس کے پاس دس لاکھ کا لشکر ہے۔ کیا وہ دس لاکھ کے لشکر کے ساتھ بھی تیس ہزار مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو بے بس اور خوفزدہ محسوس کرتا ہے؟ اسے سختی کے ساتھ پیغام بھجواؤ کہ آگے بڑھنے کی اپنی رفتار تیز کر دے۔''

ہرکولیس کے یہ الفاظ سن کر قسطنطین وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا تاکہ جو احکامات اس کے باپ نے جاری کئے تھے ان پر عمل کیا جا سکے۔

اتنی دیر تک بائیں جانب بیٹھی زوزان کی نظر ذرا فاصلے پر ایک شخص پر پڑی جو اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر زوزان کی آنکھوں میں چمک پیدا

Marfat.com

ہوئی۔ فوراً اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے باپ اور بڑی بہن کیتھرائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''میں ابھی تھوڑی دیر تک آتی ہوں۔''

اس کے ساتھ ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ تقریباً بھاگتی ہوئی اُس گھڑسوار کی طرف گئی اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''تم مارسمول اور لوگس کے ساتھیوں میں شامل تھے۔ بتاؤ کیا بنا؟ کیا مارسمول اور لوگس دونوں نے میخالہ، مریشا اور شوطار کو گرفتار کر لیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ تینوں اس وقت کہاں ہیں؟ مارسمول اور لوگس اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس وقت کس جگہ ہیں؟''

زوزان کے ان سوالات پر وہ شخص پریشان ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

''مارسمول اور لوگس کی بدقسمتی کہ وہ ان تینوں کو گرفتار نہیں کر سکے۔'' اس کے بعد اس شخص نے مارسمول، لوگس اور دیگر ساتھیوں کے مارے جانے اور مریشا و شوطار کے وامس کے ساتھ چلے جانے کی تفصیل کہہ دی تھی۔ یہاں تک کہنے کے بعد جب وہ رکا تب بے پناہ غصے اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے زوزان کہنے لگی۔

''یہ مارسمول اور لوگس اتنے ساتھیوں کے ساتھ اس قدر بے بس اور لاچار ہو گئے تھے کہ اکیلے وامس نے ان کا کام تمام کر کے رکھ دیا۔''

جواب میں آنے والا وہ شخص کہنے لگا۔

''میں مارسمول اور لوگس کے ساتھ سرائے میں قیام کئے ہوئے تھا۔ ہمیں جب خبر ہوئی کہ مریشا، اس کی ماں اور شوطار نے جن کے ہاں قیام کیا ہوا ہے وہاں سے وہ نکلی ہیں تو مارسمول اور لوگس اکیلے انہیں پکڑنے کے لئے نکلے۔ اس وقت برف باری تیزی سے جاری تھی۔ ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو کچھ نہیں پتہ تھا کہ ان پر کیا بیتی؟ جب وہ رات بھر نہ آئے تب ہم بڑے پریشان ہوئے۔ جب ان کی تلاش کے لئے نکلے تو ادھر آنے والی شاہراہ پر مارسمول اور لوگس کی لاشیں برف میں دبی پڑی تھیں۔ ان کے گھوڑے بھی اِدھر اُدھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ ہم نے انہیں پکڑا۔ ہمارے سارے ساتھی میخالہ و مریشا اور شوطار کو تلاش کرنے لگے۔ کچھ ساتھی کوہستانی سلسلوں کے اندر انہیں تلاش کرتے رہے، کچھ شاہراہ پر آگے آ گئے۔ چھ آدمیوں نے ان کی راہ روکی لیکن وامس نے ان کا کام بھی تمام کر دیا اور شوطار اور مریشا کو لے کر چلا گیا۔ اس واقعہ کا علم

Marfat.com

ہمارے ایک ساتھی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جو اس وقت کوہستانی سلسلے کے اندر ان تینوں کو تلاش کر رہا تھا۔ اس کی نگاہ میں وامس، شوطار اور مریشا پر اس وقت پڑی جب راہ روکنے والے ہمارے چھ کے چھ ساتھیوں کو ختم کر کے آگے بڑھنے لگا تھا۔ لہٰذا وہ ہمارا ساتھی بھی لوٹ آیا اور پوری تفصیل سے ہمیں آگاہ کیا۔''

یہ سب کچھ جاننے کے بعد زوزان پریشان اور فکرمند ہو گئی تھی۔ پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''اب تم جاؤ۔'' اس کے ساتھ ہی وہ پلٹی اور جا کر اپنی بہن کیتھرائن کے پہلو میں بیٹھ گئی تھی۔ اس کا چہرہ چونکہ اُداس اور افسردہ تھا اس موقع پر ہرکولیس اور کیتھرائن دونوں کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتے رہے پھر ہرکولیس نے پوچھا۔

''زوزان، میری بیٹی! کیا بات ہے؟ وہ گھڑ سوار جو کھڑا تھا اس سے گفتگو کرنے کے بعد تم کچھ پریشان دکھائی دیتی ہو۔''

جواب میں زوزان دکھ بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

''میں نے مارسمول اور لوگس کو مریشا، شوطار اور میخالہ کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ یہ سوار بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس نے آ کر اطلاع دی ہے کہ مارسمول، لوگس اور ان کے سارے ساتھی مارے جا چکے ہیں۔ وامس نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وامس مریشا، شوطار اور میخالہ کی مدد کے لئے پہنچ گیا تھا۔ اس بناء پر ان تینوں کو گرفتار نہ کیا جا سکا۔''

زوزان سے یہ تفصیل جاننے کے بعد ہرکولیس تاسف بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''یہ وامس ابوالہول کمال کا تیغ زن، انتہا درجہ کا طاقتور اور جرأت مند انسان تھا۔ پر ہم نے اس کی صحیح قدر دانی نہ کی۔ اس بناء پر وہ ہمارے پاس سے چلا گیا۔ لیکن یہ اس کی ایمانداری اور اس کی وفاداری ہے کہ آخری دم تک اس نے مریشا اور شوطار کے پاسبان کی حیثیت سے کام کیا اور ان کی حفاظت کی خاطر اس نے مارسمول اور لوگس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور اب وہ انہیں لے کر کسی بھی محفوظ مقام کی طرف چلا گیا ہوگا۔''

ہرکولیس جب خاموش ہوا تب اس بار کیتھرائن گہری سوچوں میں الجھتے ہوئے بول اٹھی۔

''بابا! اس موقع پر میرے ذہن میں ایک اور خیال بھی آتا ہے۔ ہو سکتا ہے

Marfat.com

میری وہ سوچ غلط ہو لیکن......"
ہرکولیس کی بجائے اس بار زوزان بول اٹھی۔
"میری بہن! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"
کیتھرائن نے کچھ سوچا پھر وہ کہہ رہی تھی۔
"جس وقت میں اور میرا شوہر توما ہربیس کے لئے مریشا کا رشتہ مانگنے گئے تھے تو مریشا نے کسی سوچ، کسی تفکر اور کسی توقف کے بغیر فوراً انکار کر دیا تھا۔ اس وقت بھی مجھے عجیب سا لگا تھا کہ اس نے ہماری پیشکش پر ذرا بھی غور نہ کیا اور فوراً انکار کر دیا۔ اب بات کچھ کچھ میری سمجھ میں آتی ہے اور میرا اندازہ یہ ہے کہ مریشا وامس کو پسند کرنے لگی تھی اور اُسے اپنی زندگی کا محور اور مرکز بنا چکی تھی۔"
کیتھرائن جب خاموش ہوئی تب غصہ کا اظہار کرتے ہوئے زوزان کہنے لگی۔
"اگر اس نے یہ سوچا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے تو میں سمجھتی ہوں دنیا بھر کی سب سے احمق ترین لڑکی ہے۔ ہربیس جیسے نامور سالار کو چھوڑ کر اس نے وامس جیسے ایک غلام کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیا یہ اس کی نیچ اور گھٹیا سوچوں کی نشاندہی نہیں ہے؟"
جب تک زوزان بولتی رہی، کیتھرائن مسکراتی رہی پھر کہنے لگی۔
"گھٹیا سوچوں کی غمازی نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں اس کا فیصلہ درست تھا۔ وامس اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کا محافظ تھا اور پھر وامس کی شخصیت بھی دیکھو۔ قد کاٹھ کے لحاظ سے، شکل وصورت کے لحاظ سے وہ کئی سے اچھا ہے۔ اس کے علاوہ طاقت وقوت اور تیغ زنی میں اس نے جس جناعی اور ہنر مندی کا مظاہرہ کیا تھا اس نے بھی میرے خیال میں مریشا کا دل جیت لیا تھا اور میں تو اب یہاں تک کہتی ہوں کہ مریشا کے ساتھ ساتھ شوطار بھی اس سے محبت کرتی ہے اور دونوں ہی اسے اپنی زندگی کا ساتھی بنا لیں گی۔ مریشا کا یہ فیصلہ غلط نہیں ہے۔ اگر وہ ہربیس کے لئے ہاں کر دیتی تو اسے کیا ملتا۔ ہربیس اور توما تو مسلمانوں کے سالاروں کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکے۔ انہیں مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر ایسی عبرت ناک شکست دے کر مار بھگایا جس طرح سیلاب کا کوئی سخت اور بے روک ریلا خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتا ہے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد کیتھرائن رکی، ایک سرسری سی نگاہ اپنے پہلو میں بیٹھی

Marfat.com

زوزان پر ڈالی پھر اپنے باپ کی طرف دیکھنے کے بعد کہنے لگی۔
''اس موقع پر میں تو یہ تک کہنا پسند کروں گی کہ توما کی موت کے بعد اگر وامس یہاں ہوتا اور وہ میری ذات میں دلچسپی کا اظہار کرتا تو میں اس سے شادی کر لیتی۔ اسے اپنی زندگی کا ساتھی بناتی اور عمر بھر اس کی ذات پر فخر کرتی۔''
کیتھرائن کے ان الفاظ پر زوزان عجیب سے انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ اس کے دیکھنے کے انداز میں تعجب اور حیرت تھی۔ اس موقع پر خود ہرکولیس بھی اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر تبسم تھا۔ پھر زوزان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
''زوزان! تم جس انداز میں کیتھرائن کی طرف دیکھ رہی ہو اس کا میں اندازہ لگا چکا ہوں۔ بیٹی! کیتھرائن نے غلط نہیں کہا۔ اس وامس ابوالہول جیسے جوان بہت کم ملتے ہیں۔ یہ ہماری کوتاہی اور ہماری غلطی ہے کہ ہم نے اس کی قدر دانی نہ کی۔ میرے خیال میں اگر ہم اس کی صحیح قدر کرتے تو وہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرتا۔ مجھے پہلے تو علم نہیں تھا، اس کے جانے کے بعد میرے کچھ مخبروں نے سرسری طور پر میرے کان میں یہ بات ڈالی تھی کہ کئی مواقع پر مارسول نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میرا دل کہتا ہے کہ مارسول اگر اسے قتل کرنے کی کوشش کرتا تو مارسول خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاتا اور بعد میں یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مریشا اور شوطار کی حفاظت کرتے ہوئے وامس نے مارسول ہی نہیں لوگس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔''
یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رُکا، پھر کیتھرائن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''بیٹی! توما تو اب مارا جا چکا ہے۔ میں تم سے یہی کہوں گا کہ تم دوسری شادی کے لئے کسی اچھے نوجوان کا انتخاب کر لو۔ اس سلسلے میں، میں زوزان سے متعلق بھی فکر مند ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بہنوں کی شادی ایک ساتھ کر دی جائے۔''
ہرکولیس کے ان الفاظ پر کیتھرائن اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔
''بابا! اب میں جاتی ہوں۔ میں تھکی ہوئی ہوں۔ جا کر آرام کرتی ہوں۔''
کیتھرائن کے ساتھ زوزان بھی کھڑی ہو گئی تھی۔ پھر دونوں بہنیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔

❖

ہرکولیس کے بیٹے قسطنطین نے اپنے باپ کے کہنے پر ایک خط دے کر تیز رفتار

Marfat.com

قاصد کے ذریعہ دس لاکھ کے لشکر کے سالارِ اعلیٰ باہان کی طرف روانہ کیا تھا۔ اس خط میں باہان کو تاکید کی گئی تھی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے آگے بڑھنے کی رفتار تیز کر دے۔ یہ پیغام ملنے کے بعد مجبوراً باہان نے اپنی رفتار تیز کی۔ جن جن قصبوں، جن جن شہروں سے وہ گزر رہا تھا وہاں سے لوگوں کو جبراً اپنے لشکر میں شامل کرتا چلا گیا تھا۔ اس طرح اس نے اپنے لشکر کی تعداد اور بڑھا لی تھی۔

باہان کو جب خبر ہوئی کہ مسلمانوں نے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے یرموک کے مقام پر قیام کیا ہوا ہے تو وہ دیر الجبل کے مقام پر جا کر رک گیا۔ اب خالدؓ بن ولید اپنی دریائے اُردن کی مہم سے فارغ ہونے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح سے جا ملے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کا متحدہ لشکر یرموک کے میدان میں باہان کا منتظر تھا اور اس لشکر کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔

اب باہان نے اپنے لشکر کے ساتھ دیر الجبل میں پڑاؤ کر لیا تھا اور یہ مقام رقاد اور جولان کے قریب واقع تھا۔ اس طرح باہان نے اپنے اور مسلمانوں کے لشکر کے درمیان لگ بھگ تین فرسخ یعنی نو میل کا فاصلہ رکھا تھا اور باہان کا لشکر اب تعداد میں اس قدر زیادہ ہو چکا تھا کہ رومنوں کا یہ لشکر 18 میل کے علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ اس لشکر میں غسانی قبائل کا سردار جبلہ بھی 60 ہزار غیر مسلم عربوں کے ساتھ شامل تھا۔

جس وقت باہان اپنے اتنے بڑے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گیا، ہرکولیس کی طرف سے ایک اور قاصد اس کے پاس آیا۔ اس قاصد نے باہان کو ہرکولیس کا یہ پیغام دیا کہ پہلے مسلمانوں سے صلح کی کوشش کرو اور اپنی طرف سے یہ شرائط پیش کرو کہ مسلمان اس تمام علاقے کے مالک ہوں گے جو وہ اب تک فتح کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں رومنوں کی طرف سے ایک معقول رقم بھی دی جائے گی۔

باہان کو جب اپنے شہنشاہ ہرکولیس کا یہ پیغام ملا۔ تب اس پر عمل کرنے کے لئے اُس نے ایک شخص جرجیر کا انتخاب کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف جائے اور ان کے سالار سے صلح کی گفتگو کرے۔ جرجیر کے ساتھ باہان نے ایک ہزار مسلح رومنوں کو بھی روانہ کیا تھا۔

جرجیر جب اپنے ایک ہزار مسلح جوانوں کے ساتھ مسلمانوں کے پڑاؤ میں پہنچا اور اسے ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا گیا تب ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس سے سوال کیا۔

Marfat.com

"تو کیا کہنا چاہتا ہے؟"

جرجیر نے ابو عبیدہؓ بن جراح کی سادگی کی طرف بڑے غور سے دیکھا پھر کہنے لگا۔"آپ جانتے ہیں ہمارا لشکر بہت بڑا ہے۔ اس کے مقابلے میں آپ لوگوں کا لشکر نہ ہونے کے برابر ہے اور میں پہلے سے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ آپ لوگ کسی بھی طرح ہمارے اس قدر بڑے لشکر کی تاب نہ لا سکو گے۔ لہٰذا اس موقع پر میں اپنے شہنشاہ کا یہ پیغام تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں کہ مختلف جنگوں کے دوران اب تک جو کچھ آپ لوگ لے چکے ہیں یا جن علاقوں پر آپ لوگوں نے اب تک قبضہ کر لیا ہے رومن اُن سارے علاقوں پر آپ لوگوں کو قبضہ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ آپ اپنے لشکر کو لے کر یہیں سے واپس ہو جاؤ اور اگر آپ لوگ ایسا نہیں کرو گے تو یقیناً آپ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔"

جرجیر جب خاموش ہوا تب اُسے مخاطب کر کے ابو عبیدہؓ بن جراح کہنے لگے۔

"جہاں تک تعداد میں تمہارے لشکر کے زیادہ ہونے کا تعلق ہے تو یاد رکھنا ہم تمہارے لشکریوں کو قطعی کوئی اہمیت نہیں دیتے اور نہ ہی ان کی پرواہ کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہم ہی تمہارے ملک اور تمہارے خزانوں کے مالک ہو جائیں گے اور تم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ اس سے پہلے ہم نے بہت سے رومن لشکریوں کا قلع قمع کر دیا۔ اب اگر تم بہت بڑا لشکر لے کر آئے ہو تو پھر دیکھنا جس دن جنگ ہوگی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سی جماعت زیادہ طاقتور اور دلاور ہے۔"

ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس گفتگو سے جرجیر نے اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمان رومنوں کے اس قدر بڑے لشکر سے دبنے والے نہیں ہیں۔ وہ یہ بھی جان گیا تھا کہ دھمکی اور دھونس کی بناء پر مسلمان ہرگز واپس جانے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ لہٰذا اس نے مزید گفتگو کرنا نہ چاہی، واپس اپنے لشکر میں چلا گیا اور جو گفتگو ابو عبیدہؓ بن جراح کے ساتھ ہوئی تھی وہ اس نے جا کر تفصیل کے ساتھ باہان سے کہہ دی تھی۔

یہ ساری گفتگو سن کر باہان بڑا فکر مند ہوا۔ دراصل وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے چونکہ مسلمانوں نے اَن گنت مقامات پر رومنوں کو بدترین شکست دے کر ان سے شہر و قلعے اور قصبے چھین لئے تھے لہٰذا باہان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ مسلمان اسے بھی شکست دے کر یا تو قتل کر دیں گے یا میدانِ جنگ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیں گے۔

Marfat.com

اب باہان یہ خیال کر رہا تھا کہ اگر تو مسلمانوں کے ہاتھوں مجھے شکست ہوتی ہے اور میں میدان چھوڑ کر بھاگتا ہوں تو ہرکولیس کی نگاہوں میں میری عزت خاک کے برابر نہ رہے گی اور اگر میں بھاگ نہ سکا تو موت کے گھاٹ اتار دیا جاؤں گا اور باہان ایسا بھی نہیں چاہتا تھا۔

جنگ سے بچنے اور اپنی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے باہان نے ایک اور طریقہ استعمال کیا۔ اس موقع پر اس کے پاس جو اس کے سالار بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک کو مخاطب کر کے وہ کہنے لگا۔

''ذرا غسانی سردار جبلہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ۔''

اس پر وہ سالار اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لوٹا۔ اس کے ساتھ جبلہ بھی تھا۔ ہاتھ کے اشارے سے باہان نے جبلہ کو اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا۔ جبلہ جب بیٹھ گیا تب جرجیر کی ملاقات کی تفصیل باہان نے اسے کہی۔ اس کے بعد جبلہ کو مخاطب کر کے باہان کہنے لگا۔

''جبلہ! یہ عرب تمہارے بھائی ہیں اور تم جانتے ہو کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اس لئے تم ان کے پاس جاؤ اور کسی طرح انہیں ڈرا دھمکا کر اور مرعوب کر کے لڑائی سے باز رکھنے کی کوشش کرو۔ انہیں کچھ ایسی ترغیب دو کہ جنگ کئے بغیر وہ واپس جانے پر آمادہ ہو جائیں۔''

باہان جب خاموش ہوا تب جبلہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''مجھے امید ہے کہ میں مسلمانوں کے لشکر کو واپس جانے پر آمادہ کرلوں گا۔ اس لئے کہ غسانی قبائل سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہیں جو اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ان میں ایک شخص عبادہؓ بن صامت ہے۔ میں اسی سے گفتگو کرتا ہوں۔ اس سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے سالارِ اعلیٰ کو ترغیب دے کہ وہ لشکر کو لے کر واپس چلا جائے اور جو علاقے وہ اب تک فتح کر چکے ہیں وہ ان کی ملکیت خیال کئے جائیں گے۔''

جبلہ کی اس گفتگو سے باہان خوش ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس نے جبلہ کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ کیا۔ جبلہ ایک وفد کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا اور گفتگو کے لئے اس نے اسلامی لشکر سے اپنے قبیلے کے آدمی عبادہؓ بن صامت سے گفتگو کرنے کی التماس کی۔

Marfat.com

عبادہ بن صامت جب جبلہ کے سامنے آئے تو آپ نے اسے مخاطب کر کے پوچھا۔

''تُو کیا کہنا چاہتا ہے؟''

عبادہ بن صامت کے استفسار پر جبلہ کہنے لگا۔

''تمہارا تعلق میرے قبیلے سے ہے اس لحاظ سے تم میرے یگانے ہو اور باعث قرابت کی وجہ سے میں تمہیں رومن لشکر کی کثرت سے متنبہ کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے سالار کو اس بات پر آمادہ کرو کہ اس بار مقابلے کے دوران تم لوگ کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ رومنوں کے لشکر کی تعداد ایسی ہے کہ جو شمار نہیں کی جا سکتی۔''

یہاں تک کہنے کے بعد جبلہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ''اگر اس سے پہلے تم لوگوں کو لگاتار فتح مندی حاصل ہوئی ہے اور رومنوں کو شکستوں کا سامنا کرنا پڑا ہے تو تم لوگ اس خام خیال میں بھی نہ پڑو کو تم اس سے پہلے رومنوں کے لشکر کو کئی بار شکست دے چکے ہو اور اب پھر شکست دینے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔''

جبلہ رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز! زمانہ ایک سا نہیں رہتا اور لڑائی میں کبھی ایک پلہ بھاری ہوتا ہے اور کبھی دوسرا۔ یہ بھی تو سوچو کہ اگر اس جنگ میں بھی رومنوں کو تمہارے ہاتھوں شکست ہو گئی تو انہیں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ وہ اپنے شہروں اور خزانوں کی طرف واپس چلے جائیں گے اور ان کے اقتدار میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ ساتھ ہی یہ بھی سوچو کہ اگر اس جنگ میں رومن فتح مند اور تم مغلوب ہو گئے تو تمہارے لئے تو یثرب کے سوا کوئی پناہ ہی نہ ہو گی۔ بس ایک ہمدرد کی حیثیت سے میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ مصلحت یہ ہے کہ تم لوگوں کو جو کچھ مل چکا ہے اس پر اکتفا کر کے واپس ہو جاؤ۔''

ذرا رک کر جبلہ پھر کہنے لگا۔

''کیا رومنوں کی طرف سے یہ کم فراخ دلی کا مظاہرہ ہے کہ وہ تم لوگوں کو یہ رعایت دے رہے ہیں کہ اب تک جس قدر علاقے تم لوگوں نے رومنوں کے فتح کئے ہیں ان علاقوں پر تمہارا قبضہ سمجھا جائے گا اور آئندہ تم رومنوں سے نہیں ٹکراؤ گے بلکہ یہیں سے اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ جاؤ گے۔ اب بولو تم میری اس ساری گفتگو کے

Marfat.com

جواب میں کیا کہتے ہو؟''

جبلہ جب خاموش ہوا اور عبادہ بن صامت سے اپنی گفتگو کا جواب طلب کیا تب مسکراتے ہوئے عبادہ بن صامت کہنے لگے۔

''جبلہ! میں مسلمان ہوں۔ خداوند قدوس کے سوا نہ کسی کو اپنا مالک نہ کسی کو معبود خیال کرتا ہوں۔ زندگی اور موت میرے اس اللہ کے ہاتھ میں ہے اور ہم سب کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف خداوند قدوس کی خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔

جبلہ! تمہیں معلوم ہو گا کہ جس جس مقام پر بھی ہم رومنوں سے ٹکرائے، فتح مندی نے ہمارے قدم چومے اور ہم نے ہر موقع پر اپنے سامنے رومنوں کو مغلوب کیا۔ اس لئے کہ خداوند قدوس کی تائید و حمایت ہمارے ساتھ ہے۔ اس بناء پر ہم تمہاری کثرت اور بڑے لشکروں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس موقع پر میں تم سے یہ کہنا پسند کروں گا کہ اے جبلہ! میں تیری خیر خواہی کے لئے کہتا ہوں کہ تُو مسلمان ہو جا اور کفار کے ساتھ اپنی جان اور اپنی آبرو کو ضائع نہ کر۔''

عبادہ بن صامت کی یہ گفتگو سن کر جبلہ بڑا برہم اور ناراض ہوا، کہنے لگا۔

''میں تو ہرگز مسلمان ہونے کے لئے تیار نہیں۔''

جواب میں عبادہ بن صامت کہنے لگے۔

''اگر تُو اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تو جبلہ! ہم بھی یہاں سے ٹلنے والے نہیں ہیں۔ اگر تم رومنوں کے حمایتی ہو اور رومنوں کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہے تو ایک بات اپنے ذہن میں بٹھا کر رکھنا کہ ہم اپنے خداوند قدوس پر اعتقاد اور بھروسہ رکھتے ہیں۔ ہمیں اسی کی حمایت اور مدد حاصل ہے۔ لہٰذا واپس جاؤ۔ تمہارے اور ہمارے درمیان لگتا ہے اب تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔''

اس گفتگو کے بعد جبلہ ناکام اور نامراد واپس لشکر میں گیا اور جو گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل جا کر اس نے رومنوں کے سالارِ اعلیٰ باہان سے کہہ دی تھی۔

جبلہ کا یہ جواب باہان کے لئے بڑا حوصلہ شکن تھا۔ کچھ دیر وہ گہری سوچوں میں ڈوبا رہا پھر جبلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جبلہ! جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے یا مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کے مطابق مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد 30 ہزار کے لگ بھگ ہے جبکہ صرف تمہاری اپنی کمانداری میں اس وقت 60 ہزار غیر مسلم جنگجو ہیں۔ اس موقع پر میں تمہیں مشورہ دیتا

Marfat.com

ہوں کہ تم اپنے ساتھی عرب جوانوں کو جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اتارو۔ کیونکہ مسلمان تمہارے ہم جنس ہیں اور تم ان سے تعداد میں دو چند ہو۔ لہٰذا مجھے یقین ہے کہ تم ان پر غالب رہو گے۔

جبلہ! اگر تم مسلمانوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو گئے تو جو علاقے ان سے خالی کرائے جائیں گے وہ سارے علاقے ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہوں گے۔ اس کے علاوہ تمہیں ہمارے بادشاہ کا خاص قرب بھی حاصل ہو گا۔"

چنانچہ باہان کی اس گفتگو کے جواب میں جبلہ نے مسلمانوں سے ٹکرانے کا عزم کر لیا۔ ساتھ ہی اس نے باہان سے کہا۔

"مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کرنے سے پہلے میں ایک بار پھر ان سے گفت و شنید کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے جنگ کے بغیر ہی میں انہیں واپس جانے پر آمادہ کر لوں۔ گو اس سے پہلے میری جو ان سے گفتگو ہوئی تھی وہ ان کے سالار سے نہیں بلکہ میں نے یہ گفتگو اپنے ایک قبیلے کے آدمی سے کی تھی۔ میں سوچتا ہوں کہ ان کے سالار سے گفتگو کروں اور اگر میں کسی طرح اس جنگ کو ٹالنے میں کامیاب ہو گیا تو یہ میری شاندار فتح ہو گی۔"

اب باہان تو مسلمانوں سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اور جبلہ خود بھی مسلمانوں سے خوف زدہ تھا اور وہ خود بھی جنگ کو ٹالنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ لہٰذا ایک بار پھر مسلمانوں کے ساتھ گفت و شنید پر اترا۔

کہتے ہیں جبلہ نے جب گفت و شنید کرنے کی التماس کی تب ابو عبیدہؓ بن جراح کے کہنے پر خالدؓ بن ولید نے پانچ معتبر صحابہ کرام کا چناؤ کیا اور انہیں جبلہ کے ساتھ گفتگو کرنے کا اختیار دیا۔ ساتھ ہی ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید جنگ کی تیاریوں کو آخری شکل دینے لگے تھے۔

جب جبلہ نے مسلمانوں کے پانچ معتبر اشخاص سے گفتگو کا آغاز کیا تو سب سے پہلے جابر بن عبداللہؓ نے جبلہ کو مخاطب کر کے کہا۔

"جبلہ! تم عرب ہو...... ہم بھی عرب ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ عرب آپس میں ٹکرائیں۔ اس بناء پر قرابت داری کے خیال سے تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ پس تم اسلام قبول کر کے عزت اور شرف حاصل کر لو۔"

جبلہ اس گفتگو سے بڑا مایوس ہوا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''میں تم لوگوں کی بات ماننے سے انکار کرتا ہوں اور مجھے تو رومنوں کے ساتھ ہی ہو کر تم لوگوں کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ اس معاملے میں اگر رومنوں کے خلاف میرا بھائی بھی آ جائے تو میں بھائی کے مقابلے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔''

آخر اس دوسری گفتگو کا سلسلہ بھی ناکام اور ختم ہو گیا اور جو اصحابؓ جبلہ سے گفتگو کرنے کے لئے گئے تھے وہ لشکر میں واپس چلے گئے تھے۔ جب انہوں نے گفتگو کی تفصیل آ کر ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید سے کہی تب اس موقع پر خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''کل لڑائی میں جبلہ کا ایسے آدمی سے مقابلہ ہو گا جن کا مقصود محض اپنے پروردگار کی خوشنودی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جبلہ کے ساتھ ساٹھ ہزار عرب ہیں اور ہماری تعداد تیس ہزار سے کچھ زائد ہے۔ لیکن ہم اللہ کی جماعت میں ہیں اور یہ بات ثابت کرنے کے لئے میں صرف تیس آدمی منتخب کر کے جبلہ کے ساٹھ ہزار لشکریوں کا مقابلہ کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے ہر ایک دو ہزار کفار کا مقابلہ کرے گا۔''

خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سن کر سارے ہی مسلمان بڑے متعجب ہوئے اور کچھ لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ اس موقع پہ خالدؓ بن ولید مزاح اور مذاق پر اترے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ابو سفیانؓ نے اس موقع پر خالدؓ بن ولید کو مخاطب کیا۔

''ابو سلیمانؓ! آپ یہ بات مذاق سے کہتے ہیں یا حقیقت ہے؟''

جواب میں خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''میں نے صحیح کہا ہے۔''

آپ کے ان للفاظ کے جواب میں ابو سفیانؓ انہیں مخاطب کر کے پھر کہنے لگے۔

''اگر یہ صحیح ہے تو پھر آپ اس صورت میں خدا کے حکم سے انحراف کر کے اپنے نفس پر یہ ظلم کریں گے۔ اس موقع پر اگر آپ یہ کہتے کہ ایک آدمی دو آدمیوں سے لڑے گا تو یہ ہمارے لئے بہت آسان ہوتا لیکن آپ کہتے ہیں کہ ایک آدمی دو ہزار آدمیوں سے لڑے گا تو پھر اس بات کو کون قبول کرے گا؟''

اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے جو جواب دیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا۔

''ابو سفیانؓ! اسلام لانے کے بعد بزدلی کا مظاہرہ نہ کرو۔ میں جانتا ہوں زمانہ جاہلیت میں تم بڑے بہادر، انتہا درجہ کے شجاع تھے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے

Marfat.com

جواب میں خاموشی سے : یکھتے رہو میں ایسے بہادروں کو منتخب کروں گا جنھوں نے اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے واسطے وقف کر دی ہیں اور لڑائی سے اس کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔"

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے ابو سفیانؓ بڑے متاثر ہوئے لہٰذا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"اگر آپ ایسا ہی ارادہ رکھتے ہیں تو پھر تیس کی بجائے ساٹھ آدمیوں کو اپنے ساتھ رکھئے تاکہ وہ کفار کے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کریں۔"

اس موقع پر ابو سفیان کی اس تجویز سے ابو عبیدہؓ بن جراح نے بھی اتفاق کیا تھا اور دوسرے سالاروں نے بھی ایسا کرنے کا مشورہ دیا تھا لہٰذا اس مشورے کو خالدؓ بن ولید نے قبول کر لیا۔

جن ساٹھ مجاہدوں کو خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے منتخب کیا ان میں سب سے پہلے آپ نے زبیرؓ بن عوام، عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر، ضرارؓ بن آزور، عبداللہ بن عمرؓ اور فضلؓ بن عباس کے نام لئے۔ اس طرح مختلف اصحاب کا نام لیتے ہوئے آپ نے اپنے ساٹھ ساتھیوں کی گنتی پوری کر لی تھی۔

دوسرے روز غسانی سردار جبلہ نے اپنے ساٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں سے ٹکرانا تھا۔ اس سے پہلے ہی خالدؓ بن ولید اپنے ساٹھ ساتھیوں کو لے کر میدانِ جنگ میں نکلے۔ مسلمانوں کی یہ قلیل تعداد دیکھ کر بنو غسان کے لوگ سمجھے کہ مسلمان جنگ نہیں کرنا چاہتے اور صلح کی بات چیت کرنے آئے ہیں۔

لیکن میدان میں اترنے کے بعد جب خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں سے تھوڑا آگے نکل کر انفرادی مقابلہ کے لئے اپنا حریف طلب کیا تو جبلہ جو اپنے ساٹھ ہزار کے لشکر کے درمیانی حصے میں تھا نکل کر آگے آیا اور خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"ہمیں لڑائی کے لئے کون پکارتا ہے؟"

جبلہ کی اس پکار کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے کمال جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا اور فرمایا۔

"میں خالدؓ بن ولید ہوں اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمہارے لشکر سے لڑنے کے لئے آیا ہوں۔"

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کا یہ جواب سن کر جبلہ کہنے لگا۔

''ہم تو جنگ کے لئے بالکل تیار ہیں۔تم بھی اپنی قوم سے کہہ دو کہ میدان میں آئے تا کہ دونوں کا ٹکراؤ شروع ہو۔''

خالدؓ بن ولید نے پھر پہلے سے انداز میں جبلہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''جبلہ! ہم تو لڑنے ہی کے لئے آئے ہیں۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر جبلہ بڑا حیرت زدہ ہوا۔کسی قدر پریشان کن انداز میں پوچھنے لگا۔

''یہ کیا معاملہ ہے ...... کیا تم ساٹھ آدمی لے کر ہمارے ساٹھ ہزار جرأت مندوں اور دلیروں سے لڑنے کے لئے نکلے ہو؟''

خالدؓ بن ولید نے پھر جبلہ کو مخاطب کیا اور کہا۔

''ہاں جبلہ! ایسا ہی ہے۔ پر دیکھ ہمارا ایک آدمی تمہارے ایک ہزار آدمیوں کے لئے کافی ہے۔''

اس موقع پر جبلہ نے غرور اور تکبر کے چند کلمات کہے اور اپنے ساتھیوں کو مسلمانوں پر دھاوا بولنے کا حکم دے دیا تھا۔

خالدؓ بن ولید کے کہنے پر آپ کے سارے ساتھیوں نے ایک دائرے کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس طرح جب جبلہ کے آدمی خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوئے تو گول دائرے کی شکل ہی میں رہتے ہوئے عالمِ اسلام کے ان جواں مردوں نے نہ صرف جبلہ کے لشکریوں کے حملے کو کمال صنائی سے روکا بلکہ بہترین ہمت اور شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان پر جان لیوا حملے بھی شروع کر دیئے تھے۔

جبلہ تو اپنی اس کوشش میں تھا کہ خالدؓ بن ولید کے ساتھ ان ساٹھ ساتھیوں کی کیا اوقات ہے، لمحوں کے اندر انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ جبلہ یہ بھی خیال کئے ہوئے تھا کہ اسے بذاتِ خود جنگ میں حصہ لینے کا موقع ہی نہیں ملے گا اور یہ کہ اس کے لشکری مٹھی بھر مسلمانوں کو روند کر رکھ دیں گے۔

اب جب مسلمانوں نے بہترین مدافعت کرتے ہوئے جارحیت بھی اختیار کر لی اور جبلہ کے کئی لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب جبلہ کسی قدر پریشان ہوا اور چلا چلا کر اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے اس دائرے کو کاٹ کر ان کے اندر داخل ہو کر ان کا قتلِ عام شروع کر دیں۔

Marfat.com

جبلہ کے آدمیوں نے اپنی پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح ان کے کچھ لشکری مسلمانوں کے اس حصار کو کاٹ کر اس کے اندر داخل ہو جائیں لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ جبلہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ جبلہ اور اس کے ساتھیوں نے جب مسلمانوں کے حصار کے اطراف میں اپنے لشکریوں کی لاشیں ہی لاشیں دیکھیں تب وہ بڑے پریشان ہوئے اور انتقامی کارروائی کے طور پر دوبارہ پوری شدت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔

اس بار بھی جبلہ اور اس کے ساتھیوں نے شدید حملے کرتے ہوئے مسلمانوں کے حصار کو توڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے اور اس دفعہ بھی جبلہ کے ساتھیوں کی ان گنت لاشیں مسلمانوں کے حصار کے اطراف میں بکھر گئی تھیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جبلہ کے ساتھیوں کے ان دو حملوں کے مقابلے میں خالدؓ بن ولید، زبیرؓ بن عوام، عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر، فضلؓ بن عباس، ضرارؓ بن آزور اور عبداللہ بن عمرؓ نے ایک دوسرے کے شانے سے شانہ ملا کر ایسی جرأت مندی، ایسی شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ دشمن دنگ رہ گیا۔ اس لئے کہ ان حضرات کے ہاتھوں جبلہ کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید کی حالت یہ تھی کہ کبھی وہ پا پیادہ دشمن پر حملہ آور ہوتے کبھی سوار ہو کر مقابلے پر اتر آتے۔ اس طرح دو دفعہ کے ٹکراؤ میں مسلمانوں نے جبلہ کے ساتھیوں کو بدترین شکست دے کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ساتھ ہی اپنے چاروں طرف جبلہ کے ساتھیوں کی لاشوں کے انبار لگا دیئے تھے۔

دو دفعہ منہ کی کھانے کے بعد جبلہ نے اب مسلمانوں کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے تیسری کوشش کی۔ اس دفعہ جبلہ اپنے پورے ساتھیوں کے ساتھ نہایت شدت سے خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوا اور اس دفعہ جبلہ اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے حصار اور دائرے کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے لیکن دائرہ اور حصار ٹوٹنے کے بعد مسلمانوں نے جنگ کا ایک اور انوکھا طریقہ اختیار کیا۔ انہوں نے الگ الگ ہونے پر بھی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا لیں اور چاروں طرف نگاہ رکھتے ہوئے ایک بار پھر انہوں نے دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے ان کی لاشوں کے انبار لگانا شروع کر دیئے تھے۔ یوں تیسری بار بھی خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں نے دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے ان کی تعداد کو کم کرنا شروع کر دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اتنے میں شام ہو گئی۔ تاریکی میں تلواریں آپس میں ٹکرانے

Marfat.com

سے رک گئیں اور جبلہ کو سوائے پسپائی اور پیچھے ہٹنے کے کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ چنانچہ سورج غروب ہوتے ہی جبلہ اپنے لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ جبلہ لشکر کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا ہے تو انہوں نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اس تعاقب کے دوران بھی جبلہ کے بہت سے آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔

خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کی دشمن کے خلاف یہ ایسی انوکھی، ایسی شاندار اور ایسی عجوبہ قسم کی فتح تھی کہ تاریخ عالم میں اس سے پہلے ایسی شاندار فتح کہیں نظر آتی ہے نہ کوئی ایسا مقام تاریخ کے اوراق میں ملتا ہے جہاں صرف ساٹھ جواں مردوں نے ساٹھ ہزار کے لشکر کو بدترین شکست دے کر بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ہو۔

جبلہ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف شاندار فتح حاصل کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کا جائزہ لیا تو ان کے ساتھ ساٹھ کی بجائے صرف بیس آدمی تھے اور یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے خالدؓ بن ولید اپنے دوسرے ساتھیوں کے متعلق بڑے فکرمند ہوئے اور آپ کو تشویش پیدا ہوئی کہ ان کے باقی ساتھی کدھر گئے؟

بہرحال اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ خالدؓ بن ولید واپس اپنے لشکر میں پہنچے تو مسلمانوں نے خالدؓ بن ولید کی شاندار فتح پر بے حد خوشی کا اظہار کیا لیکن خالدؓ بن ولید کو فتح سے زیادہ اپنے ساتھیوں کا غم تھا۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''ہم نے دشمن پر فتح تو پا لی ہے لیکن چالیس مسلمان ہم سے کم ہو گئے ہیں۔''

یہ خبر سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح بھی رنجیدہ ہوئے لیکن اس موقع پر ابو سفیانؓ نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔

''ہمیں زیادہ فکرمند، غم ناک اور ملول ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ خالدؓ بن ولید کے باقی ساتھی دشمن کی شکست کی صورت میں اس کے تعاقب میں لگ گئے ہوں۔ لہٰذا ہمیں میدانِ جنگ میں جا کر پہلے یہ تو معلوم کرنا چاہئے کہ اس جنگ کے دوران ہمارے کتنے ساتھی شہید ہوئے؟''

ابو سفیانؓ کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالار مشعلیں لے کر نکلے اور جہاں جبلہ کے ساتھ جنگ ہوئی تھی وہاں پہنچے۔

Marfat.com

سارے میدانِ جنگ کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ صرف دس مسلمان شہید ہوئے جبکہ جبلہ کے مارے جانے والے ساتھیوں کی تعداد پانچ ہزار تھی۔

میدانِ جنگ کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید اور آپ کے سارے سالار اس نتیجے پر پہنچے کہ باقی تیس مسلمان یا تو دشمن کی قید میں ہیں یا ان کے تعاقب میں گئے ہیں۔ اس پر اپنے سرکردہ ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح نے فرمایا۔

''اپنے ان ساتھیوں کو ڈھونڈنے کے لیے کون نکلے گا؟''

قبل اس کے کہ کوئی بولتا خالدؓ بن ولید جھٹ سے بول اٹھے اور کہنے لگے۔

''اپنے ساتھیوں کی تلاش مجھ پر ہی فرض ہے۔''

خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح بڑی محبت اور چاہت میں کہنے لگے۔

''نہیں ابو سلیمانؓ! آپ نہیں جائیں گے۔ آپ دن بھر دشمن کے خلاف جہاد میں حصہ لیتے رہے ہیں، تھکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں کوئی اور جائے گا۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح جب یہ الفاظ ادا کر چکے تب خالدؓ بن ولید ایک جست کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''نہ ملنے والے ساتھی میری سرکردگی میں دشمن کے خلاف جنگ کر رہے تھے لہٰذا انہیں تلاش کرنا میرا ہی کام ہے۔''

اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ اپنے نہ ملنے والے ساتھیوں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ خالدؓ بن ولید ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ سامنے کی طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں کانوں میں پڑیں جواب میں آپ نے بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ تھوڑی دیر بعد آپ کے کچھ ساتھی سامنے کی طرف سے آتے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھتے ہی خالدؓ بن ولید نے انہیں مرحبا کہا اور ان سے ان کا حال دریافت کیا۔

آنے والوں میں فضلؓ بن عباس نے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جب ہم نے دشمن پر فتح پائی اور اس نے فرار اختیار

Marfat.com

کی تو ہم اس کے تعاقب میں لگ گئے اور بھاگتے دشمن کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

فضلؓ بن عباس کے یہ الفاظ سن کر خالدؓ بن ولید بے حد خوش ہوئے۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے اپنے آنے والے ساتھیوں کا شمار کیا تو وہ پچیس تھے۔ اب بیس ساتھیوں کو پہلے ہی خالدؓ بن ولید لشکر میں پہنچا چکے تھے۔ پچیس وہ آ گئے تھے۔ دونوں گروہ مل کر پینتالیس ہو گئے۔ دس میدانِ جنگ میں شہید ہو چکے تھے لہٰذا کل تعداد پچپن ہو گئی تھی۔ اب ان میں سے پانچ سرکردہ ساتھی غائب تھے۔ جو ساتھی اس وقت نہیں مل رہے تھے وہ رافع بن عمیرہؓ، ضرارؓ بن آزور، ربیعہؓ بن عامر، عاصمؓ بن عمر اور یزید بن ابی سفیانؓ۔ یہ پانچ مجاہد دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے۔

اپنے ساتھیوں کو لے کر خالدؓ بن ولید واپس لشکر میں آئے۔ جب خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کو لے کر لشکر میں داخل ہوئے اس وقت ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے گھوڑے پر سوار تھے۔ اپنے ان ساتھیوں کو دیکھتے ہی ابو عبیدہؓ بن جراح کا سر گھوڑے کی زین پر سجدے کے انداز میں جھک گیا اور وہ خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔ خالدؓ بن ولید اس موقع پر ابو عبیدہؓ بن جراح کے قریب آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے۔

"قسم خداوند قدوس کی...... میں نے بہت جاں فروشی کی لیکن مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی۔ خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو شہید ہوئے ہیں۔ البتہ بعض مسلمان جو کفار کے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں انہیں میں انشاءاللہ واپس لا کر رہوں گا۔"

جبلہ کے ساٹھ ہزار جنگجو غسانیوں کے خلاف اس شاندار اور عظیم فتح کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے نہ صرف پورے حالات سے فاروقِ اعظمؓ کو آگاہ کیا بلکہ ان سے کمک بھی طلب کر لی تھی۔

جبلہ کی اس بدترین شکست پر مسلمانوں نے خوشی کا اظہار کیا اور جواب میں فاروقِ اعظمؓ نے کمک کے طور پر ابو عبیدہؓ بن جراح کی طرف سات ہزار کا ایک لشکر روانہ کیا۔ ان میں ایک ہزار مجاہد طائف سے اور چھ ہزار دوسرے مختلف قبائل سے تھے جبکہ سات ہزار کے اس لشکر کا سالار حضرت سعیدؓ کو مقرر کیا گیا تھا۔

❖

جن پانچ مسلمان مجاہدوں کو کفار نے گرفتار کر لیا تھا انہیں جبلہ کے سامنے پیش کیا

Marfat.com

گیا۔ وہ انہیں پکڑ کر رومنوں کے سالار باہان کے پاس لے گیا اور باہان نے جبلہ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''جبلہ! یہ کون لوگ ہیں؟''

جبلہ نے ایک گہری نگاہ باہان پر ڈالی پھر مسلمانوں پر ایک غائر نگاہ ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ لوگ مسلمانوں کے لشکر کے ستون ہیں۔ یہ تعداد میں ساٹھ تھے۔ میں نے اکثر کو مار ڈالا اور پانچ کو گرفتار کر لیا۔ ان کے لشکر میں صرف ایک آدمی ہے جس کی حیلہ کاری سے ہم بہت ڈرتے ہیں۔ اس نے اس سے پہلے ہمارے بہت سے شہر دمشق سمیت فتح کر لئے ہیں اور یہ وہی ہے جس نے اجنادین کے میدانوں میں ہمارے لشکر کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ یہ وہی ہے جس نے توما اور ہربیس کو تعاقب کر کے ہلاکت کے منہ میں ڈال دیا تھا۔''

باہان نے ان پانچ مسلمانوں کو ایک طرف کر دیا اور بڑی رازداری میں جبلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''جبلہ! میں جانتا ہوں تُو نے مسلمانوں کے جس سردار کا ذکر کیا ہے وہ خالدؓ بن ولید ہی ہوسکتا ہے۔ دیکھ میں مسلمانوں کے اس سالار کو کسی حیلے بہانے سے یہاں بلا کر قتل کرنا چاہتا ہوں۔''

پھر اس نے تھوڑی دیر کی سوچ بچار کے بعد اپنے ایک شخص جرجہ کو بلایا۔ وہ بڑا عقل مند تھا اور عربی زبان پر بڑا عبور رکھتا تھا۔ ساتھ ہی وہ بڑا فصیح البیان بھی تھا۔ جرجہ جب باہان کے پاس آیا تو باہان نے اسے کہا کہ تم مسلمانوں کے لشکر میں جاؤ اور ان کو جا کر میرا یہ پیغام دو کہ وہ کسی آدمی کو بھیجیں تاکہ گفتگو ہو اور صلح کی جا سکے۔

چنانچہ باہان کے کہنے پر جرجہ مسلمانوں کے لشکر میں گیا۔ ابو عبیدہؓ بن جراح کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو پیغام باہان نے دیا تھا وہ ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے پیش کیا۔

اس وقت خالدؓ بن ولید بھی ابو عبیدہؓ بن جراح کے پاس تشریف رکھتے تھے اور اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے بارے میں سوچ بچار اور صلاح مشورہ کر رہے تھے۔ باہان کی طرف سے یہ پیغام سن کر خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

Marfat.com

"میں باہان کے پاس گفت وشنید کے لئے جاؤں گا۔"

چنانچہ ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید کی خواہش کے مطابق آپ کو گفتگو کے لئے باہان کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ اس طرح آپ مسلح ہوئے، اپنے ساتھ سو سواروں کو لیا اور باہان سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔

O❖O

Marfat.com

واسں، شوطار اور مریشا ایک روز جب دمشق شہر کے نواحی کوہستانوں میں پہنچے تو اس موقع پر مریشا نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اسے روک دیا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے واسں اور شوطار نے بھی اپنے گھوڑے روک دیئے تھے۔ پھر فکرمندی کے انداز میں واسں مریشا کے قریب ہوا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مریشا! تم رک کیوں گئی ہو؟ کیا بات ہے؟ میں دیکھتا ہوں تمہارے چہرے پر کچھ پریشانیاں اور تفکرات بھی ہیں۔''

واسں کے ان الفاظ پر ہلکا سا تبسم مریشا کے چہرے پر نمودار ہوا پھر کہنے لگی۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ جب تک آپ میرے اور شوطار کے ساتھ ہیں میں سمجھتی ہوں ہمیں کوئی پریشانی اور فکرمندی لاحق نہیں ہو سکتی۔ مگر مجھے ایک سوچ نے پریشان اور متفکر کیا ہوا ہے۔

مریشا کے ان الفاظ پر شوطار بھی پریشان ہو گئی تھی۔ وہ مریشا کے قریب ہوئی پھر بڑی ہمدردی میں کہنے لگی۔

''کیا بات ہے میری بہن...... کس سوچ نے تمہیں پریشان کر رکھا ہے؟''

شوطار کے ان الفاظ پر مریشا کچھ دیر خاموش رہی پھر واسں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''واسں! پہلے آپ مجھے یہ بتایئے کہ ہم کہاں اکٹھے رہ سکتے ہیں؟''

مریشا کے اس سوال پر واسں کہنے لگا۔''مریشا! تم دونوں کی طرف جانے سے پہلے میں نے عویلم بن خارج کے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ دمشق شہر میں کسی مکان کا بندوبست کرے۔ میں نے اسے خاصی رقم بھی دی تھی۔ فی الحال تو میرا ارادہ ہے کہ تم دونوں اس مکان میں قیام کرو گی۔ لیکن ساتھ ہی اب مجھے ایک تشویش بھی لاحق ہے۔''

Marfat.com

واسں کے خاموش ہونے پر مریشا اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
''شاید وہی تشویش مجھے بھی لاحق ہو جس سوچ نے مجھے پریشان کر دیا ہے وہ یہ کہ اگر آپ ہم دونوں کو دمشق میں رکھنا چاہتے ہیں تو ہم وہاں اکیلی کیسے رہیں گی؟ ظاہر ہے آپ ہم دونوں کو وہاں چھوڑ کر واپس لشکر میں چلے جائیں گے۔ اگر اس موقع پر اماں ہمارے ساتھ ہوتیں تو میں اور شوطار آپ سے شادی کر لیتیں۔ پھر آپ لشکر میں چلے جاتے۔ ہم اماں کے ساتھ یہاں دمشق میں رہ لیتیں اور وقفے وقفے سے لشکر سے نکل کر آپ ہمارے پاس آ کر ہمیں مل جایا کرتے۔ لیکن اب جبکہ اماں اس دنیا میں نہیں ہیں تو آپ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد ہم دونوں بہنوں کا یہاں دمشق میں اکیلے رہنا مناسب نہیں ہے۔ ایک تو ہم دونوں کا آپ کے بغیر جی نہیں لگے گا دوسرے اکیلی عورتوں کے پاس کوئی نہ کوئی مرد تو ہونا چاہئے۔
مریشا کی اس گفتگو کے جواب میں واسں کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اپنے سامنے دیکھتے ہوئے وہ چونک پڑا۔ پھر مریشا اور شوطار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
''وہ سامنے کوہستانی ٹیلے کے اوپر دیکھو وہ عویلم بن خارج ہے۔ میرے خیال میں وہ بیچارہ ہر روز شام کے وقت شہر سے نکل کر یہاں ٹیلے پر کھڑا ہو کر ہماری راہ دیکھتا ہو گا۔ دیکھو سورج اب غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ چلو آگے بڑھتے ہیں۔ اس موضوع پر عویلم بن خارج سے بھی بات کرتے ہیں۔''
مریشا اور شوطار نے اس سے اتفاق کیا پھر تینوں اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگا کر آگے بڑھنے لگے۔ عویلم بن خارج نے بھی ان تینوں کو دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ بھاگتا ہوا ٹیلے سے نیچے اترا اور ٹیلے کے گرد چکر لگاتی ہوئی جو شاہراہ دمشق شہر کی طرف جا رہی تھی اس شاہراہ پر آن کھڑا ہوا تھا۔ سامنے دمشق شہر کی فصیل اور اس کی عمارتیں دکھائی دے رہی تھیں۔
عویلم بن خارج کے پاس پہنچ کر واسں اپنے گھوڑے سے اتر گیا۔ آگے بڑھ کر پرجوش انداز میں عویلم بن خارج سے بغلگیر ہوا پھر مارسول، لوگس اور ان کے ساتھیوں کے خاتمہ کرنے، مریشا کی ماں کے مرنے اور انہیں اپنے ساتھ وہاں تک لانے کی تفصیل اس نے عویلم بن خارج سے کہہ دی تھی۔
اس موقع پر مریشا اور شوطار بھی اپنے گھوڑوں سے اتر کھڑی ہوئی تھیں۔ پھر شوطار نے عویلم بن خارج کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

''بھائی! کیا آپ نے ان کے کہنے پر دمشق شہر میں کسی مکان کا بندوبست کر لیا ہے؟''

جواب میں عویلم بن خارج نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''میری بہن! میں نے تم تینوں کی رہائش کے لئے ایک بہترین مکان کا بندوبست کر لیا ہے۔ یوں جانو وہ مکان ہم نے خرید لیا ہے۔ اب وہ مکان تم تینوں کی ملکیت ہو گا۔ میں چاہتا ہوں دمشق شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے تم تینوں کی شادی کا اہتمام کیا جائے گا۔ اس کے بعد تم تینوں اس مکان میں رہائش اختیار کر لینا۔''

عویلم بن خارج جب خاموش ہوا تب اس بار مریشا نے اسے مخاطب کیا۔

''ابنِ خارج، میرے بھائی! آپ کی اس تجویز سے میں اور شوطار یہاں تک تو متفق ہیں کہ ہمیں آج ہی دمشق شہر میں داخل ہو کر شادی کر لینی چاہئے۔ لیکن بھائی! یہ تو سوچو شادی کے بعد جبکہ وامس لشکر میں لے جائیں گے ہم دونوں اکیلی وہاں کیسے رہیں گی؟ اگر میری اماں زندہ ہوتیں تو یقیناً میں اور شوطار اماں کے ساتھ رہ لیتیں اور اماں کے ساتھ رہتے ہوئے وامس کا انتظار کرنا بھی ہمارے لئے سہل ہو جاتا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس موضوع پر راستے میں، میں اور شوطار تفصیل کے ساتھ وامس سے بات کر چکی ہیں اور انہوں نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ سامنے ابنِ خارج ٹیلے پر کھڑا ہے، اس کے پاس جا کر اس موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔

مریشا جب خاموش ہوئی تو عویلم بن خارج تھوڑی دیر تک خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر باری باری ایک گہری نگاہ اس نے وامس، مریشا اور شوطار پر ڈالی اس کے بعد وہ بول اٹھا۔

''میری دونوں عزیز بہنو! میرے پاس اس مسئلے کا ایک حل تو ہے۔ اب پتہ نہیں آپ دونوں بہنیں میری اس تجویز سے اتفاق کرتی ہیں کہ نہیں۔ اور پھر وہ تجویز پیش کرتے ہوئے میں اس لئے بھی ہچکچاتا اور ڈرتا ہوں کہ شاید تم دونوں نے اپنی زندگی میں کبھی خیمہ گاہ کی زندگی بسر نہ کی ہو۔''

عویلم جب خاموش ہوا تب اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے شوطار کہنے لگی۔

''ابنِ خارج، میرے بھائی! آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں ضرور کہیں۔ آپ کسی بات کے خدشے کا اظہار نہ کریں۔ شادی کے بعد وامس کے ساتھ خیمہ گاہ تو بہت دور

Marfat.com

کی بات ہم تو ان کے ساتھ بے چھت کے کسی جھونپڑے میں بھی رہنے کے لئے تیار ہیں۔ اب آپ کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟''

شوطار کی اس گفتگو سے عویلم بن خارج کو کسی قدر حوصلہ ہوا تھا۔ پھر اس نے مریشا کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''مریشا میری بہن! جو کچھ شوطار نے کہا ہے کیا تم بھی اس کے الفاظ سے اتفاق کرتی ہو؟''

جواب میں مریشا مسکرائی اور کہنے لگی۔ ''بھائی! آپ کو پریشان اور فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یوں سمجھیں کہ شوطار جو کچھ بھی کہے گی وہ صرف اس کے نہیں، میرے دل کی بھی آواز اور پکار ہو گی۔''

عویلم بن خارج خوش ہو گیا تھا۔ پھر کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو مجھے غور سے سنو۔ جو تجویز میرے ذہن میں ہے وہ یوں ہے کہ پہلے چاروں دمشق شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ آپ تینوں اس مکان میں قیام کرن جو میں نے آپ تینوں کے لئے خریدا ہے۔ اتنی دیر تک میں تم تینوں کے نکاح کا اہتمام کرا دوں گا۔ آج عشاء کی نماز کے بعد تم تینوں کی شادی کا اہتمام کر دیا جائے گا۔ میاں بیوی کی حیثیت سے میں چاہتا ہوں تم دو تین روز یہاں دمشق میں اپنے اسی مکان میں قیام کرو اس کے بعد تم دونوں وامس کے ساتھ لشکر میں شامل ہو جانا۔ لشکر میں تم اکیلی تو نہ ہو گی۔ لشکر میں بہت سے سالاروں اور لشکریوں کی بیویاں بھی شامل ہیں۔ میرے خیال میں تم بھی ان کے ساتھ خیمہ گاہ میں رہ لو گی اور پھر تم دونوں نے خود کہا ہے کہ تم خیمہ گاہ کی زندگی کو ناپسند نہیں کرتیں۔

عویلم بن خارج کے ان الفاظ پر شوطار، مریشا دونوں بے حد خوش اور مطمئن دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر مریشا نے غور سے اب تک خاموش کھڑے وامس کی طرف دیکھا اور پیار بھری میٹھی آواز میں اسے مخاطب کیا۔

''آپ اب تک خاموش کھڑے ہیں۔ آپ بھی تو اس تجویز پر اپنے ردِعمل یا اپنے خیالات کا اظہار کریں۔''

جواب میں وامس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''مریشا! بات یہ ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ خیمے میں رکھتے ہوئے ہچکچاتا تھا۔ میرے ذہن میں بار بار یہ بات آتی تھی کہ کہیں تم دونوں یہ نہ سوچنے لگو کہ میرے

Marfat.com

پاس تم دونوں کو رکھنے کے لئے خیمے کے علاوہ کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں اماں کے بغیر تمہارا دمشق کے مکان میں رہنا مشکل ہے لیکن اب اگر تم میرے ساتھ لشکر کی خیمہ گاہ میں میری بیویوں کی حیثیت سے رہ سکتی ہو تو میں سمجھوں گا یہ میری خوش قسمتی اور میری انتہا درجہ کی خوشی ہو گی۔ اب بولو تم دونوں کیا کہتی ہو؟''

دامس کے ان الفاظ سے مریشا اور شوطار خوش ہو گئی تھیں۔ اس موقع پر شوطار نے چہکتے ہوئے انداز میں کہنا شروع کیا۔

''بس...... تو بات ختم ہوئی۔ اب مجھے اور مریشا کو کچھ نہیں کہنا۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہی آخری ہے۔ چاروں دمشق شہر میں داخل ہوتے ہیں۔ آج عشاء کے بعد میری، مریشا اور آپ کی شادی کا اہتمام ہو جائے گا۔ ہم صرف دو دن یہاں اپنے مکان میں رہیں گے۔ اس کے بعد میں اور مریشا آپ کے ساتھ لشکر میں شامل ہو جائیں گی۔''

شوطار کے ان الفاظ پر دامس اور عویلم بن خارج دونوں خوش ہو گئے تھے۔ پھر دامس نے شوطار کو مخاطب کیا۔

''شوطار! میں دیکھتا ہوں عویلم بن خارج شہر سے نکل کر پیدل ہی اس ٹیلے تک آیا ہے۔ تم اپنا گھوڑا عویلم کو دے دو اور مریشا اور تم ایک ہی گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔''

اس پر کچھ کہے بغیر مریشا اور شوطار جھٹ سے ایک گھوڑے پر سوار ہو گئیں۔ دوسرے گھوڑے پر عویلم بن خارج ہو بیٹھا تھا۔ دامس بھی اپنے گھوڑے پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر چاروں آگے بڑھے اور دمشق شہر میں داخل ہوئے۔

شہر میں داخل ہونے کے بعد عویلم بن خارج نے بھاگ دوڑ سے کام لیا۔ عشاء کی نماز کے بعد اس نے دامس، مریشا اور شوطار کی شادی کا اہتمام کروا دیا تھا۔ شادی کے بعد ان تینوں نے دو دن تک دمشق کے اپنے مکان میں قیام کیا اس کے بعد تینوں دمشق سے نکل کر یرموک کے میدان میں اسلامی لشکر میں جا شامل ہوئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

اپنے قیدی ساتھیوں کو چھڑانے کے لئے خالدؓ بن ولید اپنے ایک سو مسلح ساتھیوں کے ساتھ رومنوں کے سالارِ اعلیٰ باہان کی طرف روانہ ہوئے۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس وقت خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے اور دشمن کے لشکر کا رخ کیا اس وقت ابو عبیدہؓ بن جراح بری طرح رونے لگے تھے۔ ایک صحابی نام جن کا نصرؓ بن صالح تھا انہوں نے جب ابو عبیدہؓ بن جراح کو روتے ہوئے دیکھا تو انتہائی رقت اور ارادت مندی میں آپ کو مخاطب کر کے پوچھا۔

''یا امیر! اس موقع پر آپ کیوں رو رہے ہیں؟''

آپ نے انتہائی عاجزی سے نصرؓ بن سالم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''اے نصرؓ! قسم خداوندِ قدوس کی۔ یہ رخصت ہونے والے لوگ اس دین کی امداد کرنے والے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو میری سالاری میں دکھ یا مصیبت پہنچی تو خدا کے سامنے میں اس کا کیا جواب دوں گا؟''

بہر حال خالدؓ بن ولید اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچے اور بلند آواز میں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا۔ اس موقع پر غسانی سردار جبلہ ان کے پاس آیا اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم لوگ کون ہو؟''

خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔ ''میں خالدؓ بن ولید ہوں اور تمہارے سالارِ اعلیٰ باہان سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر جبلہ بڑا خوش ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے تو یہ ٹھان رکھی تھی کہ مسلمانوں کا سالار جب علیحدگی میں باہان سے ملنے آئے گا تو کوئی فریب اور حیلہ استعمال کرتے ہوئے اُس کا خاتمہ کر دیا جائے گا لہٰذا خالدؓ بن ولید کی آمد پر جبلہ بڑی تیزی سے مڑا اور باہان کے خیمے میں داخل ہوا۔

Marfat.com

اس وقت باہان نے اپنے خیمے کی بہترین آرائش کر رکھی تھی تا کہ اس آرائش سے خالدؓ بن ولید کو متاثر کر سکے۔ اس نے خیمے کے اندر ریشمی فرش بچھا دیئے تھے اور خیمے کے اندر جو شامیانہ تھا وہ کافی بڑا اور وسیع تھا۔ اس میں سونے کی کرسیاں ترتیب سے لگا دی گئی تھیں۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ جب خالدؓ بن ولید باہان سے بات کرنے کے لئے اس خیمے میں داخل ہوں گے تو ان چیزوں سے متاثر ہو کر رومنوں کے سامنے دب جائیں گے اور رومنوں کی بات ماننے پر رضامند ہو جائیں گے۔

بہرحال جبلہ باہان کے خیمے میں داخل ہوا۔ اس وقت باہان بڑی بے چینی سے خالدؓ بن ولید کی آمد کا منتظر تھا۔ باہان کو مخاطب کر کے جبلہ کہنے لگا۔

''مسلمانوں کا سالار آپ سے ملنے کے لئے ہمارے لشکر میں داخل ہو چکا ہے۔ آپ اس سے متعلق کیا کہتے ہیں؟''

جبلہ کے ان الفاظ کے جواب میں باہان کہنے لگا۔

''مسلمانوں کا وہ سالار اکیلا ہے یا......''

باہان کو جبلہ نے بات مکمل نہ کرنے دی۔ کہنے لگا۔ ''مسلمانوں کا سالار اکیلا نہیں۔ اس کے ساتھ سو مسلح ساتھی بھی ہیں۔''

جبلہ کے ان الفاظ پر باہان کسی قدر فکرمند بھی ہوا اور کہنے لگا۔

''لیکن میں نے تو مسلمانوں کے سالار کو تنہا بلایا تھا اور یہ کہا تھا کہ وہ اکیلے آئیں اور اکیلے میں مجھ سے ملاقات کریں۔ اب تم جاؤ، مسلمانوں کے سالار سے جا کر میری طرف کہو کہ وہ اکیلا میرے خیمے میں آئے اور میں اس اکیلے سے بات کرنا پسند کروں گا۔''

جبلہ پھر واپس آیا۔ خالدؓ بن ولید کے سامنے رکا اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ ''میں نے آپ کی آمد کی اطلاع اپنے سالارِ اعلیٰ باہان کو کر دی ہے۔ اب باہان تنہا آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ اپنے ساتھیوں کو تو یہیں کھڑا رہنے دیجئے اور ہمارے لشکر سے گزر کر ہمارے سپہ سالار کے خیمے میں تنہا اس سے ملیں۔ اس کے خیمے تک میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں۔''

جبلہ کے یہ الفاظ سن کر خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''میں تنہا تمہارے سالارِ اعلیٰ سے نہیں ملوں گا۔ اس واسطے کہ میں اپنے ان ہمراہیوں اور ساتھیوں کے مشورے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔''

Marfat.com

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ پر جبلہ بڑا پریشان اور فکرمند ہوا۔ اپنی طرف سے تو اس نے خالدؓ بن ولید سے کچھ نہ کہا تاہم پلٹا، ایک بار پھر باہان کے خیمے میں داخل ہوا اور خالدؓ بن ولید نے جو کچھ کہا تھا وہ اس نے باہان سے کہہ دیا تھا۔

جبلہ نے جب ساری تفصیل کہی تب جواب میں باہان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، اس کے بعد جبلہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مسلمانوں کا سالار اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہاں ہے؟''

جبلہ نے غور سے باہان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''ہمارے لشکر کے بالکل سامنے مسلمانوں کا سالار اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہے۔''

''کیا وہ پیدل ہیں یا گھوڑوں پر سوار ہیں؟'' باہان نے پھر سوال کیا۔

''وہ گھوڑوں پر سوار ہیں۔'' جبلہ نے مختصر سا جواب دیا تھا۔

باہان نے پھر کچھ سوچا، کہنے لگا۔ ''اگر یہ بات ہے تو تم واپس جاؤ اور مسلمانوں کے سالار اور اس کے سارے ساتھیوں سے کہو کہ مسلمانوں کا سالار اپنے ساتھیوں کے ساتھ مجھ سے ملنے کے لئے آ سکتا ہے لیکن مجھ سے ملنے کے لئے وہ سب غیر مسلح ہو کر اور پا پیادہ آئیں۔''

جبلہ پھر واپس گیا اور خالدؓ بن ولید سے کہنے لگا۔

''آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئیں۔ ہمارا سالارِ اعلیٰ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔''

اس پر خالدؓ بن ولید ایک عجیب سی شان و شوکت، ایک عجیب سے وقار کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دشمنوں کے لشکر کی صفوں میں سے گزرتے ہوئے ان کے پیچھے ان کے پڑاؤ میں باہان کے خیمے کے قریب پہنچے۔

باہان کے خیمے کے قریب جبلہ نے انہیں روک دیا پھر جبلہ کہنے لگا۔

''وہ سامنے باہان کا خیمہ ہے۔ اب آپ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتر جائیں اور اپنے ہتھیار یہیں رکھ دیں۔ پا پیادہ اور غیر مسلح ہو کر باہان سے ملاقات کریں۔''

اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے گھورنے کے انداز میں جبلہ کی طرف دیکھا پھر اسے مخاطب کر کے آپ نے فرمایا۔

''جبلہ! ہم گھوڑوں سے اتر جائیں گے لیکن اپنی تلواروں کو ایک لمحہ کے لئے بھی

Marfat.com

جدا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہماری یہ تلواریں تو ہمارے لئے عزت کا نشان ہیں۔"

خالدؓ بن ولید کا یہ جواب سن کر جبلہ پھر پریشان ہوا۔ وہ اپنی طرف سے تو کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بار پھر واپس باہان کے پاس گیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"باہان! مسلمانوں کا سالار گھوڑوں سے اتر کر تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ سے بات کرنے کے لئے تیار ہے لیکن وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ غیر مسلح ہونے کے لئے تیار نہیں۔"

اس پر باہان بے بس ہو کر کہنے لگا۔

"اچھا اگر یہ بات ہے تو مسلمانوں کے سالار اور اس کے ساتھیوں کو ہتھیاروں سمیت ہی آنے دو۔"

باہان کے کہنے پر خالدؓ بن ولید جبلہ کے ساتھ باہان کے پاس گئے۔ اس وقت باہان کے خیمے کا عجیب عالم تھا۔ شامیانہ نما خیمے کے اندر ریشمی فرش بچھے ہوئے تھے۔ خیمے کے اندر سونے چاندی کی کرسیاں بڑی ترتیب اور قرینے کے ساتھ لگائی گئی تھیں۔ خالدؓ بن ولید جب خیمے میں داخل ہوئے تو سونے اور چاندی کی کرسیوں کو ایک طرف ہٹا کر خیمے کے اندر بیٹھ گئے۔

اس صورتِ حال کو باہان نے بڑے تعجب اور حیرت سے دیکھا پھر خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"میں نے تو تم لوگوں کے لئے یہ فرش بچھایا تھا اور سونے چاندی کی کرسیوں سے اپنے خیمے کو سجایا تھا۔ ایسا میں نے تم لوگوں کے استقبال کے لئے کیا تھا اور مسلمانوں کے سالار! تم نے یہ کیا کیا ...... تم نے کرسیاں ہٹا دیں اور فرش پر ہو بیٹھے۔"

باہان کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا۔ باہان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"باہان! تیرے اس فرش سے خدا کا فرش پاک ہے۔ اور ہم ایسی چیزوں کے عادی نہیں ہے۔ تو نے مجھے گفتگو کے لئے بلایا ہے۔ اب گفتگو کا آغاز کر۔"

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں باہان نے آپ کو متاثر کرنے کے لئے کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

''سب تعریفیں اس خداوند کے لئے ہیں جس نے حضرت مسیح کو بزرگ ترین نبی، ہمارے بادشاہ کو بزرگ ترین بادشاہ اور ہمارے گروہ کو بہترین گروہ بنایا۔''

باہان جب خاموش ہوا تب اسے مخاطب کر کے خالدؓ بن ولید نے فرمایا۔

''سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ایسا بنایا کہ ہم اپنے نبی (ﷺ) اور سب انبیاءؑ پر ایمان لائے اور ہمارے سالار ایسے ہیں جنہیں ہم اپنی مانند سمجھتے ہیں اور ہمارے سالار کو ہم پر اس صورت میں فضیلت حاصل ہے کہ وہ ہم سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے گروہ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند بنایا ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خالدؓ بن ولید رکے، پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہے تھے۔

''اور ہم اس خدا کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں۔''

خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سن کر باہان کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ کچھ دیر وہ خاموش رہتے ہوئے سوچتا رہا، کچھ کہہ نہ سکا۔ پھر خالدؓ بن ولید کو دوبارہ اس نے مخاطب کیا۔

''مسلمانوں کے سالار! میں دیکھتا ہوں کچھ عرصہ قبل تم میں ایسے گروہ موجود تھے جو ہم سے انعام و اکرام کے طلب گار اور خواہاں ہوا کرتے تھے اور ان کی اس طلب کے جواب میں ہم انہیں انعام و اکرام سے نوازتے تھے اور ان پر احسان کیا کرتے تھے۔ ہماری اس بخشش اور انعام و احسان کے تمام عرب قبائل مرہونِ منت تھے۔

لیکن اب تم اس صورت سے ہمارے سامنے آئے ہو کہ ہمارے شہروں کو ہم سے چھینتے ہو اور ہمارے حصار اور نشانوں کو مٹا رہے ہو۔ تم میں ایسے حوصلے اس لئے پیدا ہو گئے ہیں کہ تمہیں اپنی سرزمینوں سے نکل کر ارضِ شام میں اپنی سواریوں سے بہتر سواریاں، اپنے ہاں کے کپڑوں سے بہترین کپڑے اور اپنے کھانوں سے بہتر کھانے ملے ہیں۔''

باہان رکا پھر بات کو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''اور پھر میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ تم لوگوں نے چاندی، سونے اور مال و متاع سے اپنے گھر بھر لئے ہیں۔ مسلمانوں کے سالار! اگر تم ہم سے مصالحت کر کے یہاں سے چلے جاؤ تو جو کچھ ہمارا مال و متاع آج تک تم نے حاصل کیا ہے وہ ہم تمہارے پاس ہی رہنے دیں گے، واپس نہیں لیں گے۔ بلکہ اس کے علاوہ تم لوگوں کی تالیف

Marfat.com

قلوب کے لئے میں تمہارے ہر لشکری کو ایک سو دینار، تمہارے سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہؓ بن جراح کو ایک ہزار دینار اور کم از کم دس ہزار دینار تمہارے خلیفہ کے لئے دینے کو تیار ہوں۔''

باہان ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔

''یہ پیشکش بری نہیں ہے بلکہ انتہائی پُرکشش ہے۔ تم اسے قبول کر کے اپنے لشکر کو لے کر واپس چلے جاؤ۔ اسی میں تمہاری بہتری اور بھلائی ہے۔ اور اگر تم ہم سے جنگ کرنا چاہتے ہو تو جو لشکر اس وقت ہمارے پاس ہے اسے تم دیکھ ہی چکے ہو۔ اس لشکر کے ساتھ ہم تم لوگوں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے۔''

باہان تو اپنی گفتگو سے خالدؓ بن ولید کو متاثر کرنا چاہتا تھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ الٹا چھاتی تان کر اور اطمینان سے باہان کو مخاطب کر کے خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔

''باہان! غور سے سن ...... سب تعریفیں اُس خداوند کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے رسول محمدؐ اس کے برگزیدہ نبی اور بندے ہیں اور بہترین ساعتوں کی وہ ساعت ہے جس میں خداوند قدوس کی اطاعت کی جائے۔''

خالدؓ بن ولید کے یہ الفاظ سن کر باہان بڑا متاثر ہوا اور اپنے قریب ہی نشستوں پر بیٹھے اپنے سالاروں اور جبلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''یہ شخص بڑا دانش مند ہے اور حکمت کے ساتھ کلام کرتا ہے۔''

جواب میں خالدؓ بن ولید نے باہان کو مخاطب کر کے کہا۔

''باہان! اگر مجھے عقل دی گئی تو وہ خدا کی نعمت ہے اور اس سلسلے میں ہمارے نبیؐ نے فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک کسی چیز کو عقل سے درست تر پیدا نہیں کیا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور اس کی صورت اور انداز مقرر کیا تو پھر اس سے کہا آگے آ تو وہ آگے آ گئی اور جب کہا پیچھے ہو جا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ اس واسطے کہ تیرے سبب سے میری اطاعت ہوتی ہے اور تیری ہی وجہ سے لوگ جنت میں داخل ہوتے ہیں۔''

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے باہان بے حد متاثر ہوا۔ دوبارہ انہیں مخاطب کر

Marfat.com

کے کہنے لگا۔

''جب تم ایسے عقل مند اور ایسے دانش مند ہوں تو پھر اتنے آدمیوں کو کیوں اپنے ساتھ لے کر آئے ہو؟''

خالدؓ بن ولید جواب میں کہنے لگے۔

''میں اپنے ان ساتھیوں کے مشورے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جبکہ خداوند قدوس نے ہمارے پیغمبرؐ کو جو زمین کے آدمیوں سے سب سے بزرگ اور دانش مند تھے، فرمایا۔

''اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیا کرو۔''

ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

''جس آدمی نے اپنے مرتبہ کو پہچانا وہ ہلاک نہ ہوا اور جس مسلمان نے اپنے بھائی کے مشورے کو قبول کیا وہ بھی ہلاک نہیں ہوتا۔''

آپ کی اس دانش مندانہ گفتگو سے باہان اور زیادہ متاثر ہوا اور کہنے لگا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے لشکر میں کس قدر اہل الرائے آدمی ہوں گے؟''

خالدؓ بن ولید مسکرائے اور فرمایا۔

''ایک ہزار سے زیادہ آدمی ایسے ہیں جن کے مشورے سے ہم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔''

باہان نے پھر طنزیہ سے انداز میں کہنا شروع کیا۔

''ہم نے تو یہ سنا تھا کہ تم لوگ جاہل اور بے عقل ہو۔''

اس موقع پر برہمی کے انداز میں باہان کی طرف دیکھا پھر کہنے لگے۔

''یقیناً ہم میں سے اکثر ایسے ہی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر پیغمبرؐ کو مبعوث کر کے ہماری اور دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا جنہوں نے ہمیں راہِ راست دکھائی اور اپنے فیضِ صحبت سے ہماری خرابیوں کو دور کر کے ہمیں بنی نوع انسان کا مصلح اور رہبر بنا کر رکھ دیا۔''

خالدؓ بن ولید کی اس گفتگو سے باہان حیرت زدہ سا ہو رہا تھا۔ بڑے متاثر کن انداز میں کہنے لگا۔

''مجھے تمہاری دانش مندی پر بہت تعجب اور حیرت ہے۔ اور اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے میں تمہیں اپنا بھائی بنانا چاہتا ہوں۔''

Marfat.com

جواب میں خالدؓ بن ولید مسکرائے اور فرمایا۔
''تم اس صورت میں میرے بھائی بن سکتے ہو جب تم اسلام قبول کر لو۔ اس کے بعد تم میرے بھائی ہو گے اور میں تیرا دوست ہو جاؤں گا۔''
باہان کہنے لگا۔
''میرے لئے اپنا مذہب چھوڑنا تو ممکن نہیں ہے۔''
اسی کے انداز میں خالدؓ بن ولید کہنے لگے۔
''اور میرے لئے بھی تمہیں اپنا بھائی بنانے کی کوئی اور صورت نہیں ہے۔''
باہان پھر جھک جانے کے انداز میں کہنے لگا۔
''تمہیں بھائی کی طرح جانتے ہوئے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟''
باہان کے خاموش ہونے پر خالدؓ بن ولید نے کہنا شروع کیا۔
''باہان! اب تک جو تم نے گفتگو میری قوم سے متعلق کی ہے اس کا جواب اب تُو تفصیل سے سن۔ تُو نے اپنی قوم کی عظمت اور مالداری اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کا ذکر کیا ہے تو ہمیں یہ سب کچھ معلوم ہے اور عربوں پر تمہارے انعام و اکرام سے بھی ہم واقف ہیں لیکن یہ سب کچھ تم لوگوں نے اپنے مال و متاع اور اپنے خزانوں کو محفوظ کرنے کے لئے کیا تھا۔
دوسری بات تم یہ کہتے ہو اور ہمیں ہماری غربت اور اونٹ چرانے کا طعنہ دیتے ہو تو بات یہ ہے کہ ہم اونٹ چراتے تھے اور ہماری قوم میں جس شخص نے اونٹ چرائے ہوں اسے اس شخص پر ترجیح نہیں دی جاتی تھی جس نے اونٹ نہ چرائے ہوں۔
تیسری بات تم ہماری کم مائیگی کی کرتے ہو تو سنو، ہماری کم مائیگی اور بدبختی کے اسباب یہ تھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ دشت میں پیدا کیا جہاں کھجور کے سوا کوئی درخت اور کھیتی وغیرہ نہیں ہوتی اور جہالت کی وجہ سے ہم لوگ تلوار کے دھنی تھے اور زبردست زیردست کو نگل جایا کرتا تھا اور یہ کہ ہم بتوں کے آگے جھکتے تھے جو نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ نفع نقصان کے مالک ہیں۔
باہان! بات یہ ہے کہ اب ہم مسلمان ہو کر کفر شرک سے بیزار ہو چکے ہیں۔ سوائے پروردگارِ عالم کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور اپنے محترم رسولؐ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں جنہوں نے علاوہ جملہ دیگر دین کے احکام کے ہمیں کفار سے جہاد کرنے کا

Marfat.com

حکم دیا ہے۔

باہان! جو ہمارے دین میں داخل ہو جاتا ہے یا ہماری اطاعت اختیار کر لیتا ہے وہ ہمارا بھائی ہو جاتا ہے اور جس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اسے صرف جزیہ کی ادائیگی ہماری تلوار سے بچا سکتی ہے اور جس نے جذیہ دینے سے بھی انکار کر دیا ہمارے اور اس کے درمیان تلوار فیصلہ کرتی ہے اور اب ہم تمہیں اختیار دیتے ہیں کہ یا تو حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاؤ یا پھر جزیہ دینے کے لئے تیار رہو۔"

باہان نے اس موقع پر گھورنے کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"ہم نہ تو اپنا دین چھوڑیں گے نہ ہی جزیہ دیں گے۔ تم جو چاہو کرو۔ اب تلوار ہی ہمارے درمیان تصفیہ کرے گی۔"

باہان کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے بڑی جراٴت مندی اور بڑی شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باہان کو جواب دینا شروع کیا۔

"باہان! اگر تم تلوار سے فیصلہ کرنے کے متمنی ہو تو پھر یہ بھی یاد رکھنا کہ تم ہمیں اپنی نسبت جنگ کے لئے زیادہ خواہش مند پاؤ گے اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ انشاء اللہ ہم تمہیں شکست دیں گے اور تم اس طرح جنگ کے دوران ہانکے جاؤ گے کہ تمہاری گردن میں رسّی ہوگی اور اسی حالت میں ہم تمہیں اپنے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کریں گے جو تمہاری گردن کاٹیں گے۔"

خالدؓ بن ولید کی اس جراٴت خیز تقریر پر باہان بڑا خفا اور برہم ہوا۔ پھر خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

"اب میرے دل میں تمہارے لئے مہربانی کی جگہ دشمنی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے تمہارے جو قیدی اس وقت ہماری اسیری میں ہیں میں انہیں بلا کر تمہارے سامنے ان پانچوں کی گردنیں ماروں گا۔"

باہان کے ان الفاظ کے جواب میں خالدؓ بن ولید نے بھی برہمی کا اظہار کرتے ہوئے اسے جواب دیا۔

"باہان! تم ہمیں موت سے ڈراتے ہو حالانکہ ہمیں تو موت ہی کی آرزو ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کی اصل زندگی تو موت کے بعد ہی شروع ہوتی ہے ساتھ ہی میں تمہیں یہ بھی آگاہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے مسلمان قیدیوں کو قتل کیا تو میں اور میرے ساتھی مل کر اپنی تلواروں سے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو فنا کر دیں گے اور ہم تمہاری

Marfat.com

کثرت کی قطعی پرواہ نہیں کریں گے۔“
خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ نے باہان کو اور زیادہ برہم کر دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنا ہاتھ اپنی تلوار کے دستے پر لے گیا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اس کے پاس اس کے جو اپنے مسلح جوان تھے وہ بھی اپنے ہتھیار درست کر کے باہان کے حکم کا انتظار کرنے لگے تھے۔

اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے ایک بے مثال جرأت اور بے نظیر شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے ایک لمبی جست لی۔ دوسرے ہی لمحے آپ باہان کے قریب تھے۔ ایک طرح سے آپ اس پر سوار ہو گئے اور اپنی تلوار کی نوک باہان کے سینے پر رکھ دی اور پھر باہان کو اپنے سامنے بے بس اور لاچار کر کے رکھ دیا۔ عین اسی لمحہ وہ اصحاب جو خالدؓ بن ولید کے ساتھ گئے ہوئے تھے انہوں نے باہان کے سارے مسلح محافظوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔

اپنی تلوار کی نوک باہان کے سینے پر رکھنے کے بعد تحکمانہ انداز میں خالدؓ بن ولید نے اسے مخاطب کیا۔

”باہان! اگر تم نے یا تمہارے کسی ساتھی نے بھی ہلنے کی جرأت کی تو میری تلوار کی نوک تمہارے سینے میں اتر جائے گی اور تمہارا کام تمام کر کے تمہارے جسم سے پار نکل جائے گی۔“

اس موقع پر باہان انتہائی پریشانی اور فکرمندی میں خالدؓ بن ولید کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ وہ آپ کی بے مثال جسارت اور جرأت پر حیران اور پریشان بھی تھا۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے پھر تحکمانہ انداز میں باہان کو مخاطب کیا۔

”جو مسلمان قیدی اس وقت تمہاری گرفت میں ہیں انہیں فوراً آزاد کرنے کا حکم دو اور اپنے ساتھیوں سے کہو کہ ہمارے ان قیدیوں کو یہاں لے کر آئیں۔“

خالدؓ بن ولید کی گرفت بڑی سخت تھی جس میں باہان گھبرایا ہوا تھا، پریشان بھی تھا، اس بات پر فکرمند بھی تھا کہیں مسلمانوں کا سالار اچانک اپنی تلوار اس کے سینے ہی میں نہ اتار دے۔ لہٰذا اس نے فوراً مسلمان قیدیوں کو رہا کرنے کا حکم دیا۔ اس کے حکم پر پانچوں قیدی مسلمانوں کو رہا کر کے خالدؓ بن ولید کے پاس لایا گیا۔ خالدؓ بن ولید نے پھر باہان کو مخاطب کیا۔

”ہمیں نہایت امن اور سلامتی کے ساتھ اپنے لشکر سے رخصت کرو۔ ساتھ ہی تم

Marfat.com

قسم اٹھا کر عہد کرو کہ تم یا تمہارا کوئی لشکر ہرگز مزاحم نہ ہو گا۔

باہان مجبور اور بے بس تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو خالدؓ بن ولید اپنی تلوار اس کے سینے میں اتار دیتے اور اس کا خاتمہ ہو جاتا۔ لہٰذا باہان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے وہی کیا جس کا خالدؓ بن ولید نے حکم دیا تھا۔ اس طرح باہان خالدؓ بن ولید اور آپ کے ساتھیوں کو اپنے لشکر سے نکال کر باہر لے گیا۔

خالدؓ بن ولید کی اس دلیری اور جسارت نے رومنوں کے نو دس لاکھ لشکر کے اندر ایک تہلکہ اور کہرام برپا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس طرح خالدؓ بن ولید نے اپنے پانچ قیدیوں کی رہائی کی جو ذمہ داری اپنے سر لی تھی وہ آپ نے بڑے احسن طریقے سے پوری کی۔

اس موقع پر مؤرخین لکھتے ہیں کہ خالدؓ بن ولید نے خدا کے فضل و کرم اور اپنی بہادری اور جسارت سے جس خوبی کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا تاریخ عالم میں ایسی مثال کہیں بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قوتِ ایمانی تھی جس نے خالدؓ بن ولید کو اس بے باکی اور بہادری کی جرأت دلائی۔ گو اس موقع پر رومنوں کے سالارِ اعلیٰ باہان نے خالدؓ بن ولید کو اپنا اسیر بنانے کے لئے مکر و فریب کا جال پھیلایا تھا۔ خالدؓ بن ولید کو اپنے قبضے، اپنی گرفت میں کرنے کی کوشش کی تھی لیکن الٹا دوسرے قیدیوں کو بھی چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اس طرح مسلمانوں کی چھوٹی سی قوت رومنوں کی بڑی قوت پر غالب آئی۔

خالدؓ بن ولید جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے لشکر میں پہنچے تو انہیں دیکھتے ہی ابو عبیدہؓ بن جراح اور سارے لشکریوں نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کرتے ہوئے اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد سارے حالات خالدؓ بن ولید سے سننے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے دشمن سے ٹکرانے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی۔

اگلے روز صبح سویرے ہی ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے سارے لشکر کا سردار خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا اور خالدؓ بن ولید نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔

ایک حصے پر قیسؓ بن حیرہ کو کماندار مقرر کیا گیا، دوسرا حصہ میسرہ بن مسروق کی کمانداری میں دیا گیا۔ تیسرے حصے کو عامر بن طفیل کے تحت رکھا گیا اور چوتھا حصہ خالدؓ بن ولید نے اپنی نگرانی میں لیا تھا۔

Marfat.com

جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرانے کے لئے اپنی صفیں درست کر چکے تھے اس موقع پر ایک رومن پہلوان اور جنگجو دونوں لشکروں کے وسطی حصے میں آیا اور اپنا مقابل طلب کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ انفرادی مقابلے پر آنے والے اُس رومن نے جب مقابلے کے لئے للکارا تو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بصرہ کا سابق حاکم اوماس جو کبھی نصرانی تھا اور اسلام قبول کر چکا تھا وہ اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔

اوماس تھوڑی دیر تک اُس رومن پہلوان کا جم کر مقابلہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس مقابلے کے دوران وہ زخمی ہو گیا اور میدان سے لوٹ آیا۔ اس پر اس رومن پہلوان نے اپنی تلوار فضا میں بلند کرتے ہوئے انفرادی مقابلے کے لئے کسی اور مسلمان کو طلب کیا۔

اس کی اس طلب اس کی اس پکار پر قیسؓ بن حیرہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اترے۔

قیسؓ بن حیرہ اور اس رومن پہلوان کے درمیان تھوڑی دیر تک گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں بڑی شجاعت اور دلیری سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے لیکن عین ٹکراؤ کے دوران قیسؓ بن حیرہ کی تلوار بے کار ہو گئی۔ وہ رومن پہلوان اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قیسؓ بن حیرہ کو اپنے سامنے زیر کرنا چاہتا تھا لیکن قیسؓ بن حیرہ تلوار بے کار ہو جانے کے بعد بھی اپنا دفاع کرتے رہے۔

اس دوران خالدؓ بن ولید کی نگاہ قیسؓ بن حیرہ پر پڑ گئی تھی کہ ان کی تلوار بے کار ہو چکی ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو صرف دفاع تک محدود کر لیا ہے، جارحیت پر نہیں اترا ہے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اپنے لشکریوں کی طرف منہ کر کے خالدؓ بن ولید نے پکارا۔

''کون شخص ہے جو دونوں لشکریوں کے درمیان جائے اور قیسؓ بن حیرہ کو تلوار پہنچا کر آئے؟''

خالدؓ بن ولید کے ان الفاظ کے جواب میں عبدالرحمٰنؓ بن ابی : نے اپنے گھوڑے کو ایک تیز اور ہلا مارنے والی مہمیز لگائی۔ لبیک لبیک پکارتے ہوئے میدان میں اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے قیسؓ بن حیرہ کو تلوار پہنچانے کے لئے لپکے۔ آپ نے ایک فالتو تلوار قیسؓ بن حیرہ کو پہنچا دی تھی۔ دوسری طرف رومنوں نے

Marfat.com

جب دیکھا کہ ان کا ایک اور جنگجو اپنے ساتھی کی مدد کے لئے میدان میں اترا ہے تو رومنوں کی طرف سے اپنے ساتھی کی مدد کے لئے دو اور پہلوان اور تیغ زن میدان میں اترے اور اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آگے بڑھے تھے۔

یہ صورت حال بڑی نازک تھی۔ قیسؓ بن حیرہ پہلے ہی رومن پہلوان کے ساتھ ٹکراؤ میں مصروف تھے۔ اب رومنوں کے دو اور پہلوان اترے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر جو قیسؓ بن حیرہ کو تلوار پہنچانے کے بعد پلٹ کر اپنے لشکر میں واپس آنا چاہتے تھے رک گئے۔ اس موقع پر اپنے گھوڑے پر سوار عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر آنے والے دونوں پہلوانوں کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ ساتھ ہی انہوں نے ایک جھٹکے کے ساتھ اپنی تلوار بھی بے نیام کر لی تھی۔ ڈھال پر بھی اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔

قیسؓ بن حیرہ تو پہلے ہی اپنے مد مقابل کے ساتھ مقابلے میں مصروف تھے۔ دونوں رومن پہلوان جب نزدیک آئے تب اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر ان کی طرف بڑھے۔ اب عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر اور نئے آنے والے دو پہلوانوں کے درمیان تیغ زنی کا مقابلہ شروع ہوا اور وہ دونوں پہلوان دنگ رہ گئے۔ اس لئے کہ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نے لمحوں کے اندر عجیب اور انوکھے سے انداز میں حملہ آور ہوتے ہوئے ان دونوں کی گردنیں کاٹ کر انہیں جہنم واصل کر دیا تھا۔

یہ صورتِ حال رومنوں کے لئے بڑی عجیب وغریب اور ناقابل برداشت تھی۔ وہ یہ امید اور توقع بھی نہیں کر سکتے تھے کہ مسلمانوں کا اکیلا مجاہد ان کے دو بہترین اور عمدہ قسم کے تیغ زنوں کو لمحوں کے اندر موت کے گھاٹ اتار کر رکھ دے گا۔ کہتے ہیں اس موقع پر رومنوں کے لشکر میں کسی نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا۔

"یہ لوگ انسان نہیں ہیں، جنات میں سے ہیں۔"

جہاں عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر نے دو رومنوں کا خاتمہ کر دیا وہاں قیسؓ بن حیرہ نے بھی اپنے مقابل آنے والے رومن کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ انفرادی مقابلوں میں یہ ہزیمت اور شکست دیکھ کر رومنوں کا سپہ سالار باہان بڑا پریشان اور فکرمند ہوا۔ اس کے بعد رومنوں اور مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے دستے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے رہے لیکن اس ٹکراؤ کے نتیجے میں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں رومنوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ آخر سورج غروب ہو گیا۔ جب اندھیرا چھانے لگا تو دونوں لشکر اپنے

Marfat.com

پڑاؤ کی طرف ہٹ گئے۔ اس روز رات کے وقت باہان نے اپنے بڑے بڑے سالاروں اور سرکردہ تیغ زنوں اور پہلوانوں کو اپنے شامیانہ نما خیمے میں طلب کیا۔ جب سب اس کے پاس جمع ہو گئے تب باہان کچھ دیر تفکرات میں ڈوبا رہا پھر ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیز ساتھیو! جب سے میری کمانداری میں ہمارا مسلمانوں سے ٹکراؤ شروع ہوا ہے کوئی نہ کوئی حیرت انگیز بات ہمارے سامنے آتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے لشکریوں پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ چھاتا جا رہا ہے۔ پہلے جبلہ کے ساٹھ ہزار جنگجوؤں کا مقابلہ مسلمانوں کے صرف ساٹھ مجاہدوں نے کیا اور تم لوگوں نے دیکھا کہ میدانِ جنگ میں جبلہ کے ہزاروں آدمی مارے گئے جبکہ مسلمان صرف چند ایک میدانِ جنگ میں کام آئے۔ اور پھر حیرت کی بات یہ کہ جبلہ ساٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ شکست اٹھا کر بھاگا اور ان مٹھی بھر مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ تعاقب کرنے والے بیس پچیس سے زیادہ نہ تھے۔ باقی ان کے سالار کی سرکردگی میں واپس چلے گئے اور ہماری بدقسمتی کہ جہاں ہمارے ہزاروں ساتھی مارے گئے وہاں مسلمانوں کے چند ہی کام آئے اور صرف پانچ کو ہم گرفتار کر سکے۔

اور پھر عجوبہ یہ کہ ان پانچ کو بھی مسلمانوں کا سالار کسی نہ کسی حیلے سے چھڑا کر لے گیا۔ اور آج جو کارروائی ہمارے سامنے آئی ہے تم نے دیکھا ہم نے میدانِ جنگ میں اپنے تین بہترین پہلوانوں اور تیغ زنوں کو اتارا۔ ایک ان کے مجاہد کے ہاتھوں مارا گیا اور سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ ان کے دوسرے مجاہد کے ہاتھوں ہمارے دو پہلوان اور تیغ زن ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد جب چھوٹی چھوٹی ٹولیاں آپس میں ٹکرائیں تب بھی ہمارے ہی لشکری سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں جنگ میں کام آئے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد باہان رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔ ''میرے ساتھیو! یہ جو مختلف مواقع پر مسلمانوں کے ساتھ ہمارا ٹکراؤ ہوتا رہا ہے تو میں نے اس سے اندازہ لگایا ہے کہ ہمارے لشکریوں پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ ہے اور ہمارے لشکری ان کا سامنا کرتے ہوئے جی چراتے ہیں۔ سامنے سے ہٹ کر اِدھر اُدھر ہو کر اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ اگر حقیقت کو سامنے رکھا جائے تو ہمارے لشکر کی تعداد اس قدر ہے کہ مسلمان ہمارے سامنے نہ ہونے کے برابر

Marfat.com

ہیں۔ ہماری بدقسمتی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہمارے پاس دس لاکھ کے قریب لشکر ہے۔ ہمارے مقابلے پر مسلمان صرف تیس ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ اس کے باوجود میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ہمارے دس لاکھ کے لشکری اُن تیس ہزار بے باک اور جنگجو مسلمانوں کے سامنے دبتے دکھائی دیتے ہیں۔"

باہان ذرا رک کر پھر کہہ رہا تھا۔

"جہاں تک میرا جنگی تجربہ ہے اس کے مطابق میں یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ ہمارے لئے دن بدن حالات برے اور گمبھیر ہوتے چلے جائیں گے۔ لہٰذا میں اصل صورت حال کی اطلاع ہرکولیس کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آنے والے دنوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہمیں ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑے اور ہم میں سے اگر کوئی بچ کے ہرکولیس کی طرف جائے تو ہرکولیس سب کی گردن ڈال دے اور یہ کہے کہ دس لاکھ کے لشکر کو صرف تیس ہزار مسلمانوں کے مقابلے میں کیسے شکست ہوگئی۔

اگر میں پہلے سے اس صورت حال کی اطلاع ہرکولیس کو کر دوں گا تو کم از کم اس کے ذہن میں یہ بات تو محفوظ رہے گی کہ تیس ہزار مسلمانوں کا مقابلہ کرنا کوئی آسان نہیں۔ ساتھ ہی پہلے سے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے کہ ساٹھ ہزار غسانیوں کو صرف ساٹھ مسلمانوں نے پسپا کیا اور شکست دی اور کس طرح ہمارے پہلوان انفرادی مقابلے میں مارے گئے۔ ان سب باتوں کا ہرکولیس کے ذہن میں ڈالنا نہایت ضرورت ہے۔ اس لئے کہ اگر ہمیں شکست ہوئی تو ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ہرکولیس ہمارے خلاف زیادہ برہم نہیں ہوگا، زیادہ غصے کا اظہار نہیں کرے گا۔ اور اگر ہمیں مسلمانون کے ہاتھوں شکست ہوتی ہے تو پھر ہرکولیس حالات کو دیکھتے ہوئے میری یا میرے ساتھی سالاروں کی گردن مارنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اب تم مجھے مشورہ دو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے کیا میں اس پر عمل کرنے کے لئے حق بجانب ہوں؟"

باہان جب خاموش ہوا تب اس کا ایک سالار اٹھا۔ پہلے اس نے وہاں بیٹھے سارے سالاروں پر ایک گہری نگاہ ڈالی پھر باہان کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"باہان! جو کچھ تم نے کہا ہے درست ہے۔ ہم پوری طرح اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ تمہارے خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی کارکردگی کو ہم بھی

Marfat.com

دیکھ چکے ہیں۔ اس موقع پر اگر میرے ساتھی برا نہ مانیں تو میں یہاں تک کہنا پسند کروں گا کہ ہمارے اور مسلمانوں کے لڑنے کے انداز میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مسلمان جب اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں تو میں اپنے مشاہدے کے مطابق یہ کہتا ہوں کہ وقت بھاگتے نوری سالوں میں زرفشاں لمحوں کی طرح ان کا استقبال کرتا ہے اور زمین خوابوں کے مخمل میں وعدوں کی صندلی سحر کی طرح ان کے گھوڑوں کی مسافتوں کے سامنے سمٹتی ہے۔ مسلمان ہر روز زندگی کو کھونے کے لئے نکلتے ہیں لیکن سات سمندروں سے گہری موت ان کے آگے بھاگتی ہے اور زیست اپنے سارے رشتوں اور رابطوں سے سنور کر ان کے سامنے آتی ہے۔

وہ جب اپنے دشمنوں سے ٹکراتے ہیں تو اکثر اوقات میں نے دیکھا وہ طلسمی اور الوہی خاموشیوں میں آنکھوں میں صدیوں کی بے زاری کے خواب لے کر نگر کے ناقابل تسخیر عناصر کی طرح ضرب لگاتے ہیں۔ رات کے طول میں خونی عقابوں کی برہنہ جستجو اور ان گنت ہجر راتوں میں ہیبت ناک لمحوں کے عذاب کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں۔ میرے عزیزو! جس طرح کھوکھلے فیصلوں کے سامنے عدل اور ضمیر سو جاتے ہیں اس طرح مسلمان جس لشکر سے بھی ٹکراتے ہیں اس کی حالت اندھی بہری گونگی بستیوں، وقت کی اپاہج کرتی تاریکیوں اور خوف بھرے خود ساختہ لمحوں جیسی بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ میں باہان کے ارادوں سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔"

باہان نے جب دیکھا کہ اس کے سالار اس کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں تو اس نے چند دنوں کے لئے جنگ کو ملتوی کر دیا اور ایک خط لکھ کر تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے صورتِ حال سے ہرکولیس کو آگاہ کیا تھا۔

❖

انطاکیہ شہر میں ہرکولیس ایک روز اپنے چند امراء کے علاوہ اپنی دونوں بیٹیوں کیتھرائن اور زوزان کے ساتھ بیٹھا ہوا کسی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا کہ اس کے سامنے باہان کے قاصد کو پیش کیا گیا۔ قاصد نے زمین کی طرف جھک کر پہلے ہرکولیس کو تعظیم دی پھر باہان کا خط نکال کر اس نے ہرکولیس کے سامنے رکھ دیا تھا۔

ہرکولیس خط پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ خط پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر پیلاہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ خط پڑھنے کے بعد اس نے ایک شخص کو اپنے قریب بلایا پھر اس سے بلند آواز میں وہ خط پڑھوایا تا کہ وہاں بیٹھے اس کے سارے امراء اور

Marfat.com

دیگر سالار بھی خط کے مضمون سے آگاہ ہوسکیں۔

باہان کا وہ خط پڑھ کر جہاں ہرکولیس فکرمند اور پریشان ہو گیا تھا وہاں اس کے سالار اور امراء کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ اس موقع پر کیتھرائن نے اپنے باپ ہرکولیس کو مخاطب کیا۔

''بابا! لگتا ہے یہ مسلمان اناطولیہ کے مغربی سروں تک کوئی بھی شہر کوئی بھی قصبہ ہمارے قبضے میں نہیں رہنے دیں گے۔ بابا جس وقت میں اپنے شوہر توما کے ساتھ دمشق کی گئی تھی تو مجھے سو فیصد امید تھی کہ مسلمان کسی بھی صورت دمشق کو فتح نہیں کر پائیں گے۔ اس لئے کہ دمشق کی فصیل انتہائی مستحکم اور مضبوط تھی اور پھر دمشق شہر کے اندر مسلمانوں کے لشکر سے کہیں بڑا رومنوں کا لشکر تھا۔ لیکن لگتا ہے خداوند کی طرف سے ہم پر بدبختی کا نزول ہونا شروع ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر نے نہ صرف رومنوں کو کئی بار شکست دی بلکہ دمشق شہر کو فتح کر لیا۔ بابا دمشق شہر کے فتح ہونے پر سب سے زیادہ میرا ذاتی نقصان ہوا۔ اس لئے کہ مجھے اس جنگ نے میرے شوہر سے محروم کر دیا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد کیتھرائن جب خاموش ہوئی تب دکھ بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہرکولیس کہنے لگا۔

''میری بیٹی! تُو ٹھیک کہتی ہے۔ اس سے پہلے مجھے تین بڑے صدمے مل چکے ہیں۔ ایک دمشق کی فتح، دوسری تمہارے شوہر کا مارا جانا، تیرے اجنادین کے میدانوں میں ہماری شکست اور مسلمانوں کی فتح۔ میری بیٹی اس سے پہلے مختلف مقامات پر رومن لشکروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکستیں ہوتی رہیں تو میں اپنے دل کو ڈھارس دے لیتا تھا کہ بہت جلد کوئی ایسا موقع آئے گا کہ ہم مسلمانوں کو شکست دے کر نہ صرف اپنی گزشتہ شکستوں کا انتقام لیں گے بلکہ مسلمانوں کا خوب قتل عام کر کے اپنے نقصان کو بھی پورا کریں گے۔ لیکن ایسا کبھی کوئی موقع میرے سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے مجھے قلبی اور ذہنی سکون حاصل ہوا ہو۔

اب باہان کے خط نے مجھے اور زیادہ پریشان اور فکرمند کر دیا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے سالار کو حیلے بہانے سے بلا کر قتل کرنا چاہا لیکن ناکام ہوا۔ اس سے پہلے اجنادین کے میدانوں میں یہی کام جب وردان نے کرنا چاہا تو الٹا وردان اپنی گردن کٹوا بیٹھا۔ اب میری بیٹی میرے لئے سب سے زیادہ دکھ اور پریشانی کی بات

Marfat.com

یہ ہے کہ یرموک کے میدانوں میں ہمارا دس لاکھ کا لشکر پڑا ہوا ہے اور اس کے مقابلے میں صرف تیس ہزار سے زائد مسلمان ہیں۔ لیکن دس لاکھ رومن تیس ہزار مسلمانوں کے سامنے ہمت ہارتے دکھائی دے رہے ہیں۔ انہوں نے ان تیس ہزار مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مجھ سے مزید رقم اور کمک کا مطالبہ کیا ہے۔ اب حیرت اور سوچنے کی بات یہ ہے کہ کہاں تیس ہزار ایک طرف اور کہاں دس لاکھ کا ہمارا لشکر۔ یہ خط پڑھنے کے بعد میں یہ سوچنے لگا تھا کہ اگر یہ تعداد الٹ ہوتی یعنی تیس ہزار کا لشکر ہمارا ہوتا اور دس لاکھ کا مسلمانوں کا تو مسلمان تو ہمیں دنیا کے آخری کونے تک کہیں بھی پاؤں جمانے کا موقع ہی نہ دیتے۔‘‘

ہرکولیس کی اس گفتگو کے جواب میں اس بار اس کی چھوٹی بیٹی زوزان فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے بول اٹھی۔

’’بابا! لگتا ہے تقدیر نے اب اپنی بساط پر ہمارے لئے فکرمندیاں اور پریشانیاں ہی پریشانیاں بچھا رکھی ہیں۔ بابا میرے پاس بھی ایک خبر تھی اور میں کسی مناسب موقع پر آپ سے کہنا چاہتی تھی لیکن حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا۔ اب جبکہ باہان کی طرف سے یہ حوصلہ شکن خط آیا ہے تو میں جو خبر آپ سے کہنا چاہتی ہوں وہ بھی کہہ لوں۔‘‘

اس موقع پر ہرکولیس اور کیتھرائن بڑی فکرمندی سے زوزان کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ پھر زوزان نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

’’بابا! آپ یہ تو جانتے ہیں کہ میں نے مارسمول اور لوئس دونوں کو میخالہ، مریشا اور شوطار کے تعاقب میں روانہ کیا تھا۔ ان کے ساتھ کچھ مسلح جوان بھی روانہ کئے تھے۔ ان کے متعلق میرا ایک آدمی یہ خبر لے کر آیا کہ اجنادین کے میدانوں سے میخالہ، مریشا اور شطار بھاگ کر بدلیس شہر کی طرف چلی گئی تھیں۔ وہاں میخالہ کی خالہ زاد رہتی ہے۔ مارسمول اور لوئس نے اپنے آدمیوں کے ذریعے انہیں تلاش بھی کر لیا۔ اپنے ایک آدمی کو ان کی طرف بھجوایا تاکہ انہیں وہاں رہنے کے خطرات سے آگاہ کرے، انہیں پیشکش کرے کہ وہ انہیں محفوظ جگہ پہنچا دے گا۔ ساتھ ہی ایک اور آدمی اپنے پہلے آدمی پر نگاہ رکھنے کے لئے روانہ کیا لیکن وہاں ایک باغ کے اندر شوطار نے مارسمول کے آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دوسرے آدمی نے بھاگ کر صورت حال سے مارسمول اور لوئس کو آگاہ کر دیا۔

اس آدمی نے مجھے یہ بتایا کہ اس کے بعد میخالہ، مریشا اور شوطار بدلیس سے نکل

Marfat.com

کھڑی ہوئیں۔ مارسمول اور لوگس ان کے تعاقب میں لگ گئے اور انہیں جا بھی لیا لیکن اس موقع پر ایک طرف سے وامس ابوالہول نکل پڑا۔ اس نے مارسمول اور لوگس کا خاتمہ کر دیا اور ان تینوں ماں بیٹی کو لے کر کہیں چل دیا۔

اس کے بعد مجھے حالات کی خبر نہ ہوئی تھی۔ تاہم میں نے اپنے آدمی ان کے پیچھے لگائے ہوئے تھے کہ جان سکوں وامس انہیں کہاں لے کر گیا ہے۔ اب چند دن پہلے جو میرا دوسرا آدمی میرے پاس خبریں لے کر آیا ہے، اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ وامس مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو چکا ہے اور مریشا اور شوطار کو بھی وہ اپنے ساتھ لے گیا ہے۔ راستے میں مریشا کی ماں میخالہ مرگئی تھی جسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اور اب سنا ہے مریشا اور شوطار دونوں نے وامس سے شادی کر لی ہے اور وہ دونوں اس کی بیویوں کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہی ہیں اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو چکی ہیں۔

زوزان جب خاموش ہوئی تو دکھ بھرے انداز میں ہرکولیس کہنے لگا۔

''اس کا مطلب ہے وامس نے جن دنوں انطا کیہ میں قیام کیا ہوا تھا ان دنوں وہ مسلمان تھا اور اس کے ساتھ جو دھرے غلام تھے وہ بھی مسلمان تھے۔ اور پھر موقع ملتے ہی وہ مسلمانوں کی طرف چلے گئے۔ بہر حال اب ان کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو کر نہ ہمارا کوئی آدمی انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے نہ انہیں پکڑ کر واپس لا سکتا ہے۔ لہٰذا انہیں بھولی بسری یاد سمجھ کر ان پر مٹی ڈال دو۔''

یہاں تک کہتے کہتے ہرکولیس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ زوزان پھر بول اٹھی۔

''بابا! ان پر مٹی تو ڈال دیتے ہیں لیکن اس موقع پر میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اگر یرموک کے میدانوں میں دس لاکھ رومن صرف تیس ہزار مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں پا رہے تو میں یرموک کے میدانوں کا رخ کروں گی۔ اپنے لشکر میں رہتے ہوئے میں لشکریوں کا حوصلہ بڑھاؤں گی۔ انہیں مسلمانوں کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے لئے اکساؤں گی۔ اور مجھے امید ہے کہ جب ہمارے لشکری اپنے اندر مجھے دیکھیں گے تو ان کے حوصلے پہلے سے کئی گنا مستحکم اور مضبوط ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں کے سامنے ایک نہ سرکنے اور پسپا ہونے والی چٹان ثابت ہوں گے۔''

زوزان جب خاموش ہوئی تو کیتھرائن کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔ وہ

Marfat.com

بھی ہرکولیس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! زوزان ٹھیک کہتی ہے۔ زوزان کے ساتھ میں بھی یرموک کے میدانوں کا رخ کروں گی اور ہم دونوں بہنیں مل کر اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھائیں گی اور مجھے امید ہے کہ ہمارے ایسا کرنے سے مسلمانوں کی شکست اور ہماری فتح یقینی ہو گی۔ اس موقع پر میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ مجھے اور زوزان کو آنے والے اس قاصد کے ساتھ یرموک کی طرف روانہ ہونے سے منع نہ کیجئے گا۔''

کیتھرائن جب خاموش ہوئی تو خدشات بھرے انداز میں اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف دیکھتے ہوئے ہرکولیس کہنے لگا۔

''میری بیٹیو! میں تمہیں روکتا تو نہیں لیکن تمہاری اس تجویز سے میرے دل میں ایک طرح کا خوف و ہراس سا بھر گیا ہے۔ اس لئے کہ اس سے پہلے اجنادین کے میدانوں میں ہمارے نوے ہزار کے لشکر کو شکست ہو چکی ہے۔ اب اگر............''

ہرکولیس کو رک جانا پڑا اس لئے کہ زوزان اس کی بات کاٹتے ہوئے بول اٹھی۔

''بابا! اجنادین کے میدانوں میں ہمارے لشکر کی تعداد صرف نوے ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد پینتالیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اس طرح وہاں مسلمانوں سے ہماری تعداد دوگنی تھی۔ لیکن یرموک کا معاملہ مختلف ہے۔ یرموک کے میدانوں میں ہمارا دس لاکھ کا لشکر ہے۔ مسلمان تیس ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ اس طرح ہمارے لشکر کی تعداد مسلمانوں سے تیس گنا زیادہ ہے اور مجھے امید ہے کہ یرموک کا میدان ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن ثابت ہو گا۔ ان میدانوں میں اگر ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو پھر رومنوں کے سامنے کہیں بھی مسلمانوں کے قدم نہ جمنے پائیں گے اور مسلمانوں کے فتح کئے ہوئے علاقے واپس لینا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔''

زوزان رکی، کچھ سوچا پھر دوبارہ اپنے باپ کو مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

''بابا! یرموک کے میدانوں میں اپنے لشکر کے اندر قیام کرتے ہوئے میں ایک اور کام بھی کروں گی۔''

ہرکولیس نے چونکنے کے انداز میں اس طرف دیکھا پھر پوچھ لیا۔

''وہ کیا؟''

زوزان کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا، پھر وہ کہنے لگی۔

Marfat.com

''بابا! یہ بات تو ظاہر ہے کہ مارسول اور لوگس دونوں مارے جا چکے ہیں۔ ان دونوں پر مجھے بڑا بھروسہ اور اعتماد تھا کہ وہ ہر صورت میں میخالہ، مریشا اور شوطار کو پکڑ کر لائیں گے لیکن ان کی بدقسمتی کہ وہ واسں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اب میں یرموک کے میدانوں میں قیام کے دوران کسی نہ کسی طرح مریشا اور شوطار کو مسلمانوں کے لشکر سے نکال کر یہاں انطاکیہ لانے کی کوشش کروں گی اور ان دونوں کو یہاں لا کر پادریوں کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ان کے لئے عبرت خیز سزا تجویز کر کے ان پر عمل بھی کیا جائے گا۔''

زوزان جب خاموش ہوئی تب تشویش بھرے انداز میں ہرکولیس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''بیٹی! یہ بڑا کٹھن کام ہے۔ تم کیسے کرو گی؟ کہیں کسی مصیبت اور الجھن میں نہ پھنس جانا۔''

جواب میں زوزان مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

''بابا! اس کام کے لئے ہاں میں دو آدمیوں کو استعمال کر سکتی ہوں۔ ایک بطورس اور دوسرا مرقیس۔ مرقیس قابل بھروسہ ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح بھیس بدل کر مسلمانوں کے لشکر میں جائے۔ وہاں مریشا اور شوطار پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے کہ وہ اسلام قبول کر چکا ہے اور وہ مسلمانوں کے لشکر میں رہ کر کارروائیاں کرے گا۔ مریشا اور شوطار اس کی باتوں میں آ بھی جائیں گی اس لئے کہ مرقیس شوطار کا چچا زاد بھائی بھی ہے۔ ایک بھائی کی حیثیت سے شوطار اس سے بے پناہ محبت بھی کرتی ہے۔ جب وہ شوطار اور مریشا کا اعتماد حاصل کر لے گا تو واسں خود ہی اس پر بھروسہ کرنے لگے گا۔ اس دوران میرے کچھ آدمی مرقیس سے رابطہ رکھیں گے۔ وہ اعلیٰ پائے کے مخبر ہوں گے۔ مرقیس چند دن تک مسلمانوں کے پڑاؤ میں قیام کرے گا اور جب وہ دیکھے گا کہ اس نے مریشا اور شوطار کا اعتماد حاصل کر لیا ہے تو کسی مناسب موقع پر وہ انہیں پڑاؤ سے باہر گھڑ دوڑ کے لئے لے جایا کرے گا۔ چند بار انہیں گھڑ دوڑ کے لئے نکلنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ پھر خاص بندوبست کر کے مسلح جوانوں کو مقرر کر کے مرقیس کے ساتھ مریشا اور شوطار کو گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لایا جائے گا اور وہاں سے انہیں انطاکیہ پہنچایا جائے گا۔''

زوزان جب خاموش ہوئی تب جواب میں ہرکولیس کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد

Marfat.com

اپنی بیٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''زوزان بیٹی! تمہاری ترکیب کسی قدر قابل عمل تو ہے۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئیں تو واقعی تم مریشا اور شوطار کو انطاکیہ پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔ بیٹی اس موقع پر میں تم سے یہ کہوں گا کہ اگر مریشا اور شوطار کے ساتھ ساتھ وامس ابوالہول کو بھی یہاں گرفتار کر کے لایا جائے تو پھر ان تینوں کے لئے عبرت ناک سزا تجویز کی جائے گی۔''

ہرکولیس کے ان الفاظ پر زوزان اور کیتھرائن خوش ہو گئی تھیں۔ زوزان نے وعدہ کیا کہ وہ کوشش کرے گی کہ مریشا اور شوطار کے ساتھ وامس ابوالہول کو بھی گرفتار کر کے انطاکیہ پہنچایا جائے۔ اس کے بعد ہرکولیس نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا اور اپنی دونوں بیٹیوں کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

صرف دو دن بعد ہرکولیس نے ایک لشکر کے علاوہ رسد کا سامان بھی تیار کر لیا اور اس لشکر کو رسد کے سامان سمیت یرموک کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر میں کیتھرائن اور زوزان دونوں بہنیں بھی شامل تھیں۔

○❖○

باہان کو جب تک اپنے شہنشاہ ہرکولیس سے کمک اور رسد کا سامان نہ مل گیا اس وقت تک اس نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کو التوا میں ڈالے رکھا۔ یہاں تک کہ اسے کمک اور رسد کا سامان بھی مل گیا اور ساتھ ہی ہرکولیس کی دونوں بیٹیاں کیتھرائن اور زوزان بھی رومن لشکر میں پہنچ گئی تھیں۔ ان دونوں کے آنے کی وجہ سے رومنوں کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا۔

اپنے لشکر میں آ کر زوزان اور کیتھرائن دونوں نے ایک خیمے سے دوسرے خیمے، ایک لشکری سے دوسرے لشکری کے پاس جا کر ان سے ملاقاتیں کیں، ان کا حوصلہ بڑھایا اور انہیں یقین دلایا کہ فتح انہی کی ہے۔

جن دنوں باہان نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کو التواء میں ڈالا ہوا تھا اس دوران خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا کہ ہمیں دشمن کے خلاف جنگ جاری رکھنی چاہئے۔ اگر دشمن جنگ نہیں کرنا چاہتا تب بھی اس پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگانا چاہئے۔

اس پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے بڑی نرمی سے خالدؓ بن ولید کو مخاطب کر کے کہا۔

Marfat.com

''اگر دشمن نے لڑائی کو فی الحال ملتوی کر دیا ہے تو ہمیں اپنی طرف سے اس معاملے میں پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے۔''

دوسری طرف باہان کو رسد اور کمک ملنے کی وجہ سے اس کے اور اس کے لشکریوں کے حوصلے بلند ہو گئے تھے اور پھر جب ہرکولیس کی بیٹیاں کیتھرائن اور زوزان نے بھی پڑاؤ میں گھوم پھر کر لشکریوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں اپنی کامیابی کا یقین دلایا تب رومنوں نے عہد کیا کہ وہ ہر صورت میں اپنی فتح تک مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔''

اسی دوران باہان نے غسانی قبیلے کے ایک عرب کا انتخاب کیا اور اسے جاسوسی کے لئے مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے حالات اور ان کے ارادوں سے اسے آگاہ کرے۔

وہ غسانی عربوں کے بھیس میں مسلمانوں کے لشکر میں گیا، وہاں پڑاؤ کے اندر گھوم پھر کر اس نے جائزہ لیا پھر واپس جا کر باہان سے کہا۔

''مسلمان اپنی طرف سے لڑائی کا آغاز نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی طرف سے پیش قدمی کرنا مناسب نہیں ہے۔''

مخبر نے جب باہان کو یہ اطلاع دی تب اس نے اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ اس اجلاس میں ہرکولیس کی دونوں بیٹیاں کیتھرائن اور زوزان بھی شامل ہوئیں۔ جب سب لوگ باہان کے شامیانہ نما خیمے کے پاس آ کر جمع ہو گئے تب گفتگو کا آغاز باہان نے کیا اور ان سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے عزیزو! میں نے بنو غسان کا ایک جاسوس مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ کیا تھا۔ مسلمان اس وقت ہماری طرف سے غفلت کی حالت میں ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے خلاف پیش قدمی کرنا مناسب خیال نہیں کر رہے۔ اس بناء پر ہتھیار کھول کر آرام کرنے کی حالت میں ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کی اس حالت سے فائدہ اٹھا کر اچانک ان پر حملہ آور ہو کر اپنی فتح اور ان کی شکست کو یقینی بنا دیا جائے۔''

باہان جب خاموش ہوا تب اس کا دستِ راست اور اس کا نائب سالار جرجیر سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں باہان کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس موقع پر میرے ذہن میں ایک اور تجویز بھی ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو میرے خیال میں فتح ہماری ہی ہو

Marfat.com

گی۔ میں چاہتا ہوں اپنے لشکر میں جو چیدہ چیدہ تیغ زن ہیں جو تیغ زنی کے ہنر میں لاجواب اور بے مثال خیال کیے جاتے ہیں انہیں صف در صف اپنے لشکر کے آگے رکھا جائے اور سب کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں سے باندھ دیا جائے تا کہ کسی کو بھی پلٹ کر بھاگنے کا خیال تک اپنے ذہن میں نہ آئے۔

اس طرح جب ہمارے لشکر کے سامنے تیغ زنی کی مہارت رکھنے والے وہ جنگجو زنجیروں میں جکڑے پیش قدمی کریں گے تو ان کے پیچھے ہمارے جو لشکری ہوں گے ان کے حوصلے اور ولولے اپنے عروج پر ہوں گے اور وہ زنجیروں میں جکڑے اپنے ساتھیوں کے پہلو سے پہلو ملاتے ہوئے دشمن پر ضرب لگانے کی کوشش کریں گے۔

دوسری بات جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں کم از کم ایک سو ساٹھ صلیبیں تیار رکھنی چاہئیں۔ ہر صلیب کے نیچے دس ہزار جنگجو مقرر کرنے چاہئیں اور صلیبیں بلند کرتے ہوئے دشمن کی طرف پیش قدمی کرنی چاہئے۔ جب ہمارے لشکری فضاؤں کے اندر ایک سو ساٹھ صلیبوں کو لہراتے ہوئے دیکھیں گے تو یاد رکھئے گا ان کے اندر ایک نیا جذبہ ایک انوکھا ولولہ پیدا ہو گا اور وہ ہر صورت میں اپنی فتح کو یقینی بنانے کی کوشش کریں گے۔

تیسری بات جو میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ اپنے لشکر سے ایک لاکھ بہترین تیر انداز علیحدہ کر دیئے جائیں اور مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پہلے انہیں کسی مناسب جگہ بٹھا دیا جائے تا کہ اگر کسی موقع پر مسلمان ہمارے لشکر کے کسی بھی حصے کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ہمارے پڑاؤ کی طرف بڑھیں تو وہ تیر انداز اپنے کام کی ابتداء کریں اور موسلا دھار بارش کی طرح تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھنے والے مسلمانوں کو خاک و خون میں ملا کر رکھ دیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد باہان کا دست راست جرجیر جب بیٹھ گیا تب باہان کا ایک اور نائب جس کا نام دریجان تھا اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا لحہ باہان اور وہاں بیٹھے اپنے سارے سالاروں کی طرف دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

''جرجیر نے جن تین تجاویز کی نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ بہترین تجاویز ہیں۔ ایک سو ساٹھ صلیبوں کے فضا کے اندر بلند ہونے سے لشکریوں کے اندر واقعی ایک نیا جذبہ پیدا ہو گا۔ جن تیغ زنوں کو زنجیروں میں جکڑا جائے گا ان کی وجہ سے بھی حوصلے بلند ہوں گے۔ اس کے علاوہ جو ایک لاکھ تیر انداز تیار رکھنے کی تجویز ہے وہ

Marfat.com

بھی ہماری فتح میں مد و معاون ثابت ہو گی۔ اس موقع پر میں بھی ایک تجویز پیش کرتا ہوں اگر اس پر عمل کیا جائے تو میرے خیال میں فتح مزید ہمارے قریب ہو جائے گی۔"

یہاں تک کہنے کے بعد دریجان دم لینے کے لئے رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے عزیز ساتھیو! یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ اس سے پہلے مسلمان لگاتار ہم پر ضربیں لگاتے ہوئے نا صرف یہ کہ ہم سے کافی شہر چھین چکے ہیں، بہت سا علاقہ بھی چھین کر ان پر قبضہ کر چکے ہیں۔ ان کی لگاتار فتوحات کی وجہ سے آج تک ہمارے لشکری ان کے سامنے دبتے رہے ہیں اور ان کا سامنا کرنے سے جی چراتے رہے ہیں۔ ان تین تجاویز پر عمل کرنے سے میرے خیال میں ان کے ذہنوں کی پستی کو رفعت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

اس کے علاوہ جو تجویز میں اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ کچھ یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں مسلمان صبح ہی صبح اپنی عبادت کرتے ہیں جسے وہ نماز کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں پر اس وقت حملہ آور ہوا جائے جب وہ صبح سویرے نماز ادا کر رہے ہوں۔ اس طرح ان کی اس حالت سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ گو سارے مسلمان اکٹھے نماز نہیں پڑھتے۔ کچھ نماز پڑھتے ہیں، کچھ چاق و چوبند رہ کر پہرہ دیتے ہیں۔ لیکن پہرہ دینے والوں کی تعداد چونکہ کم ہوتی ہے لہٰذا ان کا خاتمہ کر کے ہم باقی مسلمانوں کے لشکر کو بھی تہہ تیغ کر سکتے ہیں۔"

دریجان جب خاموش ہوا تب اس کی تجویز کے جواب میں باہان کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اس سے پہلے ہی ہرکولیس کی بیٹی زوزان بول اٹھی۔

"اس سے پہلے جرجیر نے جو تین تجویزیں پیش کی تھیں وہ بھی بہترین تھیں اور جو تجویز نماز کے وقت مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی دریجان نے پیش کی ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ان تینوں تجویزوں سے زیادہ بہتر اور ہمارے لئے سود مند ہو گی۔ اس موقع پر میں بھی اپنی طرف سے ایک تجویز کا اضافہ کرنا چاہوں گی اور میں خیال کرتی ہوں کہ اس تجویز پر عمل کر کے ہم مزید فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زوزان رکی، کچھ سوچا پھر سب کو مخاطب کرتے ہوئے وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔

Marfat.com

''آپ سب جانتے ہیں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ہمارے پاس اب دس لاکھ سے بھی زیادہ لشکر ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنے لشکر کا ایک حصہ کسی اچھے سالار کی سرکردگی میں مختص کر دیا جائے اور وہ حصہ کسی مناسب موقع پر مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو جائے۔ پڑاؤ کے اندر مسلمانوں کی عورتیں ہیں اور جب مسلمان دیکھیں گے کہ ہمارے لشکر کے ایک حصے نے پڑاؤ پر حملہ کر دیا ہے تب وہ بڑے فکرمند ہوں گے۔ انہیں احساس ہو جائے گا کہ حملہ آور رومن یا تو ان کی عورتوں کو اٹھا کر لے جائیں گے یا انہیں قتل کر دیں گے۔ اس طرح وہ بھی اپنے لشکر کا ایک حصہ مختص کر کے اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر چھوڑیں گے جس کی بناء پر ہمارے سامنے ان کے لشکر کی تعداد مزید کم ہو گی۔ اس طرح ہمارا دباؤ ان پر بڑھے گا اور ہماری فتح یقینی ہو جائے گی۔''

باہان نے ساری تجویزوں کو پسند کیا تھا۔ اس پر وہ اجلاس اس نے ختم کر دیا۔ ساتھ ہی باہان نے ایک سو ساٹھ بڑی صلیبیں تیار رکھنے کا حکم دیا اور لشکر کو اس نے احکامات جاری کر دیئے کہ آنے والی صبح کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دیں۔

جب اجلاس ختم ہو گیا تب کیتھرائن اور زوزان بھی اپنی جگہ پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر زوزان کو مخاطب کرتے ہوئے کیتھرائن کہنے لگی۔

''زوزان میری بہن! ابھی تک تم نے مرقیس سے رابطہ قائم نہیں کیا۔ تمہارا لائحہ عمل یہ تھا کہ تم مرقیس کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ کرو گی تاکہ وہ چند دن وہاں قیام کرے، پھر گھوڑ دوڑ کے بہانے مریشا اور شوطار اور اگر ہو سکے تو وامس ابوالہول کو بھی لشکر کے ایک طرف لائے جہاں ہمارے مسلح جوان ان پر حملہ آور ہوں اور انہیں اسیر بنا کر یہاں لے آئیں۔''

کیتھرائن جب خاموش ہوئی تب زوزان کے لبوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا پھر کہنے لگی۔

''کیتھرائن میری بہن! یہ سارا لائحہ عمل میرے ذہن میں محفوظ ہے اور اس پر میں بعد میں عمل کروں گی۔ پہلے تو ہم چار بہترین تجویزوں پر عمل کرنے لگے ہیں اور مجھے امید ہے ان پر عمل کرتے ہوئے ہی ہم مرشیا اور شوطار کو گرفتار کرنے بں کامیاب ہو جائیں گے۔

Marfat.com

کیتھرائن میری بہن! جس وقت مسلمانوں کا لشکر پوری طرح ہمارے لشکر کے ساتھ ٹکرا رہا ہو گا، اس وقت جب ہمارے لشکر کا ایک خاصا بڑا حصہ علیحدہ ہو کر مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو گا تو یاد رکھنا اس کے دو نتیجے ضرور ظاہر ہوں گے۔
پہلا یہ کہ ہمارا وہ لشکر مسلمان عورتوں کو اسیر بنا کر اپنے لشکر میں لا سکتا ہے اور جب مسلمانوں کی عورتیں قیدی بنا لی جائیں گی اور انہیں ہمارے لشکر میں منتقل کر دیا جائے گا تو ان کی رہائی کے عِلے میں ہم مسلمانوں سے اپنی من مانی شرائط منوا سکتے ہیں اس لئے کہ اپنی عورتوں کی رہائی کے لئے مسلمان ہماری ہر شرط ماننے پر تیار ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کی عورتوں کو اپنا اسیر بنا کر ہم اب تک لڑی جانے والی جنگوں کا مسلمانوں سے انتقام لے سکیں گے۔
دوسری صورت یہ پیش آ سکتی ہے کہ اگر ہمارے لشکر کا وہ حصہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر وہاں خاطر خواہ نتائج حاصل نہ کر سکے، عورتوں کو اپنا اسیر نہ بنا سکے یا مسلمانوں کے کسی لشکر نے علیحدہ ہو کر ہمارے اس حصے سے ٹکرانا چاہا اور اپنے پڑاؤ کی حفاظت کرنا چاہی تب بھی صورت حال ہمارے حق میں بہتر ہو جائے گی۔ اس لئے جو مسلمانوں کا لشکر اس وقت ہمارے لشکر سے ٹکرا رہا ہو گا اس کی تعداد کم ہو جائے گی۔ اس طرح ان پر ہمارا دباؤ بڑھ جائے گا، مسلمانوں کو شکست ہو گی، فتح ہمارا مقدر بنے گی اور جب ہمیں مسلمانوں کے خلاف فتح ہو گی، مسلمان شکست اٹھا کر بھاگیں گے تو ان کے پڑاؤ کی ہر چیز پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں بھی پڑاؤ کے اندر مسلمانوں کی عورتوں پر ہماری گرفت ہو جائے گی۔ ان عورتوں میں یقیناً مرشیا اور شوطار بھی ہوں گی لہٰذا وہ بھی ہمارے ہاتھ آ جائیں گی ہاں اگر یہ حربہ ناکام ہوا تو اس کے بعد میں مرقیس کو مسلمانوں کے لشکر میں بھجواؤں گی۔"
کیتھرائن زوزان کی اس گفتگو سے مطمئن ہو گئی تھی۔ پھر دونوں بہنیں مسکراتی ہوئی اپنے خیمے کی طرف جا رہی تھیں۔

○❖○

Marfat.com

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد واسں ابوالہول جب اپنے خیمے میں داخل ہوا تو خیمے میں مریشا اور شوطار شاید اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔ مرشیا اور شوطار کے درمیان جو خالی نشست تھی آگے بڑھ کر واسں ابوالہول وہاں بیٹھ گیا۔ اس موقع پر اس کے چہرے پر ہلکا سا تبسم تھا۔ مریشا اور شوطار تھوڑی دیر تک بڑے غور سے اس کی طرف دیکھتی رہیں پھر مریشا نے واسں کو مخاطب کیا۔

''آپ کے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔''

یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد مریشا جب خاموش ہوئی تب شوطار نے اپنا بازو واسں کے شانے پر رکھا اور اپنے بازو پر اپنی ٹھوڑی جمائی پھر وہ اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے گئی اور انتہائی شیریں آواز اور کھلکھلاتے لہجے میں کہنے لگی۔

''کیا واقعی ایسا ہے......؟''

شوطار کی اس ادا اور اس کے ان الفاظ پر واسں ہنس دیا تھا۔ پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''تم دونوں کے اندازے درست ہیں۔ واقعی میں تمہارے لئے ایک ایسی خبر لایا ہوں جو نئی بھی ہے اور اہم بھی۔'' واسں رکا، ایک بار باری باری مریشا اور شوطار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

''مریشا اور شوطار! تم دونوں جانتی ہو بلکہ اس سے پہلے میں تم سے ذکر بھی کر چکا ہوں کہ رومنوں کے سالار باہان نے جنگ کو اس بناء پر التوا میں ڈالا تھا کہ اس نے ہرکولیس سے مدد اور رسد کا سامان طلب کیا تھا۔ اب سنا ہے رومنوں کا ایک اور لشکر ہرکولیس کی طرف سے باہان کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس طرح رومنوں کے لشکر کی تعداد پہلے کی نسبت بڑھ گئی ہے اور انہیں خوب تقویت حاصل ہوئی ہے۔ دوسری خبر

Marfat.com

جس کی وجہ سے تم دونوں نے میرے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا وہ یہ کہ جو لشکر کمک کے طور پر باہان کے پاس ہرکولیس کی طرف سے آیا ہے اس میں ہرکولیس کی دونوں بیٹیاں کیتھرائن اور زوزان بھی یہاں پہنچ گئی ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد یہ باتیں میں نے اپنے چند لشکریوں سے سنی تھیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ کیتھرائن اور زوزان اس بناء پر انطاکیہ سے نکل کو یرموک کے میدانوں میں آئی ہیں تاکہ اپنے لشکر میں رہتے ہوئے اپنے لشکریوں کا وہ جوصلہ بڑھائیں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی فتح کو یقینی بنانے کی کوشش کریں۔ مجھے امید ہے کہ خداوندِ قدوس نے چاہا تو یرموک کے ان میدانوں میں بھی فتح اور کامیابی ہماری ہی رہے گی۔"

وامس ابوالہول کے خاموش ہو جانے پر بڑی خوشی اور طمانیت میں یک زبان ہو کر مریشا اور شوطار کہنے لگیں۔

"انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔"

اس کے بعد شوطار ذرا پیچھے ہٹی پھر میٹھی میٹھی نگاہوں سے وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیتھرائن اور زوزان ایسا کر کے ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہیں۔ اس سے پہلے بہت سی قوتیں آئیں جنہوں نے رومنوں کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی، ان کے اندر نیا جذبہ اور ولولہ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن ان کا ہر جذبہ، ان کا ہر حوصلہ، ان کا ہر ولولہ مسلمانوں کے تیز حملوں کے سامنے بالکل منجمد اور پتھر ہو کر رہ گیا۔"

شوطار کے ان الفاظ کے جواب میں وامس ابوالہول کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ مریشا بول اٹھی۔ کہنے لگی۔

"کھانا آ گیا ہوا ہے ...... ہم نے ڈھانپ کر رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو کھانے کے برتن لگائیں؟"

اس پر وامس سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

"مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ آؤ کھانا کھائیں۔"

اس کے ساتھ ہی مریشا اور شوطار نے کھانے کے برتن لگائے۔ پھر تینوں خیمے میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔

❖

رومنوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ باہان نے اپنے سالاروں اور دیگر امراء سے مشورہ کرنے

Marfat.com

کے بعد جو چار چیزیں مرتب کی تھیں ان کے تحت اس نے مسلمانوں کو ہدف بنانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ مؤرخین لکھتے ہیں کہ باہان نے سب سے پہلے ایک سو باسٹھ صلیبیں تیار کیں، ہر صلیب کے نیچے اس نے دس ہزار لشکری رکھے اور انہیں یہ حکم دیا کہ ہر صلیب کے لشکر کا حصہ رات کی گہری تاریکی میں اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے گا اور سورج طلوع ہونے کے ساتھ ہی مسلمانوں پر یکایک حملہ کر کے اپنے لئے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح ایک سو ساٹھ صلیبیں تیار ہونے اور ہر صلیب کے نیچے دس ہزار لشکری مقرر کئے جانے کے بعد ان لشکریوں نے مسلمانوں پر ضربیں لگانے کے لئے رات کے وقت اپنی تیاریوں کو آخری شکل دینا شروع کر دی تھی۔

ساتھ ہی باہان نے ایک لاکھ تیر انداز علیحدہ کر کے انہیں مناسب جگہ بٹھا دیا تھا اور ان کے پاس تیروں کے انبار لگا دیئے گئے تھے۔ جس لشکر نے مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونا تھا انہیں بھی تیار کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے باہان نے لشکر کے تین بڑے بڑے حصے کئے۔ ایک حصہ اپنی کمانداری میں رکھا، دوسرا اپنے ایک سالار جرجیر کی کمانداری میں دیا اور تیسرے لشکر کی کمانداری اس نے ایک اور سالار دریجان کے ذمے لگائی تھی جو ایک پہلوان نما شخص تھا اور بڑا عمدہ تیغ زن خیال کیا جاتا تھا۔ دریجان کے متعلق رومنوں کا خیال تھا کہ وہ ناقابل شکست ہے۔

دوسری طرف مسلمانوں کا لشکر باہان اور اس کے سالاروں کے اس منصوبے سے قطعی طور پر بے خبر تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ وہ کفار کے ارادوں سے بالکل بے خبر تھے۔ لہٰذا صبح کو جس وقت باہان اپنے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرنے والا تھا مسلمان انتہائی انہماک کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے لگے تھے۔ تاہم لشکر کے ایک حصے کو مستعد رکھا گیا تھا تاکہ وہ رومنوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔

مسلمانوں کا لشکر ابھی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ وہ لشکری جو پہرے پر مقرر تھے انہوں نے فی الفور آ کر ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کو یہ خبر دی کہ دشمن ہم پر حملہ آور ہونے کے لئے بالکل تیار ہے۔ ان مخبروں نے یہ اطلاع دی کہ دشمن اس سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے کہ مسلمان نماز کے وقت مسلح نہیں ہوتے۔ لہٰذا جونہی وہ نماز

Marfat.com

سے فارغ ہوں ان پر ہلہ بول دیا جائے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کو جب رومنوں کے اس فریب کا حال معلوم ہوا تو وہ بڑی تیزی سے حرکت میں آئے۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ ان لشکریوں کو جو اس وقت جنگ کرنے کے لئے تیار تھے، پوری طرح مسلح تھے انہیں لے کر دشمن کی راہ روکیں۔ اتنی دیر تک ابو عبیدہؓ بن جراح دوسرے لشکر کے ساتھ تیار ہو کر اپنے لشکر کی صفیں مرتب کر لیں گے۔

چنانچہ خالدؓ بن ولید طے شدہ لائحہ عمل کے مطابق لشکر کے ایک چھوٹے سے حصے کے ساتھ جو مکمل طور پر سواروں پر مشتمل تھا فوراً تیار اور مستعد ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے لشکر کے اس حصے کا انتظار کرنے لگے جس نے سب سے پہلے مسلمانوں پر ضرب لگانا تھی۔ دوسری طرف ابو عبیدہؓ بن جراح بھی بڑی تیزی سے اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے رہے تھے۔ اپنے لشکر کی صفیں ترتیب دے رہے تھے۔ عورتوں کو بھی اس وقت حکم جاری کر دیا گیا کہ جنگ کے موقع پر پشت کی جانب سے اپنے لشکریوں کو للکارتے ہوئے جہاد کی ترغیب دیں اور جو کوئی بھی جنگ میں پسپائی اختیار کرنے کی کوشش کرے اسے شرمندہ کر کے اور مار کر میدانِ جنگ کی طرف واپس کر دیں۔

دوسری طرف رومنوں کے جرار لشکر کی حالت یہ تھی کہ ان کے لشکر کا ایک حصہ آگے بڑھا۔ اس حصے کے آگے رومنوں کے راہب اور پادری تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو لگ بھگ ایک مہینہ پہلے سے اپنے لشکریوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی ترغیب دیتے رہے تھے اور ان کا بڑا پادری اس وقت اطلسی غلاف میں انجیل کو لپیٹے اور صلیبی نشان کے نیچے کھڑا ہو کر لشکر کو لڑائی پر آمادہ کر رہا تھا۔

جس وقت پادری اور راہب اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے تھے، خالدؓ بن ولید نے دشمن کے لشکر کا یہ ڈھنگ دیکھ کر اپنے لشکر کے چھوٹے سے حصے کی طرف دیکھا۔ اس موقع پر آپ نے اپنے سارے ساتھیوں اور سالاروں کو سورہ انفال پڑھنے کا حکم دیا اور پھر وہ اپنے اس لشکر کے وسط میں آئے اور خداوند قدوس کے حضور وہ اپنی مدد کے لئے دعا مانگ رہے تھے۔ جو دعا اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے مانگی اس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

Marfat.com

"اے پروردگارِ عالم! یہ تیرے خاص بندے ہیں جنہوں نے تیرے رسولؐ کا ساتھ دیا تھا اور ان کے مددگار، معاون اور جانثار تھے۔ تیری ہی رضا کے لئے انہوں نے اپنے گھر بار اور عیال و اطفال اور وطن چھوڑا۔ اے اللہ! تو ہماری نہیں بلکہ سچے دین اور رسولِ صادق کی آبرو رکھ۔ ہماری نہیں، اپنے دین کی مدد کر۔ اے بے کسوں کے چارہ ساز! تُو ہماری مدد فرما اور ہمیں کفار کے ہاتھوں ذلیل نہ کرنا۔"

دعا مانگنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے دشمن پر ضرب لگانے کے لئے اپنے لشکر کو استوار کر لیا۔ ساتھ ہی رومنوں کے لشکر میں یہ آوازیں اٹھنے لگیں کہ جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے مسلمانوں کے سالاروں میں سے سب سے پہلے خالدؓ بن ولید آگے آئے ہیں اور وہ رومنوں پر ضرب لگاتے ہوئے جنگ کی ابتداء کریں گے۔ خالدؓ بن ولید کا نام سنتے ہی بہت سے رومن پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس طرح انہوں نے خالدؓ بن ولید کا نام سن کر جنگ کرنے میں جلد بازی نہیں کی جس کے نتیجے میں ابو عبیدہؓ بن جراح کو اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کرنے اور ساری ترتیب اور تنظیم درست کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

اس کے علاوہ خالدؓ بن ولید کا نام سن کر رومنوں پر جو دہشت طاری ہوئی اس کی وجہ سے باہان وہ فوائد حاصل نہ کر سکا جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ تو یہ چاہتا تھا کہ جونہی مسلمان فجر کی نماز کے بعد فارغ ہوں فوراً ان پر حملہ آور ہو کر انہیں تہہ تیغ کر دیا جائے۔ اس لئے وہ جانتا تھا کہ جس وقت مسلمان نماز سے فارغ ہوں گے اس وقت وہ نہتے ہوں گے، اسلحے سے لیس نہیں ہوں گے۔ نہ انہوں نے جنگی لباس پہنا ہوگا۔ لہٰذا اس وقت انہیں زیر کرنا انتہائی آسان ہوگا۔ لیکن لگتا تھا اس موقع پر بھی قدرت مسلمانوں کی مدد پر آمادہ تھی۔ لہٰذا باہان کے اندازوں کے مطابق رومن صحیح وقت پر حرکت میں آتے ہوئے اور آگے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ رومن مسلمانوں کا سامنا کرتے ہوئے کترا رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اس سے پہلے مسلمان لاکھوں رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں، ان میں سے ہر لشکری نے اپنے ذہن میں یہ بھی ٹھان رکھی تھی کہ رومنوں کے وہ لشکری جو مسلمانوں سے پہلے ٹکرائیں گے ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔

Marfat.com

گویا باہان نے اپنے سالار جرجیر کی تجویز کے مطابق اپنے لشکر کے ایک خاصے بڑے حصے کو زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ یہ وہ لشکری تھے جو رومنوں کے اندر تیغ زنی میں سب سے ماہر خیال کیے جاتے تھے۔اس کے باوجود بھی جس طرح باہان چاہتا تھا اس طرح مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوا جا سکا۔ اس لئے کہ رومن جان بوجھ کر تاخیر کر رہے تھے۔ شاید انہوں نے اپنے دل میں یہ ٹھان رکھی تھی کہ شاید کوئی ایسا موقع آئے کہ جنگ ٹل ہی جائے۔

دوسری طرف جب خالدؓ بن ولید نے دیکھا کہ رومنوں کے لشکر کا وہ حصہ جس نے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے میں پہل کرنی تھی وہ انہیں دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گیا ہے تب آپ نے اپنی طرف سے پیش قدمی شروع کر دی رومنوں کے جس لشکر نے جنگ کی پہل کرنی تھی اس کی کمانداری ان کا سالار دریجان کر رہا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس موقع پر دریجان نے جنگ کے خوف کی وجہ سے اپنے منہ پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ یوں خالدؓ بن ولید نے رومنوں پر حملے کی ابتداء کی اور آپ نے ایسا زوردار حملہ کیا کہ وہ رومن جو دریجان کے تحت کام کر رہے تھے انہیں خالدؓ بن ولید کاٹتے ہوئے آگے بڑھے۔ اس موقع پہ خالدؓ بن ولید کے ساتھ ضرارؓ بن آزور بھی تھے جو میدانِ جنگ میں صرف آگے بڑھنا جانتے تھے۔ پیچھے ہٹنا وہ اپنے لئے عار خیال کرتے تھے۔

خالدؓ بن ولید کے ساتھ ہی ساتھ ضرارؓ بن آزور جب دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے آگے بڑھے تب خالدؓ بن ولید اور ضرارؓ بن آزور دونوں رومنوں کے سالار دریجان کے قریب پہنچ گئے۔ اس موقع پر مؤرخین لکھتے ہیں کہ ضرارؓ بن آزور نے ایسی جرأت مندی، ایسی بے باکی کا مظاہرہ کیا کہ اپنے گھوڑے کی زین سے بندھا ہوا نیزہ انہوں نے سنبھالا اور تاک کر ایسے انداز میں دریجان کو مارا کہ ضرارؓ بن آزور کا نیزہ دریجان کی ذرّہ کو پھاڑتا ہوا اس کے جسم کے پار ہو گیا تھا۔ اس طرح دریجان اپنے گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔

اس وقت تک ابو عبیدہؓ بن جراح بھی اپنے لشکر کی پوری تنظیم درست کر چکے تھے اور خالدؓ بن ولید سے آن ملے تھے۔ دوسری طرف باہان اور اس کے سالاروں کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر نا صرف یہ کہ ان کے بڑے سالار دریجان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے بلکہ وہ رومن جو دریجان کی کمانداری میں کام کر رہے تھے ان

Marfat.com

میں سے اکثر کو انہوں نے موت کی گہری نیند سلا دیا ہے۔ تب ان واقعات سے رومنوں پر ملے جلے اثرات مرتب ہوئے۔ کچھ رومن خوفزدہ ہو گئے تھے اور وہ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ جس طرح مسلمان ماضی میں ہر موقع پر میدانِ جنگ میں رومنوں کو بدترین شکست دیتے ہوئے اپنی فتح کو یقینی بناتے رہے ہیں اس طرح آج بھی مسلمان ہی ان کے خلاف غالب رہیں گے۔ اور پھر انہوں نے اپنے ذہن میں یہ بات بھی بٹھا لی تھی کہ جنگ کی شروعات ہی رومنوں کے خلاف ثابت ہوتی ہیں۔ لہٰذا لگتا ہے انجام بھی ان کا برا ہوگا۔

رومنوں کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو دریجان اور اس کے تحت کام کرنے والے لشکریوں کے مارے جانے پر بڑے برہم ہوئے اور وہ چلا چلا کر مسلمانوں سے انتقام لینے کی آوازیں بلند کرنے لگے تھے۔

اس موقع پر باہان تو ایک بلند ٹیلے کے اوپر تخت نما شہ نشین پر بیٹھا اپنے لشکر کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جب دریجان ضرارؓ بن آزور کے نیزہ مارنے سے ہلاک ہو گیا تب صلاح مشورہ کرنے کے بعد رومنوں نے اس لشکر کو آگے بڑھایا جو جرجیر کی کمانداری میں تھا۔ جرجیر اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا۔ وسطی حصے میں اس وقت بڑے چیدہ چیدہ سالار تھے جنہوں نے ڈٹ کر رومنوں کا مقابلہ کیا۔ اب جس لشکر کے ساتھ جرجیر مسلمانوں پر خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے وسطی حصے پر حملہ آور ہوا تھا اس لشکر کی اگلی کئی صفیں آپس میں زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے کوئی بھی لشکری میدانِ جنگ سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔ آخر مسلمانوں کا وسطی حصہ بھی حرکت میں آیا۔ شروع میں رومنوں نے مسلمانوں کے اس وسطی حصے کو کسی قدر پیچھے بھی دھکیلا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے وسطی حصے کے مقابلے میں حملہ آور رومنوں کی تعداد بیس گنا سے بھی زیادہ تھی تاہم پیچھے ہٹنے کے ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں نے دفاع سے نکل کر جارحیت اختیار کرنے کے لئے اپنی تنظیم درست کر لی تھی۔ اس موقع پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکر کے آگے رہتے ہوئے جب اپنے لشکر کے وسطی حصے کو للکارتے ہوئے رومنوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تب ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس پکار پر مسلمانوں کا ہر لشکری خلا کی لا انتہا وسعتوں میں جلتے سورج کی سلگتی شعاعوں، صحرائی افق پر پھیلتے سرخ طوفانوں، آزادی کے نشے میں سرشار بے کراں خوف کے الم اور وقت کی طغانیوں کا رخ موڑ دینے

Marfat.com

والے طوفانوں کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا مسلمان لشکری رومنوں پر انقلاب برپا کر دینے والے کڑے موسموں کی ہولناک مار، زندگی کے ذائقوں کو لہولہو، زیست کی اقتدار کو شکستہ اور سوچوں کے بدن تک کو خون آلود کر دینے والے احساس کے سوزاں شعلوں اور کرب کی کھولتی آتش کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

مسلمانوں کا رومنوں پر حملہ آور ہونے کا انداز ایسے ہی تھا جیسے فرعونوں کی بستیوں پر عصائے کلیم نے نزول کیا ہو۔ وہ اس قدر بے باکی سے موت اور خطرات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے رومنوں کی صفوں میں گھسنے کی کوشش کر رہے تھے جیسے انہوں نے طبعی اسباب کو اپنا غلام اور تقدیر کے دھاروں کو اپنا تابع رکھنے کا فن سیکھ لیا ہو۔ وہ آگ اور خون کے سحاب کی طرح جس سمت بھی رخ کرتے رومنوں کی لاشوں کے انبار لگاتے چلے جاتے تھے۔

اب رومنوں کی حالت عجیب وغریب ہونا شروع ہو گئی تھی۔ مسلمانوں نے جب آگے بڑھ کر ان پر جان لیوا حملے شروع کیے تو وہ کیونکہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے لہٰذا مسلمانوں نے جب ان کا قتل عام شروع کیا تو ان میں سے کوئی پیچھے نہ بھاگ سکا۔ اس طرح ان گنت لاشیں زنجیروں میں جکڑی رہ گئیں اور زمین پر گرنے لگی تھیں۔ یوں وہ رومن جو ابھی تک زندہ تھے لیکن زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان کے اکثر ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ لہٰذا ایک تو ان پر خوف طاری تھا دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے ان پر خوف طاری ہو چکا تھا کہ وہ مسلمانوں کے حملوں سے بچ نہیں سکیں گے لہٰذا جنگ سے جی چراتے ہوئے وہ پیچھے ہٹنے لگے تھے۔

اس موقع پر جبلہ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے تو جرجیر کے لشکر کو مار مار کر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے حالانکہ شروع میں سارے رومن خوش تھے کہ جرجیر نے بڑے ہولناک انداز میں حملوں کی ابتداء کی تھی لیکن جب ابوعبیدہؓ بن جراح نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے جرجیر کے لشکر کا قتل عام شروع کیا تب جبلہ نے بنوغسان کے ہزاروں عیسائی عربوں کو تیار کیا۔ جبلہ چاہتا تھا کہ ایک سمت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر نہ صرف جرجیر پر مسلمانوں کے دباؤ کو کم کرے بلکہ مسلمانوں کا قتل عام کرتے ہوئے ان کی تعداد کم کرتا اور گھٹاتا چلا جائے۔

Marfat.com

پھر جبلہ اور اس کے ساتھ کام کرنے والے غسانی عیسائی عربوں کی بدقسمتی کہ خالدؓ بن ولید بھی ان پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ جونہی جبلہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مقاصد کو حاصل کرنا چاہا خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کے ساتھ جبلہ اور اس کے غسانی ساتھیوں پر دلوں کے در توڑ دینے والے دکھ کے کہرام، قہر کے زندانوں کو گرا مارنے والے سلگتے طلسمی لمحوں کی طرح حملہ آور ہوئے تھے۔ انہوں نے نا صرف آگے بڑھنے والے غسانیوں کو روک دیا تھا بلکہ ان پر جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان کے لشکر کی تعداد بھی کم کرنا شروع کر دی تھی۔

اب ہر طرف سے مسلمان لشکری رومنوں پر دنیا کے پیشواؤں، قوموں کے رہنماؤں کی طرح ضربیں لگا رہے تھے اور ان کے مقابلے میں رومنوں کی حالت بڑی تیزی سے ٹوٹے ہوئے وعدوں، زنگ آلود زنجیروں، زیست کے زہریلے عنوان اور جور و جبر کی چکی تلے پستے ریگزاروں سے بھی زیادہ ہولناک ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس طرح خالدؓ بن ولید نے جبلہ کے تحت کام کرنے والے بنو غسان کے لشکریوں پر حملہ آور ہو کر ان کی تعداد کافی کم کر کے رکھ دی تھی۔

دونوں لشکر سورج غروب ہونے تک ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے۔ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں جہاں ہزاروں رومن مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے وہاں بنو غسان کے غیر مسلم عرب ہزاروں کی تعداد میں جنگ میں کام آ گئے تھے۔

جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں کے لئے بڑا سخت دن تھا۔ اس دن رومنوں کے حملوں میں شدت سے تین بار مسلمان شہسواروں کو پیچھے ہٹ کر اپنے آپ کو استوار کرتے ہوئے پھر حملہ آور ہونا پڑا۔ تیسرے دن کی اس جنگ میں مسلمان عورتوں نے بھی بہترین کارگزاری کا مظاہرہ کیا۔ جہاں وہ آوازیں دے دے کر اپنے لشکریوں کو غیرت دلا رہی تھیں اور ان کے کہنے پر مسلمان مجاہدین آگ و خون کا کھیل کھیلتے ہوئے رومنوں پر ضربیں لگاتے رہے تھے۔

گو رومنوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی اس کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں ان گنت رومن مارے گئے جبکہ مسلمانوں کا ان کے مقابلے میں بہت کم نقصان ہوا۔

اس دن جب جنگ ختم ہوئی تو مسلمان اپنے لشکر میں واپس ہوئے اور بہت سے زخمیوں کا علاج کرتے رہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید رات کو

Marfat.com

اپنے لشکر میں پھرتے رہے اور مسلمانوں کی دلجوئی کی اور اپنے ہاتھوں سے بہت سے زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کی۔

اُس روز باہان نے یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ جب جنگ اپنے عروج پر آئے گی تو وہ ایک لاکھ تیر اندازوں کو حرکت میں لاتے ہوئے مسلمانوں پر تیر اندازی کرائے گا۔ ساتھ ہی اپنے لشکر کا ایک حصہ مختص کر کے اسے مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے آگے بڑھائے گا لیکن اس روز اپنے ان دونوں منصوبوں پر عمل نہ کر سکا اس لئے کہ مسلمانوں نے ایک طرح سے رومنوں کو آگے بڑھنے کا کوئی راستہ ہی نہ دیا تھا۔

اگلے روز ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے لشکریوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔

نماز کے بعد لشکریوں نے دیکھا کہ رومن مسلمانوں سے ٹکرانے کے لئے اپنی صفیں آراستہ کر رہے تھے۔ لہٰذا ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے بھی اپنے لشکر کو استوار کرنا شروع کر دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس جنگ کے دوران رومنوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ اپنے لئے ایک تخت استعمال کر رہا تھا اور وہ تخت اس وقت ایک ٹیلے پر تھا اور وہیں مسلمانوں کے لشکر سے دور رہتے ہوئے وہ اپنے لشکر کے چھوٹے سالاروں کو دیکھ رہا تھا جو مسلمانوں سے ٹکرانے کے لئے صفیں درست کر رہے تھے۔

اس دوران رومنوں کے لشکر کا ایک حصہ مسلمانوں سے ٹکرانے کے لئے آگے بڑھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس روز رومنوں کے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے یزیدؓ بن ابو سفیان لشکر کے ایک حصے کے ساتھ آگے بڑھے تھے۔

جونہی یزیدؓ بن ابو سفیان رومنوں کے قریب گئے رومنوں کے لشکر کے اس حصے نے یزیدؓ بن ابو سفیان اور ان کے لشکریوں پر ظلم کا زہر پھیلاتی وحشت کی فراوانی، دھرتی کے سینے پر بہتے ستم کے ساگر سے اٹھتی قضا خیز لہروں اور اُفق کے حاشیوں تک کو سیاہ کر دینے والی سنگین سفاک آندھیوں کی طرح دھاوا بول دیا تھا۔

رومنوں کے ایسا کرنے پر یزیدؓ بن ابو سفیان اور آپ کے ساتھیوں نے سب سے پہلے تیرگی کو روشنی، پیاس کو سیرابی عطا کر دینے والے انداز میں تکبیریں بلند کیں۔ اس کے بعد جوابی کارروائی کرتے ہوئے وہ بھی زیست کے اعصاب بکھیر دینے والے مانوس اور نا مانوس المیوں، ہجر کی بے رنگ دھول اُڑاتے موت کے بے روک قافلوں

Marfat.com

اور نادیدہ فتح مندی کی علامت بنتے فوز مندی کے قدیم قفص کی طرح حملہ کر دیا تھا۔

یزیدؓ بن ابوسفیان کا یہ حملہ ایسا زوردار اور جان لیوا تھا کہ اپنے لشکریوں کے ساتھ وہ رومنوں پر بے چہرگی کے زخم دیتے عناصر کی طرح وارد ہوتے ہوئے ان کے شعور اور خود شناسی سے محروم کرنے لگے تھے۔

کچھ دیر تک رومنوں کے لشکر کے اس حصے اور یزیدؓ بن ابوسفیان کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ یزیدؓ بن ابوسفیان نے دشمن پر ایسا زور ڈالا کہ ان کی حالت بڑی تیزی سے وہموں کے خمار میں سیاہ کارشب اور خرابوں کے ریگزاروں، اُجڑی ویران راہوں سے بھی زیادہ بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔

رومنوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ باہان نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جنگ کی ابتداء کرنے کے لئے اپنے لشکر کا جو حصہ اس نے آگے بڑھایا تھا اسے خاصا نقصان اٹھانا پڑا ہے، اسے پیچھے بھی ہٹنا پڑا ہے اور ساتھ ہی میدانِ جنگ کے اندر رومنوں کی ان گنت لاشیں بھی بکھر گئی ہیں تب اس نے اپنا وہ حربہ مسلمانوں کے خلاف آزمانا چاہا جو اس نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔ لشکر کے ایک خاصے بڑے حصے کو وہ حرکت میں لایا۔ پہلے اسے مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مصروفِ جنگ کر دیا۔ اس کے بعد اتنا بڑا ایک اور لشکر وہ حرکت میں لایا اور اسے تھوڑا سا چکر کاٹ کر مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر پڑاؤ کے اندر موجود مسلمانوں کی عورتوں کو اسیر بنانے کا حکم دے دیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس روز اپنے پڑاؤ کی حفاظت پر ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ عمروؓ بن العاص مقرر تھے۔ جونہی رومن مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے بڑھے، عمروؓ بن العاص فوراً حرکت میں آئے۔ اپنے چھوٹے سے لشکر کے ساتھ وہ خون کی شریانوں کو خوف سے جل تھل کر کے جسموں کی دیواریں گراتے بھڑکتی آتش کے قاتلوں، پرانے زخموں کا کرب کھڑا کرتے دُکھوں کے لاانتہا سلسلوں اور دلوں پر عذاب لمحے طاری کر دینے والی موت کی دھند بکھیرتی ویرانیوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

رومنوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ باہان ایک ٹیلے پر اپنے تخت پر بیٹھا ہوا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا رومن جب مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھے تھے تو عمروؓ بن العاص نے اس زوردار انداز میں جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان گنت رومنوں کی

Marfat.com

لاشیں چاروں طرف بکھیر دی تھیں۔ تخت پر بیٹھا باہان محسوس کر رہا تھا کہ اگر رومن اسی انداز میں مسلمانوں سے ٹکراتے رہے تو مسلمانوں کا سالار عمروؓ بن العاص انہیں اُجاڑ موسموں، اُجڑی بستیوں اور بے کل ویران لمحوں جیسا بنا کر رکھ دے گا۔ لہٰذا اپنے لشکر کا ایک اور حصہ وہ حرکت میں لایا اور اسے بھی اس لشکر سے جا ملنے کا حکم دیا جو مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو رہا تھا۔

اب صورت حال یہ تھی کہ رومن پوری طرح مسلمانوں سے ٹکرا رہے تھے۔ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید رومنوں پر ضربیں لگاتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر رہے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی بھرپور مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باہان نے اپنے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے مختص کر دیا تھا۔ وہ ایسا کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ تعداد میں مسلمان رومنوں کے سامنے نہ ہونے کے برابر تھے۔ ایک طرف دس لاکھ رومن تھے دوسری طرف صرف تیس ہزار مسلمان۔ بہرحال جب رومنوں کا ایک اور لشکر بھی پہلے لشکر سے آن ملا اور انہوں نے بھی پڑاؤ پر حملے کرنا شروع کر دیئے تب نئے سرے سے اپنی صفوں کو استوار کرنے کے لئے عمروؓ بن العاص پیچھے ہٹے تھے۔

دشمن کے بے پناہ دباؤ کے باعث جب عمروؓ بن العاص پیچھے ہٹے تب پڑاؤ کے اندر ایک عورت نے بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہا۔

''مسلمانوں کے مددگار کہاں ہیں؟''

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس روز حضورؐ کے ابن عم زبیرؓ بن عوام جنگ میں حصہ نہیں لے رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اور خیمے میں اپنی زوجہ اسماء بنت ابوبکرؓ صدیق کے پاس بیٹھے تھے۔ اس وقت ان کے پاس عفیرہؓ بنت غفار بھی موجود تھیں اور اسماء بنت ابی بکرؓ اپنے شوہر زبیرؓ بن عوام کی آنکھوں میں دوا ڈال رہی تھیں۔

جب زبیر بن عوام نے اس عورت کی آواز سنی جس نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے مددگار کہاں ہیں؟ تب وہ چونک کر اٹھے۔ آنکھوں کے اندر انہوں نے روا ڈلوانی بند کر دی اور اپنی بیوی اسماءؓ بنت ابی بکر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی فکرمندی اور پریشانی میں پوچھا۔

''یہ جس عورت کی آواز آئی ہے یہ عورت کیا کہتی ہے؟''

Marfat.com

اس موقع پر اسماء بنت ابی بکر کچھ کہنے ہی والی تھیں کہ ان سے پہلے ہی عفیرہ بنت غفار بول اٹھیں اور زبیرؓ بن عوام کو مخاطب کرتے ہوئے انتہائی دکھ میں کہا۔

"رومنوں کا ایک لشکر مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو گیا ہے اور تعداد میں رومن اس قدر زیادہ ہیں کہ عمروؓ بن العاص کو پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔

اس موقع پر زبیرؓ بن عوام کی چھاتی تن اٹھی اور انتہائی جوشیلی آواز میں کہنے لگے۔ "قسم خداوندِ قدوس کی...... میں دین کے مددگاروں میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس جگہ بیٹھا نہ دیکھے گا۔"

یہ کہہ کر آپ نے خیمے کے ایک طرف رکھا اپنا نیزہ اٹھایا۔ باہر آپ کا گھوڑا کھڑا ہوا تھا۔ نیزہ زمین پر گاڑتے ہوئے پاؤں میں رکاب رکھے بغیر آپ نے ایک خونخوار جست لگائی، گھوڑے پر سوار ہوئے اور جس طرف عمروؓ بن العاص اپنے لشکر کے ساتھ دشمن سے برسرِ پیکار تھے ادھر بھاگ کھڑے ہوئے اور جاتے ہی حملہ آور ہو کر کئی رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جس وقت رومنوں کے دباؤ کے باعث عمروؓ بن العاص ذرا پیچھے ہٹے تھے اسی وقت قریب ہی شرجیلؓ بن حسنہ بھی اپنے لشکر کے ساتھ دشمن پر ضربیں لگا رہے تھے اور ان کے ایک طرف قیسؓ بن حیرہ رومنوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر چکے تھے۔ ان دونوں حضرات نے جب دیکھا کہ رومن تو ان کے پڑاؤ پر قبضہ کرنے کے درپے ہیں اور اپنے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ انہوں نے ہمارے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے مختص کر دیا ہے تب اس خیال کے تحت وہ آندھی سے طوفان، شعلے سے آتش فشاں کی صورت اختیار کر گئے۔ اپنے لشکر کے کچھ حصوں کو انہوں نے رومنوں کے ساتھ برسرِ پیکار رکھا اور اپنے لشکر سے تھوڑا تھوڑا حصہ لے کر پلٹے اور اس طرف بڑھے جہاں عمروؓ بن العاص مٹھی بھر مجاہدوں کے ساتھ رومنوں کے بے پناہ سیلاب کو روکے ہوئے تھے اور انہیں پڑاؤ میں داخل نہیں ہونے دے رہے تھے۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا، دیکھتے ہی دیکھتے ایک طرف سے شرجیلؓ بن حسنہ جذبوں کو ریزہ ریزہ، احساسات کو کرچی کرچی کر دینے والی طلسم کی تابکاری اور کہنہ اصنام میں گہری خاموشیوں میں درد کی کھولتی بھٹیوں کی طرح رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اسی وقت دوسری طرف سے قیسؓ بن حیرہ بھی آندھی اور طوفانوں کی طرح

Marfat.com

حرکت میں آ چکے تھے اور وہ رومنوں کے دوسری سمت جسموں پر زخم سجاتے خونی سرگرداں الیوں اور تھکے لمحوں کا سا زوال طاری کر دینے والی سرابوں کی الجھنوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

اب پہلوؤں کی طرف سے جب رومنوں پر ایک دم شرجیل بن حسنہ اور قیسؓ بن حیرہ حملہ آور ہوئے تب سامنے کی طرف عمروؓ بن العاص پر رومنوں کا دباؤ کم ہو گیا۔ اس لئے کہ رومنوں کی اکثریت اب شرجیلؓ بن حسنہ اور قیسؓ بن حیرہ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔ یہ صورت حال اب عمروؓ بن العاص کے حق میں تھی۔ لہٰذا دفاع سے نکل کر وہ ایک دم جارحیت پر اترے اور رومنوں پر انہوں نے دھرتی کی کوکھ میں غرق کر دینے والے مرگ کے سرگرداں ہیولوں اور جسموں پر خوف کی دھوپ پھیلا دینے والی قہرمانیت کی لہروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

عمروؓ بن العاص کا یہ حملہ ایسا زوردار اور خوف ناک تھا کہ رومنوں کے وسطی حصے تک وہ اپنے سامنے رومنوں کی لاشیں پھیلاتے چلے گئے تھے۔ دوسری طرف شرجیلؓ بن حسنہ اور قیسؓ بن حیرہ نے بھی رومنوں کی حالت ایسی ہی کر دی تھی۔ اب رومنوں نے اندازہ لگایا کہ وہ کسی بھی صورت مسلمانوں کے پڑاؤ میں داخل تو نہیں ہو سکتے اور اگر اسی طرح وہ مسلمانوں کے پڑاؤ کے قریب جنگ کرتے رہے تو مسلمان حملہ آور ان کا خاتمہ کرنے میں کوئی دیر نہیں لگائیں گے۔ لہٰذا شکست قبول کرتے ہوئے وہ واپس اپنے بڑے لشکر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

اپنے لشکر کے پیچھے ایک ٹیلے پر تخت کے اوپر بیٹھ کر باہان یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ اس نے تو اپنے لشکر کا ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر ان کی عورتوں کو اپنا اسیر بنانے کے لئے روانہ کیا تھا ساتھ ہی وہ یہ بھی امید لگائے بیٹھا تھا کہ جنگ اب زیادہ دیر جاری نہ رہ سکے گی اور خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح جو تیز حملے کرتے ہوئے رومنوں پر دباؤ ڈال رہے تھے یہ دباؤ بہت جلد ختم ہو جائے گا اس لئے کہ جب اس کے لشکر کا حصہ مسلمانوں کے پڑاؤ کو تباہ و برباد کر کے ان کی عورتوں کو اپنا اسیر بنا لے گا اور جب یہ خبر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچے گی کہ رومنوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہو کر ان کی عورتوں کو اپنا اسیر بنا لیا ہے تو وہ جنگ ترک کر دیں گے اور عورتوں کی رہائی کے سلسلے میں رومن جو بھی شرائط ان کے سامنے رکھیں گے انہیں وہ ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس طرح رومن

Marfat.com

مسلمانوں کو اپنی شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کر دیں گے۔

لیکن جب رومنوں کے اس لشکر کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ساتھ ہی باہان نے یہ بھی دیکھا کہ رومنوں کا جس قدر بڑا لشکر پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے گیا تھا اس سے تقریباً آدھا لوٹا ہے تو اس کے پاؤں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔ ساتھ ہی ٹیلے کے اوپر تخت پر بیٹھ کر باہان نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ مسلمانوں کے پڑاؤ کے ایک پہلو میں دور دور تک حملہ آور رومنوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور یہ منظر یقیناً باہان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ تخت پر بیٹھ کر وہ اداس و افسردہ ہو گیا تھا۔ پھر اپنی توجہ بانٹنے کے لئے وہ اپنے لشکر کے اس بڑے حصے کی طرف دیکھنے لگا تھا جو اس وقت بری طرح مسلمانوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھا۔

مسلمانوں نے جب رومنوں کے اس لشکر کو مار بھگایا جو ان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا تب سارے سالار اب خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے ساتھ رومنوں کے سامنے آہنی دیوار بن گئے تھے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دس لاکھ کے مقابلے پر صرف تیس ہزار مسلمان تھے اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر تیس ہزار ان مجاہدوں نے زندگی اور موت کا کھیل کھیلتے ہوئے اپنے آنے والے ان گنت رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ تیس ہزار نایاب مجاہد رومنوں کو دھکیلتے ہوئے ان کی خیمہ گاہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔

باہان بلند ٹیلے پر بہت پیچھے تھا۔ اس نے جب یہ منظر دیکھا کہ مسلمان تو اس کے سارے لشکر کو پسپا کرتے اور دھکیلتے ہوئے اس کے پڑاؤ تک لے آئے ہیں تب اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اپنی شکست اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہی تھی۔ اس موقع پر اس نے جو ایک لاکھ تیر انداز تیار کر رکھے تھے فی الفور ان کی طرف حکم بھجوایا کہ وہ مسلمانوں پر اندھا دھند تیر اندازی شروع کر دیں۔

باہان کا یہ حکم ملتے ہی ان ایک لاکھ رومنوں نے بڑی تیزی سے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دی تھی۔ اس موقع پر اگر خداوند قدوس کی مدد اور حمایت مسلمانوں کو حاصل نہ ہوتی تو یقیناً مسلمانوں کو ان ایک لاکھ تیر اندازوں کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا۔ تیز تیر اندازی کی وجہ سے مسلمانوں نے اپنی پیش قدمی روک دی۔ اس طرح رومنوں اور مسلمانوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ ہو گیا۔ جنگ ایک طرح سے رک گئی تھی۔ لیکن مسلمانوں کا یہ کمال تھا کہ وہ رومنوں کو دھکیلتے ہوئے اور انہیں

Marfat.com

پسپا کرتے ہوئے ان کے پڑاؤ تک لے آئے تھے اور پڑاؤ کے اندر جوان کی عورتیں تھیں انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے تھے۔

جس وقت دونوں لشکر ایک دوسرے سے ذرا فاصلے پر رک گئے اس وقت رومنوں کا ایک تیغ زن اور پہلوان میدان میں اترا اور مسلمانوں کو للکارتے ہوئے اس نے انفرادی مقابلے کے لئے اپنا مد مقابل طلب کیا۔

اس کی اس طلب پر بزرگ صحابی شرجیلؓ بن حسنہ میدان میں اترے۔ رومنوں نے جونہی دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک لشکری ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اترا ہے تو اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے وہ بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا تاکہ ان پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دے۔

لیکن شرجیلؓ بن حسنہ بھی اس کے حملوں کا جواب دینے کے لئے بالکل چوکس اور مستعد تھے۔ جونہی وہ رومن شہسوار اور تیغ زن قریب آیا آپ نے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہوا اپنا نیزہ سنبھالا۔ اسے ہاتھ میں تولا، تاک کر اس انداز میں مارا کہ نیزہ اس رومن پہلوان کی زرہ کو چیرتا ہوا اس کے جسم سے دوسری طرف نکل گیا تھا اور وہ گھوڑے سے گر کر دم توڑ گیا تھا۔

مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب شرجیلؓ بن حسنہ نے میدان میں اترنے والے اس رومن پہلوان کو اپنے نیزے کی ایک ہی ضرب سے ہلاک کر دیا تب رومنوں کا ایک اور تیغ زن میدان میں اترا اور انفرادی مقابلے کے اپنا مد مقابل طلب کیا۔ اس وقت تک شرجیلؓ بن حسنہ پہلے رومنوں کا خاتمہ کرنے کے بعد واپس آ چکے تھے۔ دوسرے رومن نے جب انفرادی مقابلے کے لئے للکارا تو زبیرؓ بن عوام میدان میں اترے۔ گو اس وقت وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے لیکن اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے شہسواروں کی طرح اس رومن کی طرف بڑھے جس نے انفرادی مقابلے کے لئے پکارا تھا۔ جونہی رومن زبیرؓ بن عوام سے ٹکرایا، زبیرؓ بن عوام نے بہترین تیغ زنی کی صناعی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے انداز میں اس پر حملہ آور ہونا شروع کیا کہ لمحوں کے اندر اس رومن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس رومن کا خاتمہ کرنے کے بعد زبیرؓ بن عوام واپس نہیں آئے بلکہ رومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے وہ انہیں انفرادی مقابلے کے لئے للکارنے لگے اور انہیں دعوت دینے لگے کہ کوئی اور ان کا مد مقابل نکالیں۔

Marfat.com

اس موقع پر خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کو پتہ تھا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں اور بڑی تکلیف میں ہیں لہٰذا دونوں حضرات نے مشورہ کرنے کے بعد زبیرؓ بن عوام کو واپس بلا لیا۔

باہان نے جب یہ منظر دیکھا تب اسے یقین ہو گیا کہ مسلمان اس طرح اس کے قابو میں آنے والے نہیں اور اگر جنگ اسی طرح جاری رہی تو جس طرح مسلمانوں نے اس سے پہلے بہت سے رومن لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد رومنوں کے ان گنت شہروں پر قبضہ کر لیا اسی طرح یرموک کے میدانوں میں بھی وہ رومنوں کو شکست دیں گے۔ باہان یہ بھی جانتا تھا کہ اگر یرموک کے میدانوں میں دس لاکھ رومنوں کو شکست ہوئی تو پھر انطاکیہ تک کوئی بھی رومن طاقت ان کی راہ نہ روک سکے گی۔

ایسے میں باہان کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ اسے یہ بھی تشویش تھی کہ انفرادی مقابلے میں اس کے ہر تیغ زن کو مسلمانوں کے تیغ زنوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور ایسا ہونے سے اس کے لشکر پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ لہٰذا خفیہ ہی خفیہ اس نے اپنے ایک لاکھ تیر اندازوں کو حکم دیا کہ اچانک اور دفعتہً مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دیں۔

اب دونوں لشکروں کے درمیان فاصلہ چونکہ اتنا تھا کہ ایک دوسرے کی طرف سے چلنے والے تیر دونوں لشکروں تک پہنچ جاتے تھے لہٰذا جب رومنوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی تو اس سے مسلمانوں کا خاصا نقصان ہوا۔ چنانچہ تیروں کی اس برسات سے لگ بھگ سات سو مسلمان آنکھوں سے معذور ہو گئے اس لئے اس دن کا نام یوم الغفور رکھا گیا۔ اس تیر اندازی سے تھوڑی دیر کے لئے مسلمانوں کے لشکر کی تنظیم درہم برہم ہو گئی تھی۔ لشکری افراتفری کے عالم کا شکار ہوئے تھے اس لئے کہ تیروں کی وجہ سے جن مسلمانوں کی آنکھوں کو نشانہ بنایا گیا تھا، مسلمان لشکری انہیں سنبھالنے لگے تھے۔ اس بناء پر لشکر کی پہلی تنظیم نہ رہی تھی۔

اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے باہان اپنے لشکر کے اس حصے حرکت میں لایا جس کے لشکریوں نے ایک دوسرے کو زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔ .نجیروں میں جکڑے ان لشکریوں کو باہان نے ایک طرف سے ہو کر مسلمانوں .کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کا حکم دیا جبکہ باقی لشکر کے ساتھ اس نے پوری طاقت اور قوت کے ساتھ

Marfat.com

مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر دیا تھا۔
جس وقت رومنوں کے پورے لشکر نے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہونا شروع کیا تھا اس وقت سارے لشکری جان توڑ کر لڑے۔ مسلمانوں نے نہ صرف رومنوں کے حملوں کو روک دیا بلکہ ان کے خلاف جارحیت اختیار کرتے ہوئے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس ٹکراؤ میں خالدؓ بن ولید اس شدت سے رومنوں کے خلاف لڑے کہ ان کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ کر گریں۔
دوسری طرف زنجیروں میں جکڑا ہوا رومنوں کا لشکر جب مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف بڑھا جہاں مسلمانوں کی عورتیں تھیں تو پڑاؤ کی حفاظت پر چھوٹا سا لشکر تھا۔ وہ رومنوں کے سامنے جم گیا۔ رومنوں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کا وہ چھوٹا سا لشکر زیادہ دیر ان کا مقابلہ نہیں کر سکے گا لہٰذا رومنوں کا وہ لشکر مسلمانوں کے پڑاؤ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گا۔ دراصل باہان انتقام لینا چاہتا تھا کہ مسلمان رومنوں کو دھکیلتے ہوئے ان کے پڑاؤ تک پہنچ گئے تھے لہٰذا وہ رومن لشکر کو مسلمانوں کے پڑاؤ تک پہنچانا چاہتا تھا۔ یہ ایک طرح سے اس کی جوابی کارروائی تھی۔
جس وقت مسلمانوں کے پڑاؤ کا محافظ لشکر رومنوں سے ٹکرایا اس وقت پڑاؤ کے اندر جو عورتیں تھیں انہوں نے بھی کمال کی جرأت مندی اور بے مثال دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تلواروں، نیزوں اور خیموں کی چوبوں سے لیس ہو کر رومنوں پر اس قدر جان لیوا حملے کئے کہ ان گنت رومنوں کو اپنے لشکریوں کے ساتھ انہوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح مسلمان عورتوں نے رومنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے نہ صرف ان کی آنکھیں کھول دیں بلکہ رومن لشکریوں کے چھکے چھڑا کر رکھ دیئے۔ اس طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے رومنوں کے اس لشکر کو مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر اور عورتوں نے مل کر بدترین شکست دی اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔
اس روز کی جنگ کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس دن خالدؓ بن ولید تنہا اس شدت سے حملے کر رہے تھے جیسے وہ ایک نہیں بلکہ ایک سو بہادر اور شہسوار مل کر حملہ آور ہو رہے ہوں اور انہوں نے اپنی خداداد ہمت، شجاعت اور جرأت مندی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر رومنوں کی صفوں کی صفوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔
اب جو صورتِ حال سامنے آئی وہ یہ کہ مسلمانوں نے تیروں کی وجہ سے زخمی ہونے والے اپنے لشکریوں کی مرہم پٹی کے لئے اپنے پڑاؤ کی طرف بھیج دیا تھا۔ اور

Marfat.com

جب دوسری بار مسلمانوں نے رومنوں کو پسپا ہونے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا تب رومن ایک بار پھر پیچھے ہٹ گئے اور تھوڑی دیر کے لئے جنگ رک گئی۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر خالدؓ بن ولید دونوں لشکروں کے وسط میں آئے اور انفرادی مقابلے کے لئے رومنوں میں سے اپنا مد مقابل طلب کیا۔ رومنوں کو جب خبر ہوئی کہ انفرادی مقابلے کے لئے للکارنے والے خالدؓ بن ولید ہیں تو ان لاکھوں رومنوں میں سے کسی ایک رومن کو بھی جرأت اور ہمت نہ ہوئی کہ وہ خالدؓ بن ولید کے یوں بار بار للکارنے اور پکارنے کے جواب میں اپنے لشکر سے نکل کر خالدؓ بن ولید سے انفرادی مقابلہ کرے۔

خالدؓ بن ولید نے جب دیکھا کہ کوئی بھی رومن ان سے انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے نہیں نکلتا تب آپ نے ایک بار پھر رومنوں پر عام حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم سنتے ہی مسلمان لشکری رومنوں پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ ان کی صفوں کو چیرتے پھاڑتے ان گنت رومنوں کو تہہ تیغ کرنے لگے تھے۔

اس روز کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس روز کی جنگ میں تھکاوٹ سے خالدؓ بن ولید کے بازو شل ہو گئے تھے۔ اس موقع پر ایک صحابی نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

''یقیناً خالدؓ نے تلوار کا حق ادا کر دیا ہے اور جو کچھ ان پر واجب تھا اس سے زیادہ کر دکھایا۔ اس لئے انہیں اب آرام دینا لازم ہے۔''

یہ حملہ مسلمانوں کی طرف سے ایسا خوفناک اور شدت کا تھا کہ رومن بدک اٹھے تھے۔ تھوڑی سی جنگ کے بعد رومنوں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ بھاگ کر اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے۔ ساتھ ہی جس وقت رومنوں کو شکست ہوئی اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا لہٰذا ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اس طرف گئے جہاں خالدؓ بن ولید تھے۔ آپ کے پاس پہنچ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے آپ کو جنگ سے باز رہنے کے لئے کہا۔

اس موقع پر جو جواب خالدؓ بن ولید نے دیا وہ بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا تھا۔

''میں ہر طرح اور ہر طرف سے اپنے لئے شہادت چاہتا ہوں اور میری نیت کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔'' ساتھ ہی ایک بار پھر آپ نے اپنے کچھ ساتھیوں کے

Marfat.com

ساتھ رومنوں پر ضرب لگائی اور اس ضرب کے نتیجے میں ان گنت رومنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح جب سورج غروب ہو گیا اور تاریکی پھیلنے لگی تب دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے اور جنگ دوسرے روز پر ملتوی ہو گئی۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس روز لگ بھگ چالیس ہزار رومن مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

اس روز کی جنگ جب ختم ہوئی اور مسلمان اپنے پڑاؤ میں اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہے تھے اس وقت ابو عبیدہؓ بن جراح اپنے دو سوار ساتھیوں کے ساتھ اپنے پڑاؤ کے گشت پر نکلے۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کے دائیں بائیں آپ کے دو ساتھی تھے۔ جب آپ پڑاؤ کے ایک حصے کی طرف گئے اور یہ حصہ وہ تھا جو دشمن کے سامنے تھا تو رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے سامنے ابو عبیدہؓ بن جراح کو دو سائے متحرک دکھائی دیئے۔

ان سایوں کو دیکھ کر آپ کو جستجو ہوئی اور کسی قدر فکرمند بھی ہوئے۔ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ جب آپ ان دونوں سایوں کے پاس گئے تو آپ نے دیکھا وہ زبیرؓ بن عوام اور ان کی زوجہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر ابو عبیدہؓ بن جراح بڑے متعجب ہوئے اور زبیرؓ بن عوام کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے پوچھا۔

''اے میرے محترم! رسولؐ کے ابنِ عم! آپ کو رات کے وقت اپنے لشکر کے سامنے گشت کرنے کی رغبت کس نے دلائی؟''

جواب میں زبیرؓ بن عوام نے پہلے اپنی زوجہ اسماء بنت ابوبکرؓ کی طرف دیکھا پھر ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''دراصل اسماءؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ آج دن بھر ہمارے لشکری دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے تھکے ہارے ہیں لہٰذا آج عورتیں مسلح ہو کر اپنے پڑاؤ کے اردگرد پہرہ دیں گی تاکہ اگر رومن مسلمانوں کے خلاف کوئی فریب کرنا چاہیں تو اس کی بروقت اطلاع کی جا سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ تھکاوٹ کے باعث ہمارے لشکری اچھی طرح گشت نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا یہ کام خود کرنا چاہتی ہیں۔ لہٰذا اس کام میں ان کی نگہبانی اور مدد کے لئے نکل کھڑا ہوا۔''

یہ الفاظ سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے بڑی عقیدت سے اسماء بنت ابوبکرؓ کی طرف دیکھا پھر زبیرؓ بن عوام کا شکریہ ادا کر کے انہیں گشت کرنے سے روکا لیکن انہوں نے

Marfat.com

منظور نہ کیا اور تمام رات اسماء بنت ابوبکرؓ کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لئے گشت کرتے رہے۔

❖

اب رومنوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ یرموک کے میدان میں وہ اپنے دس لاکھ کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کو نہ پسپا کر سکتے ہیں نہ شکست دے سکتے ہیں۔ لہٰذا اس موقع پر رومنوں کے سپہ سالار اعلیٰ باہان نے اپنے سارے اُمراء اور سالاروں سے مشورہ کرنے کے بعد کچھ قاصد ابو عبیدہؓ بن جراح کی طرف بھجوائے اور انہیں پیغام دیا۔

''آج کے دن اگر لڑائی موقوف رکھی جائے تو بہتر ہے۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح باہان کی اس درخواست کو قبول کرنے والے تھے اور لڑائی روکنے کے لئے تیار تھے لیکن اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے مداخلت کی۔ انہوں نے باہان کی اس تجویز سے اتفاق نہ کیا اور ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''جنگ روکنا ہمارے لئے اچھا نہیں ہے۔ اس طرح دشمن کو تیاری کا موقع مل جائے گا۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید کی اس تجویز سے اتفاق کیا اور جو قاصد باہان نے بھجوائے تھے انہیں کہلا بھیجا۔

''ہم جنگ میں تاخیر نہیں کریں گے کیونکہ ہم یہ قصہ بہت جلد ختم کرنا چاہتے ہیں۔''

رومنوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ باہان ابو عبیدہؓ کا یہ جواب سن کر بہت سراسیمہ اور پریشان ہوا۔ ناچار اس روز بھی جنگ کے لئے تیار ہوا، اپنے لشکر کی صفیں اس نے درست کیں۔

دوسری طرف مسلمان بھی جنگ کے لئے اپنی صفوں کو آراستہ کر چکے تھے۔ لشکر کی صفیں درست کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید دوسرے سالاروں کے ساتھ اپنے لشکر کے آگے تھے کہ رومنوں کے لشکر میں ہلچل پیدا ہوئی۔

رومن لشکر کا نائب سالار جرجیر اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں رومنوں کا سالارِ اعلیٰ باہان اپنے لشکریوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ باہان نے جب دیکھا کہ جرجیر اس کی طرف آ رہا ہے تب اپنے لشکر کی طرف سے نظر ہٹا کر اس نے

Marfat.com

بڑے غور سے جرجیر کی طرف دیکھا۔ جرجیر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ اسے مخاطب کرنے میں باہان نے پہل کی۔

''میرے بھائی! اس وقت جبکہ لشکری اپنی صفیں درست کر چکے ہیں اور سارے سالار اپنے لشکر کے سامنے کھڑے ہیں تمہارا میرے پاس آنا کسی علت کے بغیر نہیں ہے۔ کیا تم کوئی ایسی بات کہنا چاہتے ہو جو جنگ کے دوران ہمارے لئے سود مند ثابت ہوسکتی ہے؟''

باہان کے ان الفاظ پر جرجیر کے چہرے پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا اور کہنے لگا۔

''ہاں...... میں ایسی ہی بات کہنے آیا ہوں جس سے ہمارے لشکریوں کے حوصلے بھی مضبوط اور مستحکم ہو سکتے ہیں۔ وہ ترکیب جو میں کہنے آیا ہوں اس سے ہمارے لئے فتح مندی اور کامیابی کا در بھی کھل سکتا ہے۔''

جرجیر کے ان الفاظ پر باہان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوئی پھر کہنے لگا۔

''میرے بھائی! اگر تمہارے پاس کوئی ایسی تجویز ہے تو پھر کہنے میں اتنی تاخیر سے کام کیوں لے رہے ہو...... کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

جرجیر نے کچھ سوچا پھر باہان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''باہان میرے بھائی! اگر تم برا نہ مانو تو میں پہلے مسلمانوں کے ساتھ انفرادی مقابلے کی ابتداء کرنا چاہتا ہوں۔ میں میدان میں اترتا ہوں اور مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ کو انفرادی مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے میں اسے اپنے سامنے زیر کر لوں گا اور جب میں نے مسلمانوں کے سالار کو زیر کر لیا تو یاد رکھنا مسلمانوں کے اندر بد دلی پھیل جائے گی۔ وہ لڑنے سے کترائیں گے۔ ان کے انہی جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اپنی فتح مندی اور کامیابی کو بھی یقینی بنا سکتے ہیں۔''

جرجیر جب خاموش ہوا تب باہان عجیب سے انداز میں تھوڑی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر کہنے لگا۔

''میں تمہارے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کرتا۔ تم لشکر کے نائب سالار ہو، مجھے بڑے عزیز ہو۔ اس بناء پر اس سے پہلے میں اپنے مختلف تیغ زنوں کو انفرادی مقابلے پر اتارتا رہا۔ میں نے کبھی تمہیں انفرادی مقابلے پر جانے کے لئے نہیں کہا۔ میرے بھائی! مسلمانوں کے جس سالار سے تم تیغ زنی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو وہ ناقابل تسخیر ہے۔ جو حالات اب تک ہماری آنکھوں کے سامنے آئے ہیں ان کو سامنے رکھتے

Marfat.com

ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے اس سالار کو کوئی شکست دے ہی نہیں سکتا۔ تم یہ تو سوچو کہ جو سالار اپنے صرف ساٹھ تیغ زنوں کے ساتھ جبلہ کے ساٹھ ہزار لشکریوں کا منہ موڑ کر انہیں شکست سے دوچار کر سکتا ہے اسے تم کیسے قابو کر سکو گے؟ لہٰذا میں نہیں چاہوں گا تم انفرادی مقابلے کی دعوت دیتے ہوئے خود اپنے آپ کو موت کے منہ میں پیش کرو۔ جرجیر! مسلمانوں کا وہ سالار چلتی پھرتی موت ہے۔ گزشتہ دنوں کی جنگوں میں بھی میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اپنے لشکریوں کے آگے رہتا ہے۔ گویا بار بار اپنے آپ کو خود موت کے منہ میں ڈالتا ہے۔ ہر بار میں نے دیکھا وہ بچ جاتا ہے، زندہ رہ جاتا ہے اور میں نے تو اب یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ جب وہ جنگ کی ابتداء کرتا ہے تو موت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ زندگی اس کے اردگرد طواف کرتی ہے۔‘‘

یہاں تک کہنے کے بعد باہان رکا، کچھ سوچا پھر وہ دوبارہ کہہ رہا تھا۔

’’واپس اپنے حصے کے لشکر کے سامنے چلے جاؤ تاکہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی ابتداء کروں۔ میں ایک دم ان پر حملہ آور ہو کر ان کی صفوں کو منتشر کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔‘‘

باہان کے اس بار خاموش ہونے پر جرجیر اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

’’باہان! جو کچھ میں نے کہنا چاہا ابھی تک آپ نے اسے پوری طرح سنا ہی نہیں۔ میں مسلمانوں کے اس سالار سے تیغ زنی کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتا جس کا نام خالدؓ بن ولید ہے۔ میں جانتا ہوں تیغ زنی میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں اکیلا تو کیا میرے جیسے کئی تیغ زن بھی اس کے مقابل چلے جائیں تو وہ سب کی گردن کاٹ کر رکھ دے۔ لیکن وہ ان دنوں مسلمانوں کا سالارِ اعلیٰ نہیں ہے، اسے نائب سالار کہا جا سکتا ہے۔ سالارِ اعلیٰ ایک شخص ابو عبیدہؓ بن جراح ہے اور میں اس کو مقابلے کی دعوت دینا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ابو عبیدہؓ بن جراح کو انفرادی مقابلے میں اپنے سامنے زیر کر لوں گا اور اگر میں اسے زیر کر کے اس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تو باہان! ایسی صورت میں ہماری فتح اور مسلمانوں کی شکست یقینی ہو گی۔‘‘

جرجیر کے ان الفاظ پر باہان خوش ہو گیا تھا۔ کہنے لگا۔

’’اگر تم خالدؓ بن ولید کے بجائے مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہؓ بن جراح کے متعلق گفتگو کر رہے ہو اور اس سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں انفرادی مقابلہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔‘‘

Marfat.com

باہان کے ان الفاظ پر جرجیر خوش ہو گیا تھا۔ گھوڑے کا رخ اس نے موڑا، ایک جھٹکا اس نے گھوڑے کی باگوں کو دیا، ساتھ ہی انگیخت کر دینے والی مہمیز گھوڑے کو لگائی جس پر گھوڑا باغیانہ انداز میں ہنہناتا ہوا دونوں لشکروں کے درمیانی حصے کی طرف بڑھا تھا۔

میدانِ جنگ کے وسط میں جا کر جرجیر نے اسلامی لشکر کی طرف منہ کر کے ابو عبیدہؓ بن جراح کو انفرادی مقابلے کے لئے للکارا۔

جرجیر کے یہ الفاظ سن کر ابو عبیدہؓ بن جراح جو اس وقت اپنے لشکر کے سامنے گھوڑے پر سوار تھے گھوڑے کو مہمیز لگا کر حرکت میں آئے۔ اس جگہ آئے جہاں خالدؓ بن ولید اپنے حصے کے لشکر کے سامنے کھڑے تھے۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ انہیں مخاطب کرنے میں ابو عبیدہؓ بن جراح نے پہل کی۔

"ابو سلیمان میرے بھائی! رومنوں کا جو تیغ زن انفرادی مقابلے کے لئے نکلا ہے اس نے مجھے انفرادی مقابلے کے لئے پکارا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ابو عبیدہؓ بن جراح نے اپنی سپہ سالاری کا نشان خالدؓ بن ولید کے حوالے کیا اور دوبارہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے۔

"ابو سلیمان! یہ سپہ سالاری کا نشان اپنے پاس رکھو۔ اگر میں زندہ واپس آیا تو اپنا نشان لے لوں گا اور اگر اس انفرادی مقابلے کے دوران میں کام آ گیا تو پھر میرے بعد سالاری کے مستحق آپ ہی ہیں۔ تاوقت کہ فاروقِ اعظمؓ اس سلسلے میں کوئی فیصلہ دیں۔

اس موقع پر پھر خالدؓ بن ولید ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ کہنا چاہتے تھے کہ ابو عبیدہؓ نے انہیں موقع ہی نہیں دیا، ایک جھٹکے کے ساتھ انہوں نے اپنے گھوڑے کی باگیں کھینچتے ہوئے اس کا رخ موڑا اور اسے ایک سخت مہمیز لگائی جس پر گھوڑا ہنہناتا ہوا بڑی تیزی سے دونوں لشکروں کے درمیان اس سمت بڑھا تھا جہاں رومنوں کا سالار جرجیر انفرادی مقابلے کے لئے منتظر تھا۔

عبیدہؓ بن جراح جب جرجیر کے پاس گئے تب جرجیر نے انہیں مخاطب کیا۔

"کیا تم ہی مسلمانوں کے لشکر کے سالار ہو؟"

آپ نے غور سے جرجیر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

Marfat.com

''ہاں...... میں ہی اس لشکر کا سردار ہوں اور تجھ سے انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اب تو ہے اور لڑائی کا میدان یقیناً تیری ہلاکت کی تاک میں ہے اور میری تلوار تیرے خون کی پیاسی ہے۔''

جواب میں طنزیہ سے انداز میں جرجیر مسکرایا اور کہنے لگا۔

''میں جس سے مقابلہ کرتا ہوں اس کی آنکھوں میں خوف کے شعلے بھرتا ہوں۔ اس کے جسم کی خون کی تازگی کو ماند کر دیتا ہوں، اس پر کرب کے مدو جزر کھولتے عذاب کی طرح وارد ہو کر اسے غموں کا لباس پہناتے ہوئے اس کی ساری خوش گمانیوں کو خوش فریبیوں میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ میرے مقابلے پر آنے والے مسلمانوں کے سالار اب دیکھ لیں کیسے تم پر خونی کھیل کھیلتی آندھیوں کی طرح وارد ہوں گا۔ میں تمہیں پہلے سے آگاہ کر دیتا ہوں کہ میری طرف سے بھڑکتی، مچلتی برق کے حرکت میں آنے کا انتظار کر۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح کے چہرے پر تبسم نمودار ہوا، جواب میں آپ کہنے لگے۔

''میں جانتا ہوں تم لوگ انسانیت کی مانگ، اخلاقی قدروں کی طلب، الفاظ و معنی کے تعلق سے بے بہرہ اور عاری ہو۔ تم لوگ رنگوں، نغموں، تصویروں کو ترتیب دے کر الہام کا دعویٰ کرتے ہو۔ ہم اپنی تخلیق کے مقصد کی تکمیل کے لئے نیکی کی جستجو، خدا کے احکام کی تفہیم کا کھوج لگانے والے لوگ ہیں۔''

یہاں تک کہتے کہتے ابو عبیدہؓ بن جراح کو رک جانا پڑا اس لئے کہ جرجیر بول اٹھا۔

''میرا نام جرجیر ہے۔ میں رومنوں کے لشکر کا نائب سالار ہوں اور اس سے پہلے بڑے بڑے سورماؤں کو میدانِ جنگ میں خاک و خون میں نہلا چکا ہوں۔''

جرجیر کے ان الفاظ میں ابو عبیدہؓ بن جراح نے پھر بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''جرجیر! تم لوگ طلسم کی ڈھل پر بیٹھ کر رنگین خواب دیکھنے والے لوگ ہو۔ جب تیرا میرا ٹکراؤ ہو گا تو تُو بھیگے کاغذ کے الفاظ کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر رہ جائے گا، اپنا وقار بھی کھو بیٹھے گا۔ جب میری تلوار تم پر برسے گی تو تُو دیکھے گا کہ تیرا چہرہ غیر متشکل ہونا شروع ہو جائے گا اور موہوم یادوں کی طرح تُو اپنی ذات کی ترتیب کو بکھرتا پائے گا۔''

Marfat.com

اس گفتگو کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح اور جرجیر دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ دونوں کچھ دیر تک ایک دوسرے پر جان لیوا حملے کرتے رہے۔ جرجیر نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے مقابلہ کرتے ہوئے اندازہ لگا لیا تھا کہ مسلمانوں کا سالارِ اعلیٰ تیغ زنی میں اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور ارفع ہے اور اگر وہ اسی طرح مسلمانوں کے سالار کا مقابلہ کرتا رہا تو عنقریب اس کی تلوار اس کے جسم کو چاٹ کر رہ جائے گی۔ لہٰذا اس موقع پر اس نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو اپنے سامنے زیر کرنے کے لئے ایک حیلہ اور فریب استعمال کیا۔

اچانک جرجیر مقابلہ ختم کر کے پلٹ پڑا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مقابلہ ہار چکا ہے اور واپس جانا چاہتا ہے۔ اس موقع پر اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگاتے ہوئے ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس کا تعاقب کیا۔ اس موقع پر جرجیر بھی کنکھیوں سے مڑ کے دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ابو عبیدہؓ بن جراح اس کے تعاقب میں لگ گئے ہیں تو ایک دم اس نے اپنے گھوڑے کو موڑا اور اچانک ابو عبیدہؓ بن جراح پر ایک خوفناک وار کیا۔

ابو عبیدہؓ اس کے اس فریب، اس کے اس حربے، اس کے اس حملے کے لئے بالکل تیار تھے۔ جب جرجیر نے آپ پر تلوار برسائی تو آپ نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا وار خالی دے کر اپنی تلوار بلند کر کے جب گرائی تو ابو عبیدہؓ بن جراح کی تلوار جرجیر کو ایک شانے سے لے کر دوسرے شانے تک کاٹتی چلی گئی تھی۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جرجیر کا خاتمہ کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے زوردار انداز میں تکبیر بلند کی۔ آپ کے لشکری جو آپ کو جرجیر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے بڑی بے چینی سے آپ کی طرف دیکھ رہے تھے جب لشکریوں نے دیکھا کہ ان کے سالارِ اعلیٰ نے جرجیر کا خاتمہ کرنے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے تکبیر بلند کی ہے تو پورا لشکر سارے سالاروں سمیت تکبیریں بلند کرنے لگا تھا اور تکبیروں کی ان آوازوں نے نہ صرف رومنوں کو دہشت زدہ کر دیا بلکہ ان تکبیروں کی بازگشت دور دور تک سنائی دی تھی۔

جرجیر کا خاتمہ کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ بن جراح واپس اپنے لشکر میں آئے اور خالدؓ بن ولید سے سپہ سالاری کا نشان واپس لے لیا۔

دوسری طرف رومنوں کے سپہ سالارِ اعلیٰ باہان نے جب اپنے نائب جرجیر کے

Marfat.com

مارے جانے کی خبر سنی تو بڑا مایوس اور خوف زدہ ہوا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر باہان لڑائی سے فرار اختیار کرنا چاہتا تھا لیکن ہرکولیس کے خوف اور ننگ و عار کے خیال سے اپنی خواہش پوری نہ کر سکا۔ مجبور اور لاچار بادل شکستہ مقابلے کے لئے خود تیار ہوا۔ دراصل باہان کو یقین ہو گیا تھا کہ جرجیر کے مسلمانوں کے سالار کے ہاتھوں مارے جانے سے رومن شکستہ دلی کا شکار ہو گئے ہیں لہٰذا وہ خود انفرادی مقابلے کے لئے نکلتا ہے اور اپنا مد مقابل طلب کرتا ہے اور کوشش کرے گا کہ اپنے مدِ مقابل کو ہلاک کر دے تاکہ اس کے لشکر کے حوصلے پہلے کی طرح بلند ہو جائیں۔

جس وقت وہ انفرادی مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وقت جرجیر کا ایک رشتہ دار جس کا نام سرجس تھا وہ باہان کے قریب آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''باہان! اب انفرادی مقابلے کے لئے تم نہیں اترو گے بلکہ انفرادی مقابلے کے لئے میں جاؤں گا اور میں اپنے بھائی جرجیر کا مسلمانوں سے انتقام لوں گا۔''

باہان پہلے ہی چاہتا تھا کہ وہ انفرادی مقابلے سے بچ جائے اور اس کی جگہ کوئی اور چلا جائے چنانچہ اس نے سرجس کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سرجس اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا دونوں لشکروں کے درمیان آ گیا اور اسلامی لشکر کی طرف منہ کر کے اپنا مدِ مقابل طلب کیا۔

رومنوں کے اندر سرجس بھی بہت بڑا تیغ زن اور پہلوان خیال کیا جاتا تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں آ کر جب اس نے مقابلے کے لئے للکارا تو مسلمانوں کی طرف سے مالکؓ بن اشتر اس سے انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے نکلے۔

جونہی دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہونا شروع ہوئے دفعتہً مالکؓ بن اشتر نے اپنا نیزہ سنبھال کر اس زور سے سرجس کے گھوڑے کو مارا کہ سرجس کا گھوڑا زمین پر گر گیا۔ گھوڑے کے گرتے ہی سرجس بھی زمین پر گر گیا۔ اس پر مالکؓ بن اشتر اپنے گھوڑے سے کود پڑے۔ اپنی تلوار بلند کر کے سرجس پر گرائی اور اس کے جسم کو دو ٹکڑوں میں کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

جرجیر کے بعد جب انفرادی مقابلے میں سرجس بھی مارا گیا تب کہتے ہیں باہان نے قسم کھا کر کہا کہ اب میرے لئے لڑائی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں اور اب میں خود انفرادی مقابلے کے لئے جاؤں گا۔

اس کے بعد رومنوں کا سپہ سالارِ اعلیٰ باہان انفرادی مقابلے کے لئے نکلا۔

Marfat.com

دوسری طرف سرجس کا خاتمہ کرنے کے بعد مالکؓ بن اشتر میدانِ جنگ سے واپس نہیں آئے تھے بلکہ وہیں کھڑے ہو کر رومنوں سے اپنا دوسرا مدِ مقابل طلب کرنے لگے تھے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے دیکھا کہ باہان انفرادی مقابلہ کرنے کے لئے اترا ہے تو آپ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

''یہ باہان لگتا ہے بہت جلد جنگ کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر اس وقت مالکؓ بن اشتر میدانِ جنگ میں نہ ہوتے تو میں اس باہان سے ضرور تلوار کے دو دو ہاتھ کرتا۔''

بہرحال باہان میدان میں اترا۔ باہان بڑی آن بان اور ڈیل ڈول کا آدمی تھا اور ایک عمدہ اور آزمودہ کار سالار اور تیغ زن خیال کیا جاتا تھا۔ اس موقع پر اس کے ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ اسے امید تھی کہ اس گرز سے حملہ آور ہوتے ہوئے وہ اپنے مدمقابل کا سر کچل دے گا۔

اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا باہان، مالکؓ بن اشتر کے قریب آیا اور آپ کو مخاطب کیا۔

''کیا تم خالدؓ ہو؟''

جواب میں مالکؓ بن اشتر کہنے لگے۔ ''نہیں...... میرا نام مالکؓ بن اشتر ہے۔''

باہان کہنے لگا۔ ''میرا ارادہ آج تمہارے سالار خالدؓ بن ولید سے جنگ کرنے کا تھا۔ خیر اب بھی کوئی بات نہیں، پہلے تم سے نمٹ لوں اس کے بعد انفرادی مقابلے کے لئے خالدؓ بن ولید کو بھی طلب کروں گا۔''

باہان کے یہ الفاظ مالکؓ بن اشتر کو ناگوار گزرے۔ کھولتے لہجے میں باہان کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''باہان! یقین کرو تمہیں خالدؓ سے لڑنے کی تکلیف گوارا ہی نہیں کرنی پڑے گی۔ خدائے برتر کے فضل و کرم سے تم میرے ہاتھ سے ہی کیفرِ کردار کو پہنچ جاؤ گے۔''

مالکؓ بن اشتر کے یہ الفاظ سن کر باہان بھی برہم ہوا۔ اس موقع پر اس نے اپنا بھاری اور وزنی گرز گھمایا اور پوری طاقت اور قوت سے مالکؓ بن اشتر کے دے مارا۔ ایک تو گرز بذاتِ خود بڑا بھاری اور وزنی تھا دوسرے باہان نے پوری طاقت اور قوت

Marfat.com

سے مارا تھا۔ مالکؓ بن اشتر نے باہان کے گرز کو اپنی ڈھال پر روکا لیکن بھاری گرز اس قدر زوردار انداز میں ڈھال سے ٹکرایا تھا کہ ڈھال مالکؓ بن اشتر کی آنکھ پر آ کر لگی اور آنکھ کی ہڈی ننگی ہو گئی۔

مالکؓ بن اشتر کی یہ حالت دیکھتے ہوئے باہان یہ سمجھا کہ اس کا مدِ مقابل اب زندہ نہیں رہے گا۔ لیکن مالکؓ بن اشتر پوری طرح اپنے حواس میں تھے۔ جب باہان اپنا وار کر چکا تب مالکؓ بن اشتر حرکت میں آئے۔ اپنی تلوار زوردار انداز میں بلند کی اور باہان پر گرائی اور باہان کا شانہ کاٹ کر رکھ دیا۔ باہان زخمی ہوا، شدتِ کرب سے چلا اٹھا اور مقابلہ جاری رکھنے کی بجائے اپنے گھوڑے کی باگیں موڑتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

مشہور مورخ واقدی کے مطابق جس وقت مالکؓ بن اشتر کے مقابلے میں باہان شکست اٹھا کر اور زخمی ہو کر اپنے لشکر کی طرف بھاگا تھا اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے اپنے لشکریوں کو پکار کر کہا۔

”عزیز ساتھیو! فوراً دشمن پر حملہ کر دو۔ اس لئے کہ اس وقت وہ خوفزدہ اور مغلوب ہے اور ہمارے حملے سے اس کے پاؤں اکھڑ جائیں گے۔“

خالدؓ بن ولید کی اس تجویز سے ابوعبیدہؓ بن جراح نے پوری طرح اتفاق کیا تھا۔ اس کے بعد ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے زوردار انداز میں تکبیریں بلند کیں اور ان کی تکبیروں کے جواب میں ہر سالار، ہر لشکری اس انداز میں تکبیریں بلند کرنے لگا تھا کہ چاروں طرف تکبیروں کی بازگشت نے ایک عجیب سا سماں باندھ کر رکھ دیا تھا۔

پھر وقت کی آنکھ نے دیکھا ابوعبیدہؓ بن جراح، خالدؓ بن ولید اور دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں مسلمان رومنوں پر شدائد سے تھکا مارنے والے نا مساعد حالات، لوحِ تاریخ پر ہر سورما، ہر متکبر کے تشنہ پندار اور اس کے معیارِ شرف سے گرا دینے والے وجد آور جذبوں، پُر عزم تیوروں کی نئی تحریریں رقم کرنے والے عناصر اور روز و شب کی مسافتوں پر قدغن لگا دینے والے آفاق گیر مجاہدوں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

جس طرح کوئی ہواؤں کو چلتے پانیوں کو روکنے اور خیالوں کی بنت پر پابندی نہیں لگا سکتا اسی طرح رومن بھی مسلمانوں کے ان حملوں کو روک نہ سکے اور لمحوں کے اندر

Marfat.com

مسلمانوں نے رومنوں کے اتنے بڑے لشکر کی حالت سر کتے منحوس سایوں، لنگڑی آندھیوں اور بے ربط بھاگتے لمحوں سے بھی بدتر کرنا شروع کر دی تھی۔

مسلمانوں کے ان تیز حملوں کا رومن زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکے۔ اتنی دیر تک سورج بھی غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا یہ صورت حال دیکھتے ہوئے رومن شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی لشکر نے بھاگتے رومنوں کا تعاقب کیا اور ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتارا اور کچھ کو گرفتار کر لیا گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس جنگ میں ایک لاکھ رومن قتل ہوئے اور چالیس ہزار رومنوں کو گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے پشت کی جانب دریا میں ڈوب مرے، ان کا کوئی شمار ہی نہ تھا۔

جب اگلے روز کی صبح ہوئے تو میدان رومنوں سے خالی تھا۔ اس جنگ میں ایک ہزار مسلمان بھی شہید ہوئے۔

اس طرح یرموک کے میدانوں میں مسلمانوں نے اپنے سے لگ بھگ تین گنا سے بھی زیادہ رومن لشکر کو بدترین شکست دی۔ اتنا بڑا لشکر مسلمانوں کے مقابلے میں آج تک نہ آیا تھا۔ اس فتح سے ارضِ شام کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ اب مسلمانوں کے یہ حملے رومنوں کے مقابلے میں ایک سیلاب کی صورت اختیار کر چکے تھے جس کے سامنے بند باندھنا رومنوں کے بس کی بات نہ رہی تھی۔ اس جنگ میں خالدؓ بن ولید نے اپنے حملوں سے رومنوں پر ایک ہیبت طاری کر کے رکھ دی تھی اور انہوں نے بھی خالدؓ بن ولید کی قوت کو تسلیم کیا تھا۔

مشہور مؤرخ واقدی جنگِ یرموک سے متعلق تفصیل سے لکھتے ہوئے کہتا ہے:

''یرموک کے میدانوں میں رومنوں کے اتنے بڑے لشکر کو شکست دینے کے بعد پہلے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کی تعداد کو خوب کم کیا۔ جب اندھیرا چھا گیا تو وہ اپنے پڑاؤ میں واپس آ گئے۔ دوسری طرف رومن مسلمانوں سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر جنگلوں اور کوہستانی سلسلوں کی طرف بھاگے تھے۔

اگلے روز مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے رومنوں کا پھر تعاقب شروع کر دیا تھا۔ خالدؓ بن ولید ہر صورت میں باہان کا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ باہان کو کسی بھی صورت زندہ سلامت واپس انطاکیہ میں اپنے بادشاہ ہرکولیس کے پاس نہیں پہنچنے دینا چاہئے۔

Marfat.com

جس وقت خالدؓ بن ولید باہان کو تلاش کر رہے تھے اُس وقت راستے میں خالدؓ بن ولید کی ملاقات ایک چرواہے سے ہوئی۔ اس سے جب آپ نے باہان کے متعلق دریافت کیا تو چرواہا کہنے لگا۔

''جس راستے پر آپ لوگ سفر کر رہے ہیں اس راستے سے ایک سردار آگے گیا ہے۔ اس کے ساتھ لگ بھگ چالیس ہزار رومنوں کا لشکر ہے۔''

وہ شاہراہ دمشق کی طرف جاتی تھی۔ لہٰذا خالدؓ بن ولید نے اندازہ لگایا کہ بدحواسی میں باہان اپنے ساتھیوں کے ساتھ دمشق کی طرف بھاگا ہے۔ لہٰذا آپ اس کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے۔

اب خالدؓ بن ولید نے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ اور زیادہ تیزی سے دمشق کی جانب باہان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ دمشق کے نواح میں خالدؓ بن ولید نے باہان اور اس کے لشکر کو جالیا۔

باہان کو جب خبر ہوئی کہ خالدؓ بن ولید لشکر کے ایک حصے کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے اس کے قریب پہنچ چکے ہیں تب وہ بڑا فکرمند ہوا اور گھبرایا۔ وہ بری طرح زخمی تو تھا ہی لیکن اس موقع پر وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ خالدؓ بن ولید کا نام سن کر وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر ایک جگہ چھپنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک مسلمان مجاہد نے دیکھ لیا۔ لہٰذا وہ اس پر حملہ آور ہوا اور اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ اس طرح رومنوں کے سپہ سالار باہان کا کام تمام ہوا۔

باہان کے ساتھ جو لشکر تھا اس پر بھی خالدؓ بن ولید حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا باقی اِدھر اُدھر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔

یہ سارا معاملہ دمشق کے نواح میں ہوا تھا۔ لہٰذا اہلِ دمشق کو خطرہ پیدا ہوا کہ شاید اس سے پہلے مسلمانوں نے اہلِ دمشق کے ساتھ جو صلح کا معاہدہ کیا تھا وہ توڑتے ہوئے پھر دمشق پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ ان خیالات کے تحت اہلِ دمشق لرزاں اور خوفزدہ ہو کر رہ گئے تھے۔ پھر ان کا ایک وفد شہر سے باہر نکل کر خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کیا ہمارے ساتھ جو آپ کا صلح کا معاہدہ تھا وہ برقرار ہے یا ختم کر رہے ہیں؟

اس پر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

''وہ معاہدہ برقرار ہے۔''

Marfat.com

اس کے بعد خالدؓ بن ولید باہان کے اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے لشکریوں کا خاتمہ کرتے ہوئے حمص تک جا پہنچے۔ اتنی دیر تک باقی لشکر کو لے کر ابو عبیدہؓ بن جراح بھی حمص پہنچ گئے تھے اور یہاں سے ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید اپنے متحدہ لشکر کو لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

دمشق پہنچ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے فاروقِ اعظمؓ کو یرموک کی فتح کی خوشخبری دی اور مالِ غنیمت کا حصہ بھی نکال کر مدینہ منورہ کی طرف بھجوایا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ ابو عبیدہؓ بن جراح کے یرموک کی فتح کی خوشخبری بھیجنے سے قبل ہی فاروقِ اعظمؓ کو حضورؐ نے خواب میں فتح یرموک کی خوشخبری دے دی تھی۔ لہٰذا ابو عبیدہؓ بن جراح کے قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ نے اپنے ساتھیوں سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے یرموک کی فتح کی اطلاع کر دی اور چند دن بعد دمشق سے حمص کی طرف چلے گئے تھے۔

○❖○

Marfat.com

ہرکولیس کی دونوں بیٹیاں یرموک کے میدان میں رومنوں کی بدترین شکست کے بعد اپنے کچھ بچے کھچے لشکریوں کے ساتھ انطاکیہ کی طرف بھاگ گئی تھیں۔ باہان کیونکہ بدحواسی کے عالم میں انطاکیہ کی بجائے دمشق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تھا لہٰذا مارا گیا لیکن رومنوں کے لشکر کا وہ حصہ جو انطاکیہ کی طرف بھاگا تھا وہ اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور لشکر کا وہ حصہ ہرکولیس کی دونوں بیٹیوں کیتھرائن اور زوزان کو لے کر انطاکیہ کا رخ کئے ہوئے تھا۔ ان لوگوں میں بطورس کے علاوہ مرقیس بھی شامل تھے۔

لشکر کے اس حصے میں جو سالار تھے جب انہوں نے اندازہ لگایا کہ اب وہ مسلمانوں کے تعاقب سے باہر نکل آئے ہیں اور مسلمان وہاں تک نہیں پہنچ سکتے تب انہوں نے وہاں پڑاؤ کیا اور ستانے لگے تھے۔

اس پڑاؤ کے دوران کیتھرائن اور زوزان دونوں بہنوں نے بطورس اور مرقیس کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس آئے تب ہاتھ کے اشارے سے زوزان نے ان دونوں کو اپنے سامنے بیٹھنے کے لئے کہا۔ جب وہ دونوں بیٹھ گئے تب ان دونوں کی طرف باری باری دیکھتے ہوئے زوزان کہنے لگی۔

''انطاکیہ سے نکل کر میرا اور میری بڑی بہن کیتھرائن کا اس طرف آنا دو مقاصد کے تحت تھا۔ ہمارا پہلا مقصد یہ تھا کہ اپنے لشکر میں شامل ہو کر اپنے لشکریوں کا حوصلہ بڑھائیں گی اور فتح کو یقینی بنائیں گی لیکن ہم دونوں بہنیں اپنے مقصد میں ناکام ہوئی ہیں اس لئے کہ یرموک کے میدانوں میں مسلمانوں نے رومنوں کے خلاف ایک معجزہ نما فتح حاصل کر لی ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ دس لاکھ رومنوں کے لشکر کو صرف تیس ہزار مسلمان شکست دے لیں گے اور تیس ہزار بھی ایسے جو اسلحے اور دوسری ضروریاتِ زندگی کے معاملے میں رومنوں کے آگے کچھ نہ تھے۔ اس کے باوجود ہمیں

Marfat.com

شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اس شکست کا دکھ میں زندگی بھر فراموش نہ کرسکوں گی۔
ادھر آنے کا دوسرا مقصد مریشا اور شوطار کے علاوہ وامس ابوالہول کو گرفتار کر کے انطا کیہ پہنچانا تھا۔ افسوس یرموک کے میدانوں میں، میں ایسا بھی نہ کر سکی۔
مرقیس! پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں تمہیں مسلمانوں کے پڑاؤ کی طرف بھجواؤں گی اور تم وہاں جا کر مریشا، شوطار اور وامس ابوالہول سے ملو گے اور ان پر ظاہر کرو گے کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو۔ ان کے ہاں قیام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ تم ان تینوں کو گھوڑ دوڑ کے لئے پڑاؤ سے باہر نکالتے رہو گے اور پھر کسی مناسب موقع پر جب وہ گھوڑ دوڑ کے لئے پڑاؤ سے باہر نکلیں گے تو ان پر حملہ آور ہو کر انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔

میں اس تجویز پر عمل کرنا چاہتی تھی لیکن باہان نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔ باہان چاہتا تھا کہ جس وقت مسلمانوں کے ساتھ جنگ اپنے عروج پر آ پہنچے گی تو وہ اپنے لشکر کا ایک حصہ مسلمانوں کے پڑاؤ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کرے گا جو پڑاؤ میں مسلمانوں کی ساری عورتوں کو گرفتار کو لے گا اور گرفتار ہونے والی عورتوں میں مریشا اور شوطار بھی ہوں گی۔ اس طرح ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لیکن صد افسوس کئی بار کی کوشش کے باوجود ہمارے لشکری مسلمانوں کے پڑاؤ میں داخل نہ ہو سکے۔"
یہاں تک کہنے کے بعد زوزان رُکی پھر بطورس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
"بطورس میرے بھائی! جس وقت میں اور میری بہن انطا کیہ سے یرموک کی طرف روانہ ہوئی تھیں تو ہم دونوں بہنوں نے اپنے باپ کو یقین دلایا تھا کہ ہم ہر صورت میں مریشا، شوطار اور وامس ابوالہول کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں گی اور اس میں کامیاب بھی ہوں گی۔ اب میں سمجھتی ہوں ہم دونوں بہنیں اپنے مقاصد میں نامراد اور ناکام لوٹ رہی ہیں لیکن میں اس سلسلے میں ایک کوشش اور کرنا چاہتی ہوں۔
یہ بات تو تم دونوں کو معلوم ہو چکی ہو گی کہ وامس مسلمان تھا اور مسلمان کی حیثیت سے ہی اس نے انطا کیہ میں قیام کر رکھا تھا۔ میرے خیال میں اس کی ہی انگیخت پر مریشا، شوطار اور مریشا کی ماں میخالہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب میخالہ تو سنا ہے مر چکی ہے اور بدلیس کے کوہستانی سلسلوں کے اندر ہی اسے دفن کر دیا گیا ہے جبکہ یہ بھی سنا گیا ہے کہ شوطار اور مریشا اب وامس ابوالہول کی بیویاں ہیں اور اس کے ساتھ ہی قیام کئے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

بطورس! میں جانتی ہوں کہ تم مرقیس کی نسبت ایک اچھے تیغ زن اور ایک طاقتور انسان ہو۔ پر جو کام میں مریشا، شوطار اور وامس ابوالہول کے خلاف لینا چاہتی ہوں وہ تم ادا نہیں کر سکتے لہٰذا یہ کام میں مرقیس کو سونپنا چاہتی ہوں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زوزان تھوڑی دیر تک مرقیس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"مرقیس! اگر میں تمہیں ایک کام سونپوں تو کیا تم وہ کام میری بہن کیتھرائن اور اپنے شہنشاہ ہرکولیس کی خوشنودی اور خوشی کے لئے کرو گے؟"

مرقیس نے کچھ سوچا پھر بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر آپ مجھے کوئی ایسا کام سونپنا چاہتی ہیں جس میں آپ دونوں بہنوں کے علاوہ ہمارے شہنشاہ کی بھی خوشنودی اور رضامندی ہے تو اس کام کے لئے میں اپنی جان تک لڑانے کے لئے تیار ہوں۔ آپ جو کام مجھے سونپنا چاہتی ہیں سونپ دیں۔ مجھے امید ہے میں اس پر پورا اتروں گا۔"

مرقیس جب خاموش ہوا تب تھوڑی دیر تک زوزان مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی۔

"قسم خداوند کی، مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی۔ میں جانتی تھی کہ جو کام میں تمہیں سونپنا چاہتی ہوں اس کے لئے تم انکار نہیں کرو گے۔ دیکھو میں تمہیں پہلے بتا چکی تھی کہ میں تمہارے حوالے سے کس طرح گھوڑ دوڑ کے دوران وامس، مریشا اور شوطار کو گرفتار کرنا چاہتی تھی لیکن اب وہ حربہ تو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم یرموک کے میدانوں سے کئی میل دور مغرب کی طرف چلے آئے ہیں۔ مسلمان بھی یقیناً یرموک کے میدانوں سے کوچ کر چکے ہوں گے۔ لہٰذا اب اگر ہم وامس ابوالہول، مریشا اور شوطار کو گرفتار نہیں کر سکتے تو ایک حربہ ایسا ہے جسے استعمال کرتے ہوئے ہم ان تینوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں۔"

یہاں تک کہنے کے بعد زوزان رُکی پھر اپنی گود میں جو اس نے چرمی خرجین رکھی ہوئی تھی اس کا منہ کھولا، اس کے اندر سے کپڑے کی چھوٹی سی ایک پڑیا نکالی جس کو مضبوط گانٹھ لگی ہوئی تھی۔ کپڑے کی وہ پڑیا زوزان نے مرقیس کے سامنے رکھ دی پھر اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

"مرقیس! کپڑے کی اس پڑیا میں انتہائی مہلک زہر ہے۔ یہ مجھے باہان نے مہیا

Marfat.com

کیا تھا۔ اس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر ہم مسلمانوں کے پڑاؤ سے ان کی عورتوں کو گرفتار نہ کر سکے اور ہمیں شکست ہو گئی تو پھر یہ زہر ان تینوں کے خلاف استعمال کر کے کم از کم ان کا خاتمہ تو کیا جا سکتا ہے۔ اب جو طریقہ کار تم نے استعمال کرنا ہے وہ مجھ سے سنو۔

مرقیس! یہاں سے تم اب ہمارے ساتھ انطاکیہ کا رخ نہیں کرو گے بلکہ واپس جاؤ گے۔ مسلمانوں کے لشکر کو تلاش کرنا کہ اس نے کہاں پڑاؤ کیا ہوا ہے۔ ان کے پڑاؤ میں داخل ہونا۔ اگر تمہیں کوئی مشکوک سمجھ کر گرفتار کرنے کی کوشش کرے تو تم کہنا کہ میں پہلے نصرانی تھا، اب اسلام قبول کر چکا ہوں اور مسلمانوں کے لشکر کے اندر تین افراد تمہارے خوب جاننے والے ہیں وامس ابوالہول، مریشا اور شوطار۔

جب وہ تمہیں ان تینوں کے پاس لے کر جائیں تو تم ان تینوں کے پاس جا کے انکشاف کرنا کہ تم اسلام قبول کر چکے ہو اور اب رومنوں کے لشکر کی بجائے مسلمانوں کے لشکر میں رہ کر وہاں اپنی خدمات پیش کرنا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے جب تم یہ کہو گے تو وامس ابوالہول تمہیں سینے سے لگا لے گا۔ شوطار چونکہ تمہاری بہن ہے لہٰذا اس کی وجہ سے تمہیں مسلمانوں کے پڑاؤ میں قیام کرنے کا موقع مل جائے گا، کوئی تم پر شبہ نہیں کرے گا۔

پہلے چند روز ان تینوں کے پاس قیام کرنا، ان کا اعتماد، ان کا اعتبار حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ ساتھ ہی ان سے اسلامی تعلیمات کا درس بھی لینا شروع کر دینا۔ اس طرح انہیں یقین ہو جائے گا کہ تم واقعی اسلام قبول کر چکے ہو اور ان کے طریقے کے مطابق ان کی عبادت بھی کرنی شروع کر دینا۔ اس طرح تم پر ذرا برابر بھی شک نہیں کیا جائے گا۔ یوں چند روز مسلمانوں کے پڑاؤ مین قیام کرنا۔

اس قیام کے دوران کوشش کرنا کہ اکثر و بیشتر تم وامس ابوالہول، مریشا اور شوطار کے ساتھ کھانا کھاؤ پھر کوئی مناسب موقع جان کر یہ جو زہر میں نے تمہیں مہیا کیا ہے یہ وامس ابوالہول، مریشا اور شوطار کے کھانوں میں ملا دینا اور ایسا کرنے کے بعد فوراً مسلمانوں کے پڑاؤ سے نکل کر واپس آ جانا۔ اس لئے کہ یہ زہر ایسا مہلک ہے کہ جو بھی اسے کھائے گا کھانے کے ساتھ ہی یہ اثر انداز ہو گا اور اس کا خاتمہ کرتا چلا جائے گا۔"

یہاں تک کہتے کہتے زوزان کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ مشرق کی طرف سے

Marfat.com

کچھ گھوڑ سوار رومن اپنے گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے ان کے پاس آئے تھے۔ انہیں دیکھتے ہوئے سب فکرمند ہو گئے تھے۔ وہ گھوڑ سوار جب پڑاؤ میں آئے تب کچھ لوگ انہیں پکڑ کر کیتھرائن، زوزان، بطورس اور مرقیس کے پاس لے آئے۔ انہیں دیکھتے ہی زوزان نے پوچھ لیا۔

''میرے عزیزو! تم کہاں سے آئے ہو ...... کیا ہمارے لئے تم کوئی اور بری خبر لے کر آئے ہو؟''

اس پر ان میں سے ایک کہنے لگا۔

''ہاں ہم بری خبر لے کر آئے ہیں۔ یرموک کے میدانوں میں شکست اٹھانے کے بعد باہان ایسا بدحواس ہوا کہ انطاکیہ کی طرف بھاگنے کی بجائے وہ دمشق کی طرف بھاگا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس وقت اس کے ساتھ لگ بھگ چالیس ہزار کا لشکر تھا۔ مسلمانوں کا سالار خالدؓ بن ولید اس پر حملہ آور ہوا اور اس حملے کے دوران نہ صرف یہ کہ باہان مارا جا چکا ہے بلکہ چالیس ہزار رومنوں میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اب جبکہ یرموک کے میدانوں میں ہمیں شکست ہو چکی ہے تو مسلمانوں کا سارا لشکر اس وقت حمص کے مقام پر قیام کئے ہوئے ہے اب دیکھیں وہ ہمارے خلاف اگلا قدم کیا اٹھاتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شخص جب خاموش ہوا تو زوزان نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو آرام کرنے کے لئے کہا۔ اس پر وہ اپنے گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے جانے کے بعد زوزان نے مرقیس کو مخاطب کیا۔

''مرقیس! میرے خیال میں جو کام میں تم سے لینا چاہتی ہوں اس کی تفصیل تم جان چکے ہو۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو؟''

اس پر مرقیس کہنے لگا۔

''اگر آپ حکم دیتی ہیں تو میں ابھی اور اسی وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں اور حمص میں مسلمانوں کے پڑاؤ کا رخ کرتا ہوں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کی تکمیل کر کے لوٹوں گا۔''

مرقیس کے ان الفاظ پر زوزان مسکرائی اور کہنے لگی۔

''نہیں...... میں ایسا نہیں چاہتی۔ پہلے ایک رات یہاں ہمارے ساتھ بالکل پرسکون انداز میں آرام کرو اور آنے والی صبح کو جب ہم یہاں سے انطاکیہ کی طرف

Marfat.com

کوچ کریں گے تم حمص کی طرف چلے جانا۔"

مرقیس اور بطورس دونوں نے اس سے اتفاق کیا۔ مرقیس نے وہ رات وہیں قیام کر کے آرام کیا۔ اگلے روز کیتھرائن اور زوزان دونوں اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف چلی گئی تھیں جبکہ مرقیس حمص کا رخ کر گیا تھا۔

❖

یرموک کی شاندار فتح کے بعد فاروقِ اعظمؓ نے ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کو بیت المقدس فتح کرنے کے لئے ہدایات دی تھیں۔ یہ حکم ملتے ہی آپس میں صلاح مشورہ کرنے کے بعد ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے سب سے پہلے بیس ہزار کا ایک لشکر علیحدہ کیا، اسے چار مزید حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد پانچ پانچ ہزار کے لشکر کو چار سالاروں کی سرکردگی میں دے کر بیت المقدس کی طرف روانہ کیا۔ ان میں سے ایک حصہ یزیدؓ بن ابوسفیان، دوسرا شرجیلؓ بن حسنہ، باقی دو حصے دوسرے سالاروں کی سرکردگی میں دیئے گئے۔ یہ چاروں لشکر بیت المقدس پہنچے اور بیت المقدس کے چار دروازوں کے سامنے اپنے اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر گئے تھے۔

ان کی روانگی کے دس دن بعد ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید بھی سارے لشکر کے ساتھ بیت المقدس پہنچے تھے۔

بیت المقدس ایک قدیم ترین شہر ہے۔ بعض مؤرخین کے مطابق انسانیات میں دنیا کا کوئی مقام بیت المقدس سے زیادہ قدیم اور پرانا نہیں ہے لیکن افسوس اس کے قدیم دور کی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔ کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ اس شہر کی بنیاد ایک عرب صادق ملیک نے رکھی تھی۔ اس بناء پر عربوں کے ہاں یہ شہر شروع ہی سے مقدس خیال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے فونیقی عرب یہاں آ کر آباد ہوئے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے شہر ار سے ہجرت کرنے کے بعد ان سرزمینوں میں داخل ہوئے اور جزون شہر میں آ کر قیام کیا جسے آج کل الخلیل کہتے ہیں۔ بعد میں یعنی 2008 ق م میں یہاں کا ایک بادشاہ ہوا جس کا نام شالیم تھا۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ شہر دنیا کی تاریخ میں اپنے محل وقوع کے لحاظ سے عجیب وغریب ہے۔ یہ جلوان کی پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر آباد ہے اور یہ کوہستانی سلسلہ

Marfat.com

جزریل کی زرخیز زمین سے لے کر لگ بھگ عقبہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی حیثیت ایک جزیرہ نما کی سی ہے جو جنوب مشرقی کونے کے علاوہ پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے جسے ایک وادی دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ جس جگہ یہ شہر آباد ہے وہاں دو پہاڑیاں ہیں۔ ایک کا نام جبلِ موریہ اور دوسری کا نام جبلِ زیتون ہے۔

ان دو میں سے بلند ترین جبلِ زیتون ہے جو بحیرہ روم سے دو ہزار چھ سو فٹ اور بحر مردار سے لگ بھگ تین ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی پر ہے۔ دوسری پہاڑی جس کا نام موریہ ہے وہ سطح سمندر سے دو ہزار چار سو چالیس فٹ اونچی قرار دی گئی ہے۔ بیت المقدس سے بحر روم تیئس میل کے فاصلے پر اور بحیرہ مردار دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

جن پہاڑیوں پر یہ شہر آباد ہے وہاں کئی جگہ پر چونے کا پتھر عام ہے اور شہر کے جنوب میں نصف میل کے فاصلے پر کیدرون میں گلابی اور سفید رنگ کا سنگِ مرمر عام پایا جاتا ہے۔ اس کے قریب ہی نرم سفید چونے کا پتھر ہے جو تقریباً چالیس فٹ موٹائی کا ہے۔ بیت المقدس کی بڑی پہاڑی جسے جبلِ زیتون کہتے ہیں یہ تقریباً پوری کی پوری چونے کے پتھر کی ہے۔

یہ شہر کسی دریا کے کنارے آباد ہے نہ ہی سمندر کے پاس نہ ہی کسی بڑی تجارتی شاہراہ کے کنارے ہے۔ اس کے باوجود یہاں کبھی قحط نہیں پڑا اور یہ شہر تین ہزار سال سے موجود ہے۔ توریت کے مطابق اس شہر کو پہلے دریائے جیحوں سے پانی فراہم کیا جاتا تھا۔

اس شہر میں ان گنت زیارتیں ہیں اور راہنما کے بغیر کوئی ان زیارتوں کو دیکھ نہیں سکتا۔ کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ 33 صدیاں پرانا شہر ہے اور اس نے قدرت اور انسان کے ہاتھوں تکلیفیں ہی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ یہ شہر کئی بار اُجڑا اور کئی بار آباد ہوا۔ کئی بار زلزلوں کی وجہ سے کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا۔ بیس مرتبہ محصور ہوا اور اٹھارہ دفعہ ازسرِ نو تعمیر ہوا دو بار مکمل طور پر اسے تباہ و برباد کر دیا گیا۔ ایک بار رومنوں کے شہنشاہ ہادریان نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کو مکمل طور پر تباہ کیا اور دوسری بار بابل کے بادشاہ بخت نصر نے اس پر حملہ آور ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر زمین بوس کر دیا تھا۔

بیت المقدس کو کئی ناموں سے پکارا گیا ہے اور مختلف قوموں نے اپنے اپنے

Marfat.com

عقیدے کی بناء پر اسے مختلف ناموں سے نوازا۔ یہودی اور عیسائی آج بھی اسے یروشلم کہتے ہیں کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ اس کا پرانا نام جیبوس تھا جو تلفظ کے بگاڑ پر یروشلم بن گیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ یروشلم کا نام حضرت داؤدؑ کے عہد میں اختیار کیا گیا لیکن یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام جب ان سرزمینوں کی طرف آئے تو انہوں نے بیت المقدس کو ''یرو'' کہہ کر پکارنا شروع کر دیا بعد میں آنے والے دور میں اس نام کے ساتھ ''شلم'' کا اضافہ کر دیا گیا اور یہ یروشلم بن گیا۔

کچھ مؤرخین کہتے ہیں کہ 2008 ق م میں یہاں کا ایک بادشاہ تھا۔ اس کا نام شالیم تھا۔ اس کے نام پر یہ یروشلم کہلایا۔

کچھ مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے یعنی ''یرو'' اور ''شلم'' جس کے معنی ورثۂ امن کے ہیں۔ کچھ اور مؤرخ کہتے ہیں کہ پہلے اس شہر کے دو حصے تھے۔ ایک حصے کا نام جبیس اور دوسرے کا نام سلم تھا۔ جب دونوں بڑھتے ہوئے ایک ہو گئے تو جبیسلم کہلانے لگے اور پھر بعد میں تلفظ کے بگاڑ کی وجہ سے یروشلم کہلانے لگے۔

کچھ اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ دو دوسرے الفاظ کا مجموعہ ہے یعنی یوری اور سلیم کا۔ اور ان دو الفاظ کے مجموعے کا مطلب ہے دیوتا امن کا شہر۔ بعد میں یہ بھی تلفظ کے بگاڑ کی وجہ سے یروشلم بن گیا۔

رومنوں کے شہنشاہ ہادریان نے جب اس شہر پر حملہ کیا اور اس کی تباہی اور بربادی کا باعث بنا تو اس نے اس کا نام ایلیا رکھ دیا۔ اس لئے کہ بعض لوگوں کے مطابق اس شہر کو ایک عورت نے آباد کیا تھا جس کا نام ایلیا تھا اور ایلیا کے معنی بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کے ہیں۔

بعض مؤرخین نے اپنی کتابوں میں اسے سنہری شہر کا بھی نام دیا ہے جو اب تک رائج ہے یہ اس لئے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی کرنوں سے سنہری پتھروں کے بنے ہوئے مکانات جگمگا اٹھتے ہیں۔ اس بناء پر اسے سنہری شہر پکارا جانے لگا۔

کچھ مؤرخین اسے امن کا شہر بھی کہتے ہیں لیکن یہ نام اس کی تاریخ پر پورا نہیں اترتا۔ اس لئے کہ جب اسے اس نام سے پکارا جاتا ہے تو خود تاریخ اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ اس شہر کی قدیم تاریخ میں مشکل سے بیس سال ایسے ملیں گے جن کے دوران یہاں کے لوگوں کو امن و سکون دیکھنا نصیب ہوا ہو گا ورنہ نوع انسانی کی خون آشام تاریخ یہاں اپنے آپ کو بار بار دہراتی رہی ہے۔

Marfat.com

اس شہر کے لئے اس قدر جنگیں لڑی گئیں جن کا شمار ناممکن ہے اور ان جنگوں کے دوران اس قدر لوگ مارے گئے کہ ان کی تعداد بھی بتانا ناممکن ہے۔ اس کے باوجود یہ شہر بیت المقدس اپنی جگہ موجود ہے۔ اس کی تقدیس میں ذرا برابر کمی نہیں آئی اور یہ کرۂ ارض کی مختلف اقوام کے نزدیک آج بھی امن کا شہر ہی کہلاتا ہے۔

یہودیوں نے اسے اس وقت مقدس شہر قرار دیا جس وقت انہوں نے اینٹی اوکس کو شکست دی اور یہ دو سو قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک یہ اس لئے مقدس ہے کہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق یہاں صلیب الصلبوت ہے اور یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔

لیکن مسلمانوں کے دین نے اسے روزِ اوّل ہی سے مقدس قرار دیا۔ اس لئے کہ یہ مسلمانوں کا قبلہ اوّل، حرمِ کعبہ اور حرمِ نبویؐ کے بعد تیرا حرم ہے۔ حضورؐ نے ہجرت کے بعد بھی سترہ ماہ تک اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ سفرِ معراج میں یہی شہر ان کی پہلی منزل تھا۔ اس جگہ حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام کا مدفن ہے۔ اس بناء پر مسلمانوں کے ہاں یہ شہر انتہائی مقدس قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر عرب تو پہلے ہی اس شہر کو اپنے لئے بڑا مقدس اور متبرک جانتے تھے اس لئے کہ ان کے مطابق اس شہر کی بنیاد ہی ایک عرب صادق ملبک نے رکھی تھی۔

بہرحال ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے اپنے دوسرے سالاروں کے ساتھ مل کر اپنے لشکر کے کئی حصے کر کے شہر پناہ کے مختلف دروازوں کے سامنے متعین کئے تھے۔ اس شہر کی شہر پناہ بھی خاصی مضبوط اور مستحکم تھی۔ اس کی فصیل سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس طرح یہ شہر کئی بار اُجڑا اور ازسرِ نو تعمیر ہوا اسی طرح اس کی شہر پناہ بھی کئی بار تعمیر ہوئی۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ پہلی بار حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی شہر پناہ تعمیر کروائی اور اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی شہر پناہ کی مرمت کا کام انجام دیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لگ بھگ چار سو سال بعد بابل کا بادشاہ بخت نصر اس شہر پر حملہ آور ہوا۔ شہر کے ساتھ ساتھ اس نے شہر پناہ کو بھی زمین بوس کر دیا تھا۔

اس حملے میں بخت نصر بہت سے یہودیوں کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ بابل لے گیا تھا اور جب ایران کے بادشاہ سائرس کی وجہ سے ان لوگوں کو رہائی نصیب ہوئی تو

Marfat.com

بابل سے واپسی پر یہودیوں نے پھر اس شہر کی شہر پناہ تعمیر کر دی تھی۔
لیکن شہر کی یہ بدقسمتی کہ 71ء میں ایک رومن سالار طیطس اس پر حملہ آور ہوا اور اس پر حملہ آور ہونے کے نتیجے میں شہر پناہ کو اس نے گرا دیا تھا۔
اس شہر کی موجودہ شہر پناہ عثمانی ترکوں کے عظیم سلطان سلیمان کی تعمیر کردہ ہے۔
کہتے ہیں اس شہر پناہ میں آٹھ دروازے تھے۔
شہر کا محافظ اس وقت ایک رومن سالار ارطون تھا اور شہر کا سب سے بڑا پادری صفرونیوس تھا۔ بیت المقدس پہنچ کر ابو عبیدہؓ بن جراح نے بیت المقدس کے لوگوں کی طرف ایک خط لکھا جس کا مضمون اس طرح تھا۔

"مصلحت اور خوشی ان لوگوں کے لئے ہے جو راہِ راست پر چلتے ہیں اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں۔ ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے رسولؐ پر ایمان لے آؤ۔ جب تم ایمان لے آؤ گے تو ہمیں حرام ہیں کہ ہم تمہیں ماریں یا تمہارے بال بچوں کو ہاتھ لگائیں۔ اگر تم ایمان نہیں لاتے تو ہم کو خراج دو۔ ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو اور یہ بھی نہ مانو گے تو میں تمہارے مقابلے میں ایسے لوگوں کو لاؤں گا جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو رکھتے ہیں۔
ہم بغیر فتح کئے یہاں سے واپس نہیں جائیں گے۔"

بیت المقدس کا بڑا پادری صفرونیوس مسلمانوں سے صلح چاہتا تھا لیکن ارطون جو رومنوں کا سپہ سالار تھا وہ جنگ پر آمادہ تھا۔ لہٰذا جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو ارطون اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد جب ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں مسلمانوں نے شہر پر حملہ آور ہونا شروع کیا تو جواب میں شہر کے محافظ فصیل کے اوپر سے تیر اور پتھر برساتے لیکن مسلمان دن بدن شہر کے محاصرے میں سختی پیدا کرتے چلے گئے تھے۔
مسلمانوں کی طرف سے جب محاصرے میں شدت پیدا کر دی گئی اور ان کے حملوں میں بھی تیزی اور سختی آ گئی تب شہر کے لوگ گھبرا اٹھے۔ خود ارطون اور شہر کے معززین بیت المقدس کے بڑے پادری صفرونیوس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے التماس کی کہ شہر کے اندر جو رومن لشکر ہے وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا مسلمانوں سے مصالحت کر لی جائے۔

Marfat.com

جواب میں صفرونیوس کہنے لگا۔
''میں تو پہلے ہی صلح کے لئے آمادہ تھا لیکن ارطون نہیں مان رہا تھا۔''
صفرونیوس کی اس گفتگو سے شہر کے معززین خوش ہوئے اور کہنے لگے۔
''اگر یہ بات ہے تو پھر مسلمانوں سے صلح کر لینی چاہئے اور شہر کی چابیاں مسلمانوں کے حوالے کر دینی چاہئیں۔''
ان الفاظ پر بڑا پادری صفرونیوس مسکرایا اور کہنے لگا۔
''ایسا نہیں ہوگا ...... شہر کی چابیاں یوں ہی مسلمانوں کے حوالے نہیں کر دی جائیں گی۔ بلکہ ہماری کتابِ مقدس میں یہ فرمان لکھا ہوا ہے کہ شہر پناہ کی چابیاں جس کے حوالے کی جائیں وہ اپنے غلام کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے شہر میں داخل ہوگا اور میں سمجھتا ہوں یہ فرمان پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ جب تک ایسا شخص میرے سامنے نہیں آئے گا میں اس وقت تک چابیاں مسلمانوں کے حوالے نہیں کروں گا اور یہ شخص یقیناً مسلمانوں کا خلیفہ ہوگا۔ لہٰذا اگر مسلمانوں کے خلیفہ یہاں آئیں تو میں بیت المقدس کی چابیاں ان کے حوالے کر دوں گا۔''
آخر بیت المقدس کے لوگوں نے یہ پیغام ابو عبیدہؓ بن جراح تک پہنچایا۔ صفرونیوس کی اس پیشکش پر ابو عبیدہؓ بن جراح نے ایک خط فاروقِ اعظمؓ کے نام پر لکھا اور اس خط میں آپ نے تحریر کیا۔
''بیت المقدس کی فتح آپ کی آمد پر منحصر ہے۔''
ابو عبیدہؓ بن جراح کی طرف سے یہ خط ملنے کے بعد آپؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے فاروقِ اعظمؓ کے بیت المقدس جانے سے اختلاف کیا لیکن حضرت علیؓ نے اس موقع پر فرمایا۔
''مسلمان سخت پریشان ہیں۔ انہوں نے موسم کی سختی، جنگ اور طویل مسافت کی غیر معمولی مشقت برداشت کی ہے۔ بہتر ہے آپ بیت المقدس تشریف لے جائیں۔ اس طرح مسلمانوں اور نصرانیوں کی تسلی بھی ہو جائے گی اور شہر آپ کی وجہ سے فتح بھی ہو جائے گا۔''
فاروقِ اعظمؓ نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے بعد حضرت عثمانؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اس حالت میں کہ اپنے وقت کا ایک طاقتور حکمران اور وسیع سلطنت کا مالک معمولی سی ایک خاکستری رنگ کی اونٹنی

Marfat.com

پر سوار ہوا، اپنے غلام کو ساتھ لیا اونٹنی پر دو تھیلے لٹک رہے تھے ایک میں ستو اور دوسرے میں کھجوریں تھیں جبکہ سامنے پانی کا مشکیزہ تھا اور ایک کشکول تھا جس میں دوسری اشیاء تھیں۔ سفر کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ چونکہ آپ کا خادم آپ کے ساتھ تھا۔ ایک منزل کے لئے فاروقِ اعظمؓ اونٹنی پر بیٹھتے تھے، مہار غلام پکڑتا تھا۔ دوسری منزل پر غلام اونٹنی پر بیٹھتا تھا اور فاروقِ اعظمؓ اونٹنی کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے تھے۔

سفر کے دوران ہر صبح کے وقت آپ وہ کشکول کھول کر سامنے رکھتے اور اپنے غلام کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے۔ اس طرح سفر کرتے ہوئے آپ بیت المقدس کے ایک مقام پر پہنچے جس کا نام جابیہ تھا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح، خالدؓ بن ولید اور کچھ دوسرے سالار آپ کی آمد کا سن کر آپ کے استقبال کے لئے پہلے ہی جابیہ پہنچ چکے تھے۔ دوسری طرف بیت المقدس کے لشکر کے سالارِ اعلیٰ ارطون کو خبر ہوئی کہ مسلمانوں کا عظیم خلیفہ مدینہ سے نکل کر جابیہ پہنچ چکا ہے تو وہ بیت المقدس سے نکل کر مصر کی طرف بھاگ گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس وقت ابو عبیدہؓ بن جراح، خالدؓ بن ولید اور دیگر سالار فاروقِ اعظمؓ کے سامنے آئے تو اس وقت وہ قیمتی پوشاکوں اور شاندار کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ان کی اس حالت پر جب فاروقِ اعظمؓ کی نگاہ پڑی تو آپ تڑپ اٹھے۔ انتہائی غصے کی حالت میں آپ نے زمین سے کنکریاں اٹھائیں اور اپنے سالاروں کے سینے پر دے ماریں اور بے حد غصے اور غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

”کتنی جلدی تم لوگوں نے اپنی وضع بدل لی ہے۔ اس لباس میں مجھ سے ملنے آئے ہو۔ کیا تمہیں حیا نہیں آتی؟ کیا دو ہی برس میں تم اپنے آپ سے باہر ہو گئے ہو؟ اگر دو سو برس ہماری یہ حالت رہی تو خدا تم کو بھول کر تمہاری حکومت اوروں کے حوالے کر دے گا۔“

فاروقِ اعظمؓ کے یہ الفاظ سن کر ان سارے سالاروں نے اپنی لہراتی ہوئی عبائیں اٹھا کر اپنے جسموں پر سجے ہوئے ہتھیار دکھائے تب فاروقِ اعظمؓ کا غصہ کسی قدر کم ہوا۔ آپ کے اپنے لباس کی حالت اس وقت یہ تھی کہ آپ ایک لمبا کرتا زیبِ تن کئے ہوئے تھے جس پر کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ دیکھنے والی آنکھ نے یہ بھی دیکھا کہ جس وقت فاروقِ اعظمؓ جابیہ پہنچے تو آپ کی پیشانی کا اوپر کا حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا، سر پر ٹوپی تھی نہ عمامہ، دونوں پاؤں رکاب کے بغیر اونٹنی کے کجاوے سے لٹک

Marfat.com

رہے تھے۔ اونٹنی کی پیٹھ پر ایک پرانا کمبل تھا جسے سفر کے دوران فاروقِ اعظمؓ بستر کے لئے استعمال کرتے تھے۔ خرجین جو کجاوے کے ساتھ بندھی ہوئی تھی، چیتے کی کھال کی تھی جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اسے بھی آپ تکیے کے طور پر استعمال کر لیتے تھے۔

سفر کے دوران آپ کا کُرتا کجاوے سے رگڑ کھاتا رہا تھا لہٰذا پھٹ گیا تھا۔ جابیہ کے ایک سردار جلومس نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے آپ نے کُرتا اتار کر دیا تاکہ اس کی مرمت کر کے اور دھو کر لائے۔

کُرتا اتارنے کے بعد فاروقِ اعظمؓ نے جلومس سے کہا۔

''جب تک میرا کُرتا دُھل نہیں جاتا تب تک مجھے کوئی اور کپڑا دے دو۔''

جلومس نے ایک ریشمی قمیض حاضر کی۔ اسے دیکھتے ہی فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا۔

''یہ کیا ہے؟''

اُس نے عرض کیا۔

''ریشم ہے۔''

پوچھا۔ ''ریشم کیا ہوتا ہے؟''

جب لوگوں نے بتایا کہ ریشم کپڑا ہے تو فرمایا۔ ''اچھا ٹھیک ہے۔'' اور پہن لیا۔

جب آپ کا پرانا کپڑا جس پر پیوند لگے ہوئے تھے دُھل کے آیا تو آپ نے وہ ریشمی قمیص اتار دی اور اپنا کُرتا جب پہننے لگے تو اس پر جلومس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔

''آپ عرب کے حکمران ہیں...... آپ اپنے مفتوح ملک میں اونٹ پر سواری کرتے اور ایسے لباس پہنتے اچھے نہیں لگتے۔ لہٰذا میں آپ کے لئے ترکی گھوڑا منگوائے دیتا ہوں، سفید لباس کا اہتمام کرتا ہوں۔ آپ ترکی گھوڑے پر بیٹھئے، سفید لباس زیب تن کیجئے۔ اس طرح رومنوں کی نگاہ میں آپ کی عظمت بڑھے گی۔''

جلومس کے یہ الفاظ سن کر آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا۔

''خدا نے ہمیں اسلام کی وجہ سے جو عزت دی ہے اس کے سوا ہمیں کچھ نہیں چاہئے۔'' البتہ تھکی ہوئی اونٹنی کا خیال کر کے آپ نے تازہ دم گھوڑے پر سوار ہونا منظور کر لیا۔

اس پر ایک نہایت عمدہ اور توانا ترکی گھوڑا لایا گیا۔ جب آپ اس پر سوار ہوئے

Marfat.com

تو وہ گھوڑا اٹھلاتی ہوئی چال چلنے لگا۔ اس پر فرمایا۔
"روکو، روکو...... میں نے اس سے پہلے شیطان پر کسی کو سوار ہوتے نہیں دیکھا"
ایک روایت میں یہ بھی لکھا ہے کہ جلوس کے علاوہ جب خود مسلمان سالاروں نے آپ سے سفید کپڑے پہننے اور ترکی گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے کہا تو سب کے اس طرح زور دینے پر آپ دونوں باتوں پر آمادہ ہو گئے۔ لوگوں کے اصرار پر سفید کپڑے زیب تن کئے، کندھے پر وہ خوبصورت رومال ڈال لیا جو عمروؓ بن العاص نے مہیا کیا تھا۔ اس کے بعد ترکی گھوڑے پر بڑی شان سے سوار ہوئے۔ مسلمان سالار اور لشکری جو اپنے خلیفہ اور سالارِ اعظمؓ سے عشق کرتے تھے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ لیکن جب گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھوڑا اٹھلانے لگا تب فوراً اتر آئے اور اپنے سالاروں اور جمع ہونے والے لشکریوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"میری لغزش درگزر کرنا...... اللہ قیامت کے دن تمہاری لغزش درگزر کرے گا۔ جس نخوست اور کبر و غرور نے اس وقت میرے دل میں راہ پائی وہ شاید تمہارے امیر کو ہلاک کر دیتی۔ یہ فرمایا اور گھوڑے سے اتر پڑے اور نئے سفید کپڑے اتار کر اپنا پرانا پیوند لگا ہوا لباس زیب تن کر لیا۔
مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں چونکہ سفر آپ نے ایک لائحۂ عمل کے تحت کیا تھا۔ ایک منزل آپ اونٹنی پر سوار ہوتے تھے اور خادم اونٹنی کی نکیل پکڑ کر چلتا تھا۔ دوسری منزل پر خادم سوار ہوتا تھا اور آپ خود اونٹنی کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے تھے۔ چنانچہ جب آپ جابیہ سے بیت المقدس کے قریب پہنچے تو حیرت کی بات اس وقت خادم اونٹنی پر سوار تھا اور اونٹنی کی نکیل آپ کے ہاتھ میں تھی۔ یوں عیسائیوں کی مقدس کتاب کا فرمان پورا ہونے کا وقت آ گیا تھا کہ وہ آنے والا جو بیت المقدس کی چابیاں لے گا وہ اپنے غلام کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے شہر میں داخل ہو گا۔
بہر حال آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور وہاں کے عیسائیوں کے ساتھ ایک معاہدہ طے ہوا۔ معاہدے کی تحریر خود عیسائی معززین نے لکھی تھی۔ جو تحریر انہوں نے لکھی وہ کچھ اس طرح تھی۔

"جب آپ ہم پر غالب آئے تو ہم نے آپ کی اطاعت قبول کر لی اور ہم نے اپنے آپ، اپنے بچوں، اپنے ہم مذہبوں اور اپنے

Marfat.com

مقبوضات کو آپ کے حوالے کر دیا اور عہد کیا کہ چھوٹے بڑے گرجوں، خانقاہوں اور راہبوں کے حجروں میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہو گی اور نہ ان میں سکونت اختیار کی جائے گی نہ ڈھائے جائیں گے۔ ان میں کوئی ایسا شخص جو مسلمانوں کا مخالف ہو نہ رہ سکے گا۔ ان میں مسلمان ہر وقت داخل ہو سکیں گے۔

مسافروں اور سیاحوں کے لئے ان کے دروازے کھلے رکھیں گے۔ اگر کوئی مسلمان مسافر ان میں رہنا چاہے گا تو اسے تین دن بطور مہمان کے کھانا اور جگہ دیں گے۔ اسے اپنے گرجاؤں میں کسی راز کو معلوم کرنے سے نہیں روکیں گے اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں گے۔ اسے اپنی کسی عبادت میں شریک نہیں کریں گے۔ کسی کو عیسائی مذہب کی طرف دعوت نہیں دیں گے نہ کسی طرح کا جبر کریں گے۔

اپنے کسی ہم مذہب کو اسلام قبول کرنے سے نہ روکیں گے۔ مسلمانوں کی ہر جگہ تعظیم کریں گے۔ لباس، پٹکے، صافے، زیر پا یا سر کی مانگ میں مسلمانوں سے مشابہت نہیں کریں گے۔ ان کی زبان میں کچھ نہیں لکھیں گے نہ اپنے آپ کو ان کے خطابوں سے پکاریں گے۔

سواری کے لئے گھوڑوں پر زین نہیں کسیں گے۔ اپنی تلواروں کو پیٹیوں کے ساتھ نہیں لٹکائیں گے۔ تیر کمان، تلوار یا لٹھ لے کر نہیں نکلیں گے۔ اپنی انگوٹھی پر عربی رسم الخط میں کچھ نہیں کھدوائیں گے۔ شراب نہیں پئیں گے، اپنی پیشانیاں منڈوائیں گے اور ان پر کپڑا باندھیں گے۔ کمر پر زیادہ چوڑا پٹکا استعمال نہیں کریں گے۔ اپنی عبادت گاہوں کے باہر صلیب نہیں لٹکائیں گے۔ شاہراہ عام یا مسلمانوں کے راستوں پر یا ان کی کاروباری جگہوں پر اپنی صلیب کو نصب نہیں کریں گے۔ گھنٹے زور سے نہیں بجائیں گے۔ اپنے مُردوں پر نوحہ نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کی گزرگاہوں یا شاہراہ عام میں چراغاں یا اس قسم کی آراستگی وغیرہ نہیں کریں گے۔ اپنی میتوں کو

Marfat.com

مسلمانوں کے قریب نہیں لے کر جائیں گے۔ غلام جو مسلمان ہو
جائے گا اسے پھر اپنے پاس نہیں رکھیں گے نہ اس کے گھر کی طرف
نگاہ کریں گے اور بیت المقدس میں ہمارے ساتھ یہودی نہیں رہنے
پائیں گے۔''

یہ تحریر بیت المقدس کے عیسائیوں نے لکھ کر فاروقِ اعظمؓ کے سامنے پیش کی۔ آپ نے اس تحریر کو قبول کر لیا اور اپنی طرف سے اس میں اضافہ کیا۔ جو اضافہ آپ نے کیا وہ اس طرح تھا۔

''ہم مسلمانوں میں سے کسی کو اذیت نہیں دیں گے۔ اپنی
طرف سے اور اپنے ہم مذہبوں کی جانب سے عہد و پیماں کرتے ہیں
کہ ہم مذکورہ بالا شرائط کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی کی
خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اگر کریں گے تو ہمارے ساتھ کوئی
ہمدردی نہیں کی جائے گی اور ہم اختیار دیتے ہیں کہ جو سخت سے سخت
سزا دیں گے ہم اس سزا کے لیے تیار ہوں گے۔''

اور اس کے بعد آپ نے آخر میں یہ تحریر لکھی۔

''اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر خدا اور رسولؐ خدا کا خلیفہؓ
اور مسلمان ذمہ دار ہیں۔ بشرطیکہ یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے
رہیں۔''

اس کے بعد اس تحریر پر فاروقِ اعظمؓ نے اپنی مُہر لگائی خالدؓ بن ولید، عمروؓ بن العاص، عبدالرحمٰنؓ بن غوف، ابنِ ابیؓ سفیان نے دستخط کئے۔ یہ معاہدہ 15 ھ میں لکھا گیا۔ اس معاہدے کو پڑھ کر بیت المقدس کے عیسائیوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور خوشیاں منانے لگے۔

اس معاہدے کے بعد فاروقِ اعظمؓ نے شہر کے بڑے پادری صفرونیوس سے بیت المقدس کی سیر کرانے کے لئے کہا۔ اس سیر سے آپ کا مقصد اس متبرک مقام کو دیکھنا اور تلاش کرنا تھا جسے الصخرہ کہا جاتا ہے اور جہاں سے حضور ﷺ معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

اس پر صفرونیوس آپ کو لے کر نکلا۔ شہر کی سیر کراتے ہوئے وہ آپ کو اپنے بڑے کلیسا قمامہ میں لے گیا۔ اس دوران نماز کا وقت آ گیا۔ تب پادری نے کہا یہ

Marfat.com

کلیسا بھی ایک سجدہ گاہِ خداوندی ہے۔ آپ یہاں نماز پڑھ لیں۔ لیکن آپ نے فرمایا اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو مسلمان بھی ایسا ہی کریں گے اور عیسائیوں کو گرجوں سے نکال دیں گے۔ لہٰذا آپ آگے بڑھے، کلیسائے قمامہ کے دروازے پر عیسائیوں نے چادر بچھا دی۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے یہاں نماز پڑھ لی اور فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً ایک فرمان لکھ کر پادری کے حوالے کیا کہ مسلمان کبھی گرجوں کی دہلیز پر نماز نہ پڑھ سکیں گے۔ اس انصاف پروری کے احترام میں کلیسا کے بالکل سامنے مسجد فاروقؓ اسی واقعہ کی یاد ہے جسے عیسائیوں نے تعمیر کروایا تھا۔

اس کے بعد بڑے پادری صفرونیوس کے ساتھ آپ پھر آگے بڑھے۔ پادری آپ کو کلیسائے نشور میں لے گیا اور کہا کہ یہی حضرت داؤدؑ کی مسجد ہے جہاں سے آپ کے رسول (ﷺ) معراج پر تشریف لے گئے تھے۔

اس پر آپ نے بڑے پادری کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''تو جھوٹ بولتا ہے ...... کیونکہ خدا کے رسول (ﷺ) نے مجھے جو جگہ بتائی یہ اس کے مشابہ نہیں ہے۔''

آپ کے ان الفاظ پر بڑا پادری بڑا متاثر ہوا۔ لہٰذا آگے بڑھاتے ہوئے وہ آپ کو کلیسا صیہوں میں لے گیا اور کہا یہی حضرت داؤدؑ کی مسجد ہے۔

آپ نے فرمایا۔ ''تو جھوٹ بولتا ہے۔''

اس کے بعد وہ پھر آگے بڑھا اور ایک اور گرجے میں لے گیا۔ وہاں بھی آپ نے کہا یہ وہ جگہ نہیں تو جھوٹ بولتا ہے۔

آخر وہ آپ کو اس شہر کے دروازے کی طرف لے گیا جس کا نام بعد میں بابِ محمد (ﷺ) رکھا گیا تھا۔ سیڑھیوں پر کوڑا کرکٹ صاف کرنے کے بعد آپ بڑے پادری کے ساتھ ایک تنگ راستے میں داخل ہوئے جہاں حضرت عمرؓ کو گھٹنوں کے بل چل کر آگے بڑھنا پڑا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے۔ جب آپ نے اپنے سامنے نگاہ دوڑائی تو آپ کو وہی الصخرہ دکھائی دیا جس کی تفصیل حضور (ﷺ) نے آپ کو بتائی تھی۔ الصخرہ کو دیکھتے ہی آپ نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

''قسم ہے اس خدائے بزرگ و برتر کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہی وہ جگہ ہے جو اللہ کے رسول (ﷺ) نے مجھے بتائی تھی۔''

Marfat.com

اس کے بعد آپ نے اس مقام پر ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم جاری کیا جسے 69ھ میں عبدالملک بن مروان نے ازسرِ نو تعمیر کروایا تھا اور یہی مسجد بعد میں مسجدِ اقصیٰ کہلائی۔

کہا جاتا ہے کہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد آپ نے کئی دن تک بیت المقدس میں قیام کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت بلالؓ کو جو اس وقت موجود تھے اذان دینے کے لئے فرمایا۔

اس پر حضرت بلالؓ نے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ گو میں عزم کر چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا۔ لیکن آج اور صرف آج آپ کا ارشاد بجا لاؤں گا۔

اس کے بعد حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی تو تمام صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا عہدِ مبارک یاد آ گیا اور سب پر رقت طاری ہو گئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر اذان سن کر فاروقِ اعظمؓ زار و قطار رونے لگے اور آپ کی ہچکی بندھ گئی تھی۔

بہرحال بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ فاروقِ اعظمؓ کا خلیفہ وقت کی حیثیت سے پہلا اور آخری سفر بڑا سادہ اور پُر وقار تھا۔ وہ اپنے مفتوحہ علاقوں سے گزرتے ہوئے، جگہ جگہ لوگوں کے سامنے اسلامی تعلیمات واضح کرتے گئے تھے۔ رعایا کے حالات کا مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ تاریخ نے بڑے بڑے باجبروت، بڑے صاحبِ حیثیت شہنشاہوں کے سفروں کو بھلا دیا۔ ایسے سفروں کو جن پر جشن کا گمان ہوتا تھا۔ لیکن فاروقِ اعظمؓ کا سادگی پر مشتمل یہ سفر نہ صرف اپنی پوری جزئیات کے ساتھ تاریخ میں محفوظ ہو گیا بلکہ تاریخ کے ایک سنہری باب کی حیثیت سے اس کا ایک حصہ بھی بن گیا۔

○❖○

Marfat.com

بیت المقدس کی فتح کے بعد فاروقِ اعظمؓ نے عمروؓ بن العاص کو دس ہزار لشکریوں کے ساتھ ساحلی علاقوں کی فتح کے لئے روانہ کر دیا جبکہ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کے لئے یہ حکم جاری کیا کہ وہ حلب اور انطاکیہ کو فتح کریں۔ اس طرح عمرو بن العاص تو ساحلی علاقوں کی طرف نکل گئے جبکہ باقی لشکر کو لے کر عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید پہلے قنسرین پہنچے۔ وہاں کے لوگوں سے پہلے معاہدے کی تجدید کی، اس کے بعد دونوں حضرات نے اپنے لشکر کے ساتھ قدیم تاریخی شہر قنسرین میں پڑاؤ کر لیا تھا۔

❖

ایک روز واس ابوالہول، شوطار اور مریشا اپنے خیمے میں بیٹھے کسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے کہ لشکر کے کچھ مسلح جوان جو واس ابوالہول کے غلام ساتھی تھے دروازے پر نمودار ہوئے۔ ان کے ساتھ مرقیس بھی تھا۔

مرقیس کو دیکھتے ہی واس تیزی سے دروازے پر آیا، مرقیس سے بغلگیر ہوا۔ اس پر جو غلام اسے لے کر آئے تھے ان میں سے ایک واس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائی! اپنے مہمان کو سنبھالو۔ جونہی یہ ہماری لشکر گاہ میں داخل ہوا تو کچھ حضرات نے اسے نصرانیوں کا جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا۔ لیکن جب ہم سے اس نے اپنی شناسائی کا اظہار کیا تب اس کے کہنے پر تمہاری طرف آنے کی اجازت دے دی گئی۔''

اس کے ساتھ ہی مرقیس کو وہاں لانے والے وہاں سے ہٹ گئے تھے۔ واس ابوالہول مرقیس کا ہاتھ پکڑ کر خیمے میں لے گیا۔ اسے دیکھتے ہی مریشا اور شوطار نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ پھر واس ابوالہول نے مرقیس کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''میرے بھائی! میں سمجھتا ہوں تیرا آنا کسی علت کے بغیر نہیں۔ کوئی وجہ ضرور ہے۔''

جواب میں وامس ابوالہول کی طرف دیکھتے ہوئے مرقیس نے زوزان کے ساتھ ہونے والی ساری گفتگو تفصیل کے ساتھ بتا دی تھی۔

یہ ساری گفتگو سن کر مریشا اور شوطار دنگ اور حیران رہ گئی تھیں۔ وامس ابوالہول تھوڑی دیر تک ان کی طرف دیکھتا رہا پھر ان دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''یہ گفتگو سن کر تم دونوں بہنیں پریشان اور فکرمند کیوں ہو گئی ہو؟''

وامس کی اس گفتگو کا جواب دینے کی بجائے مریشا نے مرقیس کو مخاطب کیا۔

''وہ زہر کہاں ہے جو زوزان نے ہمیں مارنے کے لئے دیا تھا؟''

اس پر مرقیس مسکرایا اور کہنے لگا۔

''کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ زہر میں تم تینوں کے خلاف استعمال کر سکتا ہوں؟ میری بہن وہ زہر میں خود تو پی سکتا ہوں لیکن تمہارے خلاف استعمال نہیں کر سکتا۔ تمہارے لئے اچھی اور بڑی خبر میں یہ بتاتا ہوں کہ میں تم لوگوں سے ملنے پہلے حمص گیا۔ وہاں سے پتہ چلا کہ تمہارا لشکر بیت المقدس کی طرف چلا گیا۔ میں اس وقت بیت المقدس پہنچا جس وقت شہر فتح ہو چکا تھا۔ وہاں قیام کے دوران ہی میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اب میں مسلمان ہوں ...... بالکل تمہارے جیسا۔ لہٰذا میں وہاں سے بھی اسلامی لشکر کے پیچھے پیچھے چل نکلا اور یہاں پہنچا اور اب تم لوگوں سے ملاقات ہو گئی ہے۔''

مرقیس جب خاموش ہوا تو شوطار نے اسے تیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تم سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ وہ زہر کہاں ہے؟''

مرقیس نے ہوا میں ہاتھ جھٹکا اور کہنے لگا۔

''میری بہن! لعنت بھیج اس زہر پر۔ زوزان کے پاس سے روانہ ہونے کے بعد جب میں حمص کی طرف آیا تو راستے میں ایک کوہستانی اور برساتی نالہ بارش کی وجہ سے طغیانی پر تھا۔ اس پر کشتیوں کا ایک پُل تھا۔ اس پُل پر سے گزرتے ہوئے وہ زہر میں نے اُس نالے میں پھینک کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ اب میں تم تینوں کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں کم از کم جھوٹ نہ بول سکوں اور یہ وعدہ پورا کر سکوں کہ میں تم تینوں کے پاس آیا اب میں زوزان کے پاس واپس جاؤں گا اور اسے جا کر بتاؤں گا کہ میں تم تینوں کے کھانے میں زہر ملا کر وہاں سے بھاگ آیا ہوں۔''

Marfat.com

مرقیس جب خاموش ہوا تو کسی قدر پریشانی اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے شوطار نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے بھائی! جب تم رومنوں کے لشکر سے نکل کر اسلامی لشکر میں داخل ہو چکے ہو، اسلام بھی قبول کر چکے ہو پھر تمہیں واپس جانے کی کیا ضرورت ہے؟''

شوطار کے اس سوال پر لمحہ بھر کے لئے مرقیس نے گھورنے کے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''میری بہن! تم نہیں سمجھتی میرا جانا بے حد ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں جب تک یہ جنگوں کا سلسلہ جاری ہے مجھے بطورس، زوزان اور کیتھرائن کے آس پاس رہنا چاہئے۔ وہاں رہتے ہوئے کم از کم میں یہ تو جان سکوں گا کہ آپ تینوں پر حملہ آور ہونے یا آپ تینوں کا خاتمہ کروانے کے لئے زوان کیا کیا حربے استعمال کر سکتی ہے۔ اس طرح میں بروقت اس کی کارروائیوں سے تم لوگوں کو اطلاع کرتا رہوں گا۔ میرے یہاں رہنے سے وہ نجانے تم لوگوں کے خلاف کس کا چناؤ کرے؟ کون سا حربہ استعمال کرے؟ میرے وہاں رہنے سے بہتری ہی ہوگی، نقصان نہیں ہوگا۔''

مرقیس کے اس جواب پر شوطار مطمئن اور خاموش ہوگئی تھی۔ اس کے بعد مرقیس پھر بول اٹھا۔

''میں تم تینوں کے پاس زیادہ دیر قیام بھی نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر تک یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔''

یہاں تک کہتے کہتے مرقیس کو رک جانا پڑا۔ اس لئے کہ واسں بول اٹھا۔

''مرقیس! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم چند دن ہمارے پڑاؤ میں قیام کرو۔ اس لئے کہ......''

مرقیس نے فوراً واسں کی بات کاٹ دی، کہنے لگا۔

''میرے بھائی! تم یہ کہنا پسند کرو گے کہ میں لمبا سفر کرتے ہوئے تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں۔ لہٰذا مجھے آرام کی ضرورت ہے۔ مجھے بالکل آرام کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے میں ایک سرائے میں دو دن تک مکمل آرام کر چکا ہوں۔ اب میں یہاں سے واپس جاؤں گا، اپنی کارگزاری کی اطلاع زوزان کو کروں گا۔ اس کے بعد زوزان، اس کی بہن کیتھرائن اور بطورس پر نگاہ رکھوں گا کہ اس کے بعد وہ کس ردِعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ تاہم میرے بھائی! تم محتاط رہنا، میں

Marfat.com

اپنی بہن مریشا اور شوطار سے بھی کہوں گا کہ آپ دونوں بھی احتیاط برتیں۔ اپنے آپ کو زیادہ نمایاں نہ کرنا تاکہ زوزان، کیتھرائن یا بطورس کو یہ نہیں پتہ چلنا چاہئے کہ تمہارا خاتمہ ہوا ہے کہ نہیں۔ میرے خیال میں میں جب واپس جاؤں گا تو ایک بار پھر وہ مجھے یا کسی اور کو بھیجے گی تاکہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ اس زہر نے اپنا کام کیا ہے کہ نہیں۔“

اس موقع پر واسں اٹھا اور کہنے لگا۔

”مرقیس! تھوڑی دیر ہوئی ہے ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ تم بیٹھو میں تمہارے لئے کھانے کا اہتمام کرتا ہوں۔“

اس پر مرقیس نے واسں کا ہاتھ پکڑ کر اسے نشست پر بٹھا دیا، کہنے لگا۔

”واسں! تمہیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ جو تمہارے غلام ساتھی لشکر میں شامل ہیں انہوں نے بہترین مہمان نوازی کا ثبوت دیا ہے۔ میں جس وقت لشکر میں شامل ہوا، کھانے کا وقت تھا۔ بھوک بھی لگی ہوئی تھی لہٰذا انہوں نے میری مہمان داری کی اور ان کے ساتھ میں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔ اب کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب مجھے اجازت دو، میں جاؤں گا۔“

واسں نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ابھی آئے ہو اور ابھی لوٹ جاؤ گے؟“

مرقیس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا، کہنے لگا۔

”میں آپ تینوں سے کہوں گا کہ مجھے روکنے کی کوشش نہ کرنا۔ میرا جلد جانا ہی بہتر ہے۔“

اس کے ساتھ ہی اس نے ایک الوداعی نگاہ باری باری شوطار اور مریشا پر ڈالی پھر گلے لگا کر وہ واسں سے ملا۔ واسں اسے لے کر خیمے سے باہر نکلا، اس جگہ اسے لے کر آیا جہاں مرقیس کا گھوڑا کھڑا تھا۔ رخصت ہوتے وقت پھر دونوں نے ایک دوسرے سے پُرجوش مصافحہ کیا۔ اس کے بعد مرقیس وہاں سے چلا گیا تھا۔

❖

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید قنسرین سے کوچ کرنے کے بعد حلب پہنچے اور اپنے لشکر کے ساتھ شہر سے باہر پڑاؤ کر لیا تھا۔ حلب شمال مغربی شام کا ایک پرانا شہر ہے جو کسی زمانے میں بڑا تجارتی مرکز ہونے کے باعث خاصی شہرت رکھتا تھا۔

Marfat.com

بغداد جانے والے بیشتر راستے اس شہر سے ہو کر گزرتے تھے۔

تقریباً ایک ہزار سال قبل مسیح میں بھی اس شہر کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ رومن عہد میں اس شہر کو کافی ترقی ملی اور اب مسلمان اس پر حملہ آور ہونے کے لئے آ گئے تھے۔ اس شہر کی تاریخ بھی عجیب ادوار پر مشتمل ہے۔

کہتے ہیں جب مسلمانوں نے اس کو پہلی بار فتح کیا تو اس فتح کے تین سو سال بعد رومن حکومت نے ایک مرتبہ پھر اسے عربوں سے واپس لے لیا۔ گیارہویں صدی کے اواخر میں اس پر سلجوقی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور 1124ء میں صلیبیوں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔

آخر 1183ء میں عالم اسلام کے عظیم فرزند سلطان صلح الدین ایوبیؒ نے اس شہر کو فتح کیا۔ اس کے بعد 1260ء میں ہلاکو خان نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1401ء میں یہ شہر تیمور لنگ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ اس کے بعد 1517ء میں عثمانی ترکوں نے حلب میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ شہر انتہائی اہم تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ یہاں ریشمی، سوتی کپڑے کے علاوہ آئینے اور تلواریں خوب بنتی تھیں۔

قنسرین سے حلب کی طرف کوچ کرنے سے پہلے ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے کعبؓ بن حمزہ کی سرکردگی میں ایک ہزار لشکریوں کو طلایہ گردوں اور ایک طرح سے مخبروں کی حیثیت سے حلب کی طرف روانہ کیا تھا تاکہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیں۔ ایک ہزار کے اس لشکر کو روانہ کرنے کے بعد آپ خود بھی قنسرین سے کوچ کرنے والے تھے کہ حلب کے تمیں رؤسا ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی خدمت میں پیش ہوئے اور آپ سے مصالحت کی درخواست کی۔

آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے حاکم کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ آج صبح آپ کے لشکر کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ہے۔ ہم لوگ اپنی جان و مال کی سلامتی کے لئے آپ سے صلح کرنے کے لئے آئے ہیں۔

چنانچہ آپ نے ان سے کچھ شرائط پر صلح کر لی۔ لیکن آپ اپنے سالار کعبؓ بن حمزہ اور ان کے ایک ہزار ساتھیوں سے متعلق فکرمند ہو گئے اور یہ گمان کیا کہ صلح کرنے کے لئے تو یہ شہری آئے ہیں جبکہ حلب کا حاکم مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہے۔ لہٰذا اس نے کہیں ہمارے ایک ہزار لشکریوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ نہ کر دیا ہو۔

Marfat.com

دوسری طرف حلب شہر کا حاکم ایک انتہائی سخت قسم کا انسان تھا۔ اس کا نام یوقنا تھا۔ اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام یوحنا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کا ایک ہزار کا لشکر مخبری کے لئے پہنچا تو یوحنا اپنے بھائی یوقنا کے پاس گیا جو حلب کا حاکم تھا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میرے بھائی دیکھ! مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہونے میں ذلت وخواری اور شکست کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے بڑے بڑے رومن لشکروں کو اپنے سامنے سرنگوں کر دیا ہے۔ ہرکولیس کے بڑے بڑے سورما ان کے خلاف جنگوں میں کام آچکے ہیں اور جو باقی بچے ہیں وہ ذلت اور خواری اٹھا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے رومنوں کے بڑے بڑے شہروں اور بڑے بڑے قصبوں پر قبضہ کر لیا ہے اور کوئی ان کی راہ نہ روک سکا۔ لہٰذا ہمارے لئے بہتر یہی ہوگا کہ ہم مسلمانوں سے مصالحت کر کے عافیت کی زندگی بسر کریں۔''

حاکم حلب یوقنا نے اپنے بھائی یوحنا کی یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے زور وشور سے تیاریاں کرنے لگا۔

ادھر ابو عبیدہؓ بن جراح نے جو اپنا ایک ہزار کا لشکر صرف حالات کا جائزہ لینے کے لئے روانہ کیا تھا اور جس سے متعلق آپ اور خالدؓ بن ولید متفکر تھے اس کے ساتھ کچھ یہ حادثہ پیش آیا کہ جب ایک ہزار لشکر کے سالار کعبؓ بن حمزہ حلب کے قریب پہنچے تو ان کی آمد کی اطلاع یوقنا کو ہوگئی۔

یوقنا نے اپنے دس ہزار کے لشکر کو تیار کیا، پانچ ہزار کو ایک جگہ گھات میں بٹھا دیا اور پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ ایک ہزار مسلمانوں کی راہ روک کر کھڑا ہوگیا۔

مسلمانوں کے ایک ہزار کے لشکر کے سالار کعبؓ بن حمزہؓ نے جب دشمن کے لشکر کا اندازہ لگایا تو یہ جان کر انہیں سکون ہوا کہ دشمن کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ لہٰذا ایک ہزار مسلمان اپنے سے پانچ گنا بڑے لشکر کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ فیصلہ کرتے ہی اپنے ایک ہزار ساتھیوں کے ساتھ کعبؓ بن حمزہ نے یوقنا کے پانچ ہزار کے لشکر پر حملہ کر دیا اور یہ ایسا تیز اور جان لیوا حملہ تھا کہ اپنے پہلے حملے میں کعبؓ بن حمزہ نے اپنے سامنے آنے والے دشمن کے ان گنت لشکریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

Marfat.com

حلب کے حاکم یوقنا نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اس نے جو لشکر گھات میں بٹھا رکھا تھا اسے بھی اس نے گھات سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔

یہ حکم ملتے ہی یکا یک کمین نگاہ والا لشکر بھی نکلا اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ گھات سے نکل کر حملہ آور ہونے والے لشکر کی وجہ سے مسلمان سخت پریشان ہوئے۔ یہ جنگ صبح شروع ہو کر رات تک جاری رہی اور مسلمانوں کو نماز پڑھنے اور پانی پینے تک کی مہلت نہ مل سکی۔

اب یہ ایک اور دس کا مقابلہ تھا۔ لیکن مسلمانوں نے بڑی جانفشانی اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ آور رومنوں کا مقابلہ کیا۔ سورج غروب ہونے تک یہ جنگ جاری رہی جس کے نتیجے میں دو سو مسلمان شہید ہوئے اور تقریباً چار ہزار رومن اس ٹکراؤ میں مارے گئے تھے۔ جب رات ہوئی تو یوقنا اپنے چار ہزار لشکریوں کو مروانے کے بعد واپس حلب شہر میں گھس گیا اور شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور ہزار مسلمانوں میں سے جو آٹھ سو بچے وہ حلب شہر سے پیچھے ہٹ کر پڑاؤ کر گئے تھے۔

دوسری طرف ابو عبیدہؓ بن جراح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید کے پاس آئے اور انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے۔

''ابو سلیمانؓ! مجھے کعبؓ بن حمزہ اور ان کے ساتھیوں کے غم میں رات بھر نیند نہیں آئی۔ طبیعت بڑی پریشان رہی ہے۔''

جواب میں خالدؓ بن ولید نے بھی اپنی تشویش کا اظہار کیا اور کہنے لگے۔

''میرا بھی یہی حال رہا ہے۔ میں رات بھر سخت تردّد میں رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میں لشکر کے ایک حصے کے ساتھ یہاں سے کوچ کر کے حلب کا رخ کرتا ہوں اور میرے پیچھے پیچھے آپ باقی لشکر کو لے کر حلب کا رخ کر جائیں۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس تجویز سے اتفاق کیا تھا۔ لہٰذا لشکر کا ایک حصہ لے کر خالدؓ بن ولید پہلے کوچ کر گئے اور ان کے بعد پورے لشکر اور بار برداری کے جانوروں کو لے کر ابو عبیدہؓ بن جراح بھی حلب کا رُخ کر گئے تھے۔

دوسری طرف حلب شہر کے رؤسا جو خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح سے صلح کا معاہدہ طے کر کے آئے تھے وہ جب شہر میں پہنچے تو ایک شخص جو یوقنا کے قریبی ساتھیوں میں سے تھا ان لوگوں سے ملا اور ان سے پوچھا۔

''تم لوگ کہاں گئے ہوئے تھے اور کہاں سے آ رہے ہو؟''

Marfat.com

ان معزز شہریوں نے یہ سمجھا کہ جو شخص ان سے یہ سوال کر رہا ہے وہ بھی کوئی عام شہری ہے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کے لشکر میں جانے، ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید سے گفتگو کرنے اور ان سے مصالحت کا سارا حال بیان کر دیا تھا۔

اس پر یوقنا کا قریبی ساتھی بھاگا بھاگا سیدھا یوقنا کے لشکر میں گیا اور کہا۔

''عنقریب مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر یہاں پہنچنے والا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی اس نے شہر والوں سے صلح کی تمام داستان بھی سنا دی۔

یوقنا یہ سن کر بڑا گھبرایا۔ اس لئے کہ ایک بار مسلمانوں کے ہاتھوں نقصان اٹھانے کے بعد وہ پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے نکلا تھا۔ اب اس نے پہلی جنگ میں کام آنے والے چار ہزار لشکریوں کی کمی پوری کر لی تھی۔ جبکہ مسلمان جو کل ایک ہزار تھے جن میں سے دو سو شہید ہو چکے تھے وہ صرف آٹھ سو باقی رہ گئے تھے اور انہیں ابھی تک کہیں سے مدد ملنے کی امید بھی نہ تھی۔

جب یوقنا کے اُس ساتھی نے شہر کے لوگوں کی طرف سے مسلمانوں کے سالار کے ساتھ صلح کی داستان سنائی تب یوقنا نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ ملتوی کرتے ہوئے پہلے ان شہریوں سے باز پرس کرنے کا ارادہ کر لیا جنہوں نے اس کی اجازت کے بغیر مسلمانوں سے صلح کی تھی۔

یہ خبر ایک طرح سے ان آٹھ سو مسلمانوں کے لئے غیبی امداد ثابت ہوئی جب اپنے لشکر کو لے کر یوقنا جنگ کرنے کی بجائے واپس شہر میں چلا گیا تو وہ مسلمان بھی واپس اپنے پڑاؤ کی طرف ہو لئے تھے۔

کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ خالدؓ بن ولید بھی لشکر کے ایک حصے کے ساتھ وہاں پہنچ گئے۔ اس وقت تھکے ہارے مسلمان سو رہے تھے۔ خالدؓ بن ولید کی آمد سے ان مسلمانوں میں ایک نیا جذبہ، ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا تھا اور اب انہوں نے یوقنا سے بڑی سختی کے ساتھ نمٹنے کا تہیہ کر لیا تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد ابو عبیدہؓ بن جراح بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے تھے۔

یوقنا نے حکم دیا کہ ان سارے شہریوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے جو مسلمانوں کے پاس صلح کرنے کے لئے گئے تھے۔ جب سارے معزز شہری یوقنا کے پاس آئے تب کچھ دیر تک یوقنا کھا جانے والے انداز میں ان کی طرف دیکھتا رہا پھر دھاڑتی ہوئی آواز میں انہیں مخاطب کیا۔

Marfat.com

''تم لوگ کس کے کہنے پر اور کیوں مسلمانوں کے لشکر میں گئے اور ان کے سالار سے صلح کر لی؟ کیا تم لوگوں نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ کیا؟ کیا کسی بھی موقع پر میں نے تمہارے سامنے اپنی گفتگو میں یہ نشاندہی کی ہے کہ میں جنگ نہیں، مسلمانوں کے ساتھ مصالحت چاہتا ہوں۔ مسلمان اس سے پہلے ان گنت رومن لشکریوں کو نقصان پہنچا چکے ہیں، بہت سے شہر فتح کر چکے ہیں۔ میں حلب شہر میں ان سے انتقام لینے پر اترا ہوا ہوں اور تم ان سے صلح کرتے پھرتے ہو۔''

یوقنا جب خاموش ہوا تب ان شہریوں میں سے ایک اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ ہم واقعی مسلمانوں کے سالار کے پاس گئے تھے اور ہم نے ان کے ساتھ صلح کی شرائط بھی طے کی ہیں۔ یوقنا! تم نے خود اپنی گفتگو میں تسلیم کیا ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں نے بڑے بڑے رومن لشکروں کو شکست دی ہے، بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ پھر تم کیوں مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ ہو؟ اگر مسلمان اجنادین کے میدانوں میں 90 ہزار رومنوں کو، یرموک کے میدان میں دس لاکھ رومنوں کے جرار لشکر کو بدترین شکست دے سکتے ہیں تو یوقنا یہاں حلب میں تمہاری کمانداری میں جو رومنوں کا لشکر ہے اس کی حیثیت تو پھر مسلمانوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد وہ شہری رکا پھر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہوا وہ کہہ رہا تھا۔

''یوقنا! ہم نے یہ قدم صرف اپنے لئے نہیں سارے حلب شہر کے شہریوں اور تمہاری سلامتی کے لئے بھی اٹھایا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کرنا ہی ہم سب کی بہتری ہے ورنہ یاد رکھو اس قدر حلب شہر کا نقصان ہوگا جس کا تم اس وقت اندازہ نہیں لگا سکتے۔''

یہ گفتگو سن کر یوقنا بڑا برہم ہوا اور دھمکی آمیز آواز میں کہنے لگا۔

''تمہاری خیر اسی میں ہے کہ تم مسلمانوں سے صلح توڑ کر میرے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میرے پہلو سے پہلو ملا کر دشمن کا مقابلہ کرو اور ان سے جنگ کرو۔ ورنہ میں تمہیں فنا کر کے رکھ دوں گا۔''

اس دھمکی کے جواب میں ایک شہری اٹھا اور کہنے لگا۔

Marfat.com

''یوقنا! تم جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کرو۔ ہم کیونکہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کر آئے ہیں لہٰذا اس صلح کو اب ختم نہیں کریں گے۔''

اس پر یوقنا نے اپنے مسلح جوانوں کو ان شہریوں کو مارنے پیٹنے کا حکم دے دیا تھا۔

جب یوقنا کے حکم پر اس کے مسلح جوانوں نے ان شہریوں پر ہاتھ اٹھانا شروع کیا جو ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی خدمت میں صلح کے لئے گئے تھے تب ان کی چیخ و پکار شہر سے باہر بھی سنائی دینے لگی۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ ان کی چیخ و پکار ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کے کانوں تک بھی پہنچی۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے ابوعبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''لگتا ہے یوقنا ان معزز شہریوں پر سختی کر رہا ہے جو حلب سے نکل کر ہمارے پاس پہنچے اور ہمارے ساتھ صلح کی۔ اس لئے کہ انہوں نے خود بھی ہم پر واضح کر دیا تھا کہ حلب کا حاکم یوقنا ہمارے ساتھ صلح پر آمادہ نہیں ہے لہٰذا وہ اپنے طور پر ہم سے صلح کرنے کے لئے گئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ یوقنا کو خبر ہو چکی ہے کہ وہ شہری ہمارے پاس گئے تھے۔ اس بناء پر وہ انتقاماً ان کے خلاف حرکت میں آ چکا ہے اور انہیں مصائب کا نشانہ بنائے ہوئے ہے۔''

خالدؓ بن ولید کے جواب میں ابو عبیدہؓ بن جراح فرمانے لگے۔

''ابو سلیمانؓ! آپ کا کہنا درست ہے۔ میں نے بھی یہی اندازہ لگایا ہے۔ لیکن ہمیں ان شہریوں کو جو ہم سے صلح کے لئے گئے تھے یوقنا کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ یوقنا ایک ظالم اور ستم گر شخص ہے۔ وہ یقیناً ان شہریوں پر زور ڈالے گا کہ جو صلح انہوں نے ہم سے کی ہے اسے توڑ دیں۔ قبل اس کے کہ وہ ان پر اتنی سختیاں کرے کہ وہ بیچارے مجبور ہو کر صلح توڑنے پر آمادہ ہو جائیں ہمیں کسی نہ کسی طور پر شہر پر حملہ آور ہو کر اور شہر میں داخل ہو کر نا صرف ان امن پسند شہریوں کی مدد کرنی چاہئے بلکہ یوقنا کو اس کے ان جرائم کی سزا بھی دینی چاہئے۔''

خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر کہنے لگے۔

''اگر ہم نے ایسا کرنا ہے تو پھر ایسا کرنے کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ یوقنا اور اس کے مسلح جوان اس وقت ان شہریوں کی طرف متوجہ ہوں گے جنہوں نے

Marfat.com

ہمارے ساتھ صلح کی ہے۔ ساتھ ہی ہم کیونکہ ابھی یہاں پہنچے ہیں لہٰذا ہماری طرف سے وہ فی الفور حملے کی توقع بھی نہیں رکھتے۔ اس بناء پر ہم شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔''

یہاں تک کہنے کے بعد خالدؓ بن ولید رکے پھر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

''لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ پڑاؤ کی حفاظت میں رہے گا، اس میں وہ لوگ شامل ہوں گے جو ہم سے پہلے حلب پہنچے اور جن کی تعداد اب آٹھ سو ہے۔ باقی دو حصے میری اور آپ کی سرکردگی میں ہوں گے۔ آپ اپنے حصے کے لشکر کو لے کر حلب شہر کے جنوبی حصے کی طرف جایئے گا۔ اس انداز میں جنوبی حصے کا رخ کیجئے گا کہ فصیل کے اوپر جو محافظ ہیں وہ یہ خیال کریں گے آپ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے پر تول رہے ہیں اور کہیں بھی مناسب جگہ سے رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر شہر پر چڑھنے کی کوشش کریں گے۔

جب شہر کے محافظ آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں گے تو میں بڑی برق رفتاری کے ساتھ اپنے حصے کے ساتھ حرکت میں آؤں گا۔ شمالی حصے کی طرف بڑھوں گا۔ آناً فاناً رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر شہر کی فصیل پر چڑھ کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ جہاں ہم نے پڑاؤ کیا ہوا ہے وہاں سے فصیل کا شمالی حصہ قریب ہے لہٰذا مجھے اپنی کارروائی شروع کرنے کے لئے دیر نہیں لگے گی۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک حصہ پڑاؤ کی حفاظت کے لئے چھوڑا، دوسرے حصے کو لے کر ابو عبیدہؓ بن جراح اس طرح شہر کی فصیل کے جنوبی حصے کی طرف گئے تھے جیسے وہ شہر پر حملہ آور ہونے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں ہوں۔ یہ صورتِ حال دیکھتے ہوئے فصیل کے اوپر جو محافظ تھے وہ سمٹ کر جنوب کی طرف ہو لئے تھے۔

اس موقع سے خالدؓ بن ولید نے بڑی برق رفتاری سے فائدہ اٹھایا۔ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ وہ آندھی اور طوفان کی طرح شمال کی طرف گئے۔ رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر وہ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس موقع پر فصیل کے اوپر جو محافظ تھے وہ چیخنے چلانے لگے تھے۔ شہر کے اندر جو ان کا محافظ لشکر تھا اسے اپنی مدد کے لئے پکارنے لگے تھے۔ اتنی دیر تک خالدؓ بن

Marfat.com

ولید نے شمال کی طرف سے فصیل کے اوپر چڑھنے کے بعد شمال کی جانب جو فصیل کے محافظ تھے ان کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔

اس صورت حال نے جنوب کے محافظوں کو پریشان کر دیا۔ جب وہ خالدؓ بن ولید کی راہ روکنے کے لئے بڑی برق رفتاری کے ساتھ شمال کی طرف سمٹے تب ان کے لئے دوسری مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی۔ ابو عبیدہؓ بن جراح جنوب کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کے دو طرفہ حملوں نے فصیل کے سارے محافظوں کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔ اتنی دیر تک شہر کے اندر جو محافظ لشکر تھا اس نے فصیل پر چڑھنا شروع کیا لیکن خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے دو طرفہ حملوں نے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ آگے بڑھتے ہوئے خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ اتنی دیر تک شہر کے اندر یوقنا بھی اپنے پورے لشکر کو استوار کر چکا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے یوقنا، اس کے سالار اور اس کا پورا لشکر زندان کی سلاخیں توڑ کر تہذیب کے مرکزوں، علم و ادب کے گہواروں کو تباہ کر دینے والے خوں آشام عناصر اور زندگی کو بیخ پا کر دینے والی موت کی مسلسل کشاکش کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

اسلامی لشکر نے پہلے کوچے کوچے لرزاں کر دینے والے مستی پر آئے ہوئے تفکرات کے انداز میں تکبیریں بلند کیں اور ان تکبیروں کی صداؤں سے حلب کے قدیم در و دیوار لرز اٹھے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمان اجاڑ پھیلاتی بھری رات تک کو اپنے سامنے سمیٹ دینے والی تڑپتی کھولتی برق، افق تا افق حدِ نظر تک شب کے جاں آزار لمحوں، تاریکی کے سلاسلِ ذخار اور اندھیروں کی آندھیوں، سناٹوں کے گرد باد تک کو محروم کر دینے والے سرابوں کے جزیروں سے ابھرتے انوکھے چارہ گروں کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

یوقنا نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو شکست دے کر انہیں شہر سے باہر نکال دے لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید اور ان کے دیگر سالار اب ایک طرح سے ہالہ بناتے ہوئے اپنے سامنے یوقنا اور اس کے لشکریوں کو گھیرنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ وہ ان کی تعداد بھی کم کرتے جا رہے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کے حملوں کے سامنے یوقنا اور اس کے سالاروں اور اس

Marfat.com

کے لشکریوں کی حالت کرب آلود یادوں کے ٹوٹے در، تھرتھراتے لمحوں کے ارتعاش میں بکھرے خوابوں اور اپنی حسرتوں کا اسیر بناتے اور زخم کریدتے آشوب جیسی ہونا شروع ہو گئی تھی۔

یوقنا اور اس کے سالاروں نے جب اندازہ لگایا کہ مسلمان تو ان کا مکمل قتل عام کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ایک طرح سے اپنے حصار اور اپنے گھیراؤ میں لانے کی کوشش کرنے لگے ہیں تب وہ بڑے گھبرائے اور فکرمند ہوئے۔ اس کے بعد یوقنا شکست تسلیم کرتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ وہ شہر کے قلعے کے اندر محصور ہو گیا تھا۔ حلب شہر کا قلعہ بڑا مضبوط اور مستحکم تھا اور شہر کے اندر اس کی فصیل اتنی بلند تھی کہ اس پر چڑھنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور تھا۔

شہر کے اندر جب مسلمانوں نے یوقنا اور اس کے لشکریوں کو بدترین شکست دی اور یوقنا بھاگ کر قلعے کے اندر محصور ہو گیا تب حلب شہر کے لوگ جوق در جوق خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے پاس آ کر جمع ہونا شروع ہو گئے اور مسلمانوں کا شکریہ ادا کرنے لگے کہ انہوں نے اچانک شہر میں داخل ہو کر ان لوگوں کو یوقنا کے عذاب اور مظالم سے نجات دی، ساتھ ہی حلب شہر کے سرکردہ لوگوں نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو یہ بھی یقین دلایا کہ قلعہ فتح کرنے میں وہ ہر طرح سے مسلمانوں کی مدد بھی کریں گے۔ اس طرح یوقنا تو قلعے کے اندر محصور ہو گیا تھا لیکن حلب شہر کے لوگ پورے خلوص کے ساتھ مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

حلب شہر کے لوگوں کا تعاون حاصل ہونے کے بعد مسلمانوں کو مزید تقویت حاصل ہوئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو مخاطب کر کے کہا۔

''یوقنا کے قلعے کو محاصرے میں لے کر ہمیں جلد از جلد فتح کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم نے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور اگر محاصرہ طول پکڑتا گیا تو اس تاخیر کی صورت میں انطاکیہ اور ان مقامات سے جو ابھی تک مسلمانوں کے تسلط میں نہیں آئے یوقنا کو کمک مل جائے گی۔ اس طرح نئے آنے والے لشکری ہمارے اور قلعے کے درمیان حائل ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں قلعے کو فتح کرنے میں ہمیں دقت پیش آئے گی۔''

ابو عبیدہؓ بن جراح نے خالدؓ بن ولید کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ اس

Marfat.com

رائے کے مطابق مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور اہلِ قلعہ سے جنگ شروع ہو گئی۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ باوجود کوشش کے قلعے میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔ اس طرح یوقنا قلعے میں اسیر ہو کر مسلمانوں کے خلاف جدوجہد کرتا ہوا محاصرے کو طول دینے لگا تھا۔ وہ امید رکھتا تھا کہ اگر محاصرہ طول پکڑ گیا تو ہرکولیس کسی نہ کسی شہر سے اس کی مدد کے لئے لشکر ضرور بھیجے گا۔

❖

حلب شہر میں مسلمانوں کے خلاف شکست اٹھانے اور قلعے میں محصور ہونے کے بعد یوقنا نے اپنے سارے سالاروں اور امراء کا اجلاس طلب کر لیا۔ جب سب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تب انہیں مخاطب کرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔

''عزیزانِ من! میں مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے والا نہیں ہوں۔ ہمارا قلعہ اتنا مضبوط اور مستحکم ہے کہ مسلمان کسی بھی صورت اس کو فتح نہ کر پائیں گے۔ اتنی دیر تک ہمیں ہرکولیس سے مدد بھی ملنے کی امید ہے۔ اس کی طرف سے کمک آنے تک میں مسلمانوں کے خلاف چار اقدامات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم میں سے کسی کو میرے ان اقدامات کے خلاف کوئی شکایت یا کوئی شکوہ ہو تو وہ کھل کر کہے تا کہ اس میں تبدیلی کی جا سکے۔

پہلی بات یہ ہے کہ میں آنے والی شب کو مسلمانوں کے لشکر پر شب خون ماروں گا اور یہ شب خون بڑا ہولناک ہو گا۔

اس شب خون کو طول نہیں دیا جائے گا۔ اس شب خون کا مقصد مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر انہیں شہر سے نکالنا نہیں، نہ ہی انہیں نقصان پہنچانا ہے۔ اس لئے کہ میں اندازہ لگا چکا ہوں ایسا ہم کر ہی نہیں سکتے۔ شب خون مارنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ شب خون مارنے کے ساتھ ہی جس قدر ممکن ہو مسلمانوں کو گرفتار کر کے قلعے کے اندر لایا جائے۔

دوسرا قدم میں جو اٹھانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ شب خون مارنے کے ساتھ فصیل کے اوپر پہلے کی نسبت زیادہ تیر انداز مقرر کر دیئے جائیں گے اور شب خون کے نتیجے میں جن مسلمانوں کو ہم گرفتار کر کے لائیں گے میں چاہتا ہوں انہیں فصیل کے اوپر لٹکا کر باری باری ان کے سر کاٹ کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف پھینکے جائیں۔ اگر ہم ایسا کرنے پر مجبور ہو جائیں تو یہ مسلمانوں پر دہشت طاری کر دے گا اور وہ شہر چھوڑ کر

Marfat.com

بھاگنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

تیسرا قدم میں ابھی تھوڑی دیر تک یہ اٹھانے والا ہوں کہ میں کچھ ایسے عربوں کو جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا انہیں جاسوسوں کے طور پر مسلمانوں کے لشکر کے آس پاس اور اندر چھوڑ رہا ہوں اور وہ مسلمانوں کے لشکر کی پل پل کی خبریں مجھ تک پہنچائیں گے۔

چوتھا قدم یہ کہ ان جاسوسوں کے ذمے میں یہ کام بھی لگا رہا ہوں کہ مسلمانوں نے جو یہاں قلعے کا محاصرہ کر رکھا ہے تو انہیں کھانے پینے اور رسد کی اشیاء کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے یہ سنا ہے کہ یہ چیزیں حاصل کرنے کے لئے وہ شہر کے اندر سے اور باہر سے خرید وفروخت کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے لشکری ایندھن اور دوسرا سامان حاصل کرنے کے علاوہ گھوڑوں کے لئے چارہ بھی باہر حاصل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ جاسوس مجھے اطلاع دیں گے اور ان کے لشکر کا جو بھی حصہ اپنے گھوڑوں کے چارے یا خوراک حاصل کرنے کے لئے نکلا کرے گا ان میں سے کوئی واپس نہیں آئے گا اس لئے کہ میں ان کے پیچھے لشکری بھجواؤں گا اور باہر ہی باہر ان کا خاتمہ کر دیا کروں گا۔“

یہاں تک کہنے کے بعد یوقنا رکا، کچھ دیر اپنے امراء اور سالاروں کا جائزہ لیتا رہا پھر کہنے لگا۔

”تم میں سے اگر کوئی میرے اقدام کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہو تو میری طرف سے اسے بولنے کی اجازت ہے۔“

جمع ہونے والے ان امراء اور سالاروں میں سے کسی نے بھی کوئی اعتراض کھڑا نہ کیا۔ تب ان کی خاموشی پر یوقنا بے حد خوش ہوا اور وہ اجلاس اس نے ختم کر دیا تھا۔

پس اپنے ارادوں پر عمل کرتے ہوئے یوقنا نے پہلے اس وقت مسلمانوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا جس وقت مسلمان یوقنا کی طرف سے حملہ آور ہونے کی امید نہیں رکھتے تھے اور وہ اپنی اپنی خواب گاہوں میں آرام کر رہے تھے۔ اس وقت یوقنا اپنے لشکر کے ساتھ ان پر آن پڑا۔ وقتی طور پر مسلمانوں کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی تھی لیکن جلدی جلدی تیار ہو کر مسلمان لشکریوں نے یوقنا کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اس موقع پر مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس ٹکراؤ میں خالدؓ بن ولید نے سب سے نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ کے ہاتھوں بے شمار رومن مارے گئے۔ دوسری طرف ابو

Marfat.com

عبیدہؓ بن جراح اور دوسرے سالاروں نے بھی یوقنا کے ساتھیوں کا خوب قتلِ عام کیا۔
یوقنا یہ صورت حال دیکھ کر بوکھلا گیا تاہم شب خون سے ان کا مقصد مسلمانوں کو پسپا کرنا نہیں تھا بلکہ ان کے کچھ ساتھیوں کو گرفتار کرنا تھا۔ لہٰذا شکست اٹھانے کے باوجود یوقنا واپس جاتے جاتے پچاس مسلمانوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔
اب یوقنا اپنے پہلے مقصد میں تو کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ شب خون مار چکا تھا۔ پچاس مسلمانوں کو بھی گرفتار کر کے لے گیا تھا۔ اب اس نے اپنا دوسرا قدم اٹھایا۔ اس نے پچاس مسلمانوں کو فصیل کے ساتھ لٹکا دیا اور ایک ایک کر کے ان کے سر کاٹ کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف پھینک دیئے۔
مسلمان یہ دلخراش منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے اور سخت برہم اور غضب ناک ہوئے اور قلعے پر حملہ کر دیا اور بڑھتے ہوئے بالکل قلعے کی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ ممکن تھا مسلمان اس موقع پر کمندیں یا سیڑھیاں پھینک کر فصیل کے اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو جاتے لیکن یوقنا نے پہلے سے جو اپنے تیر انداز وہاں بٹھائے ہوئے تھے انہیں مسلمانوں پر تیز تیر اندازی کرنے کا حکم دیا۔ اس تیر اندازی کی وجہ سے کافی مسلمان شہید ہوئے اور اسلامی لشکر کو پیچھے ہٹنا پڑا۔
یوقنا نہایت چالاک اور عیار شخص تھا۔ اپنے دو مقاصد میں تو وہ کامیاب ہو چکا تھا۔ اب اس نے شب خون سے پہلے ہی بڑے عیار قسم کے جاسوس مسلمانوں کے اندر پھیلا دیئے تھے جو اسے مسلمانوں کی نقل و حرکت سے آگاہ کرنے لگے تھے۔
چند روز بعد انہیں مخبروں نے یوقنا کو اطلاع دی کہ مسلمانوں کے لشکر کے چند دستے سامانِ رسد لانے کے لئے حلب کے نواح میں گئے ہوئے ہیں اور شام تک واپس آئیں گے۔ اس لئے اگر یوقنا ان پر حملہ آور ہو تو سامان سمیت انہیں گرفتار کر سکتا ہے۔
یوقنا یہ سن کر بڑا خوش ہوا اور اپنے ایک ہزار سواروں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور انہیں روانہ بھی قلعے کے چور دروازے سے کیا تاکہ مسلمان انہیں دیکھ نہ سکیں۔ یوقنا کے وہ ایک ہزار سوار جاسوسوں کی رہنمائی میں کوہستانی سلسلوں کے اندر کاوا کاٹتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں مسلمان اونٹوں پر سامانِ رسد لاد کر لا رہے تھے۔ رومنوں نے ان کی راہ روکی اور حملہ کر دیا۔
ان مسلمان لشکریوں نے ڈٹ کر بڑی جرأت مندی سے رومنوں کا مقابلہ کیا

Marfat.com

لیکن کیونکہ وہ تعداد میں بہت تھوڑے تھے اس لئے رومنوں نے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا صرف چند اپنی جانیں بچا کر لشکر میں آئے اور صورتِ حال سے ابو عبیدہؓ بن جراح کو آگاہ کیا۔

اتنی دیر تک جن ایک ہزار رومنوں نے مسلمانوں پر حملہ آور ہو کر قتل کیا تھا اور ان سے سامانِ رسد چھین لیا تھا۔ وہ مسلمانوں کے مال و اسباب اور باربرداری کے جانوروں پر قبضہ کرنے کے بعد ایک کوہستانی سلسلے کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے تاکہ جب سورج غروب ہو، تاریکی پھیل جائے تو وہ چھپتے چھپاتے سارا سامان لے کر قلعے کے اندر چلے جائیں گے۔

جب بچ کر آنے والوں نے صورتِ حال سے ابو عبیدہؓ بن جراح کو آگاہ کیا تو آپ کو اس واقعہ کا بڑا دکھ ہوا۔ یہ خبر سن کر خالدؓ بن ولید انتہا درجہ کے برہم ہوئے، غضب ناکی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے۔

''ہم اپنے جاں بحق ہونے والے بھائیوں کا ان رومنوں سے انتقام ضرور لیں گے۔ چنانچہ ابو عبیدہؓ بن جراح سے مشورہ کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید اپنے کچھ دستوں کو لے کر ان رومنوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔

خالدؓ بن ولید جب موقع واردات پر پہنچے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیکھا کہ رومنوں کے ہاتھوں مرنے والے مسلمانوں کی لاشیں بے گور و کفن پڑی تھیں اور ان علاقوں کے رہنے والے لوگ مسلمانوں کی باز پرس کے خوف سے لاشوں کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔

جب خالدؓ بن ولید وہاں پہنچے اور آپ نے ان سے استفسار کیا۔ تب ان لوگوں نے انکشاف کیا کہ وہ مسلمانوں کے حمایتی ہیں۔ مسلمانوں کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ انہوں نے قسمیں کھا کر اپنی بے گناہی کا اظہار کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید کو مطمئن کر دیا۔ جب خالدؓ بن ولید نے ان سے پوچھا کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے کون لوگ تھے۔ تب انہوں نے کہا کہ یوقنا کا ایک سالار جس کے ساتھ ایک ہزار جنگجو سالار تھے انہوں نے یہ ظلم کیا ہے۔ انہوں نے خالدؓ بن ولید پر یہ بھی انکشاف کیا کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے یوقنا نے مسلمانوں کے لشکر کے علاوہ اردگرد بھی ان گنت جاسوس پھیلا رکھے ہیں جو مسلمانوں کی نقل و حرکت اور دوسرے کاموں سے متعلق بروقت مطلع کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

ان لوگوں سے گفتگو کے دوران خالدؓ بن ولید نے پوچھا۔
''کیا تم لوگ بتا سکتے ہو کہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے والے کسی راہ سے گئے ہیں؟''
اس پر انہوں نے ایک پگڈنڈی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
''اس راہ سے وہ کوہستانی سلسلے کے اندر گھسے ہیں۔''
یہ خبر پانے کے بعد خالدؓ بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہا۔
''یقیناً یوقنا کے ساتھی ابھی تک حلب شہر میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے۔ انہوں نے ہمارے خوف کی وجہ سے عام راستہ چھوڑ دیا ہو گا اور دوسرے راستے سے کسی مناسب موقع پر قلعے میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اتنی دیر تک ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں۔''
خالدؓ بن ولید نے پہلے اپنے قتل ہونے والے ساتھیوں کی تدفین کا کام کیا۔ پھر آپ نے وہاں جمع ہونے والوں میں سے ایک کو راہبر کے طور پر اپنے ساتھ لیا اور اس کوہستانی سلسلے کی پگڈنڈی کی راہ لی۔ چلتے چلتے خالدؓ بن ولید اپنے دستوں کے ساتھ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں کوہستانی سلسلے میں اِدھر اُدھر جانے والے راستے آپس میں ملتے تھے۔ وہاں آپ ایک مناسب جگہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ ایسا انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ ان کا خیال تھا کہ رومن ابھی تک کیونکہ حلب کے قلعے میں داخل نہیں ہوئے لہٰذا کہیں چھپے ہوئے ہیں اور مناسب موقع پر یہیں سے گزر کر قلعے کا رخ کریں گے۔
چنانچہ جب رات ہوئی تو اچانک ایک طرف سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ خالدؓ بن ولید نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ ایک ہزار رومن جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے یقیناً وہی آ رہے ہیں۔ لہٰذا جب وہ قریب آئے تو خالدؓ بن ولید نے اپنی گھات سے نکل کر انہیں للکارا۔ اس صورت حال نے یوقنا کے ساتھیوں کے پاؤں تلے سے زمین نکال کر رکھ دی تھی۔ اتنی دیر تک خالدؓ بن ولید اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔ سب سے پہلے خالدؓ بن ولید ان ایک ہزار رومنوں کے سالار پر حملہ آور ہوئے اور اپنی تلوار کی پہلی ہی ضرب سے اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی تھی۔ اتنی دیر تک ان کے ساتھی بھی رومنوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں رومنوں کو قتل کر دیا گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان رومنوں میں سے ایک بھی زندہ نہ

Marfat.com

بچا۔ رومنوں کو ختم کرنے کے بعد آپ مالِ غنیمت لے کر با سلامت اپنے لشکر میں پہنچ گئے تھے۔

لشکر میں آ کر خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے کہا۔

''ہم دشمن اور اس کی چالوں سے غافل رہتے ہیں۔ اس لئے مصلحت یہ ہے کہ آپ لشکر پر نگہبان اور جاسوس مقرر کریں جو شب و روز گشت کر کے دشمن کی حرکات و سکنات سے ہمیں آگاہ کرتے رہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی لاشوں کے پاس جن لوگوں سے ان کی گفتگو ہوئی تھی اس کی تفصیل بھی آپ نے بتا دی تھی۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے فوراً اس کا انتظام کر دیا۔ اپنے جاسوس مقرر کئے جو قلعے کے اردگرد کے علاوہ اپنے لشکر کے اردگرد بھی سرگرداں رہنے لگے۔ اس طرح حلب کے قلعے کی طرف سے کوئی چڑیا بھی اُڑ کر جاتی تھی تو مسلمان چوکنے ہو جاتے تھے۔ یہ انتظام اور سخت محاصرہ کچھ عرصہ تک قائم رہا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کچھ جگہ چھوڑ کر فاصلے پر پڑاؤ کیا تاکہ دشمن کو غافل پا کر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ لیکن یوقنا اب نہ تو قلعے سے نکلتا تھا اور نہ قلعے کے دروازے کھولتا تھا۔ اس لئے کہ اسے خبر ہو چکی تھی کہ جس قدر جاسوس اس نے مقرر کئے تھے ان کو مسلمان جاسوسوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور اب مسلمان جاسوس شہر اور نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی خبر مل گئی تھی کہ اس نے جو ایک ہزار کا لشکر مسلمانوں کے رسد جمع کرنے والے لشکریوں پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا تھا اسے بھی مسلمانوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ یہ خبریں سن کر ایک طرح سے یوقنا کی دل شکنی ہوئی تھی۔

اب یوقنا بڑا محتاط ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود ایک دن حضرت خالدؓ بن ولید اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کے اطراف میں گشت کو نکلے۔ آپ نے دیکھا ایک عرب کمبل اوڑھے ہوئے تھا اور آہستہ آہستہ حرکت کر رہا تھا۔ آپ اُسے پہچان نہ سکے۔ اس کی طرف بڑھے اور قریب جا کر پوچھا۔

''تو کہاں کا باشندہ ہے...... تیرا تعلق کس قبیلے سے ہے؟''

اس نے خالدؓ بن ولید کو ٹالنے کے لئے کہا۔

''میں یمن سے آیا ہوں۔''

آپ نے پھر اس کا قبیلہ دریافت کیا تو اس نے کہا۔

Marfat.com

''میں بنو غسان سے ہوں۔''

اس کا یہ جواب سنتے ہی خالدؓ بن ولید نے اسے پکڑ لیا اور کہا۔

''تو عربِ مقتصرہ ہے اور دشمن کی طرف سے جاسوسی کے لئے آیا ہے۔''

آپ اسے پکڑ کر ابو عبیدہؓ بن جراح کے پاس لے گئے۔

ابو عبیدہؓ بن جراح کے سامنے اس سے خالدؓ بن ولید نے کہا۔

''اگر تو مسلمان ہے تو نماز ادا کر یا بلند آواز سے قرآنِ مقدس پڑھ۔''

مگر وہ دونوں میں سے ایک بھی کام نہ کر سکا اور اپنے جاسوس ہونے کا اقرار کر لیا اور کہا میرے ساتھ دو جاسوس اور بھی تھے جو خوفزدہ ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ ساتھ ہی اس نے ابو عبیدہؓ بن جراح سے التماس کی کہ مجھے قتل نہ کیا جائے۔ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایسا نہ چاہتا تو جو دو ساتھی واپس چلے گئے ہیں ان کے ساتھ میں بھی خوفزدہ ہو کر واپس چلا جاتا۔ میرا مقصد آپ کے لشکر میں شامل ہو کر اسلام قبول کرنا ہے۔''

اس طرح اس کی بات پر اعتبار کر لیا گیا اور وہ اسلام قبول کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

مؤرخ لکھتے ہیں کہ جب قلعے کا محاصرہ طول پکڑنے لگ گیا تھا تب وامس ابوالہول، ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں حضرات کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''امیرانِ محترم! میرے پاس ایک رائے ہے جس پر عمل کر کے بہت جلد قلعے کو فتح کیا جا سکتا ہے۔''

وامس ابوالہول کے ان الفاظ پر خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح نے جستجو بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا یہاں تک کہ وامس ابوالہول نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔

''آپ دونوں امیروں سے میری گزارش ہے کہ آپ لگ بھگ تیس جنگجو میرے ساتھ کر دیں۔ میرے کچھ اپنے بھروسے کے ساتھی بھی میرے ساتھ ہوں گے لیکن ان سارے لوگوں کو احکامات جاری کر دیئے جائیں کہ وہ میرے حکم سے کسی بھی حالت میں انحراف نہ کریں۔ اس کے علاوہ آپ باقی لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر کے لگ بھگ قلعے سے ایک فرسنگ دور چلے جائیں۔ میرے اور آپ کے درمیان رابطہ یہ ہوگا

Marfat.com

کہ جب میں تکبیریں بلند کروں تو آپ قلعے کے مشرقی دروازے کی طرف آئیں۔ اس وقت تک خداوند نے چاہا تو میں دروازہ کھول چکا ہوں گا اور آپ قلعے میں داخل ہوسکیں گے۔"

مؤرخین مزید لکھتے ہیں کہ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید دونوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے وامس ابوالہول کی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لہٰذا وامس ابوالہول عویلم بن خارج اور اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ رات کی تاریکی میں قلعے کے قریب ایک جگہ گھات لگا کر بیٹھ گیا جبکہ ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید ابوالہول کی تجویز کے مطابق اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گئے تھے۔

وامس ابوالہول نے اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ ایک انتہائی محفوظ جگہ گھات لگائی تھی جہاں سے اردگرد کے منظر کو بھی دیکھا جا سکتا تھا۔ جب رات آدھی کے قریب گزر گئی تو وامس نے قلعے کو چاروں طرف سے دیکھا اور معلوم ہوا کہ ایک بُرج دوسرے بُرجوں سے کسی قدر نیچا ہے۔ یہ اندازہ لگانے کے بعد رات کی تاریکی میں وامس ابوالہول کے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ چنانچہ اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ وامس اُس بُرج کے نیچے آیا اور اپنے ساتھیوں سمیت کمندیں اور رسوں کی سیڑھیاں پھینک کر اوپر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس وقت بُرج کے اندر جو محافظ رومن تھے وہ آدھی رات کے وقت جب کہ چاروں طرف خاموشی تھی، مسلمانوں کی طرف سے حملہ آور ہونے کی امید بھی نہیں رکھتے تھے۔ ساتھ ہی ان کو یہ بھی حوصلہ تھا کہ مسلمان اب پیچھے ہٹ گئے ہیں لہٰذا وامس اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس بُرج میں داخل ہوا اور برج کے اندر جس قدر محافظ رومن تھے ان پر حملہ آور ہو کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اب بُرج پر وامس کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد وامس نے اپنے ساتھیوں کو تو اس بُرج کے اندر ہی چھوڑا اور خود اس بُرج سے نکل کر فصیل کے ایک حصے پر لیٹتے ہوئے آگے بڑھا۔ ذرا نیچے جا کر اُس نے دیکھا کہ یوقنا ایک جگہ اپنے سالاروں اور اُمراء کے ساتھ بیٹھا کھانا رہا تھا اور اس کے پیچھے کچھ لشکری آرام کر رہے تھے کچھ چوکنے تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر وامس ابوالہول خاموشی سے واپس آ گیا اور صورتِ حال سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا اور بڑی رازداری سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

"میرے عزیز بھائیو! یہ قلعے پر قبضہ کرنے کا بہترین موقع ہے۔ یوقنا اس وقت اپنے امراء اور سالاروں کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا ہے۔ اب ہم اس بُرج سے نکلیں گے۔ لیکن میری آپ سب سے گزارش ہے کہ حرکت میں آتے ہوئے کوئی بھی آہٹ پیدا نہ ہو۔ بالکل لیٹ کر، رینگتے ہوئے آگے بڑھا جائے گا اور شہر کے مشرقی دروازے کے قریب پہنچ کر جب میں اٹھوں گا تو سارے اٹھ کھڑے ہوں اور شہر کے مشرقی محافظوں پر حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں گے۔ ساتھ ہی تکبیریں بلند کریں گے یہ آوازیں سنتے ہی خداوند نے چاہا تو ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں گے۔"

سارے ساتھیوں نے وامس کی اس تجویز سے اتفاق کیا پھر اپنی تلواریں اور ڈھالیں سنبھالتے ہوئے وہ رینگتے ہوئے شہر کے مشرقی دروازے کی طرف بڑھے تھے۔

قلعے کے دروازے کے قریب جا کر وامس اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آندھی اور طوفان کی طرح وہ شہر پناہ کے محافظوں پر حملہ آور ہوئے اور اپنے پہلے ہی حملے میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا، ساتھ ہی وامس زور زور سے تکبیریں بلند کرنے لگا۔ اس کے ایسا کرنے پر اس کے تیس ساتھی بھی تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔

اب یوقنا تو کھانا کھا رہا تھا، صبح بھی قریب آ گئی تھی۔ تکبیروں کی آوازیں سن کر یوقنا اور اس کے ساتھی چونکے۔ یوقنا کہنے لگا۔

"یہ مسلمانوں کی آوازیں قلعے کے اندر سے کیسے آنی شروع ہو گئی ہیں؟"

وہ حیرت زدہ ہوا اور ایک دم اپنے لشکر کو لے کر مشرقی دروازے کی طرف بڑھا۔ اتنی دیر تک تکبیروں کی آوازیں سن کر خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح بھی اپنے لشکر کو لے کر وہاں پہنچ گئے تھے۔

جس وقت یوقنا اپنے لشکر کے ساتھ وامس ابوالہول اور اس کے ساتھیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے قریب آیا اس وقت تک خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح بھی قلعے میں داخل ہو چکے تھے۔ لہٰذا رومنوں اور مسلمانوں کے درمیان قلعے کے اندر ہولناک تصادم ہوا۔ اکثر رومنوں کو مسلمانوں نے حملہ آور ہو کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

Marfat.com

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس ٹکراؤ اور اس جنگ کے دوران وامس ابوالہول نے ایسی جانفشانی، ایسی جرأت مندی اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ اس کے جسم پر 73 زخم آئے تھے۔

وامس ابوالہول کے ساتھی عویلم بن خارج کی روایت کے مطابق وامس ابوالہول جن تیس ساتھیوں کے ساتھ قلعے کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوا تھا ان تیس میں سے آٹھ شہید ہو گئے تھے تاہم بائیس بچ گئے تھے۔ قلعے کے اندر جس وقت مسلمان رومنوں کو کاٹ رہے تھے تب کچھ رومنوں نے خالدؓ بن ولید کو حملہ آور ہوتے ہوئے پہچان لیا۔ وہ آپ کو دیکھ کر اور آپ کا نام سن کر ایسے خوفزدہ ہوئے کہ قلعے کے اوپر چڑھ گئے اور زور زور سے امان امان پکارنے لگ گئے۔ ساتھ ہی جب انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ قلعے پر حملہ آور ہونے والوں میں خالد بن ولیدؓ بھی شامل ہیں تو انہوں نے ہتھیار پھینکنے شروع کر دیئے۔ خالدؓ بن ولید کا نام سن کر رومنوں کے مرد اور عورتیں بھی باہر نکل آئے تھے اور امان طلب کرنے لگے تھے۔ امان طلب کرنے والوں میں خود یوقنا بھی شامل تھا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ یوقنا اور اس کے سارے ساتھیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ شہر کے اندر جو لوگ اور رومن آباد تھے وہ بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے تھے۔ اس طرح حلب شہر اور اس کا قلعہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے۔

❖

شوطار اور مریشا دونوں اپنے لشکر کے پڑاؤ میں اپنے خیمے میں بیٹھی جنگ کے متعلق خبر سننے کے لئے بے چین تھیں کہ لشکر میں شامل کچھ عورتیں ان کے خیمے میں داخل ہوئیں۔ انہیں اپنے خیمے میں دیکھتے ہوئے مریشا اور شوطار کھڑی ہو گئیں۔ پھر آنے والی ان عورتوں میں سے ایک باری باری شوطار اور مریشا کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

”ہماری عزیز بہنو! تم دونوں کے لئے پریشانی کی ایک خبر ہے۔ پر فکرمند نہ ہونا اس لئے کہ ایسے واقعات معمول کا ایک حصہ ہیں۔

تم دونوں کو یہ خبر تو ہے کہ تمہارے شوہر وامس ابوالہول کو حلب کے قلعے کی فتح کے لئے مرکزی کردار کے لئے چنا گیا تھا۔ پہلی خبر یہ ہے کہ قلعہ فتح ہو چکا ہے۔

Marfat.com

دوسری خبر جس کے لئے ہم تم دونوں سے ہمدردی کرنے آئی ہیں وہ یہ کہ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں تمہارا شوہر وامس بری طرح زخمی ہوا ہے۔ جو خبریں ہمارے پاس آئی ہیں ان کے مطابق بری طرح زخمی ہونے کے باوجود تمہارے شوہر حواس میں ہیں اور تھوڑی دیر تک انہیں تمہارے پاس خیمے میں لایا جائے گا۔ ان کے زخموں کی مرہم پٹی ہو چکی ہے......"

یہاں تک کہتے کہتے اس خاتون کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اس لئے کہ خیمے سے باہر کچھ مردوں کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تھی۔ لہٰذا ساری عورتیں باہر نکل گئیں۔ شوطار اور مریشا اس موقع پر ان عورتوں کو مخاطب کر کے اپنے تاثرات کا اظہار نہ کر سکی تھیں۔ اتنے میں عویلم بن خارج اور ایک اور لشکری جو ابنِ خارج کا ساتھی تھا وامس ابوالہول کو سہارا دیتے ہوئے خیمے میں لائے۔ وامس نے اس موقع پر ایک بھرپور نگاہ مریشا اور شوطار پر ڈالی۔ وامس نے دیکھا اس موقع پر مریشا اور شوطار دونوں نے مسکراتے ہوئے اس کا استقبال کیا تھا۔ خیمے کے وسط میں آ کر وامس ابوالہول نے عویلم بن خارج کی طرف دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ابنِ خارج! تم اور تمہارا ساتھی مجھے سہارا دینا چھوڑ دو۔ میں تم دونوں کا شکر گزار ہوں کہ تم مجھے یہاں تک میرے خیمے میں لے کر آئے۔ میں اپنے خیمے میں اپنی دونوں بیویوں کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ میں اس قدر معذور ہو گیا ہوں، ایسا بری طرح زخمی ہوا ہوں کہ چل پھر نہیں سکتا۔ میں بالکل ٹھیک ہوں اور اپنے قدموں پر چل پھر سکتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی عویلم بن خارج اور اس کا ساتھی جب پیچھے ہٹ گئے تب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے وامس ابوالہول آگے بڑھا۔ ایک گہری نگاہ اس نے مریشا اور شوطار پر ڈالی۔ اس موقع پر مسکراتے ہوئے مریشا بول اٹھی۔

"میں اور شوطار دونوں آپ کو حلب کے قلعے کی فتح پر مبارک باد پیش کرتی ہیں۔" اس کے ساتھ ہی مریشا کو رک جانا پڑا اس لئے کہ آگے بڑھ کر شوطار نے وامس ابوالہول کا بازو پکڑ لیا اور کہنے لگی۔

"جو مجاہد اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں خداوندِ قدوس کی نگاہوں میں وہ سرخرو ہوتے ہیں۔"

مریشا اور شوطار کی اس گفتگو سے وامس ابوالہول کی چھاتی تن گئی تھی۔ اس موقع

Marfat.com

پر عویلم بن خارج اور اس کے ساتھی دونوں ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے خیمے سے نکل گئے تھے۔ وامس آگے بڑھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ مریشا اور شوطار بھی دونوں اس کے پہلو میں بیٹھ گئی تھیں۔ پھر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''مریشا اور شوطار! تم دونوں نے جو خیمے میں مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا ہے اس سے میرے خون کی گردش بڑھ گئی ہے اور تمہارے ساتھ مزید جینے کی میری آرزو بھی شدت اختیار کر گئی ہے۔ میرے جسم پر جو زخم ہیں یوں سمجھو یہ زخم حلب کے قلعے کو فتح کرنے کے انعامات ہیں۔''

اس موقع پر مریشا نے کچھ سوچا پھر وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''ہم دونوں کھانا کھا چکی ہیں، آپ کے لئے کھانا......''

وامس نے ہاتھ آگے بڑھا کر مریشا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بڑی محبت میں اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''مریشا! میں نے کھانا زخمی ہونے کے بعد کھایا۔ تمہیں میرے کھانا کھانے کے متعلق فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم دونوں میرے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔ اس طرح اگر میں نے دنوں میں صحت یاب ہونا ہے تو لمحوں کے اندر میرے یہ زخم ٹھیک ہو جائیں گے۔''

وامس کی اس گفتگو سے مریشا اور شوطار دونوں خوش ہو گئی تھیں۔ اس موقع پر مریشا اور شوطار دونوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں کوئی فیصلہ کیا۔ پھر مریشا اپنی جگہ سے اٹھی، وامس کے پیچھے ہو بیٹھی اور وامس کا سر سہارا دے کر اس نے اپنی گود میں رکھ لیا تھا۔ اتنی دیر تک شوطار بھی مسکراتے ہوئے حرکت میں آئی اور وامس کے دونوں پاؤں اٹھا کر اس نے اپنی گود میں رکھ لئے تھے۔ اس طرح تینوں آپس میں وقت گزاری کے لئے گفتگو کرنے لگے تھے۔

○❖○

Marfat.com

☆

رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس، انطاکیہ میں ایک روز اپنی دونوں بیٹیوں کیتھرائن اور زوزان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک قاصد آیا اور اس نے حلب شہر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونے کی خبر دی۔

یہ خبر سن کر جہاں کیتھرائن اور زوزان کے رنگ پیلے پڑ گئے تھے وہاں ہرکولیس کی گردن بھی جھک گئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ منہ سے کچھ نہ بول سکا۔ کیتھرائن اور زوزان دونوں بہنیں بڑی پریشانی سے اپنے باپ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ ہرکولیس نے اپنی گردن سیدھی کی، سرسری سی ایک نگاہ باری باری اپنی بیٹیوں کیتھرائن اور زوزان پر ڈالی پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''اس سے پہلے یروشلم کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جانے نے میری کمر توڑ کر رکھ دی تھی اور آج جو میرا قاصد حلب ہمارے ہاتھوں سے نکل جانے کی بدترین خبر لے کر آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس خبر نے مجھے روند کر رکھ دیا ہے۔ مسلمان ہمارے سارے علاقوں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ اب لے دے کر یہ انطاکیہ شہر ہمارے پاس رہ گیا ہے۔ اگر اس پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا تو پھر میرے خیال میں اناطولیہ کے میدانوں تک ہماری حکمرانی کی بساط الٹ کر رکھ دیں گے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا، کچھ سوچا پھر دوبارہ اپنی بیٹیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''میرا دل یہ بھی کہتا ہے کہ اب مسلمانوں کا لشکر انطاکیہ کا رخ کرے گا۔ اگر ایسا ہوا تو شاید ہم ان کے سامنے دفاع کا بند نہ باندھ سکیں گے۔ مسلمان پے در پے ہمیں شکست دینے اور ان گنت شہروں پر قبضہ کرنے کے بعد جوالا مکھی کے لاوے کی صورت اختیار کر چکے ہیں جسے روکے سے روکا نہیں جا سکتا۔''

اس کے ساتھ ہی ہرکولیس اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Marfat.com

''میری دونوں بیٹیو! تم آرام کرو۔ میں جانتا ہوں اس خبر نے تمہیں پریشان کر دیا ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنے سالاروں اور امراء سے مشورہ کرتا ہوں، پھر دیکھتا ہوں مسلمانوں کی راہ روکنے اور ان سے انتقام لینے کے لئے وہ کیا مشورہ دیتے ہیں۔'' اس کے ساتھ ہی اپنے غلام کو اس نے حکم دیا کہ سارے سالاروں اور امراء کو اس کی قیام گاہ کی طرف بلا لیا جائے۔

دراصل انطاکیہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کی لگاتار فتوحات کی وجہ سے ہرکولیس اپنی سلطنت کو ٹوٹتا ہوا بڑے دکھ سے دیکھ رہا تھا۔ رومن ہر میدان میں مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا رہے تھے اور ہرکولیس دیکھ رہا تھا کہ اس کا اقتدار بڑی تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔ کہتے ہیں جب اسے بیت المقدس اور حلب کی فتح کا حال معلوم ہوا تو اس کی پریشانی حد سے بڑھ گئی اور اسے یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

ہرکولیس اکثر و بیشتر یہ بھی سوچتا تھا کہ اس کے پاس دولت، لشکر اور ساز و سامان کی کمی نہ تھی لیکن مسلمانوں کے سامنے اس کی پیش نہ جا رہی تھی۔ دولت کا لالچ مسلمانوں کو ڈگمگا نہ سکا اور نہ ہی اس کے آہن پوش لشکر مجاہدوں کو مرعوب کر سکے۔ اب مسلمانوں نے رومنوں کے خلاف ایک آندھی کی صورت اختیار کر لی تھی جو پھیلتی جا رہی تھی۔ مسلمان ایک طوفان کی صورت اختیار کر چکے تھے جو اپنے سامنے ہر کاوٹ کو اڑاتا چلا جا رہا تھا اور جس کی راہ روکنا اب رومنوں کے بس کی بات نہ رہی تھی۔

ہرکولیس کے سارے سالار اور مشیر جب اس کے سامنے جمع ہو گئے تب انہیں مخاطب کر کے ہرکولیس کہنے لگا۔

''جو حالات اس وقت ہمارے سامنے ہیں اور جو خبریں آ رہی ہیں ان کے مطابق اب میرے دل میں یہ ہول اٹھنے لگا ہے کہ مسلمان ارضِ شام کو ہمارے ہاتھوں سے چھین کر ہمیں بحر روم کے اس پار دھکیل دیں گے۔ میرے عزیزو! اس سے پہلے جو یروشلم فتح ہونے کی خبر آئی تھی تو میری مایوسی، میرے غم کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب تھوڑی دیر پہلے یہ خبر آئی ہے کہ مسلمانوں نے حلب شہر بھی فتح کر لیا ہے۔ اب حلب شہر ہمارا نہیں، مسلمانوں کا ہے۔ اب لے دے کر ہمارے پاس ان سرزمینوں میں آخری شہر انطاکیہ رہ گیا ہے اور جو حالات اس وقت میں دیکھ رہا ہوں ان کے مطابق میں یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ آج نہیں تو کل مسلمان یہاں بھی آیا چاہتے ہیں۔ اگر انطاکیہ پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تو سمجھ لو،

Marfat.com

ہماری قسمت وہ خون میں ڈبو کر رکھ دیں گے۔ اس کے بعد اس سرزمینوں میں ہمارے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا نہ رہے گا۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا پھر اپنے سالاروں اور امراء کو مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

''مجھے تعجب اس بات کا ہے کہ اتنی طاقت اور وسائل رکھنے کے باوجود ہم ایک جگہ بھی انہیں شکست دینا تو بہت دور کی بات، ان کے سامنے جم بھی نہیں سکے۔ میرے بڑے بڑے سالار ان کے سامنے بالکل خس و خاشاک کی طرح بے بس ہو گئے اور ہمارے لاکھوں لشکری آج تک گاجر مولی کی طرح ان کے ہاتھوں کٹتے رہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس دم لینے کے لئے رکا اس کے بعد وہ پہلے سے زیادہ دکھ بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔

''میرے عزیز ساتھیو! افسوس کہ ایک ایسی قوم جو ہمیشہ ہماری مطیع اور فرمانبردار رہی، جس نے ہمیشہ ہم سے خوف کھایا اور ہمارے رحم و کرم اور سخاوت کی بدولت زندہ رہی آج وہ ہم پر غالب آ گئی ہے اور ہم ان بے بس لوگوں کے سامنے ایسے بے بس ہو گئے ہیں جیسے ہم ان کے سامنے کوئی قدرت اور وقعت ہی نہ رکھتے ہوں۔''

ہرکولیس کے یہ الفاظ سن کر اس کے سارے لشکری، اس کے سارے سالار مایوس اور افسردہ دکھائی دے رہے تھے۔ اس موقع پر جبلہ جو یرموک کے میدانوں میں شکست اٹھانے کے بعد اپنی جان بچا کر انطاکیہ پہنچ چکا تھا، ہرکولیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''اے بادشاہ! میرے خیال میں مسلمانوں کو مغلوب کرنے اور انہیں شکست دینے اور اپنے سامنے منتشر کر کے بے ضرر بنانے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ اگر اس پر ہم عمل کریں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف ہم پے در پے مسلمانوں کو شکستیں دے سکتے ہیں بلکہ اب تک جو علاقے انہوں نے ہم سے فتح کئے ہیں وہ بھی ہم ایک ایک کر کے ان سے واپس لے سکتے ہیں۔''

جبلہ کی ان باتوں پر ہرکولیس کے چہرے پر امید کی روشنی اور کامیابی کی ایک چمک پیدا ہوئی۔ چہرے پر ہلکا سا تبسم بھی نمودار ہوا، پھر بڑی ہمدردی میں جبلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔ ''جبلہ! اگر تمہارے پاس کوئی ایسی ترکیب ہے تو اس کا اظہار ہم پر کرنے میں تم تاخیر سے کیوں کام لے رہے ہو؟ کہو، وہ کیا ترکیب ہے، وہ کون سا طریقہ کار ہے جس پر عمل کرتے ہوئے ہم مسلمانوں کو شکست دے سکتے ہیں اور جو علاقے اب تک ہم

Marfat.com

سے چھن چکے ہیں وہ واپس لے سکتے ہیں؟''

جواب میں جبلہ نے کچھ سوچا پھر کہنے لگا۔ ''اے بادشاہ! اس وقت مسلمانوں کا خلیفہ ایک ایسا شخص ہے جس کا نام عمرؓ بن خطاب ہے۔ میں یہ بھی انکشاف کروں کہ مسلمانوں کا خلیفہ ہی ان کی تمام سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ اگر مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کر دیا جائے تو مسلمانوں کی اجتماعیت ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ان کا خلیفہ ان کا مرکز ہے۔ ان کے اتحاد، ان کی طاقت اور قوت کا ارتکاز ہے۔ اگر مرکز ہی نہ رہے گا تو ان کی طاقت اور قوت اپنا طور کھو بیٹھے گی اور یہ آپ سے آپ ہمارے ہاتھوں شکست اٹھاتے ہوئے طوفانوں کے سامنے تنکے کی طرح بکھر کر رہ جائیں گے۔''

جبلہ کے ان الفاظ پر ہرکولیس پھر ملول اور افسردہ ہو گیا تھا۔ دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔ ''جبلہ! کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ ہم مسلمانوں کے لشکروں کو تو پسپا نہیں کر سکے، ان کے خلیفہ کو کیسے قتل کر دیں گے؟''

یہاں تک کہنے کے بعد ہرکولیس رکا، کچھ سوچا پھر جبلہ کو مخاطب کر کے مزید کہنے لگا۔

''جبلہ! ایک اور بات بھی یاد رکھو۔ جب تک ہم مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کریں گے اس وقت تک وہ ہم پر حملہ آور ہو کر نہ صرف ہم سے ہمارا اقتدار چھین چکے ہوں گے بلکہ ہم سب کا قتل عام بھی کر چکے ہوں گے۔ اور پھر ہم میں اتنی طاقت نہ رہے گی کہ ان کے خلیفہ کے خاتمے کے بعد ان کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے فوائد حاصل کر سکیں۔''

ہرکولیس کے خاموش ہونے پر جبلہ پھر کہنے لگا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ جب تک ہم مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنے کی کارروائی مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم جم کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ منتشر رہ کر چھوٹی چھوٹی جنگوں میں انہیں اپنے ساتھ الجھائے رکھیں گے۔ اور جب ان کے خلیفہ کو قتل کرنے کی کارروائی مکمل ہو جائے گی تو پھر اپنی طاقت اور قوت کو یکجا کر کے مسلمانوں کے خلاف ایسا ہلہ بول دیں گے کہ کہیں بھی ان کے قدم نہ جمنے پائیں گے۔''

جبلہ کے ان الفاظ پر ہرکولیس نے پھر غور سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔

''جو ترکیب تم بتا رہے ہو بظاہر ہے تو اچھی۔ پر یہ تو کہو کہ مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنے کا خطرہ کون مول لے گا؟ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو مسلمانوں کے خلیفہ کے سامنے جا کر اس کا مقابلہ کر سکے؟ مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کرنا ایسا ہی ہے جیسے اپنے آپ کو آتش فشاں کے دھانے پر کھڑا کرنے کا ارادہ کیا جائے۔''

Marfat.com

جبلہ مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''اس موضوع کے متعلق بھی آپ فکر مند نہ ہوں۔ میرے پاس ایک ایسا شخص ہے، نام اس کا واثق ہے۔ غسانی عرب ہے۔ مسلمانوں کے بھیس میں مدینہ کا رخ کرے گا اور موقع پا کر مسلمانوں کے خلیفہ کو قتل کر دے گا۔ اس لئے کہ میں مکہ اور مدینہ سے ہو کر آیا ہوں۔ مسلمانوں کے خلیفہ عمرؓ بن خطاب کا یہ معمول ہے کہ وہ شہر سے باہر نکل کر ایک درخت تلے چٹائی بچھا کر وہاں اکیلا آرام کرتا ہے۔ مسلمان کیونکہ خداوند قدوس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے لہٰذا ان کا خلیفہ اکیلا درخت کے نیچے دوپہر کا قیلولہ کرتا ہے اس وقت واثق مسلمانوں کے خلیفہ پر حملہ آور ہو کر اس کا کام تمام کر سکتا ہے۔ میں اسے سارے حالات بتا دوں گا۔ وہ اس درخت پر چڑھ جائے گا جہاں دوپہر کے وقت مسلمانوں کا خلیفہ سوتا ہے۔ جب خلیفہ گہری نیند سو جائے گا تو وہ درخت سے نیچے اتر جائے گا اور مسلمانوں کے خلیفہ کا کام تمام کرنے کے بعد واپس آ جائے گا۔''

جبلہ کی اس گفتگو سے ہرکولیس مطمئن اور خوش ہو گیا تھا۔ کسی قدر پُرسکون انداز میں کہنے لگا۔ ''جبلہ! اگر یہ بات ہے تو اپنے اس آدمی کو مسلمانوں کے مرکزی شہر مدینہ کی طرف روانہ کرو۔ اگر تمہارا منتخب کردہ وہ آدمی مسلمانوں کے خلیفہ کا کام تمام کرنے میں کامیاب رہا تو جبلہ! میں نہ صرف اسے مال و دولت سے مالا مال کر دوں گا بلکہ تمہیں بھی ایسے انعام و اکرامات سے نوازوں گا جس کی تم توقع نہیں کر سکتے۔''

اس کے ساتھ ہی پُر اُمید انداز میں ہرکولیس نے وہ اجلاس ختم کر دیا تھا۔

جبلہ نے واثق نام کے اس عرب کو فاروقِ اعظم کا خاتمہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

واثق مدینہ پہنچا اور اس درخت پر چڑھ کر بیٹھ گیا جس درخت کے نیچے فاروقِ اعظم دوپہر کو سویا کرتے تھے۔ واثق کے دیکھتے ہی دیکھتے فاروقِ اعظم اس درخت کے نیچے آئے، چٹائی بچھائی اور لیٹ گئے۔ واثق غور سے انہیں دیکھتا رہا۔ جب اس نے اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کے خلیفہ اب گہری نیند سو چکے ہیں تب کھٹکا کئے بغیر آہستہ آہستہ درخت سے نیچے آیا۔ فاروقِ اعظم کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔ اس نے اس وقت اپنے دونوں ہاتھوں میں برہنہ تلوار بلند کی ہوئی تھی مگر وہ تلوار گرا نہ سکا۔ فاروقِ اعظم کی ہیبت اور رعب اس پر ایسا طاری ہوا کہ کپکپا کر رہ گیا۔ عین اسی موقع پر فاروقِ اعظم خود ہی بیدار ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کو دیکھ کر واثق کے دل پر بہت اثر ہوا اور اس نے سوچا کہ ایسے شخص کو کون ہلاک کر سکتا ہے جس کی حفاظت قدرت خود کر رہی ہو۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو فاروقِ اعظم کے قدموں میں گرا دیا۔ جس مقصد کے تحت وہ وہاں آیا

Marfat.com

تھا، اس کی تفصیل بھی بتا دی۔ ساتھ ہی اس نے نیک نیتی کے ساتھ کلمہ پڑھتے ہوئے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یوں واثق کے ذریعے ہرکولیس اور جبلہ فاروقِ اعظم کو ہلاک کرنا چاہتے تھے لیکن فاروقِ اعظم کے رعب، ان کے دبدبے اور قدرت کی طرف سے ان کی حفاظت نے واثق کے عقیدے کو ہلاک کر دیا تھا اور وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا تھا۔

فاروقِ اعظم کا خاتمہ کرنے کے لئے واثق کو روانہ کرنے کے بعد ہرکولیس نے مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اِدھر اُدھر پھیلے اپنے سارے لشکریوں کو انطاکیہ میں یکجا کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ حلب کو فتح کرنے کے بعد مسلمان انطاکیہ کا رخ ضرور کریں گے۔ لہٰذا وہ اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ انطاکیہ میں مدافعت کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف مسلمانوں نے بھی حلب کو فتح کرنے کے بعد پس و پیش نہیں کی۔ انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کا رخ کیا تھا۔

انطاکیہ شہر اور دریائے اورنٹس کے درمیان ایک کھلا اور وسیع میدان تھا اور اس وسیع میدان سے نکل کر مشرق کی طرف آنے کے لئے دریائے اورنٹس پر ایک لوہے کا پُل بنا ہوا تھا۔ مسلمان اس تیزی سے آگے بڑھے کہ ہرکولیس کو خبر بھی نہ ہوئی اور پُل پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے کھلے، وسیع میدانوں میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ دریائے اورنٹس کے لوہے کے پُل پر قبضہ کرنے کے بعد خالدؓ بن ولید نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو مشورہ دیا تھا کہ ہمیں اس کھلے میدان کے ایک طرف پڑاؤ کرنا چاہئے اور انہی میدانوں کو رزم گاہ بنا دینا چاہئے۔ ابو عبیدہؓ بن جراح نے اس سے اتفاق کیا اور جس جگہ کا انتخاب خالدؓ بن ولید نے کیا تھا وہاں اپنے لشکر کو انہوں نے پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

اب انطاکیہ شہر مسلمانوں کے سامنے تھا...... انطاکیہ نے عروج و زوال کے عجیب دور دیکھ رکھے تھے۔ یہ شہر دریائے اورنٹس اور بحر روم کے ساحل سے لگ بھگ چودہ میل کے فاصلے پر ہے۔ کہتے ہیں سب سے پہلے تین سو قبل مسیح میں ایک حکمران سلیوکس اول نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔

چونسٹھ قبل مسیح میں رومن سپہ سالار پپی اس پر حملہ آور ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور یہاں رومنوں کی حکومت قائم کر لی۔ ایشیاء میں رومنوں نے جو علاقے فتح کئے اس شہر کو ان علاقوں کا دارالسلطنت قرار دے دیا گیا۔

مؤرخین اس شہر کے انحطاط کی تاریخ ایران کے حملوں سے شروع کرتے ہیں کہ

Marfat.com

ایران میں جب ساسانیوں کی سلطنت کا قیام ہوا اور دریائے دجلہ اور فرات کی وادیاں بھی ان کے قبضے میں آ گئیں تب انہوں نے رومنوں کے علاقوں پر حملہ آور ہونا شروع کیا۔ ان کے حملوں کی وجہ سے انطاکیہ کی سیاسی اور اقتصادی اہمیت کافی گھٹ کر رہ گئی۔

ایران کے پے در پے حملوں کا تختہ مشق انطاکیہ بنا رہا۔ سب سے پہلے شاہ پور اول نے 258ء میں پھر 260ء میں انطاکیہ کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کچھ کو گرفتار کرایا گیا۔

266ء سے 272ء تک اس شہر پر قدمر کی ملکہ زنوبیہ بھی قابض رہی۔ اس شہر کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

اس دور میں یہ شہر مسلسل داخلی جھگڑوں کا شکار رہا اور ساتھ ہی یہاں تباہ کن زلزلے بھی آتے رہے۔ اس کے باوجود اس شہر کی زیب و زینت قائم رہی۔ آخر کار 540ء میں نوشیروان نے اس شہر کا محاصرہ کیا شہر کو بالکل تباہ و برباد کر کے پیوند خاک کر دیا اور یہاں کے بسنے والوں کو انطاکیہ سے نکال کر اس نے ایرانی سلطنت میں منتقل کر دیا۔

اس کے بعد رومنوں کے شہنشاہ جسٹنین نے اسے دوبارہ تعمیر کروایا مگر 612ء میں ایرانی دوبارہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اسے پھر تباہ و برباد کر دیا۔ اس کے بعد رومن پھر اس پر قابض ہو گئے اور شہر آباد کر کے یہاں انہوں نے ایک خاصا بڑا لشکر رکھا اور شہر کی حفاظت کا خوب اہتمام کیا۔ جب مسلمان قوت پکڑنے لگے اور ان کی قوت کے سامنے ایرانی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے تو رومنوں کو ایرانیوں کے حملوں سے تو نجات مل گئی لیکن اب ان کے مقابلے میں مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ پہلی بار یہ شہر خالدؓ بن ولید اور ابو عبیدہؓ بن جراح کے ہاتھوں فتح ہوا۔ 778ء میں احمد بن طولوس اس شہر پر حکمران رہا۔ وہ شام کا والی تھا اور انطاکیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ 969ء میں ایک بار پھر رومن حملہ آور ہوئے اور شہر پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ بعد میں جب سلجوقی ترکوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد طاقت پکڑی تب وہ انطاکیہ پر حملہ آور ہوئے۔ رومنوں کی قوت کی انہوں نے اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی اور انطاکیہ پر قبضہ کر لیا۔ بہر حال تاریخ کے اوراق میں اس شہر کے عروج و زوال کے بہت سے ادوار سامنے آتے ہیں۔

ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالد بن ولید نے دریائے اورنٹس کے آہنی پل پر قبضہ کرنے کے بعد جب سامنے کھلے میدانوں کے اندر قبضہ کر لیا تب رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس بھی حرکت میں آیا اور اس میدان کے دوسری جانب اس نے اپنے لشکریوں کو صف آراء کر دیا

Marfat.com

تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ دوسرے دن دونوں لشکروں نے جنگ کرنے کے لئے اپنی اپنی صفیں درست کرنی شروع کر دی تھیں۔ جب دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تب رومنوں کے لشکر سے بطورس نکلا۔ دونوں لشکروں کے درمیان میں آیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف منہ کرتے ہوئے انفرادی مقابلے کے لئے اپنا مد مقابل طلب کیا۔

ابو عبیدہؓ بن جراح سے مشورہ کرنے کے بعد بطورس کا مقابلہ کرنے کے لئے خالدؓ بن ولید نے وامس ابوالہول کو نکالا۔ یہ بطورس وہی تھا جو اس سے پہلے تیغ زنی کے مقابلے میں وامس ابوالہول کے ہاتھوں شکست اٹھا چکا تھا۔ طاقت اور قوت میں بھی وامس نے اسے زیر کر دیا تھا۔

وامس ابوالہول اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا جب بطورس کے سامنے گیا تو وامس کی بدقسمتی کہ اپنے گھوڑے کو روکنے کے لئے جب اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ گھوڑے کی باگیں کھینچیں تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور زمین پر گر گیا۔ جب گھوڑا زمین پر گرا تب وامس بھی زمین پر گر گیا۔ بطورس نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ آگے بڑھ کر اس نے اپنی تلوار وامس کی گردن پر رکھ دی۔ وامس سے اس نے اس کی تلوار اور ڈھال چھین لی اور وامس کو اس نے گرفتار کر لیا۔

وامس کے اس طرح گرفتار ہونے کا ابو عبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پڑاؤ میں بھی وامس کے اس طرح گرفتار ہونے پر غم اور دکھ کی لہر پھیل گئی تھی۔

بطورس، وامس ابوالہول کو گرفتار کر کے اپنے پڑاؤ میں لے گیا۔ وامس کو اس نے اپنے خیمے میں رکھا اور اس پر پہرے کے طور پر دو مسلح جوان مقرر کر دیئے اور دوبارہ دونوں لشکروں کے درمیان آ کر انفرادی مقابلے کے لئے اپنا مدِ مقابل مانگا۔ اس پر خالدؓ بن ولید کے کہنے پر ضحاک اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اترے۔

رومن لشکر کے مختلف حصے مختلف رنگوں اور نمونوں کی وردیاں پہنے تھے جس سے مختلف سالاروں کے لشکر میں امتیاز رکھا جاتا تھا۔ جنگ کے دوران بطورس بھی ایک خاص وردی پہنتا تھا لہٰذا اس کی ایک فالتو وردی خیمے میں رکھی ہوئی تھی۔

اب وامس ابوالہول بطورس کے خیمے میں تھا اور خیمے کے دونوں جانب مسلح رومن پہرہ دے رہے تھے۔ خیمے کے قریب ہی کچھ گھوڑے بھی کھڑے ہوئے تھے۔ ایسے میں

Marfat.com

مرقیس اس خیمے کے قریب نمودار ہوا اور اس رومن کو جو پڑاؤ کی سمت بطورس کے خیمے سے باہر پہرے دار کی حیثیت سے کھڑا تھا اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''میں ذرا اس قیدی سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ وہی قیدی ہے جس نے اس سے پہلے انطاکیہ میں قیام کر رکھا تھا اور ایک انفرادی مقابلے میں ہمارے شہنشاہ کے سامنے اس نے بطورس کو نیچا دکھایا تھا۔ آج میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح شاندار انداز میں بطورس نے اسے اپنے سامنے زیر کرلیا ہے۔''

مرقیس کیونکہ رومن لشکر میں ایک سرکردہ سالار خیال کیا جاتا تھا لہٰذا وہ پہرے دار ایک طرف ہٹ گیا اور بڑی ارادت مندی اور عقیدت سے اسے اندر جانے کے لئے کہا۔

مرقیس خیمے میں داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہوئے وامس چونک سا پڑا۔ مرقیس نے اس موقع پر اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھی اور اسے خاموش رہنے کے لئے کہا، قریب گیا اور اس سے سرگوشی کی۔

''وامس میرے عزیز بھائی! مجھے تمہارے اس طرح بطورس کے ہاتھوں گرفتار ہونے پر بے حد دُکھ اور صدمہ ہوا ہے۔ دیکھو تمہارا زیادہ دیر اس خیمے میں رہنا تمہارے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ بطورس پھر انفرادی مقابلے کے لئے گیا ہے اور تمہارے لشکر سے ایک شخص نکل کر اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ وہ سامنے بطورس کی وردی پڑی ہوئی ہے۔ اپنے لباس کے اوپر اس کی وردی پہن لو۔ باہر گھوڑے بھی کھڑے ہیں۔ میں جب تمہارے خیمے سے نکلوں گا تو اپنا خنجر اپنے سامنے رکھتے ہوئے اس خیمے کی طناب کاٹ دوں گا۔ میں ظاہر یہی کروں گا کہ میں طناب سے ٹکرایا ہوں اور طناب ٹوٹ گئی ہے۔ تم ایسا کرنا طناب ٹوٹنے کے بعد خیمہ گرنے گا تب ایک دم خیمے سے باہر نکل کر خیمے کے دونوں محافظوں پر حملہ آور ہو کر ان کا خاتمہ کر دینا۔ اتنی دیر تک میں وہاں سے ہٹ چکا ہوں گا۔ باہر جو گھوڑے کھڑے ہیں ان میں سے ایک پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف بھاگ جانا۔''

وامس نے اس سے اتفاق کیا۔ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا۔ بطورس کی وردی اس نے پہن لی۔ جب وہ ایسا کر چکا تب مرقیس خیمے سے نکلا، خیمے کی طناب کی طرف جاتے ہوئے اس نے خنجر مار کر طناب کو کاٹ دیا اور یہی ظاہر ہونے دیا کہ وہ طناب سے ٹکرایا ہے اور طناب ٹوٹ گئی ہے۔ جب طناب ٹوٹنے سے خیمہ گرا تب ایک محافظ کو مخاطب کر کے مرقیس کہنے لگا۔ اس طناب کو پھر کس کے کھونٹے کے ساتھ باندھ دو۔ اور خود وہ وہاں

سے ہٹ گیا تھا۔

جونہی ایک محافظ ٹوٹی طناب کو پکڑ کر کھونٹے سے باندھنے لگا، وامس ابوالہول خیمے سے نکلا اور جھکے ہوئے اس پہرے دار پر حملہ آور ہو کر اس کی گردن کاٹ دی۔ پھر آندھی اور طوفان کی طرح دوسرے محافظ کی طرف بڑھا۔ اس کی بھی گردن کاٹ دی۔ ایک جست کے ساتھ قریب ہی کھڑے گھوڑوں میں سے ایک پر سوار ہو گیا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس موقع پر وامس ابوالہول نے بے مثال اور بے نظیر جرأت مندی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ بطورس کی وردی پہننے اور گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد وہ واپس اپنے لشکر کی طرف نہیں گیا، اس طرف گیا جہاں رومن لشکر کے سامنے ایک جگہ غسانی سردار جبلہ اور اس کا بھتیجا کھڑے تھے۔ جہاں تک رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کا تعلق ہے وہ اپنے لشکر کے پچھلے حصے میں تھا اور انفرادی مقابلہ کا منظر دیکھ رہا تھا۔

رومنوں کے لشکر کے سامنے اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا وامس جب جبلہ اور اس کے بھتیجے کی طرف گیا تو کسی نے اس پر شک نہ کیا۔ اس لئے کہ وہ رومنوں کی وردی پہنے ہوئے تھا۔ رومن یہی خیال کر رہے تھے کہ ان کا کوئی سالار اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا لشکر کے وسطی حصے کی طرف جا رہا ہے۔

رومنوں کے لشکر کے وسطی حصے کے سامنے جبلہ اور اس کا بھتیجا کھڑے تھے۔ وہاں جا کر وامس ایک دم حرکت میں آیا۔ پہلے جبلہ کے بھتیجے پر حملہ آور ہوا، اس کی گردن کاٹ کر رکھ دی۔ جبلہ کا بھتیجا جب مرا تب جبلہ محتاط ہو گیا، پیچھے کھڑے رومن لشکری بھی چونکے تھے لیکن وامس بڑی سرعت سے کام کر رہا تھا۔ جبلہ کے بھتیجے کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ جبلہ پر حملہ آور ہوا۔ اتنی دیر تک جبلہ محتاط ہو چکا تھا۔ وامس کی تلوار اس کی گردن تو نہ کاٹ سکی تاہم اس کے شانے کو بری طرح زخمی کر دیا تھا۔ اس کارروائی کے بعد وامس نے جب دیکھا کہ رومن اس کے خلاف حرکت میں آنے والے ہیں تب اس نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑا، ایڑ لگائی اور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اپنے لشکر میں آ گیا۔

دوسری طرف بطورس جو اب ضحاک کے ساتھ انفرادی مقابلہ کر رہا تھا اسے اپنی شکست کا یقین ہو چکا تھا۔ ضحاک جس انداز سے اس پر حملہ آور ہو رہے تھے، بطورس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کا مدِ مقابل اس کی گردن کاٹ دے گا۔ لہٰذا وہ اپنی جان بچا کر انفرادی مقابلہ ختم کر کے واپس اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔

اس روز دونوں لشکر آپس میں ٹکرائے نہیں، صرف انفرادی مقابلہ ہی ہوا۔ مؤرخین

Marfat.com

لکھتے ہیں وامس ابوالہول کے اس طرح سلامتی کے ساتھ دشمن کے لشکر سے نکل آنے اور جبلہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت کرنے پر ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید بے حد خوش ہوئے۔ وامس ابوالہول کے آنے کو ابوعبیدہؓ بن جراح اور خالدؓ بن ولید نے اپنے لئے فتح کی علامت سمجھا۔ ادھر رومنوں میں وامس ابوالہول کے اس طرح ان کے لشکر سے بھاگ جانے، جبلہ کے بھتیجے کے مارے جانے اور جبلہ کے زخمی ہونے پر ایک طرح سے بد دلی پھیل گئی تھی۔ جہاں جبلہ کا بھتیجا اس روز مارا گیا وہاں رومنوں کے شہنشاہ ہرکولیس کو بھی اندیشہ ہو گیا کہ انطاکیہ کے نواح میں لڑی جانے والی اس جنگ میں کیونکہ وہ موجود ہے لہٰذا اندیشہ ہے کہ وہ بھی جنگ میں کام آ جائے گا۔ لہٰذا اس روز جنگ صرف انفرادی مقابلوں تک محدود رہی۔ اس کے بعد موقوف کر دی گئی۔ دونوں لشکر اپنے اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے تھے۔

رومن لشکر کے واپس پڑاؤ میں جانے کے بعد ہرکولیس بڑا پریشان اور متفکر تھا۔ اس رات اس نے اپنی زندگی کا بہت بڑا فیصلہ کیا۔ اسے یقین تھا کہ جس طرح اس سے پہلے مسلمان جگہ جگہ رومنوں کو بدترین شکست دیتے رہے ہیں اور ان کے تمام شہروں پر قبضہ کر چکے ہیں اس طرح انطاکیہ کے نواح میں بھی رومنوں کو شکست دیں گے اور انطاکیہ شہر پر قبضہ کر لیں گے۔ لہٰذا وہ اس جنگ کے دوران انطاکیہ میں نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اسے فکر لاحق ہو گئی تھی کہ اگلے روز کی جنگ میں مسلمان فاتح کی حیثیت سے شہر میں داخل ہوئے تو ہرکولیس کو پکڑ کر ضرور موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ لہٰذا ہرکولیس نے اپنا تاج اپنے ہم شکل غلام بالیس کو پہنا دیا اور خود اپنی دونوں بیٹیوں کیتھرائن، زوزان اور دیگر لواحقین کے ساتھ اور اپنی حفاظت کے لئے ایک خاصے بڑے لشکر کے ہمراہ انطاکیہ سے نکل کر قسطنطنیہ کی طرف بھاگا تھا۔

❖

اگلے روز پھر دریائے اورنٹس کے کنارے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے۔ رومن لشکریوں کو ابھی تک یہ خبر نہیں ہوئی تھی کہ ان کا شہنشاہ ہرکولیس انہیں چھوڑ کر لشکر کے ایک حصے کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بھاگ گیا ہے۔ اس کا غلام بالیس شکل میں بالکل اس جیسا تھا اور پھر جاتے ہوئے ہرکولیس اپنا تاج بھی اسے پہنا گیا تھا لہٰذا رومن خوش تھے کہ ان کا شہنشاہ ان کے اندر موجود ہے۔

لہٰذا جب اگلے روز دونوں لشکر اپنی صفیں درست کر چکے تب جنگ کی ابتداء رومنوں

Marfat.com

نے کی۔ رومن لشکر اپنے کام کی ابتداء کرتے ہوئے رگ و پے میں اندھیرا بھر دینے والی وحشتوں کی بے کراں بھیڑ، سناٹوں کی دیواریں گراتے سوزاں سر اندیشوں کے نزول اور سخت موسموں کی طرح یورش کرتے رات کے سیاہ سایوں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے۔

دوسری طرف مسلمانوں نے بھی ان کے خلاف کارروائی کرنے میں تاخیر نہیں کی۔ وہ بھی رومنوں پر روح سے تن کا بوجھ اتار دینے والے کرب افروز طوفانوں، دلوں پر ناکامی کی شکستگی کی فراستیں لگاتے موت کے کھولتے اندھیاؤ، رگوں میں سرسراہٹ، جذبات میں شوریدہ کاری بھر دینے والی بھڑکتی سیال آتش کی طرح حملہ آور ہو گئے تھے۔

دونوں لشکریوں کے اس طرح ٹکرانے سے موت خونخوار عناصر کے غول کی طرح چاروں طرف سرگرداں دکھائی دینے لگی تھی۔ میدانِ جنگ میں ہرسُو بے کراں تیز شوریدہ آوازیں اٹھنے لگی تھیں۔ زندگی کراہوں میں سانس لینے لگی تھی۔ آرزوئیں قضا کی خرد گاہوں کا اسیر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ میدانِ جنگ میں لشکریوں کے شور، زخمی ہونے والوں کی چیخوں، مرنے والوں کی کراہوں، گرنے والے گھوڑوں کی ہنہناہٹوں نے ایک طوفان سا کھڑا کر کے رکھ دیا تھا۔

یہ جنگ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکی۔ رومن گو تعداد میں مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے لیکن وہ مسلمانوں کے حملوں کو برداشت نہ کر سکے۔ بڑی تیزی سے ان کی حالت سرد جذبوں، درد کے رشتوں اور ویران فضاؤں میں زرد چہروں سے بھی بدتر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ انطاکیہ کے نواح میں بھی رومنوں کو بدترین شکست ہوئی۔ تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں انطاکیہ کے نواح میں رومنوں کی یہ شکست ایک بدترین شکست تھی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں ستر ہزار رومن مارے گئے، چالیس ہزار گرفتار ہوئے۔ گرفتار ہونے والوں میں ہرکولیس کا ہم شکل بالیس بھی تھا جو اس وقت تاج پہنے ہوئے تھا۔ پہلے مسلمانوں نے اسے رومنوں کا شہنشاہ سمجھ کر گرفتار کر لیا تھا بعد میں پتہ چلا کہ ہرکولیس تو پہلے ہی انطاکیہ سے بھاگ گیا تھا اور گرفتار ہونے والا بادشاہ نہیں بلکہ اس کا ہم شکل غلام بالیس ہے۔

اس طرح انطاکیہ کی شاندار فتح نے ارضِ شام پر مسلمانوں کا تسلط مکمل طور پر قائم کر دیا تھا۔ دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ انطاکیہ سے نکل کر جب قسطنطنیہ کی طرف بھاگا تو راستے میں ایک شہر انطالیہ میں اس نے قیام کر لیا تھا۔ اس کے پاس خاصا بڑا لشکر تھا۔ وہاں رک کر دراصل وہ انتظار کرنے لگا تھا کہ دیکھیں انطاکیہ میں لڑی جانے والی رومنوں

Marfat.com

اور مسلمانوں کی جنگ کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں۔

انطاکیہ میں جب مسلمانوں کے ہاتھوں رومنوں کو شکست ہوئی تو کچھ تو مارے گئے اور کچھ گرفتار ہوئے اور باقی اپنی جانیں بچاتے ہوئے انطاکیہ شہر کی طرف بھاگے تھے۔ ان بھاگنے والوں میں غسانی سردار جبلہ بھی شامل تھا۔

❖

انطاکیہ کی شاندار فتح کے بعد ایک طرح سے شام کے سارے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن اب جو آخری مسئلہ مسلمانوں کے سامنے تھا وہ ان علاقوں کی حفاظت کا تھا اس لئے کہ ان علاقوں کے گرد و نواح میں ابھی تک رومنوں کی قوتیں تھیں جن کا سدِ باب کرنا ضروری تھا۔ اس مقصد کے لئے ابوعبیدہؓ بن جراح نے دو لشکروں کو ترتیب دیا۔ ان دنوں رومنوں کی ایک عسکری قوت دریائے فرات کے شمالی علاقوں کی طرف تھی اور دوسری قوت شمالی کوہستانی سلسلوں یعنی اناطولیہ کی طرف تھی۔

جو دو لشکر انہوں نے ترتیب دیئے ان میں سے ایک کا سالار خالدؓ بن ولید کو مقرر کیا گیا اور انہیں دریائے فرات کے شمالی حصوں کی طرف رومنوں کی جو قوتیں تھیں ان پر ضرب لگانے کے لئے روانہ کیا گیا۔

خالدؓ بن ولید کا نام ہی اب رومنوں کے لئے ایک طرح خوف اور دہشت کی علامت بن چکا تھا۔ خالدؓ بن ولید کو جن علاقوں پر حملہ آور ہونے کے لئے مقرر کیا گیا تھا اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ جب ان علاقوں کی طرف گئے تو آپؓ کو ان علاقوں میں کسی قسم کی دقت پیش نہ آئی۔ جس سمت کا بھی آپؓ رخ کرتے، وہاں قیام کرنے والے رومن آپؓ کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے۔

خالدؓ بن ولید کو جن علاقوں کی طرف بھیجا گیا وہاں کوئی ٹکراؤ رومنوں کے ساتھ نہ ہوا۔ جس جس سمت بھی آپ جاتے، اکثر رومن بھاگ جاتے۔ اور جو بھاگ نہ سکتے آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے اور اطاعت قبول کر لیتے۔ چنانچہ یہ سارے علاقے فتح کرنے اور وہاں رومنوں کی طاقت اور قوت کو کچلنے کے بعد آپ اپنے حصے کے لشکر کے ساتھ ابوعبیدہؓ بن جراح کے پاس چلے گئے تھے۔

لشکر کا دوسرا حصہ جسے شمال کے کوہستانی سلسلوں کی طرف روانہ کیا گیا تھا اس حصے کا سالار ابوعبیدہؓ بن جراح نے میسرہ بن مسروق کو بنایا تھا۔ وامس ابوالہول، عویلم بن خارج اور ان کے ساتھی بھی لشکر کے اس حصے میں شامل تھے۔ مریثا اور شوطار بھی وامس کے

Marfat.com

ساتھ تھیں۔

کہتے ہیں میسرہ بن مسروق اپنے حصے کے لشکر کو لے کر شمال کے کوہستانی سلسلوں کی طرف بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ ابو عبیدہؓ بن جراح نے ان کی اس مہم کو کامیاب کرنے کے لئے ان سے پہلے جو اپنے مخبران علاقوں میں بھجوائے تھے انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ رومنوں کا ایک خاصا بڑا لشکر کچھ آگے پڑاؤ کئے ہوئے ہے لہٰذا مسلمانوں کو محتاط ہو جانا چاہئے۔

میسرہ بن مسروق نے جہاں مخبروں نے رومن لشکر کی خبر دی تھی وہیں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کر لیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ پہلے حالات کا جائزہ لیں اس کے بعد رومنوں کے ساتھ ٹکرایا جائے۔

دوسری طرف رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس انطاکیہ سے نکل کر اپنے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ انطاکیہ میں قیام کئے ہوئے تھا۔

انطاکیہ بھی بحر روم کے کنارے کا ایک انتہائی اہم شہر تھا۔ قدیم کتب میں اسے اطالیہ یا ادالیہ دونوں ناموں سے پکارا گیا ہے۔ کہتے ہیں اسے ایک پرانے حکمران اتالوس نے آباد کیا تھا۔

اس شہر کا محل وقوع ایک ایسی خلیج کے سر پر ہے جو خشکی میں دور تک چلی گئی ہے۔ لہٰذا یہ بحر روم سے اناطولیہ کے اندر جانے کے لئے انتہائی موزوں شہر قرار دیا جاتا ہے۔

جنوبی اناطولیہ کے پہاڑ جو عام طور پر ساحل سے بہت قریب اور متوازی چلے جاتے ہیں یہاں سیدھے اندر کی طرف رخ کر لیتے ہیں اور یوں ان کے درمیان خلیج کے سرے پر ایک وسیع سرسبز میدان نکل آتا ہے۔ یہ میدان دور تک پھیل گیا ہے۔ اس شہر کے قریب سمندر کے کنارے کنارے لگ بھگ بیس بیس، تیس تیس گز بلند پہاڑی سلسلے ہیں۔ ان پہاڑیوں کے درمیان ایک قدرتی بندرگاہ ہے اور اس کا نام اطالیہ ہے۔

یہ چونکہ ایک محفوظ بندرگاہ خیال کی جاتی ہے لہٰذا پرانے دور میں یہاں حکمرانوں کا اچھا خاصا بحری بیڑہ رہا کرتا تھا۔ اطالیہ کے گرد و نواح کے شہروں اور قصبوں کے حالات اطالیہ کی طرح سازگار نہ تھے اس لئے یہ شہر دوسرے شہروں اور قصبوں سے بہت جلد ترقی کر کے آگے نکل گیا۔

کہتے ہیں کسی دور میں یہ شہر سمندری قزاقوں کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ 89 قبل مسیح میں ایک شخص سردی لیوس نے ان بحری قذاقوں کا خاتمہ کر کے وہاں رومنوں کی سلطنت کا

Marfat.com

آغاز کیا۔

رومنوں کے دورِ حکومت میں اس شہر نے کافی ترقی کی اور بحر روم کی ایک انتہائی اہم بندرگاہ بن گیا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے عباسی دور میں خلیفہ المتوکل کے عہد میں اس شہر کی طرف توجہ دی اور مسلمانوں کا امیر البحر فضل بن کارن اس شہر پر حملہ آور ہوا۔ فضل بن کارن ترک تھا۔ جنگ کا بہترین تجربہ رکھتا تھا۔ انطالیہ میں ان دنوں رومنوں کی ایک بہت بڑی قوت تھی۔ ترک امیر البحر اس شہر پر حملہ آور ہوا اور رومنوں کو بدترین شکست دے کر اس شہر پر اس نے قبضہ کر لیا۔

اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد ترک مزید آگے بڑھے اور اناطولیہ کے سارے میدانوں کو فتح کرتے ہوئے ان پر قبضہ کر لیا۔ 1103ء میں رومن پھر اس شہر پر قابض ہو گئے۔ اس وقت ترکوں کا کوئی خاص بڑا لشکر نہیں تھا۔ ترکوں کو جب خبر ہوئی کہ ان کی غیر موجودگی میں رومن اس شہر پر قابض ہو گئے ہیں تو وہ پلٹے۔ اس زور سے رومنوں پر حملہ کیا کہ رومنوں کو شکست دے کر اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

ان دنوں سلجوقی ترک کیونکہ اناطولیہ اور اس کے گرد و نواح کی طرف متوجہ تھے لہٰذا ان کی ان مصروفیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے 1130ء میں رومن پھر اس شہر پر قابض ہو گئے۔ یہ کیونکہ بڑی محفوظ بندرگاہ تھی لہٰذا رومن ہر صورت میں اسے اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے تھے۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمان بھی اب مستقل طور پر اس شہر کو اپنی عملداری میں لینا چاہتے تھے۔ اس شہر پر اپنا قبضہ مستحکم رکھنے کے لئے رومنوں نے اپنا ایک بہت بڑا لشکر قبرص میں بھی متعین کر دیا تھا تاکہ انطاکیہ پر اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر حملہ آور ہو تو انطاکیہ کے رومنوں کے علاوہ قبرص کے رومن بھی مسلمانوں کے خلاف جدوجہد کریں۔

آنے والے دور میں ایسا ہی ہوا۔ آخر سلجوقی سلطان عز الدین اپنے لشکر کے ساتھ انطاکیہ کی طرف بڑھا۔ اس نے انطالیہ اور قبرص دونوں رومن قوتوں کو بدترین شکست دی اور جس قدر رومن انطالیہ میں تھے انہیں اس نے نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ اس شہر پر قبضہ کرنے کے بعد سلطان عز الدین نے اس کی مرمت کروائی۔ شہر کے بہت بڑے حصے کو ازسرِ نو تعمیر کروایا۔ بندرگاہ کی پرانی گودی اور پشتوں کو دوبارہ بنایا۔ ساتھ ہی اس نے وہاں جہاز سازی کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا۔ اس طرح اس دور میں انطالیہ سلجوقی

Marfat.com

مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مرکز بن گیا تھا جہاں سلجوقیوں کا خاصا بڑا بحری بیڑہ رہتا تھا۔

ایک سیاح اوریا چلپی اس شہر سے متعلق لکھتا ہے کہ انطالیہ کے گرد چار ہزار چار سو سال قدم لمبی فصیل تھی اور فصیل میں لگ بھگ اسی برج بنے ہوئے تھے۔ اس دور میں اس شہر کے اندر لگ بھگ بیس ہزار مکان تھے۔ فصیل کے باہر شمال کی طرف بیس ترکی اور چار یونانی محلے تھے۔ شہر کے تین اطراف میں باغات تھے۔ اس دور میں بھی انطالیہ کی بندرگاہ میں کم از کم سو جہازوں کو محفوظ طریقے سے کھڑا کرنے کی جگہ تھی۔ اوریا چلپی مزید لکھتا ہے کہ شہر کے اندر گیارہ بڑی بڑی مسجدیں، سات مسلمانوں کے بڑے مدرسے اور سرائے تھیں۔ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ جتنی ترقی اس شہر نے سلجوقی مسلمانوں کے دور میں کی، اتنی اسے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی۔

اسی شہر انطالیہ میں ایک روز ہرکولیس اپنے چند سالاروں کے ساتھ شہر کے اندر جو سفید رنگ کا ایک چھوٹا سا قصر سنگ مرمر کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا اس سے باہر چہل قدمی کر رہا تھا کہ کچھ مخبر وہاں پہنچے۔ انہیں دیکھتے ہوئے ہرکولیس چونکا تھا۔ تیز تیز چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان مخبروں کی طرف بڑھا پھر انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”کیا تم میرے لئے کوئی اچھی خبر لے کر آئے ہو؟“

آنے والے وہ مخبر تھوڑی دیر تک خاموش رہے تاہم ان کے چہروں کے تاثرات سے ہرکولیس بہت کچھ جاننے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر آنے والے مخبروں میں سے ایک ہرکولیس کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگا۔

”آپ کے اپنے چہرے کے تاثرات بتاتے ہیں کہ آپ جان چکے ہیں کہ کیا خبر لے کر آئے ہیں۔ بہر حال ہمارے پاس دو خبریں ہیں۔ ایک فیصلہ کن ہے اور دوسری امید بھری۔ شہنشاہِ محترم! فیصلہ کن یہ ہے کہ انطاکیہ کے نواح میں مسلمانوں نے ہمارے لشکر کو بدترین شکست دی ہے۔ اس وقت انطاکیہ شہر ہمارا نہیں، مسلمانوں کا ہے اس لئے کہ وہ شہر پر قابض ہو چکے ہیں۔ ستر ہزار رومن اس جنگ میں کام آ چکے ہیں، چالیس ہزار گرفتار ہوئے ہیں۔ جو باقی بچے ہیں وہ زندہ بچ جانے والے سالاروں کی سرکردگی میں بڑی تیزی کے ساتھ اسی انطاکیہ شہر کا رخ کر رہے ہیں۔“

آنے والا مخبر جب خاموش ہوا تب دکھ بھرے انداز میں ہرکولیس کہنے لگا۔

”یہ خبر سن کر مجھے قطعی کوئی دکھ نہیں ہوا۔ میرا دل پہلے ہی کہتا تھا کہ انطاکیہ میں کسی بھی صورت ہمیں مسلمانوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ اس

Marfat.com

سے پہلے مسلمان ان گنت مقامات پر ہماری عسکری طاقت کو کچل کر سارے شہروں پر قابض ہو چکے تھے۔ انطا کیہ تو ایک آڑ تھی جس کے پیچھے ہماری عزت، ہماری طاقت اور قوت اور ہمارے ولولوں کا ایک بھرم تھا جو آج ٹوٹ گیا ہے۔ اب ارضِ شام سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ میں آج اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ وہ عرب جو کبھی ہمارے زیر سایہ تھے اب ہم ان کے زیر سایہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ میں تو اس وقت سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں یہی عرب انطا کیہ فتح کرنے کے بعد اناطولیہ کے میدانوں کو روندتے ہوئے قسطنطنیہ تک نہ پہنچ جائیں۔''

ہرکولیس رکا، پھر کہنے لگا۔ ''اب وہ خبر کہو جسے تم امیدوں بھری کہتے ہو۔''

اس پر آنے والا مخبر کہنے لگا۔ ''مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر اناطولیہ کے کوہستانی سلسلوں کی طرف آیا ہوا ہے۔ ہمارا ایک لشکر بھی ان سے تھوڑا آگے ایک جگہ خیمہ زن ہے۔ اگر مزید ایک لشکر انطالیہ سے اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیج دیا جائے تو کم از کم اناطولیہ کے سلسلوں میں پہنچنے والے مسلمانوں کے لشکر کو بدترین شکست دے کر ہمارے لشکری کم از کم اپنے انتقام کی تسکین تو کر سکتے ہیں۔''

ہرکولیس کچھ دیر سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

''مسلمانوں کا جو لشکر اناطولیہ کے کوہستانی سلسلوں کی طرف آیا ہے، عددی لحاظ سے اناطولیہ کے میدانوں میں جو ہمارا لشکر ہے اس کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے؟''

اس پر وہ مخبر کہنے لگا۔

''اناطولیہ کے میدانوں میں جو ہمارا لشکر اس وقت موجود ہے وہ مسلمانوں کے چھوٹے سے لشکر سے کم از کم پانچ گنا بڑا ہوگا۔''

ہرکولیس نے تعجب بھرے انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں یہاں سے کمک بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ہمارا وہ لشکر مسلمانوں کے لشکر سے پانچ گنا بڑا ہے تو پھر اسے خود ہی ان علاقوں میں قسمت آزمائی چاہئے۔''

اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہرکولیس ان مخبروں کے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ وہ اداس اور پریشان تھا۔

❖

مسلمانوں کے لشکر کا وہ حصہ جو میسرہ بن مسروق کی سرکردگی میں اناطولیہ کے

Marfat.com

کوہستانی سلسلوں کی طرف گیا تھا اس کی آمد کی اطلاع رومنوں کے اس لشکر کو بھی ہو گئی جو ان سے ذرا فاصلے پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور انہیں یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ ان کے مقابلے میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے لہٰذا جس جگہ رومنوں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا وہاں سے انہوں نے کوچ کیا اور مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے وہ آگے بڑھے۔

مسلمانوں کے مخبر بھی ان علاقوں میں پوری طرح سرگرداں تھے۔ انہوں نے صورتِ حال سے میسرہ بن مسروق کو مطلع کر دیا تھا لہٰذا میسرہ بن مسروق نے اسی وقت اس رومن لشکر کے خلاف قاصد بھیج کر ابو عبیدہؓ بن جراح سے مدد طلب کر لی تھی۔

رومن لشکر مسلمانوں کے لشکر کے سامنے آ کر صف آراء ہوا اور دونوں لشکر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ رومن اس بات پر مطمئن تھے کہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں لہٰذا مسلمانوں پر غالب آ جائیں گے جبکہ مسلمان اپنی قوتِ ایمانی کے بل بوتے پر رومنوں سے ٹکرا گئے۔

پہلے روز شام تک دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے۔ پھر جنگ موقوف ہو گئی۔ اس طرح رومن اور مسلمان ان کوہستانی سلسلوں کے اندر کئی روز تک ایک دوسرے سے ٹکراتے رہے لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا۔

جب رومنوں کے اس لشکر کے مقابلے میں ہر روز مسلمانوں کا نقصان ہونے لگا تب رومن بڑے خوش ہوئے۔ وہ یہ گمان کرنے لگے تھے کہ مسلمانوں کے ساتھ اسی طرح جنگ جاری رہنی چاہئے۔ اس طرح مسلمان کم ہوتے ہوئے کوئی دن ایسا آئے گا کہ ان کے سامنے بالکل مغلوب ہو کر ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن میسرہ بن مسروق کی سرکردگی میں مسلمان لشکری ڈٹ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے۔

میسرہ بن مسروق کا بھیجا ہوا قاصد جب ابو عبیدہؓ بن جراح کے پاس پہنچا اور صورتِ حال سے آپ کو آگاہ کیا تب آپ بڑے فکرمند ہوئے۔ آپ نے سارے سالاروں سے مشورہ کیا۔ اس موقع پر خالدؓ بن ولید تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے۔

''آپ مسلمانوں کی حالت پر ہرگز پریشان نہ ہوں۔ میں اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے روانہ ہوں گا۔ وہ مجاہدین جو دینِ اسلام کی حفاظت کے لئے پیدا ہوئے ہیں میں انہیں رومنوں کے سامنے بے بس ہونے اور خون میں نہانے نہیں دوں گا۔''

اس موقع پر اپنا تاریخی جملہ ادا کرتے ہوئے خالدؓ بن ولید نے کہا تھا۔

Marfat.com

''کاش میرے گھوڑے کو پَر لگ جائیں اور میں ابھی اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے ان شمالی کوہستانی سلسلوں میں پہنچ جاؤں۔''

چنانچہ ابوعبیدہؓ بن جراح نے فوراً لشکر کا ایک حصہ خالدؓ بن ولید کے حوالے کیا اور انہیں میسرہ بن مسروق اوران کے ساتھیوں کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ خالدؓ بن ولید برق کی تیزی کے ساتھ سرحدی علاقوں کی طرف بڑھے تھے۔

دوسری طرف میسرہ بن مسروق کی سرکردگی میں لڑنے والے مسلمانوں نے انتہائی جرأت مندی اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے تھے کہ موت تک رومنوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے ان کے سامنے جھکیں گے نہیں۔ اس موقع پر ایک بزرگ صحابی عبداللہؓ رومنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے۔ جس وقت کوہستانی سلسلے کے اندر میسرہ بن مسروق اور ان کے ساتھی دشمن کے ساتھ بری طرح ٹکرا رہے تھے اچانک انہیں اپنی پشت کی جانب سے دور تک گرد وغبار کے بادل اُٹھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ مسلمان سمجھ گئے کہ ان کی مدد کے لئے ان کا کوئی نہ کوئی لشکر پہنچنے والا ہے لہٰذا وہ پُر جوش انداز میں تکبیریں بلند کرنے لگے تھے۔

خالدؓ بن ولید اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ گئے۔ ان کی آمد پر مسلمان لشکریوں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا۔ جس وقت خالدؓ بن ولید وہاں پہنچے اس وقت چونکہ شام ہو رہی تھی لہٰذا جنگ بند ہو گئی تھی۔ انہوں نے رات پڑاؤ میں بسر کی۔ رات بھر رومنوں سے جنگ کی تیاریاں کرتے رہے۔ دوسرے روز خالدؓ بن ولید نے میسرہ بن مسروق کو اور اپنے لشکر کو یکجا کر کے لشکر کی صفیں درست کیں۔ اتنے میں رومنوں کو خبر ہو گئی کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے جو نیا لشکر پہنچا ہے اس کے سالار خالدؓ بن ولید ہیں۔ خالدؓ بن ولید کا نام سنتے ہی رومن ہمت ہار بیٹھے۔ جی چھوڑ گئے۔ بہت سے رومن لشکری کہنے لگے کہ مسلمانوں کے سالار سے ٹکرانا نہیں چاہئے ورنہ شکست ہمارا مقدر بن جائے گی۔ لہٰذ رومن لشکر کے سالار نے خالدؓ بن ولید سے جنگ کرنے کی بجائے صلح کا پیغام بھیجا۔

جواب میں خالدؓ بن ولید نے کہا۔

''ہماری طرف سے تین شرطیں ہیں۔ اول اسلام قبول کر لو یا جزیہ دے کر ہماری حفاظت میں آ جاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔''

آپؓ کے ان الفاظ کے جواب میں رومنوں نے آپؓ سے ایک دن کی مہلت مانگی۔ خالدؓ بن ولید نے انہیں سوچنے کے لئے ایک دن کی مہلت دے دی۔ جب ایک

Marfat.com

دن گزر گیا تو آپؓ نے خیال کیا کہ رومن شرطیں نہیں ماننا چاہتے۔ لہٰذا آپؓ اپنے لشکر کے ساتھ جنگ کی تیاری کرنے کے لئے جب لشکر کو استوار کرنے لگے تو پتہ چلا کہ رومن تو میدان چھوڑ کر رات کے وقت ہی بھاگ گئے تھے۔ بزرگ صحابی عبداللہؓ جنہیں رومنوں نے گرفتار کیا تھا وہ بھی بعد میں رہا کر دیئے گئے۔ اس طرح خالدؓ بن ولید کو ٹکرانے کا موقع ہی نہ ملا اور دشمن آپؓ کا نام سن کر ہی بھاگ گئے۔

اس کے بعد آپؓ نے اپنے لشکر کے ساتھ واپسی کا سفر شروع کیا تھا۔

(یہ معرکہ خالدؓ بن ولید کی زندگی کا آخری معرکہ تھا۔ ان جنگوں کے بعد فاروقِ اعظمؓ نے خالدؓ بن ولید کو قنسرین کا حاکم مقرر کیا۔ کچھ عرصہ آپؓ وہاں رہے پھر مدینہ چلے گئے۔

فاروقِ اعظمؓ کی خلافت کے پانچویں یا چھٹے سال خالدؓ بن ولید مدینہ میں وفات پا گئے۔ وفات کے وقت آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''میں نے ایک عرصہ تک مشرکین کے خلاف جہاد کیا۔ بیسیوں جنگوں میں جامِ شہادت کی طلب میں جان توڑ کر لڑائی کی، اپنے آپ کو بارہا ہزاروں کفار کے نرغے میں ڈال دیا لیکن افسوس شہادت کی آرزو پوری نہ ہوئی۔ میرے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تلوار، تیر یا نیزے کا نشان نہ ہو لیکن افسوس مجھے موت نے بستر پر آن دبوچا۔ میدانِ جنگ میں شہادت نصیب نہ ہوئی۔''

اس طرح اسلام کا یہ بہادر سالار یہی حسرت لے کر خداوند قدوس کو پیارا ہو گیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ جس نیک دلی اور حوصلے سے خالدؓ بن ولید نے امیر المومنین فاروقِ اعظمؓ کے احکام کی تعمیل کی اس کی مثال نہیں ملتی۔

خالدؓ بن ولید کی وفات کے وقت ان کے اثاثوں کا جائزہ لیا گیا تو پتہ چلا کہ ان کے اثاثوں میں صرف ایک غلام، ایک گھوڑے اور چند ہتھیاروں کے سوا کچھ نہ تھا۔

فاروقِ اعظمؓ کو جب خالدؓ بن ولید کی وفات کی اطلاع ملی تو بے حد غمگین ہوئے۔

اس موقع پر آپؓ نے فرمایا۔ ''مسلمانوں کو ایک ایسا نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ خالد ایسے سالار تھے کہ اب کوئی شاید ہی ان کی جگہ لے سکے۔ وہ دشمن کے لئے مصیبت بن جایا کرتے تھے۔''

جب خالدؓ بن ولید کا جنازہ اٹھایا گیا تو آپ کی ہمشیرہ فاطمہ بنتِ ولید اپنے بھائی کی مفارقت میں جگر خراش نالہ کرنے لگی تھیں۔ اس وقت فاروقِ اعظمؓ برداشت نہ کر سکے اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

Marfat.com

ایک دن فاروقِؓ اعظم نے خالدؓ بن ولید کی والدہ کو دیکھا کہ بیٹے کے غم میں ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو کر رہ گئی تھیں۔ آپؓ نے دریافت کیا کہ یہ بی بی کون ہے جو اس قدر مغموم اور پریشان ہے؟

لوگوں نے عرض کیا خالدؓ بن ولید کی والدہ ہیں۔ آپؓ نے فرمایا۔

''خوش قسمت ہے وہ ماں جس کے بطن سے خالدؓ بن ولید جیسا فرزند پیدا ہوا۔'' پھر فرمایا۔ ''جب تک نعمت موجود ہو اس کی قدر نہیں کی جاتی لیکن جب وہ ضائع ہو جائے تو اس کی قدر و منزلت پہچانی جاتی ہے۔''

خالدؓ بن ولید کی وفات کے بعد عرب کا ایک مشہور شاعر فاروقِؓ اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خالدؓ بن ولید کی جرأت مندی، دلیری اور کارگزاری سے متعلق چند اشعار پیش کیے۔ اس شاعر کا شمار عرب کے بہترین اور نامور شعراء میں کیا جاتا تھا لیکن اس کے شعر سن کر فاروقِؓ اعظم نے فرمایا۔

''تم خالدؓ بن ولید کا حق ادا نہیں کر سکے۔'')

❖

انطاکیہ کی بدترین شکست کے بعد رومنوں کا شہنشاہ ہرکولیس اپنے بچے کھچے لشکر کو لے کر انطاکیہ سے نکل کر اناطولیہ کے میدانوں سے ہوتا ہوا قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ راستے میں اس کے سامنے کچھ مسلمان قیدیوں کو پیش کیا گیا جنہیں اناطولیہ میں ہونے والی جنگ کے دوران گرفتار کیا گیا تھا۔ اس موقع پر ہرکولیس کے کسی سالار نے اسے مشورہ دیا کہ مسلمانوں کے ان قیدیوں کو ہلاک کر دینا چاہئے۔

یہ الفاظ سن کر ہرکولیس نے برہمی اور ناراضگی کا اظہار کیا اور اپنے اس سالار کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''اگر تم نے مسلمانوں کے ان قیدیوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا ایسا کر کے تم بھڑوں کے چھتوں میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرو گے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان اس سے پہلے ان گنت بار ہمیں شکست دے کر اناطولیہ کے میدانوں تک تو پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور اگر ہم نے ان کے ان قیدیوں کو ہلاک کر دیا تو یاد رکھنا مسلمانوں کے لئے یہ اتنا مشکل نہیں رہے گا کہ وہ اناطولیہ کے ان میدانوں کو عبور کرنے کے بعد قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوں اور ہمیں قسطنطنیہ سے بھی محروم کر کے وہاں سے بھی بھاگنے پر مجبور کر دیں۔

ہرکولیس پہلے مسلمانوں کی شجاعت، ان کے انصاف، ان کی دلیری سے متاثر تھا لہٰذا اس

Marfat.com

نے قیدی واپس کر دیئے اوران قیدیوں کے ہاتھ اس نے فاروقِ اعظم کے لئے بہت سے تحائف بھی روانہ کئے تھے۔

خالدؓ بن ولید نے اناطولیہ کے میدانوں سے دشمن کو بھگانے کے بعد واپسی کا سفر کیا تھا۔ راستے میں آپؓ نے ایک جگہ اپنے لشکریوں کو ستانے کا موقع فراہم کرنے کے لئے پڑاؤ کر لیا تھا۔ صبح ہی صبح جس وقت پڑاؤ ختم کر کے لشکر کوچ کرنے والا تھا، خیمے اکھاڑے جا چکے تھے، لوگوں نے اپنے گھوڑوں پر خرجینیں ڈال دی تھیں کہ ایک طرف سے عویلم بن خارج اپنے گھوڑے کو بھگاتا ہوا اس جگہ آیا جہاں وامس ابوالہول، مریشا، شوطار تینوں اپنے گھوڑوں کے پاس کھڑے تھے۔ ان تینوں کے پاس آ کر عویلم بن خارج اپنے گھوڑے سے اترا اور کسی قدر پریشانی اور دکھ بھرے انداز میں وامس کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''وامس! فوراً میرے ساتھ چلو۔ تمہارے ساتھی کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے اور وہ اس وقت زندگی اور موت کے کرب میں ہے۔ کچھ لوگ اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ وہ بیچارہ ہمارے پڑاؤ کی طرف بھاگ کر آیا۔ جو لوگ اس پر حملہ آور ہونے کے لئے اس کا پیچھا کر رہے تھے جب انہوں نے ہمارے پڑاؤ کو دیکھا اور ہمارے کچھ لشکریوں نے بھی ان کی طرف توجہ دی تو وہ بھاگ گئے لیکن اس وقت وہ انتہائی زخمی حالت میں ہے اور زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔''

عویلم بن خارج کے ان الفاظ پر وامس، مریشا اور شوطار تینوں فکرمند ہو گئے تھے۔ پھر آگے بڑھ کر عویلم بن خارج کے دونوں ہاتھ وامس نے پکڑ لئے اور کہنے لگا۔

''ابنِ خارج میرے بھائی! تم کس کی بات کر رہے ہو؟''

عویلم بن خارج پھر دکھ بھرے انداز میں کہنے لگا۔

''میں تم تینوں کے عزیز مرقیس کی بات کر رہا ہوں جو اسلام قبول کر چکا ہے۔ ہمارے جن لشکریوں نے دیکھا ہے ان کا کہنا ہے کہ دو سوار اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر انتہائی زخمی حالت میں تھا اور جب ہمارے لشکر کے قریب آیا اور تعاقب کرنے والوں نے دیکھا کہ آگے مسلمانوں کا پڑاؤ ہے تو وہ بھاگ گئے لیکن وہ وہیں اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ میں اسے دیکھ کر آیا ہوں۔ وہ پڑاؤ کے بالکل قریب ہی ہے۔ چند لشکری بھی وہاں پہنچ گئے ہیں۔ طبیب کو بھی لے گئے ہیں۔ وہ بڑی بے چینی سے تمہارا منتظر ہے۔

عویلم بن خارج کے یہ الفاظ سن کر جہاں وامس ابوالہول پریشان اور فکرمند ہو گیا

Marfat.com

تھا، وہاں شوطار کا چہرہ اتر گیا تھا۔ بیچاری پیلی ہوگئی تھی۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مریثا بھی پریشانی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس موقع پر ایک جست لگاتے ہوئے وامس اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے عویلم بن خارج بھی اپنے گھوڑے پر ہو بیٹھا۔ پھر شوطار اور مریثا کی طرف دیکھتے ہوئے وامس کہنے لگا۔

''تم دونوں بہنیں یہیں رہو، میں مرقیس کا پتہ کرتا ہوں۔''

جواب میں شوطار کہنے لگی۔ ''ہم آپ کو اکیلا نہیں جانے دیں گے۔ ہم دونوں بہنیں آپ کے پیچھے آ رہی ہیں۔''

اس کے ساتھ ہی وہ بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئیں اور انہیں ایڑ لگاتے ہوئے وامس اور عویلم بن خارج کے پیچھے ہو لی تھیں۔

وامس ابوالہول، عویلم بن خارج، مریثا اور شوطار جب اپنے پڑاؤ سے ذرا نزدیک ہی ایک جگہ پہنچے تو وہاں کچھ لشکری جمع تھے۔ مرقیس اس وقت خون میں لت پت زمین پر پڑا ہوا تھا۔ ایک طبیب اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ ابھی سانسیں لے رہا تھا لیکن نزع کی حالت میں تھا۔

وامس کے ساتھ مریثا اور شوطار کو آتے دیکھ کر جو لشکری پہلے سے وہاں جمع تھے وہ ایک طرف ہو گئے تھے۔ اپنے گھوڑے سے اتر کر تینوں مرقیس کے پاس بیٹھ گئے۔ مرقیس نے باری باری ایک تھکی ہوئی نگاہ ان پر ڈالی۔ اس موقع پر وامس نے اسے مخاطب کیا۔

''میرے بھائی! کیا ہوا؟ کس نے تمہاری یہ حالت بنائی؟''

جواب میں اٹکتی، رندھی ہوئی اور ڈوبتی آواز میں مرقیس کہنے لگا۔

''میرے عزیز بھائی! جس وقت تم انفرادی مقابلے کے لئے بطورس کے سامنے نکلے تھے تب ہی بطورس میری طرف سے مشکوک ہو گیا تھا کیونکہ بطورس کی موجودگی میں زوزان نے مجھے تم تینوں کو زہر دے کر ہلاک کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مقابلے کے بعد وہ بار بار مجھ سے پوچھتا رہا کہ وامس زہر سے ہلاک کیوں نہیں ہوا؟ مقابلے پر کیسے آ گیا؟ میں اس سے یہی کہتا رہا کہ میں تو اس کے کھانے میں زہر ملا کر آیا تھا۔ لیکن وہ مطمئن نہ ہوا۔ انطاکیہ کی جنگ کے بعد جب سب لوگ بھاگ گئے تو وہ بھی بھاگا۔ میں بھاگ کر تم لوگوں کے لشکر میں آنا چاہتا تھا لیکن اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس نے مجھے پکڑ لیا۔ وہ دونوں مجھے پکڑنا چاہتے تھے کہ انطاکیہ لے جائیں جہاں زوزان نے اپنے باپ کے ساتھ قیام کر رکھا تھا۔ اب میں زوزان کے پاس نہیں جانا چاہتا تھا۔ مجھے خبر تھی کہ وہ میرا کام تمام کر دے

Marfat.com

گی۔ اس لئے کہ جب بطورس اسے بھڑکا تا تو اسے یقین ہو جاتا کہ میں تم تینوں کے ساتھ ملا ہوا ہوں۔ ساتھ ہی اسے یہ شک ہو جاتا کہ میں اب نصرانی نہیں، مسلمان ہوں اور اسلام قبول کر چکا ہوں۔

جس وقت وہ مجھے انطالیہ لے جا رہے تھے میں بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ میرے تعاقب میں لگ گئے۔ راستے میں ایک دو جگہ میرا ان کا ٹکراؤ بھی ہوا جس میں، میں زخمی ہوا۔ جب میں نے اندازہ لگایا کہ میں ان دونوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو میں بھاگ کھڑا ہوا۔ مجھے اندازہ تھا کہ خالدؓ بن ولید ایک لشکر کو لے کر ادھر آئے ہوئے ہیں لہٰذا میں نے ادھر کا رخ کیا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے اور ان کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جائے۔ وہ مجھے پکڑ تو نہ سکے لیکن میرا تعاقب کرتے ہوئے مجھ پر تیر برساتے رہے۔ اسی بناء پر میں زخمی ہو گیا۔ اور اب میرے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ وہ میرا یہاں پڑاؤ تک تعاقب کرتے ہوئے آئے تھے اور اب اس شاہراہ کی طرف بھاگ گئے ہیں جو یہاں سے اناطولیہ کے میدانوں سے ہوتی ہوئی انطالیہ شہر کی طرف جاتی ہے۔''

یہاں تک کہنے کے بعد مرقیس رکا، پھر کہنے لگا۔

''وہ دو ہیں۔ ایک بطورس اور دوسرا......''

اس سے آگے مرقیس کچھ نہ کہہ سکا۔ اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور وہ ختم ہو گیا۔ اس موقع پر وامس اپنی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے سامنے بیٹھے عویلم بن خارج کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

''عویلم میرے بھائی! ہمارا لشکر یہاں سے انطاکیہ کی طرف کوچ کرنے والا ہے۔ مرقیس دم توڑ چکا ہے۔ تم ان ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کر دینا، میں بطورس کے تعاقب میں جاتا ہوں۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔''

اس موقع پر عویلم بن خارج کہنے لگا۔

''تمہارا اکیلے جانا اچھا نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ یہ جو لشکری یہاں کھڑے ہیں یہ مرقیس کی تجہیز و تکفین کا اہتمام کر لیں گے۔''

اس پر وامس نے عویلم بن خارج کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے دباتے ہوئے کہا۔

''نہیں عویلم! یہ سارا کام تم خود کرو۔ بطورس اور اس کے ساتھی سے میں خود نمٹوں گا۔''

اس موقع پر شوطار نے دخل اندازی کی اور وامس کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

''آپ اکیلے نہیں، آپ کے ساتھ ہم دونوں بھی جائیں گی۔''

Marfat.com

جواب میں وامس نے کچھ نہ کہا، ایک دم پلٹا، جست لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے شوطار اور مریشا بھی اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئی تھیں۔ پھر تینوں اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑانے لگے تھے۔

تھوڑا سا آگے جا کر شوطار اپنے گھوڑے کو وامس کے گھوڑے کے پہلو میں لائی اور بڑے پیار اور محبت سے اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

''وامس! میں ان سارے راستوں سے واقف ہوں۔ بطورس اور اس کے ساتھی کو شک ہو چکا ہو گا کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے آپ یا کوئی اور ان کا تعاقب ضرور کریں گے۔ لہٰذا وہ اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے انطالیہ کا رخ کر رہے ہوں گے۔ میں ایک راستے کو جانتی ہوں جو شاہراہ سے بالکل مختصر ہے۔ اس پر سفر کرتے ہوئے ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں۔''

اس موقع پر شکر گزاری کے انداز میں وامس نے شوطار کی طرف دیکھا پھر کہنے لگا۔

''شوطار! اگر یہ بات ہے تو چلو وہی راستہ اختیار کریں۔''

اس کے بعد وامس اور مریشا دونوں شوطار کے پیچھے پیچھے دائیں جانب سے ہو کر ایک پتلی سی پگڈنڈی پر آگے پیچھے اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا رہے تھے۔

آگے جا کر جب وہ پگڈنڈی انطاکیہ کی طرف جانے والی شاہراہ کی طرف مڑ رہی تھی انہوں نے دیکھا اس شاہراہ پر دو گھوڑ سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑا رہے تھے۔ وامس، مریشا اور شوطار بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے اس شاہراہ پر چڑھ گئے اور ان کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے تھے۔

اب بطورس اور اس کا ساتھی قریب آ رہے تھے۔ اس موقع پر وامس نے مریشا اور شوطار کو مخاطب کیا۔

''دونوں بہنیں اپنی ڈھالیں سنبھال لو۔ اپنی تلواروں پر بھی اپنی گرفت مضبوط کر لو۔ میں ان دونوں کا کیا حشر کرتا ہوں۔ ڈھالیں اور تلواریں سنبھالنے کے لئے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کہیں وہ میرے سامنے سے ہٹ کر تم دونوں میں سے کسی کو نشانہ بنانے کی کوشش نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو تم دونوں اپنا دفاع کر سکو۔''

وامس کے قریب آ کر بطورس اور اس کے ساتھی نے اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچتے ہوئے انہیں روک دیا تھا۔ اس موقع پر بطورس نے وامس کو مخاطب کیا۔

''تو راہ روکنے والے تم ہو۔ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ۔ تو یہ ہیں وہ دونوں جنہوں

Marfat.com

نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انطاکیہ میں مجھے خبر ہوتی کہ تم مسلمان ہو تو میں وہیں تمہاری گردن کاٹ دیتا۔ مجھ سے اس موقع پر بھی غلطی ہوئی کہ انفرادی مقابلے میں، میں نے تمہیں گرفتار کر کے اپنے خیمے کی طرف بھیج دیا اور تم بچ نکلے۔ اس وقت ہی مجھے چاہئے تھا کہ میں تمہاری گردن کاٹ دیتا۔ پر میں نے تمہارا خاتمہ اس لئے نہیں کیا تھا کہ میں تم سے شوطار اور مریشا سے متعلق پوچھنا چاہتا تھا اس لئے کہ ان کا کام تمام کرنے کے لئے زوزان نے مرقیس کے ہاتھ زہر بھیجا تھا اور میں زوزان کو بتانا چاہتا تھا کہ یہ دونوں تمہارے ساتھ مری ہیں کہ نہیں۔ لیکن تم چالبازی سے کام لیتے ہوئے ہمارے لشکر سے بھاگ گئے۔''

بطورس جب خاموش ہوا تب وامس کہنے لگا۔

''جس انفرادی مقابلے کی تم بات کر رہے ہو وہ انفرادی مقابلہ نہیں تھا۔ اگر میرا گھوڑا ٹھوکر کھا کر نہ گرتا تو اس مقابلے میں، میں یقیناً تمہاری گردن کاٹ دیتا۔ میرا تمہارا انفرادی مقابلہ وہ تھا جو انطاکیہ شہر سے باہر کھلے میدان میں ہوا تھا۔ جانتے ہو، تیغ زنی میں تمہیں زیر کرنے کے بعد میں نے تمہیں اپنے ایک ہاتھ پر فضا کے اندر معلق کر دیا تھا۔ بھول گئے ہو اس حادثے کو؟''

بطورس ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

''وہ مقابلہ تھا یا کچھ اور، میں نہیں جانتا۔ لیکن آج میں اپنے ساتھی کے ساتھ تمہارا اور تمہاری ان دو بیویوں کا خاتمہ ضرور کر کے رہوں گا۔''

اس موقع پر وامس نے ڈھال اپنے گھوڑے کی زین کے ہنے سے لٹکا دی تھی۔ تلوار اپنے بائیں ہاتھ میں لے لی تھی۔ دایاں ہاتھ وہ اپنی پیٹی کی طرف لے گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ بطورس اور اس کے ساتھی یہ سمجھنے لگے کہ وہ آگے بڑھ کر حملہ آور ہونا چاہتا ہے لیکن ان دونوں کے قریب جا کر وامس نے اچانک ایک دم پیٹی سے خنجر نکال کر بطورس کے ساتھی کو دے مارا اور وامس کا بھاری خنجر اس کی زرہ کو چیرتا ہوا اس کے دل میں پیوست ہو گیا تھا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔ اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھتے ہوئے بطورس جس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھنا چاہا تھا وہ رک گیا۔

اتنی دیر تک وامس اپنی ڈھال سنبھال چکا تھا۔ دائیں ہاتھ میں تلوار بھی لے لی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ کر بطورس پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے شوطار پر بھی جنون سوار ہو گیا تھا۔ اپنی تلوار اور ڈھال سنبھالتے ہوئے وہ اپنے گھوڑے کو

Marfat.com

ایڑ لگا کر بطورس کی طرف بڑھی جونہی بطورس اس کی طرف متوجہ ہوا اس کی تلوار بلند ہو کر گری اور شانے سے نیچے تک بطورس کو کاٹتی ہوئی چلی گئی تھی۔

وامس اپنے گھوڑے سے اترا۔ اس نے دیکھا بطورس ختم ہو چکا تھا۔ اس موقع پر شوطار آگے بڑھی اور وامس کے دونوں شانے دباتے ہوئے کہنے لگی۔

''زندگی کے ساتھی کی حیثیت سے میں اور مریشا ہمیشہ آپ کی ذات پر فخر کرتی رہیں گی۔''

اتنی دیر تک مریشا بھی اپنے گھوڑے سے اتر چکی تھی اور وامس کی کارگزاری پر اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے اور مسکرا کر اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

اس موقع پر وامس بھی پیار بھرے انداز میں ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

''ہمیں یہاں رک کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ آؤ اپنے گھوڑوں پر بیٹھیں۔ مرنے والوں کے گھوڑوں کو اپنے آگے آگے ہانکتے ہوئے اپنے پڑاؤ کا رخ کریں۔ اگر لشکر وہاں ہوا تو ہم اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوچ کر گیا ہوا تو اس کے پیچھے پیچھے انطاکیہ کا رخ کر جائیں گے۔''

شوطار اور مریشا نے اس سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مرنے والوں کے گھوڑوں کو بھی اپنے ساتھ ہانکتے ہوئے وہ اس سمت کا رخ کر رہے تھے جہاں ان کا پڑاؤ تھا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا لشکر وہاں سے کوچ کر کے جا چکا تھا۔ جہاں مرقیس کے ساتھ ان کی گفتگو ہوئی تھی وہاں ایک تازہ قبر بنی ہوئی تھی۔ اس قبر کے قریب آ کر تینوں اپنے گھوڑوں سے اتر گئے۔ تینوں کچھ دیر تک قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرتے رہے۔ اس موقع پر شوطار رونے لگی تھی جبکہ مریشا اسے اپنے ساتھ لپٹا کر سنبھالنے لگی تھی۔ قبر کے قریب بیٹھ کر وامس ابوالہول رقت آمیز انداز میں فاتحہ خوانی کر رہا تھا۔

اس کے بعد تینوں اداس اور افسردہ سے پیچھے ہٹے۔ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد اپنے لشکر سے ملنے کے لئے اپنے گھوڑوں کو وہ اس شاہراہ پر سرپٹ دوڑا رہے تھے جو اناطولیہ کے میدانوں کی بھول بھلیوں سے ہوتی ہوئی انطاکیہ کی طرف چلی جاتی تھی۔

(ختم شد)

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ کے نامور مصنف
اسلم راہی ایم اے
کے تاریخی ناول

Marfat.com